



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



# صحیح ابن خزیمہ

امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ امی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ  
محقق، علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ و ترجمہ محمد اسماعیل عینی رحمۃ اللہ علیہ

مطبعہ المدینہ، کراچی، پاکستان، ڈاکٹر محمد رفیع شاہ



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

اسرائیل کاٹیج، الفضل مارکیٹ انارڈو بازار لاہور

042-37357587



## فہرست مضامین

- 49 ----- عرض ناشر  
53 ----- عرض مترجم  
55 ----- امام ابن خزیمہ کے حالات زندگی

63 ----- وضو کے متعلق ابواب

نبی اکرم ﷺ سے ثابت حدیث کا بیان کہ وضو کی تکمیل (وضوء کو

مکمل کرنا) اسلام کا جزو ہے ----- 63

اس وضو کے فضائل کا بیان جس کے بعد فرض نماز ادا کی جائے ----- 65

اس وضو کی فضیلت کا بیان جس میں اعضاء تین تین بار دھوئے  
جائیں، اور نفل نماز ادا کی جائے جس میں نمازی اپنے نفس سے

بات چیت نہ کرے ----- 66

بغیر نماز پڑھے، صرف وضو ہی سے گناہ معاف ہونے کا بیان ----- 68

مشقت اور تکلیف کے باوجود مکمل وضو کرنے سے گناہوں کے

معاف ہونے، جنت میں درجات کی بلندی اور ایک نماز کے بعد

دوسری نماز کا انتظار کرنے والے کو جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے

کے برابر ثواب دیے جانے کا بیان ----- 69

نبی اکرم ﷺ کی امت، جسے اللہ تعالیٰ نے بہترین امت بنایا

اور انہیں لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا ہے، کی نشانی قیامت

کے روز آثار وضو ہوگی جس سے وہ پہنچانے جائیں گے ----- 71

وضو میں عضدین (کندھے اور کہنی کے درمیان کے حصے تک

بازو) دھو کر تجلیل کو لہا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے حکم (

کِتَابُ الْوُضُوءِ

۱..... بَابُ ذِكْرِ الْحَبْرِ الثَّابِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِأَنَّ

إِتْمَامَ الْوُضُوءِ مِنَ الْإِسْلَامِ

۲..... بَابُ ذِكْرِ فَضَائِلِ الْوُضُوءِ بِكَوْنِ بَعْدَهُ صَلَاةٌ

مَكْتُوبَةٌ

۳..... بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا بِكَوْنِ

بَعْدَهُ صَلَاةٌ تَطْوَعُ لَا يَحْدِثُ الْمُصَلِّي فِيهَا نَفْسُهُ

۴..... بَابُ ذِكْرِ حَطِّ الْخَطَايَا بِالْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ

ذِكْرِ صَلَاةٍ تَكُونُ بَعْدَهُ

۵..... بَابُ ذِكْرِ حَطِّ الْخَطَايَا وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ فِي

الْجَنَّةِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَإِعْطَاءِ

مُنْتَظِرِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ أَجْرَ الْمَرَابِطِيِّ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ

۶..... بَابُ ذِكْرِ عَلَامَةِ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ

جَعَلَهُمُ اللَّهُ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بِأَنَارِ

الْوُضُوءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَلَامَةٌ يُعْرَفُونَ بِهَا فِي ذَلِكَ

الْيَوْمِ

۷..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ التَّحْجِيلِ بِغَسْلِ

الْعَضْدَيْنِ فِي الْوُضُوءِ إِذِ الْحِلْيَةُ تَبْلُغُ مَوَاضِعَ

- 73..... پر عمل کرنے) کی وجہ سے قیامت کے روز (مومن کا) زیور وضو کے مقامات تک پہنچے گا
- 74..... وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی، اس کے متعلق مجمل غیر منجر حدیث کا بیان
- 76..... گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان
- 77..... اس بات کی دلیل کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے کھڑے ہونے والے کچھ لوگوں پر وضو فرض کیا ہے (یعنی جن کا وضو ٹوٹ چکا ہو) نہ کہ ہر نماز پڑھنے والے پر
- 80..... اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو صرف حدیث سے واجب ہوتا ہے
- 81..... وضو واجب کرنے والے حدیث کے بغیر طہارت کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے وضو کی کیفیت کا بیان
- 83.....
- 83..... پاخانہ، پیشاب اور نیند سے وضو واجب ہونے کا بیان
- 85..... مذی سے وضو کے واجب ہونے کا بیان
- 86..... مذی نکلنے سے وضو کرتے وقت شرم گاہ کو دھونے کے حکم کا بیان
- 87..... مذی (نکلنے) سے شرم گاہ کو دھونے کا حکم ہے
- 89..... اس بات کی دلیل کا بیان کہ مذی نکلنے سے شرم گاہ کو دھونا اور اسے چھینے مارنا مستحب ہے فرض اور واجب نہیں
- اس رتج کے نکلنے سے وضو کے وجوب کا بیان جس کی آواز کانوں
- الْوُضُوءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحُكْمِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ
- ۸..... بَابُ نَفْيِ قَبُولِ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ بِذِكْرِ خَيْرِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسِّرٍ
- ۹..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسِّرِ لِلْفَقْطَةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا
- ۱۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا أَوْجَبَ الْوُضُوءَ عَلَى بَعْضِ الْقَائِمِينَ إِلَى الصَّلَاةِ لَا عَلَى كُلِّ قَائِمٍ إِلَى الصَّلَاةِ
- ۱۱..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا مِنْ حَدِيثٍ
- ۱۲..... بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى طَهْرٍ مِنْ غَيْرِ حَدِيثٍ كَانَ مِمَّا يُوجِبُ الْوُضُوءَ جَمَاعُ الْأَبْوَابِ الْأَحْدَاثِ الْمُوجِبَةِ لِلْوُضُوءِ وَضُوكُو وَاجِبِ كَرْنِ الْوَالِ احْدَاثِ الْوَابِ كَالْمَجْمُوعِ
- ۱۳..... بَابُ ذِكْرِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ وَ النَّوْمِ
- ۱۴..... بَابُ ذِكْرِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ
- ۱۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِغَسْلِ الْفَرْجِ مِنَ الْمَذْيِ مَعَ الْوُضُوءِ
- ۱۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَضْحِجِ الْفَرْجِ مِنَ الْمَذْيِ
- ۱۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِ الْفَرْجِ وَ تَضْحِجِهِ مِنَ الْمَذْيِ أَمْرٌ نَذْبٌ وَ إِشَادَةٌ، لَا أَمْرٌ فَرِيضَةٌ إِيْجَابٍ
- ۱۸..... بَابُ ذِكْرِ وُجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ

89 ----- سے سنی جائے یا ناک سے بوجھوس کی جائے -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو صرف یقینی حدیث ہی سے واجب ہوتا ہے ----- 90 -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ الف ولام کے ساتھ معرفہ بننے والا اسم کبھی ان تمام معانی کا احاطہ نہیں کرتا جو اس اسم میں داخل ہوتے ہیں ----- 91 -----

92 ----- رسول اللہ ﷺ سے مروی مختصر روایت کا بیان -----

92 ----- گذشتہ مختصر روایت کی مفسر روایت کا بیان -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ لس (چھوٹا) کبھی ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اس شخص کے قول کے برعکس جو کہتا ہے کہ لس صرف شرم گاہ کے شرم گاہ میں جماع کرنے ہی کو کہتے ہیں ----- 95 -----

98 ----- ۲۳..... اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا حکم -----

101 ----- شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا مستحب ہے -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بے وضو شخص پر نماز کے وقت سے پہلے وضو واجب نہیں ہوتا ----- 102 -----

104 ----- ایسے افعال کا مجموعہ جو وضو کو واجب نہیں کرتے -----

اس حدیث کا بیان جو اس بات کی دلیل ہے کہ پیشاب یا پاخانے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے خون کا نکلنا وضو واجب نہیں کرتا 104

107 ----- اس بات کی دلیل کا بیان کہ گندگی روندنا وضو کو واجب نہیں کرتا -----

جس کھانے کو آگ سے گرم کیا جائے یا پکایا جائے اس کے کھانے سے وضو واجب نہیں ہوتا ----- 108 -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی ﷺ نے جس گوشت کے

الَّذِي يَسْمَعُ صَوْتَهَا بِالْأَذْنِ أَوْ يُوجَدُ رَائِحَتَهَا  
بِالْأَنْفِ

19..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لَا  
يَجِبُ إِلَّا بِبَيِّنٍ حَدِيثٌ

20..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِسْمَ بِاسْمِ  
الْمَعْرِفَةِ بِالْأَلْفِ وَاللَّامِ قَدْ لَا يَحْوِي جَمِيعَ  
الْمَعَانِي الَّتِي تَدْخُلُ فِي ذَلِكَ الْإِسْمِ

21..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُويٍ مُخْتَصِرًا عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ

22..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُتَقَصِّصِي لِلْفِطْةِ  
الْمُخْتَصِرَةِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا

23..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّمَسَ قَدْ يَكُونُ  
بِالْيَدِ ، ضِدُّ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّمَسَ لَا يَكُونُ إِلَّا  
بِجَمَاعٍ بِالْفَرْجِ فِي الْفَرْجِ

24..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ

25..... بَابُ اسْتِجَابِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

26..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُحَدِّثَ لَا  
يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ قَبْلَ وَقْتِ الصَّلَاةِ

جَمَاعُ أَبْوَابِ الْأَفْعَالِ اللَّوَاتِي لَا تُوجِبُ الْوُضُوءَ

27..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلَى أَنَّ خُرُوجَ الدَّمِ  
مِنْ غَيْرِ مَخْرَجِ الْحَدِيثِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

28..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ وِطَاءَ الْأَنْجَاسِ  
لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

29..... بَابُ إِسْقَاطِ إِنْجَابِ الْوُضُوءِ مِنْ أَكْلِ مَا  
مَسَّتْهُ النَّارُ أَوْ غَيْرُهُ

30..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّحْمَ الَّذِي

کھانے سے وضو نہیں کیا تھا وہ بکری کا گوشت تھا، اونٹ کا گوشت نہیں

109

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا آگ پر گرم ہونے والی یا اس پر پکنے والی چیز کھا کر وضو نہ کرنا، آگ سے گرم ہونے والی یا اس پر پکنے والی چیز سے آپ کے وضو کرنے کا ناخ

110

ہے ..... ۳۲..... گوشت کھانے سے ہاتھ نہ دھونے اور کھلی نہ کرنے کی رخصت ہے کیونکہ عرب کبھی ہاتھ دھونے کو بھی وضو کہہ دیتے ہیں۔

110

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بدکلامی اور فحش گوئی وضو واجب نہیں کرتی۔

112

دودھ پی کر کھلی کرنا مستحب ہے۔

112

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دودھ پی کر منہ سے پھٹائی ختم کرنے اور صفائی کے لیے کلی کرنا مستحب ہے دودھ پی کر کھلی کرنا واجب نہیں ہے۔

113

اس بات کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان نیند میں فرق رکھا ہے۔

113

پیشاب اور پاخانے کے لیے جاتے ہوئے اور ان سے فراغت کے وقت ضروری آداب کا مجموعہ۔

116

قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور صحراؤں میں جانا چاہیے۔

116

پیشاب کرتے وقت لوگوں سے (زیادہ) دور نہ جانے کی رخصت ہے۔

117

قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔

118

عورتوں کو قضائے حاجت کے لیے رات کے وقت صحراؤں میں

تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ الْوُضُوءَ مِنْ أَكْلِهِ كَانَ لَحْمَ عَتَمٍ ،

لَا لَحْمَ إِبِلٍ

۳۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ تَرَكَ النَّبِيِّ ﷺ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ أَوْ غَيَّرَتْ نَابِخَ لَوْضُوئِهِ كَانَ وَمَا مَسَّتِ النَّارُ أَوْ غَيَّرَتْ

۳۲..... بَابُ الرُّحْصَةِ فِي تَرَكَ غَسْلِ الْيَدَيْنِ وَ الْمَضْمَضَةِ مِنْ أَكْلِ اللَّحْمِ إِذَا عَرَبٌ قَدْ تَسْمَى غَسَلَ الْيَدَيْنِ وَ وضوًا

۳۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكَلَامَ السَّيِّءَ وَ الْفَحْشَى فِي الْمَنْطِقِ لَا يُوجِبُ وَضُوءًا

۳۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ

۳۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَضْمَضَةَ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ اسْتِحْبَابٌ لِإِزَالَةِ الدَّسَمِ مِنَ الْقَمِّ وَ إِذْهَابِهِ ، لَا لِإِجَابِ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِهِ

۳۶..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ نَبِيِّهِ ﷺ وَ بَيْنَ أُمَّتِهِ فِي النَّوْمِ

جَمَاعُ أَبْوَابِ الْأَدَابِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهَا فِي إِيْتَانِ الْغَائِطِ وَ النَّبُولِ إِلَى الْفَرَاعِ مِنْهَا

۳۷..... بَابُ التَّبَاعُدِ عَنِ الْغَائِطِ فِي الصَّحَارَى عَنِ النَّاسِ

۳۸..... بَابُ الرُّحْصَةِ فِي تَرَكَ التَّبَاعُدِ عَنِ النَّاسِ عِنْدَ النَّبُولِ

۳۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِسْتِئْذَانِ عِنْدَ الْغَائِطِ .

۴۰..... بَابُ الرُّحْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ لِلْبَرَازِ



- 119 ----- جانے کی اجازت ہے
- 119 ----- بدن اور کپڑوں کو پیشاب لگنے سے بچانا چاہیے، اگر بدن یا کپڑوں کو پیشاب لگ جائے تو اسے نہ دھونے پر سخت وعید ہے -- 120
- 122 ----- پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے اور پشت کرنے کی ممانعت کے متعلق نبی ﷺ سے مروی حدیث کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور مراد خاص ہے ----- 122
- 122 ----- قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کے متعلق نبی ﷺ سے مجمل غیر مفسر ممانعت کے بعد ----- 122
- 123 ----- گزشتہ دو ابواب میں مذکور دو احادیث کی تفسیر کرنے والی حدیث کا بیان ----- 123
- 125 ----- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت ہے ----- 125
- 126 ----- کھڑے ہو کر پیشاب کرتے وقت ناگوں کو پھیلانا مستحب ہے کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ پیشاب رانوں اور پنڈلیوں پر نہ پھیلے ----- 126
- 126 ----- پیشاب کرنے والے کو پانی بہانے والا کہنا مکروہ ہے ----- 126
- 127 ----- پیالے یا تھاں میں پیشاب کرنے کی رخصت ہے ----- 127
- 127 ----- ایسے کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے جو چلتا نہ ہو اس ممانعت میں چلتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی رخصت کی دلیل بھی ہے ----- 127
- 128 ----- مسلمانوں کے راستے اور ان کی سایہ دار بیٹھنے کی جگہوں میں قضاے حاجت کرنا منع ہے ----- 128
- 130 ----- شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونا منع ہے ----- 130
- 130 ----- ۵۲..... بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت شیطان ملعون سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگنی چاہیے ----- 130
- 130 ----- قضاے حاجت کے بعد استنجا کرنے کے لیے ڈھیلے گن کر استعمال
- بِاللَّيْلِ إِلَى الصَّحَارَى
- ۴۱..... بَابُ التَّحْفُظِ مِنَ الْبَوْلِ كَيْ لَا يَصِيبَ الْبَدْنَ وَ الْيَتَابَ وَ التَّغْلِيظُ فِي تَرْكِ غَسْلِهِ إِذَا أَصَابَ الْبَدْنَ أَوْ الْيَتَابَ
- ۴۲..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَ اسْتِدْبَارِهَا عِنْدَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ ، بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ
- ۴۳..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْبَوْلِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بَعْدَ
- ۴۴..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسِّرِ لِلْخَبَرِ ابْنِ اللَّذَيْنِ ذَكَرْتُهُمَا فِي الْبَابَيْنِ الْمُتَقَدِّمَيْنِ
- ۴۵..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا
- ۴۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَفْرِيجِ الرَّجْلَيْنِ عِنْدَ الْبَوْلِ قَائِمًا ، إِذْ هُوَ آخِرُ أَنْ لَا يَنْشُرَ الْبَوْلُ عَلَى الْفُجْذَيْنِ وَ السَّاقَيْنِ
- ۴۷..... بَابُ كَرَاهِيَةِ تَسْمِيَةِ الْبَائِلِ مُهْرِيْفًا لِلْمَاءِ
- ۴۸..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبَوْلِ فِي الْبِطْسَاسِ
- ۴۹..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ الَّذِي لَا يَجْرِي وَ فِي نَهْيِهِ عَنِ ذَلِكَ دَلَالَةٌ عَلَى إِبَاحَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الْجَارِي
- ۵۰..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَوُّطِ عِلَّةً طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَ ظَلَمِهِمُ الَّذِي هُوَ مَجَالِسُهُمْ
- ۵۱..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ
- ۵۲..... بَابُ الاسْتِعَاذَةِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ عِنْدَ دُخُولِ الْمُتَوَضَّأِ
- ۵۳..... بَابُ إِعْدَادِ الْأَحْجَارِ لِلْاسْتِنْجَاءِ عِنْدَ

- کرنا ----- 131
- تقاضے حاجت کرتے وقت باتیں کرنا منع ہے ----- 132
- مسلمان شخص کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ کی طرف دیکھنا منع ہے ----- 133
- پیشاب کرنے والے کو سلام کیا جائے تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے ----- 134
- پتھروں سے استنجا کرنے کے ابواب کا مجموعہ ----- 135
- پتھروں (ڈھیلوں) سے استنجا کرنے کے حکم کا بیان ----- 135
- استنجا کرنے کے لیے جفت کی بجائے طاق پتھر کرنے کا حکم ہے ----- 136
- اس بات کی دلیل کا بیان کہ استنجا کے لیے طاق ڈھیلے استعمال کرنے کے حکم سے مراد وہ طاق ہے جو ایک سے زائد، تین یا اس سے زائد ہو (مثلاً پانچ، سات.....) کیونکہ ایک پر بھی کبھی طاق کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایک ڈھیلے سے استنجا کرنا کافی نہیں ہوتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ استنجا کے لیے تین سے کم پتھروں کو کافی نہ سمجھا جائے ----- 137
- اس بات کی دلیل کا بیان کہ استنجا کے لیے طاق ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم استحبی ہے، وجوبی نہیں ----- 138
- دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے ----- 138
- تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنا منع ہے ----- 140
- تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے سے منع کی دلیل کا بیان ----- 140
- اس سبب کا بیان جس کی وجہ سے ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے ----- 141
- پانی سے استنجا کرنے کے ابواب کا مجموعہ ----- 144

إِتْيَانِ الْغَائِطِ

۵۴..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُحَادَثَةِ عَلَى الْغَائِطِ

۵۵..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَظَرِ الْمُسْلِمِ إِلَى عَوْرَةِ

أَخِيهِ الْمُسْلِمِ

۵۶..... بَابُ كَرَاهِيَةِ رَدِّ السَّلَامِ يُسَلِّمُ عَلَى الْبَائِلِ

جَمَاعُ الْأَبْوَابِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ

۵۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِالِاسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ

۵۸..... بَابُ الْأَمْرِ بِالِاسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ وَتَرَا

شَفْعًا

۵۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالِاسْتِنْجَاءِ

وَتَرَا، هُوَ الْوُثْرُ الَّذِي يَزِيدُ عَلَى الْوَاحِدِ،

الثَّلَاثُ فَمَا فَوْقَهُ مِنَ الْوُثْرِ، إِذَا الْوَاحِدُ قَدْ يَفْعُ

عَلَيْهِ اسْمُ الْوُثْرِ وَالِاسْتِنْجَاءُ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ غَيْرُ

مُحْجَرَةٍ إِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَنْ لَا يُكْتَفَى بِدُونِ

ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ

۶۰..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُثْرِ فِي

الِاسْتِنْجَاءِ أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ لَا أَمْرٌ إِجْبَابٌ

۶۱..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

۶۲..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِدُونِ ثَلَاثَةِ

أَحْجَارٍ

۶۳..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِنْجَاءِ

بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ

۶۴..... بَابُ ذِكْرِ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا زُجِرَ عَنِ

الِاسْتِنْجَاءِ بِالْعِظَامِ وَالرُّوْتِ

جَمَاعُ الْأَبْوَابِ، الْإِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ

پانی سے طہارت حاصل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے، اس تعریف کا بیان ----- 144

نبی ﷺ کے پانی سے استنجا کرنے کا بیان ----- 145

پانی سے استنجا کرنے کو فطرت کا نام دیا گیا ہے ----- 146

پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں کو زمیں پر رگڑنا اور پانی سے دھونا ----- 147

بیت الخلاء سے نکلنے پر دعا پڑھنی چاہیے ----- 148

اس پانی کے ابواب کے مجموعے کا بیان جو ناپاک نہیں ہوتا اور وہ پانی جو نجاست ملنے سے ناپاک ہو جاتا ہے ----- 149

اس حدیث کا بیان جو نبی اکرم ﷺ سے پانی کے ناپاک ہونے کی نفی کے بارے میں مجمل غیر مفسر الفاظ کے ساتھ مروی ہے، اس کے الفاظ عام ہیں اور اس سے مراد خاص ہے ----- 149

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان ----- 150

کھڑے پانی میں چنبی کے نہانے کی ممانعت کا بیان، عام الفاظ کے ساتھ جب کہ اس سے مراد خاص ہے۔ اس میں دلیل بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی“ کے الفاظ عام ہیں جب کہ ان سے مراد خاص ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ آپ کی مراد وہ پانی ہے جو دو منگے یا اس سے زیادہ ہو ----- 152

اس کھڑے پانی سے وضو کرنے اور پینے کی ممانعت کا بیان جس میں پیشاب کیا گیا ہو، اس کا بیان عام الفاظ کے ساتھ ہے جبکہ مراد خاص ہے ----- 153

کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے دھونے کا حکم ہے ----- 153

جس پانی میں کتا منہ ڈال دے اسے بہانے اور برتن کو دھونے کا حکم ہے ----- 154

۶۵..... بَابُ ذِكْرِ نَسَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْمُطَهَّرِينَ بِالْمَاءِ

۶۶..... بَابُ ذِكْرِ اسْتِنْجَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَاءِ .

۶۷..... بَابُ تَسْمِيَةِ الاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ فِطْرَةً .

۶۸..... بَابُ ذَلِكَ الْبَدِّ بِالْاَرْضِ وَغَسْلِهِمَا بَعْدَ الْفِرَاقِ مِنَ الاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

۶۹..... بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْخُرُوجِ مِنَ الْمُتَوَضَّأِ . جَمَاعُ الْاَبْوَابِ ، ذِكْرُ الْمَاءِ الَّذِي لَا يَنْجُسُ وَالَّذِي يَنْجُسُ إِذَا خَالَطَتْهُ نَجَاسَةٌ

۷۰..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي نَفْسِي تَنْجِيسِ الْمَاءِ بِلَفْظِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ ، بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

۷۱..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتَهَا

۷۲..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ، بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ ﷺ ((وَالْمَاءُ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ)) لَفْظٌ عَامٌ مُرَادُهُ خَاصٌّ ، عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ قَبْلُ . أَرَادَ الْمَاءَ الَّذِي يَكُونُ قُلْتَيْنِ فَصَاعِدًا .

۷۳..... بَابُ السُّنْهِي عَنِ الْوَضُوءِ مِنَ الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي قَدْ بَيَّلَ فِيهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ مِنْهُ بِذِكْرِ لَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

۷۴..... بَابُ الْأَمْرِ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وَتُوغِ الْكَلْبِ

۷۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِإِهْرَاقِ الْمَاءِ الَّذِي وَلَعَ فِيهِ الْكَلْبُ

نیند سے بیدار ہونے والے شخص کا، اپنا ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈالنے کی ممانعت ہے۔ ----- 156

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے“ سے آپ کی مراد یہ ہے کہ اسے علم نہیں ہے کہ اس کا ہاتھ اس کے جسم پر کہاں لگا ہے۔ ----- 156

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کی گوہر اگر پانی میں مل جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں۔ ----- 157

بلی کے جوٹھے سے وضو کرنے کی رخصت ہے۔ ----- 159

اس بات کی دلیل کا بیان کہ کبھی کا پانی میں گرنا اسے ناپاک نہیں کرتا۔ ----- 162

استعمال شدہ پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ ----- 163

وضو کرنے والے کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ ----- 164

عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ ----- 165

عورت کے غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ ----- 165

اس بات کی دلیل کا بیان کہ حائضہ عورت کا جو ٹھانا پاک نہیں ہے۔ ----- 166

سمندر کے پانی سے غسل اور وضو کرنے کی رخصت ہے کیونکہ اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے۔ ----- 167

مشروکوں کے برتنوں اور مشکیزوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل کرنے کی رخصت ہے، اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ مشروکوں کی دباغت سے چڑے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ ----- 169

۷۶..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ غَمْسِ الْمُسْتَقِظِ مِنَ النَّوْمِ يَدُهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا

۷۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيَّنَ بَاتَتْ يَدُهُ مِنْهُ ، أَيْ أَنَّهُ لَا يَدْرِي أَيَّنَ آتَتْ يَدُهُ مِنْ جَسَدِهِ

۷۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ إِذَا خَالَطَهُ قَرَتْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمَهُ لَمْ يَنْجَسْ

۷۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْوُضُوءِ بِسُورِ الْهَرَّةِ

۸۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ سَقُوطَ الدُّبَابِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْجِسُهُ

۸۱..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ

۸۲..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْمُتَوَضَّئِ

۸۳..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ

۸۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ بِفَضْلِ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۸۵..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ سُورَ الْحَائِضِ لَيْسَ يَنْجَسِ

۸۶..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ ، إِذْ مَاءُهُ طَهُورٌ ، مَبْتَنٌ حِلٌّ

۸۷..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْمَاءِ الَّذِي يَكُونُ فِى أَوَانِي أَهْلِ الشِّرْكِ وَأَسْقِيَتِهِمْ ، وَالِدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْإِهَابَ يَطْهَرُ بِدَبَاغِ الْمُشْرِكِينَ إِيَّاهُ

مردار کے دباغت شدہ چمڑے میں موجود پانی سے وضو کرنا جائز ہے ----- 170

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک نہیں ہے اور اگر وہ پانی میں مل جائے تو پانی پلید نہیں ہوتا ----- 171

ایک مد پانی سے وضو کرنے کی اجازت کے متعلق نبی ﷺ سے مروی حدیث کا بیان ----- 172

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو کرنے کے لیے ایک مد پانی کی مقدار مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مد پانی سے کیا گیا وضو درست ہے ----- 173

ایک مد سے کم پانی سے وضو کرنے کی رخصت ہے ----- 174

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو کرنے کے لیے پانی کی ایسی مقدار مقرر نہیں ہے کہ جس سے کمی دیشی کرتے ہوئے وضو کرنے والا تنگی اور حرج محسوس کرے ----- 175

(وضو کرتے وقت) پانی کے استعمال میں میانہ روی مستحب ہے اور اسراف کرنا مکروہ ہے۔ نیز پانی کے دوسو سے بچنا چاہئے ----- 176

ان برتنوں کے متعلق ابواب کا مجموعہ جن سے وضو اور غسل کیا جاتا ہے ----- 177

پیتل کے برتن میں وضو اور غسل کرنا جائز ہے ----- 177

شیشے کے برتن سے وضو کرنا جائز ہے ----- 178

چمڑے کے چھوٹے اور بڑے برتن سے وضو کرنا جائز ہے۔ ----- 179

ٹب اور بڑے پیالوں سے وضو کرنا جائز ہے ----- 180

ان برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم ہے جن میں وضو کا پانی ہو، اس سلسلے

۸۸..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الوُضُوءِ مِنَ المَاءِ يَكُونُ فِي جُلُودِ المَيِّتَةِ إِذَا دُبِعَتْ

۸۹..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ أَبْوَالَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ لَيْسَ يَنْجَسُ ، وَلَا يَنْجَسُ المَاءَ إِذَا خَالَطَهُ

۹۰..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِجَازَةِ الوُضُوءِ بِالمُدِّ مِنَ المَاءِ

۹۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ تَوْقِيتَ المُدِّ مِنَ المَاءِ لِلوُضُوءِ ، أَنَّ الوُضُوءَ بِالمُدِّ يَجْزِي

۹۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الوُضُوءِ بِأَقَلِّ مِنَ قَدْرِ المُدِّ مِنَ المَاءِ

۹۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ لَا تَوْقِيتَ فِي قَدْرِ المَاءِ الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ المَرءُ فَيَصِيقُ عَلَى المَتَوَضِّئِ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهِ أَوْ يَنْقُصَ مِنْهُ

۹۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ النَّصْدِ فِي صَبِّ المَاءِ وَ كَرَاهَةِ التَّعْدِي فِيهِ وَ الأَمْرُ بِاتِّقَاءِ وَسَوْمَةِ المَاءِ

جَمَاعُ الأَبْوَابِ ، الأَوَانِي المِوَاتِي يَتَوَضَّأُ فِيهَا أَوْ يَغْتَسِلُ

۹۵..... بَابُ إِبَاحَةِ الوُضُوءِ وَ الغَسْلِ فِي أَوَانِي النِّحَاسِ

۹۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الوُضُوءِ مِنْ أَوَانِي الزُّجَاجِ

۹۷..... بَابُ إِبَاحَةِ الوُضُوءِ مِنَ الرُّكُوعِ وَ القَعْبِ

۹۸..... بَابُ إِبَاحَةِ الوُضُوءِ مِنَ الحِجْفَانِ وَ القِصَاعِ

۹۹..... بَابُ الأَمْرِ بِتَغْطِيَةِ الأَوَانِي الَّتِي يَكُونُ فِيهَا



194 ----- وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے

نیند سے بیدار ہو کر دونوں ہاتھوں کو کسی برتن میں ڈالنے سے پہلے

195 ----- تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے

قیاس اور شخصی رائے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی

196 ----- مخالفت کرنا مکروہ ہے

دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے انہیں دھونے کی کیفیت

197 ----- اور نبی اکرم ﷺ کے وضو کے طریقے کا بیان

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے اور

198 ----- اعضاے وضو ایک ایک مرتبہ دھونا جائز ہے

نیند سے بیدار ہو کر ناک صاف کرنے کے حکم اور اس علت کا

199 ----- بیان جس کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ہے

وضو کرنے والا اگر روزے دار نہ ہو تو وضو کرتے ہوئے ناک میں

200 ----- خوب اچھی طرح اس کو پانی چڑھانا چاہئے

200 ----- وضو میں چہرہ دھوتے وقت دائرہ کا خلال کرنا

چہرہ دھونے وقت چہرے کو پانی سے اچھی طرح ملنا مستحب

202 ----- ہے

سر کے مسح کے لیے دونوں ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی کے علاوہ

203 ----- نیا پانی لینا مستحب ہے

دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کرنا مستحب ہے تاکہ سارے سر کا مسح

ہو جائے، اور مسح کی کیفیت کا بیان، اور مسح پھیلنے کی جانب سے پہلے

204 ----- پیشانی سے شروع کیا جائے گا

اس بات کی دلیل کا بیان کہ سر کا مسح ہاتھوں پر بچی ہوئی تری سے

وَالْغُسْلِ

۱۱۰..... بَابُ ذِكْرِ تَسْمِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ

الْوُضُوءِ

۱۱۱..... بَابُ الْأَمْرِ بِغَسْلِ الْيَدَيْنِ ثَلَاثًا ، عِنْدَ

الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ

۱۱۲..... بَابُ كَرَاهَةِ مَعَارِضَةِ خَيْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ

السَّلَامُ بِالْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ

۱۱۳..... بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا

الْإِنَاءَ وَصِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۱۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الْمُمْضَمَّةِ وَالْإِسْتِشْقَاقِ مِنْ

عُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَالْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

۱۱۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِسْتِشْقَاقِ عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ

مِنَ النَّوْمِ ، وَذِكْرِ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا أُمِرَ بِهِ

۱۱۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَبَاغَةِ فِي الْإِسْتِشْقَاقِ إِذَا

كَانَ الْمُتَوَضِّعُ مُفْطَرًا غَيْرَ صَائِمٍ

۱۱۷..... بَابُ تَخْلِيلِ الْإِخِيَّةِ فِي الْوُضُوءِ عِنْدَ

غَسْلِ الْوَجْهِ

۱۱۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلِّ الْوَجْهِ بِالْمَاءِ عِنْدَ

غَسْلِ الْوَجْهِ

۱۱۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَجْدِيدِ حَمْلِ الْمَاءِ

لِمَسْحِ الرَّأْسِ غَيْرَ فَضْلِ بَلَلِ الْيَدَيْنِ

۱۲۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ مَسْحِ الرَّأْسِ بِالْيَدَيْنِ

جَمِيعًا لِيَكُونَ أَوْعَبَ لِمَسْحِ جَمِيعِ الرَّأْسِ .

وَصِفَةِ الْمَسْحِ ، وَالْبَدْءِ بِمُقَدِّمِ الرَّأْسِ قَبْلَ

الْمُوَخَّرِ فِي الْمَسْحِ

۱۲۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى

- ہوگا نہ کہ اصل پانی سے جس طرح کہ پانی سے (کوئی عضو) دھویا جاتا ہے ----- 205
- وضو میں اپنے تمام سر کا مسح کرنا ----- 205
- دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کا مسح کرنا ----- 206
- اس بات کی دلیل کا بیان کہ وہ دونوں نٹھے جہاں تک وضو کرنے والے کو پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے وہ قدم کے دونوں جانب ابھری ہوئی دو ہڈیاں ہیں۔ قدم کے اوپر ابھری ہوئی چھوٹی ہڈی مراد نہیں ہے جیسا کہ بعض کم فہم اور عرب لغت نہ جاننے والے شیخی خوروں کو وہم ہوا ہے ----- 206
- وضو میں ایڑیوں کے نہ دھونے پر وعید کا بیان ----- 209
- وضو میں قدموں کے نچلے حصے کو نہ دھونے پر وعید و عذاب کا بیان ----- 210
- رافضیوں اور خارجیوں کے دعوے کے برعکس اس بات کی دلیل کا بیان کہ قدموں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے ----- 211
- اس بات کی دلیل کا بیان کہ اللہ عزوجل نے اپنے فرمان: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ ”پاؤں نٹھوں سمیت“ میں رافضیوں اور خارجیوں کے دعوے کے برعکس قدموں کو دھونے کا حکم دیا ہے مسح کرنے کا نہیں ----- 212
- وضو میں پاؤں پر مسح کرنے اور انہیں نہ دھونے پر وعید کا بیان ----- 213
- وضو میں پاؤں کی انگلیاں دھونے کا بیان ----- 214
- وضو میں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ----- 214
- نبی اکرم ﷺ کے تین تین بار وضو کرنے کی کیفیت کا بیان

الرَّأْسِ إِنَّمَا يَكُونُ بِمَا يَتَّقَى مِنْ بَلَلِ الْمَاءِ عَلَى الْيَدَيْنِ، لَا يَنْفَسُ الْمَاءَ كَمَا يَكُونُ الْغَسْلُ بِالْمَاءِ

۱۲۲..... بَابُ مَسْحِ جَمِيعِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ

۱۲۳..... بَابُ مَسْحِ بَاطِنِ الْأُذُنَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا

۱۲۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَيْهِ أَنَّ الْكَعْبَيْنِ اللَّذَيْنِ أَمَرَ الْمُتَوَضِّعُ بِغَسْلِ الرَّجْلَيْنِ إِلَيْهِمَا، الْعَظْمَانِ السَّائِئَتَيْنِ فِي جَانِبَيْ الْقَدَمِ، لَا الْعَظْمَ الصَّغِيرُ السَّائِيَّ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ، عَلَى مَا يَتَوَهَّمُهُ مِنْ يَتَحَدَّثُ مَنْ لَا يَفْهَمُ الْعِلْمَ وَلَا لُغَةَ الْعَرَبِ

۱۲۵..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْعَقَبَيْنِ فِي الْوُضُوءِ

۱۲۶..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ بَطُونِ الْأَقْدَامِ فِي الْوُضُوءِ

۱۲۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ غَيْرُ جَائِزٍ، لَا كَمَا زَعَمَتِ الرِّوَاغِضُ وَالْمَخَوَارِجُ

۱۲۸..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا أَمَرَ بِغَسْلِ الْقَدَمَيْنِ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ لَا بِمَسْحِهِمَا، عَلَى مَا زَعَمَتِ الرِّوَاغِضُ وَالْمَخَوَارِجُ

۱۲۹..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرَّجْلَيْنِ وَتَرْكِ غَسْلِهِمَا فِي الْوُضُوءِ

۱۳۰..... بَابُ غَسْلِ أَنْامِلِ الْقَدَمَيْنِ فِي الْوُضُوءِ

۱۳۱..... بَابُ تَخْلِيلِ أَصَابِعِ الْقَدَمَيْنِ فِي الْوُضُوءِ

۱۳۲..... بَابُ صِلْفَةِ وَضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا



- 215 -----  
 215 ----- دو دو بار وضو کرنا جائز ہے  
 216 ----- ایک مرتبہ وضو کرنا جائز ہے  
 بعض اعضاء وضو کو جفت اور بعض کو طاق مرتبہ دھونا جائز ہے  
 216 -----  
 اعضاء وضو کو تین سے زیادہ مرتبہ دھونے پر وعید کا بیان  
 218 -----  
 219 ----- وضو مکمل کرنے کا حکم  
 تکلیف اور مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنا گناہوں کی بخشش اور نیکیوں میں اضافے کا باعث ہے  
 220 -----  
 وضو میں دائیں طرف سے (اعضائے وضو) دھونا مستحب ہے واجب نہیں  
 221 -----  
 اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم استحبی اور اختیاری ہے، فرضی یا وجوبی حکم نہیں ہے  
 221 -----  
 222 ----- گڑی پر مسح کرنے کی رخصت ہے  
 224 ----- موزوں پر مسح کرنے کے ابواب کا مجموعہ  
 مجمل، غیر مفسر روایات کے ذریعے مسافر اور مقیم شخص کے لیے مدت کے تعین کے ذکر کے بغیر موزوں پر مسح کرنے کا بیان  
 224 -----  
 حضر (قیام کی حالت) میں نبی اکرم ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا  
 225 -----  
 سورہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے کا بیان، اس شخص کے دعوے کے برعکس جو کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے موزوں پر مسح کیا تھا  
 226 -----

ثَلَاثًا

- ۱۳۳..... بَابُ إِسَاحَةِ الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ  
 ۱۳۴..... بَابُ إِسَاحَةِ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً  
 ۱۳۵..... بَابُ إِسَاحَةِ غَسْلِ بَعْضِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ شَفَعًا وَبَعْضِهِ وَفَرًّا  
 ۱۳۶..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي غَسْلِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ  
 ۱۳۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ  
 ۱۳۸..... بَابُ ذِكْرِ تَكْفِيرِ الْخَطَايَا وَالزِّيَادَةِ فِي الْحَسَنَاتِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ  
 ۱۳۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالتَّيَامُنِ فِي الْوُضُوءِ، أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ لَا أَمْرٌ إِجْبَابٌ  
 ۱۴۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالتَّبْدِءِ بِالتَّيَامُنِ فِي الْوُضُوءِ أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ وَاسْتِحْبَابٌ لَا أَمْرٌ فَرَضٍ وَإِجْبَابٌ  
 ۱۴۱..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ جَمَاعُ أَبْوَابٍ، الْمَسْحُ عَلَى الْحُقُوفِ  
 ۱۴۲..... بَابُ ذِكْرِ الْمَسْحِ عَلَى الْحُقُوفِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ تَوَقُّفِ لِمُسَافِرٍ وَلِلْمَقِيمِ بِذِكْرِ أَخْبَارٍ مُجْمَلَةٍ غَيْرِ مُفَسَّرَةٍ  
 ۱۴۳..... بَابُ ذِكْرِ مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْحُقُوفِ فِي الْحَضَرِ  
 ۱۴۴..... بَابُ ذِكْرِ مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْحُقُوفِ بَعْدَ نَزُولِ سُورَةِ الْمَائِدَةِ ضِدُّ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا مَسَحَ عَلَى الْحُقُوفِ قَبْلَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ



اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا دونوں قدموں پر مسح کرنا طہارت (باوضو ہونے) کی حالت میں تھا۔ بے وضو ہونے کی حالت میں نہ تھا۔ ----- 237

وضو کرنے والا، وضو (میں سہولت) کے لیے کسی پانی ڈالنے والے کی مدد لے سکتا ہے صوفیوں کے مذہب کے برعکس جو اسے تکبر سمجھتے ہیں۔ ----- 238

ایک ہی برتن سے پوری جماعت وضو کر سکتی ہے۔ ----- 239

ایک ہی برتن سے مرد و خواتین کے وضو کرنے کی رخصت ہے۔ ----- 239

غیر واجب، اضافی طہارت اور مستحب وضو کے متعلق ابواب کا مجموعہ ----- 241

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ وہ ذکر بغیر وضو بھی جائز ہو۔ ----- 241

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کرنا اس لیے تھا کہ طہارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا افضل ہے، اس لیے نہیں کہ بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ----- 242

وضو کیے بغیر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی رخصت ہے، حالانکہ قرآن مجید کی تلاوت افضل ترین ذکر ہے۔ ----- 242

دعا اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ تا کہ آدمی دعا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے وقت پاک (باوضو) ہو۔ ----- 244

جب شخص سونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے وضو کرنا

۱۵۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَانَ وَهُوَ طَاهِرًا لَا مُحَلَّتٌ

۱۵۷..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِعَانَةِ الْمُتَوَضِّئِ بِمَنْ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ لِيُطَهِّرَ خِلَافَ مَذْهَبِ مَنْ يَتَوَهَّمُ مِنَ الْمُتَوَضِّئِ أَنَّ هَذَا مِنَ الْكِبْرِ

۱۵۸..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي وُضُوءِ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ

۱۵۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي وُضُوءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ

جَمَاعَةُ أَبْوَابٍ، فُضُولِ التَّطَهِيرِ وَالْإِسْتِحْبَابِ مِنْ غَيْرِ إِجْبَابٍ

۱۶۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لِذِكْرِ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ الذِّكْرُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ مَبَاحًا

۱۶۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذِكْرِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ كَانَتْ إِذَا الذِّكْرُ عَلَى طَهَارَةٍ أَفْضَلُ، لَا أَنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهُ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ. إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ كَانَ يَذْكُرُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

۱۶۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَهُوَ أَفْضَلُ الذِّكْرِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

۱۶۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لِلدُّعَاءِ وَمَسْأَلَةِ اللَّهِ لِيَكُونَ الْمَرْءُ طَاهِرًا عِنْدَ الدُّعَاءِ وَالْمَسْأَلَةِ

۱۶۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ

مستحب ہے ----- 246

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کو سونے کے لیے جس وضو کا حکم دیا گیا ہے وہ نماز کے وضو جیسا ہے کیونکہ عرب دونوں ہاتھ

دھونے کو بھی وضو کہہ دیتے ہیں ----- 246

جب جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے وضو کے ساتھ شرم

گاہ کو دھونا مستحب ہے ----- 247

جنبی شخص جب کچھ کھانا چاہے تو اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے

----- 247

سوتے وقت وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ آدمی جنبی نہ ہوتا کہ وہ

طہارت (پاکیزگی) کی حالت میں رات گزارے ----- 248

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کو کچھ کھانے کے لیے جس

وضو کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز کے وضو جیسا وضو ہی ہے -- 249

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کے لیے کھانے کا ارادہ

کرتے وقت وضو کرنے کا حکم ندب وارشاد اور فضیلت و اہاجت

کے لیے ہے ----- 250

اس بات کی دلیل کا بیان کہ مستحب وضو کے بارے میں وہ تمام ابو

اب جنہیں میں نے ذکر کیا ہے ان سے وضو کا حکم ندب وارشاد

اور فضیلت کے لیے ہے، فرض اور واجب نہیں ہے ----- 250

دوبارہ جماع کرتے وقت وضو کرنا مستحب ہے، اس سلسلے میں مجمل

غیر مفسر روایت کا بیان ----- 251

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دوبارہ جماع کرنے کے لیے وضو،

نماز کے وضو جیسا وضو ہے ----- 251

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دوبارہ جماع کا ارادہ کرتے وقت

وضو کرنے کا حکم ندب وارشاد کے لیے ہے ----- 252

لا الہ الا اللہ اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت و عبودیت کی گواہی

النَّوْمُ

۱۶۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النُّصُوءَ الَّذِي

أَمَرَ بِهِ النَّجْبُ لِلنَّوْمِ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ إِذِ الْعَرَبُ

قَدْ تَسَمَّى غَسَلَ الْيَدَيْنِ وَضُوءَ آ

۱۶۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ الذِّكْرِ مَعَ

النُّصُوءِ إِذَا أَرَادَ النَّجْبُ النَّوْمَ

۱۶۷..... بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّصُوءِ لِلنَّجْبِ إِذَا

أَرَادَ الْأَكْلَ

۱۶۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّصُوءِ عِنْدَ النَّوْمِ وَإِنْ

لَمْ يَكُنِ الْمَرْءُ جُنْبًا لِيَكُونَ مَبْتَهُ عَلَى طَهَارَةٍ

۱۶۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النُّصُوءَ الَّذِي

أَمَرَ بِهِ النَّجْبُ لِلأَكْلِ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ سِوَا

۱۷۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الأَمْرَ بِالنُّصُوءِ

لِلنَّجْبِ عِنْدَ إِرَادَةِ الأَكْلِ أَمْرٌ نَدْبٌ وَإِرْشَادٌ

وَفَضِيلَةٌ وَإِبَاحَةٌ

۱۷۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا

ذَكَرْتُ مِنَ الأَبْوَابِ مِنَ وَضُوءِ الاسْتِحْبَابِ عَلَى

مَا ذَكَرْتُ، أَنَّ الأَمْرَ بِالنُّصُوءِ مِنْ ذَلِكَ كُلُّهُ أَمْرٌ

نَدْبٌ وَإِرْشَادٌ وَفَضِيلَةٌ، لَا أَمْرٌ فَرَضٌ وَإِجَابٌ

۱۷۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّصُوءِ عِنْدَ مُعَاوَدَةِ

النَّجْمِاعِ بِلَفْظِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ

۱۷۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النُّصُوءَ

لِلْمُعَاوَدَةِ لِلنَّجْمِاعِ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ

۱۷۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الأَمْرَ

بِالنُّصُوءِ عِنْدَ إِرَادَةِ النَّجْمِاعِ أَمْرٌ نَدْبٌ وَإِرْشَادٌ

۱۷۵..... بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالشَّهَادَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ

- 252 ----- دینے کی فضیلت کا بیان
- 255 ----- غسل جنابت کے متعلق ابواب کا مجموعہ
- منی کے انزال کے بغیر جماع کرنے سے غسل نہ کرنے کی  
رخصت کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے مروی احادیث کا بیان،  
اس کے کچھ احکام منسوخ ہو چکے ہیں -----
- انزال کے بغیر جماع کرنے سے غسل نہ کرنے کی رخصت کے  
منسوخ ہونے کا بیان ----- 256
- شرم گاہوں کے باہم چھونے یا ملنے سے غسل واجب ہو جانے کا  
بیان، اگرچہ منی نہ نکلے ----- 258
- 259 ----- غسل جنابت کے لیے نیت کرنا ضروری ہے
- اس بات کی دلیل کا بیان کرکئی عورتوں سے (ایک ہی وقت میں)  
جماع کرنے سے ایک ہی غسل واجب ہوتا ہے ----- 260
- مرد اور عورت کے اس پانی کی کیفیت کا بیان جو ان پر غسل  
واجب کرتا ہے جبکہ ایسا جماع نہ ہو جس میں شرم گاہ شرم گاہ سے  
مل جاتی ہے ----- 261
- منی کے انزال سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی کا انزال  
ایسے جماع کے بغیر ہو ----- 264
- احکام کی وجہ سے عورت کی منی نکل جائے تو اس پر غسل واجب ہو  
جاتا ہے ----- 265
- اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنسی شخص کے غسل کے لیے پانی کی  
مقدار متعین نہیں ہے ----- 266
- 267 ----- غسل جنابت کے لیے پردہ کرنے کا بیان
- 268 ----- بڑے پیالوں، ٹیوں اور تھالوں سے غسل کرنا جائز ہے

- بِالرِّسَالَةِ وَالْعُبُودِيَّةِ
- جَمَاعُ أَبْوَابِ، غُسْلِ الْجَنَابَةِ
- ۱۷۶ ..... بَابُ ذِكْرِ أَخْبَارِ رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
فِي الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ فِي الْجَمَاعِ مِنْ غَيْرِ  
إِمْنَاءٍ قَدْ نُسِخَ بَعْضُ أَحْكَامِهَا
- ۱۷۷ ..... بَابُ ذِكْرِ نَسْخِ إِسْقَاطِ الْغُسْلِ فِي  
الْجَمَاعِ مِنْ غَيْرِ إِمْنَاءٍ
- ۱۷۸ ..... بَابُ ذِكْرِ إِنْجَابِ الْغُسْلِ بِمَمَاسَةِ  
الْحَتَّانَيْنِ أَوْ التَّقَائِهِمَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِمْنَاءٌ
- ۱۷۹ ..... بَابُ إِنْجَابِ إِحْدَاثِ النَّيَّةِ لِلْإِغْتِسَالِ  
مِنَ الْجَنَابَةِ
- ۱۸۰ ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ جَمَاعَ نِسْوَةٍ  
لَا يُوجِبُ أَكْثَرَ مِنْ غُسْلٍ وَاحِدٍ
- ۱۸۱ ..... بَابُ صِفَةِ مَاءِ الرَّجُلِ الَّذِي يُوجِبُ  
الْغُسْلَ وَصِفَةَ مَاءِ الْمَرْأَةِ الَّذِي يُوجِبُ عَلَيْهَا  
الْغُسْلَ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَمَاعٌ يَكُونُ فِيهِ التَّقَاءُ  
الْحَتَّانَيْنِ
- ۱۸۲ ..... بَابُ إِنْجَابِ الْغُسْلِ مِنَ الْإِمْنَاءِ وَإِنْ  
كَانَ الْإِمْنَاءُ مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ
- ۱۸۳ ..... بَابُ ذِكْرِ إِنْجَابِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ  
فِي الْإِحْتِلَامِ إِذَا أَنْزَلَتْ الْمَاءَ
- ۱۸۴ ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ لَأَوْقَتَ فِيمَا  
يَغْتَسِلُ بِهِ الْمَرْءُ مِنَ الْمَاءِ
- ۱۸۵ ..... بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ لِلْإِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ
- ۱۸۶ ..... بَابُ إِسَاحَةِ الْإِغْتِسَالِ مِنَ الْفِصَاعِ  
وَالْمَرَائِكِنِ وَالطَّاسِ



- 180 ----- ہے  
بے ہوش شخص کا ہوش میں آنے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے
- 180 ----- ہے  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے بیہوشی کی وجہ سے غسل کرنا فرض اور وجوبی غسل نہیں تھا بلکہ آپ نے بے ہوشی کی حالت میں پہنچنے والے غم سے سکون حاصل کرنے کے لیے غسل کیا تھا تا کہ آپ کا جسم مبارک معتدل اور پرسکون ہو جائے
- 181 -----  
جنبی شخص کا سونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے
- 182 -----  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ سورہ مائدہ کے نزول سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا کرتے تھے
- 183 -----  
سفر میں پانی کی عدم موجودگی اور اس بیماری کی وجہ سے تیمم کرنے کے ابواب کا مجموعہ
- 187 -----  
اس بات کا بیان کہ آیت تیمم کے نزول سے پہلے پانی کی عدم موجودگی میں بغیر تیمم کیے نماز پڑھنا جائز تھا۔
- 187 -----  
سفر میں دنیوی منفعت کے لیے کسی ایسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کی رخصت ہے جہاں ضرورت کے لیے پانی نہ ہو
- 188 -----  
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیاء کرام پر اور آپ کی امت کو سابقہ امتوں پر، پانی کی عدم موجودگی میں مٹی سے تیمم کرنے کی اجازت دے کر جو فضیلت عطا کی ہے، اس کا بیان
- 189 -----  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ جس چیز پر مٹی کا اطلاق ہوتا ہے پانی کی کمی اور قلت کے وقت اس سے تیمم کرنا جائز ہے
- 190 -----  
شورزدہ کھاری زمین کی مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے
- 191 -----  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے تیمم میں

- وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ  
۱۹۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ  
بَعْدَ الْإِقَامَةِ مِنَ الْإِعْمَاءِ
- ۲۰۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اغْتِسَالَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْإِعْمَاءِ لَمْ يَكُنْ اغْتِسَالَ فَرَضٍ وَوَجُوبٍ وَإِنَّمَا اغْتَسَلَ اسْتِرَاحَةً مِنَ الْغَمِّ الَّذِي أَصَابَهُ فِي الْإِعْمَاءِ لِيُخَفِّفَ بَدَنَهُ وَيَسْتَرِيحَ
- ۲۰۱..... بَابُ اسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ لِلنُّوْمِ
- ۲۰۲..... بَابُ ذِكْرِ دَلِيلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ كَانَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ قَبْلَ نَزُولِ سُورَةِ الْمَائِدَةِ جَمَاعَ أَبْوَابِ التَّيْمُمِ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ فِي السَّفَرِ
- ۲۰۳..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ مِنْ إِباحَةِ الصَّلَاةِ بِلَا تَيْمُمٍ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ قَبْلَ نَزُولِ آيَةِ التَّيْمُمِ
- ۲۰۴..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي النَّزُولِ فِي السَّفَرِ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ لِلحَاجَةِ تَبَدُّو مِنْ مَنَافِعِ الدُّنْيَا
- ۲۰۵..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَضَّلَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ، وَفَضَّلَ أُمَّتَهُ عَلَى الْأُمَمِ السَّالِفَةِ قَبْلَهُمْ بِإِباحَةِ لَهُمُ التَّيْمُمِ بِالتُّرَابِ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ
- ۲۰۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ التُّرَابِ فَالتَّيْمُمُ بِهِ جَائِزٌ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ
- ۲۰۷..... بَابُ إِباحَةِ التَّيْمُمِ بِتُّرَابِ السَّبَاخِ
- ۲۰۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ التَّيْمُمَ صَرِيحَةٌ

ایک ہی ضرب (ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارنا) ہے۔ دو بار نہیں۔  
اس بات کی دلیل کے ساتھ کہ تیمم میں ذرا عین (کہنیوں تک بازو) کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔----- 294

تیمم کے لیے دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارنے کے بعد ان میں پھونک مارنے کا بیان۔----- 295

تیمم کے لیے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد ان میں پھونک مارنے سے پہلے اور چہرے اور ہاتھوں کے مسح سے پہلے، دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے کا بیان۔----- 296

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جبئی شخص کے لیے سفر میں پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کر لینا کافی ہے۔----- 297

پچھک زدہ اور زخمی شخص کے لیے پانی کی موجودگی میں بھی تیمم کرنے کی رخصت ہے جبکہ وہ بدن پر پانی لگنے سے ہلاک ہونے، مرض بڑھنے یا شدید درد میں مبتلا ہونے سے خوف زدہ ہو۔----- 300

حضر کی حالت میں سلام کا جواب دینے کے لیے تیمم کرنا مستحب ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔----- 301

نجاست کی وجہ سے کپڑوں کو دھو کر پاک صاف کرنے کے ابواب کا مجموعہ۔----- 303

کپڑے سے حیض کا خون کھرچنا اور اسے پانی سے ملنا اور اس کے بعد کپڑے کو چھیننے مارنا۔----- 303

اس بات کی دلیل کا بیان کہ چھیننے مارنے کا حکم اس کپڑے کے متعلق ہے جسے خون نہ لگا ہو۔----- 304

حیض کے خون والے کپڑے کو پانی اور پیری سے دھونا اور اسے لکڑی سے کھرچنا مستحب ہے۔----- 305

اس بات کی دلیل کا بیان کہ حیض کے دنوں میں پہننے ہوئے کپڑے کو دھونے کی بجائے صرف خون کے دھبے کو دھونے پر

وَاجِدَةٌ لِّلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لَا صَرَبَتَانِ مَعَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَسْحَ الذَّرَاعَيْنِ فِي التَّيْمُمِ غَيْرُ وَاجِبٍ

۲۰۹..... بَابُ النَّفْخِ فِي اليَدَيْنِ بَعْدَ صَرَبِهِمَا عَلَى التُّرَابِ لِلتَّيْمُمِ

۲۱۰..... بَابُ نَفْضِ اليَدَيْنِ مِنَ التُّرَابِ بَعْدَ صَرَبِهِمَا عَلَى الْأَرْضِ قَبْلَ النَّفْخِ فِيهِمَا، وَقَبْلَ مَسْحِ الوَجْهِ وَاليَدَيْنِ لِلتَّيْمُمِ

۲۱۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْجُنْبَ يُجْزِيهِ التَّيْمُمُ عِنْدَ الإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ فِي السَّفَرِ

۲۱۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي التَّيْمُمِ لِلْمَجْدُورِ وَالْمَجْرُوحِ ، وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ مَوْجُودًا إِذَا خَافَ إِنْ مَاسَ الْمَاءَ الْبَدَنَ التَّلَفَ أَوِ الْمَرَضَ أَوِ الْوَجَعَ الْمُؤَلَمَ

۲۱۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّيْمُمِ فِي الْحَضَرِ لِرَدِّ السَّلَامِ وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ مَوْجُودًا

جَمَاعُ أَبْوَابِ تَطْهِيرِ الْيَدِ بِالغُسْلِ مِنَ الْأَنْجَاسِ

۲۱۴..... بَابُ حَتِّ دَمِ الْحَيْضَةِ مِنَ التُّوْبِ وَفَرْضِهِ بِالْمَاءِ وَرَشِّ التُّوْبِ بَعْدَهُ

۲۱۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّضْحَ الْمَأْمُورَ بِهِ هُوَ نَضْحُ مَا لَمْ يُصَبِّ الدَّمُ مِنَ التُّوْبِ

۲۱۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ التُّوْبِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ وَحُجِّهِ بِالْأَضْلَاحِ

۲۱۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِفْتِصَارَ مِنَ غَسْلِ التُّوْبِ الْمَلْبُوسِ فِي الْمَحِيضِ عَلَى غَسْلِ





پہلے روکنا منع ہے ----- 319

زمین پر کتے کے بیٹھنے سے اس پر پانی چھڑکانا مستحب ہے۔ ----- 320

اس دلیل کا بیان کہ مساجد میں کتوں کے گزرنے سے پانی چھڑکانا

یا دھونا واجب نہیں ہے۔ ----- 322

نماز کے احکام و مسائل ----- 323

نماز ہنچگانہ کی فرضیت کی ابتدا کا بیان ----- 323

ہنچگانہ فرض نمازوں کی تعداد رکعات کا بیان ، مجمل غیر مفسر روایت کے ساتھ جس کے الفاظ عام ہیں اور اس سے مراد خاص

ہے ----- 328

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کا بیان کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ہے: ”ابتداء میں نماز دو

رکعت فرض کی گئی تھی“ ----- 329

پانچ نمازیں فرض ہیں ----- 330

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز قائم کرنا ایمان کا جزء

ہے ----- 331

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز قائم کرنا اسلام کا جزء ہے کیونکہ

اسلام اور ایمان ہم معنی دو اسم ہیں ----- 333

نماز ہنچگانہ کی فضیلت ----- 335

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اس سائل نے جس حد کا ارتکاب کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے اسے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے

وضو اور نماز کی ادائیگی سے معاف کر دیا ہے وہ حد واجب

کرنے والے زنا سے کم کسی گناہ کا ارتکاب تھا ----- 337

اس بات کی دلیل کا بیان کہ پانچ فرض نمازیں صرف چھوٹے

فِي الْمَسْجِدِ قَبْلَ الْفِرَاقِ مِنْهُ

۲۳۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ نَضْحِ الْأَرْضِ مِنْ

رَبْضِ الْكِلَابِ عَلَيْهَا

۲۳۱..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مُرُورَ الْكِلَابِ فِي

الْمَسَاجِدِ لَا يُوجِبُ نَضْحًا وَلَا غَسْلًا

كِتَابُ الصَّلَاةِ

۱..... بَابُ الْبَدْءِ فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

۲..... بَابُ ذِكْرِ قَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ مِنْ

عَدَدِ الرَّكْعَةِ ، بِلَفْظِ خَيْرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ ،

بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

۳..... بَابُ ذِكْرِ الْخَيْرِ الْمُفَسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ

الَّتِي ذَكَرْتُهَا ، وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنَّ قَوْلَهَا أَنَّ الصَّلَاةَ

أَوَّلُ مَا افْتَرَضَتْ رَكْعَتَانِ ، أَرَادَتْ بَعْضُ الصَّلَاةِ

دُونَ جَمِيعِهَا

۴..... بَابُ قَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

۵..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ إِقَامَ الصَّلَاةِ مِنْ

الْإِيمَانِ

۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ إِقَامَ الصَّلَاةِ مِنْ

الْإِسْلَامِ إِذَا إِيمَانٌ وَالْإِسْلَامُ اسْمَانِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ

۷..... بَابُ فِي فَصَائِلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْحَدَّ الَّذِي أَصَابَهُ

السَّائِلُ فَأَعْلَمَهُ ﷺ أَنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَى عَنْهُ بِوَضُوءِهِ

وَصَلَاتِهِ ، كَانَ مَعْصِيَةً ارْتَكَبَهَا دُونَ الزَّيْنِ الَّذِي

يُوجِبُ الْحَدَّ . إِذْ كُلُّ مَا زَجَرَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ يَقَعُ

عَلَيْهِ اسْمٌ حَيٌّ

۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الصَّلَوَاتِ

- 339 ----- گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں بڑے گناہوں کا نہیں۔۔۔۔۔
- 10 ..... بَابُ فَضِيلَةِ السُّجُودِ فِي الصَّلَاةِ وَحِطِّ  
الْحَطَايَا بِهَا مَعَ رَفْعِ دَرَجَاتِهَا فِي الْجَنَّةِ
- 340 ----- ساتھ ساتھ جنت میں درجات بلند ہونے کا بیان۔۔۔۔۔
- 11 ..... بَابُ فَضْلِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ
- 341 ----- صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت۔۔۔۔۔
- 12 ..... بَابُ ذِكْرِ اجْتِمَاعِ مَلَائِكَةِ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةِ  
النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ جَمِيعًا ،  
وَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لِمَنْ شَهِدَ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا
- 342 ----- نماز فجر اور نماز عصر میں رات اور دن کے فرشتوں کے اکٹھے  
ہونے کا بیان اور دونوں نمازوں میں اکٹھے حاضر ہونے والوں  
کے لیے فرشتوں کی دعا کا بیان۔۔۔۔۔
- 13 ..... بَابُ ذِكْرِ مَوَاقِبِ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ
- 343 ----- نماز پنجگانہ کے اوقات کا بیان۔۔۔۔۔
- 14 ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ فَرَضَ الصَّلَاةِ  
كَانَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانَ خَمْسَ  
صَلَوَاتٍ ، كَمَا هِيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأُمَّتِهِ
- 344 ----- اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم محمد ﷺ سے پہلے انبیاء  
کرام پر پانچ نمازیں فرض تھیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ  
کی امت پر فرض ہیں۔۔۔۔۔
- 15 ..... بَابُ ذِكْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ لِلْمَعْدُورِ
- 345 ----- عذر والے شخص کی نماز کے وقت کا بیان۔۔۔۔۔
- 16 ..... بَابُ اخْتِيَارِ الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا ،  
يُذَكَّرُ خَيْرَ لَفْظُهُ لَفْظُ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ
- 346 ----- اوّل وقت میں نماز ادا کرنا پسندیدہ ہے، اس سلسلے میں مذکورہ حدیث  
کا بیان جس کے الفاظ عام اور اس کی مراد خاص ہے۔۔۔۔۔
- 17 ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا  
أَرَادَ يَقُولُهُ: الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا ، بَعْضُ الصَّلَاةِ  
دُونَ جَمِيعِهَا ، وَبَعْضُ الْأَوْقَاتِ دُونَ جَمِيعِ  
الْأَوْقَاتِ
- 347 ----- اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک ”  
نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے“ سے آپ کی مراد سب  
نمازوں کی بجائے کچھ نمازیں اور سب اوقات کی بجائے کچھ  
اوقات ہیں۔۔۔۔۔
- 18 ..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ
- 348 ----- عصر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔۔۔۔۔
- 19 ..... بَابُ ذِكْرِ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ  
إِلَى إِضْفِرَارِ الشَّمْسِ
- 349 ----- نماز عصر کو سورج زرد ہونے تک موخر کرنے پر سخت وعید کا  
بیان۔۔۔۔۔
- 20 ..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ  
غَيْرِ ضَرُورَةٍ
- 350 ----- بلا ضرورت نماز عصر کو موخر کرنے پر سخت وعید کا بیان۔۔۔۔۔
- 21 ..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَكْبِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي يَوْمِ  
الْغَيْمِ وَالتَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ صَلَاةِ الْعَصْرِ
- 351 ----- بادل والے دن نماز عصر جلدی پڑھنے کا حکم ہے، اور نماز عصر کو  
ترک کرنے پر سخت وعید کا بیان۔۔۔۔۔
- 22 ..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
- 352 ----- مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔۔۔۔۔

نماز مغرب کو موخر کرنے پر سخت وعید کا بیان، اور نبی ﷺ کا اپنی امت کو بتانا کہ وہ ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔ "فطرت پر ثابت رہیں گے جب وہ نماز مغرب کو ستاروں کے جم گئے ہونے تک موخر نہیں کریں گے ----- 358

نماز مغرب کو عشاء کا نام دینا منع ہے، جبکہ عام لوگ یا اکثر لوگ اسے عشاء کا نام دیتے ہیں ----- 360

جب کسی آدمی کو نماز عشاء سے پہلے سو جانے کا خدشہ نہ ہو تو نماز عشاء کو موخر کرنا مستحب ہے ----- 361

مجمل غیر مفسر روایت کے ذکر سے نماز عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کی کراہیت کا بیان ----- 364

اس حدیث کا بیان جو نماز عشاء کو موخر کر دینے کی صورت میں عشاء سے پہلے سونے کی رخصت کی دلیل ہے ----- 365

عشاء کو عتمہ کا نام دینا مکروہ ہے ----- 367

اندھیرے میں نماز فجر ادا کرنا مستحب ہے ----- 367

اس فجر کے ذکر کا بیان جس کے طلوع ہونے کے بعد نماز صبح ادا کرنا جائز ہے کیونکہ فجر کی دو قسمیں ہیں ایک فجر رات کو طلوع ہوتی ہے اور دوسری دن کے طلوع ہونے کے ساتھ طلوع ہوتی ہے ----- 374

نماز کا انتظار کرنے اور مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت نیز مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا کا بیان ----- 375

اس بات کی دلیل کا بیان کہ ایک چیز دوسری چیز کے مشابہ ہو جاتی ہے جب وہ اس کے تمام معانی کی بجائے کچھ معانی میں بھی مشابہ ہو ----- 377

اذان اور اقامت کے ابواب کا مجموعہ ----- 380

اذان اور اقامت کی ابتداء کا بیان ----- 380

۲۳..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ، وَإِعْلَامِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَا يَزَالُونَ بِخَيْرٍ ، ثَابِتِينَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا إِلَى اشْتِيَاكِ النُّجُومِ

۲۴..... بَابُ التَّنْهِى عَنِ تَسْمِيَةِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ عِشَاءً: إِذَا الْعَامَّةُ أَوْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ يُسَمُّونَهَا عِشَاءً

۲۵..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِذَا لَمْ يَخْفِ الْمَرْءُ الرِّقَادَ قَبْلَهَا

۲۶..... بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا بِذِكْرِ خَيْرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ

۲۷..... بَابُ ذِكْرِ الْخَيْرِ الذَّالِ عَلَى الرُّخْصَةِ فِي النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ إِذَا أُخِّرَتِ الصَّلَاةُ

۲۸..... بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ عَتَمَةً

۲۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّغْلِيظِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

۳۰..... بَابُ ذِكْرِ بَيَانِ الْمَغْرِبِ الَّذِي يَجُوزُ صَلَاةُ الصُّبْحِ بَعْدَ طُلُوعِهِ إِذَا الْمَغْرِبُ هُنَا فَجْرَانِ ، طُلُوعُ أَحَدِهِمَا بِاللَّيْلِ ، وَطُلُوعُ الثَّانِي يَكُونُ بِطُلُوعِ النَّهَارِ

۳۱..... فَضْلُ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَذِكْرُ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ الْمُنتَظِرِ الصَّلَاةَ الْجَالِسِ فِي الْمَسْجِدِ

۳۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشَّيْءَ قَدْ يُشَبَّهُ بِالشَّيْءِ إِذَا اشْتَبَهَ فِي بَعْضِ الْمَعَانِي لَا فِي جَمِيعِهَا

جَمَاعُ الْأَبْوَابِ، الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ

۳۳..... بَابُ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بلند اور زور دار آواز والا شخص پست آواز والے شخص کی نسبت اذان کہنے کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ اذان لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے دی جاتی ہے

381 -----

نماز کے لیے اذان بیٹھ کر کہنے کی بجائے کھڑے ہو کر کہنے کا حکم کیونکہ کھڑے ہو کر اذان کہنے سے مؤذن سے دور شخص بھی اذان بخوبی سن سکتا ہے جبکہ بیٹھ کر اذان کہنے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

382 -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اذان کی ابتدا نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ ہجرت کے بعد ہوئی ہے اور مکہ مکرمہ میں آپ کی نماز بغیر اذان اور بغیر اقامت کے کے تھی۔

382 -----

اذان کے کلمات دو دو اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار ہیں اس سلسلے میں مذکورہ مجمل غیر مفسر روایت کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور اس کی مراد خاص ہے۔

383 -----

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دوہرے اور اقامت کے کلمات اکہرے کہنے کا حکم دینے والے خود نبی ﷺ تھے۔

384 -----

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض کلمات اذان کو دوہرے کہنے کا حکم دیا ہے سارے کلمات نہیں۔

386 -----

اقامت میں ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ دو مرتبہ کہنے کا بیان۔

390 -----

دوہری اقامت کے ساتھ اذان میں ترجیح کا بیان۔

391 -----

صبح کی اذان میں تھویب (الصلاة خير من النوم کہنے) کا بیان 399 اذان میں مؤذن کا حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے (اپنے چہرے کو دائیں بائیں) موڑنے کا بیان۔

402 -----

۳۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ كَانَ أَرْغَعَ صَوْتًا وَأَجْهَرَ، كَانَ أَحَقَّ بِالْأَذَانِ مِنْ مَنْ كَانَ أَخْفَضَ صَوْتًا. إِذِ الْأَذَانُ إِنَّمَا يُنَادَى بِوَجْهِ اجْتِمَاعِ النَّاسِ لِلصَّلَاةِ

۳۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ لِلصَّلَاةِ قَائِمًا لَا قَاعِدًا، إِذِ الْأَذَانُ قَائِمًا أَحْرَى أَنْ يَسْمَعَهُ مَنْ بَعْدَ عَنِ الْمُؤَذِّنِ مِنْ أَنْ يُؤَذَّنَ وَهُوَ قَاعِدٌ

۳۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ بَدَأَ الْأَذَانُ إِنَّمَا كَانَ بَعْدَ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ وَأَنَّ صَلَاتَهُ بِمَكَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ غَيْرِ نِدَاءٍ لَهَا وَلَا إِقَامَةٍ.

۳۷..... بَابُ تَثْبِيَةِ الْأَذَانِ وَإِفْرَادِ الْإِقَامَةِ بِذِكْرِ خَيْرِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ يَلْفِظُ عَامَ مُرَادَهُ خَاصًّا

۳۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْأَذَانِ يُشْفَعُ الْأَذَانُ وَيُؤْتَرُ الْإِقَامَةُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

۳۹..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُمْسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا، وَالِدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ بِأَنْ يُشْفَعَ بَعْضُ الْأَذَانِ لَا كُلُّهَا

۴۰..... بَابُ تَثْبِيَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ فِي الْإِقَامَةِ

۴۱..... بَابُ التَّرْجِيحِ فِي الْأَذَانِ مَعَ تَثْبِيَةِ الْإِقَامَةِ

۴۲..... بَابُ التَّوْبِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ

۴۳..... بَابُ الْأَنْحِرَافِ فِي الْأَذَانِ عِنْدَ قَوْلِ

الْمُؤَذِّنِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

اذان دیتے وقت دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالنے کا بیان

403 -----

اذان اور بلند آواز سے اذان دینے کی فضیلت نیز مؤذن کی اذان سننے والے پتھر ڈھیلے، درخت، جن اور انسانوں کی مؤذن

403 -----

کے لیے گواہی کا بیان  
جب اذان کہنے کے لیے لوگوں میں جھگڑا ہو جائے تو قرعہ اندازی کرنے کا بیان

405 -----

اذان کہتے وقت شیطان کا مؤذن سے دور ہونا اور اس کے بھاگنے کا بیان تاکہ وہ اذان نہ سن سکیں

406 -----

تمام نمازوں کے لیے سفر میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم ہے

407 -----

سفر میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم ہے اگرچہ دو افراد ہوں، زیادہ نہ ہوں اس سلسلے میں اس حدیث کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور اس کی مراد خاص ہے

407 -----

گذشتہ مجمل روایت کی تفسیر کرنے والی روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اذان دینے کا حکم دیا تھا، دونوں کو بیک وقت (اذان دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔

409 -----

اذان کی فضیلت واجرا حاصل کرنے کے لیے سفر میں اذان دینے کا بیان

410 -----

طلوع فجر سے پہلے نماز صبح کی اذان دینا جائز ہے

413 -----

اس علت کا بیان جس کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے وقت اذان دیتے تھے

414 -----

حضرت بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی اذانوں کے درمیان وقفے کا بیان

414 -----

۴۴..... بَابُ إِدْخَالِ الْأَصْبَعَيْنِ فِي الْأَذُنَيْنِ عِنْدَ

الْأَذَانِ

۴۵..... بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِهِ شَهَادَةً مَنْ يَسْمَعُهُ مِنْ حَجَرٍ وَمَدْرٍ وَشَجَرٍ وَجَنْ

وَإِنْسٍ لِلْمُؤَذِّنِ

۴۶..... بَابُ الْإِسْتِهَامِ عَلَى الْأَذَانِ إِذَا تَشَاجَرَ

النَّاسُ عَلَيْهِ

۴۷..... بَابُ ذِكْرِ تَبَاعُدِ الشَّيْطَانِ عَنِ الْمُؤَذِّنِ عِنْدَ

أَذَانِهِ وَهَرَبِهِ كَمَا لَا يَسْمَعُ الْأَذَانَ

۴۸..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ

لِلصَّلَاةِ كُلِّهَا

۴۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ

وَإِنْ كَانَا اثْنَيْنِ لَا أَكْثَرَ بِذِكْرِ خَيْرٍ لَفْظُهُ عَامٌ مَرَادُهُ

خَاصٌّ

۵۰..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ

الَّتِي ذَكَرْتُ أَنَّهَا لَفْظُهُ عَامٌ مَرَادُهَا خَاصٌّ

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ أَنْ يُؤَذَّنَ

أَحَدُهُمَا لَا كِلَيْهِمَا

۵۱..... بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ

۵۲..... بَابُ إِسَاحَةِ الْأَذَانِ لِلصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ

الفَجْرِ

۵۳..... بَابُ ذِكْرِ الْعِلَّةِ الَّتِي كَانَ لَهَا بِلَالٌ يُؤَذِّنُ

بِكَيْلٍ

۵۴..... بَابُ ذِكْرِ قَدْرِ مَا كَانَ بَيْنَ أَذَانِ بِلَالٍ

وَأَذَانِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ







نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہنے سے پہلے رفع الیدین سے ابتداء کرنے کا بیان ----- 452

سردیوں میں کپڑوں کے نیچے سے رفع الیدین کرنے کی رخصت کا بیان اور دونوں (ہاتھوں) کو (رفع الیدین) کرتے وقت کپڑے سے باہر نکالنے کو ترک کرنا ----- 453

نماز میں رفع الیدین کرتے وقت انگلیاں کھولنے کا بیان --- 454

نماز شروع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہنے کا بیان ----- 456

افتتاحی تکبیر اور قراءت کے درمیان دعا مانگنے کا بیان --- 457

ان لوگوں کی غفلت کے بیان کا ذکر جو گمان کرتے ہیں کہ فرضی نماز میں قرآنی دعاؤں کے علاوہ دعائیں مانگنا جائز نہیں ہے ----- 459

تکبیر کے بعد اور قراءت سے پہلے حضرت علی بن ابی طالب کی روایت میں مذکور دعا کے علاوہ دعا پڑھنے کے جواز کا بیان -- 460

نماز میں قراءت سے پہلے تعویذ پڑھنے کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ ”اور جب تم قرآن مجید کی تلاوت کرو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔“ ----- 467

فرض نماز میں تکبیر اور قراءت کے درمیان بندے کا اپنے رب تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کے سوال کرنے کا بیان، ان لوگوں کے دعوے کے خلاف جو کہتے ہیں کہ غیر قرآنی دعا فرض نماز کو فاسد کر دیتی ہے ----- 468

نماز میں خشوع اختیار کرنے کے حکم کا بیان ----- 469

نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا سخت منع ہے۔ - 470

۷۸..... بَابُ الْبَدَنِ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ

۷۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ الثِّيَابِ فِي الْبُرْدِ وَتَرْكِ إِخْرَاجِهِمَا مِنَ الثِّيَابِ عِنْدَ رَفْعِهِمَا

۸۰..... بَابُ نَشْرِ الْأَصَابِعِ عِنْدَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

۸۱..... بَابُ التَّكْبِيرِ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

۸۲..... بَابُ ذِكْرِ الدُّعَاءِ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ

۸۳..... بَابُ ذِكْرِ بَيَانِ إِغْفَالِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الدُّعَاءَ بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ غَيْرُ جَائِزٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

۸۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَقَبْلَ الْقِرَاءَةِ بِغَيْرِ مَا ذَكَرْنَا فِي خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

۸۵..... بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

۸۶..... بَابُ ذِكْرِ سُؤْلِ الْعَبْدِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ الْفَرِيضَةِ ضِدُّ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الدُّعَاءَ بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ يُفْسِدُ صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ

۸۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْحُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ

۸۸..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي النَّظَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ ؟

نماز میں قراءت شروع کرنے سے پہلے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان ----- 471

دائیں ہاتھ کی پھیلی کو بائیں پھیلی، کلائی اور بازو سب ہی پر رکھنے کا بیان ----- 473

نماز میں خشوع اختیار کرنے کا ایک اور باب، اور نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کی ممانعت کا بیان ----- 473

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا نماز (کے اجر و ثواب) میں کمی کا باعث بنتا ہے، لیکن یہ التفات نماز کو فاسد نہیں کرتا کہ نمازی کو نماز دہرائی پڑے۔ ----- 475

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں منع کردہ التفات جس سے نمازی کی نماز (کے اجر و ثواب) میں نقص آجاتا ہے وہ یہ ہے کہ نمازی اپنی گردن موڑ کر التفات کرے ----- 476

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں ممنوع التفات وہ ہے جو بلا ضرورت و حاجت ہو ----- 476

نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت کرنا واجب ہے، اور اس کی قراءت کے بغیر نماز نہیں ہوتی ----- 478

نبی اکرم ﷺ سے سورہ فاتحہ کی قراءت ترک کرنے کے متعلق مروی اس روایت کا بیان ----- 479

اس بات کی دلیل کا بیان کہ خدا جس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں خبردار کیا ہے وہ ایسا نقص ہے جس کے ساتھ نماز کفایت نہیں کرتی ----- 480

قراءت کی ابتدا الحمد للہ رب العلمین سے کرنے کا بیان 481

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے ----- 481

اس حدیث کا بیان جس سے استدلال کرتے ہوئے کم علم شخص کو

۸۹..... بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ

۹۰..... بَابُ وَضْعِ بَطْنِ الْكَفِّ الْيَمْنِيِّ عَلَى الْكَفِّ الْيُسْرِيِّ وَالرُّسُغِ وَالسَّاعِدِ جَمِيعًا

۹۱..... بَابُ فِي الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ أَيْضًا، وَالزَّجْرَ عَنِ الْإِنْتِقَاتِ فِي الصَّلَاةِ

۹۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِنْتِقَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَنْقُصُ الصَّلَاةَ لِأَنَّهُ يُفْسِدُهَا فَسَادًا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَتُهَا.

۹۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِنْتِقَاتِ الْمَنْهُى عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي تَكُونُ صَلَاةَ الْمَرْءِ بِهِ نَاقِصَةً هُوَ أَنْ يَلْوِيَ الْمُتَلَيِّفَتُ عَنْقَهُ

۹۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِنْتِقَاتِ الْمَنْهُى عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ

۹۵..... بَابُ إِيْجَابِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَنَقْيِ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ قِرَاءَتِهَا

۹۶..... بَابُ ذِكْرِ لَفْظَةِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۹۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُدَاجَ الَّذِي أَعْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي هَذَا الْخَبَرِ هُوَ النَّقْصُ الَّذِي لَا تُجْزِئُ الصَّلَاةَ مَعَهُ

۹۸..... بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۹۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ بِسْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آيَةٌ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۱۰۰..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ غَلِطَ فِي الْإِحْتِجَاجِ بِهِ



- 493 ----- کرنے کا بیان  
ظہر اور عصر کی نمازوں میں آخری دو رکعتوں میں فاتحہ الکتاب سے زیادہ قراءت کرنے کے جائز ہونے کا باب ----- 494  
ظہر و عصر کی نماز کی پہلی دو رکعات میں قرآن مجید تلاوت کرنے کا بیان ----- 495  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ دیگر سورتوں کی قراءت کے بغیر صرف سورہ فاتحہ کی قراءت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز اور درست ہے اور بلاشبہ نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت کرنا افضل و اعلیٰ ہے، فرض نہیں ہے ----- 496  
نماز مغرب میں قراءت کا بیان ----- 497  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ دو طویل ترین سورتوں میں سے ایک طویل تر سورت نماز مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے، صرف ایک رکعت میں (پوری سورت) نہیں پڑھتے تھے ----- 499  
نماز عشاء میں قراءت کا بیان ----- 502  
سفر میں نماز عشاء میں قراءت کا بیان ----- 505  
صبح کی نماز میں قراءت کا بیان ----- 506  
جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت کا بیان ----- 508  
نماز میں معوذتین کی قراءت کرنے کا بیان، اس شخص کے قول کے برخلاف جس کا گمان ہے کہ معوذتین قرآن مجید کا حصہ نہیں ہیں 509  
فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں نمازی کا ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنا جائز ہے ----- 213  
ایک رکعت میں دوسو تیس پڑھنا جائز ہے ----- 514  
ایک رکعت میں مفصل سے کئی سورتوں کو جمع کرنے کے جواز کا بیان ----- 516  
قرآن مجید میں غور و فکر کرتے ہوئے نماز میں ایک ہی آیت کو بار بار

- الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَحَذْفِ الْأَخْرَبَيْنِ مِنْهُمَا  
۱۰۸ ..... بَابُ إِسَاحَةِ الْقِرَاءَةِ فِي الْأَخْرَبَيْنِ مِنَ  
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِأَكْثَرِ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ  
۱۰۹ ..... بَابُ ذِكْرِ الْقُرْآنِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ  
مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ  
۱۱۰ ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الصَّلَاةَ بِقِرَاءَةِ  
فَاتِحَةِ الْكِتَابِ جَائِزَةٌ دُونَ غَيْرِهَا مِنَ الْقِرَاءَةِ ،  
وَأَنَّ مَا زَادَ عَلَى فَاتِحَةِ الْكِتَابِ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي  
الصَّلَاةِ فَصِيْلَةٌ لَا قَرِيْبَةٌ  
۱۱۱ ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ  
۱۱۲ ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَقْرَأُ بِطَوِيلِي الطُّوَلَيْنِ  
فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ لَا فِي رَكْعَةٍ  
وَاحِدَةٍ  
۱۱۳ ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ  
۱۱۴ ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ  
۱۱۵ ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ  
۱۱۶ ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
۱۱۷ ..... بَابُ قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ضِدُّ  
قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ لَيْسَتَا مِنَ الْقُرْآنِ  
۱۱۸ ..... بَابُ إِسَاحَةِ تَرْدِيدِ الْمُصَلِّيِّ قِرَاءَةَ  
السُّورَةِ الْوَاحِدَةِ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ  
۱۱۹ ..... بَابُ إِسَاحَةِ قِرَاءَةِ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ  
۱۲۰ ..... بَابُ إِسَاحَةِ جَمْعِ السُّورِ فِي الرَّكْعَةِ  
الْوَّاحِدَةِ مِنَ الْمُفْصَلِ  
۱۲۱ ..... بَابُ إِسَاحَةِ تَرْدِيدِ الْآيَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الصَّلَاةِ

پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سلسلے میں وارد حدیث صحیح ہو۔۔۔۔۔ 517  
 فرض نماز کی دونوں رکعات میں ایک ہی سورت کی قراءت کرنا  
 جائز ہے۔۔۔۔۔ 517  
 نماز میں آیت رحمت کی تلاوت کے وقت اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال  
 کرنے، کسی آیت عذاب کی قراءت کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے اور  
 آیت تنزیہ کی تلاوت کرنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا بیان۔۔۔۔۔ 518  
 جو شخص قرآن مجید کی تلاوت نہ کر سکتا ہو اسے تسبیح، تکبیر، تحمید اور  
 تہلیل کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔۔۔۔۔ 520  
 نمازی کو کسی عذر کے پیش آنے پر ایک رکعت میں سورت کا کچھ  
 حصہ تلاوت کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔ 523  
 نماز میں جہری اور سری قراءت کرنے کا بیان۔۔۔۔۔ 524  
 رکوع اور جہدوں میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔۔۔۔۔ 525  
 سجدہ کی آیت تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کی فضیلت کا بیان، آیت  
 سجدہ تلاوت کرنے کے بعد قاری قرآن کے سجدہ کرنے پر شیطان کے  
 رونے سے اپنے لیے ہلاکت و بربادی کی دعا کرنے کا بیان۔۔۔۔۔ 526  
 سورہ ص میں سجدہ تلاوت کا بیان۔۔۔۔۔ 526  
 سورہ ص میں نبی اکرم ﷺ کے سجدہ کرنے کے سبب کا بیان 527  
 سورہ نجم میں سجدہ تلاوت کا بیان۔۔۔۔۔ 528  
 سورہ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ اور سورہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ  
 الَّذِي خَلَقَ میں سجدہ تلاوت کا بیان۔۔۔۔۔ 529  
 آیت سجدہ کی تلاوت کرتے وقت سوار شخص کے سجدے کی کیفیت  
 کا بیان۔۔۔۔۔ 530  
 قرآن پڑھنے والا آیت سجدہ پر جب سجدہ کرے تو قرآن مجید کی  
 تلاوت سننے والے کے لیے سجدہ تلاوت کرنا مستحب ہے۔۔۔۔۔ 530  
 ان لوگوں کے گمان کے برخلاف دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ نبی

مِرَارًا عِنْدَ التَّنْبِيْهِ وَ التَّكْوِيْنِ فِي الْقُرْآنِ اِنْ صَحَّ الْخَبْرُ  
 ۱۲۲..... بَابُ اِبَاحَةِ قِرَاءَةِ السُّورَةِ الْوَاحِدَةِ فِي  
 رَكَعَتَيْنِ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ  
 ۱۲۳..... بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ بِالْمَسْأَلَةِ عِنْدَ  
 قِرَاءَةِ آيَةِ الرَّحْمَةِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ عِنْدَ اِقْرَاءَةِ آيَةِ  
 الْعَذَابِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ قِرَاءَةِ آيَةِ التَّنْزِيْهِ  
 ۱۲۴..... بَابُ اِجَازَةِ الصَّلَاةِ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْوِيْنِ وَ  
 التَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ لِمَنْ لَا يَحْسِنُ الْقُرْآنَ  
 ۱۲۵..... بَابُ اِبَاحَةِ قِرَاءَةِ بَعْضِ السُّورَةِ فِي  
 الرُّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ لِلْعَلَّةِ تَعْرِضُ لِلْمُصَلِّيِ  
 ۱۲۶..... بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ وَالمَخَافَةِ بِهَا  
 ۱۲۷..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ  
 وَالسُّجُودِ  
 ۱۲۸..... بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ  
 وَكِبَاءِ الشَّيْطَانِ وَدُعَائِهِ بِالْوَيْلِ لِنَفْسِهِ عِنْدَ سُجُودِ  
 الْقَارِئِ السَّجْدَةَ  
 ۱۲۹..... بَابُ السَّجْدَةِ ، فِي صَ  
 ۱۳۰..... بَابُ ذِكْرِ الْعَلَّةِ الَّتِي لَهَا سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَ  
 ۱۳۱..... بَابُ السُّجُودِ فِي النَّجْمِ  
 ۱۳۲..... بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَ  
 اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ  
 ۱۳۳..... بَابُ صِفَةِ سُجُودِ الرَّاِكِبِ عِنْدَ قِرَاءَةِ  
 السَّجْدَةِ  
 ۱۳۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الْمُسْتَمِعِ لِقِرَاءَةِ  
 الْقُرْآنِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقَارِئِ السَّجْدَةَ إِذَا سَجَدَ  
 ۱۳۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيْلِ عَلَى صِدْقِ قَوْلِ مَنْ

اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد مفصل سورتوں

میں سجدہ تلاوت نہیں کیا ----- 531

فرض نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کا بیان

534 -----

سجدہ تلاوت میں ذکر اور دعا پڑھنے کا بیان ----- 535

اس بات کی دلیل کا بیان کہ آیت سجدہ، تلاوت کرنے کے بعد

سجدہ کرنا فضیلت کا حال ہے فرض نہیں ہے ----- 538

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب آیت سجدہ پر قاری قرآن سجدہ

نہ کرے تو خاموشی سے سننے والے کے لیے سجدہ تلاوت کرنا

واجب نہیں ہے، اس شخص کے قول کے برخلاف جو گمان کرتا ہے

کہ آیت سجدہ کی تلاوت غور سے اور خاموشی کے ساتھ سننے والے

شخص پر سجدہ تلاوت واجب ہے ----- 539

جن نمازوں میں امام جہری قراءت کرتا ہے ان میں سورہ فاتحہ

کے اختتام پر بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان ----- 540

مؤمنوں کے آمین کہنے پر یہودیوں کے حسد کرنے کا بیان، امام

کی قراءت کے بعد بعض جاہل ائمہ اور مقتدیوں کا آمین کرنے

سے روکنا یہودیوں کے طرز عمل کا حصہ اور نبی اکرم ﷺ کے

پیروکاروں کے بارے میں ان کے حسد کی نشانی ہے ----- 543

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب امام لاعلمی یا بھول جانے کی وجہ

سے آمین نہ کہے تو مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ سورہ

فاتحہ کی قراءت کے اختتام پر امام کو (ولا الضالین) کہتے ہوئے

سنے تو آمین کہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مقتدی کو آمین کہنے

کا حکم دیا ہے جب اس کا امام (ولا الضالین) پڑھے جیسا کہ

آپ نے مقتدی کو امام کے آمین کہنے کے وقت آمین کہنے کا حکم

زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ

فِي الْمُفْصَلِ بَعْدَ هَجْرَتِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

۱۳۶ ..... بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ فِي

الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

۱۳۷ ..... بَابُ الذِّكْرِ وَالِدُعَاءِ فِي السُّجُودِ عِنْدَ

قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ

۱۳۸ ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ

السَّجْدَةِ فَضِيلَةٌ لَا فَرِيضَةٌ

۱۳۹ ..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى الْمُنْتَصِبِ السَّمِيعِ قِرَاءَةَ

السَّجْدَةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ السُّجُودُ إِذَا لَمْ يَسْجُدِ

الْقَارِئُ ، ضِدَّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ السَّجْدَةَ عَلَى مَنْ

اسْتَمَعَ لَهَا وَأَنْصَبَتْ

۱۴۰ ..... بَابُ الْجَهْرِ بِأَمِينٍ عِنْدَ انْقِضَاءِ فَاتِحَةِ

الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي يَجْهَرُ الْإِمَامُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ

۱۴۱ ..... بَابُ ذِكْرِ حَسَدِ الْيَهُودِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

التَّائِبِينَ أَنْ يَكُونَ زَجْرُ بَعْضِ الْجُهَالِ الْأُمَّةِ

وَالْمَأْمُومِينَ عَنِ التَّائِبِينَ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ شُعْبَةً

مِنْ فِعْلِ الْيَهُودِ وَحَسَدٍ مِنْهُمْ لِمَنْبِيِّ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۴۲ ..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا جَهَلَ

فَلَمْ يَقُلْ آمِينَ أَوْ نَسِيَهُ كَانَ عَلَى الْمَأْمُومِ إِذَا

سَمِعَهُ يَقُولُ وَلَا الضَّالِّينَ عِنْدَ خْتِمِهِ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ

الْكِتَابِ إِنْ يَقُولُ آمِينَ . إِذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ الْمَأْمُومَ أَنْ يَقُولَ: آمِينَ ، إِذَا قَالَ

إِمَامُهُ وَلَا الضَّالِّينَ كَمَا أَمَرَهُ أَنْ يَقُولَ آمِينَ إِذَا قَالَهُ

- 545 ----- دیا ہے۔  
اس حدیث کا بیان جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نماز میں ہر اٹھتے اور بٹھکتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے، اس کے الفاظ عام ہیں اور مراد خاص ہے۔
- 545 ----- اس بات کی دلیل کا بیان کہ جو الفاظ میں نے ذکر کیے ہیں، یہ عام ہیں، ان سے مراد خاص ہے، نبی اکرم ﷺ ہر مرتبہ اٹھتے وقت اللہ اکبر نہیں کہتے تھے بلکہ بعض دفعہ کہتے تھے، آپ رکوع یا سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے بلکہ آپ رکوع سے سر اٹھانے کے سوا ہر مرتبہ اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے ہیں۔
- 547 ----- نمازی کے رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان۔
- 553 ----- اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ نے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم دیا ہے۔
- 554 ----- رکوع میں اعتدال، ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھنے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا بیان۔
- 557 ----- جب نمازی رکوع میں اطمینان و سکون اختیار نہ کرے یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں اعتدال نہ کرے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم ہے۔
- 560 ----- اس بات کا بیان کہ جو شخص رکوع سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز کافی نہیں ہوتی۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ نماز ناقص ہوتی ہے لیکن کفایت کر جاتی ہے جیسا کہ علم کے دعوے دار بعض لوگوں کا خیال ہے۔
- 561 ----- رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں کھولنے کا بیان۔
- 563 -----

إِمَامُهُ

۱۴۳..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَكْبِيرِهِ فِي الصَّلَاةِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ يَلْفِظُ عَامًّا مُرَادُهُ خَاصًّا.

۱۴۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ هَذِهِ اللَّفْظَةَ الَّتِي ذَكَرْتَهَا لَفْظُ عَامًّا مُرَادُهُ خَاصًّا، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا كَانَ يَكْبِّرُ فِي بَعْضِ الرَّفْعِ، لَا فِي كُلِّهَا، لَمْ يَكْبِرِ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ رَفْعِهِ رَأْسَهُ عَنِ الرَّكُوعِ وَإِنَّمَا كَانَ يَكْبِرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ خَلَا عِنْدَ رَفْعِهِ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ

۱۴۵..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ إِرَادَةِ الْمُصَلِّيِ الرَّكُوعِ وَيَعْدُ رَفْعَ رَأْسِهِ مِنَ الرَّكُوعِ

۱۴۶..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ إِرَادَةِ الرَّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكُوعِ،

۱۴۷..... بَابُ الإِعْتِدَالِ فِي الرَّكُوعِ وَالتَّجَافِي وَضَعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

۱۴۸..... بَابُ الأَمْرِ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ إِذَا لَمْ يَطْمَئِنَّ الْمُصَلِّيُّ فِي الرَّكُوعِ أَوْ لَمْ يَعْتَدِلْ فِي الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكُوعِ

۱۴۹..... بَابُ ذِكْرِ التَّيْسَانِ أَنَّ صَلَاةَ مَنْ لَا يَقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ غَيْرِ مُجْزِئَةٍ، لَا أَنَّهَا نَاقِصَةٌ مُجْزِئَةٌ كَمَا تَوَهَّمُ بَعْضُ مَنْ يَدْعِي الْعِلْمَ

۱۵۰..... بَابُ تَفْرِيجِ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ وَضْعِهِمَا عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرَّكُوعِ

- رکوع میں تطہیق (دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا) کے  
منسوخ ہونے کا بیان ----- 563
- اس بات کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر  
رکھنے کے حکم کے بعد تطہیق جائز نہیں ہے ----- 564
- رکوع میں تھیلی گھٹنے پر رکھنے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو گھٹنوں سے  
متصل پنڈلی کے بالائی حصے پر رکھنے کا بیان ----- 565
- رکوع میں رب عزوجل کی عظمت بیان کرنے کا حکم ہے -- 566
- رکوع میں تسبیح کرنے کا بیان ----- 568
- رکوع میں تسبیح کے ساتھ حمد و ثناء بیان کرنے اور اللہ تعالیٰ سے  
بخشش کا سوال کرنے کا بیان ----- 569
- رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرنا ----- 570
- اس شخص کے دعوے کے خلاف دلیل کا بیان جو کہتا ہے کہ اگر  
نمازی نے فرض نماز میں غیر قرآنی دعا پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو  
جائے گی ----- 570
- رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھے کھڑے ہونے اور لمبا قیام  
کرنے کا بیان ----- 573
- رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں برابری کا  
بیان ----- 574
- نمازی کے رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سبح اللہ من حمدہ کہنے  
کا بیان ----- 575
- رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے اور  
دعا مانگنے کا بیان ----- 576
- رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کی  
فضیلت ----- 578

۱۵۱ ..... بَابُ ذِكْرِ نَسْخِ التَّطْيِيقِ فِي الرُّكُوعِ

۱۵۲ ..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ التَّطْيِيقَ غَيْرُ جَائِزٍ

بَعْدَ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

۱۵۳ ..... بَابُ وَضْعِ الرَّاحَةِ عَلَى الرُّكْبَةِ فِي

الرُّكُوعِ وَأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ عَلَى أَعْلَى السَّاقِ الَّتِي

يَلِي الرُّكْبَتَيْنِ

۱۵۴ ..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَعْظِيمِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ فِي

الرُّكُوعِ

۱۵۵ ..... بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ

۱۵۶ ..... بَابُ التَّحْمِيدِ مَعَ التَّسْبِيحِ وَمَسْأَلَةِ اللَّهِ

الْغُفْرَانَ فِي الرُّكُوعِ

۱۵۷ ..... بَابُ التَّقْدِيسِ فِي الرُّكُوعِ

۱۵۸ ..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى ضِدِّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ

الْمُصَلِّيَ إِذَا دَعَا فِي صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ بِمَا لَيْسَ فِي

الْقُرْآنِ أَنَّ صَلَاتَهُ تُفْسِدُ

۱۵۹ ..... بَابُ الْإِعْتِدَالِ وَطَوْلِ الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ

الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

۱۶۰ ..... بَابُ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ

رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

۱۶۱ ..... بَابُ قَوْلِ الْمُصَلِّي سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمِدَهُ مَعَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ مَعًا

۱۶۲ ..... بَابُ التَّحْمِيدِ وَالِدُعَاءِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ

مِنَ الرُّكُوعِ

۱۶۳ ..... بَابُ فَضِيلَةِ التَّحْمِيدِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ

مِنَ الرُّكُوعِ



رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے دعائے قنوت پڑھنے کا بیان، لہذا امام فرض نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام کی حالت میں دعا مانگے گا ----- 579

نماز مغرب میں قنوت کرنے کا بیان ----- 580

نماز عشاء میں قنوت کرنے کا بیان ----- 580

تمام نمازوں میں قنوت کرنے اور قنوت میں دعا پڑھتے وقت امام کے ساتھ متقدموں کے آئین کہنے کا بیان قنوت وتر میں امام کی دعا کے ساتھ متقدموں کا دعا پڑھ کر شور و غل چکانا درست نہیں ہے ----- 581

اس بات کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ دعا قنوت نازلہ نہیں پڑھی بلکہ آپ (صرف اس وقت) قنوت کرتے تھے جب کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف دعا فرماتے ----- 582

جس مصیبت کی وجہ سے قنوت کی جارہی تھی اس کے ختم ہو جانے پر قنوت ترک کر دینے کا بیان ----- 583

ان احادیث کا بیان جن سے استدلال کرتے ہوئے اس شخص کو غلطی لگی ہے جس نے احادیث کے الفاظ میں خوب غور و فکر نہیں کیا اور نہ قنوت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے مروی تمام احادیث کا احاطہ کیا ہے، تو اس شخص نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے اور اس کا گمان ہے کہ نماز میں قنوت کرنا منسوخ اور منقطع ہے ----- 584

سجدے کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر کہنے کا باب ----- 588

سجدے کے لیے جھکتے وقت دونوں ہاتھ کو (پہلوؤں سے) دور رکھنے کا بیان ----- 588

جب نمازی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھنے کا بیان۔ کیونکہ یہ عمل اس عمل کے مخالف نبی کریم ﷺ کے عمل اور حکم کے لیے ناسخ ہے ----- 589

۱۶۴..... بَابُ الْقُنُوتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْ الرُّكُوعِ لِلأَمْرِ بِحَدَثٍ فَيَدْعُو الإمامُ فِي الْقُنُوتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الأَخِيرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْقَرِيضَةِ

۱۶۵..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

۱۶۶..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الأَخِيرَةِ

۱۶۷..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

وَتَأْمِينِ المَأْمُومِينَ عِنْدَ دُعَاءِ الإمامِ فِي الْقُنُوتِ ضِدَّ مَا يَفْعَلُهُ العَامَّةُ فِي قُنُوتِ الوُتْرِ فَيَفْجُرُونَ بِالدُّعَاءِ مَعَ دُعَاءِ الإمامِ

۱۶۸..... بَابُ ذِكْرِ البَيَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ دَهْرَهُ كُلَّهُ وَإِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَقْنُتُ إِذَا دَعَا لِأَحَدٍ أَوْ يَدْعُو عَلَى أَحَدٍ

۱۶۹..... بَابُ تَرْكِ الْقُنُوتِ عِنْدَ زَوَالِ الحَادِثَةِ الَّتِي لَهَا يَقْنُتُ

۱۷۰..... بَابُ ذِكْرِ أَخْبَارِ غَلْطِي فِي الإِخْتِجَاجِ بِهَا بَعْضُ مَنْ لَمْ يَنْعَمِ النَّظَرُ فِي أَلْفَاظِ الأَخْبَارِ وَلَمْ يَسْتَوْعِبْ أَخْبَارَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُنُوتِ فَاحْتَجَّ بِهَا وَزَعَمَ أَنَّ الْقُنُوتَ فِي الصَّلَاةِ مَنْسُوخٌ مِنْهُ عِنْدَهُ

۱۷۱..... بَابُ التَّكْثِيرِ مَعَ الإِهْوَاءِ لِلسُّجُودِ

۱۷۲..... بَابُ التَّجَافِي بِاليَدَيْنِ عِنْدَ الإِهْوَاءِ إِلَى السُّجُودِ

۱۷۳..... بَابُ البَدْءِ بِوَضْعِ الرَّكْبَتَيْنِ عَلَى

الأَرْضِ قَبْلَ اليَدَيْنِ إِذَا سَجَدَ المُصَلِّي إِذْ هَذَا

الفِعْلُ نَاسِخٌ لِمَا خَالَفَ هَذَا الفِعْلَ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ

نبی کریم ﷺ سے مروی اس منسوخ حدیث کا بیان جس میں ہے کہ آپ سجدے کے لیے جھکتے وقت اپنے گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے۔ جو اہل علم اس کے منسوخ ہونے کو سمجھ نہیں سکے، انہیں اس حدیث سے استدلال کرنے میں غلطی لگی ہے۔ تو اس نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے کو درست قرار دیا ہے۔ 590

اس بات کی دلیل کا بیان کہ سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے کا حکم منسوخ ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے (کا حکم) ناخ ہے۔ کیونکہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم مقدم ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے کا حکم متاخر ہے، لہذا مقدم حکم منسوخ ہوگا اور متاخر حکم ناخ ہوگا۔ 591

سجدہ سے سر اٹھاتے وقت گھٹنوں سے قبل دونوں ہاتھ زمین سے اٹھانے کا بیان۔ 591

سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے کا بیان کیونکہ وہ دونوں چہرے کے سجدے کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ 592

جب نمازی سجدہ کرے تو ان اعضاء کی تعداد کا بیان جو نمازی کی نماز میں سجدہ کرتے ہیں۔ 592

جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کی نماز میں سجدہ کرنے والے نمازی کے اعضاء کی تعداد کا بیان۔ 593

ان سات اعضاء کے ناموں کا بیان جس پر نمازی کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ 593

سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھنے کا بیان۔ 594

چہرے کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو زمین پر خوب جمانے کا بیان حتیٰ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ بِهِ

۱۷۴..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَدْئِهِ بَوَاضِعَ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ اهْوَانِهِ إِلَى السُّجُودِ مَنْسُوخٌ، غَلَطَ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِهِ بَعْضُ مَنْ لَمْ يَفْهَمْ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ. فَرَأَى اسْتِعْمَالَ الْخَيْرِ وَالْبَدْءَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْأَرْضِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ.

۱۷۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ السُّجُودِ مَنْسُوخٌ وَأَنَّ وَضْعَ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ نَاسِخٌ، إِذَا كَانَ الْأَمْرُ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ مُقَدِّمًا وَالْأَمْرَ بِوَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ مُؤَخَّرًا، فَالْمُقَدِّمُ مَنْسُوخٌ وَالْمُؤَخَّرُ نَاسِخٌ

۱۷۶..... بَابُ الْبَدْءِ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ

الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ السُّجُودِ

۱۷۷..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْأَرْضِ فِي

السُّجُودِ إِذْ هُمَا يَسْجُدَانِ كَسُّجُودِ الْوَجْهِ

۱۷۸..... بَابُ ذِكْرِ عَدَدِ الْأَعْضَاءِ الَّتِي تَسْجُدُ مِنْ

الْمُصَلِّي فِي صَلَاتِهِ إِذَا سَجَدَ الْمُصَلِّي

۱۷۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّجُودِ عَلَى الْأَعْضَاءِ

السَّبْعَةِ اللَّوَاتِي يَسْجُدْنَ مَعَ الْمُصَلِّي إِذَا سَجَدَ

۱۸۰..... بَابُ ذِكْرِ تَسْمِيَةِ الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ الَّتِي

أَمَرَ الْمُصَلِّي بِالسُّجُودِ عَلَيْهِنَّ

۱۸۱..... بَابُ إِمْكَانِ النَّجْهَةِ وَالْأَنْفِ مِنَ

الْأَرْضِ فِي السُّجُودِ

۱۸۲..... بَابُ إِثْبَاتِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْوَجْهِ عَلَى

- 596 ----- کہ نمازی کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر مطمئن ہو جائے -----
- 596 ----- ہاتھ کے دونوں ایضوں پر سجدہ کرنے کا بیان -----
- سجدوں میں دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر رکھنے کا بیان ----- 597
- سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنا جائز ہے اور یہ جائز اختلاف کی قسم سے ہے ----- 597
- سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنے کا بیان ----- 598
- سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کے کناروں کو قبلہ رخ کرنے کا بیان ----- 598
- سجدہ میں اعتدال اختیار کرنے اور دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھانے کی ممانعت کا بیان ----- 599
- سجدے میں سرین اٹھا کر رکھنے کا بیان ----- 600
- سجدے میں پھیلاؤ ترک کرنے اور پیٹ کو رانوں سے اٹھا کر رکھنے کے استحباب کا بیان ----- 601
- سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھنے کا بیان ----- 601
- سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو کھولنے اور ان کے کناروں کو قبلہ رخ کرنے کا بیان ----- 603
- سجدے میں دونوں رانوں کو ملا کر رکھنے کا بیان ----- 604
- سجدے میں دونوں ایڑیوں کو ملانے کا بیان ----- 604
- سجدے میں پاؤں کھڑے کرنے کا بیان، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا جبکہ آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے - 605
- سجدے میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھانے کا بیان ----- 606

- الأَرْضِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ كُلُّ عَظْمٍ مِنَ الْمُصَلِّي إِلَى مَوْضِعِهِ
- 183 ..... بَابُ السُّجُودِ عَلَى إِلَيْتِي الْكَفِّ
- 184 ..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمُتَكَبِّينِ فِي السُّجُودِ
- 185 ..... بَابُ إِسَاحَةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ وَهَذَا اخْتِلَافُ الْمُبَاحِ
- 186 ..... بَابُ ضَمِّ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ
- 187 ..... بَابُ اسْتِقْبَالِ أَطْرَافِ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُودِ
- 188 ..... بَابُ الإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ وَالنَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ الدَّرَاعَيْنِ الْأَرْضَ
- 189 ..... بَابُ رَفْعِ الْعَجِيزَةِ وَالْإِلْتِيَانِ فِي السُّجُودِ
- 190 ..... بَابُ تَرْكِ التَّمَدُّدِ فِي السُّجُودِ وَاسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخْذَيْنِ
- 191 ..... بَابُ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ
- 192 ..... بَابُ فَتْحِ أَصَابِعِ الرَّجْلَيْنِ فِي السُّجُودِ وَالْإِسْتِقْبَالَ بِأَطْرَافِهِنِ الْقِبْلَةَ
- 193 ..... بَابُ ضَمِّ الْفَخْذَيْنِ فِي السُّجُودِ
- 194 ..... بَابُ ضَمِّ الْعَقَبَيْنِ فِي السُّجُودِ
- 195 ..... بَابُ نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ ، فِي خَبْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَرَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ وَهَمَّا مُتَّصِبَانِ
- 196 ..... بَابُ وَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفْعِ الْبُرْجَقَيْنِ فِي السُّجُودِ

- طویل سجدے، سجدے اور رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد  
 قیام کے درمیان برابری کا بیان ..... 608  
 سجدوں میں کوئے کی طرح ٹھوکتیں مارنا منع ہے ..... 609
- سجدوں کو مکمل کرنے اور اس میں کمی کرنے پر سختی کا بیان، اپنے  
 رکوع و سجود میں کمی کرنے والے کو چور کا نام دینے یا وہ اپنی نماز کا  
 چور ہے، کا بیان ..... 610
- جس نماز میں نمازی سجدے کو مکمل ادا نہ کرے اسے دوبارہ پڑھنے  
 کا بیان، کیونکہ وہ نماز جس میں نمازی رکوع و سجود مکمل نہ کرے وہ  
 اسے کافی نہیں ہوتی ..... 612
- سجدے میں تسبیح کا بیان ..... 613
- سجدے میں دعا مانگنے کا بیان ..... 614
- فرض نماز کے سجدوں میں محنت و کوشش کے ساتھ دعا مانگنے اور اس  
 وقت میں دعا کی قبولیت کی امید کا بیان ..... 616
- سخت گرمی اور شدید سردی سے بچنے کیلئے کپڑے پر سجدہ کرنا جائز  
 ہے ..... 616
- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ ..... 618
- دو سجدوں کے درمیان اقعاء کی شکل میں دونوں قدموں پر بیٹھنا  
 جائز ہے ..... 620
- دو سجدوں کے درمیان دیر تک بیٹھے رہنے کا بیان ..... 622
- دونوں سجدوں اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں برابری یا  
 (ان کی مقدار کو) قریب قریب کرنے کا بیان ..... 623
- دو سجدوں کے درمیان دعا مانگنے کا بیان ..... 623
- دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد، دوسری یا چوتھی رکعت

- ۱۹۷..... بَابُ طَوْلِ السَّجْدَةِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
 الرُّكُوعِ وَبَيْنَ الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ
- ۱۹۸..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَفْثَةِ الْغُرَابِ فِي  
 السُّجُودِ
- ۱۹۹..... بَابُ إِتْمَامِ السُّجُودِ وَالزَّجْرِ عَنِ  
 اِتِّقَاصِهِ وَتَسْوِيَةِ الْمُتَّقِصِ رُكُوعَهُ وَسُجُودَهُ  
 سَارِقًا أَوْ هُوَ سَارِقٌ مِنْ صَلَاتِهِ
- ۲۰۰..... بَابُ إِجَابَةِ إِعَادَةِ الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُتِمُّ  
 الْمُصَلِّي فِيهَا سُجُودَهُ، إِذِ الصَّلَاةُ الَّتِي لَا يُتِمُّ  
 لِلْمُصَلِّي رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا غَيْرُ مُجَزَّئَةٍ عَنْهُ
- ۲۰۱..... بَابُ التَّسْبِيحِ فِي السُّجُودِ
- ۲۰۲..... بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ
- ۲۰۳..... بَابُ الْأَمْرِ فِي الْإِجْتِهَادِ فِي الدُّعَاءِ فِي  
 السُّجُودِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَمَا يُرْجَى فِي  
 ذَلِكَ الْوَقْتِ مِنْ إِجَابَةِ الدُّعَاءِ
- ۲۰۴..... بَابُ إِبَاحَةِ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ إِتْقَاءَ  
 الْحَرِّ وَالْبَرْدِ
- ۲۰۵..... بَابُ السُّنَّةِ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ  
 السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۰۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الْإِعْتَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ بَيْنَ  
 السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۰۷..... بَابُ طَوْلِ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۰۸..... بَابُ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ السُّجُودِ وَبَيْنَ  
 الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ أَوْ مَقَارَبَةَ مَا بَيْنَهُمَا
- ۲۰۹..... بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- ۲۱۰..... بَابُ الْجُلُوسِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْ

- 624 ----- کے لیے اٹھنے سے پہلے بیٹھنے کا بیان
- 625 ----- دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے وقت دونوں ہاتھوں کا سہارا لینے کا بیان
- 626 ----- قعدہ سے اٹھنے وقت قیام کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہنے کا بیان
- 627 ----- پہلے تشهد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ
- 628 ----- نماز میں بیٹھتے ہوئے ہاتھ پر ٹیک لگانا منع ہے
- 629 ----- دو رکعت کے تشهد میں بیٹھنے کے بعد اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان
- 630 ----- تشهد میں بیٹھنے وقت بائیں قدم کو دائیں ران اور پٹلی کے درمیان داخل کرنے کا بیان
- 631 ----- تشهد میں بیٹھتے وقت دائیں ران کو بائیں ران پر رکھنے کا بیان
- 633 ----- جس رکعت میں سلام پھیرا جاتا ہے اس میں بیٹھنے کے مسنون طریقے کا بیان
- 635 ----- دو رکعتوں کے بعد اور جلسہ اخیر (آخری رکعت) میں تشهد پڑھنے کا بیان
- 638 ----- تشهد آہستہ آواز سے پڑھنے اور بلند آواز سے نہ پڑھنے کا بیان
- 639 ----- جلسہ اولیٰ میں صرف تشهد پڑھنے اور پہلے تشهد کے بعد دعائے مانگنے کا بیان
- 640 ----- تشهد میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان
- 641 ----- تشهد میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کی کیفیت کا بیان
- السَّجْدَةُ الثَّانِيَةَ قَبْلَ الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَإِلَى الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ
- ۲۱۱..... بَابُ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدَيْنِ عِنْدَ النُّهُوضِ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَإِلَى الرَّابِعَةِ
- ۲۱۲..... بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ النُّهُوضِ مِنْ الْجُلُوسِ مَعَ الْقِيَامِ مَعًا
- ۲۱۳..... بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ الْأَوَّلِ
- ۲۱۴..... بَابُ الزُّجْرِعَنِ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ
- ۲۱۵..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الْجَلْسَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لِلتَّشَهُدِ
- ۲۱۶..... بَابُ إِدْخَالِ الْقَدَمِ الْيُسْرَى بَيْنَ الْفَخْذِ الْيُمْنَى وَالسَّاقِ فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ
- ۲۱۷..... بَابُ وَضْعِ الْفَخْذِ الْيُمْنَى عَلَى الْفَخْذِ الْيُسْرَى فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ
- ۲۱۸..... بَابُ السُّنَّةِ فِي الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يُسَلِّمُ فِيهَا
- ۲۱۹..... بَابُ التَّشَهُدِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَفِي الْجَلْسَةِ الْأَخِيرَةِ
- ۲۲۰..... بَابُ إِخْفَاءِ التَّشَهُدِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ بِهِ
- ۲۲۱..... بَابُ الْإِقْتِصَارِ فِي الْجَلْسَةِ الْأُولَى عَلَى التَّشَهُدِ وَتَرْكِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُدِ الْأَوَّلِ
- ۲۲۲..... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُدِ
- ۲۲۳..... بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُدِ

پہلے اور دوسرے تشہد میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنے اور  
دائیں ہاتھ کی سبابہ انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان ----- 642

تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے وقت اٹھوٹھے اور درمیانی  
انگلی کا حلقہ بنانے کا بیان ----- 643

تشہد میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنے اور سبابہ انگلی کو اشارہ  
کے وقت حرکت دینے کی کیفیت کا بیان ----- 644

تشہد میں سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے وقت اسے جھکانے کا  
بیان ----- 645

نماز میں بائیں گھٹنے پر بائیں ہاتھ کو کھول کر رکھنے کا بیان - 646

تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے وقت اسے دیکھنے کا  
بیان ----- 646

تشہد میں سبابہ انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرنے کا بیان - 647

تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے نمازی کے  
لیے اپنی پسندیدہ دعا مانگنا جائز ہے اس شخص کے گمان کے بر

خلاف جو کہتا ہے کہ فرض نماز میں غیر قرآنی دعا مانگنا جائز نہیں  
ہے ----- 648

تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ  
طلب کرنے کا بیان ----- 649

تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے استغفار کرنے کا  
بیان ----- 651

تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے جنت  
مانگنے اور جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا بیان -- 652

نماز مکمل ہونے پر سلام پھیرنے کا بیان ----- 652

۲۲۴..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي  
الشَّهَادَةِ الْأُولَى وَالثَّانِي وَالْإِشَارَةَ بِالسَّبَابَةِ مِنَ الْيَدِ  
الْيُمْنَى

۲۲۵..... بَابُ التَّخْلِيْقِ بِالْوُسْطَى وَالْإِنْهَامِ عِنْدَ  
الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ فِي الشَّهَادَةِ

۲۲۶..... بَابُ صِفَةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ  
فِي الشَّهَادَةِ وَتَحْرِيْكَ السَّبَابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا

۲۲۷..... بَابُ حَيْثُ السَّبَابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا فِي  
الشَّهَادَةِ

۲۲۸..... بَابُ بَسْطِ يَدِ الْيُسْرَى عِنْدَ وَضْعِهِ عَلَى  
الرُّكْبَةِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

۲۲۹..... بَابُ النَّظَرِ إِلَى السَّبَابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا  
فِي الشَّهَادَةِ

۲۳۰..... بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي  
الشَّهَادَةِ

۲۳۱..... بَابُ إِسَاحَةِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الشَّهَادَةِ وَقَبْلَ  
السَّلَامِ بِمَا أَحَبَّ الْمُصَلِّيَ ضِدَّ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ

غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَدْعِيَ فِي الْمَكْتُوبَةِ إِلَّا بِمَا فِي  
الْقُرْآنِ

۲۳۲..... بَابُ الْأَمْرِ بِالتَّعَوُّذِ بَعْدَ الشَّهَادَةِ وَقَبْلَ  
السَّلَامِ

۲۳۳..... بَابُ الاسْتِغْفَارِ بَعْدَ الشَّهَادَةِ وَقَبْلَ  
السَّلَامِ

۲۳۴..... بَابُ مَسْأَلَةِ اللَّهِ الْجَنَّةَ بَعْدَ الشَّهَادَةِ وَقَبْلَ  
التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِعَاذَةَ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ

۲۳۵..... بَابُ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ انْقِضَائِهَا

- 654 ----- نماز میں سلام پھیرنے کی کیفیت کا بیان -----
- نماز میں صرف ایک طرف سلام پھیرنے پر اکتفا کرنا جائز ہے -----
- 655 -----
- نماز سے سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنا منع ہے -----
- 657 -----
- نماز میں سلام کو مختصر کہنے کا بیان -----
- 658 -----
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا -----
- 659 -----
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ استغفار کرنے کا بیان -----
- 659 -----
- سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کا بیان -----
- 661 -----
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا پڑھنے کا بیان -- 664
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پناہ طلب کرنے کا بیان -- 667
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنے کی فضیلت کا بیان -----
- 668 -----
- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنے کے بعد سوئی گنتی پوری کرنے کے لیے لا الہ الا اللہ پڑھنا مستحب ہے، اور ان کی وجہ سے گناہوں کی بخشش کی امید کا بیان
- اگرچہ گناہ بہت زیادہ ہوں -----
- 670 -----
- نماز کے بعد، اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کا شکر ادا کرنا اور اس کی عبادت عمدہ طریقے سے ادا کرنے کیلئے رب عزوجل سے مدد و توفیق مانگنے کے حکم اور اس کی وصیت کرنے کا بیان -----
- 671 -----
- سوئی گنتی پوری کرنے کے لیے تسبیح بکبیر اور تحمید کے ساتھ تھلیل کا اضافہ کرنا مستحب ہے، اور اس بات کا بیان کہ سوئی گنتی پوری کرنے

- ۲۳۶..... بَابُ صِفَةِ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ
- ۲۳۷..... بَابُ إِبَاحَةِ الْاِقْتِصَارِ عَلَى تَسْلِيمَةِ وَاحِدَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۳۸..... بَابُ الرَّجْعِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ يَمِينًا وَشِمَالًا عِنْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۳۹..... بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۴۰..... بَابُ الثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۴۱..... بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ مَعَ الثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۴۲..... بَابُ التَّهْلِيلِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ بَعْدَ السَّلَامِ
- ۲۴۳..... بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ
- ۲۴۴..... بَابُ التَّعَوُّذِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۴۵..... بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
- ۲۴۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ تَكْمِلَةَ الْمِائَةِ وَمَا يُرْجَى فِي ذَلِكَ مِنْ مَغْفِرَةِ الدُّنُوبِ السَّالِفَةِ إِنْ كَانَتْ كَثِيرَةً
- ۲۴۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِمَسْأَلَةِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذُبْرِ الصَّلَوَاتِ الْمَعُونَةِ عَلَى ذِكْرِهِ وَشُكْرِهِ وَحُسْنِ عِبَادَتِهِ وَالْوَصِيَّةِ بِذَلِكَ
- ۲۴۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّهْلِيلِ مَعَ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ تَمَامَ الْمِائَةِ وَأَنَّ

- 671 کے لیے ہم ان سب کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھیں گے -----
- 672 تمہید، تسبیح اور تکبیر کی فضیلت کا بیان کہ ان کی صفت اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور غیر مخلوق کی کثیر تعداد کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔
- 675 نماز کے بعد میں معوذتین (سورہ فلق اور سورہ الناس) پڑھنے کے حکم کا بیان-----
- 676 نماز کے بعد مسجد میں با وضو بیٹھنے کی فضیلت کا بیان-----
- 677 نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے
- 678 نماز میں لباس کے متعلق ابواب کا مجموعہ-----
- 678 ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان-----
- 680 جب نمازی ایک چادر یا تہ بند میں نماز پڑھے تو کپڑے کے کناروں کو اٹھنے کا بیان-----
- 680 ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے حالانکہ نمازی کے پاس اس ایک کپڑے کے سوا جس میں وہ نماز پڑھ رہا ہو، دیگر کپڑے بھی موجود ہوں-----
- 681 جب نمازی ایک ہی تک تہ بند میں نماز پڑھے تو تہ بند کو کندھوں پر باندھنے کا بیان-----
- 683 جمل غیر مفسر روایت کے ذکر کے ساتھ ایک ایسے وسیع کپڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان جس کا کوئی حصہ نمازی کے کندھے پر نہ ہو-----
- 683 اس جمل روایت کی تفسیر کرنے والی روایت کا بیان جو میں نے بیان کی ہے-----
- 683 ایک کپڑے کے کچھ حصے میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان جبکہ

- نَجْعَلْ كُلَّ وَاحِدٍ خَمْسًا وَعِشْرِينَ تَكْمِلَةَ الْمَائَةِ .
- ۲۴۹..... بَابُ فَضْلِ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ يُوصَفُ بِالْعَدَدِ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ أَوْ غَيْرِ خَلْقِهِ
- ۲۵۰..... بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي دُبْرِ الصَّلَاةِ
- ۲۵۱..... بَابُ فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ مُتَطَهِّرًا
- ۲۵۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ
- جَمَاعُ أَبْوَابِ اللَّبَاسِ فِي الصَّلَاةِ
- ۲۵۳..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ
- ۲۵۴..... بَابُ الْمُخَالَفَةِ بَيْنَ طَرَفَيْ الثَّوْبِ إِذَا صَلَّى الْمُصَلِّي فِي الرِّدَاءِ الْوَاحِدِ أَوْ الْإِزَارِ الْوَاحِدِ
- ۲۵۵..... بَابُ إِسَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَبِحَضْرَةِ الْمُصَلِّي نِيَابَ لَهُ غَيْرِ الثَّوْبِ الْوَاحِدِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ
- ۲۵۶..... بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْعَاتِقَيْنِ إِذَا صَلَّى الْمُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ ضَبِيقٍ
- ۲۵۷..... بَابُ الرَّجْرِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ الْوَاسِعِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِ الْمُصَلِّي مِنْهُ شَيْءٌ ، بِذِكْرِ خَيْرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ
- ۲۵۸..... بَابُ ذِكْرِ الْعَبْرِ الْمُفَسَّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرَتْهَا
- ۲۵۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي بَعْضِ





693 ----- نجاست لگنے کا علم نہ ہو -----  
 اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب نمازی کہ کپڑے کو نجاست لگ  
 جائے اور وہ اس سے بے خبر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز فاسد  
 نہیں ہوتی ----- 695

الأطفالِ مَا لَمْ تُعَلِّمْ نَجَاسَةً أَصَابَتْهَا  
 ٢٧٢..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُصَلِّيَ إِذَا  
 أَصَابَ ثَوْبَهُ نَجَاسَةً وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ لَا يَعْلَمُ بِهَا  
 لَمْ تَقْسُدْ صَلَاتُهُ.



## عزرا شہر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ  
وَسَلَّمَ، أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے تقریباً ڈیڑھ لاکھ انبیاء و رسل مبعوث فرمائے، اور انہیں کتب اور صحائف بھی عطا فرمائے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن مجید جیسا عظیم معجزہ نازل فرمایا۔

﴿فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَيَّ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (البقرة: ۹۷)

”پس بلاشبہ اس (جبریل) نے نازل کیا ہے اس (قرآن) کو اوپر آپ کے دل کے اللہ کے حکم سے۔“

اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خودی:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹)

”بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

قرآن مجید کے مقتضیات کی تشریح و تعبیر کی ذمہ داری رسول کریم ﷺ پر عائد تھی:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

”اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر آپ کی طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دو اس تعلیم کو جو

ان کی طرف اتاری گئی۔“

لہذا حدیث رسول کے خلاف کسی کی کوئی سازش کارگر نہ ہو سکی، کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اس نے اسے اپنے

رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۚ﴾ (النجم: ۳، ۴)

”اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔“

اعمال صالحہ کی قبولیت کی اہم شرط ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“

حقیقی کامیابی خالص قرآن و حدیث کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل کرنے میں ہے:

﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْا بِهِ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (التوبة: ۶۲)

”اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔“

﴿فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

”پس قیامت کے دن جو شخص آگ سے دور کر دیا جائے گا، اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، وہ فاتز

المرام ہو جائے گا۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ

أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي دَخَلَ النَّارَ. ))

(صحیح بخاری، کتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، رقم: ۷۷)

”میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی، الا کہ جو شخص انکار کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل

ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

معلوم ہوا کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب: ۲۱)

”فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نَضَرَ اللَّهُ إِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، ثُمَّ آدَاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا))

(شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ۲۰)

”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات

اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔“

عرض ناشر

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان لوگوں کے لیے دُعا فرمائی گئی جو آپ ﷺ کی حدیث کی حفاظت کرتے اور ضبط میں رکھتے اور پوری صحت و اتقان کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ حفاظت حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دُعا سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث و نشر حدیث آپ ﷺ کی رضا اور دلی چاہت ہے۔ آپ کو بتاتے جائیں کہ رضائے الہی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی رضا حیات کا عظیم سرمایہ اور بڑی متاع ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

محدث شہیر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے:

((أَوَّلُ الْعِلْمِ النَّيَّةُ ثُمَّ السَّمَاعُ ثُمَّ الْقَهْمُ ثُمَّ الْحِفْظُ ثُمَّ الْعَمَلُ ثُمَّ النَّشْرُ))

”پہلا علم نیت، پھر سماع، پھر قہم، پھر حفظ، پھر عمل اور اس کے بعد اس کی نشر و اشاعت ہے۔“

اسی سلسلہ کی کڑی امام ابن خزیمہ کی شہرہ آفاق کتاب ”مختصر المختصر من المسند الصحیح عن

النبی ﷺ“ المعروف بہ ”صحیح ابن خزیمہ“ کی اشاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے شیخ محمد اجمل بھٹی حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی کو جنہوں نے اس کتاب کا ترجمہ بڑی عمدگی کے ساتھ مکمل کیا۔ فوائد کا کام جناب محمد فاروق رفیع حفظہ اللہ نے احسن طریقے سے سرانجام دیا، جب کہ تخریج کا کام جناب نصیر احمد کاشف حفظہ اللہ نے کیا۔ یاد رہے کہ تخریج کرتے ہوئے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کو رائج قرار دیا گیا ہے۔ تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کا کام مولانا خاور رشید بٹ حفظہ اللہ مدرس جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور اور پروفیسر ڈاکٹر حافظ شہباز حسن حفظہ اللہ نے بڑے احسن انداز میں انجام دیا۔

ہم اپنے مربی فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ جزاء اللہ خیرا فی الدنيا والآخرة۔

اور ایسے ہی اپنے استاد اور سینئر ایڈوائزر الشیخ حافظ حامد محمود انحضری حفظہ اللہ کے انتہائی مشکور ہیں کہ جن کا ساتھ ہمارے لیے بڑا مفید اور مبارک ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم معاون ادارہ محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن کی نگرانی میں اس کتاب کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور دیگر کتب احادیث کے جملہ کام بھی انہی کی نگرانی میں مکمل ہو رہے ہیں۔

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، شہزاد، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، راجہ اکرم، ظفر

عرض ناشر

اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، ندیم قریشی، قاضی مسعود، محمد بلال اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کا تعاون داسے در سے سخنے قدمے ادارہ کو حاصل ہے۔

ابومؤمن منصور احمد اور محمد سلیم جلالی حفظہما اللہ کی تمام مساعی اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیوں کہ ان کے تعاون سے ”صحیح ابن خزیمہ“ کی اشاعت ہوئی۔ بھائی عبدالرؤف صاحب کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے کتاب کی خوبصورت جاذب نظر کمپوزنگ کی۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تاروز قیامت برقرار رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف قلمی جہاد کو منصفہ شہود پر لاتا رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

### مجلس شوریٰ

محمد اکرم سلقی	ابو طلحہ صدیقی
محمد شاہد انصاری	حاجی نوید آصف
ششیر اشرف	ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

☆.....☆.....☆

## عرض مترجم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ . وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَبَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کی توفیق اور فضل و کرم سے صحیح ابن خزیمہ کے ترجمے کا عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور اب  
ہدیہ قارئین بننے کے لیے جا رہا ہے۔

زمانہ طالب علمی میں حدیث رسول ﷺ سے جو محبت اور شغف پیدا ہوا، اس کی آبیاری جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ  
کے کلیہ حدیث شریف میں مسلسل چار سال ہوتی رہی۔ کلیہ حدیث کی مبارک فضاؤں میں حدیث رسول کو پڑھنے، سمجھنے  
اور ان سے علمی نکات کے استنباط کی جو ریاضت ہمیں چار سال کرائی گئی، اس سے حدیث رسول ﷺ کے ساتھ محبت و  
آلفت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک .

پاکستان و اسی پھر حدیث رسول ﷺ کی خدمت کا جذبہ ”صحیح ابن خزیمہ“ کے ترجمے کا بنیادی سبب بنا۔ انصار السنہ  
کی طرف سے محترم بھائی عبدالخالق صدیقی اور محمد رمضان محمدی حفظہما اللہ کی تجویز پر اس عظیم منصوبے پر کام شروع کیا تو  
محسوس ہوا کہ یہ ایک کٹھن اور مشکل کام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور مشفق اساتذہ کرام کی راہنمائی کے بغیر  
ممکن نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ شیخ الاسلام، امام الائتہ الخافض محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب ہے جس میں ان کی  
محدثانہ اور فقیہانہ صلاحیتوں کا بھر پور اظہار کیا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے حدیث رسول ﷺ کو موتیوں کی طرح ایک  
لڑی میں پرو دیا ہے اور ان فرامین مبارکہ سے علمی نکات کا استنباط کر کے امت مسلمہ کی راہنمائی کا عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔  
چونکہ امام موصوف ماہر نقاد بھی تھے، اس لیے حدیث نبوی کی سند پر اپنی ماہرانہ رائے سے بھی نوازتے ہیں اور باطل فرقوں  
کا ردِ خالص علمی انداز میں کرتے ہیں۔ کتاب کی ترتیب فقہی ابواب پر ہے۔ لہذا فقہی مسائل کو محدثین کے طرز پر بیان  
کرتے ہوئے اپنے علمی اجتہادات اور استنباطات کے جواہر امت مسلمہ کے حوالے کرتے جاتے ہیں۔

اس عظیم کتاب کا ترجمہ کرتے وقت جن چیزوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ ترجمہ اس طرح با محاورہ اور سلیس انداز میں کیا گیا ہے کہ حدیث رسول ﷺ کا مکمل مفہوم ادا ہو جائے۔

۲۔ لفظی ترجمہ سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے تاکہ ترجمے کی روانی برقرار رہے۔

۳۔ ابواب کا ترجمہ، جن میں ابن خزیمہ رحمہ اللہ کے علمی نکات بیان ہوئے ہیں ان کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

عرض مترجم

۴۔ بعض مقامات پر عربی نسخے میں اغلاط موجود ہیں، جن کی اصلاح اصل مراجع سے کی گئی ہے اور ترجمے میں اصل مراجع کی عبارت ہی کو ملحوظ رکھا ہے۔

۵۔ ترجمے میں حتی الوسع جدید الفاظ کو استعمال کیا ہے اور پرانے اور متروک الفاظ کو استعمال کرنے سے گریز کیا ہے۔ اب جب کہ یہ عظیم کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ اس کتاب کو راقم الحروف، میرے اساتذہ کرام اور والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ اسے قبولیت عامہ بخشے اور قارئین کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین۔

آخر میں میں اپنے تمام احباب، ناشر اور ان کے معاونین کا شکر گزار ہوں جن کی مخلصانہ جدوجہد سے یہ انمول تحفہ امت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو اس مبارک اور خوش نصیب گروہ میں شامل فرمائے جس کے بارے میں دعائے نبوی ﷺ ہے:

((نَضَرَ اللَّهُ امْرَأَ أَسْمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يَبْلُغَهُ.))

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی تو اسے حفظ کر لیا تاکہ

اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔“ (سنن ابن داؤد، حدیث: ۳۶۶۰)

آمین یا رب العالمین

کتبہ

ابو محمد اجمل بھٹی

فاضل مدینہ یونیورسٹی، سعودی عرب





## امام ابن خزیمہ

(متوفی ۳۱۱ھ)

**نام و نسب:** ..... محمد نام، ابو بکر کنیت، شیخ الاسلام لقب اور نسب نامہ یہ ہے: محمد اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر۔

**ولادت، خاندان و وطن:** ..... ماہ صفر ۲۲۳ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے، جسر بن مزاحم سے ولاء کا تعلق تھا۔

(المنتظم ابن جوزی ج ۶ ص ۱۸۴)

**اساتذہ:** ..... شیوخ و اساتذہ کے نام یہ ہیں:

ابو قدامہ سرحسی، ابو کریب، احمد بن منیع، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، بشر بن معاذ عقدی، عبد الجبار بن علاء، عتبہ بن عبد اللہ حمزی، علی بن حجر، علی بن شمر، محمد بن ابان مستملی، محمد بن اسلم زاہد، محمد بن حرب، محمود بن مہران، محمود بن غیلان، نصر بن علی جہنمی، یونس بن عبدالاعلیٰ۔

اسحاق بن راہویہ اور محمد بن حمید رازی سے بھی ان کو ملاقات اور سماع کا شرف حاصل ہوا، مگر اس وقت کم سن تھے،

اس لیے احتیاط کی بنا پر ان بزرگوں سے حدیثیں نہیں بیان کرتے تھے۔ ❶

**تلامذہ:** ..... جن لوگوں سے ان کی روایات کا زیادہ حصہ منقول ہے، ان کے نام یہ ہیں:

ابو بکر احمد بن مہران مقری، ابو حامد احمد بن محمد بن مالویہ، ابو علی نیشاپوری، ابو عمرو بن حمدان، اسحاق بن سعید نسوی، حمد بن بصیر اور پوتے محمد بن فضل۔

ان کے تلامذہ میں ابراہیم بن ابی طالب اور ابو عمر و احمد بن مبارک مستملی بھی تھے، جو عمر میں ان سے بڑے تھے۔ ❷

**رحلت و سفر:** ..... علم و فن کی تحصیل اور حدیث و فقہ کی تکمیل کے لیے انہوں نے مختلف مقامات کے سفر کیے، بچپن میں اپنے وطن کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا، اس کے بعد رے، بغداد، بصرہ، کوفہ، شام، حجاز، عراق، مصر اور واسطہ وغیرہ تشریف لے گئے۔ ❸

**حفظ و ثقافت:** ..... علامہ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیثوں کے اسناد و متون کا ان سے بہتر کوئی حافظ میں

❶ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۸۷ و طبقات الشافعیہ ج ۱۲ ص ۱۲۰۔

❷ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۸۷ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۲۰۔

❸ البدایہ و النہایہ ج ۱۱ ص ۱۴۹ و طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۲۱۔

نے نہیں دیکھا، ابو احمد داری نے خود ابن خزیمہ سے ان کے حافظہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ”میں جس چیز کو تحریر کرتا ہوں وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی ہے“ ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن کو قرآن کی سورتیں زبانی یاد ہوتی ہیں اسی طرح ابن خزیمہ کو کھبیات حدیث زبانی یاد ہیں، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کو ثقہ و ثابت بھی قرار دیا ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر احادیث و سنن کے صحیح الفاظ اور زیادات کی یادداشت رکھنے والا ان کے مانند کوئی اور شخص نہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنن و احادیث کا تمام ذخیرہ ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

**حدیث میں درجہ و مرتبہ:**..... ابن خزیمہ کا شمار اکابر محدثین اور نامور ائمہ فہن میں ہوتا ہے، احادیث پر ان کی نظر نہایت وسیع اور گہری تھی، وہ کم سنی ہی میں امام اور حافظ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہو گئے تھے، ایک دفعہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور فقہ شافعی کے جامع و مدون امام مزنی سے ایک عراقی شخص نے دریافت کیا کہ جب قرآن مجید نے قتل کی صرف دو ہی صورتیں بیان کی ہیں، عمد و خطا، تو آپ لوگ تیسری شبہ عمد کو کس طرح مانتے ہیں، انہوں نے جواب میں ایک حدیث پیش کی، اس نے کہا کہ آپ علی بن زید بن جدحان کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، یہ سن کر مزنی خاموش ہو گئے اور ابن خزیمہ نے جواب کہ شبہ عمد کی روایتیں دوسرے طرق سے بھی مروی ہیں، عراقی نے کہا اور کس کے واسطے سے مروی ہیں، امام ابن خزیمہ نے فرمایا ایوب سختیانی اور خالد حزا سے، اس نے ایک راوی عقبہ بن اولیس کے متعلق شک و تردد کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک بصری شیخ ہیں اور ابن سیرین جیسے جلیل القدر بزرگ نے بھی ان سے روایت کی ہے، معترض نے امام مزنی سے عرض کیا کہ آپ مناظرہ کر رہے ہیں یا یہ؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ احادیث کے بارے میں مجھ سے زیادہ واقف کار ہیں، اس لیے جب حدیثوں پر گفتگو ہوتی ہے تو میں خاموش رہتا ہوں اور یہ بحث و مناظرہ میں حصہ لیتے ہیں۔<sup>②</sup>

امام ابن خزیمہ مسائل و فتاویٰ کا جواب بھی احادیث کی روشنی میں دیتے تھے، امیر اسماعیل بن احمد نے ایک مرتبہ فرمایا: ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا مِنْ شَيْءٍ فَكَانَ لِلَّهِ حُكْمُهُ﴾ الخ پڑھنے کے بعد چند حدیثیں بیان کیں، پھر سورہ حشر کی آیت: ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾ الخ پڑھ کر احادیث سے مسئلہ کی وضاحت کی، ابو زکریا یحییٰ بن محمد کا بیان ہے کہ اس موقع پر انہوں نے تقریباً ۷۰ احادیثیں بیان کی ہوں گی۔<sup>③</sup>

احادیث سے استنباط مسائل میں ان کو بڑا ملکہ حاصل تھا، ابن سرتج کا بیان ہے کہ وہ بڑی چھان بین اور محنت سے احادیث کے نکات و مطالب کا استخراج کرتے تھے۔<sup>④</sup>

① تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۸۹ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۱-۱۳۴.

② طبقات الفقہا لابی اسحاق شیرازی ص ۸۷.

③ ایضاً ص ۱۳۲ و طبقات الفقہا شیرازی ص ۸۷.

حدیث کی نقل و روایت میں ان کے فضل و امتیاز کا اعتراف کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ: ”وکان

مبرز فی علم الحدیث“ یعنی وہ علم حدیث میں بہت ممتاز اور نہایت فاضل تھے۔ (ج ۶ ص ۱۸۴)

انہوں نے سنن کی اشاعت و احیا کا مقدس فرض بھی انجام دیا، ایک مرتبہ ان کے ایک پڑوسی نے خواب دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے شبیہ مبارک کو صیقل کر رہے ہیں، مہرین نے بتایا کہ ابن خزیمہ احیاء سنت اور اشاعت حدیث کا کام انجام دیں گے۔<sup>①</sup>

**فقہ و اجتہاد:**..... فقہ میں بھی ان کا درجہ نہایت بلند تھا، یویلی اور مزنی جیسے اساتذہ وقت سے اس کی تحصیل کی تھی لیکن فقہ کے عام مذاہب میں سے وہ کسی خاص مذہب سے وابستہ نہیں تھے بلکہ ان کا شمار مجتہدین مطلق میں ہوتا ہے، علامہ ابن بسکی نے ان کو الجہد المطلق اور علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”وہو من المجتہدین فی دین الاسلام“ لکھا ہے، ان کا خود بیان ہے کہ سولہ سال کی عمر کے بعد میں نے کسی کی تقلید نہیں کی۔

ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن خزیمہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحیح فرمان کی موجودگی میں کسی شخص کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا،<sup>②</sup> بعض علما کا خیال ہے کہ وہ خود صاحب مذہب اور مستقل امام فقہ کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے فتاویٰ بھی ایک زمانے میں بعض اسلامی ملکوں میں رائج تھے، ان کے بعض فقہی مسائل کتابوں میں ملتے ہیں مثلاً: وہ رفع یدین کو نماز کا اہم اور ضروری رکن سمجھتے تھے، صف کے پیچھے تہا نماز پڑھنے والے کے لیے اعادہ لازمی سمجھتے تھے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”محمد بن اسحاق امام الائمہ کے لقب سے موسوم کیے جاتے تھے، ان کے قبعین ان کے مذہب کی پیروی کرتے تھے، وہ مقلد کے بجائے خود امام مستقل اور صاحب مذہب تھے، بیہقی نے یحییٰ بن محمد عنبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اصحاب حدیث کے پانچ طبقے ہیں، (۱) مالک، (۲) شافعی، (۳) حنبلی، (۴) راہوی، اور (۵) خزیمہ۔“<sup>③</sup>

**کلام و عقائد کے بعض مسائل:**..... بدعات کو سخت ناپسند کرتے تھے اور عام محدثین کی طرح کلام و عقائد کے

غیر ضروری مسائل میں بحث و تہمتیں احتیاط و تقویٰ کے منافی خیال کرتے تھے، اپنے تلامذہ اور مستسبین کو سخت تاکید کردی تھی کہ اس قسم کے مسائل میں پڑنے سے پرہیز کریں، بعض تلامذہ کے متعلق جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ ایسے

① تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۹۴ و طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۴.

② ایضاً والبدایہ ج ۱ ص ۱۴۹ و طبقات الفقہا شیرازی ص ۸۷.

③ اعلام الموقعین ص ۳۶۲.

مباحث ان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں تو سخت برہمی ظاہر کی اور اعلان کر دیا کہ یہ لوگ میرے حوالہ سے جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ غلط ہے۔

عقائد و کلام کے متعلق انہوں نے جو کتابیں لکھی تھیں، ان میں اہل سنت والجماعت کے نقطہ نظر کی ترجمانی کی ہے، بعض مسائل میں عام اہل سنت سے بھی زیادہ تشدد تھے، چند مسائل کے متعلق ان کے آرا و خیالات طبقات و تراجم کی کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہے، اس کی وحی و تنزیل اور وہ خود غیر مخلوق ہے، وہ خدا کی صفات میں ایک ذاتی صفت اور مستقل بالذات ہے، اس کو مخلوق، محدث اور فعلی صفت سمجھنے والے جہمی، بدعتی اور گمراہ ہیں؛ بعض جاہل کہتے کہ اللہ تعالیٰ مکرر کلام نہیں کرتا، یہ لوگ کلام الہی سے نا آشنا اور اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں، اللہ نے کئی مقامات پر تخلیق آدم کا ذکر کیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مکرر بیان کیا ہے: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ بار بار کہا گیا ہے، یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہو سکتا اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ازل میں کلام کرنے کے بعد اللہ پھر کلام نہیں کرتا وہ جہمی ہے، اللہ عرش پر بلا کیف مستوی و متمکن ہے۔

ان مسائل میں وہ اتنے تشدد تھے کہ جہمیہ وغیرہ کو کافر بھی کہہ دیتے تھے، فرماتے ہیں: اللہ ازل سے متمکن ہے، جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ ایک ہی بار کلام کرتا ہے وہ کافر ہے، اسی طرح جو اس کا اقرار نہ کرے کہ اللہ عرش پر ساتویں آسمان کے اوپر متمکن ہے وہ کافر ہے، اس کا خون مباح اور مال حلال ہے، قرآن کو کلام الہی کے بجائے مخلوق سمجھنے والا کافر ہے، اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا، اور وہ مسلمان کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا، جہمیہ اور کلامیہ ملعون اور اپنے عقائد و خیالات میں جھوٹے ہیں۔<sup>①</sup>

**فضل و کمال کا اعتراف:**..... ان کے معاصرین علما اور ارباب کمال ان کے علم و کمال کے معترف تھے، امام دارقطنی نے ان کو عدیم الظہیر اور علامہ ذہبی نے فرید العصر اور حافظ ابن کثیر نے بحر امن بحر العلم لکھا ہے، ابوعلی نیشاپوری فرماتے ہیں کہ ”ابن خزیمہ نے ہم سے جتنا استفادہ کیا، ہم نے اس سے زیادہ ان سے استفادہ کیا“ علامہ ابن سبکی ان کی جامعیت و فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وہ مختلف علم کے جامع اور مرتبہ کمال پر فائز تھے، نیشاپور میں جو علم و فن کا گہوارہ اور فضلا دار باب کمال کا مرکز تھا، یکتائے روزگار تھے، ان کی علمی شان سب سے بالا و برتر تھی، ان کے گرد طلبا و مستفیدین کا ہجوم رہتا تھا، ان کے فتاویٰ تمام روئے زمین میں نقل ہوتے تھے، عقل و فطانت میں بے مثال تھے، بحث مناظرہ میں انہیں زیر نہیں کیا جاسکتا تھا، درحقیقت علم و فضل کا ایسا بحر زخار تھے جس سے تشنگان علوم سیراب ہوتے

① تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۹۶ تا ۲۹۷.

تھے، ان کی اس علمی ضیاء باری سے ایک عالم کو بصیرت حاصل ہوتی تھی، علما و اساطین فن بھی ان کی جانب رجوع کرتے تھے، ان کے فیض کا یہ حال تھا۔“

كالبحر يقذف للقريب جواهرًا

کر ما وبعث للغريب صحابيًا ❶

”یعنی ابن خزیمہ سمندر کی طرح اپنے قریب کے لوگوں کو موتی اور جواہرات سے مالا مال کرتے ہیں اور دور والوں کے لیے بارانِ رحمت کی طرح سامانِ فیض کرتے ہیں۔“

**اتباع سنت:**..... اتباع سنت میں بڑا اہتمام تھا، چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی وہ سنت کا لحاظ رکھتے تھے، ایک مرتبہ ان سے حمام میں بال منڈانے کے لیے کہا گیا، تو فرمایا کہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا حمام میں داخل ہو کر بال منڈانا ثابت نہیں ہے، ابو عمرو بن اسماعیل کا بیان ہے کہ میں ابن خزیمہ کے درس میں شریک ہوتا تھا اور وہ اکثر معمولی کاموں میں مدد لیا کرتے تھے، ایک دفعہ میرا ہاتھ روشنائی سے سیاہ ہو گیا تھا، اس لیے میں نے ان کو بائیں ہاتھ سے قلم دینا چاہا تو انہوں نے نہیں لیا، میرے رفقاء نے داہنے ہاتھ سے قلم دینے کے لیے کہا، جب میں نے داہنے ہاتھ سے دیا تو انہوں نے لے لیا۔ ❷

**بزرگی و کرامت:**..... وہ صاحبِ کرامت بھی تھے، لوگ ان کی ذات کو نہایت بابرکت خیال کرتے تھے، ابو عثمان زاہد کا بیان ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اہل نیشاپور کے مصائب و آلام ابن خزیمہ کی برکت سے دفع کر دے گا۔“

محمد بن ہارون طبری روایت کرتے ہیں کہ وہ اور محمد بن نصر مروزی، محمد بن علیہ وزان اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ چاروں آدمی کی تحصیل علم و سماع حدیث کے لیے ربیع بن سلمان کے پاس گئے، وہاں ہم لوگوں کا ساز و سامان ختم ہو گیا، جب تین دن اور تین رات تک فاقہ کرنا پڑا تو ہم نے آپس میں کہا ایسی حالت میں تو ہمارے لیے سوال کرنا جائز ہے لیکن ہر شخص سوال کرنے میں عار محسوس کرتا تھا، اس لیے قرعہ اندازی کی گئی، اتفاق سے قرعہ ابن خزیمہ کے نام نکلا، انہوں نے کہا، پہلے مجھے دو رکعت استخارہ کی نماز پڑھ لینے دو، ابھی وہ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا گیا تو امیر مصر احمد بن طولون کا خادم اجازت لے کر اندر داخل ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، پھر ایک پرزہ نکال کر پوچھا کہ محمد بن نصر کون صاحب ہیں؟ ہم لوگوں نے الہی کی طرف اشارہ کر دیا، اس نے پچاس ہزار کی ایک تھیلی دی اور کہا، امیر نے سلام عرض کیا ہے اور آپ کے اخراجات کے لیے یہ رقم پیش کی ہے، ختم ہونے کے بعد مزید رقم پیش کی جائے گی، اسی طرح ہم چاروں کو تھیلیاں دے کر یہی پیغام پہنچایا، ہم لوگوں نے اس سے کہا، پہلے اس واقعہ کا سبب بتاؤ

❶ طبقات الشافعیہ ابن سبکی ج ۲ ص ۱۲۰۔

❷ طبقات الشافعیہ ابن سبکی ج ۲ ص ۱۲۱۔

ورنہ ہم یہ تہلیاں نہیں قبول کریں گے، اس نے کہا آج دوپہر میں امیر قلو لیہ کر رہے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ کل اللہ تعالیٰ کے یہاں حاضر ہو کر کیا جواب دو گے جب وہ تم سے ان چاروں علما کے متعلق سوال کرے گا جو تین روز سے بھوکے ہیں، اس خواب سے امیر گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور آپ لوگوں کا نام لکھوا کر یہ تہلیاں بھیجیں، میں اسی وقت سے آپ لوگوں کی تلاش میں تھا، اب جا کر آپ لوگ ملے ہیں۔“ ❶

**قناعت:**..... زندگی بڑی سادہ و درویشانہ اور تکلیف و آرائش سے بالکل پاک تھی، ایک معمولی رقم میں گذر بسر کر لیتے تھے، پینے کے لیے ہمیشہ ایک ہی قیص ہوتی تھی، جب دوسری قیص بنواتے تو پرانی کسی ضرورت مند کو دے دیتے تھے، لوگ درخواست کرتے کہ کچھ زیادہ کپڑے بنا لیجئے، فرماتے کہ مجھے اپنے نفس کے آرام و راحت کا کوئی خیال نہیں۔ ❷

**سخاوت:**..... بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے، ان کے پوتے محمد بن فضل کا بیان ہے کہ میرے دادا نخل سے نا آشنا اور مال پس انداز نہیں کرتے تھے، ان کا کل مال و دولت اہل علم اور ضرورت مندوں کے لیے وقف تھا، ایک مرتبہ بڑی پر تکلف دعوت کی، مختلف قسم کے لذیذ کھانوں اور حلوے، میوے اور فواکہ سے دسترخوان آراستہ تھا، امرا و اعیان کے ساتھ اہل علم اور فقہاء و محدثین بھی مدعو تھے، ہر شخص نے شکم سیر ہو کر کھایا، لوگوں کا بیان ہے کہ ایسی شاندار دعوت اور اس کا اہتمام صرف سلطان ہی کر سکتا تھا۔ ❸

**صاف گوئی:**..... ان کے اخلاقی اوصاف میں سب سے نمایاں وصف صاف گوئی ہے، امرا و اعیان دولت کے سامنے بھی وہ اس میں باک نہ کرتے تھے، ایک دفعہ امیر اسماعیل بن احمد نے اپنے والد کے واسطے سے ایک حدیث بیان کی جس کی سند میں ان کو وہم ہو گیا تھا، ابن خزیمہ بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے فوراً اس کی تصحیح کی جب واپس ہوئے تو قاضی ابو ذر نے بتایا کہ ہم لوگ بیس سال سے یہ غلط روایات سنتے تھے مگر تصحیح کی جرأت نہ ہوتی تھی، ابن خزیمہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں خطا و تحریف جان کر خاموش رہنا گوارا نہیں کر سکتا۔ ❹

**امامت و شہرت:**..... اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی مرجعیت اور شہرت عطا فرمائی تھی، امام الامتہ ان کے نام کا جز بن گیا تھا، اسنوی کا بیان ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں خراسان کے امام تھے، امام دارقطنی نے ان کو اور ابن حاتم نے امام و مقتدا کہا ہے، ❺ مقبولیت کا یہ حال تھا کہ ان سے استفادہ کرنے کے لیے علما و طلبہ کا ہجوم لگا رہتا تھا، بڑے بڑے ارباب کمال دور دراز سے مشقتیں برداشت کر کے استفادہ کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مستفیدین کے قافلے ہر وقت خیمہ زن رہتے تھے، امرا و ارباب حشمت بھی ان کے اعزاز و اکرام کو ملحوظ رکھتے تھے، پہلی مرتبہ جب امیر اسماعیل بن احمد

- ❶ المنتظم ابن جوزی ج ۶ ص ۱۸۵-۱۸۶.
- ❷ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۱.
- ❸ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۵.
- ❹ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۱.
- ❺ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۹۵.

سے آپ کی ملاقات ہوئی تو اس نے ناواقفیت کی وجہ سے شایان شان التفات نہیں کیا، بعد میں جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ ابن خزیمہ ہیں تو اس نے بڑی معذرت اور شرمندگی کا اظہار کیا اور نہایت گرجبوشی کے ساتھ ملا۔<sup>①</sup>

**وفات:** ..... ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا،<sup>②</sup> اور اپنے گھر کے ایک کمرہ میں دفن کیے گئے، بعد میں پورا گھر مقبرہ میں تبدیل ہو گیا تھا، علامہ ابن جوزی نے ۸ ذوقعدہ اور ابواسحاق شیرازی نے ۲۱۲ھ سنہ وفات بتایا ہے،<sup>③</sup> ایک شاعر کے مرثیہ کے دو شعر یہ ہیں:

يَا بْنَ إِسْحَاقَ قَدْ مَضَيْتَ حَمِيدًا  
فَسَقَى قَبْرَكَ السَّحَابُ الْهَتُونِ  
مَا تَوَلَّيْتَ لَا بَلَّ الْعِلْمُ وَلِي  
مَا دَفَنَّاكَ بَلَّ هُوَ الْمَذْفُونُ<sup>④</sup>

ترجمہ: ”اے ابن اسحاق! آپ کی زندگی نہایت ناقابل ستائش تھی، آپ کی قبر کو ہمیشہ برسنے والے بادل سیراب کرتے رہیں، آپ دنیا سے رخصت نہیں بلکہ علم رخصت ہو گیا، ہم نے آپ کے بجائے علم کو دفن کیا ہے۔“

**تصنیفات:** ..... ابن خزیمہ نامور مصنف بھی تھے، ان کی تصنیفات کی تعداد حاکم نے ۱۳۰ سے زیادہ بتائی ہے، ان کے علاوہ ان کے مسائل کا مجموعہ بھی سوجزوں کے بقدر تھا، ابن کثیر کا بیان ہے: ”فکتب الکثیر و صنف و جمع“ یعنی بے شمار کتابیں تصنیف کیں، ابن خزیمہ تصنیف شروع کرنے سے قبل استخارہ کی نماز پڑھتے تھے، اگر استخارہ نکل آتا تھا تب تصنیف کی ابتداء کرے تھے،<sup>⑤</sup> جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

فقہ حدیث بریرہ: یہ تین جزوں پر مشتمل ہے، اس میں ایک حدیث کی فقہات کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

**کتاب التوحید والصفات:** ..... یہ بڑی اہم اور مشہور کتاب ہے اور کئی اجزا پر مشتمل ہے، اس کا موضوع کلام و عقائد ہے، امام رازی اس کو کتاب الاثراک کے نام سے موسوم کرتے تھے، یورپ کے بعض کتب خانوں میں اس کے نسخے پائے جاتے ہیں، ابو نعیم نے المستخرج علی التوحید لکھی تھی۔<sup>⑥</sup>

**صحیح ابن خزیمہ:** ..... یہ علامہ ابن خزیمہ کی سب سے اہم کتاب ہے، اس کا شمار حدیث کی اہم اور معتبر کتابوں میں ہوتا ہے، مستند مصنفین اور ثقہ علما اس کی حدیثوں سے اخذ و استناد کرتے ہیں، کتب صحاح کے علاوہ محدثین

② ایضاً و تذکرہ ج ۲ ص ۲۹۵

① طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۲۴

④ طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۳۳

③ المنتظم ج ۶ ص ۱۸۶ و طبقات الفقہاء ص ۸۷

⑤ ایضاً ص ۱۳۴-۱۳۵ و تذکرہ ج ۲ ص ۲۹۴ و البدایہ ج ۱۱ ص ۱۴۹

⑥ فوائد جامعہ ص ۱۴۴ و كشف الظنون ج ۲ ص ۲۷۰ و تذکرہ النوادر ص ۶۴ و تدریب الراوی ص ۳۵

نے اپنی کتابوں میں صحت کا زیادہ التزام کیا ہے، ان کے مجموعے صحیح کہلاتے ہیں، شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں: ”جن دیگر علما نے صحاح کے مجموعے لکھے ان میں ابن خزیمہ کی صحیح بعض حیثیتوں سے زیادہ مشہور ہے“ اس کی اہمیت کا اندازہ ابن کثیر کے اس بیان سے بھی ہوتا ہے:

”من انفع الكتب واجلها“ ❶ یعنی صحیح ابن خزیمہ نہایت مفید اور اہم کتابوں میں ہے، علامہ سیوطی نے بخاری و مسلم کے بعد جن کتابوں کو زیادہ معتبر بتایا ہے، ان میں کتب صحاح کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا ہے، وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ صحیح ابن خزیمہ کا پایہ صحیح ابن حبان سے زیادہ ہے، کیونکہ ابن خزیمہ نے صحت کی جانت زیادہ توجہ کی ہے، وہ ادنیٰ شبہہ پر بھی توقف سے کام لیتے ہیں، چنانچہ اکثر ”ان صحیح الخبر وان ثبت“ وغیرہ قسم کے الفاظ لکھتے ہیں، یہ صحت میں صحیح مسلم کے قریب قریب ہے، اس کے نسخے یورپ کے بعض کتب خانوں اور جرمنی میں موجود ہیں، حافظ ابن حجر نے صحیح ابن خزیمہ پر مفید حواشی بھی لکھے تھے۔ ❷



❶ البدایہ ج ۱۱ ص ۱۴۹ و حواشی سعدی ص ۱۵ و تدریب الراوی ص ۳۱.

❷ مقدمہ تحفة الاحوذی ص ۱۶۳.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَخْبَرَنَا إِمَامُ الْأَيْمَةِ فَيُّهُ الْآفَاقِ أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ النَّيْسَابُورِي الْحَافِظَ رَحِمَهُ اللَّهُ ، قَالَ: مُخْتَصَرُ الْمُخْتَصِرِ مِنَ الْمُسْنَدِ الصَّحِيحِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِتَقْلِ الْعَدَلِ عَنِ الْعَدْلِ مَوْصُولًا إِلَيْهِ ﷺ مِنْ غَيْرِ قَطْعٍ فِي أَثْنَاءِ الْإِسْنَادِ وَلَا جَرَحٍ فِي نَاقِلِي الْأَخْبَارِ الَّتِي نَذَكُرُهَا بِمَشِيئَةِ اللَّهِ تَعَالَى

## كِتَابُ الْوُضُوءِ

### وضو کے متعلق ابواب

۱..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الثَّابِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِأَنَّ إِتِمَامَ الْوُضُوءِ مِنَ الْإِسْلَامِ

نبی اکرم ﷺ سے ثابت حدیث کا بیان کہ وضو کی تکمیل (وضو کو مکمل کرنا) اسلام کا جزو ہے

۱- حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ يُونُسُ بْنُ وَاصِحِ الْهَاشِمِيُّ ، ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت یحییٰ بن یحییٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی: اے ابو عبدالرحمن! کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ تقدیر (کوئی چیز) نہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہمارے ہاں (اس دور میں) ان لوگوں میں سے کوئی موجود ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں (موجود ہیں)۔ انہوں نے فرمایا: جب تم ان سے ملو تو میری طرف سے انہیں یہ پیغام دینا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف تم سے بے زاری اور قطع تعلق کا اظہار کرتے ہیں اور تم ان سے بے زار ہو۔ پھر فرمایا: مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوگوں کے

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: قُلْتُ: يَعْنِي لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ- يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ أَقْوَامًا يَزْعُمُونَ أَنَّ لَيْسَ قَدْرٌ. قَالَ: هَلْ عِنْدَنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَأَبْلِغُهُمْ عَنِّي إِذَا لَقَيْتَهُمْ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ بَرَاءُ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَ: ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أَنْسَابٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ عَلَيْهِ سَحْنَاءٌ سَفَرٍ وَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ ، يَتَخَطَّى حَتَّى وَرَدَ فَجَلَسَ بَيْنَ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۸۔ سنن ترمذی، حدیث: ۲۵۳۵۔ والنسائی فی سننہ الکبریٰ ۹۷/۸، رقم: ۵۸۸۳۔

ابوداؤد: ۴۶۹۵۔ سنن ابن ماجہ: ۶۲۔ مسند احمد: ابن حبان ۱۷۳۱۔ الدار قطنی ۲۰۷۔ البیہقی فی سننہ الکبریٰ: ۸۵۳۷۔

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک ایک آدمی آیا۔ اس پر سفر کے آثار تھے اور شہر کا رہنے والا نہیں تھا۔ وہ تیز چلتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو اس نے پوچھا: اے محمد ﷺ (ﷺ) اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، بیت اللہ کا حج کرے، عمرہ ادا کرے، غسل جنابت کرے، اور یہ کہ تو مکمل وضو کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔“ اس نے کہا: جب میں یہ (فرائض) ادا کر لوں تو میں مسلمان ہوں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں (تم یہ فرائض ادا کر کے مسلمان بن جاؤ گے) اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ انہوں نے ایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کے متعلق مکمل حدیث بیان کی۔

يَدَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنْ تُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتُحِجَّ الْبَيْتَ، وَتَعْتَمِرَ، وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَأَنْ تَتِمَّ الْوُضُوءَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: صَدَقْتَ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ فِي السُّؤَالِ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِحْسَانِ وَالسَّاعَةِ.

**فوائد:** ..... ۱۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا صحت ایمان کی شرط ہے اور اس پر ایمان لائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، لہذا تقدیر کا سرے سے انکار، تقدیر کی غلط تقسیم (یعنی خیر کا مالک اللہ تعالیٰ کو قرار دینا اور شر کا خالق شیطان لعین کو قرار دینا) یا مسئلہ تقدیر میں مویشگافیاں کرنا ایمان کے منافی ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے براءت کا اعلان کیا ہے اور نبی مکرم ﷺ نے انہیں اس امت کے مجوسی قرار دیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((الْقَدْرِيَّةُ مَجُوسٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ، إِنْ مَرَّضُوا فَكَلَّا تَعُوذُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَكَلَّا تَشْهَدُوهُمْ)) قدریہ (منکرین تقدیر) اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ (ابوداؤد: ۴۶۹۱، حاکم: ۱۱۷/۱، اسنادہ حسن)

۲۔ توحید و رسالت کا اقرار، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت شخص کا حج کرنا یہ پانچ ارکان اسلام ہیں جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے، ان میں سے کسی ایک رکن کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، لہذا صحت اسلام کے لیے ان ارکان پر دائمی پابندی شرط ہے۔

۳۔ عمرہ ارکان اسلام میں شامل نہیں، نیز اس کی فرضیت کے بارے میں بھی اختلاف ہے اور راجح قول کے مطابق عمرہ ادا کرنا مستحب عمل ہے واجب نہیں۔

۳۔ صحت نماز کے لیے وضو کا مکمل ہونا شرط ہے اور جیسے بغیر وضو کے نماز ادا نہیں ہوتی اسی طرح فریضہ وضو کے لیے وضو کا مکمل کرنا لازم ہے اور وضو کی ناتمامی کی صورت میں بھی نماز ادا نہیں ہوتی، نیز اتمام وضو کی دو شرطیں ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱)..... سر کے مسح سمیت تمام اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا لازم، ان میں سے کوئی ایک فرض چھوٹنے سے وضو نامکمل رہتا ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ ، تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوا ، وَهُمْ عَجَّالٌ ، فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ بَيضٌ تَلَوُّحٌ ، لَمْ يَمْسُهَا الْمَاءُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) ”ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے مدینہ واپس روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم راستے میں ایک پانی کے قریب پہنچے تو کچھ لوگوں نے نماز عصر کے وقت (نماز عصر کی ادائیگی کے لیے) عجلت کی اور انہوں نے جلد بازی میں وضو کیا چنانچہ جب ہم ان تک پہنچے تو ان کی (خشک) اڑیاں چمک رہی تھیں، جنہیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (وضو میں خشک رہ جانے والی) اڑیوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔ (تم وضو مکمل کیا کرو)۔“ (مسلم: ۲۴۱)

اسی طرح عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ، وَيُطَوَّنُ الْأَقْدَامُ مِنَ النَّارِ)) ”وضو میں خشک رہ جانے والی اڑھیوں اور پاؤں کے اندرونی (درمیانی) حصوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“ (صحیح الجامع الصغیر: ۷۱۳۳، صحیح)

(۲)..... وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا صحت وضو کی شرط ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضوءَ لَهُ ، وَلَا وُضوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ.....)) بے وضو شخص کی نماز نہیں اور جس نے وضو کرتے ((بسم اللہ)) اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضو نہیں ہے۔ (ابوداؤد: ۱۰۱)

ابن ماجہ: ۳۹۹، صحیح الجامع: ۷۵۱۴، صحیح)

۲..... بَابُ ذِكْرِ فَضَائِلِ الْوُضوءِ يَكُونُ بَعْدَهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ.

اس وضو کے فضائل کا بیان جس کے بعد فرض نماز ادا کی جائے

۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ ، وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ ، وَثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، حَدَّثَنِي أَبِي .....

(۲) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب المعضضة فی الوضوء، حدیث: ۱۵۹۔ مسلم: کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلوة ۲۲۷۔ سنن نسائی، حدیث: ۸۷۔ سنن ابی داؤد: ۳۲۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: ۳۲۲۔ احمد ۵۷/۱۔ من طریق یحییٰ بن سعید رقم: ۴۰۰۔ موطا مالک رقم: ۵۸۔

”حضرت حمران بن ابان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوا یا اور بلاط (پتھریلی زمین) پر وضو کیا۔ پھر فرمایا: میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے بہترین وضو کیا اور نماز ادا کی تو اس کے اس نماز اور دوسری نماز کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ أَنَّهُ أَخْبَرَ: قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ عَلَى الْبَلَاطِ ، فَقَالَ: أَحَدَيْتُكُمْ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءَ وَصَلَّى عُضْرَكَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْآخِرَى . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ .

**فوائد:** ..... ۱۔ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءَ سے مراد ہے کہ وہ وضو کی صفات اور آداب کا مکمل اہتمام کرے نیز اس حدیث میں وضو کے آداب اور شرط سیکھنے اور اس سیکھے ہوئے مسنون طریقے پر محتاط عمل کرنے کے اہتمام کا بیان ہے اور یہ حرص ہو کہ وضو اس طریقہ سے کیا جائے جو طریقہ صحیح اور معتبر ہو، اختلاف میں الجھنے سے گریز کرے، چنانچہ وضو کرنے والے کے لیے زیادہ مناسب ہے کہ وہ وضو کے ان مسائل، وضو کے آغاز میں ”بسم اللہ“ پڑھنا، وضو کی نیت کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناک جھاڑنا، تمام سر کا مسح کرنا، کانوں کا مسح کرنا، اعضائے وضو کو ملنا، پے در پے وضو کرنا اور وضو میں ترتیب کا اہتمام کرنے کا حریص ہو اور بالاجماع وضو کے لیے پاک پانی کی تحصیل بھی لازم ہے۔ (نوروی: ۱۱۰/۳)

(۳)..... مذکورہ طریقہ وضو سے دو نمازوں کے درمیانی وقفہ کے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، البتہ صغیرہ گناہ نہ ہوں تو کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اگر انسان صغائر و کبائر سے پاک ہو تو اس کے درجات بلند ہوتے اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے نیز اس حدیث میں مسنون طریقہ کے مطابق اچھے طریقے سے وضو کرنے کی ترغیب کا بیان ہے۔

۳..... بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ الْوَضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا يَكُونُ بَعْدَهُ صَلَاةٌ تَطْلُوعُ

لَا يُحَدِّثُ الْمُصَلِّيَ فِيهَا نَفْسَهُ

اس وضو کی فضیلت کا بیان جس میں اعضاء تین تین بار دھوئے جائیں، اور نفل نماز ادا کی جائے

جس میں نمازی اپنے نفس سے بات چیت نہ کرے

۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدٌ، ثنا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكِيمِ، أَنَّ

ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ.....  
 حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ  
 عَفَّانَ دَعَا يَوْمًا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَغَسَلَ  
 كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَسْتَنْشَرَ، ثُمَّ غَسَلَ  
 وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى  
 إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ  
 يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ،  
 ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ  
 مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ،  
 ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ  
 وَضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ  
 رُكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ عُفْرًا لَهُ مَا  
 تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ  
 عُلَمَاءُنَا يَقُولُونَ هَذَا الْوَضُوءَ أَسْبَغُ مَا  
 يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

”حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا تو اپنے ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، اور ناک (میں پانی ڈال کر اسے) جھاڑا، پھر اپنے چہرے کو تین بار دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار دھویا، پھر اپنا بائیں ہاتھ تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں پاؤں نگوں سمیت تین بار دھویا، پھر اس طرح (تین بار) اپنا بائیں پاؤں دھویا، پھر فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت (نفل نماز) ادا کی ان میں اپنے نفس کے ساتھ بات چیت بھی نہیں کرتا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ ابن شہاب کہتے ہیں: ہمارے علمائے کرام فرمایا کرتے تھے: یہ وہ مکمل وضو ہے جسے کوئی شخص نماز کے لیے کرتا ہے۔

**فوائد:**..... ۱۔ لمحاوی کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو میں اعضائے وضو کا ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور ایک سے زائد دو یا تین مرتبہ دھونا افضل ہے، چنانچہ جمیع اہل علم کا موقف ہے کہ یہ وضو کرنے والے کی مرضی پر موقوف ہے، وہ چاہے تو تمام اعضائے وضو ایک ایک بار، دو دو بار یا تین تین بار دھوئے۔ اس کی رخصت بہر حال موجود ہے۔

(شرح ابن بطلال: ۱/۲۶۷)

۲۔ مذکورہ مسنون طریقہ سے وضو کرنے سے سابقہ تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳۔ وضو کے بعد دو یا دو سے زائد رکعت نماز پڑھنا مستحب اور سنت موکدہ ہے اور بعض شافعیہ کا موقف ہے کہ وضو کے نوافل نماز کے ممنوعہ اوقات میں پڑھنا بھی جائز ہیں کیونکہ یہ سہمی نماز ہے اور انہوں نے صحیح بخاری میں مذکور اس

(۳) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، حدیث: ۱۵۹۔ صحیح مسلم، الطہارۃ باب صفة الوضوء وکمالہ

رقم: ۲۲۶۔ سنن نسائی، رقم: ۸۴۔ سنن ابی داؤد: ۱۰۶۔

حدیث بلال ”کہ وہ جب بھی وضو کرتے وضو کے بعد نماز ادا کرتے تھے“ سے استدلال کیا ہے (کہ وضو کے نوافل ہر وقت ادا کیے جاسکتے ہیں) اور اگر وضو کے بعد فرض نماز یا خاص نوافل ادا کیے جائیں تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح وضو کے بعد تحیۃ المسجد ادا کرنے سے بھی مذکورہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ (نووی: ۱۰۷/۳)

۴۔ ((عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) حدیث کے ظاہر الفاظ صغائر و کبائر کو شامل ہیں لیکن علماء نے اسے صغیرہ گناہوں سے خاص کیا ہے، کیونکہ دیگر روایات میں بائستثنائے کبائر محض صغیرہ گناہوں کی معافی کا بیان ہے اور صغیرہ گناہوں کی معافی اس شخص سے خاص ہے جس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ ہوں، چنانچہ جس کے فقط صغیرہ گناہ ہی ہوں (تو مذکورہ طریقہ وضو کے بعد نماز پڑھنے سے) صغیرہ گناہ محو ہو جاتے ہیں، جس کے محض کبیرہ گناہ ہوں، اس میں بقدر صغائر تخفیف ہو جاتی ہے اور جس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ نہ ہوں۔ نیکوں میں اتنا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ اس حدیث میں عملی تعلیم کے جواز کا بیان ہے کیونکہ یہ طریقہ تعلیم زیادہ بلوغ اور متعلم کے لیے حفظ و ضبط میں زیادہ آسانی کا باعث ہے۔

۶۔ اس حدیث میں اعضائے وضو کی ترتیب کا بیان ہے کیونکہ ہر عضو کے بعد تسمُّم کا لفظ ہے (جو ترتیب پر دلالت کرتا ہے۔)

۷۔ نماز میں اخلاص کی ترغیب کا بیان ہے اور نماز میں دنیوی امور میں غور و فکر سے بچنے کا بیان ہے کیونکہ یہ نماز کی عدم قبولیت کا باعث ہے بالخصوص اگر انسان کسی معصیت کے ارتکاب کا تہیہ کر لے تو اس صورت میں دل خارج نماز سے زیادہ حالت نماز میں ان خیالات کا اسیر رہتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۴۲)

۴..... بَابُ ذِكْرِ حِطِّ الْخَطَايَا بِالْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ صَلَاةٍ تَكُونُ بَعْدَهُ

بغیر نماز پڑھے، صرف وضو ہی سے گناہ معاف ہونے کا بیان

۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جنہیں اس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ

(۴) صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء رقم: ۲۴۴، سنن ترمذی، رقم: ۲۔ موطا امام مالک: ۶۰۔ سنن دارمی، رقم: ۷۱۸۔ ابن حبان رقم: ۱۰۴۰۔ من طریق احمد بن ابی بکر، البیہقی رقم: ۳۸۶۔ من طریق ابن وہب۔

نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جنہیں اس کے ہاتھوں نے کیا تھا۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے قدم چل کر گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔“

فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ  
كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ  
الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ  
مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ  
الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ .

**فوائد:**..... اس حدیث میں وضو کی فضیلت اور اعضائے وضو کو دھونے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ہر عضو کو دھونے سے اس عضو کے صغیرہ گناہ محو ہو جاتے ہیں اور وضو سے فراغت کے بعد وہ صغیرہ گناہوں سے مکمل پاک ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد نماز اور دیگر اعمال صالحہ اس کی نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔

۵..... بَابُ ذِكْرِ حَطِّ الْخَطَايَا وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ فِي الْجَنَّةِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ  
إِعْطَاءِ مُنْتَظِرِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ أَجْرَ الْمُرَابِطِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
مشقت اور تکلیف کے باوجود مکمل وضو کرنے سے گناہوں کے معاف ہونے، جنت میں درجات کی بلندی اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والے کو جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے کے

برابر ثواب دیے جانے کا بیان

۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - ثَنَا الْعَلَاءُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَعَاذِ الْعَقْدِيُّ ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ، ثَنَا الْعَلَاءُ ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول، (ضرور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ،

(۵) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ، رقم: ۲۵۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۵۱۔ سنن نسائی، رقم: ۱۴۳۔ فی الکبریٰ ۱/۱۳۸، ۸۹/۱۔ مسند احمد، رقم: ۶۹۱۱۔ موطا امام مالک، رقم: ۳۴۸۔ ابن ماجہ رقم: (۴۲۸)۔

فرمائیں) آپ نے فرمایا: مشقت اور تکلیف کے باوجود مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا (یعنی مسجد دور ہونے کے باوجود نماز کے لیے مسجد آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی تمہارا جہاد ہے، یہی تمہارا جہاد ہے۔“ دونوں مرتبہ، ”فَذَالِكُمْ الرِّبَاطُ“ یہی تمہارا جہاد ہے“ فرمایا۔ (حدیث کے راوی) علی بن حجر کی روایت میں ”فَذَالِكُمْ الرِّبَاطُ“ ایک مرتبہ ہے۔ یونس بن عبدالاعلیٰ کی روایت میں ”أَلَا أَدُلُّكُمْ“ کی بجائے ”أُنْخَبِرُكُمْ“، میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں“ کے الفاظ ہیں۔ اور صحابہ کرام کا ”بسلی“ کیوں نہیں، (ضرور بیان فرمائیں) کے الفاظ نہیں ہیں۔

**فوائد:**..... يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا: کیا میں تمہیں ایسے اعمال کی راہنمائی نہ کروں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتے ہیں۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: گناہوں کا مٹانا ان کی مغفرت کا کنایہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ گناہ کرنا کاتبین کی کتاب سے محو کر دیئے جائیں تب بھی اسی سے گناہوں کی بخشش ہی مقصود ہے۔ وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ: جس سے جنت میں منازل بلند ہوتی ہیں۔ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ: اس سوال و جواب کا فائدہ یہ ہے کہ ابہام و تینین سے کلام سامعین کے دل میں خوب جاگزیں ہو۔ اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ: یعنی پورا وضو کرنا، اعضائے وضو کو بالاستیعاب مکمل دھونا، اعضائے وضو کی چمک کو لمبا کرنا اور اعضائے وضو تین بار دھونا۔

عَلَى الْمَكَارِهِ: مکارہ سے مقصود ناپسندیدہ شاق چیزیں ہیں، یعنی سخت سردی کے باوجود اور ایسی بیماریوں اور جراثیموں کے باوجود جن میں مبتلا ہونے کی صورت میں پانی لگنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے باوجود نماز کے لیے شخص وضو کرتا ہے۔ اور پانی کی سخت حاجت و طلب، اس کے حصول میں سخت دوڑ دھوپ اور مہنگے داموں پانی خریدنے کے باوجود وہ وضو کا اہتمام ضرور کرتا ہے جو کہ اس کے لیے مشقت کا باعث ہیں۔

وَكَثْرَةُ الْخَطَايَا إِلَى الْمَسَاجِدِ: خطا خطوہ کی جمع ہے اور اس سے مراد دو قدموں کے درمیانی فاصلہ کی مسافت ہے۔ نووی کہتے ہیں: گھر سے مسجد دور ہونے یا بار بار مسجد میں حاضری کی صورت میں مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھتے ہیں۔

وَإِنْتَظَارُ الصَّلَاةِ: نماز کے وقت یا نماز باجماعت کا انتظار۔  
بَعْدَ الصَّلَاةِ: یعنی باجماعت یا تنہا نماز ادا کرنے کے بعد وہ اگلی نماز کا منتظر رہتا ہے اور کسی مجلس میں، یا گھر پر یا



کسی مصروفیت میں مشغول ہونے کے باوجود اس کا دل نماز کی طرف معلق اور فکر مند رہتا ہے۔

فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ: یعنی وضو پر مداومت اور نماز وغیرہ کی پابندی کی فکر کا اجر و ثواب جہاد کی مثل ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اس کا مفہوم یہ ہے کہ مذکورہ خصائل و اوصاف انسان کو معاصی اور حرام کاموں سے روک کر رکھتے ہیں۔ صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی رباط مرغوب و دلچسپ رباط ہے دراصل رباط کا معنی خود کو کسی چیز پر روک رکھنا ہے اور مذکورہ اوصاف کا حامل گویا خود کو اس نیکی کے کام پر روک رکھتا ہے اور ایک قول ہے کہ یہ افضل رباط ہے جیسے اصل جہاد جہاد انفس ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ طریقہ آسان اور ممکن رباط ہے، یعنی یہ رباط کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مذکورہ اعمال حقیقی رباط ہیں کیونکہ یہ اعمال نفس کی طرف شیطانی راہوں کو مسدود کرتے ہیں، خواہشات کو ختم کرتے اور وسوسوں کو کنٹرل کرتے ہیں اور ان اعمال صالحہ سے حزب اللہ شیطانی لشکروں پر غالب آتا ہے اور ان اعمال کو بجالانا جہاد اکبر ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/۱۳۳، ۱۲۴)

۶..... بَابُ ذِكْرِ عَلَامَةِ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ جَعَلَهُمُ اللَّهُ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

بِأَثَارِ الْوُضُوءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَلَامَةٌ يُعْرَفُونَ بِهَا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، جسے اللہ تعالیٰ نے بہترین امت بنایا اور انہیں لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا ہے، کی نشانی قیامت کے روز آثار وضو ہوگی جس سے وہ پہچانے جائیں گے

۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - ثَنَا الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ أَخْبَرَنَا بَنُ عَلِيَّةَ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں مدفون لوگوں کو سلام کیا، آپ نے یوں فرمایا: ”سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ.....“

(۶) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحصیل فی الوضوء، رقم: ۲۴۹۔ سنن نسائی، رقم: ۱۰۰۔ سنن

ابی داؤد: ۳۲۳۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۳۰۶۔ مؤطا امام مالک، رقم: ۵۷۔ احمد ۳۰۰/۲۔

(اے) مومن قوم کے گھر والو تم پر سلام ہو، اور بے شک ہم بھی، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا، تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو اور تمنا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک (دنیا میں) نہیں آئے۔ اور میں تم سے پہلے کوثر پر ہوں گا، صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کے جو امتی ابھی تک (دنیا میں) نہیں آئے آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، اگر کسی آدمی کے سفید پیشانی اور چمکدار پاؤں والے گھوڑے سیاہ قام گھوڑوں میں ملے ہوئے ہوں، تو کیا وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟ صحابہ نے جواب دیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! (وہ ضرور پہچان لے گا)۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک وہ آئیں گے تو ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے۔ میں حوض کوثر پر ان کا پیش خیمہ ہوں گا، خبردار! میرے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح دھنکار دیا جائے گا جس طرح گم راہ (بھٹکا ہوا) اونٹ دھنکار دیا جاتا ہے۔ میں انہیں پکاروں گا، آ جاؤ“ تو کہا جائے گا۔ انہوں نے آپ کے بعد (دین میں) نئے نئے کام ایجاد کر لیے تھے۔ تو میں کہوں گا: (اللہ کی رحمت سے) دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔ یہ ابن علیہ کی روایت کے الفاظ ہیں۔

**فوائد:**..... ۱۔ قبرستان کی زیارت کے وقت مذکورہ دعا کا اہتمام مسنون و مستحب ہے البتہ اس سے یہ ثابت کرنا کہ

مردے سنتے ہیں یہاں مردوں کے سننے نہ سننے کا بیان نہیں بلکہ یہ ان کی سلامتی کی دعا ہے۔

۲۔ (( وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا )) علماء کہتے ہیں، اس حدیث کی رو سے کار خیر کی اور فضلاء و صلحاء سے ملاقات

کی تمنا کرنا جائز ہے اور آپ کے اس فرمان ”وَ دِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا“ سے مقصود یہ خواہش ہے کہ ہم

إِخْوَانَنَا قَالُوا: أَوْ لَسْنَا بِإِخْوَانِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي قَوْمٌ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ . وَأَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، قَالُوا: وَكَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ عَرُ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرِي خَيْلٍ بِهِمْ دُهْمٌ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ: فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ عُرًا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثِرِ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ . أَلَا لِيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يَذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ ، أَنَادِيهِمْ: أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ أَحَدْتُوا بَعْدَكَ ، وَأَقُولُ: سَحَقًا سَحَقًا . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ عَلِيَّةَ .

اپنے بھائیوں کو دنیا کی زندگی میں دیکھ پاتے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد موت کے بعد ملاقات کی تمنا ہے۔ امام باجی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان **بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي** (بلکہ تم میرے صحابہ ہو) میں صحابہ کے بھائی نہ ہونے کی نفی نہیں ہے، بلکہ آپ نے صحابہ کی صحبت ان کا زائد مرتبہ بیان کی ہے۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفقاء اور بھائی ہیں اور جو لوگ بعد میں آئیں گے وہ بھائی ہیں لیکن صحابی نہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”مومن تو بھائی بھائی ہیں۔“ میں اس موقف کی وضاحت ہے۔ (نووی: ۱۳۷/۳)

۳۔ اہل لغت بیان کرتے ہیں کہ **الْغُرَّةُ** گھوڑے کی پیشانی میں سفیدی اور التحجیل، گھوڑے کی ٹانگوں اور ہاتھوں میں سفیدی ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وضو امت محمدیہ کا خاصہ و امتیاز ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو شرف و فضیلت میں زیادہ کیا ہے اور کچھ دیگر علماء کا قول ہے کہ وضو اس امت کا خاصہ نہیں بلکہ روز قیامت اعضائے وضو کی چمک اس امت کا خاصہ و امتیاز ہے۔

(شرح النووی: ۱۳۴/۳)

۴۔ جن لوگوں کو حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے گا یہ کون لوگ ہوں گے؟ اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ (۱)..... اس سے مراد منافقین و مرتدین ہیں، ہو سکتا ہے انہیں اعضائے وضو کی چمک کے ساتھ اٹھایا جائے اور اس علامت کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ندادیں پھر آپ کو بتا دیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن سے حوض کوثر پر وارد ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ یہ دین سے منحرف ہو گئے تھے۔

(۲)..... اس سے مقصود وہ لوگ ہیں جو حیات نبی ہی میں مسلمان تھے پھر آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اگرچہ ان پر وضو کے نشانات کی چمک نہیں ہوگی، لیکن ذاتی شناسائی کی وجہ سے آپ انہیں پہچانتے ہوں گے۔ پھر آپ کو آگاہ کیا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

(۳)..... اس سے مراد اہل معاصی اور کبیرہ گناہوں کے مرتکبین ہیں، جو عقیدہ توحید پر فطرت ہوئے اور وہ بدعتی لوگ مراد ہیں، جو بدعات کی وجہ سے خارج از اسلام نہیں، اس آخری قول کے مطابق یہ لوگ قطعی جہنمی نہیں ہوں گے، بلکہ ان کی سزا بڑھادی جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کریں گے اور انہیں جنت میں بغیر عذاب کے داخل کر دیں گے۔

(نووی: ۱۳۵/۳، ۱۳۶)

۷..... **بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ التَّحْجِيلِ بِغَسْلِ الْعَضْدَيْنِ فِي الْوُضُوءِ إِذَا الْحِلْيَةُ تَبْلُغُ مَوَاضِعَ الْوُضُوءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحُكْمِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ**  
وضو میں عَضْدَيْنِ (کندھے اور کہنی کے درمیان کے حصے تک بازو) دھو کر تحجیل کو لمبا کرنا

مستحب ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے حکم (پر عمل کرنے) کی وجہ سے  
قیامت کے روز (مومن کا) زیور وضو کے مقامات تک پہنچے گا

۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ الصَّرِفِيُّ الْكُوفِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ .....

”حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو وہ وضو کے پانی کو اپنی بغلوں تک پہنچا رہے تھے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلاشبہ (مومن) کا زیور وضو کے مقامات تک پہنچے گا۔“ (اس لیے میں پانی کو بغلوں تک پہنچا رہا ہوں۔)

**فوائد** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ جہاں تک اعضائے وضو کو وضو کا پانی پہنچے گا، اعضائے وضو کا اتنا حصہ روز قیامت روشن ہوگا لیکن اس سے یہ استدلال کرنا کہ اعضائے وضو دھونے میں اعضائے وضو کی مقررہ حد سے تجاوز کیا جائے درست نہیں۔ تاہم صحابہ کرام جس قدر اعضاء کو دھوتے تھے اسی قدر اعضاء کو دھو کر چمک کو زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

۸..... بَابُ نَفْيِ قَبُولِ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ بِذِكْرِ خَبَرِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسِّرٍ

وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی، اس کے متعلق مجمل غیر مفسر حدیث کا بیان

۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّاجُ ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالُوا جَمِيعًا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ . وَ هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ بَنْدَارٍ - عَنْ سَمَائِكَ بْنِ حَرْبٍ .....

”حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ابن عامر بیمار ہو گئے، تو لوگ ان کی تعریف کرنے لگے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش رہے۔ پھر انہوں نے فرمایا: سنو! میں ان سے

(۷) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء، رقم: ۲۵۰۔ سنن نسائی، رقم: ۱۴۹، مسند احمد، رقم: ۳۷۱/۲۔ ابن حبان رقم: ۱۰۴۵۔ من طریق علی بن مسہر۔

(۸) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلوۃ، رقم: ۲۲۴۔ مسند احمد، رقم: ۴۷۰۰۔ سنن ابن ماجہ: ۲۷۲۔ احمد ۷۳/۳۔ ۲۷۰۵۱، ۲۰/۲۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "حَضْرَتِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيَانِ كَرْتِي هِي كِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ إِلَّا بِطَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْهُ نِي فَرَمَايَا: "وَضُو كِي بَغِيْر نَمَاز قَبُوْل نِيْمِي هُوْتِي اُوْر نِي خِيَانَتِ سِي صَدَقَةُ قَبُوْل هُوْتَا هِي۔"

۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَبُو عَمَّارِ الْحَسَنِ بْنُ حَرِيْثٍ ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيْرٍ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدٍ - عَنِ الْوَلِيْدِ - وَهُوَ ابْنُ رَبَاحٍ -.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَقْبَلُ "حَضْرَتِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِي رَوَايَتِ هِي كِي نَبِي اَكْرَمِ اللّٰهُ صَلَاةً بِغِيْر طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْهُ نِي فَرَمَايَا: "اللّٰهُ تَعَالَى وَضُو كِي بَغِيْر نَمَاز قَبُوْل نِيْمِي كَرْتَا اُوْر نِي خِيَانَتِ (كِي مَال) سِي صَدَقَةُ قَبُوْل كَرْتَا هِي۔"

۹..... بَابُ ذِكْرِ النَّحْبْرِ الْمُفَسِّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتَهَا

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان

وَ الدَّلِيْلُ عَلَيَّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِنَّمَا نَفِي قَبُوْلِ الصَّلَاةِ لِغِيْرِ الْمُتَوَضِّئِ الْمُحَدَّثِ الَّذِي قَدْ اَحَدَتْ حَدَثًا يُوْجِبُ الوُضُوْءَ ، لَا كُلُّ قَائِمٍ اِلَى الصَّلَاةِ وَ اَنْ كَانَ غِيْرَ مُحَدَّثٍ حَدَثًا يُوْجِبُ الوُضُوْءَ . اُوْر اِس بَاتِ كِي دِلِيْل كَا بَيَان كِي نَبِي اَكْرَمِ ﷺ نِي اِس بِي وَضُو شَخْصِ كِي نَمَازِ كِي قَبُوْلِيْتِ كِي نَفِي كِي هِي جِس نِي وَضُو وَاجِبِ كَرْنِي وَالَا حَدَثِ كِيَا هُو (جيسے پيشاب يا پاخانہ وغیرہ) نہ کہ ہر اس شخص کی نماز کی قبولیت کی نفی جو نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور اس نے وضو واجب کرنے والا کوئی حدت نہیں کیا۔

۱۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ وَ عَمِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ حُزَيْمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ مَعْمَرٍ عَنِ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "حَضْرَتِ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِي رَوَايَتِ هِي وَه كِيْتِي هِي: رَسُولِ اللّٰهُ ﷺ نِي فَرَمَايَا: جِب تَم مِي سِي كِي شَخْصِ كَا وَضُو لُوْثِ جَائِي تُو اِس كِي نَمَاز قَبُوْل نِيْمِي هُوْتِي ، يِهَا لِي تَك كِي وَه وَضُو كَر لِي۔"

(۹) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ، رقم: ۳۲۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۔ سنن ابن ماجہ: ۲۷۲۔ مسند احمد: ۴۴۷۰۔

(۱۰) اسنادہ صحیح، ارواہ الغلیل: ۱۲۰۔ صحیح سنن ابی داؤد: ۵۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فرض الوضوء، رقم: ۵۹۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۹۔ سنن الدارمی، رقم: ۶۸۳۔

(۱۱) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب لا تقبل صلاۃ بغیر طہور، رقم الحدیث: ۱۳۵۔ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ ۲۲۵۔ سنن ترمذی: ۷۔ سنن ابی داؤد: ۶۰۔ مسند احمد ۲/۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲

**فوائد:**..... امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ یہ احادیث نص ہیں کہ نماز کے لیے طہارت (وضو یا تیمم) واجب ہے اور پوری امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ طہارت صحت نماز کی شرط ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نماز کے لیے طہارت کب فرض ہوئی۔ چنانچہ ابن جہم کا موقف ہے کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا۔ پھر تیمم کے نزول کے بعد فرض ٹھہرا، لیکن جمہور علماء کا مذہب ہے کہ وضو شروع اسلام سے ہی فرض ہے، پھر علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا نماز کے لیے کھڑے ہونے والے ہر نمازی پر وضو فرض ہے یا بالخصوص بے وضو شخص پر وضو کرنا واجب ہے:

(۱) چنانچہ سلف میں سے کچھ علماء کا موقف ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ”إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ“ (المائدة: ۶) ہے۔

(۲) ایک قوم کا مذہب ہے کہ شروع میں یہی حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(۳) ایک قول کے مطابق ہر نماز کے لیے وضو کا حکم مندوب ہے۔

(۴) ایک قول ہے کہ نماز کے لیے وضو شخص بے وضو شخص پر واجب ہے لیکن ہر نماز کے لیے وضو کی تجدید مستحب ہے، اس آخری قول پر تمام اہل فتویٰ کا اجماع ہے اور اب اس مسئلہ میں ان میں کوئی اختلاف باقی نہیں ہے۔

(نووی: ۱۰۲، ۱۰۱/۳)

• ..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا أَوْجَبَ الْوُضُوءَ عَلَى

بَعْضِ الْقَائِمِينَ إِلَى الصَّلَاةِ لَا عَلَى كُلِّ قَائِمٍ إِلَى الصَّلَاةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے کھڑے ہونے والے

کچھ لوگوں پر وضو فرض کیا ہے (یعنی جن کا وضو ٹوٹ چکا ہو) نہ کہ ہر نماز پڑھنے والے پر

فی قَوْلِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ الْآيَةَ. إِذِ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا وَلَى نَبِيِّهِ ﷺ بَيَانَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ خَاصًّا وَعَامًّا، فَبَيَّنَ النَّبِيُّ ﷺ بِسُنَّتِهِ أَنَّ اللَّهَ إِنَّمَا أَمَرَ بِالْوُضُوءِ بَعْضَ الْقَائِمِينَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَا كُلَّهُمْ. كَمَا بَيَّنَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرَادَ بِقَوْلِهِ: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ بَعْضَ الْأَمْوَالِ، لَا كُلَّهَا، وَكَمَا بَيَّنَّ بِقِسْمَةِ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّ اللَّهَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ: ﴿ذِي الْقُرْبَى﴾، بَعْضَ قَرَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ دُونَ جَمِيعِهِمْ، وَكَمَا بَيَّنَّ أَنَّ اللَّهَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ: ﴿وَالسَّارِقِ وَالسَّارِقَةَ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ بَعْضَ السَّرَاقِ، دُونَ جَمِيعِهِمْ، إِذْ سَارِقٌ دَرَاهِمٌ فَمَا دُونَهُ يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ سَارِقٍ فَبَيَّنَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَوْلِهِ: أَلْقَطِعُ فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا، أَنَّ اللَّهَ إِنَّمَا أَرَادَ بِبَعْضِ السَّرَاقِ دُونَ بَعْضِ بَقَوْلِهِ: ﴿وَالسَّارِقِ وَالسَّارِقَةَ فَاقْطَعُوا

أَيُّدِيَهُمَا ۝ الْآيَةَ . قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾  
 اپنے اس ارشاد گرامی میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ (المائدة: 6)  
 ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو  
 اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو.....“ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان پر نازل کردہ ہر خاص و عام حکم کو بیان  
 کرنے والا بنایا ہے لہذا نبی اکرم ﷺ نے اپنی سنت سے بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز پڑھنے والے کو وضو کا حکم  
 نہیں دیا کچھ لوگوں کو حکم دیا ہے (جن کا وضو ٹوٹ چکا ہو) جیسا کہ آپ نے اس آیت ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ  
 صَدَقَةً﴾ (التوبة) ان کے اموال سے صدقہ لیجیے“ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مال بطور صدقہ  
 (زکوٰۃ) لینے کا حکم دیا ہے سارا نہیں۔ (یعنی زکوٰۃ کی مقررہ مقدار) اسی طرح آپ نے مال غنیمت سے قربت داروں کا  
 حصہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں تقسیم کر کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ اور قربت داروں کو دو“ کی  
 وضاحت کہ دی کہ قربت داروں سے مراد آپ کے بعض رشتہ دار ہیں، سارے نہیں، اسی طرح آپ نے اللہ تعالیٰ کے  
 فرمان ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ (النساء: ) ”چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ دو“ کی تفسیر  
 بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا مقصود بعض چور ہیں نہ کہ سب چور۔ کیونکہ ایک درہم یا اس سے کم قیمت  
 کی چوری کرنے والے پر بھی لفظ چور کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ”چوتھائی دینار یا اس سے  
 زیادہ قیمت کی چیز چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان سے اللہ تعالیٰ کے اس  
 ارشاد گرامی ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ کی وضاحت فرمادی کہ اس سے مراد بعض چور مراد ہیں (جو  
 ربع دینار تک کی چوری کریں) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا  
 نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل) ”یہ ذکر (قرآن مجید) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا  
 ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں“

۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، وَحَدَّثَنَا  
 أَبُو مُوسَى، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ.....

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر  
 نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے۔ پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو  
 آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا اور ایک ہی وضو  
 عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهُ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا  
 كَانَ يَوْمَ الْفَتْحِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ،

(۱۲) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب جواز الصلوات کلبا بوضوء واحد، رقم الحدیث: ۲۷۷۔ سنن ترمذی: ۶۱۔ نسائی:

۱۳۲۔ سنن ابی داؤد: ۱۷۲۔ سنن ابن ماجہ: ۵۰۳۔ مسند احمد ۵/۳۵۱، ۳۵۸، ۳۵۹، ۴۱۸۸۸۔ سنن الدارمی: ۶۵۹۔



وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ فَقَالَ لَهُ  
عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ  
تَكُنْ تَفْعَلُهُ. قَالَ: إِنِّي عَمَدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ.  
هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

سے کئی نمازیں ادا کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض  
کی: اے اللہ کے رسول! (آج) آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو  
آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: عمر! میں نے  
ایسا جان بوجھ کر کیا ہے (یہ بتانے کے لیے کہ وضو باقی ہو تو ہر  
نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔) یہ عبدالرحمان  
بن مہدی کی روایت ہے۔

۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ بِحَبْرٍ غَرِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
مُعْتَمِرٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ مَحَارِبِ بْنِ دِنَارٍ.....

عَنْ (ابن) بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا يَوْمَ فَتْحِ  
مَكَّةَ فَإِنَّهُ شُغِلَ، فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ  
وَالْعَصْرِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول  
اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن کے سوا ہر نماز کے لیے وضو کیا  
کرتے تھے۔ (اس روز) آپ مشغول ہو گئے تھے تو آپ  
نے ایک ہی وضو سے ظہر اور عصر (کی نمازوں) کو جمع کر کے  
ادا کیا۔

۱۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا أَبُو عَمَّارٍ، ثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَحَارِبِ  
بْنِ دِنَارٍ.....

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا  
كَانَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا  
بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ يُسَيِّدْ هَذَا  
الْخَبَرَ عَنِ الثَّوْرِيِّ أَحَدٌ نَعَلَّمَهُ غَيْرَ الْمُعْتَمِرِ  
وَوَكَيْعٍ، وَرَوَاهُ أَصْحَابُ الثَّوْرِيِّ

”حضرت سلیمان اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔  
پھر فتح مکہ والے دن آپ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو سے  
ادا کیں۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”معمرو اور وکیع کے سوا  
کسی نے یہ روایت امام سفیان ثوری سے مسند بیان نہیں کی۔  
امام سفیان ثوری کے شاگرد معمرو اور وکیع کے علاوہ دوسرے  
معاشرہ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد، رقم الحدیث: ۲۷۷۔ سنن ترمذی: ۶۱۔ سنن ابی  
داؤد: ۱۷۲۔ سنن نسائی: ۱۳۳۔ سنن ابن ماجہ: ۵۰۳۔ مسند احمد: ۴۱۸۸۸۔ سنن الدارمی: ۶۵۹۔  
(۱۴) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء لكل صلاة والصلوات کلھا بوضوء واحد، رقم الحدیث: ۵۱۰۔  
اصلہ فی صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۷۔

وَعَيْرُهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَحَارِبِ عَنْ  
 سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَإِنْ كَانَ  
 الْمُعْتَمِرُ وَوَكَّعَ مَعَ جَلَالَتِهِمَا حِفْظًا هَذَا  
 الْإِسْنَادَ وَاتِّصَالَهُ فَهُوَ خَيْرٌ غَرِيبٌ .

راویوں نے یہ روایت امام سفیان سے، انہوں نے محارب سے  
 انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے  
 بیان کی ہے۔ جلیل القدر معتمر اور وکع نے اگرچہ سند اور اس  
 کے اتصال کو حفظ کیا ہے مگر یہ روایت نہایت غریب ہے۔

**فوائد:**..... موزوں پر سح جائز ہے۔ ایک وضو سے متعدد فرض و نفل نمازیں جائز ہیں تا وقتیکہ آدمی بے وضو نہ  
 ہو۔ اس کا جواز اکثر علماء سے منقول ہے، جب کہ ابو جعفر طبری اور ابوالحسن بن باطل نے علماء کے گروہ سے نقل کیا ہے کہ  
 وہ ہر نماز کے لیے وضو واجب قرار دیتے ہیں، خواہ نمازی با وضو ہی ہو اور ان کی دلیل یہ آیت ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ  
 فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ (المائدة: 6) ہے۔ میں (نووی) خیال کرتا ہوں کہ یہ مذہب کسی بھی اہل علم سے صحیح ثابت  
 معلوم نہیں ہوتا اور ہو سکتا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت تجدید وضو مستحب عمل ہے۔ جمہور علماء (کے موقف کہ ایک  
 وضو سے متعدد نمازیں پڑھنا جائز ہیں) پر کئی احادیث صحیحہ ہیں، جن میں ایک حدیث الباب ہے، دوم صحیح بخاری میں  
 انس رضی اللہ عنہ کی مروی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا کی، پھر ستوتوا تول فرمائے بعد ازاں نیا وضو کیے بغیر  
 نماز مغرب ادا کی۔ اس طرح اس معنی و مفہوم کی بے شمار روایات ہیں۔ عرفہ، مزدلفہ اور تمام سفروں میں ایک وضو سے دو دو  
 نمازیں جمع کرنا اور غزوہ خندق کے دن چھوٹی ہوئی نمازیں (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) ایک وضو سے ادا کرنا (یہ تمام  
 احادیث ایک وضو سے متعدد نمازوں کے جواز کی دلیل ہیں۔) اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور  
 نماز قائم کرنا چاہو تو وضو کیا کرو۔ (نووی: ۱۷۶/۳)

۱۱..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو حدیث سے واجب ہوتا ہے۔

۱۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو جَعْفَرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ شَوْكِرٍ بْنِ رَافِعِ  
 الْبَغْدَادِيِّانَ ، قَالَا : ثَنَا يَعْقُوبُ . وَ هُوَ ابْنُ إِبرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ . ، ثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، ثَنَا مُحَمَّدُ  
 بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الْمَازِنِيُّ - مَازُنُ بْنُ النَّجَّارِ - عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، وَ ثَنَا مُحَمَّدُ  
 بْنُ يَحْيَى ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ .....

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ  
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ ، قُلْتُ لَهُ :  
 ”جناب محمد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں  
 نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہا: آپ کے خیال

(۱۵) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب السواک، رقم الحدیث: ۴۸۔ مسند احمد ۲۲۵/۵، رقم الحدیث:  
 ۲۰۹۵۴۔ الحاکم علی شرط مسلم: ۱/۱۵۶۔ الدارمی رقم: ۶۵۷۔ البیہقی، سنن الکبریٰ: ۱۵۷۔ من طریق محمد بن اسحاق.

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاکی یا ناپاکی (با وضو ہونے یا بے وضو ہونے) کی حالت میں ہر نماز کے لیے وضو کرنا کسی سے مروی ہے؟ حضرت عبید اللہ نے فرمایا: انہیں حضرت اسماء بنت زید بن خطاب نے بیان کیا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر جنہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا، (راوی حدیث ان کے بیٹے ہیں بذات خود نہیں) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکی یا ناپاکی کی ہر حالت میں وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جب یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ اور (ہر نماز کے لیے) وضو کا حکم آپ سے ساقط کر دیا گیا، سوائے اس کے کہ آپ کا وضو ٹوٹ جائے (تو پھر وضو کرنا ہوگا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ وہ اس کی (ہر نماز کے لیے نئے وضو کی) طاقت رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے موت تک ایسے ہی کیا۔ یہ یعقوب بن ابراہیم کی روایت ہے۔ محمد بن منصور کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ”وَكَانَ يَفْعَلُهُ حَتَّى مَاتَ“ وہ فوت ہونے تک اسی طرح عمل کرتے رہے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ فتح مکہ سے قبل ہر نماز کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نیا وضو کرنا واجب تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تخفیف کر دی گئی اور بیان جواز کے لیے اسی وجہ میں نرمی کی گئی، البتہ اب بھی ہر نماز کے لیے وضو کرنا افضل و مستحب ہے اور جو شخص ہر نماز کے لیے وضو پر قادر ہو اسے نیا وضو کر کے ہی نماز پڑھنی چاہیے یہ اس کے لیے بہتر ہے لیکن قدرت و استطاعت کے باوجود کوئی شخص ایک وضو سے متعدد نمازیں ادا کر لے تو یہ مکروہ عمل نہیں، بلکہ شریعت کی رو سے یہ عمل بھی جائز و مباح ہے۔

۱۲..... بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى طَهْرٍ مِنْ غَيْرِ حَدِّثٍ كَانَ مِمَّا يُوجِبُ الوُضُوءَ  
وضو واجب کرنے والے حدیث کے بغیر طہارت کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت کا بیان  
۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ.....

”حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی پھر لوگوں کی ضروریات و مسائل کے (حل) کے لیے صحن میں بیٹھ گئے۔ پھر جب عصر کا وقت ہوا تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا اور اس سے اپنے دونوں ہاتھوں، چہرے، سر اور دونوں پاؤں کا مسح کیا (یعنی خوب دھونے کی بجائے ہلکا پھلکا وضو کیا) پھر کھڑے ہو کر باقی ماندہ پانی پی لیا۔ پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا ناپسند کرتے ہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا تھا کہ جیسے میں نے کیا تھا۔ اور فرمایا تھا: یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہ ہو۔ حضرت نزال بن سبرہ سے مروی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا ہے، اور آپ نے فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہ ہو۔“ حضرت نزال سے مروی تیسری روایت میں صرف یہ ہے کہ ”یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہ ہو۔“

قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَرَوَاهُ مُسْعَرُ بْنُ كَدَّامٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ، وَقَالَ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى.

**فوائد:**..... (۱)..... با وضو شخص ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے، پھر با وضو شخص کے لیے دو صورتیں جائز ہیں:

۱- وہ تجدید وضو اور مسح اعضائے وضو کے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۲- وہ تجدید وضو نہ کرے، بلکہ تمام اعضائے وضو کا مسح کر لے یہ صورت بھی جائز و مباح ہے اور حدیث کے یہ الفاظ کہ یہ با وضو شخص کا طریقہ وضو ہے اس کی مشروعیت پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲)..... بیٹھ کر پانی پینا افضل و مستحب ہے، کبھی کبھار کسی کا کھڑے ہو کر پانی پی لینا جائز ہے۔

(۱۶) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء من غیر حدث، رقم الحدیث: ۱۳۰۔ والبیہوی مسند ابن الجعد ۸۲/۱، والبنانی الفتح الربانی ۱/۲۔ من طریق شعبۃ عن عبدالملک، بہ.

## جَمَاعُ الْأَبْوَابِ الْأَحْدَاثِ الْمُوجِبَةِ لِلْوُضُوءِ

وضو کو واجب کرنے والے احداث کے ابواب کا مجموعہ

۱۳..... بَابُ ذِكْرِ وَجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالنُّوْمِ.

پاخانہ، پیشاب اور نیند سے وضو واجب ہونے کا بیان

الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ يُوَجِبُ الْفَرَضَ فِي كِتَابِهِ بِمَعْنَى ، وَيُوجِبُ ذَلِكَ الْفَرَضَ بِغَيْرِ ذَلِكَ الْمَعْنَى عَلَى لِسَانِ نَبِيِّ ﷺ . إِذِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا دَلَّ فِي كِتَابِهِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ يُوجِبُهُ الْغَائِطُ وَمَلَامَسَةُ النِّسَاءِ ، لِأَنَّهُ أَمَرَ بِالتَّيْمُمِ لِلْمَرِيضِ وَفِي السَّفَرِ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ ، مِنْ الْغَائِطِ وَمَلَامَسَةِ النِّسَاءِ . فَدَلَّ الْكِتَابُ عَلَى أَنَّ الصَّحِيحَ الْوَاحِدَ لِلْمَاءِ ، عَلَيْهِ مِنَ الْغَائِطِ وَ مَلَامَسَةِ النِّسَاءِ بِالْوُضُوءِ ، إِذِ التَّيْمُمُ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ إِنَّمَا جُعِلَ بَدَلًا مِنَ الْوُضُوءِ لِلْمَرِيضِ وَ الْمُسَافِرِ عِنْدَ الْعُوزِ لِلْمَاءِ ، وَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى ﷺ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّ الْوُضُوءَ قَدْ يَجِبُ مِنْ غَيْرِ غَائِطٍ وَ مِنْ غَيْرِ مَلَامَسَةِ النِّسَاءِ وَ أَعْلَمَ فِي خَبَرِ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَنَّ الْبَوْلَ وَالنُّوْمَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْإِنْفِرَادِ يُوجِبُ الْوُضُوءَ وَالْبَائِلُ وَالنَّائِمُ غَيْرُ مُتَغَوِّطٍ وَ لَا مَلَامَسَةَ النِّسَاءِ . وَ سَأَذْكَرُ بِمَشِيئَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ عَزْوِيهِ الْإِحْدَاثَ الْمُوجِبَةَ لِلْوُضُوءِ بِحُكْمِ النَّبِيِّ ﷺ خَلَا الْغَائِطُ وَ مَلَامَسَةُ النِّسَاءِ السَّادِّينِ ذَكَرَهُمَا فِي نَصِّ الْكِتَابِ ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ مِمَّنْ لَمْ يَتَّبِعْ الْعِلْمَ أَنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَذْكَرَ اللَّهُ حُكْمًا فِي الْكِتَابِ فَيُوجِبُهُ بِشَرْطٍ ، أَنْ يَجِبَ ذَلِكَ الْحُكْمُ بِغَيْرِ ذَلِكَ الشَّرْطِ الَّذِي بَيَّنَّهُ فِي الْكِتَابِ .

”اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کسی فرض کو قرآن مجید میں ایک معنی میں واجب کرتا ہے پھر اسی فرض کو دوسرے معنی میں اپنے نبی ﷺ کی زبان سے واجب کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق پاخانہ اور عورتوں سے ہم بستری کرنا وضو کو واجب کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو پانی کی عدم موجودگی میں پاخانہ اور عورتوں سے ہم بستری کرنے کے بعد تیمم کرنے کا حکم دیا ہے، لہذا کتاب اللہ کے حکم کے مطابق تندرست آدمی کو پانی کی موجودگی میں پاخانہ اور عورتوں سے ہم بستری کے بعد وضو کرنا پڑے گا کیونکہ پاک مٹی سے تیمم کرنے کو مسافر اور مریض

کے لیے پانی کی عدم موجودگی میں وضو کا متبادل بنایا گیا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ وضو پاخانے اور عورتوں سے مباشرت کے علاوہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی اکرم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ پیشاب اور نیند میں سے ہر ایک وضو واجب کر دیتا ہے حالانکہ پیشاب کرنے والا اور سونے والا، پاخانہ کرنے اور عورتوں سے ہم بستری کرنے والے کے علاوہ ہیں۔ میں عنقریب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور نصرت سے وضو کو واجب کرنے والے ایسے احداث بیان کروں گا جو نبی ﷺ کے حکم سے ثابت ہیں اور وہ قرآن مجید میں مذکور احداث پاخانے اور عورتوں سے مباشرت کے علاوہ ہیں۔ اس شخص کے قول کے خلاف، جو معتبر عالم نہیں ہے وہ کہتا ہے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک حکم ذکر کریں اور اسے مشروط واجب کریں، پھر وہی حکم قرآن مجید میں مذکور شرط کے بغیر ہی واجب ہو جائے۔“

۱۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، أَخْبَرَنَا حَمَادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - عَنْ عَاصِمٍ ، وَثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، ثَنَا عَاصِمٌ ، وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ.....

”حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موزوں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا: اے زر! کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا کہ علم کی تلاش میں (حاضر ہوا ہوں) انہوں نے فرمایا: اے زر! بے شک فرشتے طالب علم کی علمی طلب اور جستجو پر رضا مندی اور خوشی کے اظہار کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: قضائے حاجت کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے متعلق میرے دل میں کھٹکا سا ہے، اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں (سنا ہے) سَفَرًا۔“

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: آتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَالٍ الْمُرَادِيَّ سَأَلَهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ قُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ. قَالَ: يَا زِرُّ! فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ. قَالَ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ. وَكُنْتُ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهَلْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ. كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا۔“

(۱۷) اسنادہ حسن، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ، رقم: ۳۵۳۵۔

وسنن نسائی، رقم: ۱۲۷۔ ارواء الغلیل: ۱۰۶۔ سنن ابن ماجہ: ۴۷۱۔ مسند احمد بن حنبل ۴/۲۳۹/۴۰/۲۴۱۰۲۴۱۔ ۱۷۳۹۴۔

البیہقی فی السننہ الکبریٰ: ۱۲۲۵، ۵۵۷، ۵۵۷۔

آپ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو جنابت کے سوا اپنے موزے تین دن رات تک نہ اتاریں، پاخانہ، پیشاب اور نیند (کی وجہ سے) اتارنے کی ضرورت نہیں) یہ مخزومی کی روایت ہے۔ احمد بن عبدہ کی روایت میں ہے: ”مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ فرشتے اپنے پر پچھاتے ہیں۔“

أَوْ قَالَ مُسَافِرِينَ - أَنْ لَا تَنْتَعِ خِيفَانَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ . هَذَا حَدِيثٌ الْمَخْزُومِيِّ . وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِ ، فَقَالَ: قَدْ بَلَّغْنِي أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا .

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں وضو توڑنے والی تین چیزوں پاخانہ، پیشاب اور نیند کا بیان ہے۔ اول الذکر دو چیزوں کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ پاخانہ اور پیشاب ناقض وضو ہیں البتہ نیند کے ناقض وضو ہونے کے بارے علماء کا اختلاف ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کے متعلق علماء کے آٹھ مختلف مذاہب بیان کیے ہیں، جن میں سے راجح مذہب یہ ہے کہ نیند (جس سے شعور زائل ہو جائے اور ہوش و حواس قائم نہ رہیں، قلیل و کثیر ہر صورت میں ناقض وضو ہے۔ یہ حسن بصری، مزنی، ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا موقف ہے اور ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی مسلک کا قائل ہوں۔ (نیل الاوطار: ۲۰۸/۱)

۲۔ جس چیز سے غسل واجب ہو جائے، اس سے لامحالہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ وضو ٹوٹنے سے موزوں اور جرابوں کا مسح قائم رہتا ہے، لیکن غسل واجب ہونے سے مسح زائل ہو جاتا ہے اور غسل واجب ہونے کی صورت میں تمام بدن کا غسل لازم آتا ہے۔

۱۴..... بَابُ ذِكْرِ وَجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ

مذی سے وضو کے واجب ہونے کا بیان

وَهُوَ مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي قَدْ أَعْلَمْتَ أَنَّ اللَّهَ يُوجِبُ الْحُكْمَ فِي كِتَابِهِ بِشَرْطٍ ، وَيُوجِبُهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ بِغَيْرِ ذَلِكَ الشَّرْطِ . إِذِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَذْكُرْ فِي آيَةِ الْوُضُوءِ الْمَذْيِ . وَالنَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَوْجَبَ الْوُضُوءَ مِنَ الْمَذْيِ . وَاتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْأَمْصَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا عَلَى إِنْجَابِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ .

”یہ حکم اسی قسم سے ہے جسے میں نے بیان کیا تھا کہ کبھی اللہ تعالیٰ ایک حکم کو اپنی کتاب میں مشروط واجب کرتا ہے پھر اسی حکم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے غیر مشروط واجب کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت وضو میں مذی کا ذکر نہیں کیا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذی سے وضو واجب قرار دیا ہے۔ تمام شہروں کے قدیم و جدید علماء کا اتفاق ہے کہ مذی سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔“

۱۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَفَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوفِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ . قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ وَقَالَ الْآخَرُونَ: عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ.....

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَدَاءً فَاسْتَحَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّ ابْنَتَهُ كَانَتْ عِنْدِي ، فَأَمَرْتُ رَجُلًا ، فَسَأَلَهُ ، فَقَالَ: مِنْهُ الْوُضُوءُ .

”حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ ندی والا شخص تھا۔ میں نے (اس بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں شرم محسوس کی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی۔ میں نے ایک آدمی کو (یہ مسئلہ پوچھنے کا) حکم دیا تو اس نے نبی ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا، آپ نے فرمایا:، ندی (نکلنے) سے وضو کرنا ہوگا۔“

۱۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، ثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ ، سَمِعْتُ سَلِيمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - يُحَدِّثُ عَنْ مُنْذِرِ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ.....

”حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ندی کے متعلق مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہوئے شرم محسوس کی تو میں نے حضرت مقداد بن اسود کو (یہ مسئلہ پوچھنے کا) حکم دیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس (ندی) میں وضو کرنا (واجب) ہے۔“

۱۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِغَسْلِ الْفَرْجِ مِنَ الْمَذْيِ مَعَ الْوُضُوءِ .

ندی نکلنے سے وضو کرتے وقت شرم گاہ دھونے کے حکم کا بیان

۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ السَّعْدِيُّ وَبَشْرُ بْنُ مَعَاذِ الْعَقْدِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَلِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي . وَقَالَ بَشْرٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا الرُّكَيْنُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَمِيْلَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قُبَيْصَةَ.....

(۱۸) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من استحيا فامر غيره بالسؤال رقم: ۲۶۹، ۱۷۸، ۱۳۲ - سنن نسائی، رقم: ۱۵۲ - مسند احمد: ۱/ ۱۲۵ - امن طریق ابی حصین۔ ابن ماجہ رقم: ۵۰۴۔ ارواء الغلیل ۴۷- ۱۲۵۔

(۱۹) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب المذی، رقم: ۳۰۳ - سنن نسائی، رقم الحديث: ۱۵۷ - مسند احمد: ۱۱۲۱۔

(۲۰) اسنادہ صحیح، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب المذی، رقم: ۲۰۶۔ السنائی، الطهارة باب الغسل من المغنی رقم: ۱۹۳، عن

قتبہ بہ مسند احمد: ۸۲۶۔



”حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں بکثرت مذي والا شخص تھا۔ میں سردی کے موسم میں غسل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میری کمر سردی کی وجہ سے پھٹ گئی (اس میں درد ہونے لگا) میں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا یا آپ کو بتایا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا: یہ (غسل) نہ کرو، جب تم مذي (نکلی ہوئی) دیکھو تو شرم گاہ دھولو اور نماز کے وضو جیسا وضو کرو، اور جب تمہاری منی نکل جائے تو غسل کرو۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لا تفعل“ نہ کرو“ کلمہ زجر ہے، اس سے آپ کی مراد مذي نکلنے پر غسل کرنے کے وجوب کی نفی کرنا ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ : كُنْتُ رَجُلًا مَذَاءً فَجَعَلْتُ أَعْتَسِلُ فِي الشِّتَاءِ حَتَّى تَشَقَّ ظَهْرِي فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ . أَوْ ذَكَرَ لَهُ . فَقَالَ لِي : لَا تَفْعَلْ إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ، وَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ فَإِذَا انْتَضَحْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ ، قَوْلُهُ : لَا تَفْعَلْ مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَقُولُ لَفْظُ زَجْرٍ يُرِيدُ نَهْيَ إِيْجَابِ ذَلِكَ الْفِعْلِ .

## ۱۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِنَضْحِ الْفَرْجِ مِنَ الْمَذْيِ

مذي (نکلنے) سے شرم گاہ دھونے کا حکم

۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، ثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ.....

”حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق پوچھیں جو اپنی بیوی کے قریب ہوتا ہے تو اس کی مذي نکل جاتی ہے اس پر کیا لازم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ میرے پاس (میرے نکاح میں) رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں اس لیے میں آپ سے سوال پوچھتے ہوئے شرماتا ہوں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص یہ پائے (کہ مذي نکل گئی ہے) تو اپنی شرم گاہ دھولے اور وہ نماز کے لیے جیسا وضو کرتا ہے ویسا وضو کر لے۔“

عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ : أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ عَلِيُّ : فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَأَنَا أَسْتَحْيِ أَنْ أَسْأَلَهُ . قَالَ الْمُقَدَّادُ : فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ . فَقَالَ : إِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .

(۲۱) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داود: ۲۰۱۔ سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب المذی: ۲۰۷۔ سنن نسائی: ۱۵۶۔ ابن ماجہ

رقم: ۵۰۵۔ موطا امام مالک: ۷۶۔

۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبِ بْنِ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا عَمِيٌّ أَخْبَرَنِي مَحْرَمَةٌ۔ يَعْنِي ابْنَ بَكَيْرٍ۔ عَنِ أَبِيهِ عَنِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (مسئلہ پوچھنے کے لیے) بھیجا۔ تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ جس شخص کی مذی نکل جائے وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کرو اور اپنی شرم گاہ دھولو۔“

**فوائد:**..... ۱۔ مذی سفید رقیق لیس دار مادہ ہے جو مباشرت سے قبل شہوت کے بغیر خارج ہوتا ہے اور اس مادہ کے خروج کے بعد کمزوری اور اضحلال واقع نہیں ہوتا، بعض اوقات مذی کا خروج محسوس تک نہیں ہوتا، زن و شو میں سے ہر دو اس (مذی) سے دو چار ہوتے ہیں اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ عارضہ اکثر ہوتا ہے۔

۲۔ نضح کا معنی دھونا اور پانی چھڑکنا ہے اور ایک روایت میں شرم گاہ کے دھونے کا حکم ہے، جس سے نضح کا معنی دھونا متعین ہو جاتا ہے۔

۳۔ علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ خروج مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا اور ابو حنیفہ، شافعی، احمد اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ خروج مذی سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ (نووی: ۲۱۲/۳)

۴۔ مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ خروج مذی ناقض وضو ہے جب کہ مذی ناقض غسل ہے اور منی سے غسل کرنا واجب ہے۔

۵۔ مذی سے آلودہ شرم گاہ کو دھونا واجب ہے، ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں خروج مذی سے شرم گاہ کو دھونے کا حکم ہے اور حکم وجوب کا مقتضی ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ۱/۲۹۵) نیز امام نووی کہتے ہیں کہ مذی نجس ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے شرم گاہ کو دھونے کا حکم دیا ہے۔ شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک اس دھونے سے مقصود شرم گاہ کے اس حصے کو دھونا ہے جہاں مذی لگی ہو، تمام شرم گاہ کو دھونا واجب نہیں جب کہ امام مالک اور احمد سے منقول ہے کہ تمام شرم گاہ کو دھونا واجب ہے۔ (نووی: ۲۱۲/۳)

۶۔ فتویٰ طلی میں نائب مقرر کرنا جائز ہے اور قطعی خبر پر قدرت کے باوجود ظنی خبر پر اعتماد کرنا درست ہے۔ کیونکہ علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے خود سوال کرنے کا اختیار ہونے کے باوجود مقداد رضی اللہ عنہ کی بات پر اکتفا کیا۔

۷۔ سوال سے معلوم ہوا کہ حسن معاشرت مستحب فعل ہے اور خاوند کا بیوی سے مباشرت اور استمتاع سے متعلقہ امور کا

بیوی کے باپ، بھائی اور بیٹے کی موجودگی میں ذکر نہ کرنا مستحب ہے۔ (نووی: ۳/ ۲۱۴ ۲۱۳)

۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِ الْفَرْجِ وَنَضْحِهِ مِنَ الْمَذْيِ  
أَمْرٌ يَدْبُ وَإِرْشَادٌ، لَا أَمْرٌ فَرِيضَةٌ إِيْجَابٌ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ مذی نکلنے سے شرم گاہ کو دھونا اور اسے چھینے مارنا مستحب ہے۔  
فرض اور واجب نہیں

۲۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ غَالِبِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْعَطَّارُ، ثنا عُبَيْدَةُ  
بْنُ حُمَيْدٍ، ثنا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ،  
قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَدَّاءً، فَسُئِلَ لِي النَّبِيُّ ﷺ  
عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ: يَكْفِيكَ مِنْهُ الْوُضُوءُ.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ  
حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہت زیادہ مذی  
والاشخص تھا۔ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے  
میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مذی (نکلنے) سے تمہارے  
لیے وضو کرنا کافی ہوگا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ  
نے مذی کے بارے میں حضرت سہل بن حنیف کی پوری  
روایت کے الفاظ یوں ہیں ”يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ“  
”مذی نکلنے سے وضو کرنا تیرے لیے کافی ہوگا۔“ میں نے اسے  
مذی نکلنے سے کپڑے دھونے کے باب میں ذکر کر دیا ہے۔

**فوائد:**..... اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ مذی سے آلودہ شرمگاہ وغیرہ کو دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے،  
درست نہیں۔ کیونکہ امر و وجوب کا متقاضی ہے، لہذا مذی سے آلودہ شرمگاہ کو دھونا لازم ہے، جیسا کہ پچھلی روایت میں اس کی  
وضاحت موجود ہے نیز يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ سے شرمگاہ کے دھونے کے عدم وجوب پر استدلال کرنا درست نہیں  
کیونکہ اس سے اثبات و کفایت وضو سے غسل کی نفی ہے کہ اس سے غسل واجب نہیں بلکہ خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔

۱۸..... بَابُ ذِكْرِ وَجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ الَّذِي يَسْمَعُ صَوْتَهَا

بِالْأَذْنِ أَوْ يُوجَدُ رَائِحَتُهَا بِالْأَنْفِ

اس ریح کے نکلنے سے وضو کے وجوب کا بیان جس کی آواز کانوں سے سنی جائے

یا ناک سے بو محسوس کی جائے

۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ الدَّارِيِّ ، وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ ، ثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو اپنے پیٹ میں کچھ درد محسوس ہو تو وہ شک میں پڑ جائے کہ پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں نکلا تو وہ (مسجد سے) نہ نکلے حتیٰ کہ آوازن لے لے یا بومحسوس کرے۔“ یہ خالد بن عبد اللہ کی روایت ہے۔

۱۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ إِلَّا بِتَقْيِينِ حَدِيثٍ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو صرف یقینی حدیث ہی سے واجب ہوتا ہے

إِذِ الطَّهَارَةُ بِتَقْيِينٍ لَا تَزُولُ بِشَكٍّ وَارْتِيَابٍ . وَإِنَّمَا يَزُولُ الْيَقِينُ بِالْيَقِينِ . فَإِذَا كَانَتِ الطَّهَارَةُ قَدْ تَقَدَّمَتْ بِتَقْيِينٍ لَمْ تَبْطُلِ الطَّهَارَةُ إِلَّا بِتَقْيِينٍ حَدِيثٍ .  
کیونکہ یقینی طہارت شک و شبہ سے زائل نہیں ہوتی، یقین تو یقین ہی سے زائل ہوتا ہے، لہذا پہلے سے موجود یقینی طہارت یقینی حدیث ہی سے باطل ہوگی۔

۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، ثَنَا سُفْيَانُ ، ثَنَا الزُّهْرِيُّ ، أَخْبَرَنِي عَبَادُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ.....

”حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو نماز کے دوران کچھ محسوس کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ (نماز توڑ کر) نہ پھرے حتیٰ کہ (ہوا خارج ہونے) کی آوازن لے لے یا بومحسوس کر لے۔“

(۲۴) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان يصلي بطهارته تلك: ۳۶۲، سنن ابى داود الطهارة باب اذا شك في الحدث، رقم: ۱۷۷- مسند احمد ۲/۴۱۴، رقم: ۸۰۱۹- سنن الدارمي رقم: ۷۲۱- (۲۵) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، رقم: ۲۰۵۶، ۱۷۷، ۱۳۷- ومسلم رقم: ۳۶۱- ابو داؤد رقم: ۱۷۶- الترمذی رقم: ۵۱۳- احمد: ۴۰/۴.

۲۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الإِسْمَ بِاسْمِ المَعْرِفَةِ بِالأَلْفِ وَ اللّامِ قَدْ لا يَحْوِي جَمِيعَ المَعَانِي الَّتِي تَدْخُلُ فِي ذَلِكِ الإِسْمِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ الف و لام کے ساتھ معرفہ بننے والا اسم کبھی ان تمام معانی کا احاطہ نہیں کرتا جو اس اسم میں داخل ہوتے ہیں

خِلَافَ قَوْلِ مَنْ يَزَعُمُ مِمَّنْ شَاهَدْنَا مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا مِمَّنْ كَانَ يَدْعِي اللُّغَةَ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِهَا ، وَ يَدْعِي العِلْمَ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِهِ ، أَنَّ الإِسْمَ بِاسْمِ المَعْرِفَةِ يَحْوِي جَمِيعَ مَعَانِي الشَّيْءِ الَّذِي يُوقَعُ عَلَيْهِ بِاسْمِ المَعْرِفَةِ بِالأَلْفِ وَ اللّامِ إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَوْقَعَ اسْمَ الأَحْدَاثِ عَلَى الرِّيحِ خَاصَّةً بِاسْمِ المَعْرِفَةِ وَ اسْمِ جَمِيعِ الأَحْدَاثِ المُوجِبَةِ لِلوُضُوءِ . الرِّيحُ يُخْرَجُ مِنَ الدُّبْرِ خَاصَّةً . وَ قَدْ بَيَّنْتُ هَذِهِ المَسْأَلَةَ فِي كِتَابِ الإِيمَانِ

ہمارے اس ہم عصر کے قول کے برعکس جو لغت عربی کے قواعد و ضوابط کی معرفت کے بغیر لغت جاننے کا دعویدار ہے اور بغیر علم کے عالم ہونے کا مدعی ہے کہ اسم معرفہ ان تمام اشیاء کو شامل ہوتا ہے جن پر الف و لام کے ساتھ معرفہ بننے والے اسم کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے لفظ احداث کو ریح پر خاص طور پر اور وضو کو واجب کرنے والے تمام احداث پر اسم معرفہ کے ساتھ واضح کیا ہے۔ ریح خاص طور پر دبر سے نکلتی ہے۔ میں یہ مسئلہ کتاب الایمان و ضاحت سے میں بیان کر چکا ہوں۔

۲۶- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنِ حَسَّانَ - وَهُوَ ابْنُ عَطِيَّةَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ ، قَالَ حَدَّثَنِي .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک حالت نماز میں ہی رہتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے اور وہ وضو نہ توڑے۔ احداث یہ ہے کہ بلا آواز یا آواز ہوا خارج کرے۔ میں اس چیز (کو بیان کرنے) سے نہیں شرماتا جسے رسول اللہ ﷺ نے (بیان کرتے ہوئے) شرم محسوس نہیں کی۔“

(۲۶) صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب من لم ير الوضوء الا من المعرجين من القليل والدبر، رقم: ۱۷۶ - صحیح مسلم، رقم:

۱۵۰۹، سنن ابی داود، رقم: ۴۷۱، مسند احمد: ۲/۴۱۵، ۵۲۸، ۷۲۳۶۔

۲۱..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيَى مُخْتَصَرًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے مروی مختصر روایت کا بیان

أَوْهَمَ عَالِمًا مِمَّنْ لَمْ يَمِيزْ بَيْنَ الْخَيْرِ الْمُخْتَصِرِ وَالْخَيْرِ الْمُتَقَصِّي أَنَّهُ الْوُضُوءُ لَا يَجِبُ إِلَّا مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي لَهُ صَوْتُ أَوْ رَائِحَةٌ.

جس نے مختصر اور مفصل روایت کا فرق نہ کرنے والے عالم کو وہم میں ڈال دیا ہے کہ وضو صرف اس حدیث سے واجب ہوتا ہے کہ جس کی آواز یا بو ہو۔

۲۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، ثنا شُعْبَةُ ، قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَنَادَةَ ، ثنا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ ، وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ وَأَبُو مُوسَى ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، ثنا شُعْبَةُ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، ثنا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - ، ثنا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ .....  
عن أبي هريرة ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ . فرمایا: آواز یا بو محسوس کیے بغیر وضو (واجب) نہیں ہے۔

۲۲..... بَابُ ذِكْرِ الْخَيْرِ الْمُتَقَصِّي لِلْفِطَةِ الْمُخْتَصِرَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا.

گزشتہ مختصر روایت کی مفسر روایت کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَعْلَمَ أَنَّ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ عِنْدَ مَسْأَلَةِ سُئَلٍ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ يُحْتَلُّ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهُ رِيحٌ فَيَشُكُّ فِي خُرُوجِ الرِّيحِ وَكَانَتْ هَذِهِ الْمَقَالَةُ عَنْهُ ﷺ: ((لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ)) جَوَابًا عَمَّا عَنْهُ سُئِلَ فَقَطْ ، لَا ابْتِدَاءً كَلَامٍ مُسْقِطًا بِهِذِهِ الْمَسْأَلَةُ إِنِّجَابِ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ الرِّيحِ الَّتِي لَهَا صَوْتُ أَوْ رَائِحَةٌ . إِذْ لَوْ كَانَ هَذَا الْقَوْلُ مِنْهُ ﷺ ابْتِدَاءً مِنْ غَيْرِ أَنْ تَقَدَّمَ مَسْأَلَةٌ ، كَانَتْ الْمَقَالَةُ تَنْفِي إِجْبَابِ الْوُضُوءِ مِنَ الْبَوْلِ وَ النَّوْمِ وَ الْمَذْيِ . إِذْ قَدْ يَكُونُ الْبَوْلُ لَا صَوْتٌ لَهُ وَلَا رِيحٌ ، وَ كَذَلِكَ النَّوْمُ وَ الْمَذْيُ لَا صَوْتٌ لَهُمَا وَلَا رِيحٌ وَ كَذَلِكَ الْوَدْيُ .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی ﷺ کا ارشاد ”وضو صرف آواز یا بو محسوس ہونے پر واجب ہوتا ہے“ اس سوال کے جواب میں تھا جو آپ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ اس کے پیٹ سے کوئی چیز نکل گئی ہے تو وہ ہوا خارج

(۲۷) اسنادہ صحیح، جامع ترمذی: الطہارۃ۔ باب ماجاء فی الوضوء من الريح رقم: ۷۴۔ ابن ماجہ رقم: ۴۱۰۔ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ: ۴۲۹/۲۔ ابن الحارود فی المتفق مثله من طریق شعبہ۔ صحیح مسلم: ۵۴۰۔ مسند احمد: ۱۰/۲۔ ۴۳۵، ۴۷۱، ۴۸۷، ۱۰۸۴۷۔

وضو کے متعلق ابواب

ہونے کے متعلق شک میں پڑ جاتا ہے آپ کا یہ فرمان فقط اس سوال کا جواب تھا۔ آپ کا یہ ارشاد ایسا مستقل کلام نہ تھا جو بغیر آواز یا ابو کے وضو کے واجب ہونے کو ساقط کر دیتی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کا یہ فرمان بغیر سوال کے، مستقل ہوتا تو اس سے پیشاب، نیند اور مذی سے وضو کے وجوب کی نفی ہو جاتی ہے، کیونکہ کبھی پیشاب کی آواز اور بو نہیں ہوتی، اسی طرح نیند، مذی اور ودی کی نہ آواز ہوتی ہے نہ بو۔

۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ ، ثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيَّ - عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کوئی چیز محسوس کرے اور شک میں مبتلا ہو جائے کہ آیا اس کے پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں، تو وہ (مسجد سے) ہرگز نہ نکلے حتیٰ کہ آواز سن لے یا محسوس کرے۔“

**فوائد**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ ہجرت مدینہ سے قبل نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے رہے اور ہجرت مدینہ اور تحویل قبلہ سے قبل یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا پھر آپ ﷺ کی شدید خواہش کے پیش نظر خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا گیا۔ اور ہجرت مدینہ کے بعد تحویل کعبہ کے حکم کے بعد سے اہل اسلام کا مستقل قبلہ خانہ کعبہ ہے۔ دوران نماز جس کی طرف منہ کرنا تمام اہل اسلام پر واجب ہے۔

۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، ثَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ ، حَدَّثَنِي عِيَّاضُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ ، ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ هِلَالٍ.....

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس اس کی نماز

(۲۸) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب الدليل على أن من يقن الطهارة ثم شك في الحدث: ۳۶۲۔ سنن ابی داود رقم: ۱۷۷۔

مسند احمد رقم: ۴۱۴/۲۔ سنن الدارمی رقم: ۷۲۱۔ الترمذی، رقم: ۷۵۔

(۲۹) اسنادہ الضعیفہ: ۳۰۱۸۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب من قال یم علی اکبر ظنہ، رقم الحدیث: ۱۰۲۹۔ مسند

احمد: ۱۲/۳، ۱۰۶۶، ۵۴، ۳۷، ۱۲۰۴۔ الترمذی: الصلوة، باب فیمن یشک فی الزیادة والنقصان رقم: ۳۹۶۔

فی صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: إِنَّكَ قَدْ أَحَدْتُمْ .  
 فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحَهُ بِأَنْفِهِ أَوْ  
 سَمِعَ صَوْتَهُ بِأُذُنِهِ . هَذَا لَفْظٌ وَكَيْفٌ قَالَ  
 أَبُو بَكْرٍ ، قَوْلُهُ: فَلْيَقُلْ ، كَذَبْتَ أَرَادَ فَلْيَقُلْ:  
 كَذَبْتَ بِضَمِّيرِهِ . لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ إِذْ  
 الْمُصَلِّي غَيْرُ جَائِزٍ لَهُ أَنْ يَقُولَ: كَذَبْتَ .  
 نَطْقاً بِلِسَانِهِ .

کے دوران آتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے تو وضو توڑ لیا ہے، تو اسے کہنا چاہیے: تو نے جھوٹ کہا ہے سوائے اس کے کہ اپنے کان سے آواز سن لے یا اپنے ناک سے بو محسوس کر لے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: ”فَلْيَقُلْ كَذَبْتَ“ اسے کہنا چاہیے کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔“ اس سے نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ نمازی اپنے دل میں کہے (تا کہ اس کا دوسرا دور ہو جائے) زبان سے نہ کہے کیونکہ نمازی کے لیے زبان سے ”كَذَبْتَ“ کہنا جائز نہیں ہے (یعنی اس کے لیے کلام کرنا منع ہے۔)

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ دوران نماز جب تک ہوا خارج ہونے کا یقین نہ ہو جائے، نماز ترک نہیں کرنی چاہیے اور جب ہوا خارج ہونے کی آواز سنے یا بو آئے تو نماز توڑ کر نیا وضو کرنا چاہیے ان احادیث میں یہ حصہ نہیں ہے کہ ناقض وضو محض ہوا کا خارج ہونا ہے بلکہ یہاں مقصود یہ ہے کہ نماز میں عموماً ہوا کے خارج ہونے سے ہی واسطہ پڑتا ہے لیکن نماز میں ہوا کے قطعی خارج ہونے سے ہی وضو ٹوٹتا ہے۔

۳۔ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں: جب کوئی شخص (نماز میں) بے وضو ہونے کا شک محسوس کرے تو اس پر وضو واجب نہیں تا وقتیکہ (بے وضو ہونے پر) اسے اتنا کامل یقین ہو کہ وہ (بے وضو ہونے پر) قسم کھا سکے اور جب عورت کی قبل (شرمگاہ) سے ہوا خارج ہو تو اس پر وضو کرنا واجب ہے، شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(ترمذی، تحت حدیث: ۷۵)

۴۔ امام بغوی ”شرح السنہ“ میں رقمطراز ہیں: احادیث الباب کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک بے وضو ہونے کا کامل یقین نہ ہو نمازی نماز ترک نہ کرے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ ہوا خارج ہونے کی آواز سننا یا اس کی بدبو محسوس کرنا نماز میں بے وضو ہونے کی شرط ہے کیونکہ بعض لوگ بہرے ہوتے ہیں جو آواز نہیں سن سکتے اور بعض لوگ سونگھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں وہ ہوا خارج ہونے کی بدبو نہیں سونگھ سکتے۔ ایسے لوگوں کا وضو تب ٹوٹے گا جب وضو ٹوٹنے کا قطعی یقین ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/۱۸۰)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ يَتَيْهِ ، فَلَا يَخْرُجُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) ”جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ہو اور اپنی سرینوں کے درمیان ہوا محسوس کرے تو وہ مسجد سے نہ نکلے تا وقتیکہ وہ (ہوا کی) آواز نہ سن لے یا



بدلو نہ پالے۔“ (ترمذی: ۷۵)

۵۔ امام نووی بیان کرتے ہیں: یہ حدیث اصول اسلام میں سے ایک اصل اور قواعد فقہ کا عظیم عقیدہ ہے کہ جب تک چیزوں کے حکم مخالف کا قطعی یقین نہ ہو چیزوں کا حکم اپنی اصل پر باقی رہتا ہے اور ان پر واقع ہونے والا شک چنداں ضرر رساں نہیں ہوتا اور مذکورہ باب میں بھی یہ حدیث بیان ہوئی ہے اسی قبیل سے ہے کہ جسے طہارت کا یقین اور بے وضو ہونے کا شک ہو، وہ طہارت پر ہی قائم ہے، خواہ یہ شک نماز کے اندر واقع ہوا ہو یا نماز سے باہر شافعیہ اور جمہور سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔ (نووی: ۴/۴۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِي دُبُرِهِ أَحَدَتْ أَوْ لَمْ يُحَدِّثْ فَاشْكَلْ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز ہی ہو اور وہ اپنی دبر میں حرکت محسوس کرے (اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ بے وضو ہوا ہے یا نہیں اس پر (یہ فیصلہ کرنا) مشکل ہو جائے تو جب تک وہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سن نہ لے یا بونہ پالے نماز سے نہ پھرے۔“ (ابوداؤد: ۱۷۷، صحیح ابوداؤد: ۱۶۹، صحیحہ)

۳۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّمْسَ قَدْ يَكُونُ بِالْيَدِ، صِدْقٌ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّمْسَ لَا يَكُونُ إِلَّا بِجَمَاعٍ بِالْفُرْجِ فِي الْفُرْجِ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ لمس (چھونا) کبھی ہاتھ سے بھی ہوتا ہے

اس شخص کے قول کے برعکس جو کہتا ہے کہ لمس صرف شرم گاہ کے شرم گاہ میں جماع کرنے ہی کو کہتے ہیں

۳۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ، ثنا الرُّبَيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، ثنا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - عَنِ اللَّيْثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ - وَهُوَ ابْنُ شُرْحَبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ قَالَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر ابن آدم زنا سے کچھ نہ کچھ پاتا ہے۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ کا زنا لمس (چھونا) ہے، نفس چاہتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے۔ امام ابو بکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اس حدیث) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أَبُو هُرَيْرَةَ، يَأْتِرُهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ أَصَابَ مِنَ الزَّانَا لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زَنَا وَهِيَ النَّظَرُ، وَالْيَدُ زَنَا وَهِيَ اللَّمْسُ، وَالنَّفْسُ تَهْوَى أَوْ تَحَدِّثُ وَيُصَدِّقُهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ الْفُرْجُ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَدْ

(۳۰) صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنا الحوارح دون الفرج ۵۷۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب القدر باب القدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیرہ رقم: ۲۶۵۷۔ سنن ابی داؤد: ۲۱۵۳۔ مسند احمد ۲/۳۴۹، رقم: ۲۸۵۸۔ وابن حبان، رقم: ۲۴۲۲۔

نے بیان فرمایا ہے کس کبھی ہاتھ سے بھی ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ﴾ (سورہ انعام: ۷) ”اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل کرتے پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے.....“ (اس آیت مبارکہ میں) ہمارے پروردگار عزوجل نے بھی بیان فرمادیا کہ کس ہاتھ سے بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کا بیع اللباس سے منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کس ہاتھ سے ہوتا ہے۔ بیع کس کا مطلب یہ ہے کہ خریدار کپڑے کو پلٹے اور کھولے بغیر ہاتھ سے چھوئے اور خریدتے وقت کہے: ”جب میں کپڑے کو چھولوں گا تو پھر کپڑے کے طول و عرض کو دیکھنے کے بعد یا کوئی عیب معلوم ہونے پر مجھے کوئی اختیار نہ ہوگا۔ نبی ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، جب اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کاری کا اقرار کیا تھا۔ شاید کہ تم نے بوسہ لیا ہو یا چھوا ہو۔ یہ لفظ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا اس فرمان سے مقصد یہ تھا کہ: ”یا تو نے حد کو واجب کرنے والے جماع کے علاوہ چھوا ہو۔“ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔ ”امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے حجازی، مصری، شامی اور محدثین کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ بوسہ لیتے ہوئے یا ہاتھ سے چھوتے وقت جب ہاتھ اور عورت کے جسم کے درمیان کوئی پردہ یا کپڑے کی آڑ نہ ہو تو وضو واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”جب بوسہ اور ہاتھ سے چھونا بغیر شہوت کے ہو تو اس سے وضو واجب نہیں ہوتا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (آپ کے) یہ الفاظ ”شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے“ اسی

أَعْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ اللَّمَسَ قَدْ يَكُونُ بِالْيَدِ . قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ﴾ قَدْ عَلِمَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ اللَّمَسَ قَدْ يَكُونُ بِالْيَدِ وَكَذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا نَهَى عَنْ بَيْعِ اللَّمَاسِ دَلَّهْمُ نَهْيُهُ عَنْ بَيْعِ اللَّمَاسِ أَنَّ اللَّمَسَ بِالْيَدِ وَهُوَ أَنْ يَلْمَسَ الْمُشْتَرِي الثَّوْبَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمْلِسَهُ وَيَنْشُرَهُ وَيَقُولُ عِنْدَ عَقْدِ الشِّرَاءِ: إِذَا لَمَسْتُ الثَّوْبَ بِيَدِي فَلَا خِيَارَ لِي بَعْدَ إِذَا نَظَرْتُ إِلَى طُولِ الثَّوْبِ وَعَرْضِهِ أَوْ ظَهَرَتْ مِنْهُ عَلَى عَيْبٍ . وَالنَّبِيُّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ أَقْرَأَ عِنْدَهُ بِالزَّيْنَا: لَعَلَّكَ قَبَلْتَ أَوْ لَمَسْتَ فَدَلَّتْ هَذِهِ اللَّفْظَةُ عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ يَقُولُهُ: أَوْ لَمَسْتَ غَيْرَ الْجَمَاعِ الْمَوْجِبِ لِلْحَدِّ . وَكَذَلِكَ خَبَرُ عَائِشَةَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَمْ يَخْتَلِفْ عُلَمَاؤُنَا وَالْحِجَازِيُّونَ وَالْمَصْرِيُّونَ وَالشَّامِيُّونَ وَأَهْلُ الْأَثَرِ أَنَّ الْقُبْلَةَ وَاللَّمَسَ بِالْيَدِ ، إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْيَدِ وَبَيْنَ بَدَنِ الْمَرْأَةِ إِذَا لَمَسَهَا حِجَابٌ وَلَا سِتْرَةٌ مِنْ ثَوْبٍ وَلَا غَيْرِهِ ، أَنَّ ذَلِكَ يُوجِبُ الْوُضُوءَ غَيْرَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ كَانَ يَقُولُ: إِذَا تَكَحَّتِ الْقُبْلَةُ وَاللَّمَسُ بِالْيَدِ لَيْسَ بِقُبْلَةٍ شَهْوَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذِهِ اللَّفْظَةُ وَيُصَدِّقُهُ أَوْ يَكْذِبُهُ الْفَرْجُ مِنْ

قبیل سے ہیں جسے میں نے کتاب الایمان میں بیان کیا ہے کہ تصدیق (دل کے علاوہ) کبھی دیگر اعضاء سے بھی ہوتی ہے۔ اس شخص کے دعوے کے برعکس جس نے کچھ لوگوں کو فریب دیا ہے کہ لغت عربی میں تصدیق صرف دل سے ہوتی ہے۔ میں نے یہ مسئلہ کتاب الایمان میں مکمل بیان کر دیا ہے۔

الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْتُ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ أَنَّ التَّصْدِيقَ قَدْ يَكُونُ بَعْضِ الْجَوَارِحِ لَا كَمَا ادَّعَى مَنْ مَوَّهَ عَلَى بَعْضِ النَّاسِ أَنَّ التَّصْدِيقَ لَا يَكُونُ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ إِلَّا بِالْقَلْبِ . قَدْ بَيَّنْتُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ بِتَمَامِهَا فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ .

**فوائد:**..... مصنف نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ عورتوں کو مطلق چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابن مسعود، ابن عمر، زہری، شافعی، اصحاب شافعی اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔ (نیل الاوطار ۱/ ۲۱۲)

ان علماء کے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿أَوَّلًا مَسْتُمْ النِّسَاءُ فَلَمَّ تَجَدُّوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا﴾ (النساء: ۴۳) ”یاقم نے عورتوں کو چھوا اور تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو۔“ اس موقف کے قائلین کا قول ہے کہ یہ آیت کے لس (عورتوں کو چھونا، نواقض وضو میں سے ہے جس سے وضو کرنا واجب ہے اور حقیقت میں لس ہاتھ سے چھونا ہے۔ نیز اس لفظ کے حقیقی معنی پر باقی رہنے کی تائید یہ قراءت ”أَوَّلًا مَسْتُمْ النِّسَاءُ“ بھی کرتی ہے یہ قراءت جماع کے سوا مجرد چھونے پر ظاہر دلالت کرتی ہے جب کہ دیگر علماء کا موقف ہے کہ لس کو مجازی معنی یعنی جماع پر محمول کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کے قرآن موجود ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۲۱۲، ۲۱۳)

۲۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو کسی جانی پچھانی عورت سے راستے میں ملے اور جماع کے سوا اس کے ساتھ وہ سب کچھ کرے جو اپنی بیوی سے کرتا ہے، اس پر یہ آیت ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَذُلْفًا مِّنَ السَّيْلِ﴾ ”دن کے دونوں کناروں اور رات کی بعض ساعتوں میں نماز قائم کرو۔“ نازل ہوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: تَوَضَّأْتُمْ صَلَّ . وضو کرو اور پھر ہو کر نماز پڑھو۔ (مسند احمد: ۵/ ۲۴۴، اسنادہ ضعیف)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ لہذا اس روایت سے عورتوں کے چھونے کو ناقض وضو قرار دینا درست نہیں۔ اسی طرح کئی غیر صریح اور ضعیف اقوال سے استدلال کیا گیا کہ عورتوں کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ اس کے برعکس صحیح روایات میں صراحت ہے کہ عورتوں کو چھونے یا عورتوں کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ آیت میں ملامت سے مراد جماع ہے۔

(۱)..... عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا تو میں نے آپ کو

تلاش کیا اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کے تلووں پر رکھا، جب کہ آپ ﷺ مسجد میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمَعَا فَاتِكَ مِنْ عِقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَنْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) (مسلم: ۴۸۶)

(۲)..... عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَلَ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ هِمْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)) نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا، پھر آپ نماز کے لیے نکلے اور وضو نہ کیا۔ (ابوداؤد: ۱۷۹، ترمذی، ۸۶، نسائی: ۱۷۰، ابن ماجہ: ۵۰۲، احمد: ۶/۲۱۰، البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔)

(۳)..... عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ((كُنْتُ أَنَا مَبْنِي يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ عَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيْ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا)) میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوتی تھی جب کہ میری ٹانگیں آپ کے قبلہ رو ہوتی تھیں، چنانچہ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ مجھے ہاتھ سے چھوتے تو میں اپنی ٹانگیں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تو میں انہیں پھیلا دیتی۔ (بخاری: ۳۸۲، مسلم: ۵۱۲/۲۷۲)

یہ احادیث دلیل ہیں کہ محض عورتوں کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ آیت میں ملامتہ سے مراد جماع ہے۔ ان احادیث میں بعض احکام کا بعض کے ناخ ہونے کے جواز کا بیان۔

۲۔ خبر واحد کو قبول کرنا درست ہے۔

۳۔ ایک ہی نماز مختلف دو سمتوں کی طرف منہ کر کے پڑھنا جائز ہے یعنی ایک شخص اجتہاد کرتے ہوئے ایک سمت کا تعین کر کے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے، پھر دوران نماز اس کا اجتہاد تبدیل ہو جائے تو وہ گھوم کر دوسری سمت کو رخ کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر نماز میں چار مرتبہ بھی اجتہاد بدل جائے اور وہ ہر بار رخ تبدیل کرے تو بھی اس کی نماز صحیح ہے، کیونکہ اہل قبا دوران نماز گھوم کر قبلہ رخ ہو گئے تھے۔ اور (تحويل قبلہ کا حکم آنے کے بعد) اپنی پہلی بات پر قائم نہیں رہے تھے۔

۴۔ مکلف کے حق میں کسی حکم کی تنبیخ اس وقت ثابت نہیں ہوتی جب تک اسے ناخ کی خبر نہ ہو۔

(شرح النووی: ۸/۵)

بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ.

۲۴..... اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا حکم

۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ، ثنا بَشْرُ بْنُ مَعَاذِ الْعَقَدِيِّ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ.....

(۳۱) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الوضوء من لحوم الابل، رقم: ۳۶۰۔ مسند احمد: ۱۹۸۸۱۔

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو کہا: اللہ کے رسول! کیا میں بکریوں کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو وضو کر لو اور اگر چاہو تو وضو نہ کرو۔“ اس نے عرض کی: کیا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرو۔ اس نے پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں (پڑھ لو)، اس نے عرض کیا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں علمائے اہل حدیث کے درمیان اس بات پر اختلاف کا علم نہیں ہے کہ یہ حدیث نقل کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس روایت کو جعفر بن ابوثور سے اشعث بن ابوشعاع مخاربی اور سماک بن حرب نے بھی روایت کیا ہے۔ اس طرح ان تین اکابر راویوں نے اس حدیث کو جعفر بن ابوثور سے روایت کیا ہے۔ (یعنی عثمان بن عبداللہ، اشعث اور سماک نے یہ روایت بیان کی ہے۔)

۳۲۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا أَيضًا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا مُحَاضِرُ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ الرَّازِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.....

”حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا میں ان کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّوَضَأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَأْ. قَالَ: اتَّوَضَأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ نَرْ خِلَافًا بَيْنَ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ. وَرَوَى هَذَا الْخَبَرَ أَيضًا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمَخَارِبِيُّ وَ سَمَّاكُ بْنُ حَرْبٍ فَهُؤُلَاءِ ثَلَاثَةٌ مِنْ أَجَلَّةِ رِوَاةِ الْحَدِيثِ، قَدْ رَوَوْا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ هَذَا الْخَبَرَ.

(۳۲) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد۔ کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من لحوم الابل رقم: ۱۸۴۔ الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من لحوم الابل رقم: ۸۱۔ وابن ماجہ، رقم: ۴۹۴، وأحمد: ۳۰۳، ۲۸۸/۴۔ اب الحارود فی المنتقى: ۲۶۔ من طریق الأعمش.

وضو کے متعلق ابواب

ہاں۔ اس نے عرض کی: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں (پڑھ سکتے ہو) اس نے دریافت کیا: کیا میں بکریوں کے گوشت (کھانے) سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علمائے اہل حدیث کے درمیان کوئی اختلاف ہمیں معلوم نہیں کہ یہ حدیث بھی نقل کے اعتبار سے صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی عادل ہیں۔

قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَتَوْصَأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: لَا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَمْ نَرَ خِلَافًا بَيْنَ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ أَيْضًا صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ لِعَدَالَةِ نَاقِلِيهِ.

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اونٹ کے گوشت کے استعمال کے بعد نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ امام نووی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر علماء یعنی خلفائے راشدین ابو بکر و عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سمیت ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابوالدرداء، ابوطولحہ، عامر بن ربیعہ، ابوامامہ رضی اللہ عنہم جمہورتا بعین مالک، ابو حنیفہ، شافعی اور اصحاب شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ اونٹ کا گوشت ناقض وضو نہیں ہے جب کہ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن یحییٰ، ابو بکر بن منذر اور ابن خزیمہ رضی اللہ عنہم کا موقف ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حافظ ابو بکر بیہقی نے اسی مذہب کو ترجیح دی ہے، محدثین سے بھی مطلقاً یہی منقول ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی یہی قول مروی ہے۔

مؤخر الذکر علماء، جن کا موقف ہے کہ اونٹ کا گوشت ناقض وضو ہے، کی دلیل احادیث الباب ہیں، اگرچہ جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے، لیکن اس کے باوجود دلیل کے اعتبار سے یہ مذہب قوی تر ہے اور جمہور علماء نے ان احادیث کے جواب میں حدیث جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم آگ سے پکی چیز سے ترک وضو تھا، سے دیا ہے (کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے) یہ حدیث (جابر) عام ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کی حدیث خاص ہے۔ لہذا خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا اونٹوں کے باڑے کے سوا بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی اباحت متفق علیہ مسئلہ اور اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی نہیں تنزیہی ہے اور اس کراہت کا سبب اونٹوں کا بدکنا اور نمازی کی نماز میں خلل ڈالنا ہے۔ (نووی: ۴/ ۴۷- ۴۸)

ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب اور گوبر طاہر ہے۔ مالک احمد بن حنبل، عطاء، ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور ابراہیم نخعی وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ من حیث الدلیل یہ مذہب راجح اور قوی تر ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۱۹۴)

۲۵..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ .

شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا مستحب ہے

۳۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ.....

”حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔“ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں ، میرے نزدیک شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا مستحب ہے میں اسے واجب قرار نہیں دیتا۔ جناب علی بن سعید نسوی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے شرم گاہ کو چھونے سے وضو کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں اسے مستحب سمجھتا ہوں، اسے واجب قرار نہیں دیتا۔

عَنْ بَسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ: أَنَهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيَّ يَقُولُ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَرَى الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ اسْتِحْبَابًا وَلَا أُوجِبُهُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ النَّسَوِيِّ ، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ ، فَقَالَ: اسْتَحْبَبُهُ وَلَا أُوجِبُهُ .

۳۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ.....

”امام ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو فرماتے ہوئے سنا: ہمارے نزدیک حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ قیاس کرنے کی بجائے حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث کی اتباع کرتے ہوئے مس ذکر سے وضو کو واجب قرار دیتے تھے۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: میں بھی امام شافعی کے فرمان کے مطابق موقف

ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: نَرَى الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ اسْتِحْبَابًا لَا إِبْجَابًا بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَكَانَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ يُوجِبُ الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ إِيْتَاعًا بِخَيْرِ بَسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ لَا قِيَاسًا . قَالَ أَبُو

(۳۳) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من مس الذکر، رقم الحدیث: ۱۶۳۔ سنن ابی داؤد، الطہارۃ، باب الوضوء من مس الذکر: ۱۸۱۔ سنن ابن ماجہ: ۴۷۹۔ موطا مالک: ۸۷۔ سنن الدارمی: ۷۲۶۔ أحمد: ۴۰۶/۶۔ الحمید: ۳۵۲۔

(۳۴) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك، رقم: ۱۸۳، ۱۸۲۔ الترمذی، رقم: ۸۵۔ وابن ماجہ،

رقم: ۴۸۳۔ أحمد: ۲۳، ۲۲/۴۔

بَكْرٍ: وَيَقُولُ الشَّافِعِيُّ أَقُولُ . لِأَنَّ عُرْوَةَ قَدْ سَمِعَ خَيْرَ بَسْرَةَ مِنْهَا لَا كَمَا تَوَهَّم بَعْضُ عُلَمَائِنَا أَنَّ الْخَيْرَ وَاهُ لَطَعْنِي فِي مَرْوَانَ .

رکھتا ہوں کیونکہ حضرت عروہ نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی ہے۔ بعض علماء کے اس توہم کے برعکس جو کہتے ہیں کہ یہ حدیث مروان میں طعن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

**فوائد:**..... ۱۔ شرمگاہ کو کسی پردہ اور رکاوٹ کے بغیر ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ يَبْدِهِ إِلَى فَرْجِهِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ فَلْيَتَوَضَّأْ)) جب تم میں سے کوئی شخص اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ تک لے جائے اور ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کوئی پردہ یا حجاب نہ ہو تو وہ وضو کرے۔ (ابن حبان: ۱۱۱۸، بیہقی: ۱/۱۳۳، دارقطنی: ۵۳: اسنادہ صحیح)

۲۔ مرد و عورت اس حکم میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ)) جو بھی مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے وہ وضو کرے۔ (بیہقی: ۱/۱۳۲، مسند احمد: ۲/۲۲۳، دارقطنی: ص ۵۴، صحیح الجامع: ۲۷۲۵، صحیح)

۳۔ چھوئے بچے کی شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، چنانچہ سعودی فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ ہے کہ کسی پردہ و حجاب کے بغیر شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ جس کی شرمگاہ کو ہاتھ لگا ہے، وہ چھوٹا ہو یا بڑا، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے وہ وضو کرے نیز کسی اور کی شرمگاہ کو ہاتھ لگنے کا حکم اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگنے کی طرح ہے۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: ۷/۲۵۱)

۲۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُحَدِّثَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ قَبْلَ وَقْتِ الصَّلَاةِ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بے وضو شخص پر نماز کے وقت سے پہلے وضو واجب نہیں ہوتا

۳۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَ مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عَلِيَّةَ - قَالَ زِيَادٌ ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ وَقَالَ الْاْخْرَانِ: عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ الْحَلَاءِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: أَلَا

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے (تضائے حاجت کے بعد) نکلے تو آپ کی

(۳۵) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمه، باب فی غسل الیدین عندا الطعام، رقم: ۳۷۶۰۔ الترمذی: ۱۸۴۷۔ وفی الشماثل: ۱۸۵۔ سنن النسائی: ۱۳۲۔ احمد: ۱/۳۵۹، ۲۸۲/۱۔ من طریق ابوب.



نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا أَمَرْتُ  
بِالْوَضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ . وَقَالَ  
الدَّورَقِيُّ: لِلصَّلَاةِ .

خدمت میں کھانا لایا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کیا ہم آپ  
کے لیے وضو کا پانی لائیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک مجھے وضو  
کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا ہے جب میں نماز پڑھنے کے  
لیے کھڑا ہوں۔“ دورقی کی روایت میں ”السی الصلاة“ کی  
جگہ ”للصلاة“ لفظ ہے۔ (معنی ایک ہی ہے۔)

**فوائد:** ..... ۱۔ علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ بے وضو شخص کے لیے کھانا پینا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن کی  
تلاوت کرنا اور جماع کرنا جائز ہے اور بلا طہارت ان میں سے کوئی عمل بھی مکروہ نہیں ہے۔ (نووی: ۴/۶۸)

۲۔ کھانے پینے کے بعد وضو کرنا نہ واجب ہے اور نہ مستحب، اسی طرح وضو ٹوٹنے کے معا بعد وضو کرنا ضروری نہیں  
بلکہ صحت نماز کے لیے وضو شرط ہے اور نماز کی ادائیگی کے لیے وضو کرنا فرض ہے۔



## جَمَاعُ أَبْوَابِ الْأَفْعَالِ اللَّوَاتِي لَا تُوجِبُ الْوُضُوءَ

ایسے افعال کا مجموعہ جو وضو کو واجب نہیں کرتے

بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلَى أَنَّ خُرُوجَ الدَّمِ مِنْ غَيْرِ مَخْرَجِ الْحَدِيثِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ  
اس حدیث کا بیان جو اس بات کی دلیل ہے کہ پیشاب یا پاخانے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے خون کا نکلنا وضو کو واجب نہیں کرتا

۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، ثنا سَلْمَةُ - يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ جَابِرٍ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے (نجد کے علاقے) نخل پر غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ (دوران غزوہ) ایک مسلمان نے ایک مشرک کی بیوی کو قتل کر دیا۔ (غزوے سے فارغ ہو کر) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لانے لگے تو اس عورت کا شوہر آ گیا جو کہ (پہلے) موجود نہ تھا۔ جب اسے (اس کی بیوی کے قتل کے متعلق) بتایا گیا کہ تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں خون ریزی کیے بغیر باز نہیں آئے گا۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکلا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلِ، فَأَصَابَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَلَمَّا انصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَافِلًا، أَتَى زَوْجَهَا وَكَانَ غَائِبًا، فَلَمَّا أَخْبَرَ الْخَبَرَ حَلَفَ لَا يَنْتَهِي حَتَّى يَهْرِيَتْ فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ دَمًا، فَخَرَجَ يَتَّبِعُ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْزِلًا، فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ

(۳۶) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من الدم، رقم الحدیث: ۱۹۸۔ مسند احمد: ۳/۳۴۳۔ من حدیث ابن المبارک بہ ابن حبان موارد، رقم: ۱۰۹۳۔ الحاکم: ۱/۱۵۶۔ وواقعة الذہبی، وعلقة البخاری: ۱/۲۸۰۔ ”فتح الباری“ وسیرت ابن ہشام: ۲/۲۰۸، وانظر، تلخیص الحیر: ۱/۱۵۶۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ بڑا ڈالا تو فرمایا: اس رات ہماری حفاظت کون کرے گا؟ (آپ کا فرمان سن کر) ایک مہاجر صحابی اور ایک انصاری صحابی اس کام کے لیے آمادہ ہوئے، دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم یہ خدمت سرانجام دیں گے۔ آپ نے فرمایا: تم دونوں گھائی کے منہ پر پہرہ دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور اس کے صحابہ کرام وادی سے گھائی کی طرف اتر آئے۔ پھر جب دونوں صحابی گھائی کے منہ پر پہنچ گئے تو انصاری نے مہاجر سے کہا: آپ کو رات کا کونسا حصہ زیادہ پسند ہے کہ میں اس میں تم کو بے نیاز کر دوں، رات کا پہلا حصہ یا آخری؟ اس نے کہا: مجھے پہلے حصے میں بے نیاز کر دو (یعنی پہلے حصے میں آرام کرنے کا موقع دے دو) لہذا مہاجر صحابی لیٹ کر سو گئے اور انصاری صحابی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ (اسی اثناء میں مقتولہ) عورت کا خاوند آ گیا، جب اس نے (دور سے) انصاری صحابی کا سایہ دیکھا تو پہچان گیا کہ وہ اپنی قوم کے مگران اور پہرے دار ہیں۔ چنانچہ اس نے انہیں تیر مارا جو اُن (کے جسم) میں پیوست ہو گیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں: انہوں نے تیر کو کھینچ کر نکالا اور اسے رکھ دیا۔ اور خود نماز میں مشغول رہے۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا۔ جو پھر ان (کے جسم) میں پیوست ہو گیا، انہوں نے اسے بھی کھینچ کر نکالا اور رکھ دیا، اور خود نماز پڑھتے رہے، اس نے تیسری بار تیر مارا جو اُن میں پیوست ہو گیا، انہوں نے اسے (جسم سے) اکھاڑا اور (زمین پر) رکھ دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا (نماز مکمل کی) پھر اپنے ساتھی کو چگایا اور کہا: اٹھو: مجھے (تیروں سے) زخمی کر دیا گیا ہے تو وہ (چونک کر) اٹھ بیٹھے۔ جب اس (مشرک)

يَكَلُونَا لَيْلَتَنَا هَذِهِ؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: نَحْنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَكُونَا بَيْنَ الشَّعْبِ. قَالَ: وَكَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ قَدْ نَزَلُوا إِلَى الشَّعْبِ مِنَ الْوَادِي، فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى قَوْمِ الشَّعْبِ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْمُهَاجِرِيِّ: أَيُّ اللَّيْلِ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أَكْفِيكَهُ، أَوْ لَهْ أَوْ آخِرُهُ؟ قَالَ: بَلِ الْآخِرِي أَوْلَهُ. قَالَ: فَاضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ فَنَامَ. وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي. قَالَ: وَآتَى زَوْجَ الْمَرْأَةِ فَلَمَّا رَأَى شَخْصَ الرَّجُلِ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِئْتَةُ الْقَوْمِ. قَالَ: فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ. قَالَ: فَزَرَعَهُ فَوَضَعَهُ وَتَبَّتْ قَائِمًا يُصَلِّي. ثُمَّ رَمَاهُ بِسَهْمٍ آخَرَ فَوَضَعَهُ فِيهِ، قَالَ: فَزَرَعَهُ فَوَضَعَهُ وَتَبَّتْ قَائِمًا يُصَلِّي ثُمَّ عَادَ لَهُ الثَّلَاثَةُ، فَوَضَعَهُ فِيهِ فَزَرَعَهُ فَوَضَعَهُ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ أَهَبَّ صَاحِبَهُ، فَقَالَ: اجْلِسْ فَقَدْ أُثْبِتُ. فَوَسَّبَ، فَلَمَّا رَأَاهُمَا الرَّجُلُ عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ نَذِرَ بِهِ، فَهَرَبَ. فَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدِّمَاءِ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ أَفَلَا أَهْبَيْتَنِي أَوْلَى مَا رَمَاكَ؟ قَالَ: كُنْتُ فِي سُورَةِ أَقْرَأُهَا، فَلَمْ أُحِبُّ أَنْ أَقْطِعَهَا حَتَّى أَنْفِدَهَا، فَلَمَّا تَابَعَ عَلَيَّ الرَّمَى رَكَعْتُ فَأَذْنُتُكَ، وَآيَمُ اللَّهِ لَوْلَا أَنْ أُضْبِعَ نَعْرًا

نے ان دونوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ اس سے خبردار ہو گئے ہیں۔ لہذا وہ بھاگ گیا۔ پھر جب مہاجر صحابی نے انصاری کو خون میں لت پت دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! آپ نے مجھے اسی وقت کیوں نہ جگا دیا جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تھا؟ انہوں نے فرمایا: میں ایک ایسی سورت کی تلاوت کر رہا تھا کہ جسے پہلے بھی پڑھا کرتا تھا تو میں نے اسے مکمل کیے بغیر چھوڑنا پسند نہ کیا۔ لیکن جب اس نے مجھے مسلسل تیروں کا نشانہ بنایا تو میں نے رکوع کر لیا اور (نماز مکمل کر کے) آپ کو اطلاع دی۔ اللہ کی قسم! اگر اس سرحد کو ضائع کرنے کا خدشہ نہ ہوتا جس کی حفاظت اور نگہبانی کا حکم مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے، تو اس سورت کو چھوڑنے یا مکمل کرنے سے پہلے وہ میری جان ختم کر دیتا۔“ یہ محمد بن عیسیٰ کی روایت ہے۔

**فوائد:**..... حدیث دلیل ہے کہ شرمگاہوں کے سوا بدن کے کسی بھی حصے سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی رقم طراز ہیں، یہ حدیث دو چیزوں پر واضح دلالت کرتی ہے:

- ۱۔ اکثر علماء کا موقف ہے کہ سبیلین کے سوا بدن سے خون کا نکلنا ناقض وضو نہیں، خواہ خون بہنے والا ہو یا نہ بہنے والا ہو۔ اور یہی موقف راجح ہے، محمد بن اسماعیل امیر یمنی سبل السلام میں لکھتے ہیں کہ مالک، شافعی اور صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ سبیلین کے سوا بدن سے خون کا نکلنا ناقض وضو نہیں، حافظ سراج الدین بن ملق البدر المنیری بیان کرتے ہیں کہ بیہقی نے معاذ بنی اللہ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: تکسیر اور تے سے وضو کرنا لازم نہیں، ابن سبت سے منقول ہے کہ ان کی تکسیر پھوٹی تو انہوں نے کپڑے سے ناک صاف کی، پھر نماز ادا کی اور ابن مسعود، سالم بن عبد اللہ طاؤس، حسن بصری اور قاسم سے خون نکلنے سے وضو نہ کرنا مروی ہے۔
- ۲۔ زخموں سے نکلنے والا خون طاہر ہے اور زخموں کے لیے (خون آلود کپڑوں میں نماز پڑھنے کی) رخصت ہے، یہ مالکیہ کا مذہب ہے اور یہی مذہب راجح ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۰۳، ۲۰۴)

### مزید دلائل

- ۱۔ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات عمر بنی اللہ زخمی ہوئے تھے اسی رات وہ ان کے پاس گئے اور عمر بنی اللہ کو نماز صبح کے لیے بیدار کیا، اس پر عمر بنی اللہ نے کہا ٹھیک ہے (میں اٹھتا ہوں) اور کہا: جس نے نماز ترک کی اس کا

اسلام میں کوئی حصہ نہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی جب کہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ (موطا امام مالک،

باب العمل فیمن غلبه الدم من جرح اور عاف: ۵۱، ارواۃ الغلیل: ۲۰۹، اسنادہ صحیح)

۲۔ صحیح بخاری میں کچھ اقوال منقول ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ جسم سے خون نکلنا ناقض وضو نہیں۔

(۱) حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اہل اسلام ہمیشہ وضو میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔

(۲) طاؤس، محمد بن علی، عطاء بن ابی رباح اور علمائے حجاز کا بیان ہے کہ خون نکلنے سے وضو کرنا لازم نہیں ہے۔

(۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پھوڑا صاف کیا اور اس سے خون نکلا لیکن انہوں نے وضو نہ کیا۔

(۴) ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے نماز میں خون تھوکا (پھر نیا وضو کیے بغیر) نماز جاری رکھی۔

(۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سیگی لگوانے والے کے متعلق کہتے ہیں اس پر وضو لازم نہیں بلکہ وہ سیگی لگنے

کی جگہ دھولے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین من القبل والذہب)

۲۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ وَطْءَ الْأَنْجَاسِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ گندگی روندنا وضو کو واجب نہیں کرتا

۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ، قَالَ عَبْدُ الْجَبَّارِ: قَالَ الْأَعْمَشُ: وَقَالَ الْأَخْرَانُ: عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ.....

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور گندگی کو روندنے سے وضو نہیں کرتے تھے۔ مخزومی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وضو کیا کرتے تھے لیکن گندگی روندنے سے (دوبارہ) وضو نہیں کرتے تھے۔ زہری کی روایت میں ہے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو گندگی روندنے سے وضو نہیں کرتے تھے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایک علت ہے، (وہ یہ کہ) اعمش بنی یہ حدیث شقیق سے نہیں سنی، میں اسے بروقت سمجھ نہ سکا، (یعنی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ. وَقَالَ الْمَخْزُومِيُّ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ. قَالَ: أَبُو بَكْرٍ هَذَا الْخَبْرُ لَهُ عِلَّةٌ لَمْ يَسْمَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ لَمْ أَكُنْ فِهْمْتُهُ فِي الْوَقْتِ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

(۳۷) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یطأ الاذی یرجلہ، رقم الحدیث: ۲۰۴۔ سنن ابن ماجہ:

۴۷۷۔ المحاکم: ۱۳۹/۱۔ من طریق سفیان من الأعمش.

بوقت روایت یہ علت مجھ سے مخفی رہی) حضرت عبداللہ ہی سے دوسری روایت ہے کہ الفاظ اس طرح ہیں: ”ہم نماز میں بالوں اور کپڑوں کو اکٹھا نہیں کیا کرتے تھے (ان کو سنبھالتے نہ تھے بلکہ سجدے کے دوران زمین پر لگنے دیتے تھے) اور نہ گندگی روندنے کے بعد وضو کرتے تھے۔“

بْنُ إِدْرِيسَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا لَا نَكْفُ شَعْرًا وَلَا نَوْبًا فِي الصَّلَاةِ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِيءٍ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا زِيَادُ ابْنِ أَيُّوبَ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي شَقِيقٌ - أَوْ حَدَّثْتُ عَنْهُ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنَحْوِهِ.

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ دوران نماز بال اور کپڑا نہیں لپیٹنا چاہیے، نیز جوتا وغیرہ کو گندگی لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، بلکہ اس نجاست کو زائل کر کے نماز پڑھنا مباح ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

۲۹..... بَابُ إِسْقَاطِ إِيْجَابِ الْوُضُوءِ مِنْ أَكْلِ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ أَوْ غَيْرَتُهُ.

جس کھانے کو آگ سے گرم کیا جائے یا پکایا جائے اس کے کھانے سے وضو واجب نہیں ہوتا

۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ أَخْبَرَنَا حَمَادٌ - يَعْنِي بَنَ زَيْدٍ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑی، یا کہا کہ گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حماد بن زید کی خبر (حدیث) کی سند متصل نہیں ہے۔ اور ہم نے اس کی روایت میں غلطی کی ہے۔ بے شک ہشام بن عروہ اور محمد بن عمرو بن عطاء کے درمیان وہب بن کیسان راوی ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو یحییٰ بن سعید اور عبدہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔“

۳۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بَنْدَارٌ، ثَنَا يَحْيَى، ثَنَا هِشَامُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهِشَامِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا - أَوْ عَرَقًا - ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روٹی اور گوشت یا بڑی کھائی، پھر نماز ادا کی اور (نیا) وضو نہیں کیا۔“

٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورِيُّ ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، قَالَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ هِشَامُ: وَحَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ هِشَامُ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى ﷺ أَكَلَ عَرَقًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑی کھائی پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ یہ زہری کی روایت ہے۔“

٣٠..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اللَّحْمَ الَّذِي تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ الْوُضُوءَ

مِنْ أَكْلِهِ كَانَ لَحْمَ غَنَمٍ ، لَا لَحْمَ إِبِلٍ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی ﷺ نے جس گوشت کے کھانے سے وضو نہیں کیا تھا وہ بکری کا گوشت تھا، اونٹ کا گوشت نہیں

٤١- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ حَدَّثَهُ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، ثنا رُوْحٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبَادَةَ - ثنا مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ أَسْلَمٍ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور (نیا) وضو نہیں کیا۔“

(٣٩) ابن حبان فی صحیحہ: ١١٣٣۔ وابن الحارود فی المتقی: ٢٢۔ سنن النسائی، کتاب ترک الوضوء مما غیرت النار، رقم الحدیث: ١٨٤۔ مسند احمد: ٢٢٧/١، ٢٨١۔

(٤٠) صحیح البخاری، کتاب الاطعمه، باب النهس والتشال اللحم، رقم الحدیث: ٥٤٠٤۔ صحیح مسلم: ٣٥٤۔ مسند احمد: ١٨٩٨۔

(٤١) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، رقم الحدیث: ٢٠٧۔ صحیح مسلم: ٣٥٤۔ سنن ابی داود: ١٨٧۔ مسند احمد: ٢٢٦/١۔ موطا مالک: ٤٢۔ وابن حبان فی صحیحہ: ١١٤٣، ١٤٤۔ والنسائی فی الکبری: ٤٦٩١۔ الطحاوی فی شرح معانی الآثار ١/٦٤۔ من طریق مالک عن زید بن اسلم۔

۳۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنْ تَرَكَ النَّبِيَّ ﷺ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ أَوْ غَيْرَتْ نَاسِخَ لُؤُضُوهُوَ هَ كَانَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ أَوْ غَيْرَتْ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا آگ پر گرم ہونے والی یا اس پر پکنے والی چیز کھا کر وضو نہ کرنا، آگ سے گرم ہونے والی یا اس پر پکنے والی چیز سے آپ کے وضو کرنے کا ناسخ ہے

۴۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَزِيَّ - عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ مِنْ ثَوْبٍ أَقِطَ ثُمَّ رَأَهُ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأُ.“  
نبی ﷺ کو پیچیر کے ٹکڑے کھا کر وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ کو دیکھا کہ آپ نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔“

۴۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُوسَى بْنُ سَهْلِ الرَّمَلِيُّ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ، ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا دو میں سے آخری عمل آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو نہ کرنا ہے۔“  
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْرَجَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

۳۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ وَالْمُضْمَضَةِ مِنْ أَكْلِ اللَّحْمِ إِذَا الْعَرَبُ قَدْ تَسَمَّى غَسَلَ الْيَدَيْنِ وَضُوءًا.

گوشت کھانے سے ہاتھ نہ دھونے اور کلی نہ کرنے کی رخصت ہے  
کیونکہ عرب کبھی ہاتھ دھونے کو بھی وضو کہہ دیتے ہیں

۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا بَنْدَارٌ ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ.....

(۴۲) مسند احمد: ۲/۳۸۹۔ والترمذی فی الشائل: ۱۷۶۔ وابن حبان فی صحیحہ: ۱۱۰۱۔ من طریق سہیل بن ابی صالح عن ابیہ۔  
(۴۳) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء مما غیرت النار، رقم: ۱۸۵۔ سنن ابی داؤد: ۱۹۲۔ کتاب الطہارۃ باب ترک الوضوء مما مست النار۔

(۴۴) اسنادہ صحیح، الطبرانی فی الکبیر ۲۳/۳۱۵۔ وفی مسند الشامین: ۱۷۷/۸۔ سنن ابن ماجہ۔ باب الرخصة فی ذلك، رقم: ۴۹۱۔ مسند احمد: ۲۱۷۲۔



”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شانہ کھایا، پھر نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا (یعنی نہ ہاتھ دھوئے نہ کلی وغیرہ کی)۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم منسوخ ہو چکا ہے لہذا آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اگر کھانے سے قبل وضو ہو تو آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ جمہور سلف و خلف کا موقف ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانا ناقض وضو نہیں ہے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابوطالب، عبداللہ بن مسعود، ابوالدرداء، ابن عباس عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، جابر بن سرہ، زید بن ثابت، ابو موسیٰ، ابو ہریرہ، ابی بن کعب، ابوطحہ، عامر بن ربیعہ، ابوامامہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ جمہور تابعین کا بھی یہی موقف ہے اور مالک، شافعی، ابوحنیفہ، احمد، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن یحییٰ اور ابو یوسف رحمہم بھی اس مذہب کے قائل ہیں لیکن عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، زہری، ابو قلابہ اور ابو جعفر رحمہم کا موقف ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد شرعی وضو واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہے (اس کے استعمال سے) وضو کرو۔

جب کہ جمہور علماء نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد ترک وضو کا بیان ہے، وہ ناخ ہیں اور آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے والی احادیث منسوخ ہیں۔ اور جمہور علماء نے اس حدیث (آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو) کے دو جواب دیئے ہیں:

(۱)..... یہ حدیث حدیث جابر رضی اللہ عنہ (ابن خزیمہ: ۴۳) کی وجہ سے منسوخ ہے۔

(۲)..... وضو سے مراد منہ اور ہاتھ دھونا ہے۔

نیز علماء کا یہ باہمی اختلاف صدراول میں تھا پھر اس کے بعد تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آگ پر پکی چیز سے وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ (نووی: ۴/۴۲)

۳۔ آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو بہر حال مستحب ہے۔ منقحی الاخبار کے مصنف کہتے یہ نصوص (احادیث الباب) آگ پر پکی چیز استعمال کرنے کے بعد وضو کے وجوب کی نفی کرتی ہیں۔ استحباب کی نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اس سائل کو جس نے سوال کیا تھا کہ ہم بکری کے گوشت سے وضو کریں؟ فرمایا تھا: (تمہاری مرضی ہے) چاہے وضو کرو یا نہ کرو، اگر اس سے وضو مستحب نہ ہوتا تو آپ اسے وضو کرنے کی اجازت نہ دیتے، اس لیے کہ تب یہ اسراف اور صرف پانی کا ضیاع ہوتا۔ (نیل الاوطار: ۱/۲۲۸)

۳۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْكَلَامَ السِّيَّءَ وَالْفُحْشَ فِي الْمَنْطِقِ لَا يُوجِبُ وَضُوءًا.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بدکلامی اور فحش گوئی وضو واجب نہیں کرتی

۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

”مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: وَاللَّاتِ،

فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ:

تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ.“ قَالَ أَبُو

بَكْرٍ: فَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ ﷺ الْحَالِفَ بِاللَّاتِ

وَلَا النَّقَائِلَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرَكَ بِأَحْدَاثِ

وَضُوءٍ فَالْحَبْرُ دَالٌّ عَلَى أَنَّ الْفُحْشَ فِي

الْمَنْطِقِ وَمَا زَجَرَ الْمَرْءَ عَنِ النُّطْقِ بِهِ لَا

يُوجِبُ وَضُوءًا إِخْلَافَ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ

الْكَلَامَ السِّيَّءَ يُوجِبُ الْوَضُوءَ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا: مجھے لات کی قسم!

اسے چاہیے کہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہے۔

اور جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جو اٹھیلیں، تو اسے

چاہیے کہ کوئی چیز صدقہ کرے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی ﷺ نے لات کی قسم اٹھانے والے اور اپنے ساتھی کو جو

کھیلنے کا کہنے والے کو نیا وضو کرنے کا حکم نہیں دیا۔ لہذا یہ

حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ فحش گوئی اور بدکلامی وضو

واجب نہیں کرتی، اس شخص کے قول کے برعکس جو کہتا ہے کہ

بدکلامی وضو واجب کر دیتی ہے۔

**فوائد:**..... ۱۔ غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے۔ اور نیز کسی کو اتنا کہنا کہ آؤ جو اٹھیلیں یہ بھی حرام ہے اور اس کا کفارہ

حسب استطاعت صدقہ کرنا ہے، لیکن جو اٹھیلنے کا گناہ اس کی سزا سخت تر ہے۔

۲۔ فحش گوئی اور غیر شرعی باتوں سے وضو نہیں ٹوٹتا اور حیا باختہ باتوں کے بعد کھلی کرنا بھی ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان بری

عادات کو ترک کرنا اور زبان کو محتاط رکھنا ضروری ہے نہ کہ ان کے ازالہ کے لیے شریعت سازی کی جائے۔

۳۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّهْنِ

دودھ پی کر کھلی کرنا مستحب ہے

۴۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ، أَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ

جَرِيحٍ عَنِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ.....

(۴۵) صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لا یحلف باللات والعزی ولا بالطواغیت، رقم الحدیث: ۴۸۶۰، ۶۶۵۰۔

ومسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزی فلیقل: لا الہ الا اللہ، رقم: ۱۶۴۷۔ ابو داؤد، رقم: ۳۲۴۷۔ الترمذی، رقم:

۱۵۴۵۔ النسائی، رقم: ۷۱۷۔ وفی الکبریٰ: ۱۰۷۶۲، ۴۶۹۸۔ وأحمد: ۳۰۹/۲۔ من طریق الزہدی عن حمید بن عبد الرحمن.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ  
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے  
 مَمْضَمٌ . دودھ پیا پھر کلی کی۔“

۳۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُمْضَمَةَ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ اسْتِحْبَابٌ لِإِزَالَةِ الدَّسَمِ  
 مِنَ الْفَمِّ وَإِذْهَابِهِ ، لَا لِإِجَابِ الْمُمْضَمَةِ مِنْ شُرْبِهِ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دودھ پی کر منہ سے چکنائی ختم کرنے اور صفائی کے لیے کلی کرنا مستحب ہے،  
 دودھ پی کر کلی کرنا واجب نہیں ہے

۴۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيزِ الْأَيْلِيِّ أَنَّ سَلَامَةَ بْنَ رُوْحٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ  
 عُقَيْلٍ - وَهُوَ ابْنُ خَالِدٍ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، ثنا مُعْتَمِرٌ - يَعْنِي ابْنَ  
 سُلَيْمَانَ - قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ وَ أَبُو مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى -  
 وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - ثنا الْأَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ .....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا  
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے  
 فَمْضَمٌ ، وَقَالَ: أَنَّ لَهُ دَسَمًا . وَقَالَ  
 دودھ پی کے کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکنائی ہوتی ہے۔“  
 الصَّنَعَانِيُّ فِي حَدِيثِهِ: أَوْ أَنَّهُ دَسَمٌ . وَقَالَ  
 صنعانی کی روایت میں ہے: ”یا وہ چکنا ہوتا ہے۔“ بندار کی  
 بُنْدَارٌ: أَنَّهُ دَسَمٌ . روایت میں ہے۔ ”وہ چکنا ہے۔“

**فوائد:**..... امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: احادیث دلیل ہیں کہ دودھ پی کر کلی کرنا مستحب عمل ہے۔ علماء بیان  
 کرتے ہیں کہ اسی طرح ماکول و مشروب کے استعمال کے بعد بھی کلی کرنا مستحب فعل ہے، تاکہ کوئی چیز دانتوں میں یا منہ  
 میں لگی نہ رہے جسے وہ نماز میں چباتا رہے، نیز اس لیے بھی کلی کرنا مستحب ہے کہ کھانے پینے کی چکناہٹ وغیرہ ختم ہو  
 جائے اور منہ صاف ہو جائے۔ (نوی: ۴/ ۴۵)

۳۶..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ نَبِيِّهِ ﷺ وَ بَيْنَ أُمَّتِهِ فِي النَّوْمِ

اس بات کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان نیند میں فرق رکھا ہے  
 مِنْ أَنَّ عَيْنَيْهِ إِذَا نَامَتْمَا لَمْ يَكُنْ قَلْبُهُ يَنَامُ فَرَّقَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ فِي إِجَابِ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ عَلَى أُمَّتِهِ

(۴۶) صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب هل يمضمض من اللبن، رقم الحديث: ۵۶۰۹/۲ - صحیح مسلم: کتاب الحيض باب  
 سخ الوضوء مما مست النار، ۳۵۸ - سنن الترمذی: ۸۲ - سنن النسائی: ۱۸۷ - سنن ابی داود: ۱۹۶ - ابن ماجه، رقم: ۴۹۸ -  
 مسند احمد: ۱۸۵۰ .

(۴۷) صحیح بخاری، کتاب الوضوء باب هل يمضمض من اللبن، رقم الحديث: ۵۶۰۹، ۲۱۱ - صحیح مسلم: ۳۵۸ -  
 سنن ابی داود: ۱۹۶ - سنن الترمذی: ۸۸ - سنن النسائی: ۱۸۷ - احمد ۱/ ۲۳۳، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۷۳ .

دُونَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کیونکہ جب آپ کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل بیدار رہتا ہے۔ اسی طرح نیند سے وضو واجب ہونے میں آپ کے اور امت کے درمیان فرق رکھا ہے۔ امتیوں پر نیند سے وضو واجب ہو جاتا ہے آپ ﷺ پر نہیں۔

۴۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، ثنا ابْنُ عَجَلَانَ ، وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "تَنَامُ" "حَضْرَتِ الْوَهَّابِ بْنِ مَسْعُودٍ" سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. "میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔"

۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ.....

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. قَالَتْ عَائِشَةُ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَ؟ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي."

"حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) کی کیفیت کے متعلق پوچھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک یا رمضان المبارک کے علاوہ (کسی اور مہینے میں) گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے، آپ چار رکعتیں ادا کرتے، ان کی عمدگی اور طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعتیں ادا کرتے ان کی خوبی اور لمبائی کے متعلق مت پوچھو۔ پھر آپ تین رکعتیں ادا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ (وہ بیدار رہتا ہے۔)

(۴۸) اسنادہ صحیح، أحمد: ۱/۲۵۱، ۴۳۸۔ وابن حبان فی صحیحہ: ۶۳۸۶۔ وابن الجارود فی المتقی: ۱/۱۶، رقم: ۱۲۔ من طریق یحییٰ بن سعید عن ابن عجلان، الجامع الصغير: ۲۳۶۷۔

(۴۹) صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم الحدیث: ۲۰۱۳، ۱۱۴۷، ۲۵۶۹۔ ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی.....، رقم: ۷۳۸۔ سنن الترمذی: ۴۳۹۔ سنن النسائی: ۱۶۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۱۳۱۴۔ مسند احمد: ۶/۳۶، ۷۳، ۱۰۔ من طریق مالک عن سعید بن ابی سعید المقبری، عن ابی سلم، رقم: ۷۴۱۱۔

**فوائد:**..... یہ انبیاء و رسل کا خاصہ ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی اور دل بیدار رہتے تھے، اسی وجہ سے نیند سے انبیاء کرام ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا، آنکھوں کا سونا اور دل کا بیدار رہنا اونگھ کی کیفیت ہے اور تمام مکاتب فکر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اونگھ ناقض وضو نہیں ہے۔ اور تمام انبیاء اس کیفیت سے دوچار تھے، فرمان نبوی ہے: ((إِنَّمَا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ تَنَامُ أَعْيُنُنَا وَلَا تَنَامُ قُلُوبُنَا)) ” ہم انبیاء کے گروہ کی ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے“ (الصحيحه: ۱۷۰۵، صحيح الجامع: ۲۲۸۷)



جَمَاعُ أَبْوَابِ الْأَدَابِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهَا  
فِي إِتْيَانِ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ إِلَى الْفِرَاقِ مِنْهَا  
پیشاب اور پاخانے کے لیے جاتے ہوئے اور  
ان سے فراغت کے وقت ضروری آداب کا مجموعہ

۳۷..... بَابُ التَّبَاعُدِ عَنِ الْغَائِطِ فِي الصَّحَارَى عَنِ النَّاسِ

قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور صحراؤں میں جانا چاہیے

۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ السَّعْدِيُّ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ -  
ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.....

عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ  
إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ. ”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ  
نبی ﷺ جب قضاے حاجت کے لیے جاتے تو (لوگوں

سے) دور چلے جاتے۔“

۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا بَنْدَارٌ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ - قَالَ  
بَنْدَارٌ، قُلْتُ لِيَحْيَى: مَا اسْمُهُ؟ فَقَالَ: عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ - حَدَّثَنِي عَمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ  
فُضَيْلٍ.....

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَرَادٍ، قَالَ: ”حضرت عبدالرحمن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں  
خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ خَرَجَ  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) نکلا، (ایک دفعہ)

(۵۰) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داؤد: ۱ الصحیحہ: ۱۱۵۹۔ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الابعاد عند ارادۃ الحاجۃ، رقم  
الحديث: ۱۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۔ والترمذی، رقم: ۲۰۔ واحمد: ۲۴۸/۴۔ والدارمی، رقم: ۶۶۰۔ من  
طریق محمد بن عمرو۔

(۵۱) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داؤد: ۱۱۔ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الابعاد عند ارادۃ الحاجۃ، رقم: ۱۶، وفی الکبریٰ،  
رقم: ۱۷۔ سنن ابن ماجہ: ۳۳۴۔ مسند احمد: ۳/۴۴۳، ۲۳۷، ۲۲۴ وعبداللہ بن أحمد فی زیادته علی المسند: ۲۲۴/۴۔

میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیت الخلاء سے (حاجت پوری کرنے کے بعد) نکلے اور آپ قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو (لوگوں سے) دور تشریف لے جاتے تھے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں قضائے حاجت کے آداب کا بیان ہے کہ کھلی جگہ میں قضائے حاجت کے وقت اتنا دور جانا چاہے کہ انسان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ یا اگر نشیبی جگہیں ہیں، جہاں کوئی آڑ موجود ہو تو ان جگہوں میں قضائے حاجت کرنا بھی درست ہے، خواہ وہ آبادی کے قریب ہی ہوں، اسی طرح بیت الخلاء، یا کپڑے وغیرہ سے پردہ کر کے قضائے حاجت کرنا بھی درست ہے۔ قضائے حاجت میں مطلوب ستر ڈھانپنا ہے، وہ جیسے اور جہاں حاصل ہو جائے قضائے حاجت کرنا جائز و درست ہے۔

۳۸..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي تَرْكِ التَّبَاعِدِ عَنِ النَّاسِ عِنْدَ الْبَوْلِ .

پیشاب کرتے وقت لوگوں سے (زیادہ) دور نہ جانے کی رخصت ہے

۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، ثنا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي

وَإِلَى.....

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا۔ آپ لوگوں کے گھورے (کوڑے کرکٹ کا ڈھیر) پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگے۔ جس طرح تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرتا ہے۔ میں آپ سے ایک طرف ہٹنے لگا تو آپ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ! میں آپ کے قریب ہو گیا حتیٰ کہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (پھر کھڑا رہا) یہاں تک کہ آپ (پیشاب کر کے) فارغ ہو گئے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نبی ﷺ کا عام معمول تو آبادی سے دور جا کر قضائے حاجت کرنا تھا لیکن آپ ﷺ کا آبادی کے قریب پر پیشاب کرنے کی علت کیا ہے؟ اس بارے میں قاضی عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کا سبب یہ تھا کہ آپ مسلمانوں کے امور اور ان کے مصالح کی دیکھ بھال میں مشغول تھے، تو ہو سکتا ہے آپ کی مجلس طویل ہوگی ہو اور

(۵۲) أحمد: ۴۰۲۳۸۲/۵۔ من طریق منصور عن أبي وائل، صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب البول عند صاحبه والستر

بالحائط، رقم الحديث: ۲۴۷۱، ۲۲۵۔ صحيح مسلم: ۲۷۳۔

پیشاب، پانخانے اور فراغت کے آداب

پیشاب زیادہ آنے کی وجہ سے دور جانا مشکل ہو گیا ہو، اور اگر آپ دور جاتے تو تکلیف اٹھانا پڑتی، لہذا آپ نے ڈھیر کے نرم ہونے کی وجہ سے پیشاب کے لیے اس کا انتخاب کیا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب اس لیے کھڑا کیا تاکہ آپ لوگوں کی نظروں سے چھپ سکیں، یہ تاویل بظاہر اچھی ہے۔ (نووی: ۱۶۵/۳)

۲۔ موزوں پر مسح کرنا اور حضور و قیام کی حالت میں مسح جائز ہے۔

۳۔ بوقت حاجت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے۔

۴۔ پیشاب کرنے والے کے قریب ہونا درست ہے۔

۵۔ پیشاب کرنے والا کا ساتھی سے قریب ہونے کی گزارش کرنا تاکہ وہ لوگوں سے چھپ سکے، جائز ہے۔

۶۔ پیشاب کے وقت ستر ڈھانپنا مستحب عمل ہے۔

۷۔ آبادی کے قریب پیشاب کرنا جائز ہے۔ (نووی: ۱۶۶/۳)

### ۳۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الاسْتِئْذَانِ عِنْدَ الْغَائِطِ .

تضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا مستحب ہے

۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ .....

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاے حاجت کرتے وقت ٹیلے یا کھجوروں کے جھنڈ سے پردہ کرنا پسند کرتے تھے۔ "ابام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن ابان کو کہتے ہوئے سنا (وہ کہتے ہیں) میں نے ابن ادریس کو کہتے ہوئے سنا، میں نے شعبہ سے پوچھا: آپ مہدی بن میمون کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (وہ) ثقہ (راوی) ہے۔ میں نے کہا: مجھے انہوں نے سلم علوی سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابو عیاش کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس سختی پر لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ مہدی کہتے ہیں: سلم علوی وہ ہیں کہ جو

(۵۳) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب يستتر به لقضاء الحاجة، رقم: ۲۴۲۹، ۳۴۲ - سنن ابی داؤد: ۲۵۴۹ - سنن ابن ماجہ:

۳۴۰، سنن الدارمی: ۶۶۳، ۷۵۵ - واحد: ۱/۲۰۵، ۲۰۶ - وابن حبان فی صحیحہ: ۱۱۴۱، ۱۴۱۲ - وابو یعلیٰ: ۱۵۷/۱۲.



پیشاب، پاخانے اور فراغت کے آداب

لوگوں سے پہلے چاند دیکھ لیا کرتے تھے۔ امام ابو بکر کہتے ہیں: محمد بن ابویعقوب، محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب ہیں۔ وہ (محمد) اپنے دادا (ابویعقوب) کی طرف منسوب ہیں (یعنی انہیں محمد بن عبداللہ کہنے کی بجائے محمد بن ابویعقوب کہہ دیا جاتا ہے) شعبہ ان کے (دادا کے) متعلق کہتے ہیں: مجھے محمد بن ابویعقوب نے روایت بیان کی جو کہ بنی تمیم کے سردار ہیں (یعنی ابویعقوب)

أَبُو بَكْرٍ: وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ نَسَبُهُ إِلَى جَدِّهِ هُوَ الَّذِي قَالَ عَنْهُ شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ سَيِّدُ بَنِي تَمِيمٍ.

**فوائد:**..... قضائے حاجت کے وقت درختوں یا اونچی جگہ کے پیچھے اس قدر چھپنا یا نشیمنی زمین میں اتنا پردہ حاصل

کرنا کہ لوگوں کی نظروں سے انسان کا تمام جسم غائب ہو جائے، مستحب عمل اور سنت موکدہ ہے۔ (نووی: ۴/ ۳۴)

۴۰..... بَابُ الرَّحْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ لِللَّيْلِ إِلَى الصَّحَارَى

عورتوں کو قضائے حاجت کے لیے رات کے وقت صحراؤں میں جانے کی اجازت ہے

۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرٍ ، ثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي الطَّفَاوِيَّ - ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں: حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہماری جسم والی خاتون تھیں۔ وہ جب رات کے وقت قضائے حاجت کے لیے نکلتیں تو (اپنے لہجے قد کی وجہ سے) عورتوں سے ممتاز نظر آتیں (ایک روز) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو کہا: ذرا غور کریں آپ (گھر سے) کیسے نکلتی ہیں، اللہ کی قسم! جب آپ باہر نکلتی ہیں تو آپ ہم پر غصی نہیں رہتیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا۔ (آپ کھانا کھا رہے تھے) اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ آپ نے ہڈی اپنے ہاتھ سے اٹھی رکھی نہیں تھی کہ وحی پوری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ امْرَأَةً جَسِيمَةً فَكَانَتْ إِذَا خَرَجَتْ لِحَاجَتِهَا بِاللَّيْلِ أَشْرَفَتْ عَلَى النِّسَاءِ ، فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَقَالَ: أَنْظِرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ فَإِنَّكَ وَاللَّهِ مَا تُخْفِينَ عَلَيْنَا إِذَا خَرَجْتِ ، فَذَكَرْتَ ذَلِكَ سَوْدَةُ لِنَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ، وَفِي يَدِهِ عِرْقٌ ، فَمَا رَدَّ الْعِرْقَ مِنْ يَدِهِ حَتَّى فَرَعَ الْوَحْيَ . فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ لَكُنَّ رُحْصَةً أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ . حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا

(۵۴) صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بيوت النبي الا ان يودن لكم الى طعام﴾ حدیث: ۲۷۹۵۔

صحیح مسلم: ۲۱۷۰، رقم الحدیث، مسند احمد: ۵۶/۶۔ و ابو یعلیٰ: ۴۰۸/۷۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۵۵۔

أَبُو أُسَامَةَ عَنِ هِشَامِ بْنِ حَوْهٍ .  
 نے تمہیں اپنی ضروریات کے لیے (گھر سے باہر) نکلنے کی

اجازت دی ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اور اہل فضل اور کبار شخصیات کو ان کے مصالح، خیر خواہی کی تنبیہ کرنا اور تکرار کرنا جائز ہے۔

۲۔ اس میں ہڈی چوسنے کے جواز کا بیان ہے۔

۳۔ عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر قضاے حاجت کے لیے مخصوص جگہوں میں جانا جائز ہے، کیونکہ شریعت نے انہیں اس کی اجازت دی ہے۔ (نووی: ۱۴/۱۵۰)

۴۔ ابن بطلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ حدیث دلیل ہے کہ عورتیں والدین اور عزیز واقارب کی زیارت کے لیے جاسکتی ہیں اسی طرح ضروری حاجت کے لیے ان کا گھر سے نکلنا جائز ہے اور یہ مسجد میں نکلنے کے حکم کی طرح ہے۔ مہلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انہیں عورت (غیر محرم) سے پردے کے پیچھے ہم کلام ہونا جائز ہے۔

(شرح ابن بطلال: ۱۳/۳۶۷)

۴۱..... بَابُ التَّحْفِظِ مِنَ الْبَوْلِ كَمَا لَا يَصِيبُ الْبَدْنَ وَالْثِّيَابَ وَالتَّغْلِيظَ

فِي تَرَلُّكِ غَسْلِهِ إِذَا أَصَابَ الْبَدْنَ أَوْ الثِّيَابَ .

بدن اور کپڑوں کو پیشاب لگنے سے بچانا چاہیے، اگر بدن یا کپڑوں کو پیشاب لگ جائے تو

اسے نہ دھونے پر سخت وعید ہے

۵۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، ثنا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حَيْطَانِ مَكَّةَ أَوْ الْمَدِينَةِ ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَدِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : يُعَدِّبَانِ وَمَا يُعَدِّبَانِ فِي كَبِيرٍ . ثُمَّ قَالَ : بَلَى ، كَأَنَّ أَحَدَهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغوں میں سے کسی باغ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے، انہیں عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر فرمایا: کیوں نہیں!

(۵۵) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر ان لا يستر من بوله، رقم: ۲۱۶، ۲۱۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۳۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۶۵۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۲۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۴۷۔ مسند احمد: ۱/۲۲۵۔ من طریق منصور عن مجاهد، سنن دارمی رقم: ۶۳۹۔

يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ . ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا  
 كَسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كَسْرَةً  
 فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ  
 يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيَسِّرَا - أَوْ إِلَى أَنْ  
 يَيَسِّرَا.

(بڑے گناہ ہی کی وجہ سے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے) ان  
 میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچا نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا  
 شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ٹہنی منگوائی  
 اور اسے (چیر کر) دو حصے کر دیا۔ پھر ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ  
 دیا۔ آپ سے عرض کی گئی: (اے اللہ کے رسول!) آپ نے  
 ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: شاید ان کے عذاب میں  
 تخفیف کر دی جائے جب تک یہ ٹہنیاں سوکھ نہ جائیں۔“

۵۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، قَتْنَا وَكَيْعٌ ، قَتْنَا الْأَعْمَشُ ، سَمِعْتُ مُجَاهِدًا ، يُحَدِّثُ عَنْ

طَاوُسٍ .....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 بِقَبْرَيْنِ ، بِمِثْلِهِ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ  
 دو قبروں کے پاس سے گزرے، پھر اوپر والی حدیث کی طرح

بیان کیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ عذاب قبر برحق ہے، معتزلہ کے برعکس اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

۲۔ انسان کا پیشاب نجس ہے اور اس حدیث میں چغلی اور غیبت کی سخت حرمت کا بیان ہے۔

(نوروی: ۲۰۱/۳)

۳۔ پیشاب آلود کپڑوں سے احتراز کرنا چاہیے، کپڑوں اور بدن پر لگی نجاست کا بھی یہ حکم ہے اور نجاستوں کو زائل کرنا  
 واجب ہے، نیز پیشاب سے بے احتیاطی عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا بڑا سبب ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ)) ”عذاب قبر کا اکثر باعث پیشاب ہے۔“

(ابن ماجہ: ۳۴۸، احمد: ۳۲۶/۲، حاکم: ۱۸۳/۱، صحیح الجامع: ۱۲۰۲، صحیح)

۴۔ عذاب میں تخفیف کا سبب وہ شاخ نہیں تھی بلکہ اس کے ذریعے اس وقت کا تعین کیا گیا جس میں ان قبر والوں کے  
 عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(۵۶) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الدلیل علی نعیۃ البول ووجوب الاستبراء منه، رقم: ۲۹۲۔ صحیح بخاری، رقم:

۶۰۵۲، ۲۱۱۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۷۰۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۲۰۔ سنن دارمی، رقم: ۷۳۲۔ وابن ماجہ،

رقم: ۳۴۷۔

۴۲..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارِهَا  
عِنْدَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ ، بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے اور پشت کرنے کی ممانعت کے متعلق

نبی ﷺ سے مروی حدیث کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور مراد خاص ہے

۵۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَلَاءٍ ، ثنا سُفْيَانُ ، ثنا الزُّهْرِيُّ ، وَحَدَّثَنَا  
سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَطَاءِ اللَّيْثِيِّ.....

”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرو نہ اس کی طرف پشت کرو، لیکن مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔“ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم (ملک) شام آئے تو ہم نے قبلہ رخ بنے ہوئے بیت الخلاء پائے۔ تو ہم اس سے (قبلہ رخ سے) مڑ کر (ان بیت الخلاء میں) بیٹھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے۔“ یہ عبد الجبار کی روایت کے الفاظ ہیں۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّفُوا أَوْ غَرِّبُوا . قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ ، فَوَجَدْنَا مَرَا حِيضَ قَدِ بُنِيَتْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَانْحَرَفْنَا عَنْهَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ عَبْدِ الْجَبَّارِ .

**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نضا اور کھلی جگہ میں پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا حرام ہے اور یہ قضائے حاجت کے آداب میں سے اہم ادب ہے۔ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا یا اہل عرب کے لیے ہے کیونکہ ہمارے ہاں مغرب کی طرف قبلہ ہے، لہذا ہمیں مشرق و مغرب نہیں بلکہ شمال اور جنوب کی طرف منہ یا پشت کرنی چاہیے۔

۴۳..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرُّحْصَةِ فِي الْبَوْلِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ  
بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ مُجْمَلًا غَيْرَ مُفَسَّرٍ . قَدْ يَحْسِبُ مَنْ لَمْ يَتَّبِعْ الْعِلْمَ أَنَّ الْبَوْلَ مُسْتَقْبِلَ  
الْقِبْلَةِ جَائِزٌ لِكُلِّ بَازِلٍ وَ فِي أَيْ مَوْضِعٍ كَانَ . وَيَتَوَهَّمُ مَنْ لَا يَفْهَمُ الْعِلْمَ وَلَا يَمَيِّزُ بَيْنَ الْمُفَسَّرِ وَ  
الْمُجْمَلِ أَنَّ فِعْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا نَاسِخٌ لِنَهْيِهِ عَنِ الْبَوْلِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ .

(۵۷) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب قبلہ اهل المدينة و اهل الشام و المشرق، رقم: ۳۹۴۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الاستطابة، رقم: ۲۶۴۔ سنن نسائی، رقم: ۲۲۰، ۲۲۱۔ سنن ابی داود، رقم: ۹۔ مسند احمد: ۴۲۱/۵۔ ترمذی، ۳۱۸۔ وابن ماجہ:

قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کے متعلق نبی ﷺ سے مجمل غیر مفسر ممانعت کے بعد، اس حدیث کا بیان جس میں نبی ﷺ سے قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کی رخصت آئی ہے۔ کم علم شخص اس سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا ہر شخص کے لیے اور ہر جگہ جائز ہے۔ علم کی فہم و فراست نہ رکھنے والے اور مفسر و مجمل میں تمیز کرنے والے شخص کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کا فعل آپ کے قبلہ رخ پیشاب کرنے کی ممانعت کا ناخ ہے۔

۵۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثنا وَهْبٌ . يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ بْنِ حَازِمٍ . حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ .....

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے سے منع کیا، پھر میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل اس کی طرف منہ (کر کے پیشاب) کرتے ہوئے دیکھا۔

۴۴..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الْمَفْسَّرِ لِلْخَبْرَيْنِ اللَّذَيْنِ ذَكَرْتُهُمَا فِي الْبَابَيْنِ الْمُتَقَدِّمَيْنِ

گزشتہ دو ابواب میں مذکور دو احادیث کی تفسیر کرنے والی حدیث کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا نَهَى عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارِهَا عِنْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ فِي الصَّحَارَى وَالْمَوَاضِعِ اللَّوَاتِي لَا سِتْرَةَ فِيهَا ، وَأَنَّ الرُّخْصَةَ فِي ذَلِكَ فِي الْكُنْفِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي بَيْنَ الْمَتَعَوِّطِ وَالْبَائِلِ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ حَائِطٌ أَوْ سِتْرَةٌ .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ پاخانہ اور پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے اور پشت کرنے کے متعلق نبی ﷺ کی ممانعت، صحراؤں اور ان جگہوں کے بارے میں ہے جن میں پردہ یا آڑ نہ ہو۔ بیت الخلاء اور وہ مقامات جہاں پاخانہ اور پیشاب کرنے والے اور قبلہ کے درمیان کوئی دیوار یا آڑ ہو، اس کی رخصت ہے۔

۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ، وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْبَغْدَادِيُّ ، ثنا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ ،

(۵۸) . اسنادہ صحیح) سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی من الرخصة فی ذلك، رقم: ۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك، رقم: ۱۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۲۵۔ واحبان (موارد) رقم: ۱۳۴۔ والحاکم: ۱۰۴/۱۔ ووافقه الذہبی، مسند احمد: ۱۴۳۴۳۔

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي - الثَّقَفِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ ، ثنا أَبُو هِشَامٍ يَعْنِي الْمَخْزُومِيُّ ، ثنا وَهْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ ، ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَجَلَانَ ، قَالَ بَدْرًا فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ، حَدَّثَنِي . وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: قَالَ ، حَدَّثَنَا . وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: قَالَ ، سَمِعْتُ . وَقَالَ الْآخَرُونَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ.....

عَنِ ابْنِ عَمْرٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ ابْنَةَ عَمْرِو فَصَعَدْتُ عَلَى ظَهْرِ النَّيْتِ فَأَشْرَفْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى خَلَاتِهِ مُتَذَبِرِ الْقَبْلَةِ مُتَوَجِّهٍ نَحْوَ الشَّامِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى . وَفِي خَبَرِ أَبِي هِشَامٍ مُسْتَقْبِلِ الْقَبْلَةِ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں (ان کے) گھر کی چھت پر چڑھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ قبلہ کی طرف پشت کیے، شام کی طرف منہ کر کے قضاے حاجت کر رہے تھے۔ یہ عبدالاعلیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں اور ابو ہشام کی خبر (حدیث) میں مستقبل القبلة (قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے) کے الفاظ ہیں۔

٦٠- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ.....

عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْغَرَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَمْرٍو أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلِ الْقَبْلَةِ ، ثُمَّ جَلَسَ يَسْئُلُ إِلَيْهَا . قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْسِيِّ قَدْ نَهَى عَنْ هَذَا قَالَ: بَلَى . إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقَبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا يَلْعَنُ .

”حضرت مروان اصغر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری کو قبلہ رخ بٹھایا، پھر وہ اس کی طرف (منہ کر کے) بیٹھ کر پیشاب کرنے لگے۔ میں نے عرض کی: (اے) ابو عبدالرحمن کیا اس سے منع نہیں کیا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں: بلاشبہ کھلی فضا میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن جب آپ کے اور قبلہ کے درمیان پردہ کرنے والی کوئی چیز ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔“

(۵۹) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب التبرز فی البيوت، رقم: ۱۴۵۰، ۱۴۸۔ ومسلم: كتاب الطهارة، باب الاستطابة، رقم:

۲۶۶۔ وأبو داود، رقم: ۱۲۔ مسند احمد: ۴۱، ۱۳/۲۔ مؤطا امام مالك: ۱۹۴، ۱۹۳/۱۔

(۶۰) اسنادہ حسن، سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة منه قضاء الحاجة، رقم: ۱۱۔ والبيهقي: ۹۲/۱۔ من

حديث أبي داود به، والدارقطني: ۵۸/۱۔ والحاكم على شرط البخاری: ۱۰۴/۱۔ وواقفه الذهبي.

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ بیت الخلاء میں یا کسی رکاوٹ کے پیچھے پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ بیت الخلاء اور رکاوٹ کے پیچھے پیشاب اور پاخانہ کی صورت میں قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرنا مستحب عمل ہے۔ نیز کچھ لوگ اسے اللہ کے رسول ﷺ کا خاصہ قرار دیتے ہیں لیکن اختصاص کی کوئی دلیل ثابت نہیں، لہذا آپ کے اس فعل کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔

۴۵..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا .

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت

۶۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الضَّمِي ، ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَدَادَةَ ، ثَنَا وَكِيعٌ ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ، وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ ، ثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ .....

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے گھورے (کوڑے کرکٹ کے ڈھیر) پر آئے تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔“

۶۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، ثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، ثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَا.....

”حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے فارغ ہو کر اپنے اس فعل کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے اپنے سے افضل شخص کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ کو)۔“

(۶۱) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب البول قائما وقاعدا، رقم: ۲۲۶، ۲۲۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۳۔ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، رقم: ۲۷۳۔ من حدیث الأعمش بہ، سنن نسائی: ۲۸۔ سنن ابی داؤد: ۲۳۔ مسند احمد: ۴۰۲، ۳۸۲/۵۔

(۶۲) اسنادہ، الطبرانی فی الأوسط: ۱۷۱، ۱۵۳، ۱۵۲/۶۔ مجمع الزوائد للہیثمی: ۲۰۶/۱۔

۴۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَفْرِيجِ الرَّجْلَيْنِ عِنْدَ الْبَوْلِ قَائِمًا ، اِذْ هُوَ اٰحْرٰى  
اَنْ لَا يَنْشُرَ الْبَوْلَ عَلٰى الْفَحْذَيْنِ وَ السَّاقَيْنِ .

کھڑے ہو کر پیشاب کرتے وقت ٹانگوں کو پھیلا نا مستحب ہے

کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ پیشاب رانوں اور پنڈلیوں پر نہ پھیلے

۶۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمَخْرُومِيُّ ، ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، ثنا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ حَمَادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي وَاثِلٍ .....  
عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ "حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اَتَى عَلِيَّ سُبَاطَةَ بَنِي فُلَانٍ فَفَرَّجَ رِجْلَيْهِ اللهُ ﷻ فلاں لوگوں کے گھورے پر آئے، پھر اپنے دونوں  
وَبَالَ قَائِمًا . پاؤں پھیلائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔"

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے، بشرطیکہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچاؤ

ممکن ہو۔ اس جواز کے باوجود بیٹھ کر پیشاب کرنا اولیٰ و افضل ہے کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنا آپ کا دائمی معمول تھا اور اس  
میں پیشاب کے چھینٹوں سے زیادہ بچاؤ ہے۔ پھر کھڑے ہو کر پیشاب کی ممانعت میں جتنی روایات وارد ہوئی ہیں وہ تمام  
ضعیف ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ((رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَبُوْلَ قَائِمًا ، فَقَالَ:  
يَا عُمَرُ لَا تَبِلْ قَائِمًا ، فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ.)) "رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا  
تو فرمایا: "عمر! کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔" پھر اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہیں کیا۔" (بیہقی: ۱/۱۰۲، ابن ماجہ: ۳۰۸، الضعیفہ: ۹۳۴)) اسنادہ ضعیف، عبدالکریم بن ابوالخاریق ضعیف راوی ہے۔ بلکہ بسند  
صحیح ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ((مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ اسْلَمْتُ)) اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے  
کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (کشف الاستار: ۱/۵۶ اسنادہ صحیح)

۴۷..... بَابُ كَرَاهِيَةِ تَسْمِيَةِ الْبَائِلِ مَهْرِيْقًا لِلْمَاءِ .

پیشاب کرنے والے کو پانی بہانے والا کہنا مکروہ ہے

۶۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْرُومِيُّ ، ثنا سُفْيَانُ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَبْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي .....

(۶۳) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ: کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی البول قائمًا: ۳۰۶۔ صحیح سنن ترمذی: ۱۳، ۱۲۔ مسند  
احمد: ۶/۲۴۶۔ والحمیدی: ۱/۱۵۲، والطبرانی فی الکبیر: ۲/۴۰۵۔ والبیہقی: ۱/۱۰۱۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۴۸۔



”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات گھائی میں (اتر کر) پیشاب کیا۔“ یہ نہیں کہا الماء۔ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) پانی بہایا۔

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ پیشاب کرنے کے لیے پیشاب کا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے لیے پانی بہانا یا ایسا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے جو حلال چیزوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۴۸..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْبَوْلِ فِي الطَّسَّاسِ .

پیالے یا تھال میں پیشاب کرنے کی رخصت

۶۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمٌ - يَعْنِي ابْنَ أَخْضَرَ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے کے ساتھ ٹیک لگوائی ہوئی تھی کہ آپ نے ایک پیالہ منگوا یا اور اس میں پیشاب کیا، پھر آپ (ایک طرف) جھک گئے اور فوت ہو گئے۔“

**فوائد:**..... امیہ بنت رقیقہ بیان کرتی ہیں: ((كَانَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانِ تَحْتَ سَرِيرِهِ يُبَوِّلُ فِيهِ بِاللَّيْلِ)) ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی کے نیچے کھجور کی لکڑی کا برتن تھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت پیشاب کرتے تھے۔“ (ابوداؤد: ۲۴، نسائی: ۳۲، صحیح الجامع: ۴۸۳۲ صحیح) شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ رات کے وقت پیشاب کے لیے برتن رکھنا جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۹۹)

۴۹..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ الَّذِي لَا يَجْرِي

وَفِي نَهْيِهِ عَنِ ذَلِكِ دَلَالَةٌ عَلَى إِبَاحَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الْجَارِي

ایسے کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے جو چلتا نہ ہو

اس ممانعت میں چلتے پانی میں پیشاب کرنے کی رخصت کی دلیل بھی ہے

(۶۴) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الافاضة من عرفات الى مزدلفة، رقم الحديث: ۱۲۸۰۔ بخاری، رقم: ۱۳۹۔ سنن ابی

داود رقم: ۱۹۲۱۔ والنسائی، رقم: ۳۰۱۹۔ مسند احمد: ۲۱۶۳۹۔

(۶۵) صحیح بخاری کتاب الوصايا، باب الوصايا رقم الحديث: ۲۷۴۱۔ صحیح مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له

شيء، يوصى فيه: ۱۶۳۶۔ سنن نسائی، رقم: ۳۲۔ سنن ابن ماجه: ۶۲۶۔ وابن حبان في صحيحه: ۶۶۰۳۔ والبيهقي: ۴۸۴۔

والترمذی في الشمائل، رقم: ۳۸۷۔ مسند احمد: ۲۲۹۱۱۔

۶۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - هُوَ ابْنُ عَيْنَةَ - عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے، کہ (پیشاب کرنے کے بعد) پھر اس سے غسل کرے۔“ مخزومی کی روایت میں یہ ہے کہ ”ٹھہرے پانی میں (پیشاب نہ کرے) کہ پھر اس سے غسل کرے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ مہلب اللہ کہتے ہیں: کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کو اصول فقہ کے قواعد پر رکھا جائے گا، چنانچہ اگر پانی کثیر دو ٹکلوں سے زائد ہو تو کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی بھی تنزیہی ہے، کیونکہ ایسا پانی ظاہری رہتا ہے تا وقتیکہ اس کے تینوں اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہو اور اگر پانی قلیل (دو ٹکلوں سے کم ہو) تو ایسے پانی میں پیشاب نہ کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں نجاست کرنے سے پانی فاسد ہو جاتا ہے۔

(شرح ابن بطلال: ۱/۳۷۷)

۲۔ نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حدیث کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے اگر بننے والا پانی کثیر ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں، لیکن اس میں پیشاب کرنے سے گریز کرنا افضل ہے، لیکن اگر بہتا پانی قلیل ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت کا موقف ہے کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن راجح یہ ہے کہ اس قلیل پانی میں پیشاب کرنا حرام ہے۔ کیونکہ مذہب شافعی کی رو سے پیشاب اس پانی کو نجس کر دے گا اور بے خبر شخص بے خبری میں اس نجس پانی کو استعمال کر لے گا۔ (نووی: ۱۸۶/۳)

۵۰..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَوُّطِ عَلَيَّةَ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ وَظِلِّهِمُ الَّذِي هُوَ مَجَالِسُهُمْ .

مسلمانوں کے راستے اور ان کی سایہ دار بیٹھنے کی جگہوں میں قضاے حاجت کی ممانعت

۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ، ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ.....

(۶۶) صحیح بخاری کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم: ۲۳۹۔ صحیح مسلم، الطہارة، باب النهی عن البول فی الماء الراکد: ۲۸۲۔ سنن نسائی: ۵۸۔ سنن ابی داؤد: ۷۰، ۶۹۔ وابن ماجہ، رقم: ۳۴۴۔ مستند احمد: ۴۶۴، ۳۹۴/۲۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وولعننوں سے بچو، یا فرمایا: لعنت کا باعث بننے والی دو چیزوں سے بچو (یعنی جن کی وجہ سے لوگ لعنت کرتے ہیں) عرض کی گئی: وہ کونسی دو چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستے یا ان کے سائے (والی جگہ) میں قضائے حاجت کرتا ہے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”او ظلمہم“ ان کے سائے والی جگہ میں“ سے نبی اکرم ﷺ کی مراد وہ سایہ دار جگہیں ہیں جن میں وہ اپنی محفلیں قائم کرتے وقت سایہ حاصل کرتے ہیں۔ میں نے یہ استدلال حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کیا ہے کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے لیے اونچی جگہ (جیسے دیوار یا ٹیلہ وغیرہ) یا کھجوروں کے جھنڈے سے پردہ کرنا پسند کرتے تھے۔ کیونکہ ہدف سے مراد دیوار ہے اور کھجوروں کے جھنڈے سے مراد کھجوروں کا مجموعہ ہے۔ باغ کو درختوں کی کثرت کی بنا پر حائش (جھنڈ) کہتے ہیں۔ ہدف کا سایہ سورج کے استوا کے سواہر وقت ہوتا ہے۔ جبکہ کھجوروں کے جھنڈ کا سایہ سارا دن رہتا ہے (یعنی استوا کے وقت بھی اس کا سایہ ہوتا ہے) اور نبی اکرم ﷺ پسند کیا کرتے تھے کہ انسان قضائے حاجت کے لیے ہدف (دیوار یا ٹیلہ وغیرہ) یا جھنڈے سے پردہ کرے اگرچہ ان دونوں کا سایہ ہو۔

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ لوگوں کی گزرگاہ میں ان کے سایہ حاصل کرنے والے درختوں کے نیچے پاخانہ کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں اہل اسلام کی ایذا رسانی کا سامان ہے گزرنے والا نجاست سے لتھڑے گا اور بدبو سے تکلیف محسوس کرے گا۔ (عون المعبود: ۲۷/۱)

(۶۷) صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب النہی عن النخلی فی الطرق والظلال، رقم: ۲۶۹۔ سنن ابی داؤد: ۲۵۔ مسند احمد:

۳۷۲/۲۔ وابن حبان فی صحیحہ: ۱۴۱۵۔ والحاکم: ۲۹۶/۱۔

۲۔ وہ راستے جو لوگوں کی عام گزرگاہ نہ ہوں اور ایسے سایہ دار درخت جہاں سایہ حاصل کرنا لوگوں کا معمول نہ ہو، وہاں بول و براز کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

۵۱..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَسِّ الذَّكْرِ بِالْيَمِينِ .

شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونا منع ہے

۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، حَدَّثَنَا عَيْسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ.....

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنی شرم گاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی ’فوائد حدیث‘ ”۷۸“ میں ملاحظہ کریں۔

۵۲..... بَابُ الْأِسْتِعَاذَةِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ عِنْدَ دُخُولِ الْمُتَوَضَّأِ

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت شیطان ملعون سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگنی چاہیے

۶۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - ، ثنا شُعْبَةُ ، وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، ثنا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، ثنا شُعْبَةُ ، وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ أَيْضًا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، ثنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ.....

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان بیت الخلاء میں (شریر و خبیث) جن حاضر ہوتے ہیں۔ لہذا جب تم میں سے کوئی شخص ان میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: ((اللَّهُمَّ إِنِّي

(۶۸) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب النهی عن الاستعاذ باليمن، رقم: ۱۰۵۴۔ صحیح مسلم، الطہارۃ، لا یسک ذکرہ بیمنہ اذا بال: ۲۶۷۔ سنن نسائی: ۲۴۔ سنن ابی داود: ۳۱۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۰۔ مسند احمد: ۴/۵، ۳۸۳/۵، ۳۹۵، ۳۹۶۔ سنن الدارمی: ۶۷۳۔

(۶۹) اسنادہ صحیح، الصحیحۃ: ۱۰۷۰۔ سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء، رقم الحدیث: ۶۔ سنن ابن ماجہ: ۲۹۶۔ الترمذی: ۵۔ مسند احمد: ۶/۳۶۹، ۳۷۳۔ ابن حبان فی صحیحہ: ۱۴۰۸، ۱۴۰۶۔ الحاکم:

عَبْرَ أَنَّهُ قَالَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ وَكَذَلِكَ قَالَ  
يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَدَى  
عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ .  
عُودُ ذُبُكٍ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)) ”اے اللہ! میں  
شریر جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ یہ بندارگی  
حدیث کے الفاظ ہیں۔ لیکن انہوں نے کہا ہے: عن النضر  
بن انس اس طرح یحییٰ بن حکیم نے ابن ابی عدی سے روایت  
کرتے ہوئے: عن النضر بن انس کہا ہے (یعنی  
سمعت کی بجائے عن صیغہ استعمال کیا ہے۔)

**فوائد:**..... ۱۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل مذکورہ دعا پڑھنا مشروع ہے۔

۲۔ قضائے حاجت کی جگہیں، بیت الخلاء وغیرہ شیاطین کی آماجگاہ ہیں اور قضائے حاجت کی صورت میں شیطانی  
حملوں اور وسوسوں سے بچنے کا واحد حل اس مسنون وظیفہ کا اہتمام ہے بصورت دیگر شیاطین انسانوں کو جسمانی اور  
روحانی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لہذا اس دعا کا اہتمام بہر صورت کرنا چاہیے۔

۵۳..... بَابُ إِعْدَادِ الْأَحْجَارِ لِلْإِسْتِجَاءِ عِنْدَ إِتْيَانِ الْغَائِطِ .

قضائے حاجت کے بعد استیجا کرنے کے لیے ڈھیلے گن کر استعمال کرنا

۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَعِيدُ الْأَشْعَثِ ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ  
فُرَاتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ  
يَبْرَزَ ، فَقَالَ: إِنِّي سِنِي بِسَلَاةِ أَحْجَارٍ .  
فَوَجَدْتُ لَهُ حَجْرَيْنِ وَرَوْثَةَ حِمَارٍ ،  
فَأَمْسَكَ الْحَجْرَيْنِ وَطَرَحَ الرَّوْثَةَ ، وَقَالَ:  
هِيَ رَجْسٌ .  
”حضرت عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے  
قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو فرمایا: ”مجھے تین ڈھیلے لا دو۔“  
مجھے آپ کے لیے دو ڈھیلے اور لید کا ٹکڑا ملا۔ آپ نے دونوں  
ڈھیلے لے لیے اور لید کا ٹکڑا پھینک دیا۔ اور فرمایا: ”یہ پلید  
ہی رجنس ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ استیجا کے لیے پانی کا استعمال افضل ہے اور اگر پانی میسر نہ ہو تو استیجا کے لیے کم از کم تین ڈھیلے یا

پتھر ضروری ہیں، اس سے کم عدد طہارت کے لیے ناکافی ہے۔

۲۔ گدھے اور فخر سمیت غیر ماکول اللحم جانور کی لید اور گوبر نجس ہیں جس سے استیجا کرنا ممنوع ہے اور ماکول اللحم  
جانوروں کے گوبر سے بھی استیجا کرنا ناجائز ہے، کیونکہ آپ نے اس کی ممانعت کی ایک علت یہ بیان کی ہے کہ یہ

(۷۰) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب لا یستنجی بروت، رقم الحدیث: ۱۰۶۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۷۔ سنن نسائی: ۴۲۔

سنن ابن ماجہ: ۳۱۴۔ مسند احمد: ۱/۴۱۸۔

جنات کا کھانا ہے۔

۳۔ فقہ کا معروف قاعدہ ہے، کل عام خص منہ بعض۔ اس قاعدہ کا اطلاق اذان و اقامت پر بھی ہوتا ہے چنانچہ گذشتہ احادیث میں مذکور ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو دوہری اذان اور اکہری اقامت کا حکم دیا گیا، لیکن دوہری اذان کا اطلاق اذان کے ہر کلمے پر نہیں ہوتا بلکہ اذان کے آخری دو کلمات اللہ اکبر اور لا الہ الا للہ وتر اور طاق ہیں، اسی طرح اکہری اقامت کے حکم کا اطلاق اقامت کے ہر جز اور کلمہ پر نہیں ہوتا، بلکہ اقامت کے کلمات میں قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة دو مرتبہ کہنا شروع ہیں۔

۴۔ خواب میں کسی الجھے مسئلہ کی اصلاح سے وہ مسئلہ شرعی حکم کا درجہ نہیں رکھتا۔ البتہ شارع اس کی تصدیق کر دیں اور اسے شریعت کا درجہ دے دیں تو درست ہے چنانچہ اس حدیث میں صحابی کے خواب کو شریعت کا درجہ رسول اللہ ﷺ کے حکم اور تصدیق نے دیا ہے، لہذا خوابوں کی مدد سے شریعت سازی کی شرع میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ دین نبی ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو چکا ہے، اب دینی راہنمائی کے لیے کتاب و سنت ماخذ ہیں۔ کتاب و سنت کے سوا ہر راستہ گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

۵۴..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُحَادَاثَةِ عَلَى الْغَائِطِ .

قضائے حاجت کرتے وقت باتیں کرنے کی ممانعت

۷۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، ثنا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ : حَدَّثَنِي .....  
 أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَأَشْفَيْنِ عَنْ عَوْرَتَيْهِمَا يَتَحَدَّثَانِ ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمَقُّتُ عَلَيَّ ذَلِكَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ - يَعْنِي الْوَرَّاقَ - قَالَ : حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دو شخص قضائے حاجت کے لیے اس حالت میں نہ نکلیں کہ انہوں نے اپنی شرم گاہیں کھولی ہوئی ہوں اور وہ باتیں کر رہے ہوں۔ بے شک اللہ عزوجل اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد بن یحییٰ سے ایک اور سند بیان کرتے ہیں، اس میں یحییٰ بن ابی کثیر کے استاد کا نام عیاض بن ہلال ہے (جبکہ مذکورہ بالا حدیث کی سند میں ہلال بن عیاض ہے) امام صاحب فرماتے ہیں: صحیح بات

(۷۱) اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ الکلام عند الجلاء، رقم: ۱۵۔ مسند احمد: ۳/۳۶۳۔ وابن ماجہ،

رقم: ۳۴۲۔ والنسائی فی الکبریٰ، رقم: ۳۳، ۳۲۔ وابن حبان (موارد)، رقم: ۱۳۷۔ والحاکم: ۱۰۵/۷۔ وافقہ الذہبی.

پیشاب، پاخانے اور فراغت کے آداب

عَنْ عِيَّاضِ بْنِ هِلَالٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ - هَذَا الشَّيْخُ هُوَ عِيَّاضُ بْنُ هِلَالٍ . رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَأَحْسِبُ الْوَهْمَ مِنْ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ: عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَّاضٍ .

یہی ہے کہ اس استاد کا نام عیاض بن ہلال ہی ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے کئی روایات بیان کی ہیں۔ میرے خیال میں یہ وہم عکرمہ بن عمار کی وجہ سے ہوا ہے جنہوں نے روایت بیان کرتے ہوئے کہہ دیا: عن ہلال بن عیاض۔ (یعنی انہوں نے بیٹے کو باپ کی جگہ بیان کر دیا۔)

**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ دو یا دو سے زائد افراد کا ایک ساتھ بیٹھ کر پاخانہ کرنا کہ ان کے ستر کھلے ہوں اور پاخانہ کرتے وقت باہم گفتگو کرنا حرام اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے لہذا اس فعل قبیح سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بالخصوص دیہاتی عورتوں میں یہ مرض عام ہے۔ لہذا اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

۵۵..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَظَرِ الْمُسْلِمِ إِلَى عَوْرَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ .

مسلمان شخص کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے کی ممانعت

۷۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي قُدَيْبٍ ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.....

”حضرت عبدالرحمن بن ابی سعید اپنے والد حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مرد کسی مرد کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے، اور کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔ کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ سوئے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں سوئے۔“

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ .

**فوائد:** ..... ۱۔ مرد کا مرد کی شرم گاہ کی طرف اور عورت کا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اسی طرح مرد کا اجنبی عورت کے ستر اور عورت کا اجنبی مرد کے ستر کی طرف دیکھنا بالاجماع حرام ہے، آپ نے مرد کو مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھنے سے مرد کو عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھنے کی تشبیہ کی ہے اسی لیے کہ مرد کا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا بالادولی حرام ہے۔ اور یہ حرمت خاوندوں اور سرداروں (لوٹھی کے مالکوں) کے علاوہ ہے۔ بہر حال زن و شو میں سے ہر ایک

(۷۲) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات، رقم الحديث: ۳۳۸۔ وابن ماجه، رقم: ۶۶۱۔ والترمذی،

رقم: ۲۷۹۳۔ وابن حبان في صحيحه: ۵۵۷۶۔ والبيهقي في الكبرى: ۱۳۳۴۲۔ مسند احمد: ۶۳/۳۔

دوسرے کی شرمگاہ دیکھ سکتا ہے۔ (نووی: ۲۹/۴)

۲۔ اسی طرح مرد کا مرد کے ساتھ ننگے بدن ایک کپڑے میں لیٹنا اور عورت کا عورت کے ساتھ ننگے بدن ایک کپڑے میں لیٹنا حرام ہے اور مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ کپڑوں میں یا ننگے بدن لیٹنا بلا اولیٰ حرام ہے۔ نیز مرد کا مرد کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا یا مرد و زن میں سے کسی کا دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اپنی شرمگاہ یا کسی دوسرے کی شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۵۶..... بَابُ كَرَاهِيَةِ رَدِّ السَّلَامِ يُسَلِّمُ عَلَى الْبَائِلِ .

پیشاب کرنے والے کو سلام کیا جائے تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُو أَحْمَدَ - يَعْنِي الزُّبَيْرَ - ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُمَانَ عَنْ نَافِعٍ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔“

**فوائد:**..... مسلمان شخص قضاے حاجت کی حالت میں سلام کا جواب دینے کا روادار نہیں ہے۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں: قضاے حاجت میں مصروف شخص کو سلام کہنا مکروہ فعل ہے اور اگر قضاے حاجت کے لیے بیٹھے شخص کو سلام کہا جائے تو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے، نیز قضاے حاجت کے لیے بیٹھا شخص نہ ذکر واذکار کرے، نہ تسبیح و تہلیل کہے۔ نہ سلام کا جواب دے، نہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دے نہ چھینک آنے کی صورت میں الحمد للہ کہے اور نہ ہی موذن کی اذان کا جواب دے۔ اسی طرح مذکورہ اذکار و وظائف کا اہتمام حالت جماع میں مکروہ ہے اور ایسی حالتوں میں چھینک آنے پر دل میں الحمد للہ کہی جائے اور زبان کو حرکت نہیں دینی چاہیے۔ (نووی: ۶۴/۴)



(۷۳) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب التيمم، رقم: ۳۷۰۔ وسنن ترمذی: ۹۰۔ وسنن ابن ماجہ: ۳۵۲۔ وسنن نسائی: ۳۷۔

وسنن ابی داؤد: ۱۶۔ وابن شیبہ فی مصنفہ: ۴۳۵/۸۔



## جَمَاعُ الْأَبْوَابِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْأَحْجَارِ

پتھروں سے استنجا کرنے کے ابواب کا مجموعہ

۵۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِسْتِنْبَاطِ بِالْأَحْجَارِ  
پتھروں (ڈھیلوں) سے استنجا کرنے کے حکم کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْإِسْتِنْبَاطَ بِالْأَحْجَارِ يُجْزِي دُونَ الْمَاءِ.

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ پانی استعمال کیے بغیر صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی کافی ہے

۷۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ.....

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے کسی مشرک نے کہا، اور مشرک ان سے مذاق کیا کرتے تھے، میں تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا ہوں کہ وہ تمہیں (ہر چیز) سکھاتے ہیں حتیٰ کہ قضائے حاجت کا طریقہ کار بھی! حضرت سلمان نے فرمایا: جی ہاں، آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ (قضائے حاجت کرتے وقت) ہم قبلہ کی طرف منہ نہ کریں، نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کریں، اور نہ تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفا کریں، ان میں گوبر اور ہڈی نہ ہو۔“ دورقی کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: ”قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ لِسَلْمَانَ“ ”کسی مشرک نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا۔“

(۷۴) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستنباط رقم الحدیث: ۲۶۲- سنن ترمذی: ۴۱، سنن نسائی: ۶۱- سنن ابی داؤد:

۷- سنن ابن ماجہ: ۳۱۶- مسند احمد ابن حنبل: ۲۲۵۹۰.

## ۵۸..... بَابُ الْأَمْرِ بِالِاسْتِطَابَةِ بِالْأَحْجَارِ وَتَرَا لَا اسْتِطَابًا

استنجا کرنے کے لیے جفت کی بجائے طاق پتھر استعمال کرنے کا حکم

۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ أَيْضًا ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ ، وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، ثنا عثمان بن عمر أَخْبَرَنَا يُونُسَ وَمَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْتِزْ ، وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ.)) وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ يَقُولُ: سُئِلَ ابْنُ عُمَيْرَةَ عَنْ مَعْنَى قَوْلِهِ: اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ، قَالَ: فَسَكَتَ ابْنُ عُمَيْرَةَ . فَقِيلَ لَهُ تَرْضَى بِمَا قَالَ مَالِكٌ؟ قَالَ: وَمَا قَالَ مَالِكٌ؟ قِيلَ ، قَالَ مَالِكٌ: الْإِسْتِجْمَارُ: الْإِسْتِطَابَةُ بِالْأَحْجَارِ . فَقَالَ ابْنُ عُمَيْرَةَ: إِنَّمَا مِثْلِي وَمِثْلُ مَالِكٍ كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے، وہ ناک جھاڑے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے وہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے۔“ امام ابن مبارک کی روایت کی سند میں ”سمع ابا ہریرہ“ کے لفظ ہیں (جبکہ مذکورہ بالا سند میں ”عن ابی ہریرہ“ ہے) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یونس کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابن عیینہ رضی اللہ عنہ سے ”ومن استجمر فلیوتر“ اور جو شخص استنجا کے لیے ڈھیلے استعمال کرے وہ طاق ڈھیلے استعمال کرے“ کا معنی پوچھا گیا تو ابن عیینہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ ان سے کہا گیا: کیا آپ امام مالک رضی اللہ عنہ کی تشریح و تفسیر کو قبول کریں گے؟ انہوں نے پوچھا: امام مالک رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ہے؟ کہا گیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الاستجمار“ کا معنی ڈھیلوں سے استنجا کرنا ہے۔ (یہ سن کر) ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری اور امام مالک کی مثال ایسے ہی ہے جیسے پہلے (دانا) لوگوں نے کہا ہے:

(۷۵) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الاستنثار فی الوضوء، رقم الحدیث: ۱۶۱۔ صحیح مسلم: ۲۳۷۔ سنن نسائی: ۸۸۔ سنن ابی داؤد: ۳۲۔ سنن ابن ماجہ: ۴۰۹۔ مسند احمد: ۲/۲۳۶، ۲۳۷، ۳۰۸۔ موطا امام مالک: ۳۳۔ والدارمی: ۷۰۳۔ وابن حبان: ۱۴۳۸۔

وَابْنُ الْبُؤُونِ إِذَا مَا لَزَفَى قَرْنٌ  
لَمْ يَسْتَطِعْ صَوْلَةَ الْبُؤُونِ الْقَنَاعِيَسَ

”اور ابن بون (دوسرا اونٹ) کو جب بل چلانے کے لیے بل کی جوڑی میں جوت دیا جاتا ہے تو وہ مضبوط طاقتور اونٹ جیسی قوت و طاقت کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔“

۵۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالِاسْتِطَابَةِ وَتَرَاءُ، هُوَ الْوَتْرُ الَّذِي يَزِيدُ عَلَى الْوَاحِدِ، الثَّلَاثِ فَمَا فَوْقَهُ مِنَ الْوَتْرِ، إِذِ الْوَاحِدُ قَدْ يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ الْوَتْرِ، وَالِاسْتِطَابَةُ بِحَجَرٍ وَاحِدٍ غَيْرِ مُجْرَنَةٍ إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَنْ لَا يُكْتَفَى بَدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فِي الْإِسْتِطَابَةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ استنجا کے لیے طاق ڈھیلے استعمال کرنے کے حکم سے مراد وہ طاق ہے جو ایک سے زائد، تین یا اس سے زائد ہو (مثلاً پانچ، سات.....) کیونکہ ایک پر بھی کبھی طاق کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایک ڈھیلے سے استنجا کرنا کافی نہیں ہوتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ استنجا کے لیے تین سے کم پتھروں کو کافی نہ سمجھا جائے۔

۷۶..... أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، نَا الْأَعْمَشُ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - عَنِ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي سُفْيَانَ.....

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص استنجا کرنے کے لیے ڈھیلے استعمال کرے تو اسے چاہیے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا جائز ہے اور صحت استنجا کے لیے کم از کم تین پتھروں کا استعمال ضروری ہے، ایک پتھر جس کے تین کنارے ہوں یا دو پتھروں سے استنجا کرنا کافی ہے اور اس سے نجاست کا ازالہ نہیں ہوتا۔ شوکانی کہتے ہیں: حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دلیل ہے کہ استنجا کے لیے تین پتھر استعمال کرنا واجب ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/۱۰۲)۔

۲۔ استنجا کے لیے پتھروں اور ڈھیلوں کا طاق عدد میں استعمال لازم ہے اور طاق عدد کی کم از کم تعداد تین ہے، اگر تین پتھروں سے طہارت حاصل نہ ہو تو طاق عدد (پانچ، سات، نو وغیرہ) ملحوظ رکھتے ہوئے طہارت حاصل کی جائے۔ تا وقتیکہ نجاست کے ازالے کا یقین ہو جائے۔

(۷۶) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الايتار فی الاستنار والاستحمار ۲۳۹: مسند احمد ۳/۴۰۰۔ والبیہقی: ۵۰۷۔ من

طریق ابی الزبیر عن جابر۔ وابن شیبہ: ۱/۱۳۴۔

۳۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جمع اہل علم کا مذہب ہے کہ استنجا کے لیے پتھروں کا استعمال متعین نہیں ہے بلکہ کپڑے اور لکڑی وغیرہ بھی استنجا میں پتھروں کے قائم مقام ہے کیونکہ استنجا کا مقصد پاخانہ زائل کرنا ہے اور یہ مقصود پتھر کے سوا اور چیزوں کے استعمال سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ (نووی: ۱۵۶/۳)

۴۔ پتھر کے قائم مقام ہر وہ طاہر جامد چیز ہے جو اصل نجاست کو زائل کر دے۔ بشرطیکہ اس کا استعمال (استنجا وغیرہ کے لیے) حرام نہ ہو اور وہ کسی حیوان کا کوئی جز نہ ہو۔ (نووی: ۱۵۶/۳)

۶۰..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُتْرِ فِي الْإِسْتِطَابَةِ أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ لَا أَمْرٌ يُجِبُ وَأَنَّ مَنْ اسْتِطَابَ بِأَكْثَرِ مِنْ ثَلَاثَةِ بِشْفَعٍ لَا يُوْتِرُ غَيْرَ عَاصٍ فِي فِعْلِهِ ، إِذْ تَارَكَ الْإِسْتِحْبَابَ غَيْرَ الْإِجْبَابِ تَارِكٌ فَضِيلَةٌ لَا قَرْبَضَةٌ .

اور جس شخص نے استنجا کے لیے تین سے زیادہ جفت ڈھیلے استعمال کیے، وتر استعمال نہ کیے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ وہ غیر واجب، مستحب اور افضل عمل کو چھوڑنے والا ہے نہ کہ فرضیت کو۔

۷۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا أَبُو عَسَانَ مَالِكُ بْنُ سَعْدِ الْقَيْسِيُّ ، نَا رَوْحٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبَادَةَ - ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْحَزَارِيُّ عَنْ عَطَاءٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو اسے چاہیے کہ وتر (ڈھیلے) استعمال کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ کیا تم سات آسمان، سات زمینیں اور طواف (کے) سات (چکر) نہیں دیکھتے۔“

(یعنی یہ سب وتر ہیں) اسی طرح کئی چیزیں ذکر کریں۔

۶۱..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِطَابَةِ بِالْيَمِينِ .

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

۷۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ،

(۷۷) اسنادہ صحیح، صحیح الجامع الصغیر ۳۲۱۔ لیکن وہاں یہ روایت اختصار ہے۔ الحاکم: ۲۶۱/۱۔ رقم: ۵۷۷۔ وقال هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذه الالفاظ وانما اتفقا على "المتحمر فليوترى فقط وابن حبان: ۱۴۳۷۔ ومجمع الزوائد: ۲۱۱/۱۔

نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الدُّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ.....  
 أَبِي قَتَادَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا  
 ”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
 شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ، وَإِذَا  
 فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص (مشروب وغیرہ) پیے تو  
 آتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ ، وَإِذَا  
 برتن میں سانس نہ لے، اور جب قضائے حاجت کرے تو اپنی  
 شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، اور جب استنجا کرے تو  
 تَمَسَّحَ فَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِينِهِ .  
 اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔“

٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ،  
 وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقِ الْمِصْرِيِّ ، حَدَّثَنَا عَمْرُو - يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ، حَدَّثَنِي  
 يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ.....

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی  
 أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي : أَنَّهُ  
 ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی شخص  
 سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا  
 پیشاب کرے تو اپنی شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے، اور  
 يَمَسُّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ وَلَا  
 نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے، اور نہ (مشروب پیتے  
 يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ . هَذَا حَدِيثُ عَمْرُو بْنِ  
 ہوئے) برتن میں سانس لے۔“ یہ عمرو بن ابی سلمہ کی روایت  
 أَبِي سَلَمَةَ . وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ فِي كُتُبِهَا:  
 ہے اور علی بن حجر نے پوری سند میں ”عن عن“ کہا ہے (یعنی  
 عَنْ عَن .

کہیں بھی حدیثنا یا سمع کا لفظ نہیں بولا)

**فوائد:**..... ۱۔ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا آداب استنجا میں شامل ہے اور علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ دائیں  
 ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع فعل ہے۔ پھر جمہور علماء کا مذہب ہے کہ یہ نبی تنزیہی اور ادب ہے، حرام نہیں جب کہ بعض اہل  
 ظاہر کا موقف ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا حرام ہے۔ ہمارے اصحاب کا موقف ہے کہ امور استنجا میں سے کسی بھی کام  
 کے لیے بلا عذر دایاں ہاتھ استعمال کرنا مکروہ ہے، چنانچہ جب وہ پانی سے استنجا کرے تو استنجا کرنے والا دائیں ہاتھ سے  
 پانی گرائے اور بائیں ہاتھ سے صفائی کرے اور اگر پتھر سے استنجا کرے تو دبر کی صفائی کرتے وقت بائیں ہاتھ سے پتھر  
 سے صفائی کرے اور اگر قبل کی صفائی مقصود ہو تو اگر زمین پر یا پاؤں کے درمیان پتھر رکھنے سے صفائی ممکن ہو تو بائیں ہاتھ

(٧٨) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب النہی من الاستنجاء بالیمن: ١٥٣۔ صحیح مسلم: ٥٢٨٥، ٢٦٧۔ سنن ترمذی:

١٨٨٩۔ سنن النسائی: ٤٧۔ سنن ابی داؤد: ٣١۔ مسند احمد: ٣١٠، ٢٩٦/٥۔ وابن ماجہ: ٣١٠۔

(٧٩) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لا یمسک ذکرہ بيمينہ اذا بال، رقم الحدیث: ١٥٤۔ صحیح مسلم: ٢٦٧۔ سنن ابی

داؤد: ٢٩۔ وابن ماجہ: ٣١٠۔ والدارمی: ٢١٢٢۔ وابن حبان: ١٤٣٤۔ مسند احمد: ٣٠٠/٥۔

سے ذکر پکڑ کر پتھر پر رگڑے، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو بلکہ پتھر اٹھا کر صفائی کرنا مجبوری ہو تو دائیں ہاتھ میں پتھر تھامے اور بائیں ہاتھ سے ذکر پکڑ کر پتھر پر رگڑے اور دائیں ہاتھ کو حرکت نہ دے۔ استنجا کی یہی صورت رائج ہے۔

(نووی: ۱۰۰/۳)

۲۔ دائیں ہاتھ سے عضو تاسل پکڑنا مکروہ تنزیہی ہے، حرام نہیں۔ ولا یتنفس فی الاناء۔ پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لیا جائے اور پانی پیتے وقت برتن کے باہر تین سانس لینا معروف سنت ہے۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ برتن میں سانس لینے کی ممانعت پانی پینے کا ادب ہے اور یہ ممانعت اس اندیشے کے پیش نظر ہے کہ اس سے پانی بدبودار نہ ہو اور پانی پیتے وقت منہ یا ناک سے کوئی چیز پانی میں گر نہ پڑے۔ (نووی: ۱۰۹/۳)

۲۲..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِطَابَةِ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ .

تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی ممانعت

۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے ایسے ہی ہوں جیسے باپ اپنے بیٹے کے لیے (ہمدرد، خیر خواہ) ہوتا ہے۔ لہذا تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے، نہ اس کی طرف پشت کرے۔ اور نہ تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرے، ان میں لید اور ہڈی نہ ہو۔“

۲۳..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِطَابَةِ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ .

تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے سے منع کی دلیل کا بیان

وَأَنَّ الْإِسْتِطَابَةَ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَا يَكْفِي دُونَ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ . لِأَنَّ الْمُسْتِطِيبَ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ عَاصٍ فِي فِعْلِهِ وَإِنْ اسْتَنْجَى بَعْدَهُ بِالْمَاءِ . وَالنَّهْيُ عَنِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْعِظَامِ وَالرَّجِيعِ .

اور پانی سے استنجا کیے بغیر تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنا کافی نہیں ہے۔ کیونکہ تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے

(۸۰) اسنادہ حسن صحیح، صحیح ابی داؤد: ۶۔ سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب النهی عن الاستطابۃ بالروت: ۴۰۔ سنن

ابی داؤد: ۸۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۔ مسند احمد: ۲/۲۵۰۔ سنن الدارمی: ۶۷۲۔ وابن حبان: ۱۴۳۵۔

والا اپنے فعل کی وجہ سے گناہ گار ہے، اگرچہ اس کے بعد پانی سے بھی استنجا کر لے، نیز ہڈیوں اور گوبر سے استنجا کرنا منع ہے  
 ۸۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ الْأَشَّجِ ، نَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ  
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ.....

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا:  
 تمہیں تمہارے ساتھی نے (ہر ادب) سکھایا ہے حتیٰ کہ ممکن  
 ہے کہ تمہیں قضاء حاجت کے (آداب) بھی سکھائے۔  
 حضرت سلمان نے فرمایا: جی ہاں، آپ نے ہمیں (قضاء  
 حاجت کرتے وقت) قبلہ کی طرف منہ کرنے سے یا اپنے  
 دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے، یا ہڈی یا گوبر سے استنجا  
 کرنے سے منع کیا ہے۔“ اور فرمایا ہے: ”تم میں سے کوئی شخص  
 تین سے کم ڈھیلوں کو کافی نہ سمجھے۔“

### فوائد.....: ۷۴

۶۳..... بَابُ ذِكْرِ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا رُجِرَ عَنِ الْإِسْتِجَاءِ بِالْعِظَامِ وَالرُّوْثِ .

اس سبب کا بیان جس کی وجہ سے ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے

۸۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ  
 الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، نَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ ،  
 أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ.....

”حضرت عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علقمہ  
 سے پوچھا: کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جنوں (سے ملاقات)  
 والی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے؟ تو علقمہ رضی اللہ  
 نے فرمایا: میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو میں  
 نے عرض کی: کیا تم میں سے کوئی شخص جنوں (سے ملاقات)  
 عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ  
 ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ  
 الْجِنِّ؟ فَقَالَ عَلْقَمَةُ أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ  
 ، فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ  
 اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ فَقَالَ: لَا وَلَكِنْ كُنَّا

(۸۱) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجا، رقم الحدیث: ۲۶۲۔ سنن الترمذی: ۱۶۔ سنن نسائی: ۴۱۔ سنن ابی

داؤد: ۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۶۔ مسند احمد: ۲۲۵۹۰۔

(۸۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الجہر بالقراءة والقراءة علی الجن، رقم: ۴۵۰۔ سنن ترمذی: ۳۲۵۸۔ مسند احمد:

۴۳۶/۱۔ ابن حبان: ۱۴۳۲۔ اطاہلسی فی الصبح فی مسندہ: ۳۷/۱۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۳۰، ۲۹۔

پیشاب، پاخانے اور فراغت کے آداب

والی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم نے آپ کو گم پایا۔ ہم نے آپ کو (پہاڑوں کی) وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا (لیکن آپ نہ ملے) تو ہم نے (آپس میں) کہا: آپ کو جنوں نے اغوا کر لیا ہے یا دھوکے سے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بدترین رات گزاری جیسے کوئی قوم گزرتی ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ حراء کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیے، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا تو آپ کو (ہر جگہ) تلاش کیا مگر آپ ہمیں نہ ملے، تو ہم نے ایسی بری رات گزاری جو کوئی قوم گزرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جنوں کا پیغامبر آیا تھا تو میں اس کے ساتھ گیا اور انہیں قرآن مجید کی تلاوت سنائی۔“ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں: پھر آپ ہمیں (ان کے پڑاؤ کی جگہ) لے گئے اور ہمیں ان کی (جبھی ہوئی) آگ دکھائی۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں: انہوں نے آپ سے (اپنی) خوراک کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: تمہاری خوراک ہر وہ بڑی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، تمہارے ہاتھوں میں آتے ہی وہ گوشت سے بھرپور ہو جائے گی۔ اور ہر لید تمہارے چوپاؤں کا چارہ ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان دونوں (بڑی اور لید) سے استنجامت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائیوں کا کھانا ہے۔“ یہ عبدالاعلیٰ کی روایت ہے۔ ابن ابی زائدہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم بڑی اور لید سے استنجامت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔“

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ ، فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوْ اغْتِيلَ ، قَالَ: فَمِتْنَا بِشِرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا فَإِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ . قَالَ ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ نَاكَ ، فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ ، فَمِتْنَا بِشِرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ . قَالَ: أَنَانِي دَاعِيَ الْجِنِّ ، فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ . قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا نِيرَانَهُمْ ، قَالَ: وَسَأَلُوهُ الزَّادَ . فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْ فَرَمًا يَكُونُ لَحْمًا ، وَكُلُّ بَعِيرٍ عَلَفًا لِدَوَابِّكُمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ . هَذَا حَدِيثٌ عَبْدُ الْأَعْلَى وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، قَالَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسْتَنْجُوا بِالْعَظْمِ وَلَا بِالْبَعِيرِ ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ .



**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا حرام ہے۔ گوبر اور لید سے استنجا اس لیے منع ہے کہ یہ جنات کی خوراک ہے اور ہڈی جنات کی خوراک ہے۔ اسی طرح محترم چیزیں جیسے جانوروں کے اعضاء یا کتابوں کے اوراق بھی بطور استنجا استعمال نہ کیے جائیں۔



## جَمَاعُ الْأَبْوَابِ ، الْأِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ پانی سے استنجا کرنے کے ابواب کا مجموعہ

۷۵..... بَابُ ذِكْرِ ثَنَاءِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْمُتَطَهِّرِينَ بِالْمَاءِ .

پانی سے طہارت حاصل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے، اس تعریف کا بیان

۸۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُرْحِبِيلِ بْنِ سَعْدٍ.....

”حضرت عومیم بن ساعدہ انصاری عجلانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبا والوں سے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے طہارت کے بارے میں تمہاری بڑی اچھی تعریف کی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا ﴾ اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ پھر آپ نے ان سے پوچھا: وہ کیسی طہارت ہے؟ (کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے) انہوں نے عرض کیا: ہمیں کسی چیز کا علم نہیں سوائے اس کے کچھ یہودی ہمارے ہمسائے تھے جو قضاے حاجت سے اپنی پشتوں کو دھوتے تھے تو ہم نے بھی (استنجا کرتے وقت اپنی پشتوں کو) دھونا شروع کر دیا جیسے وہ دھوتے تھے۔“

عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْعَجَلَانِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَهْلِ قَبَاءَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمْ الشَّنَاءَ فِي الطُّهُورِ ، وَقَالَ: ﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ . فَقَالَ لَهُمْ: مَا هَذَا الطُّهُورُ؟ فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ مِنَ الْيَهُودِ ، وَكَانُوا يَغْسِلُونَ أَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ ، فَغَسَلْنَا كَمَا غَسَلُوا

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ پانی کے ساتھ استنجا کرنا افضل ہے اور اس سے کمال طہارت حاصل ہوتی ہے

(۸۳) اسنادہ حسن، مسند احمد: ۴۲۲/۳۔ والحاکم: ۲۵۸/۱۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۷/۱۴۰۔ وفی الاوسط: ۶/۸۹۔ فی

الصغیر: ۲/۸۶۔ مجمع الزوائد: ۱/۲۱۲۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل قبا کی تعریف و ثنا بیان کی ہے۔

۲۶..... بَابُ ذِكْرِ اسْتِنْجَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَاءِ .

نبی ﷺ کے پانی سے استنجا کرنے کا بیان

۸۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورِيُّ ، نَا ابْنُ عَلِيَّةَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ، نَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے باہر نکلتے تو میں آپ کے پاس پانی لے کر آتا، آپ اس سے استنجا کرتے اور اپنی پشت دھوتے۔“

۸۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَدَّاشِ الزَّهْرَانِيُّ ، نَا سَالِمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنِ شُعْبَةَ عَنِ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں آپ کے ساتھ ایک چھڑی اور پانی کا برتن لے کر جاتا، جب آپ (فراغت کے بعد) نکلتے تو پانی سے استنجا کرتے اور پانی کے برتن سے وضو کرتے۔“

۸۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَنْبَرِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

”حضرت ابو معاذ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن لے کر آپ کے

(۸۴) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب ما جاء في غسل البول: ۲۱۷، ۱۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء من التبريز: ۲۷۱۔ مسند احمد: ۳/۱۱۲، ۱۷۱، ۲۸۴۔ والدارمی: ۶۷۵۔  
(۸۵) تقدم برم: ۸۴۔

(۸۶) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من حمل معه الماء لظهوره: ۱۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء من التبريز: ۲۷۱۔ سنن النسائی: ۴۵۔ مسند احمد: ۳/۱۱۲، ۲۸۴۔ سنن الدارمی: ۶۷۵۔

أَبُو بَكْرٍ: أَبُو مُعَاذٍ هَذَا، هُوَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي يَحْيَى جَاءَتْ - "امام ابو بکر فرماتے ہیں: یہ ابو معاذ عطاء بن ابی میمونہ۔"

۸۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میرے جیسا ایک اور لڑکا پانی کا برتن اٹھا کر لے جاتے۔ آپ پانی سے استنجا کرتے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ قضائے حاجت کے لیے اتنا دور چانا کہ انسان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ مستحب عمل ہے۔ ۲۔ فاضل شخص کا ذاتی ضرورت کے لیے اپنے رفقائے خدمت لینا جائز ہے اور صالحین اور اہل فضل کی بطور تبرک خدمت کرنا جائز ہے۔

۳۔ پانی سے استنجا کرنا جائز و مستحب ہے اور پتھروں پر اکتفا کرنے کے بجائے پانی سے استنجا افضل ہے۔ پھر اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے لیکن جمہور سلف و خلف کا موقف اور جمیع مفتیان کا اجماع ہے کہ استنجا میں پانی اور پتھر (دونوں چیزوں کا استعمال) افضل ہے چنانچہ تخفیف نجاست کے لیے اولاً پتھر استعمال کیے جائیں پھر پانی بہایا جائے، پھر استنجا کرنے والا اگر دونوں (پانی اور پتھر) میں سے کسی ایک چیز پر اکتفا کرنا چاہے تو حسب مشاکسی ایک چیز پر اکتفا کر سکتا ہے، خواہ دوسری چیز موجود ہو یا نہ۔ چنانچہ پانی کی موجودگی میں پتھر پر کفایت کرنا جائز ہے اور اس کا عکس بھی درست ہے۔ لیکن اگر (پانی اور پتھروں میں سے) کسی ایک چیز پر اکتفا کرنا ہو تو پانی افضل ہے، کیونکہ پانی موضع نجاست کی حقیقی صفائی کرتا ہے جب کہ پتھر سے کلی طہارت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ ان سے نجاست کی تخفیف ہوتی ہے اور اتنی نجاست میں نماز پڑھنا مباح ہے۔ (نووی: ۱۶۲/۳)

۴۔ نیز مسند بزار کی وہ روایت جس میں اہل قبا کا یہ عمل منقول ہے کہ ہم ڈھیلوں کے بعد پانی استعمال کرتے ہیں، ضعیف ہے۔

۶۷..... بَابُ تَسْمِيَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ لِفَطْرَةٍ.

پانی سے استنجا کرنے کو فطرت کا نام دیا گیا ہے

۸۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، نَا وَكَيْعٌ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ،

(۸۷) صحیح بخاری، کتاب الوضوء: ۱۵۰، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجا بالماء من التبرز: ۲۷۱۔ سنن النسائی:

۴۵۔ مسند احمد: ۳/۱۷۱/۳، ۲۰۳، ۲۵۹، ۲۸۴۔ والدارمی: ۶۷۵۔

پیشاب، پاخانے اور فراغت کے آداب

نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَحَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا - وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ - ، نَا مَصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دس کام فطرت سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، ناک میں پانی ڈالنا، (اور اسے صاف کرنا)، مسواک کرنا، داڑھی بڑھانا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، استنجا کرنا، (یا وضو کے بعد شرم گاہ کو چھیننے مارنا) ناخن تراشنا اور انگلیوں کے جوڑ دھونا۔“ عہدہ اپنی روایت میں کہتے ہیں: ”دسویں کام کا مجھے علم نہیں کہ وہ کیا ہے، مگر یہ کہ کلی کرنا ہو۔“ کتب کی روایت میں ہے۔ ”مصعب نے کہا کہ میں دسواں کام بھول گیا ہوں، ممکن ہے کلی کرنا ہو۔“ کتب فرماتے ہیں: ”انْتِقَاصُ الْمَاءِ“ پانی کا کم ہونا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اپنی شرم گاہ کو پانی سے چھیننے مارے گا تو پیشاب کے قطرے نکلنے بند ہو جائیں گے۔ (امام صاحب فرماتے ہیں): ابن رافع اور سفیان نے دسواں کام ذکر نہیں کیا اور نہ شک کرتے ہوئے دسواں کام بیان کیا ہے۔

عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَالسِّوَاكُ، وَإِعْقَاءُ اللَّحْيَةِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَعَسَلُ الْبَرَاجِمِ. قَالَ عَبْدَةُ فِي حَدِيثِهِ: وَالْعَاشِرَةُ لَا أَدْرِي مَا هِيَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ. وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْعٍ، قَالَ مَصْعَبُ: نَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ. قَالَ وَكَيْعٌ: انْتِقَاصُ الْمَاءِ إِذَا نَضَحَهُ بِالْمَاءِ نَقَصَ. وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ رَافِعِ الْعَاشِرَةَ، وَلَا سُفْيَانُ، وَلَا شَكَّ.

**فوائد:**..... پانی سے استنجا کرنا فطرتی امور میں سے ہے، لہذا یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

۶۸..... بَابُ ذَلِكَ الْيَدِ بِالْأَرْضِ وَعَسَلِيهِمَا بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْأَسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ .

پانی سے استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں کو زمین پر رگڑنا اور پانی سے دھونا

۸۹..... أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، ثَنَا آبَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ..... حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْغَيْضَةَ، فَقَطَّضَى حَاجَتَهُ، ”حضرت ابراہیم جریر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جھاڑی میں داخل ہوئے اور قضائے حاجت کی، تو

(۸۸) صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب عصال الفطرۃ: ۲۶۱ - سنن ترمذی: ۲۷۵۷ - سنن النسائی: ۵۰۴۳ - سنن ابی داؤد:

۵۳ - سنن ابن ماجہ: ۲۹۳ - مسند احمد: ۱۳۷/۶ .

(۸۹) اسنادہ حسن، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب من ذلك يده بالارض بعد الاستنجاء رقم الحديث: ۳۵۹ - النسائی، کتاب

الطہارۃ، باب ذلك اليد بالارض بعد الاستنجاء، رقم: ۵۱ - وابن ماجہ رقم: ۳۵۶ .

فَأَتَاهُ جَرِيرٌ بِأَدَاةٍ مِنْ مَاءٍ فَاسْتَنْجَى بِهَا . حضرت جریر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پانی کا برتن لے کر حاضر  
 قَالَ: وَمَسَحَ يَدَهُ بِالْتَرَابِ . ہوئے، آپ نے پانی سے استنجا کیا، وہ کہتے ہیں: اور آپ نے  
 اپنا ہاتھ مٹی سے ملا۔

## ۶۹..... بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْخُرُوجِ مِنَ الْمُتَوَضَّأِ

بیت الخلاء سے نکلنے پر دعا پڑھنی چاہیے

۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ، نَا  
 إِسْرَائِيلُ عَنْ يُونُسَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
 پاس گیا تو میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: ”رسول اللہ ﷺ  
 إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ، قَالَ: غُفْرَانَكَ . جب بیت الخلاء سے باہر نکلے تو کہتے: ((غُفْرَانَكَ))“ اے  
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسْلَمَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ اللہ! تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔“ (امام صاحب فرماتے ہیں):  
 ”ہمیں محمد بن اسلم نے عبید اللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے  
 بِنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهَذَا مِثْلَهُ . اسرائیل سے اسی طرح روایت بیان کی۔“

اسرائیل سے اسی طرح روایت بیان کی۔“

**فوائد:** .....۱۔ قضاء حاجت سے فراغت کے بعد بیت الخلاء سے نکلنے کے وقت اور صحراء میں بول و براز سے

فارغ ہونے کے بعد ”غُفْرَانَكَ“ کہنا مستحب فعل ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: ۱۰/۱۵۴)

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا قضاء حاجت سے فارغ ہونے کے بعد ”غُفْرَانَكَ“ کہنے کی دو توجیہات ہیں:

(۱)..... آپ ﷺ قضاء حاجت کی حالت کے سوا تمام اوقات ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے، لہذا اس حالت میں محو  
 ذکر نہ ہونے کے سبب آپ استغفار کرتے تھے۔ (۲)..... چونکہ انسان ان انعامات الہیہ کو کھانے پینے انہیں ہضم کرنے  
 اور بدن انسانی کی مصلحت کے لیے غذا کی ترتیب اور اس کے خروج کا مناسب وقت (ان نعمتوں کے) شکر ادا کرنے  
 سے قاصر ہے لہذا آپ ان نعمتوں کے شکر یہ میں کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے استغفار کی طرف لاچار ہوئے۔ (تحفة  
 الاحوذی: ۱/۴۰) اس صحیح حدیث کے سوا بیت الخلاء سے نکلنے کی جتنی ادعیہ روایات میں ملتی ہیں، وہ تمام روایات  
 ضعیف ہیں۔

(۹۰)۔ اسنادہ حسن، صحیح ابی داؤد: ۲۲۔ ارواء الغلیل: ۵۲۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما قبل اذا خرج من الخلاء: ۷۔

سنن ابی داؤد: ۳۰۔ سنن ابن ماجہ: ۳۰۰۔ وابن حبان (الاحسان) رقم: ۱۴۴۱۔ والحاکم: ۱/۱۸۵۔ ووافقه الذہبی.

جَمَاعُ الْأَبْوَابِ ، ذِكْرُ الْمَاءِ الَّذِي لَا يَنْجُسُ  
وَالَّذِي يَنْجُسُ إِذَا خَالَطَتْهُ نَجَاسَةٌ  
اس پانی کے ابواب کے مجموعے کا بیان جو ناپاک نہیں ہوتا  
اور وہ پانی جو نجاست ملنے سے ناپاک ہو جاتا ہے

۷۰..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي نَفْيِ تَنْجِيسِ الْمَاءِ  
بِلَفْظٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ ، بِلَفْظِ عَامٍ مَرَادُهُ خَاصٌّ

اس حدیث کا بیان جو نبی اکرم ﷺ سے پانی کے ناپاک ہونے کی نفی کے بارے میں

مجمل غیر مفسر الفاظ کے ساتھ مروی ہے، اس کے الفاظ عام ہیں اور اس سے مراد خاص ہے

۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدِّمِ الْعَجَلِيُّ ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَيْعِيُّ ،  
قَالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ سَمَّاكِ عَنْ عِكْرَمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ  
يَتَوَضَّأَ ، فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ : يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنِّي قَدْ تَوَضَّأْتُ مِنْ هَذَا . فَنَوَضَّأَ  
النَّبِيُّ ﷺ ، وَقَالَ : الْمَاءُ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ .  
هَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ بْنِ الْمُقَدِّمِ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے  
وضو کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے  
ایک زوجہ محترمہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے  
اس (پانی) سے وضو کیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور  
فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“ یہ احمد بن مقدم کی  
روایت ہے۔

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو کے لیے استعمال شدہ پانی نجس نہیں ہوتا اور اس عمل سے پانی کی طہارت  
زائل نہیں ہوتی۔ لہذا احناف کا موقف کہ پانی استعمال کرنے سے اس کی طہارت کی صلاحیت زائل ہو جاتی ہے، درست  
نہیں۔ نیز شافعی، احمد، حسن بصری، عطاء، نخعی، زہری، کحول اور ابن طاہر رحمہم کا بھی یہی موقف ہے کہ ماء مستعمل طاہر

(۹۱) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داؤد: ۵۹۔ ارواء الغلیل: ۱۴۔ سنن النسائی، کتاب العیاء، باب رقم الحدیث: ۳۲۶۔ مسند  
احمد: ۱/۲۳۵، ۲۸۴، ۳۰۸۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۶۸۔ والترمذی، رقم: ۶۵۔ وابن ماجہ: ۳۷۰۔

و مطہر ہے اور استعمال شدہ پانی میں پاک کرنے اور نجاست زائل کرنے کی صلاحیت ختم نہیں ہوتی۔

(المغنی لابن قدامہ الشرح الكبير: ۱/ ۴۷)

۱۔.....بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الْمُفَسِّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ: وَالْمَاءُ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ، بَعْضَ الْمِيَاهِ لَا كُلَّهَا، وَإِنَّمَا أَرَادَ الْمَاءَ الَّذِي هُوَ قَلْتَانِ فَأَكْثَرُ، لَا دُونَ الْقَلْتَيْنِ مِنْهُ.

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی ﷺ نے اپنے اس فرمان ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی“ سے بعض پانی مراد لیتے ہیں، تمام پانی نہیں۔ آپ کی مراد وہ پانی ہے جو قلتین یا اس سے زیادہ ہو، قلتین (دو منگولوں) سے کم پانی آپ کی مراد نہیں ہے۔

۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمَخْرَمِيُّ وَمُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوفِيُّ وَأَبُو الْأَزْهَرِ حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ.....

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جس پر چوپائے اور درندے (پانی پینے کے لیے) آتے جاتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو منگے ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔“ یہ موثرہ کی روایت ہے۔ موسیٰ بن عبدالرحمان نے اپنی روایت میں ”حدث“ کی بجائے ”عن“ بیان کیا ہے۔ اور ”لم یحتمل الخبث“ کی بجائے ”لم ینجسہ شیء“ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی“ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ (امام صاحب کہتے ہیں) مخرمی نے ہمیں مختصر روایت بیان کی ہے، اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو منگے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“ انہوں نے نبی ﷺ سے پانی اور اس پر آنے جانے والے درندوں اور چوپایوں کے متعلق سوال کا تذکرہ نہیں کیا۔“

أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبْثَ هَذَا حَدِيثُ حَوْثَرَةَ. وَقَالَ مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَيضًا: لَمْ يَنْجِسْهُ شَيْءٌ. وَأَمَّا الْمَخْرَمِيُّ فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ مُخْتَصِرًا، وَقَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبْثَ. وَلَمْ يَذْكُرْ مَسْأَلَةَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ، وَمَا يَنْبُؤُهُ مِنَ السَّبَاعِ وَالذَّوَابِّ.

(۹۲) اسنادہ صحیح، ارواء الغلیل: ۲۳۔ صحیح ابی داؤد: ۵۹، ۵۶۔ سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب منہ احر، رقم الحدیث:

۶۷۔ سنن ابن ماجہ: ۵۱۷۔ سنن الدارمی: ۷۳۲۔ وسنن نسائی: ۵۲۔ والبیہقی فی الکبریٰ، رقم: ۱۱۶۲۔



**فوائد:** ..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ دو منکے سے زائد پانی میں اگر نجاست گر پڑے تو وہ محض نجاست واقع ہونے سے ناپاک نہیں ہوتا، بلکہ اس میں نجاست سمونے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، البتہ اگر دو منکے سے زائد پانی میں اتنی نجاست گرے کہ تینوں اوصاف یعنی رنگ، بو، ذائقہ، میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس ہو جائے گا، نیز دو منکوں سے کم پانی میں محض نجاست واقع ہونے سے وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، شافعیہ، احناف احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور اہل بیت میں سے ہادی موید باللہ ابوطالب اور ناصر کا موقف ہے یہ قلیل (دو منکوں سے کم) پانی مجرد نجاست واقع ہونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ اور گندگی ترک کر دیجئے (المدثر: ۵)

۳۔ نیند سے بیدار ہو کر تین مرتبہ ہاتھ دھونے کی روایت۔ (ابن خزیمہ: ۹۹)

۴۔ وہ روایت جس میں بیان ہے کہ کتابرتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا فرض ہے۔ (ابن خزیمہ: ۹۰)

۵۔ کھڑے پانی میں کوئی پیشاب نہ کرے۔ (ابن خزیمہ: ۹۰)

۶۔ حدیث الباب۔

۷۔ مسند احمد ابو یعلیٰ طبرانی اور مستخرج ابونعیم کی مرفوع روایت کہ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر خواہ تجھے مقتیان کرام کوئی فتویٰ دیں۔

۸۔ نسائی، احمد، ابن حبان، حاکم اور ترمذی میں مروی حدیث کہ شک ترک کر دیجئے حتیٰ کہ شک باقی نہ رہے۔ ان علماء کا موقف ہے کہ مذکورہ بالا احادیث ”الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ“ کی تخصیص کرتی ہیں کہ دو منکے سے زائد پانی میں جب تک اتنی نجاست نہ گرے جو اس کے رنگ، بو اور ذائقہ کو تبدیل کر دے، پانی ناپاک نہیں ہوتا اور دو منکوں سے کم پانی میں محض نجاست گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ (نبیل ولاوطار: ۱/۳۹)

۲۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں: یہ مسئلہ صریح دلیل سے ثابت ہے کہ دو منکوں کی مقدار کے برابر پانی میں نجاست گرنے سے وہ پانی نجس نہیں ہوتا لیکن نجاست واقع ہونے سے اس کے اوصاف تبدیل ہو جائیں تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے خواہ اس کی مقدار کثیر ہی ہو۔ اور دو منکوں سے کم پانی میں مجرد نجاست گرنے سے وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے اوصاف تبدیل نہ ہی ہوں، نیز نجاست واقع ہونے سے جس پانی کے اوصاف تبدیل ہو جائیں وہ نجس ہو جاتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابن منذر بیان کرتے ہیں۔ اہل علم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ قلیل و کثیر پانی میں اتنی نجاست واقع ہو جائے، جو اس کے ذائقے رنگ یا بو کو تبدیل کر دے تو وہ پانی اس حالت میں ہمیشہ نجس رہتا ہے۔ (المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/۵۳)

۳۔ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں: قلتین (دو منکوں) کی تحدید دلیل ہے کہ دو منکوں سے قلیل مقدار میں پانی

(نجاست کرنے سے) نجس ہو جاتا ہے کیونکہ اگر دو منکوں کے برابر پانی اور دو منکوں سے کم پانی کا حکم مساوی ہوتا

تو تجدید چنداں مفید نہ تھی۔ (المغنی مع الشرح الكبير: ۱/ ۵۴)

۷۲..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ اغْتِسَالِ الْجُنُبِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ ﷺ: ((وَالْمَاءُ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ)) لَفْظُ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ. عَلَى مَا بَيَّنْتُهُ قَبْلُ. أَرَادَ الْمَاءَ الَّذِي يَكُونُ قَلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا.

کھڑے پانی میں جنسی کے نہانے کی ممانعت کا بیان، عام الفاظ کے ساتھ جبکہ اس سے مراد خاص ہے۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی“ کے الفاظ عام ہیں جبکہ ان سے مراد خاص ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ آپ کی مراد وہ پانی ہے جو دو منکے یا اس سے زیادہ ہو۔

۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں غسل نہ کرے جبکہ وہ جنسی ہو۔“ اس نے عرض کی: اے ابو ہریرہ! پھر وہ کیسے (غسل) کرے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ (اس میں سے) پانی لے لے (اور باہر بیٹھ کر غسل کرے۔)

### فوائد.....

۱۔ جنسی حالت میں کھڑے پانی میں نہانے کی ممانعت ہے۔ بلکہ جنسی کو چاہیے کہ وہ پانی لے کر پانی کے ایک طرف ہو کر نہائے اس لیے کہ اگر اس کے جسم پر جنابت وغیرہ کی آرائش ہو تو دو منکوں سے کم مقدر میں پانی میں وہ آرائش گرتے ہی پانی نجس ہو جائے گا اور اس پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوگی، لہذا اس کا غسل کرنا بے فائدہ ہوگا۔

۲۔ بچتے ہوئے پانی میں غوطہ لگانا یا اس میں کھڑے ہو کر نہانا جنسی کے لیے جائز ہے۔

(۹۳) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النهی عن الاغتسال فی الماء الراکد: ۲۸۳۔ سنن نسائی: ۲۲۰۔ سنن ابن ماجہ: ۶۰۵۔

وابن حبان، رقم: ۱۲۵۲۔ والبیہقی فی الکبریٰ، رقم: ۱۰۶۳۔

۴۳.....بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي قَدْ بَيَّلَ فِيهِ  
وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّرْبِ مِنْهُ بِذِكْرِ لَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ .

اس کھڑے پانی سے وضو کرنے اور پینے کی ممانعت کا بیان

جس میں پیشاب کیا گیا ہو، اس کا بیان عام الفاظ کے ساتھ ہے جبکہ مراد خاص ہے

۹۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَّاضٍ عَنِ  
الْحَارِثِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي ذِيبَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا  
يُؤَلَّنَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ أَوْ يَشْرَبُ .  
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز  
پیشاب نہ کرے کہ پھر اس سے وضو کرے یا اس سے پیے۔“

فوائد:.....مکرر (۲۶)

۴۴.....بَابُ الْأَمْرِ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ

کتابرتن میں منہ ڈال دے تو اسے دھونے کا حکم ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ بِغَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ تَطْهِيراً لِلْإِنَاءِ ، لَا عَلَى مَا ادَّعَى  
بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِهِ أَمْرٌ تَعْبُدِي وَأَنَّ الْإِنَاءَ طَاهِرٌ ، وَالْوُضُوءَ وَالْإِغْتِسَالَ بِذَلِكَ الْمَاءِ  
جَائِزٌ ، وَشَرَبَ ذَلِكَ الْمَاءِ طَلَقَ مُبَاحٌ .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا کتے کے برتن میں منہ ڈالنے سے اسے دھونے کا حکم برتن کی پاکیزگی  
اور صفائی کے لیے ہے، اس لیے نہیں، جیسا کہ بعض علما نے دعویٰ کیا ہے، کہ برتن کو دھونے کا حکم امر تعبدی ہے اور برتن  
پاک ہے، اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے، اور اس پانی کو پینا مطلقاً جائز ہے!

۹۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ  
حَسَّانٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَدَقَةَ ، وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَشِيرٍ بْنِ مَنْصُورِ  
السُّلَيْمِيُّ ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقَطَيْعِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ قَالَ ، نَا  
هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ وَحَدَّثَنَا جَوَيْلُ بْنُ الْحَسَنِ ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ عَنْ هِشَامِ عَنْ مُحَمَّدِ  
بْنِ سِيرِينَ.....

(۹۴) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داؤد: ۶۳- سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ البول فی الماء الراکد: ۶۸- سنن

النسائی: ۵۷- مسند احمد: ۷۲۱۳- وابن حبان: ۱۲۴۸، ۱۲۵۳- وابن ماجہ: ۳۴۴.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کے برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اسکی پاکیزگی یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔ پہلی بار مٹی سے (صاف کیا جائے) دورقی کی روایت میں ہے ”اولہا بتراب“ اور قطعی کی روایت میں ”اولہا بالتراب“ ہے۔ ”پہلی بار مٹی سے“ (دونوں کا معنی ایک ہے۔)

۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی شخص کے برتن میں جب کتا منہ ڈال کر پی لے تو اس کی پاکیزگی اور صفائی یہ ہے کہ وہ اسے سات مرتبہ دھولے۔“

۹۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا الْهَمَّامُ - يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ مَرْوَانَ - حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب کتا کسی برتن سے پی لے تو اس کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ سات بار دھویا جائے، پہلی مرتبہ مٹی سے (صاف کیا جائے)۔“

۷۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِإِهْرَاقِ الْمَاءِ الَّذِي وَلَّغَ فِيهِ الْكَلْبُ

جس پانی میں کتا منہ ڈال دے اسے بہانے اور برتن کو دھونے کا حکم

وَعُسِلَ الْإِنَاءُ مِنْ وُلُوعِ الْكَلْبِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى نَقْضِ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَاءَ طَاهِرًا وَالْأَمْرُ بِغَسْلِ

(۹۵) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم ولوع الکلب: ۲۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۷۳، ۷۱۔ مسند احمد: ۲/۲۶۰۔  
والترمذی: ۹۱۔ وابن حبان: ۱۲۹۷۔

(۹۶) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم ولوع الکلب: ۲۷۹۔ صحیح البخاری: ۱۷۲۔ سنن ابی داؤد: ۶۵۔ مسند احمد: ۲/۲۴۵، ۶۰۔ وابن حبان: ۱۲۹۴۔ والترمذی: ۳۶۴۔

(۹۷) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، اذا شرب الکلب فی اناء احدکم به فلیغسلہ سبعاً: ۱۷۲۔ صحیح مسلم: ۲۷۹۔ سنن نسائی: ۶۳۔ سنن ابن ماجہ: ۳۵۸۔ مسند احمد: ۲/۲۴۵، ۶۰۔

إِنَاءٍ تَعْبُدُ، إِذْ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَأْمُرَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَرَاقَةِ مَاءٍ طَاهِرٍ غَيْرِ نَجَسٍ .  
اس میں ان علماء کے موقف کے خلاف دلیل ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پانی پاک ہے اور برتن کو دھونا تعبدی امر ہے، کیونکہ یہ نامکن ہے کہ نبی ﷺ پاک، غیر نجس پانی کو بہانے (اور ضائع) کرنے کا حکم دیں۔

۹۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْجَلِيلِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "حَضْرَتُ الْبُؤْرِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا" فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں کتا منہ ڈال کر پی لے تو اسے چاہیے کہ اس (مشروب) کو بہا دے، اور اسے اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے، اور جب تم میں سے کسی (کے جوتے) کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ اس (جوتے) میں نہ چلے حتیٰ کہ اسے مرمت کروالے۔"

### فوائد.....

۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے، اس میں موجود مشروب اور برتن دونوں نجس ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس برتن کو سات مرتبہ دھونے اور مشروب کو گرانا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ مشروب اور برتن نجس ہو چکے ہیں، نیز یہ احادیث اس موقف کی قوی دلیل ہیں کہ دو مشکوں سے کم پانی میں محض نجاست گرنے سے وہ پانی نجس ہو جاتا ہے۔

۲۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اس ناپاک برتن کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے، شافعی، احمد اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے لیکن ابوحنیفہ کہتے ہیں: ایسے برتن کو تین بار دھونا کافی ہے۔ نووی بیان کرتے ہیں: مٹی سے دھونے کا مقصد یہ ہے کہ پانی میں مٹی ملائی جائے کہ وہ گدلا ہو جائے اور پانی میں مٹی ڈالنے۔ مٹی پر پانی ڈالنے یا کسی جگہ سے گدلا پانی لے کر برتن دھونے میں کوئی فرق نہیں (برتن کی طہارت کے لیے یہ تمام صورتیں درست ہیں) لیکن نجاست کی جگہ پر محض مٹی ملنا کافی نہیں۔ نیز اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ قلیل پانی میں محض نجاست گرنے سے وہ پانی نجس ہو جاتا ہے، خواہ اس کا کوئی وصف تبدیل نہ ہی ہو۔ کیونکہ کتے کا برتن میں منہ ڈالنے سے غالباً پانی کا کوئی وصف تبدیل نہیں ہوتا۔ (عون المعبود: ۱/۸۴)

(۹۸) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم ولوع الکلب: ۹۔ سنن النسائی: ۶۶۔ مسند احمد: ۲/۲۵۳، ۴۴۳، ۴۷۷، ۴۸۰۔  
من طریق الأعمش، ومصنف عبدالرزاق ۲۰۲۱۶۔ وابن شیبہ: ۲/۲۲۸۔

۷۶..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ غَمْسِ الْمُسْتَيْقِظِ مِنَ النَّوْمِ يَدُهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا.

نیند سے بیدار ہونے والے شخص کا، اپنا ہاتھ دھوئے بغیر اسے برتن میں ڈالنے کی ممانعت

۹۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے (کسی حصے کو لگتا رہا ہے) یہ عبد الجبار کی حدیث ہے۔ انہوں نے اپنی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا نام صراحت سے لینے کی بجائے ”روایت“ کے لفظ استعمال کیے ہیں۔ (اس کا مطلب ہے کہ یہ روایت مرفوعاً بیان کی گئی ہے۔)

۷۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ:

فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيَّنَ بَاتَتْ يَدُهُ مِنْهُ ، أَيُّ أَنَّهُ لَا يَدْرِي أَيَّنَ آتَتْ يَدُهُ مِنْ جَسَدِهِ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات

کہاں گزاری ہے“ سے آپ کی مراد یہ ہے کہ اسے علم نہیں ہے کہ اس کا ہاتھ اس کے جسم پر کہاں لگا ہے

۱۰۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَبْرٍ غَرِيبٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَفِيقٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(۹۹) صحیح البخاری کتاب الوضوء، باب الاستحجار وترا: ۱۵۷۔ صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ، باب کراہۃ غمس المتوضیء وغیرہ یدہ المشکوک فی نعاستھا..... ۲۷۸۔ سنن ترمذی: ۲۴۔ سنن نسائی: ۱۔ والبیہقی فی الکبریٰ رقم: ۲۰۳۔ من طریق ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ، وأحمد: ۲/۳۹۵، ۵۰۷۔ وابن ابی شیبۃ: ۱/۹۸۔ وفی ۲۰۳/۱۴۔ من طریق سیرین عن ابی ہریرۃ بہ.

(۱۰۰) صحیح البخاری کتاب الوضوء: ۱۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب کراہۃ اغمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی: ۲۷۸۔ سنن ترمذی: ۲۴۔ سنن نسائی: ۱۔ سنن ابی داؤد: ۹۴۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۷۔ مسند احمد: ۲/۴۵۵۔ موطا امام مالک: ۳۳۔ سنن الدارمی: ۷۵۹۔ وابن حبان: ۱۰۶۴، ۱۰۶۵۔ من طریق خالد الحدداء عن عبد اللہ بن شفیق.

إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمَسُ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ أَوْ فِي وُضُوئِهِ ، حَتَّى يَغْسِلَهَا ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي آيْنَ آتَتْ يَدَهُ مِنْهُ .

نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ دھوئے بغیر اپنے وضو کے برتن کے پانی میں نہ ڈالے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ اس کے جسم کے کسی حصے کو لگا ہے۔“

**فوائد:**..... شافعی دیگر کا قول ہے، اہل حجاز پتھروں سے استنجا کرتے تھے اور ان کے علاقے گرم تھے، چنانچہ جب وہ سوتے تو ان کے جسم پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے۔ اس وجہ سے یہ اندیشہ لاحق رہتا کہ سونے والے کا ہاتھ نجاست کی جگہ، پھوڑے پھنسی یا کسی گندگی کو لگ سکتا ہے۔ (لہذا انہیں نیند سے بیداری کے بعد تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا) نیز اس حدیث سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱)..... قلیل پانی میں نجاست پڑنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے خواہ قلیل نجاست ہی ہو، جو پانی کے اوصاف ثلاثہ کو تبدیل نہ کرے، تب بھی یہ نجاست قلیل پانی کو ناپاک کر دیتی ہے۔ کیونکہ ہاتھ سے چپکی نجاست نظر نہ آنے کی وجہ سے انتہائی قلیل ہوتی ہے اور اہل حجاز کی عادت تھی کہ وہ چھوٹے برتن استعمال کرتے تھے جن کی مقدار دو منکلوں سے کم ہوتی تھی۔

(۲)..... نجاست پر پانی کا ورود اور پانی میں نجاست کے واقع ہونے میں فرق ہے۔ چنانچہ پانی میں نجاست واقع ہو تو وہ پانی کو نجس کر دیتی ہے اور نجاست پر پانی واقع ہو تو وہ اس نجاست کو زائل کر دیتا ہے۔

(۳)..... نجاست کو سات مرتبہ دھونا عام نہیں، بلکہ یہ شرعی حکم کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کے ساتھ خاص ہے۔

(۴)..... پتھروں اور ڈھیلوں سے موضع نجاست کی یقینی طہارت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جگہ نجس ہی رہتی ہے، البتہ نماز کی ادائیگی کے لیے اس نجاست سے درگزر کیا گیا ہے۔

(۵)..... نجاست کو تین مرتبہ دھونا مستحب ہے کیونکہ جب غیر یقینی نجاست کو تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے تو حقیقی نجاست پر یہ حکم بالادلی لاگو ہوتا ہے۔ (نووی: ۱۷۸/۳)

(۶)..... بیدار ہونے کے بعد تین مرتبہ دھونے سے قبل برتن میں ہاتھ ڈالنا ممنوع ہے اور اس پر اجماع منقول ہے، لیکن جمہور علماء کا موقف ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں چنانچہ اگر کوئی شخص مخالفت کرتا ہو پانی میں ہاتھ ڈبو دے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا اور نہ وہ شخص گناہ گار ہوگا۔ (نووی: ۱۷۹/۳)

۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ إِذَا خَالَطَهُ قُرْتُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ لَمْ يَنْجَسْ .

اس بات کا بیان کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا گو براگر پانی میں مل جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں

۱۰۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو

بُنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ أَبِي عُثْبَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ.....

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے عرض کی گئی: ہمیں تنگی کے وقت کے متعلق بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا: ہم شدید گرمی میں تیوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا تو ہمیں پیاس لگی (جبکہ پانی موجود نہ تھا) یہاں تک کہ ہم خیال کرنے لگے کہ عنقریب ہماری گردنیں کٹ جائیں گی (یعنی پیاس سے موت آ جائے گی) حتیٰ کہ ایک شخص پانی کی تلاش میں جاتا، وہ (جلدی) واپس نہ آتا خیال کیا جاتا کہ اس کی گردن کٹ گئی ہے۔ (پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ) ایک شخص اپنے اونٹ کو ذبح کرتا، اس کی لید نچوڑتا اور (پانی) پی لیتا اور جو باقی بچتا اسے اپنے پیٹ پر ڈال لیتا۔ (یہ حالات دیکھ کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر و بھلائی کی دعا کا عادی بنایا ہے (یعنی آپ بکثرت بھلائی کی دعا فرماتے ہیں) تو ہمارے لیے دعا فرمائیں (کہ اللہ تعالیٰ اس تنگی سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے پوچھا: کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟) کہ میں تمہارے لیے دعا کروں (انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے دعا کے لیے) ہاتھ بلند کیے۔ ابھی آپ نے دعا ختم کر کے) ہاتھ لوٹائے نہیں تھے کہ آسمان پر بادل اُڑے، اندھیرا چھا گیا اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ صحابہ کرام نے تمام برتن بھر لیے، پھر ہم نے (پڑاؤ والی جگہ سے) نکل کر دیکھا تو مسکے کے باہر بارش نہیں برسی تھی۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ . فَقَالَ عُمَرُ: خَرَجْنَا إِلَى تَبُوكَ فِي قَيْظٍ شَدِيدٍ ، فَسَزَلْنَا مِنْزِلًا أَصَابَنَا فِيهِ عَطَشٌ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا سَتَنْقَطِعُ حَتَّى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لِيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَا يَرِجِعُ حَتَّى يُظَنَّ أَنَّ رِقَبَتَهُ سَتَنْقَطِعُ . حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيرَهُ ، فَيُعَصِرُ قَرْنَهُ فَيَشْرِبُهُ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلَى كَبِدِهِ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ عَوَدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا ، فَادْعُ لَنَا . فَقَالَ: أَتَجِبُ ذَلِكَ ؟ قَالَ: نَعَمْ . فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَرِجِعْهُمَا حَتَّى قَالَتْ السَّمَاءُ ، فَاطْلَمَتِ ثُمَّ سَكَبَتْ . فَمَلَأُوا مَا مَعَهُمْ . ثُمَّ ذَهَبْنَا نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَارَتْ الْعَسْكَرُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَلَوْ كَانَ مَاءَ الْقَرْنِ إِذَا عُصِرَ نَجَسًا ، لَمْ يُجْزِ لِلْمَرْءِ أَنْ يَجْعَلَهُ عَلَى كَبِدِهِ فَيَنْجِسَ بَعْضَ بَدَنِهِ ، وَهُوَ غَيْرُ وَاجِدٍ لِمَاءٍ طَاهِرٍ يَغْتَسِلُ مَوْضِعَ النَّجَسِ مِنْهُ ، فَأَمَّا شَرْبُ الْمَاءِ النَّجَسِ عِنْدَ خَوْفِ التَّلْفِ إِنْ لَمْ يُشْرَبْ ذَلِكَ الْمَاءَ فَجَائِزٌ إِحْيَاءُ النَّفْسِ بِشَرْبِ مَاءِ نَجَسٍ ، إِذِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ

(۱۰۱) اسنادہ ضعیف، صحیح ابن حبان، رقم: ۱۳۸۳۔ والحاکم: ۲۶۳/۱۔ رقم: ۵۸۲۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۱۹۴۲۵۔

والطبرانی فی الأوسط: ۳۲۳/۳۔



ہیں: ”اگر لید کا نچوڑا ہو پانی ناپاک ہوتا تو کسی آدمی کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ اسے پیٹ پر ڈالتا، کیونکہ اس طرح تو اس کے بدن کا کچھ حصہ ناپاک ہو جاتا۔ اور اس کے پاس پاک پانی بھی نہیں ہے کہ اس سے ناپاک حصہ دھو لے۔ البتہ نجس پانی نہ پینے کی صورت میں جان تلفی کا خطرہ ہو تو زندہ رہنے کے لیے ناپاک پانی پینا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے، مردار (کا گوشت) خون اور خنزیر کا گوشت کھائے بغیر جان تلفی کا خطرہ ہو تو ان چیزوں کو مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لیے کھانا جائز رکھا ہے۔ حالانکہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت ناپاک ہے اور ان سے مستغنی شخص کے لیے حرام ہیں۔ مضطر شخص کے لیے جان بچانے کے لیے انہیں کھانا جائز ہے۔ اسی طرح موت کے خطرے کے وقت مضطر (مجبور) شخص کے لیے ناپاک پانی پینا بھی جائز ہے۔ تاکہ اسے پی کر اپنی جان بچا سکے لیکن ناپاک پانی اپنے جسم کے کسی حصے پر لگانا جبکہ اسے یقینی علم ہو کہ اگر وہ اسے اپنے بدن پر نہ ڈالے تو اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں اور نہ اس پانی کو جسم کے کسی حصے پر لگانے سے اس کی زندگی کی بقا کا تعلق ہے، اور نہ اس کے پاس پاک پانی ہو کہ وہ اس سے بدن کے ناپاک ہونے والے حصے کو دھو لے، تو اس حالت میں ایسے پانی کا استعمال ناجائز ہے اور نہ یہ کام کرنے کی کسی شخص کے لیے کوئی مہنجائش ہے۔“

۷۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الوُضُوءِ بِسُورِ الْهَرَّةِ

بلی کے جوٹھے سے وضو کرنے کی رخصت ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ حَرَاطِيمَ مَا يَأْكُلُ الْمَيْتَةَ مِنَ السَّبَاعِ وَمِمَّا لَا يَجُوزُ أَكْلُ لَحْمِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَالطُّيُورِ إِذَا الْمَاءُ الَّذِي دُونَ الْقُلْتَيْنِ وَلَا نَجَاسَةٌ مَرِيَّةٌ بِحَرَاطِيمِهَا وَمَنَاقِيرِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَا يَنْجَسُ

الْمَاءَ ، إِذِ الْعِلْمُ مُحِيطٌ أَنَّ الْهَرَّةَ تَأْكُلُ الْفَأْرَ ، وَقَدْ أَبَاحَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَضُوءَ بِفَضْلِ سُورِهَا ، فَذَلَّتْ سُنَّتُهُ عَلَى أَنَّ خُرْطُومَ مَا يَأْكُلُ الْمَيْتَةَ إِذَا مَا مَسَّ الْمَاءَ الَّذِي دُونَ الْقَلْتَيْنِ لَمْ يَنْجَسْ ذَلِكَ ، وَخَلَا الْكَلْبُ الَّذِي قَدْ حَضَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْأَمْرِ بِغَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِهِ سَبْعًا ، وَخَلَا الْخِزْيِرِ الَّذِي هُوَ أَنْجَسُ مِنَ الْكَلْبِ أَوْ مِثْلُهُ .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ مردار کھانے والے درندوں کی سوئیوں اور وہ چوپائے اور پرندے جن کا گوشت کھانا حرام ہے، جب یہ اس پانی کو چھولیں، (اس سے پی لیں) جو دو منگلوں سے کم ہو اور ان کی سوئیوں اور چوٹیوں پر نجاست نظر نہ آئے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ بلی چوہے کھاتی ہے مگر نبی ﷺ نے اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا جائز رکھا ہے، لہذا آپ کی سنت اس بات کی دلیل ہے کہ مردار کھانے والے جانوروں کی سوئیوں جب دو منگلوں سے کم پانی کو چھولیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا، سوائے کتے کے، کہ جس کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے، اور خنزیر کے سوا، جو کتے سے بھی زیادہ یا اس جیسا ناپاک ہے۔

۱۰۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرِ الرَّازِيِّ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَسَافِعِ بْنِ شَيْبَةَ الْحُجْبِيُّ ، قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورَ بْنَ صَفِيَةَ بِنْتَ شَيْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ ، هِيَ كَبْعُضِ أَهْلِ الْبَيْتِ - يَعْنِي الْهَرَّةَ .

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”بے شک وہ ناپاک نہیں ہے، وہ تو کچھ گھروالوں (غلاموں، لونڈیوں) کی طرح ہے، یعنی بلی۔“ امام ذہبی میزان میں فرماتے ہیں کہ سلیمان بن مسافع مجہول ہے۔

۱۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا إِبرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ حَدَّثَنِي ، أَبِي.....

عَنْ عِكْرَمَةَ ، قَالَ: كَانَ أَبُو قَتَادَةَ يَتَوَضَّأُ مِنَ الْإِنَاءِ وَالْهَرَّةُ تَشْرَبُ مِنْهُ . وَقَالَ عِكْرَمَةُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

”حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ برتن سے وضو کیا کرتے تھے جبکہ بلی اس سے پی رہی ہوتی تھی۔“ حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ

(۱۰۲) اسنادہ صحیح، صحیح ابی داؤد: ۶۸، ۶۹۔ ارواء الغلیل: ۱۷۳۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی سور الہرۃ، رقم الحدیث: ۹۲۔ سنن السنائی: ۶۷۔ سنن ابی داؤد: ۷۵۔ سنن ابن ماجہ: ۳۶۷۔ مسند احمد: ۲۱۴۹۰۔ موطا امام مالک: ۳۸۔ سنن الدارمی: ۷۲۹۔

(۱۰۳) (اسنادہ ضعیف) الضعیفہ: ۱۲، ۱۵۔ ضعیف ابن ماجہ: ۳۶۹/۸۲۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، بسور الہرۃ والرخصۃ فہ: ۳۶۸۔

پاک اور ناپاک پانی کا بیان

﴿الْهَرَّةُ مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: بلی گھر کے متاع سے ہے۔“

۱۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ - عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدٍ.....

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو حضرت کعبہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کے لیے وضو کا پانی (برتن میں) ڈالا، (اسی دوران) ایک بلی آئی اور اس میں سے پینے لگی، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن جھکا دیا حتیٰ کہ اس نے (سیر ہو کر پانی) پی لیا۔ حضرت کعبہ کہتی ہیں: انہوں نے مجھے اپنی طرف (توجہ بھری نظروں سے) دیکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: میری بھتیجی! کیا تم (اس منظر پر) توجہ کرتی ہو؟ وہ کہتی ہیں، میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک وہ نجس نہیں ہے۔ وہ تو تم پر چکر لگانے والے (غلاموں) یا چکر لگانے والیوں (لوٹدیوں) میں سے ہے۔“

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ بلی اور بلی کا جھوٹا پاک ہے اور بلی کسی برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کا طعام و مشروب ناپاک نہیں ہوتا، اسے استعمال میں لانا درست ہے، امام ترمذی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ و تابعین اور شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی موقف ہے کہ بلی کا جھوٹا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی ان ائمہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے۔ نیز مالک مع اہل مدینہ، لیث و اہل مصر، اوزاعی اور اہل شام، ثوری اور ان کے ہم مسلک اہل عراق، شافعی اور ان کے موافقین، احمد، اسحاق، ابو ثور، ابو عبیدہ، علقمہ، ابراہیم نخعی، عطاء بن یسار اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ زاہدی نے ”سوغت خرقہ والی“ کی شرح میں اور طحاوی نے تعلق المسجد میں امام محمد سے بھی یہ قول نقل

(۱۰۴) اسنادہ صحیح، ابی داؤد: ۶۸، ۶۹۔ ارواہ الغلیل: ۱۷۳۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی سور الہرۃ: ۹۲۔ سنن نسائی: ۶۷۔ سنن ابی داؤد: ۷۵۔ سنن ابن ماجہ: ۳۶۷۔ مسند احمد: ۳۰۹، ۲۹۶/۵۔ موطا امام مالک: ۳۸۔ سنن الدارمی: ۷۲۹۔

کیا ہے۔ لیکن احناف کا موقف ہے کہ بلی کا جھوٹا مع کراہت پاک ہے اول الذکر علماء نے احادیث الباب سے استدلال کیا ہے اور ان کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/ ۲۲۶)

۸۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ سُقُوطَ الدُّبَابِ فِي الْمَاءِ لَا يُنَجِّسُهُ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ مکھی کا پانی میں گرنا اسے ناپاک نہیں کرتا

وَفِيهِ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ لَنَا جَسَاةً فِي الْأَحْيَاءِ ، وَإِنْ كَانَ لَا يَجُوزُ أَكْلُ لَحْمِهِ ، إِلَّا مَا خَصَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ الْكَلْبُ وَكُلُّ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ الْكَلْبِ مِنَ السَّبَاعِ . إِذِ الدُّبَابُ لَا يُؤْكَلُ ، وَهُوَ مِنَ الْخَبَائِثِ الَّتِي أَعْلَمَ اللَّهُ نَبِيَّهُ الْمُصْطَفَى يُحَرِّمُهَا ، فِي قَوْلِهِ: ﴿ وَيُحَلِّ لَّهُمُ الطَّيِّبَ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ ﴾ وَقَدْ أَعْلَمَ ﷺ أَنَّ سُقُوطَ الدُّبَابِ فِي الْإِنَاءِ لَا يُنَجِّسُ مَا فِي الْإِنَاءِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ لِأَمْرِهِ بِغَمْسِ الدُّبَابِ فِي الْإِنَاءِ ، إِذَا سَقَطَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ أَقْلَ مِنْ قُلْتَيْنِ .

اور اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ زندہ چیزوں میں پلیدی نہیں ہوتی، اگرچہ وہ ایسا جانور ہو جس کا گوشت کھانا جائز نہ ہو۔ سوائے اس جانور کے جسے نبی اکرم ﷺ نے خاص کر دیا ہے جیسے کتا اور ہردہ درندہ جس پر کتے کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیونکہ مکھی کھائی نہیں جاتی اور وہ ان ناپاک چیزوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس کا نبی مصطفیٰ ﷺ نہیں حرام قرار دے گا، اپنے اس فرمان میں ﴿ وَيُحَلِّ لَّهُمُ الطَّيِّبَ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷) ”وہ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں“ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ برتن میں مکھی گرنے سے اس میں موجود کھانا اور مشروب ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ نے مکھی کو برتن میں ڈبونے کا حکم دیا ہے جب وہ برتن میں گر جائے، اگرچہ پانی دو ٹکلوں سے کم ہو۔“

۱۰۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَانِيُّ ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ مکھی کو پوری طرح برتن میں ڈوائے، پھر اسے باہر نکال لے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے پر میں شفا۔ اور وہ اس پر سے اپنا بچاؤ کرتی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَإِنْ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَنْتَزِعْهُ .

(۱۰۵) صحیح البخاری، کتاب بدھ الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه: ۵۷۸۲، ۳۳۲۰۔ سنن ابی داود:

۳۳۴۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۴۹۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۲۹، ۲۴۶، ۴۴۳۔ سنن الدارمی: ۱۹۵۱۔

ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔“

- فوائد:**..... ۱۔ جن پتنگوں اور حشرات الارض کا موت سے خون نہیں بہتا، اگر وہ پانی کسی کھانے یا مشروب میں گر پڑیں تو وہ چیز نجس نہیں ہوتی، بلکہ ایسے جانوروں کو نکال کر پانی اور مشروب وغیرہ کو زیر استعمال لانا جائز ہے۔
- ۲۔ دفع ضرر کے لیے مکھی مارنا مباح ہے کیونکہ گرم کھانے یا مشروب میں ڈوبنے سے لامحالہ اس کی موت واقع ہوگی، لہذا یہ عمل ناجائز نہیں ہے۔
- ۳۔ مکھی کے دوسرے پر کو ڈوبنے کے حکم کی حکمت یہ ہے کہ مشروب وغیرہ میں ڈوبا ہوا پتہ مہلک اور ضرر رساں ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے لہذا شفا والے پر کو ڈوبنے سے زہریلے پر کا مہلک مادہ زائل ہو جائے گا اور وہ مشروب وغیرہ بے ضرر ہو جائے گا۔

### ۸۱..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ

استعمال شدہ پانی سے وضو کرنا جائز ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ إِذَا غَسِلَ بِهِ بَعْضُ أَعْضَاءِ الْبَدَنِ أَوْ جَمِيعُهُ لَمْ يَنْجَسِ الْمَاءَ ، وَكَانَ الْمَاءُ طَاهِرًا أَلَا نَجَاسَةً عَلَيْهِ

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب پانی سے جسم کے بعض اعضا یا پورا جسم دھویا جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اور پانی پاک ہے اس پر کوئی نجاست نہیں ہے۔

۱۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سَفِيَانُ.....

”محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ کو فرماتے ہوئے سنا: ”(ایک دفعہ) میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر ؓ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ نے مجھے بے ہوشی کی حالت میں پایا تو وضو کیا اور (باقی ماندہ) پانی مجھ پر ڈالا۔ (اس سے) مجھے کچھ آفاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال میں کیسے تصرف کروں، اپنے مال کو

قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْوِذُنِي وَأَبُو بَكْرٍ مَاشِيَيْنِ ، فَوَجَدَنِي قَدْ اغْمَى عَلَيَّ ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّهُ عَلَيَّ فَأَفْقَتُ . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي ، كَيْفَ أَمْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ

(۱۰۶) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب النبی وضوہ علی المغمی علیہ: ورقم: ۵۶۵۱، ۱۹۴۔ صحیح مسلم:

۱۱۱۶۔ سنن ترمذی: ۲۰۲۲۔ سنن نسائی: ۱۳۸۔ سنن ابی داؤد: ۲۸۸۶۔ سنن ابن ماجہ: ۲۷۱۸۔ مسند احمد: ۳۰۷/۳۔

من طریق سفیان بن عیینہ عن محمد بن المنکدر عن جابر.

حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ ﴿۱﴾ إِنَّ أَمْرًا أَهْلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَكَذَلِكَ أَخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ﴿۲﴾ الْآيَةُ ، وَقَالَ مَرَّةً: حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ .

کیسے تقسیم کروں؟ آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آیت میراث نازل ہوگئی ﴿۱﴾ ان امرؤا هلك... ﴿۲﴾ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ اس کا ہے۔“ ایک بار انہوں نے یہ کہا کہ ”حتیٰ کہ آیت کلامہ نازل ہوئی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں مریض کی تیمارداری کی فضیلت اور عیادت کے لیے چل کر جانے کے استحباب کا

بیان ہے۔

۲۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی برکت کے آثار کے ظاہر ہونے کا بیان ہے۔

۳۔ اس حدیث سے شافعیہ وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے مستعمل پانی طاہر ہے اور اس بارے ابو یوسف اور ابو حنیفہ کا موقف کہ مستعمل پانی نجس ہے، مسترد ہے۔ (نوی: ۱۱/۵۴)

۸۲..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْمُتَوَضِّئِ .

وضو کرنے والے کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے

۱۰۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ ، نَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزِيِّ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: (ایک دفعہ) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کیا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ نے فرمایا: ”کیا لوگوں کے پاس پانی نہیں ہے؟“ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک شخص برتن میں بچا ہوا پانی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ کہتے ہیں: تو اس نے وہ پانی ایک پیالے میں ڈال دیا اور رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ کہتے ہیں: پھر لوگ باقی ماندہ پانی لینے کے لیے آگئے تو اس نے کہا: اس سے مسح کر لو، رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک پیالے میں پانی کے وسط میں رکھا۔ پھر فرمایا: ”مکمل

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَا فِي الْقَوْمِ طَهُورٌ؟ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ بِفَضْلِ مَاءٍ فِي إِدَاوَةٍ . قَالَ فَصَبَّهُ فِي قَدْحٍ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . قَالَ ثُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اتَّوَابَقِيَةَ الطُّهُورِ . فَقَالَ تَمَسَّحُوا بِهِ ، فَسَمِعَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . فَقَالَ: عَلَى رِسْلِكُمْ ، فَضْرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ فِي الْقَدْحِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ ،

(۱۰۷) استنادہ صحیح، سنن الدارمی، کتاب المقدمة، باب ما اکرم الله النبی من تفحیر الماء من بین اصابعه: ۲۶۔ مسند احمد:

۲۹۲، ۳۵۸/۳۔ وابن شیبہ: ۳۱۶/۶۔

وضو کرو۔“ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جو میری بصارت لے گئی، راوی کہتے ہیں: ان کی بصارت ختم ہو چکی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اِلبتا ہوا دیکھا، آپ نے اپنا دست مبارک (اس وقت تک) نہ اٹھایا جب تک کہ سب لوگوں نے وضو نہ کر لیا۔“ عبیدہ کہتے ہیں: اسود نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا: ”ہم دوسویا اس سے زیادہ لوگ تھے۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا ذکر ہے۔ نبی کا معجزہ برحق ہے لیکن اس کا ظہور اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔

۸۳..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ .

عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے

۱۰۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، قَالَ أَكْبَرُ عِلْمِي وَالَّذِي يَخْطُرُ عَلَيَّ بِالْيَأَى ، أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ .....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا کرتے تھے۔“

۸۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ بِفَضْلِ غَسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ .

عورت کے غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے

۱۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ - وَهُوَ الزُّبَيْرِيُّ - ثَنَا سُفْيَانُ ، وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرَمَةَ.....

(۱۰۸) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة، رقم: ۳۲۳۔ واحمد: ۳۶۶/۱۔ والدار قطنی: ۵۳/۱۔ والبیہقی: ۸۵۷۔ والبطرانی فی الکبیر: ۴۲۶/۲۳۔ من طریق ابن حریج وفيه كان يفتسل.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ محترمہ نے غسل جنابت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کیا۔“ یہ کعب کی حدیث ہے۔ احمد بن منیع کی روایت میں ہے: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا۔“ ابو موسیٰ اور عتبہ بن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (اور) ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے لگے تو انہوں نے عرض کی: (اللہ کے رسول! یہ پانی تو میرے غسل جنابت سے بچا ہوا ہے) تو آپ نے فرمایا: ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“

#### ۸۵..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ سُورَ الحَائِضِ لَيْسَ بِنَجَسٍ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ حائضہ عورت کا جوٹھانا پاک نہیں ہے

وَبِإِحَاةِ النُّوْضُوءِ وَالغُسْلِ بِهِ ، إِذْ هُوَ طَاهِرٌ غَيْرٌ نَجَسٍ . إِذْ لَوْ كَانَ سُورُ حَائِضٍ نَجَسًا لَمَا شَرِبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَاءً نَجَسًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ إِلَى شُرْبِهِ .

اور اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے کیونکہ وہ پاک ہے، ناپاک نہیں ہے، کیونکہ اگر حائضہ عورت کا جوٹھانا پاک ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناپاک پانی نہ پیتے جبکہ آپ اسے پینے کے لیے مجبور بھی نہ تھے۔

۱۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِلْدَامٍ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (مشروب کا) برتن لایا جاتا تو میں (اس سے) پینے کی ابتدا کرتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ پھر آپ برتن

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُؤْتِي بِالْإِنَاءِ ، فَأَبْدَأُ فَأَشْرِبُ وَأَنَا حَائِضٌ ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْإِنَاءَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ

(۱۰۹) (اسنادہ صحیح) صحیح ابن ماجہ: ۳۷۰۔ صحیح سنن ترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی الرخصة فی ذلك: ۶۵۔ سنن النسائی، کتاب المیاء، باب رقم: ۳۲۶۔ سنن ابی داؤد: ۶۸۔ مسند احمد: ۱/۲۳۵، ۳۰۸، ۲۸۴۔ سنن الدارمی: ۳۴۔

(۱۱۰) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها وترجله وطهارة مؤرها: ۴۵۳۔ سنن النسائی: ۲۷۷۔ رقم: ۲۸۰۔ سنن ابی داؤد: ۲۵۹۔ سنن ابن ماجہ: ۶۴۳۔ مسند احمد: ۶/۶۷، ۶۶، ۳۰۰، ۱۹۲، ۲۱۰۔ وابن حبان: ۱۲۹۳، ۱۳۶۱۔



پاک اور ناپاک پانی کا بیان

فِي ، وَ اخْذُ العِرْقِ فَاَعْضُهُ ، ثُمَّ يَصْعُقُ فَاهُ  
 عَلَى مَوْضِعِ فِي . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو  
 بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَ كَيْعٌ عَنِ  
 مَسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ  
 بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

پکڑتے اور اپنا منہ اس جگہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا (اور  
 مشروب نوش کرتے) اور میں (کھانا کھاتے وقت) ہڈی  
 پکڑتی اور اس سے (گوشت) نوجتی۔ پھر (رسول  
 اللہ ﷺ وہ ہڈی لے لیتے اور) اپنا منہ اسی جگہ رکھتے جہاں  
 میں نے منہ رکھا تھا۔ (اور کھایا تھا) امام صاحب فرماتے  
 ہیں: ہمیں سلم بن جنادہ نے بھی اسی سند سے ایسی ہی روایت  
 بیان کی ہے۔

**فوائد:**..... حائضہ عورت کا جھوٹا پاک ہے، نیز حائضہ عورت سے میل جول رکھنا اور اس کا جھوٹا کھانا پینا جائز

ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت و قباحت نہیں ہے۔

۸۶..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ ، إِذْ مَاؤُهُ طَهُورٌ ، مِيتَةٌ حِلٌّ

سمندر کے پانی سے غسل اور وضو کرنے کی رخصت ہے کیونکہ اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے۔  
 ضِدُّ قَوْلٍ مَنْ كَرِهَ الْوُضُوءَ وَالْغُسْلَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ ، وَ زَعَمَ أَنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا ، وَ تَحْتَ النَّارِ  
 بَحْرًا حَتَّى عَدَّ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ ، سَبْعَةَ نِيزَانٍ . وَ كَرِهَ الْوُضُوءَ مِنْ مَائِهِ لِهَذِهِ الْعِلَّةِ زَعَمُ .

اس شخص کے قول کے برعکس جو سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنے کو مکروہ سمجھتا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ سمندر کے نیچے  
 آگ ہے، اور آگ کے نیچے سمندر ہے، اس طرح سات سمندر اور سات آگ ہیں۔ اس مزعومہ علت کی وجہ سے وہ  
 سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنا مکروہ سمجھتا ہے۔

۱۱۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
 وَهَبٍ ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ ، قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ - مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ -  
 أَنَّ الْمُخَيْرَةَ بْنَ أَبِي بَرْدَةَ - وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ .....

أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا تَرَكَبُ  
 الْبَحْرَ ، وَنَحْمِلُ الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ ، فَإِنْ

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے  
 رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کی:  
 اے اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ

(۱۱۱) (اسنادہ صحیح) صحیح ابوداؤد: ۷۶۔ الصحیحہ: ۴۸۰۔ ارواہ الغلیل: ۹۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی  
 ماء البحر انه طہور: ۶۹۔ سنن النسائی: ۵۹۔ سنن ابی داؤد: ۷۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۶، ۳۲۶۔ مسند احمد: ۱۳۷/۲۔ موطا  
 امام مالک: ۴۰۔

تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں گے، تو کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر لیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک ہے، اس کا مردار حلال ہے۔“ یہ یونس کی حدیث ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں: یحییٰ بن حکیم نے اپنی روایت میں ”حدیث“ کی بجائے ”عسن“ صفوان بن سلیم بیان کیا ہے۔ انہوں نے سعید بن سلمہ کے نام کے ساتھ ”من ال ان الازرق“ اور مغیرہ کے نام کے ساتھ ”من بنی عبدالدار“ نہیں کیا (یعنی ان کے قبیلوں کا نام نہیں لیا)۔ نیز ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ: ”ہم مدتوں سمندری سفر میں رہتے ہیں۔“

۱۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ مُقْسِمٍ، - قَالَ أَحْمَدُ: يَعْنِي عُبَيْدَ اللَّهِ.....  
 ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے  
 سمندر کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

- ۱۔ سمندر کا پانی طاہر و مطہر ہے۔
- ۲۔ تمام سمندری حیوانات جن کی زندگی کا مدار پانی پر ہے، حلال ہیں۔ مالک، شافعی اور احمد رحمہم کا یہی موقف ہے کہ تمام سمندری مردار حلال ہیں لیکن ابو حنیفہ رحمہم کے نزدیک مچھلی کے سوا تمام سمندری مردار حرام ہیں۔
- ۳۔ مفتی سے جب کسی مسئلہ کے بارے سوال کیا جائے اور مفتی سمجھے کہ سائل کو اس سوال کے ساتھ مسئلہ کی مزید وضاحت کی حاجت ہے تو اسے اضافی مسئلہ سے روشناس کرانا مستحب عمل ہے، کیونکہ جو سائل کے جواب میں آپ کا یہ ارشاد کہ سمندر کا مردار حلال ہے، مزید فائدہ کے طور پر تھا اور یہ اضافی معلومات شکار یوں کے لیے مفید تھیں اور سائل بھی شکاری تھا۔ نیز یہ چیز فتویٰ کے محاسن میں شامل ہے۔ حافظ ابن ملقن رحمہم کہتے ہیں یہ حدیث اصول

(۱۱۲) (استادہ حسن صحیح) الصحیحۃ ۴۸۰۔ ارواء الغلیل: ۹۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ: باب ماجاء فی ماء البحرانہ طہور: ۶۴۔ سنن نسائی: ۳۳۰۔ سنن ابی داؤد: ۷۶۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۸۔ مسند احمد: ۳۷۳/۳۔ موطا امام مالک: ۳۷۔

طہارت کی اہم اصل ہے جو کئی احکام اور اہم قواعد پر مشتمل ہے۔ (عون المعبود: ۹۵/۱)

۳۔ بیٹھے پانی کی موجودگی میں سمندر کے کڑوے پانی سے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ سمندر کا پانی مطلق طاہر ہے اور کوئی ایسی قید موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ بیٹھے پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں سمندر کے پانی سے وضو کیا جائے۔

۸۷..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الوُضُوءِ وَالغُسْلِ مِنَ الْمَاءِ الَّذِي يَكُونُ فِي أَوَانِي أَهْلِ الشِّرْكِ وَأَسْقِيَتِهِمْ، وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِهَابَ يَطْهَرُ بِدَبَاغِ الْمُشْرِكِينَ إِيَّاهُ.

مشرکوں کے برتنوں اور مشکیزوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل کرنے کی رخصت ہے، اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ مشرکوں کی دباغت سے چڑے پاک صاف ہو جاتے ہیں

۱۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانُ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ.....

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ نے فلاں شخص اور حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ”جاؤ ہمارے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ۔ تو وہ دونوں (پانی کی تلاش میں) چلے گئے۔ وہ ایک عورت سے ملے جو دو مشکیزوں یا پانی کے دو تھیلوں کے درمیان اونٹ پر سوار (جاری) تھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا: پانی کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کل اس وقت میں پانی (کے چشمے) پر تھی۔ اور ہمارے مرد پیچھے ہیں۔ حضرت علی نے اسے کہا: چلو، اس نے دریافت کیا: کہاں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں۔ اس نے کہا: یہ وہی شخص ہے جسے صابی (بے دین) کہا

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَدَعَا فُلَانًا وَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: إِذْهَبَا فَاغْبِئَا لَنَا الْمَاءَ. فَاَنْطَلَقَا، فَلَقِيَا امْرَأَةً بَيْنَ سَطِيحَتَيْنِ - أَوْ بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ - عَلَى بَعِيرٍ، فَقَالَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هَذِهِ السَّاعَةَ، وَنَفَرْنَا خُلُوفًا. فَقَالَ لَهَا: أَنْطَلِقِي. فَقَالَتْ: أَيْنَ؟ قَالَا لَهَا: إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ: هَذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِيُّ؟ قَالَا لَهَا: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ. فَاَنْطَلَقَا، فَجَاءَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(۱۱۳) صحیح البخاری: کتاب التیمم، باب الصید الطیب وضوء المسلم یکنیہ عن الماء، رقم: ۳۰۷۱۰۳۴۸۰۳۴۴۔ صحیح مسلم، باب قضاء الصلاة الفالته واستحباب تعجیل فضالها: ۶۸۲۔ مسند احمد: ۴/۴۳۴۔ والدارمی: ۷۴۳۔ من طریق یحیی بن سعید عن عوف.

پاک اور ناپاک پانی کا بیان

جاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں وہی ہے جسے تم سمجھی ہو۔ تو وہ دونوں (اس عورت کو لے کر) چلے، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسے لے آئے، اور آپ کو ساری بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: اسے کہو کہ اپنے اونٹ سے اتر جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوا لیا، اور تھیلیوں یا مشکیزوں کے منہ اس میں رکھ دیے۔ انہوں نے کہا: پھر آپ نے کئی کی اور پانی دوبارہ تھیلوں یا مشکیزوں میں ڈال دیا۔ پھر ان کے منہ کھول دیے گئے پھر لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ خود پیو اور (جانوروں کو) پلا لو۔“ راوی نے مکمل طویل حدیث بیان کی۔

وَحَدَّثَنَا الْحَدِيثُ فَقَالَ: اسْتَزْرِي لَوْهَا مِنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِنَاءٍ، فَجَعَلَ فِيهِ أَقْوَاهُ الْمَزَادَتَيْنِ - أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ - قَالَا: ثُمَّ مَضَمَضَ، ثُمَّ أَعَادَ فِي أَقْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ - أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ -، ثُمَّ أَطْلَقَ أَقْوَاهُمَا. ثُمَّ نُودِيَ فِي النَّاسِ: أَنْ اسْقُوا وَاسْتَقُوا. وَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوِيلِهِ.

۸۸..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمَاءِ يَكُونُ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

مردار کے دباغت شدہ چمڑے میں موجود پانی سے وضو کرنا جائز ہے

۱۱۴ - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِمِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ مَسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَخِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْ سِقَاءٍ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ مَيْتَةٌ. قَالَ: دَبَّاعُهُ يَذْهَبُ بِخُبَيْبِهِ أَوْ نَجْسِهِ أَوْ رَجْسِهِ.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مشکیزے سے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کی گئی: یہ مردار (جانور کے چمڑے سے بنا ہوا مشکیزہ) ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی دباغت، اس کی پلیدی، ناپاکی اور گندگی دور کر دیتی ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ مشرکین کے برتن پاک ہیں البتہ ان کے ناپاک ہونے کی صریح نص موجود ہو تو ٹھیک ورنہ انہیں

طہارت پر محمول کیا جائے گا۔

۲۔ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مشرکہ عورت کے مشکیزے مشرکین کے ذبیحوں کے تھے اور مشرکین کے ذبیح مردار ہوتے ہیں لہذا یہ حدیث دلیل ہے کہ دباغت کے بعد مردار جانوروں کے چمڑے پاک ہو جاتے

(۱۱۴) اسنادہ صحیح، غایۃ المرام: ۲۷۔ صحیح الجامع الصغیر: ۳۳۵۸۔ مسند احمد: ۱/۲۳۷، ۳۱۴، والبیہقی: ۵۱، ۵۳۴۔  
والحاکم: ۱/۱۶۱۔ مثله من طریق یحیی بن آدم.

ہیں اور انہیں زیر استعمال لانا جائز ہے۔

۳۔ مشرک اعتقادی نجس ہے، اس کا جسم نجس نہیں، اس لیے کہ مشرک عورت کے ہاتھ مشکیزے بھرتے وقت پانی کو لگتے تھے اور وہ پانی دو منکوں سے کم تھا لہذا اگر مشرک جسمانی لحاظ سے نجس ہوتے تو یہ پانی استعمال کرنا ناجائز ہوتا۔ لہذا یہ حدیث دلیل ہے کہ مشرکین اعتقادی لحاظ سے ہی نجس ہیں۔

۴۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے عظیم معجزہ اور علامت نبوت کا بیان ہے۔ پانی کی عدم دستیابی اور سخت حاجت کے وقت پانی کے مالک سے زبردستی پانی حاصل کرنا جائز ہے اور اس کے عوض میں اتنی رقم وغیرہ ادا کر دی جائے۔

۸۹..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ أَبْوَالَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ لَيْسَ بِنَجَسٍ ، وَلَا يَنْجَسُ الْمَاءَ إِذَا خَالَطَهُ  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک نہیں ہے اور اگر وہ پانی میں مل جائے تو پانی پلید نہیں ہوتا

إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِشُرْبِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ مَعَ أَلْبَانِهَا ، وَلَوْ كَانَ نَجَسًا لَمْ يَأْمُرْ بِشُرْبِهِ ، وَقَدْ أَعْلَمَ أَنَّ  
لَا شِفَاءَ فِي الْمَحْرَمِ ، وَقَدْ أَمَرَ بِالْإِسْتِشْفَاءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ ، وَلَوْ كَانَ نَجَسًا كَانَ مُحْرَمًا ، كَانَ دَاءً  
لَا دَوَاءَ ، وَمَا كَانَ فِيهِ شِفَاءٌ كَمَا أَعْلَمَ ﷺ لِمَا سُئِلَ : أَيْتَدَاوَى بِالْحُمْرِ ؟ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ دَاءٌ وَ لَيْسَتْ  
بِدَوَاءٍ .

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کے پیشاب کو ان کے دودھ کے ساتھ پینے کا حکم دیا ہے، اور اگر ان کا پیشاب ناپاک ہوتا تو آپ اسے پینے کا حکم نہ دیتے، جبکہ آپ یہ بیان فرما چکے ہیں کہ حرام چیز میں شفا نہیں ہے۔ اور اونٹوں کے پیشاب سے شفا حاصل کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ لہذا اگر وہ ناپاک ہوتا تو حرام ہوتا اور شفا کی بجائے بیماری ہوتا، اور اس میں شفا نہ ہوتی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا: (اے اللہ کے رسول!) کیا شراب کو بطور دوا استعمال کر لیا جائے؟ تو آپ نے فرمایا: شراب تو بیماری ہے، دوا نہیں ہے۔

۱۱۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ  
أَرْبَعٍ - نَا سَعِيدٌ ، نَا قَتَادَةُ أَنَّ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل اور  
عربینہ قبیلے کے کچھ لوگ یا کچھ آدی مدینہ منورہ میں رسول  
رَجَالًا - مِنْ عَكَلٍ وَ عَرَبِيَّةٍ قَدِمُوا عَلَى  
أَنْسَ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ أَنْسًا - أَوْ

(۱۱۵) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب أبوال الابل والدواب والغنم ومرابضها، رقم: ۵۷۲۷، ۴۱۹۲، ۲۳۔ صحیح مسلم:

۱۶۷۱۔ سنن ترمذی: ۷۲۔ سنن النسائی: ۳۰۵۔ سنن ابی داؤد: ۴۳۶۸۔ سنن ابن ماجہ: ۲۵۷۸۔ مسند احمد: ۵۷۷/۳۔

۲۳۳، ۱۷۰۳۔ من طریق بذید بن زریح۔

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَتَكَلَّمُوا بِالنِّسَاءِ، وَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَهْلُ ضَرْعٍ، وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رَيْفٍ فَاسْتَوْحَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدِ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهَا فَيَشْرَبُوا مِنْ آبِهَا وَالْبَانِيَا. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم مویشیوں والے لوگ ہیں (مویشی پالتے ہیں) اور کھیتی باڑی کرنے والے نہیں ہیں۔ پھر انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی (تو وہ بیمار ہو گئے) رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ اونٹ اور ایک چرواہا دینے کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان اونٹوں کے ساتھ (مدینہ منورہ سے باہر) چلے جائیں اور ان کے پیشاب اور دودھ پیئیں۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔

**فوائد:**..... اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ ماکول اللحم جانوں کا پیشاب پاک ہے۔ عشرہ، نخعی، اوزاعی، زہری، مالک، احمد، محمد، زفر رحمہم کا یہی مذہب ہے نیز شافعیہ میں سے ابن خزیمہ، ابن منذر، ابن حبان، اصطخری اور رویانی رحمہم بھی اس موقف کے قائل ہیں۔ اونٹوں کا پیشاب تو اس مذکورہ نص کی رو سے پاک ہے اور دیگر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب قیاس کی رو سے طاہر ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں یہ زعم کہ اونٹوں کے پیشاب کا استعمال مذکورہ قوم کے ساتھ خاص تھا۔ درست نہیں، کیونکہ خصائص دلیل سے ثابت ہوتے ہیں۔ (نیل الاوطار: ۶۰/۱)

**نوٹ:**..... اونٹی کا دودھ بعض بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ اگر اس میں اونٹی کے پیشاب کے کچھ قطرے شامل کر لیے جائیں تو اس امیزے کے استعمال سے عمل اور رد عمل کے سائنسی اصول کے مطابق علاج مفید ہوتا ہے۔ جدید طبی تحقیق اس کا اعتراف کرتی ہے۔

۹۰..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُؤْيِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِجَازَةِ الْوُضُوءِ بِالْمَدِّ مِنَ الْمَاءِ

ایک مد پانی سے وضو کرنے کی اجازت کے متعلق نبی ﷺ سے مروی حدیث کا بیان

أَوْهَمَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ تَوْقِيتَ الْمَدِّ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ تَوْقِيتٌ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِأَقْلٍ مِنْهُ .

بعض علماء کو وہم ہوا ہے کہ وضو کے لیے ایک مد پانی کی مقدار مقرر کرنا ایسی تعیین ہے جس سے کم پانی وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ .....

أَتَسَّ بِنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(۱۱۶) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الحنابة، رقم: ۳۲۵۔ سنن النسائي: ۷۲۔ مسند

احمد: ۱۱۲/۳، ۲۹۰، ۱۷۹/۳۔ من حديث شريك به۔ سنن الدارمي: ۶۸۶۔ وصحيح البخاري: ۲۰۱۔ وابن حبان: ۱۲۰۳۔

پاک اور ناپاک پانی کا بیان

يَتَوَضَّأُ بِمَكْوُوكٍ وَيَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ مَكَاكِي . رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو اور پانچ مد سے غسل کیا  
 قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الْمَكْوُوكُ فِي هَذَا الْخَبَرِ الْمُدُّ كَرْتِي تَحِيَّ- امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث  
 میں مذکورہ ”مکووک“ سے مراد ”مد“ ہی ہے۔

**فوائد:** ..... مد نبوی کا وزن ایک رطل اور تہائی رطل تھا۔ اس طرح مد نبوی کا وزن ۹ چھٹانک یا 24.880 گرام

ہے۔ جب کہ مد بغدادی ۱۳ چھٹانک ۲ تولے اور ۶ ماشے یعنی 787.320 گرام کا ہوتا ہے۔

۹۱.....بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ تَوَقُّفَ الْمُدِّ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ ، أَنَّ الْوُضُوءَ بِالْمُدِّ يَجْزِي  
 اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو کرنے کے لیے ایک مد پانی کی مقدار مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک  
 مد پانی سے کیا گیا وضو درست ہے

لَا إِنَّهُ لَا يَسَعُ الْمُتَوَضِّئُ أَنْ يَزِيدَ عَلَى الْمُدِّ أَوْ يَنْقُصَ مِنْهُ إِذْ لَوْ لَمْ يُجْزِي الزِّيَادَةُ عَلَى ذَلِكَ وَلَا  
 النُّقْصَانُ مِنْهُ ، كَانَ عَلَى الْمَرْءِ إِذَا أَرَادَ الْوُضُوءَ أَنْ يَكْيَلْ مُدًّا مِنَ الْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ بِهِ ، لَا يَنْقُصُ مِنْهُ  
 شَيْئًا . وَقَدْ يَرْفُقُ الْمُتَوَضِّئُ بِالْقَلِيلِ مِنَ الْمَاءِ فَيَكْفِي أَعْضَاءَ الْوُضُوءِ وَيَخْرُقُ بِالْكَثِيرِ فَلَا يَكْفِي  
 لِيُغْسِلَ أَعْضَاءَ الْوُضُوءِ .

یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک مد سے کم و بیش پانی وضو کرنے والا استعمال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر ایک مد پانی میں کمی و بیشی  
 درست نہ ہوتی تو وضو کرنے والے کے لیے ضروری ہو جاتا کہ وضو کرنے سے پہلے ایک مد پانی ناپے پھر اس سے اس  
 طرح وضو کرے کہ باقی کچھ نہ بچے۔ حالانکہ بعض اوقات وضو کرنے والا تھوڑا پانی احتیاط سے استعمال کرتا ہے تو وہ  
 اعضائے وضو کو دھونے کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ زیادہ پانی بے اعتدالی سے استعمال کرتا ہے تو وہ اعضائے  
 وضو کو دھونے کے لیے ناکافی ہو جاتا ہے۔

۱۱۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ مِنْ كِتَابِهِ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ  
 أَبِي زِيَادٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
 ﷺ نے فرمایا: ”وضو کے لیے ایک مد اور (غسل) جنابت  
 کے لیے ایک صاع (پانی) کافی ہے۔ ایک شخص نے انہیں کہا:  
 اے جابر! ہمیں (پانی کی) یہ مقدار کافی نہیں ہے۔ تو انہوں  
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ: يُجْزِي مِنَ الْوُضُوءِ الْمُدُّ وَمِنَ  
 الْجَنَابَةِ الصَّاعُ . فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: لَا يَكْفِينَا  
 ذَلِكَ يَا جَابِرُ؟ فَقَالَ: قَدْ كَفَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ

(۱۱۷) مسند احمد: ۳۰۳/۳۔ عن هشيم به، سنن ابی داؤد، كتاب الطهارة، باب ما يجزي من الماء في الوضوء: ۹۳۔ والحاكم:

۱۶۱/۱۔ وللحديث شواهد كثيرة.

منك وَاكْتَرَ شَعْرًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي قَوْلِهِ ﷺ: يُجْزَى مِنَ الْوُضُوءِ الْمُدُّ ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ تَوْقِيتَ الْمُدِّ مِنَ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ ، أَنَّ ذَلِكَ يُجْزَى ، لَا أَنَّهُ يَجُوزُ النِّقْصَانُ مِنْهُ وَلَا الزِّيَادَةُ فِيهِ .

نے فرمایا: ”تم سے بہتر و اعلیٰ اور زیادہ بالوں والی شخصیت (نبی ﷺ) کو یہ پانی کافی تھا۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”وضو کے لیے ایک مد کافی ہے“ میں یہ دلیل ہے کہ وضو کے لیے ایک مد پانی کی مقدار مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مقدار کافی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس مقدار سے کم و بیش پانی استعمال کرنا جائز نہیں۔“

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو اور غسل کے لیے کم از کم پانی استعمال کرنا چاہیے اور حتی المقدور اتنا پانی استعمال کیا جائے جس سے طہارت حاصل ہو جائے، پانی کا اسراف کروہ فعل ہے۔ پھر وضو کے لیے مد اور غسل کے لیے صاع کی تعیین و تقید درست نہیں، کیونکہ آپ کا غسل کے لیے صاع سے زیادہ اور وضو کے لیے مد سے زیادہ پانی استعمال کرنا ثابت ہے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ نجاست کے ازالہ اور حصول طہارت کے لیے پانی کے استعمال میں انتہائی احتیاط برتی جائے۔

**نوٹ:**..... حجازی صاع سوادیر (دو سیر چار چھٹانک) کا ہوتا ہے اور عراقی صاع تین سیر چھ چھٹانک کا ہوتا ہے۔

۹۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْوُضُوءِ بِأَقْلٍ مِنْ قَدْرِ الْمُدِّ مِنَ الْمَاءِ .

ایک مد سے کم پانی سے وضو کرنے کی رخصت

۱۱۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ابْنِ زَيْدٍ - وَهُوَ حَبِيبُ بْنُ زَيْدٍ - عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ.....

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا۔ آپ نے اس سے (وضو کیا اور) اپنے بازوؤں کو اچھی طرح ملا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ ایک مد سے کم پانی سے وضو کرنا جائز ہے اور وضو میں اعضائے وضو پر فقط پانی بہانا کافی نہیں، انہیں ہاتھ سے ملنا بھی لازم ہے۔

۹۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ لَا تَوْقِيتَ فِي قَدْرِ الْمَاءِ الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ الْمَرْءُ فَيَضِيقُ عَلَى الْمُتَوَضِّئِ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهِ أَوْ يَنْقُصَ مِنْهُ

(۱۱۸) اسنادہ صحیح، الحاکم: ۱۶۱/۱۔ مثله من طریق یحیی بن ابی زائده، وابن حبان: ۱۰۸۲، ۱۰۸۳۔ والبیہقی فی الکبریٰ:

۸۹۶۔ البخاری، رقم: ۱۵۷۔ ومسلم: ۲۳۵۔ وابن حبان: ۱۰۸۲، ۱۰۸۳۔



پاک اور ناپاک پانی کا بیان

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو کرنے کے لیے پانی کی ایسی مقدار مقرر نہیں ہے کہ جس سے کمی و بیشی کرتے ہوئے وضو کرنے والا تنگی اور حرج محسوس کرے

إِذْ لَوْ كَانَ لَقَدَّرَ الْمَاءَ الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ الْمَرْءُ مَقْدَارًا لَا يَجُوزُ أَنْ يَزِيدَ عَلَيْهِ وَلَا يَنْقُصَ مِنْهُ شَيْئًا ، لَمَا جَازَ أَنْ يَجْتَمِعَ اثْنَانِ وَلَا جَمَاعَةٌ عَلَى إِنْاءٍ وَاحِدٍ فَيَتَوَضَّأُوا مِنْهُ جَمِيعًا ، وَالْعِلْمُ مُحِيطٌ أَنَّهُمْ إِذَا اجْتَمَعُوا عَلَى إِنْاءٍ وَاحِدٍ يَتَوَضَّأُونَ مِنْهُ ، فَإِنَّ بَعْضَهُمْ أَكْثَرُ حَمَلًا لِلْمَاءِ مِنْ بَعْضٍ .

کیونکہ اگر وضو کے لیے پانی کی ایسی مقدار مقرر ہوتی کہ جس سے کم یا زیادہ پانی استعمال کرنا جائز نہ ہوتا تو ایک برتن سے دو افراد یا ایک جماعت کا اکٹھے وضو کرنا بھی ناجائز ہوتا کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ جب وہ ایک ساتھ ایک برتن سے وضو کریں گے تو کچھ لوگ زیادہ پانی لیں گے اور کچھ کم۔

۱۱۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ ۞ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ۞ تَوَضَّأُ مِنْ إِنْاءٍ وَاحِدٍ .  
”حضرت عائشہ ۞ فرماتی ہیں: ”میں اور رسول اللہ ۞ ایک ہی برتن سے وضو کیا کرتے تھے۔“

۱۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ.....

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ رِجَالًا وَنِسَاءً ، وَتَغْسِلُ أَيْدِينَا فِي إِنْاءٍ وَاحِدٍ ،  
”حضرت ابن عمر ۞ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ۞ کے زمانہ مبارک میں ہم مرد و خواتین اکٹھے وضو کیا کرتے تھے اور ایک ہی برتن سے اپنے ہاتھ دھوتے تھے۔“

۱۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا الْمُعْتَمِرُ ، قَالَ ، سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ إِلَى النَّبِيِّ ۞ ”حضرت عبداللہ ۞ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی

(۱۱۹) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب غسل الرجل مع امراته، رقم الحدیث: ۲۵۰۔ صحیح مسلم: ۳۱۹۔ ان روایات میں لفظ ”غسل“ وارد ہوا ہے۔ واحد: ۱۳۰/۶، ۱۹۳۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۲۵۰، ۸۵۴۔ من طریق ہشام بن عروہ عن ابیہ۔

(۱۲۰) صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب وضوء الرجل مع امراته وفضل وضوء المرأة: ۱۹۳۔ سنن نسائی: ۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۸۰، ۷۹۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۱۔ مسند احمد: ۱۱۳، ۱۰۳/۲۔ موطا امام مالک: ۴۳۔

(۱۲۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب وضوء الرجل مع امراته وفضل وضوء المرأة: ۱۹۳۔ سنن النسائی: ۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۷۹۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۱۔ مسند احمد: ۱۱۳، ۱۰۳/۲۔ موطا امام مالک: ۴۳۔ وابن حبان: ۱۲۶۳۔

وَأَصْحَابِهِ يَتَطَهَّرُونَ وَالنِّسَاءُ مَعَهُمْ . . . . . اکررم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو اپنی عورتوں سمیت  
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مِنْ إِنْسَاءٍ وَاحِدٍ كُلُّهُمْ (اکٹھے) وضو کرتے ہوئے دیکھا، مرد و خواتین سب ایک ہی  
يَتَطَهَّرُ مِنْهُ . . . . . برتن سے وضو کر رہے تھے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ وضو اور غسل کے لیے کوئی متعین مقدار مقرر نہیں کہ جس میں کسی بیشی نا جائز ہو بلکہ جس قدر میسر ہو  
طہارت کے لیے پانی استعمال کرنا جائز ہے البتہ پانی کا ضیاع اور اسراف مکروہ ہے۔

۲۔ وضو وغیرہ کے لیے مستعمل پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے اور استعمال شدہ پانی سے پاک کرنے کی صلاحیت  
سلب نہیں ہوتی۔

۳۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کا ایک جگہ ایک ساتھ وضو کرنا پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ  
پردے کے احکام کی رو سے یہ رخصت خود بخود ختم ہو جاتی ہے البتہ محرم رشتہ داروں اور زن و شو کا ایک برتن میں  
ایک ساتھ وضو کرنا جائز ہے۔

۹۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُصْدِ فِي صَبِّ الْمَاءِ وَ كَرَاهِيَةِ التَّعْدِي فِيهِ ،

وَالْأَمْرُ بِاتِّقَاءِ وَسُوسَةِ الْمَاءِ .

(وضو کرتے وقت) پانی کے استعمال میں میانہ روی مستحب ہے اور اسراف کرنا مکروہ ہے۔ نیز پانی کے

وسوسے سے بچنا چاہیے

۱۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا خَارِجَةُ بْنُ مُضْعَبٍ عَنْ  
يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ عَتِيٍّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ.....

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ  
لِلنُّوْضُوْءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ وَلَهَانٌ ، فَاتَّقُوا  
”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت  
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”وضو کا ایک شیطان ہے جسے  
ولہان کہا جاتا ہے تو تم پانی کے وسوسوں سے بچو۔“



(۱۲۲) اسنادہ ضعیف جداً: سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء و کراہیۃ التعدی فیہ: ۴۲۱۔ سنن  
ترمذی: ۵۷۔ وأحمد: ۱۳۶/۵۔ اس میں راوی خارجہ بن معصب متروک الحدیث ہے اور کذا میں سے تدریس کرتا ہے۔

جَمَاعُ الْأَبْوَابِ ، الْأَوَانِي اللَّوَاتِي يُتَوَضَّأُ فِيهِنَّ أَوْ يُغْتَسَلُ  
ان برتنوں کے متعلق ابواب کا مجموعہ جن سے وضو اور غسل کیا جاتا ہے

۱۲۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ . وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ فوت ہو گئے: ”مجھ پر سات مشکیزوں کا پانی ڈالو جن کے بندھن (ڈوری، تمہ) نہ کھولے گئے ہوں شاید کہ میں سکون پاؤں تو لوگوں کو وصیت کروں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”ہم نے آپ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پیتل کے ٹب میں بٹھایا اور ان کے مشکیزوں سے آپ پر پانی ڈالا، حتیٰ کہ آپ ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ تم نے (حکم کی) تعمیل کر دی ہے۔ پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔“ امام صاحب ایک اور سند سے حضرت عائشہ سے ایسی ہی روایت بیان کرتے ہیں مگر اس میں یہ الفاظ بیان نہیں کیے: ”من نحاس“ پیتل کا ٹب“ اور ”ثم خرج“ پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔“

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: صُبُّوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ تُحَلَّلْ أَوْ كَيْتُهُنَّ لَعَلِّي أَسْتَرِيحُ ، فَأَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَجْلَسْنَا فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ مِنْ نُحَاسٍ ، وَسَكَبْنَا عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنْهُنَّ ، حَتَّى طَفِقَ يَشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتَنَّ . ثُمَّ خَرَجَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى مَرَّةً ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، مَرَّةً أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ: بِمِثْلِهِ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ: مِنْ نُحَاسٍ ، وَلَمْ يَقُلْ: ثُمَّ خَرَجَ .

**فوائد:** .....۱۔ برتنوں کے استعمال میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ تمام برتنوں کا استعمال جائز و حلال ہے، الا کہ

(۱۲۳) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخبض الفدح والعشب والحجارة، رقم: ۱۹۸، ۶۶۴۔

وأشار الحافظ فی الفتح: ۳۰۳/۱۔ والبیہقی: ۳۱/۱۔

وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

کسی برتن کی حرمت ثابت ہو، تو اس کا استعمال حرام ہے لہذا تانبے اور پیتل کے برتنوں میں غسل اور وضو کے لیے پانی رکھنا اور انہیں زیر استعمال لانا مکروہ و ممنوع نہیں، بلکہ حدیث الباب کی رو سے تانبے اور پیتل کے برتن غسل وغیرہ کے لیے استعمال کرنا جائز ہیں۔

۲۔ حصول شفا کے لیے مختلف سات مشکیزوں کا پانی لے کر غسل کرنا جائز و متبرک ہے۔

۹۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنْ أَوَانِي الزُّجَاجِ

شیشے کے برتن سے وضو کرنا جائز ہے

صِدْقُ قَوْلِ بَعْضِ الْمُتَصَوِّفَةِ الَّذِي يَتَوَهَّمُ أَنَّ إِتِّخَاذَ أَوَانِي الزُّجَاجِ مِنَ الْإِسْرَافِ . إِذِ الْعَزْفُ أَصْلَبُ وَأَبْقَى مِنَ الزُّجَاجِ .

اس صوفی کے قول کے برعکس جو خیال کرتا ہے کہ شیشے کے برتن استعمال کرنا اسراف ہے کیونکہ مٹی کے برتن شیشے کے برتن سے زیادہ مضبوط اور دیر پا ہیں۔

۱۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الزُّبَيْدِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوا یا تو آپ کے اس پانی کا ایک پیالہ لایا گیا، روای کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ شیشے کا پیالہ لایا گیا، آپ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں (تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پھونکنے لگا) چنانچہ لوگوں نے باری باری وضو کرنا شروع کر دیا، میں نے ان کا اندازہ لگایا تو وہ تقریباً ستر اور اسی کے درمیان تھے۔ میں پانی کو دیکھنے لگا گویا کہ وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے اہل رہا ہے۔“ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کو حماد بن زید سے کئی راویوں نے بیان کیا ہے کہ اور انہوں نے رحاح: (کشادہ برتن) کا لفظ الزجاج: (شیشے کے برتن) کی

عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا بِوُضُوءٍ ، فَجِيءَ بِقَدْحٍ فِيهِ مَاءٌ - أَحْسَبُهُ قَالَ قَدْحٌ زُجَاجٍ - فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ ، فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّؤْنَ الْأَوَّلَ فَأَلَّوْا ، فَحَزَرَ تَهُمْ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ . فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ كَأَنَّهُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: رَوَى هَذَا الْخَبَرُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ، فَقَالُوا: رُحْرَاحٌ ، مَكَانَ الزُّجَاجِ ، يَلَا شَيْئًا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو النُّعْمَانِ ، نَا

(۱۲۴) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من التور، رقم: ۲۰۰۔ مسند احمد: ۶/۲۲۸، ۱۵۱/۶۔ وابن حبان: ۶۹۶۔

والدارمی: ۸۲۔ والحاکم: ۲۳/۱۔ والبیہقی: ۱۲۰۔

وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

جگہ بغیر کسی شک و شبہ کے بیان کیا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن یحییٰ نے ابو نعمان سے اور انہوں نے حماس سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ سلیمان بن حارث کی روایت میں ہے: ”اُتِيَ بِقَدْحِ زُجَاجٍ“ (آپ کے پاس شیشے کا پیالہ لایا گیا۔) اور ابو نعمان کی روایت میں ہے: ”شيشة كابرتن لایا گیا۔“ امام ابوبکر کہتے ہیں: ”رحاح، شيشة کے کھلے برتن کو کہتے ہیں، گہرے کو (رحاح) نہیں کہتے۔“

حَمَادٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ . وَقَالَ فِي حَدِيثِ سَلِيمَانَ بْنِ حَارِثٍ: أُتِيَ بِقَدْحِ زُجَاجٍ . وَقَالَ فِي حَدِيثِ أَبِي النُّعْمَانِ بِإِنَاءِ زُجَاجٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالرُّحْرَاحُ إِنَّمَا يَكُونُ الْوَاسِعُ مِنْ أَوَانِي الزُّجَاجِ لَا الْعَمِيقُ مِنْهُ .

**فوائد:**..... ۱۔ وضو کے لیے شیشے کے کشادہ برتن سے پانی استعمال کرنا جائز ہے۔

۲۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے مجرہ کا بیان ہے کہ معمولی پانی میں آپ ﷺ کے ہاتھ ڈالنے سے اتنا اضافہ ہوا کہ ستر، اسی افراد نے اس سے وضو کیا، تب بھی پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔

۹۷..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنَ الرَّكْوَةِ وَالْقَعْبِ .

چمڑے کے چھوٹے اور بڑے برتن سے وضو کرنا جائز ہے

۱۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، نَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو حدیبیہ والے دن پیاس لگی (جبکہ پانی نہیں تھا) اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے چمڑے کا ایک چھوٹا ڈل رکھا ہوا تھا جس سے آپ وضو کر رہے تھے اچانک لوگ پریشان ہو کر آپ کے پاس آ کر عرض گزار ہوئے، آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا ہوا ہے؟“ انہوں نے عرض کی: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ تو آپ نے اپنے دست مبارک اس ڈول میں رکھے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق دعا کی، لہذا پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی مانند ابلنے لگا۔“

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ تَتَوَضَّأُ مِنْهَا ، إِذْ جَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ ، قَالَ ، فَقَالَ: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: مَا لَنَا مَاءٌ تَتَوَضَّأُ ، وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ . قَالَ: فَوَضَّعَ يَدَيْهِ فِي الرَّكْوَةِ ، وَدَعَا بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُو . قَالَ: فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ أَمْثَالَ الْعِيُونِ . قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قَالَ ، قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً ، وَكُو

وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں: ہم نے (خوب سیر ہو کر پانی) پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم کہتے ہیں: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ کتنے افراد تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم پندرہ سوتھے اور اگر ایک لاکھ افراد بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔“

كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانًا .

۱۲۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا وَهْبُ بْنُ جَبْرِ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ .....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چمڑے کے بڑے اور موٹے۔ دل کا چھوٹا برتن لایا گیا۔ تو آپ نے اس سے وضو کیا۔ (جناب عمرو بن عامر کہتے ہیں) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پس نے پوچھا: اور تم لوگ؟ انہوں نے فرمایا: ہم ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِقَعْبٍ صَغِيرٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قُلْتُ ، فَأَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِالْوُضُوءِ .

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ پیالے اور چھوٹے ڈول سے پانی لے کر وضو کرنا جائز ہے اور ایسے برتنوں

کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

۲۔ سفر و حضر میں پریشانی کے ازالے کی شکایت امام و حاکم سے کی جائے۔ بدگمانی کی وجہ سے شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں اور شکوک و شبہات باہمی منافرت کا سبب ہیں لہذا یہاں تک نوبت پہنچنے سے پہلے امام کو اپنی مشکل سے آگاہ کر دیا جائے۔

۳۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے عظیم معجزہ اور غلامتِ نبوت کا بیان ہے۔

۹۸..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مِنَ الْجِفَانِ وَالْقِصَاعِ

ٹب اور بڑے پیالوں سے وضو کرنا جائز ہے

۱۲۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ .....

(۱۲۶) صحیح البخاری کتاب الوضوء، اب الوضوء من غیر حدث، رقم: ۲۱۴۔ سنن ابو داؤد: ۱۷۱۔ جامع ترمذی: ۶۰۔ سنن

نسائی: ۱۳۱۔ سنن بن ماجہ: ۵۰۹۔ وأحمد: ۳/۱۹۴۔ ۲۶۰۔

وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری، میں رسول اللہ ﷺ کی تاک میں رہا کہ آپ رات کو کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ لہذا (رات کو) آپ نے پیشاب کیا، پھر اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے، پھر آپ (کچھ دیر آرام کرنے کے بعد) اٹھے اور مشکیزے کی رسی کھولی، اور بڑے پیالے یا ٹب میں پانی انڈیلا، پھر آپ نے دو وضوؤں کے درمیان وضو کیا (نہ بہت اعلیٰ نہ بہت ہلکا) اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی، تو میں اٹھا اور میں نے بھی وضو کیا، پھر میں آپ کی بائیں جانب آ کر (کھڑا ہو گیا) تو آپ نے مجھے (کان سے) پکڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ. فَبَالَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ. ثُمَّ قَامَ وَأَطْلَقَ شِنَاقَ الْقَرْيَةِ، فَصَبَّ فِي الْقَصْعَةِ - أَوِ الْجَفْنَةِ - فَنَوَّضًا وَضُوءَ ابْنِ الْوُضُوءِ نِي، وَقَامَ يُصَلِّي. فَكُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ، فَجِئْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَنِي، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

**فوائد:**..... ۱۔ وضو کے لیے ٹب وغیرہ سے پانی لینا جائز و مشروع ہے۔

۲۔ دو آدمیوں کی جماعت کی صورت میں مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور اگر مقتدی امام کے بائیں طرف کھڑا ہو تو اسے گھما کر دائیں طرف کرنا جائز ہے، اس عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَغْطِيَةِ الْأَوَانِي الَّتِي يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ لِلْوُضُوءِ، بِلَفْظٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ وَلَفْظُ عَامٌ مُرَادُهُ خَاصٌّ.

ان برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم ہے جن میں وضو کا پانی ہو، اس سلسلے میں مذکور مجمل غیر مفسر روایت کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور مراد خاص ہے۔

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْأَسْطِطِيُّ، ثنا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وضو (کے پانی) کو ڈھانپنے، مشکیزوں (کے منہ رسی بتغظية الوضوء، وإيكاء السقاء، وإيكفاء

(۱۲۷) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه: ۷۶۳۔ سنن ابی داؤد: ۱۳۶۴۔ مسند احمد: ۱/۳۵۸، ۲۴۲/۱۔ والترمذی فی الشائل: ۲۶۵۔ وصحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب قراءة القرآن بعد حدث وغيره، رقم: ۹۹۲، ۶۹۸، ۱۸۳۔

(۱۲۸) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ، ابواب الأخرية، باب تخمير الاناء: ۳۴۱۱۔ مسند احمد: ۳۶۷/۲۔ سنن الدارمی: ۲۱۳۲۔ والبيهقي في الكبرى: ۱۱۴۴۔ من طريق خالد.

وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

سے) باندھنے، اور (خالی) برتنوں کو الٹا کر کے رکھنے کا حکم دیا ہے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پانی سے وضو کیا جائے گا اسے وضو کا نام دیا ہے۔ یہ اسی جنس سے ہے جسے میں اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر بیان کر چکا ہوں کہ عرب کسی چیز کو ابتدا ہی میں وہ نام دے دیتے ہیں جو اسے کام کے اختتام پر ملنا تھا۔ کیونکہ پانی کو اس سے وضو کرنے سے پہلے ہی وضو کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ بالآخر اس سے وضو کیا جائے گا۔“

الْبَاءِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ أَوْقَعَ النَّبِيُّ ﷺ اسْمَ الْوَضُوءِ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ . وَهَذَا مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْتُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كُتُبِنَا أَنَّ الْعَرَبَ يُوْقِعُ الْإِسْمَ عَلَى الشَّيْءِ فِي الْإِبْتِدَاءِ عَلَى مَا يُؤْوَلُ إِلَيْهِ الْأَمْرُ فِي الْمُتَعَقِّبِ . إِذِ الْمَاءُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ بِهِ إِنَّمَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ الْوَضُوءِ لِأَنَّهُ يُؤْوَلُ إِلَى أَنْ يَتَوَضَّأَ بِهِ .

.....100..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الْمَفْسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتَهَا

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ بِتَغْطِيَةِ الْأَوَانِي بِاللَّيْلِ ، لَا بِالنَّهَارِ جَمِيعًا .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت برتن ڈھانپنے کا حکم دیا ہے سارا دن یہ حکم نہیں ہے۔ ۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، ثنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ ، ثنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي .....

”حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقيع سے بغیر ڈھانپنے دودھ کا پیالہ لے کر آیا، تو آپ نے فرمایا: ”تم نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں؟ اگرچہ چوڑائی کے رخ لکڑی رکھ کر ہی ڈھانپتے۔ حضرت ابو حمید فرماتے ہیں: بلاشبہ آپ نے رات کے وقت دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور رات کے وقت مشکیزوں کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔ دارمی کی روایت میں ہے: ”بلاشبہ آپ نے رات کے وقت برتنوں کو ڈھانپنے اور مشکیزوں کو باندھنے کا حکم دیا ہے۔“ اور دروازوں کا ذکر نہیں کیا۔“

أَبُو حَمِيدٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِقَدْحٍ لَبَنٍ مِنَ النَّبْعِ غَيْرِ مُحْمَرٍ فَقَالَ: أَلَا حَمَرْتَهُ . وَلَوْ تَعَرَّضَ عَلَيْهِ بَعُودٌ . قَالَ أَبُو حَمِيدٍ: إِنَّمَا أَمَرَ بِالْأَبْوَابِ أَنْ يُغْلَقَ لَيْلًا وَإِنَّمَا أَمَرَ بِالْأَسْقِيَةِ أَنْ يُحْمَرَ لَيْلًا . وَقَالَ الدَّارِمِيُّ: إِنَّمَا أَمَرَ بِالْإِنْيَةِ أَنْ تُحْمَرَ لَيْلًا وَبِالْأَوْعِيَةِ أَنْ تُوَكَّأَ لَيْلًا . وَلَمْ يَذْكُرْ: الْأَبْوَابَ .

(۱۲۹) صحیح البخاری، کتاب الاشریة، باب شرب اللبن، رقم: ۵۶۰۵، ۵۶۰۶۔ صحیح مسلم، باب التبیذ و تخمیر الاناء: ۲۰۱۰۔ سنن ابی

داود: ۲۷۳۴۔ سنن الدارمی: ۲۱۳۱۔ وابن حبان: ۱۲۷۰۔ والبیہقی فی الشعب الايمان: ۱۲۷/۵۔ من طریق ابن جریر عن ابی الزبیر۔



وضو اور غسل کے برتنوں کا بیان

۱۳۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرَّمَادِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ حَجَّاجٍ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ - قَالَ ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ، قَالَ.....  
 ”حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی اکرم ﷺ نے رات کے وقت مشکیزوں کے منہ باندھنے اور دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے۔“

۱۰۱..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْمِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ تَخْمِيرِ الْأَوَائِي ، وَالْعَلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَخْمِيرِ الْبِنَاءِ .

برتنوں کو ڈھانپتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے اور اس علت کا بیان جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے برتن ڈھانپنے کا حکم دیا ہے

۱۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرِ بْنِ الْحَكَمِ ، ثنا يحيى بن سعيد عن ابن جريج أخبرني عطاء.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بسم اللہ“ پڑھ کر اپنا دروازہ بند کرو، کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا، ”بسم اللہ“ پڑھ کر اپنا چراغ بجھا دو، ”بسم اللہ“ پڑھ کر اپنا مشکیزہ باندھ دو، اور ”بسم اللہ“ پڑھ کر اپنا برتن ڈھانپ دو اگر چہ اس پر اک لکڑی ہی چوڑائی کے رخ پر رکھ دو۔“

۱۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ فَطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(رات کے وقت) اپنے دروازے بند کرو اور ابواب کو آگے سے بند کرو“

(۱۳۰) صحیح مسلم، کتاب الاشرية، باب في شرب النبيذ وتخمير الاناء، رقم: ۲۱۱۰۔ مسند احمد: ۲۲۵۰۳۔

(۱۳۱) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة اليليس و جنوده: ۵۰۳۲۸۰، ۵۶۲۲۳، ۳۳۰۴۰۔ صحیح مسلم: ۲۰۱۲۔ سنن ترمذی: ۲۸۵۷۔ سنن ابی داؤد: ۳۷۳۳، ۳۷۳۱۔ مسند احمد: ۳۸۸۰، ۳۱۹/۳۔ موطا امام مالک: ۱۴۵۳۔

(۱۳۲) صحیح مسلم، کتاب الاشرية، باب استحباب تخمير الرنا وهو تعظيمته و ايكاء السقاء و اغلاق الابواب: ۲۰۱۲۔ سنن ابن ماجه: ۳۴۱۰۔ مسند احمد: ۱۳۷۱۱۔ و ابن حبان: ۱۲۷۳، ۱۲۷۵۔

کرو، مشکیزے باندھ دو، برتن ڈھانپ دو، چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان بند (دروازہ) نہیں کھولتا، اور نہ رسی کھولتا ہے، اور نہ ڈھکن اٹھاتا ہے، اور بعض اوقات چوہیا گھر والوں پر ان کے گھر کو آگ لگا کر جلا دیتی ہے۔ اور اپنے جانوروں اور گھر والوں (بچوں) کو غروب آفتاب سے لے کر عشاء کے اندھیرے چھا جانے تک روکے رکھو (انہیں باہر جانے کی اجازت نہ دو) امام صاحب فرماتے ہیں: ہمیں استاد یوسف نے بیان کیا کہ ”فحوة العشاء“ تھیف ہے، اصل لفظ ”فحوة العشاء“ ہے جس کے معنی ”عشا کے اندھیروں کی شدت ہے۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے برتن ڈھانپنے، اور مشکیزوں کے منہ باندھنے کا حکم اس لیے دیا ہے کیونکہ شیطان مشکیزے کا سر بندھن نہیں کھولتا اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے، اس لیے کہ برتن ڈھانپنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور نہ اس لیے کہ برتن نہ ڈھانپنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان جب مشکیزہ کھلا ہوا پاتا ہے تو اس سے پی لیتا ہے۔ یہ اس بات کے مشابہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے مشکیزوں کے منہ باندھنے اور برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم دیا اور بیان فرما دیا کہ شیطان کھلے مشکیزے سے پی لیتا ہے تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب وہ برتن بغیر ڈھانپنے ہوئے پائے گا تو اس سے بھی پی لے گا۔“ امام صاحب فرماتے ہیں: ہمیں یہ حدیث بیان کی گئی ہے جو میں نے ذکر کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ شیطان کھلا مشکیزہ پائے گا تو وہ اس سے پی لے گا۔“

۱۳۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الصَّنَعَانِيُّ

أَسْقَيْتَكُمْ ، وَحَمَرُوا أَيْتَكُمْ ، وَأَطْفَنُوا سُرُجَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا ، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءَ ، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءَ ، وَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ رُبَّمَا ضَرَمَتْ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ نَارًا . وَكُفُّوا فَوَاشِيَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ تَذَهَبَ فَجْوَةُ الْعِشَاءِ . قَالَ لَنَا يُونُسُ : فَجْوَةُ الْعِشَاءِ . وَهَذَا تَضْحِيفٌ . وَإِنَّمَا هُوَ فَجْوَةُ الْعِشَاءِ ، وَهِيَ اشْتِدَادُ الظَّلَامِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَفِي الْخَبَرِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ بِتَغْطِيَةِ الْأَوَانِي وَإِيكَاءِ الْأَسْقِيَةِ ، إِذِ الشَّيْطَانُ لَا يَحُلُّ وِكَاءَ السِّقَاءِ ، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءَ الْإِنَاءِ ، لَا أَنْ تَرَكَ تَغْطِيَةَ الْإِنَاءِ مُعْصِيَةً لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَا أَنْ الْمَاءَ يُنَجَّسُ بِتَرَكَ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ . إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا وَجَدَ السِّقَاءَ غَيْرَ مُوَكَّيًّا ، شَرِبَ مِنْهُ ، فَيُشْبِهُهُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَمَرَ بِإِيكَاءِ السِّقَاءِ وَتَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ ، وَأَعْلَمَ الشَّيْطَانُ إِذَا وَجَدَ السِّقَاءَ غَيْرَ مُوَكَّيًّا ، شَرِبَ مِنْهُ كَانَ فِي هَذَا مَا دَلَّ عَلَى أَنَّهُ إِذَا وَجَدَ الْإِنَاءَ غَيْرَ مُعْطَى شَرِبَ مِنْهُ . حَدَّثَنَا بِالْخَبَرِ الَّذِي ذَكَرْتُ مِنْ إِعْلَامِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا وَجَدَ السِّقَاءَ غَيْرَ مُوَكَّيًّا شَرِبَ مِنْهُ .

أَبُو هِشَامٍ ، نَا إِبرَاهِيمَ بْنَ عَقِيلِ بْنِ مُعَقَّلِ بْنِ مَنِبِّهَ عَنْ أَبِيهِ عَقِيلٍ.....

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ ، قَالَ هَذَا مَا سَأَلْتُ عَنْهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: وَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: أَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ ، وَعَلِّقُوا الْأَبْوَابَ إِذَا رَفَقْتُمْ بِاللَّيْلِ ، وَخَوِّمُوا الشَّرَابَ وَالطَّعَامَ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْبَابَ مُغْلَقًا دَخَلَهُ ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ السِّقَاءَ مُوكَّأً شَرِبَ مِنْهُ ، وَإِنْ وَجَدَ الْبَابَ مُغْلَقًا وَالسِّقَاءَ مُوكَّأً ، لَمْ يَحِلَّ وَكَأَنَّ لَمْ يَفْتَحْ مُغْلَقًا ، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ لِأَنَائِهِ مَا يُحَمِّرُ بِهِ فَلْيَعْرِضْ عَلَيْهِ عُوْدًا .

”حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں: ”یہ وہ حدیث یا مسئلہ ہے جو میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جب تم رات کو سونے لگو تو مشکیزوں کے سر بندھن باندھ دو اور دروازے اچھی طرح بند کر لو اور کھانے پینے (کے برتنوں) کو ڈھانپ لو کیونکہ شیطان آتا ہے تو اگر دروازہ بند نہ ہو تو وہ داخل ہو جاتا ہے۔ اور اگر مشکیزہ بندھا ہوا نہ پائے تو اس سے پی لیتا ہے۔ اور اگر وہ دروازہ بند پائے اور مشکیزے کو بندھا ہوا پائے تو وہ رسی نہیں کھولتا اور نہ بند (دروازہ) کھولتا ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کو اپنا برتن ڈھانپنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اس پر آڑی ترچھی لکڑی ہی رکھ دے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں غروب آفتاب سے قبل کچھ آداب ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے انسان بہت سی

بیماریوں، ہلاکتوں اور ایذاؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ نیز یہ آداب دنیا و آخرت کی خیر اور سلامتی کا باعث ہیں۔

۱۔ سر شام بسم اللہ پڑھ کر گھر کے دروازے بند کر لیے جائیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ شام کے وقت شیاطین روئے زمین پر منتشر ہوتے اور اپنی خباثوں کی ترویج کرتے ہیں۔ لہذا جس دروازے کو بسم اللہ پڑھ کر بند کیا جائے، شیطان اس دروازے کو کھولنے سے قاصر اور گھر میں داخل ہونے سے باز رہتا ہے، جس سے وہ اہل خانہ شیطانی شرارتوں اور ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہتے ہیں، جس میں ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

۲۔ غروب آفتاب سے قبل برتن لٹا دیئے جائیں، ان پر ڈھکنے رکھ دیئے جائیں یا کم از کم چوڑائی میں ان پر لکڑی وغیرہ رکھ دی جائے اور مشکیزوں کے سر بند باندھ دیئے جائیں۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے کئی فوائد ہیں۔

(۱)..... ایسا برتن اور مشکیزہ شیطانی دسترس سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ شیطان ڈھکے ہوئے برتن کا ڈھلکانا نہیں اتار

سکتا اور بند مشکیزے کا سر بند نہیں کھول سکتا۔

(۲)..... ایسے برتن اور مشکیزے اس وبا سے محفوظ رہتے ہیں۔ جو سال میں ایک رات نازل ہوتی ہے اور ہر کھلے

برتن اور مشکیزے میں داخل ہو جاتی ہے۔

(۳)..... ایسے برتن نجاستوں اور غلاظتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۴)..... ایسے برتن حشرات الارض اور زہریلے کیڑوں کوڑوں سے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ بعض اوقات حشرات الارض کھلے برتن میں واقع ہو جاتے ہیں اور انسان غفلت میں پانی وغیرہ استعمال کر لیتا ہے پھر وہ اس سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ (نووی: ۱۸۲/۱۳)

۳۔ رات کے وقت سونے سے قبل دیے اور لائینیں گل کر دی جائیں کیونکہ آگ انسانوں کی دشمن ہے اور چوبیا وغیرہ دیے کی ترقی کھینچ کر پورے گھر کو آگ لگا دیتی ہے اور عہد رسالت میں مدینہ میں ایک گھر اس وجہ سے جل بھی گیا تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے حفظ ما تقدم کے طور پر رات کے وقت چراغ بجھانے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

۴۔ سرشام اپنے بچوں اور مویشیوں کو گھروں میں روک لیا جائے اور مغرب اور عشاء کے درمیان شروع رات کا اندھیرا ختم نہ ہونے تک انہیں باہر نہ آنے دیا جائے۔ کیونکہ یہ شیاطین کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اور وہ بچوں اور مویشیوں کو روحانی اور جسمانی نقصان پہنچا سکتے ہیں لہذا انسان اس نبوی نسخہ پر عمل کرتے ہوئے، شیطانی تدبیروں اور ان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔



## جَمَاعُ أَبْوَابِ سُنَنِ السَّوَالِكِ وَفَضَائِلِهِ

### سواک کی سنتوں اور اس کے فضائل کے ابواب کا مجموعہ

وَإِنَّمَا بَدَأْنَا بِذِكْرِ السَّوَالِكِ قَبْلَ صِفَةِ الوُضُوءِ لِبَدْءِ النَّبِيِّ ﷺ بِهِ قَبْلَ الوُضُوءِ عِنْدَ دُخُولِ مَنْزِلِهِ .  
ہم نے سواک کے ذکر سے ابتداء کی ہے، وضو کی کیفیت بیان کرنے سے پہلے، نبی اکرم ﷺ کا اپنے گھر داخل ہوتے وقت سواک سے آغاز کرتے۔

۱۰۲..... بَابُ بَدْءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالسَّوَالِكِ عِنْدَ دُخُولِهِ مَنْزِلَهُ

کیونکہ نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت وضو سے پہلے سواک سے ابتداء فرماتے تھے۔

۱۳۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، وَنَا يُونُسُ بْنُ مَوْسَى ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُسْعَرٌ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ يُونُسَ - عَنِ مُسْعِرٍ كِلَاهُمَا.....

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْدَأُ إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَالِكِ . وَقَالَ يُونُسُ: إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ .

”حضرت شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ”جب نبی کریم ﷺ گھر داخل ہوتے تھے تو کس چیز سے ابتدا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ”سواک سے۔“

”یوسف کی روایت میں ”إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ“ جب آپ اپنے گھر داخل ہوتے“ کے الفاظ ہیں۔

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں تمام اوقات سواک کرنے کی فضیلت، سواک کا خاص اہتمام اور بار بار سواک

کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ (نوی: ۱۴۳/۳)

۲۔ قرطبی کہتے ہیں: ممکن ہے گھر داخل ہوتے وقت سواک کرنے کی وجہ یہ ہو کہ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہو کر

(۱۳۴) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک: ۳۵۲۔ سنن النسائی: ۸۔ سنن ابی داؤد: ۴۷۔ سنن ابن ماجہ: ۲۹۰۔ مسند

احمد: ۱۱۰، ۱۰۹، ۴۱/۶۔ وابن حبان: ۱۰۷۴۔ من طریق مسعد عن المقدم.

نوافل ادا کرنے ہوں اور اس لیے گھر داخل ہوتے وقت مسواک کرتے ہوں، کیونکہ آپ مسجد میں نوافل شاذ و نادر ہی ادا کرتے تھے۔ ایک اور قول ہے کہ اس وقت مسواک کرنے کی حکمت یہ تھی کہ بعض اوقات لوگوں سے گفتگو کی وجہ سے منہ کی بوتبدیل ہو جاتی تھی لہذا گھر داخل ہوتے وقت اہل خانہ سے حسن معاشرت کی خاطر اس بو کے ازالہ کے لیے مسواک کرتے تھے، نیز حدیث الباب دلیل ہے کہ گھر داخل ہوتے وقت مسواک کرنا مستحب عمل ہے۔

(شرح سنن النسائی: ۱۰/۱)

### ۱۰۳..... بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَتَطْهِيرِ الْقَمِيهِ بِهِ .

مسواک کی فضیلت اور اس سے منہ صاف کرنے کا بیان

۱۳۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ قَرَعَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْهَاشِمِيِّ ، نَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ جَرِيْجٍ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ.....

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْقَمِيهِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ . فرمایا: ”مسواک منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا (کے حصول) کا ذریعہ ہے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ مسواک کرنا مشروع فعل ہے اس لیے کہ یہ منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث ہے، مسواک کا مطلق بیان اور کسی معین وقت کی عدم تخصیص سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسواک علی الاطلاق مشروع ہے اور مسواک سنت مؤکدہ ہے اور کسی بھی حال میں واجب نہیں ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/۱۱۵)

### ۱۰۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّسْوُكِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ النَّوْمِ لِلتَّهَجُّدِ .

تہجد کے لیے نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنا مستحب ہے

۱۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو حُصَيْنٍ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ ، نَا عَتَرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ - ، نَا حُصَيْنٌ ، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ ، قَالَ عَلِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَقَالَ: هَارُونُ: عَنْ حُصَيْنٍ ، وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ ، وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ - يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ وَالْأَعْمَشِ ، وَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا وَكَيْعٌ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ كُلُّهُمُ

(۱۳۵) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب سواک الرطب واليابس للصائم معلماً، سنن النسائی: ۵۔ والبنافی الفتح الربانی:

۲۹۰/۱۔ سنن الدارمی: ۶۸۱۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ.....

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تہجد کے لیے جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مساواک سے خوب صاف کرتے۔“ یہ ہارون بن اسحاق کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابو موسیٰ اور سعید بن عبدالرحمان نے ”للتہجد“ تہجد کے لیے، نہیں بیان کیا۔

عَنْ حُدَيْفَةَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ يَشْوُصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ هَارُونَ بْنِ إِسْحَاقَ . لَمْ يَقُلْ أَبُو مُوسَى وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِلتَّهَجُّدِ .

**فوائد:**..... ابن دینار کا قول ہے کہ رات سے بیداری کے وقت مساواک کرنا مستحب عمل ہے کیونکہ نیند کی حالت میں معدے سے اٹھنے والے بخارات کی وجہ سے منہ کا ذائقہ متغیر ہو جاتا ہے اور مساواک صفائی کا آلہ ہے لہذا نیند کے آخر پر مساواک کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۶۳)

۱۰۵..... بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا إِنْ صَحَّ الْخَبْرُ .

جس نماز کے لیے مساواک کی جائے وہ اس نماز سے افضل ہے جس کے لیے مساواک نہ کی جائے، بشرطیکہ اس سلسلے میں مذکورہ حدیث صحیح ہو

۱۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ ، نَا أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ: فَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نماز کے لیے مساواک کی جائے وہ اس نماز سے سترگناہ افضل ہے جس کے لیے مساواک نہ کی جائے۔“ امام ابوبکر کہتے ہیں: ”میں نے اس حدیث کی صحت کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ محمد بن اسحاق نے یہ روایت محمد بن مسلم سے نہیں سنی بلکہ اس سے تدلیس کی ہے۔“

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَضْلُ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا اسْتَشْنَيْتُ صِحَّةَ هَذَا الْخَبْرِ ، لِأَنِّي خَافْتُ أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَإِنَّمَا دَلَّسَهُ عَنْهُ .

(۱۳۷) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب السواک، رقم: ۱۱۳۶، ۸۸۹، ۲۴۵۔ صحیح مسلم: ۲۵۵۔ سنن النسائی: ۲۔ سنن

ابی داؤد: ۵۱۔ سنن ابن ماجہ: ۲۸۶۔ مسند احمد: ۲/ ۳۸۲، ۳۹۰۔ سنن الدارمی: ۶۸۲۔

(۱۳۷) اسنادہ ضعیف: مسند احمد بن حنبل، رقم: ۲۷۲/۶۔ والحاکم: ۲۴۴/۱۔ وابو یعلیٰ فی مسنده: ۱۸۲/۸۔ اس میں محمد بن

اسحاق مدرس راوی ہیں، تحدیث کی صراحت موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے روایت ضعیف ہے۔ الضعیفہ: ۱۵۰۳۔

۱۰۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِالسَّوَالِكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ أَمْرٌ نَذْبٍ وَفَضِيلَةٌ لَا أَمْرٌ وَجُوبٌ وَفَرِيضَةٌ.

ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم استحباب اور فضیلت کے لیے ہے۔ وجوبی یا فرضی حکم نہیں

۱۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدِ الْوَاهِبِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ.....

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قُلْتُ تَوْضَأُ ابْنُ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّنْ ذَاكَ؟ قَالَ حَدَّثَنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ ، فَلَمَّا سَقَى ذَلِكَ عَلَيْهِ أَمْرٌ بِالسَّوَالِكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةَ عَلَى ذَلِكَ . فَكَانَ لَا يَدْعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

”جناب محمد بن یحییٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر سے پوچھا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاکی یا ناپاکی (با وضو ہونے یا بے وضو ہونے) کی ہر حالت میں ہر نماز کے لیے وضو کرنا کس سے مروی ہے؟ انہوں نے فرمایا: انہیں حضرت اسماء بنت زید بن خطاب نے بیان کیا کہ انہیں عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے حدیث بیان کی ہے: ”رسول اللہ ﷺ کو با وضو ہونے یا بے وضو ہونے، ہر حالت میں ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا پھر جب یہ کام آپ پر گراں گزرا تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دے دیا گیا۔“ لہذا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ ہر نماز کے لیے (نیا) وضو نہیں چھوڑا کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... مکرر ۱۵۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب عمل ہے فرض نہیں۔

۱۰۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالسَّوَالِكِ أَمْرٌ فَضِيلَةٌ لَا أَمْرٌ فَرِيضَةٌ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ مسواک کرنے کا حکم انضیلت کے لیے ہے فرضیت کے لیے نہیں

إِذْ لَوْ كَانَ السَّوَالِكُ فَرِيضًا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّتَهُ سَقَى ذَلِكَ عَلَيْهِمْ أَوْ لَمْ يَسْقَ . وَقَدْ أَعْلَمَ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِ أُمَّتَهُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ، لَوْ أَنَّ ذَلِكَ يَسْقَى عَلَيْهِمْ . فَدَلَّ هَذَا الْقَوْلُ مِنْهُ ﷺ أَنَّ أَمْرَهُ بِالسَّوَالِكِ أَمْرٌ فَضِيلَةٌ . وَأَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَ بِهِ مَنْ يَخْفُذُ ذَلِكَ عَلَيْهِ ، دُونَ مَنْ يَسْقَى ذَلِكَ عَلَيْهِ .

(۱۳۸) (اسنادہ حسن) صحیح ابی داؤد: ۳۸۔ سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ، باب السواک : ۴۸۔ مسند احمد: ۲۲۵/۵۔

سنن دارم: رقم: ۸۶۔ والبیہقی: ابن حدیث عبداللہ حنظلہ.



مسواک کی سنتیں اور فضائل

اگر مسواک کرنے کا حکم فرض ہوتا تو نبی اکرم ﷺ امت کو اس کا حکم دے دیتے خواہ ان پر یہ مشکل ہوتا یا نہ ہوتا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ امت کے لیے مشقت کا باعث نہ سمجھتے تو انہیں ہر نماز کے لیے اس کا حکم دیتے۔ آپ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ آپ کا مسواک کرنے کا حکم افضلیت کے لیے ہے۔ اور یہ حکم اس کے لیے ہے جو اسے آسانی سمجھے، مشکل سمجھنے والے کے لیے نہیں۔

۱۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ - وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذَكْوَانَ - عَنِ الْأَعْرَجِ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کرنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“ مخرومی نے عشاء کی تاخیر کی تاکید بیان نہیں کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ عَيْنَةَ - بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ . لَمْ يُؤَكِّدِ الْمَخْرُومِيُّ تَأْخِيرَ الْعِشَاءِ .

۱۴۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبُدٍ ، نَا رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ ، نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ امام ابو بکر کہتے ہیں: ”یہ حدیث موطا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے: ”اگر آپ کی امت پر مشکل نہ ہوتا تو آپ انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتے۔“ امام شافعی اور بشر بن عمر نے روح کی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : هَذَا الْخَبْرُ فِي الْمَوْطَأِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، لَوْلَا أَنْ يَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرَهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ . وَرَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ كَرِوَايَةَ رُوْحٍ .

(۱۳۹) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة: ۸۷۔ صحیح مسلم: ۲۵۲۔ سنن الترمذی: ۲۲۔ سنن

النسائی: ۷۔ سنن ابن ماجہ: ۶۹۰۔ مسند احمد: ۱/۲۴۵، ۵۳۰۔ وابن حبان: ۱۰۶۷۔

(۱۴۰) (اسنادہ صحیح) صحیح ابی داود: ۲۷۔ ارواء الغلیل: ۷۰۔ موطا امام مالک: ۱۴۲، ۱۴۳۔ مسند احمد: ۲/۴۰۶، ۵۱۷۔

نسائی فی السنن الکبری: ۱۹۸/۲۔

روایت کی طرح بیان کیا ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ (ہر نماز یا ہر وضو کے ساتھ) مسواک کرنا واجب نہیں بلکہ ہر نماز اور ہر وضو

کے وقت مسواک کرنا مشروع ہے۔ کیونکہ جب وجوب ہو جائے تو استحباب باقی رہتا ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/۱۱۷)

۲۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: احادیث الباب دلالت کرتے ہیں کہ مسواک واجب نہیں ہے اور شافعی کہتے ہیں: اگر مسواک واجب ہوتی تو آپ امت کو مسواک کا حکم دیتے۔ خواہ مسواک کرنا ان پر شاق گذرتا یا آسان ہوتا۔

(نووی: ۳/۱۴۳)

۳۔ نبی ﷺ امت پر نہایت شفیق تھے اور امت کی دشواریوں کو دیکھتے ہوئے کئی احکام میں تخفیف فرمائی۔ جن میں ایک مسواک کی فرضیت میں تخفیف ہے۔

۱۰۸..... بَابُ صِفَةِ اسْتِيَاكِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی اکرم ﷺ کے مسواک کرنے کی کیفیت کا بیان

۱۴۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الضَّيْبِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - عَنْ غَبْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.....

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسواک کر رہے تھے اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا اور آپ ”عاعا“ کی آواز نکال رہے تھے۔“

**فوائد:**..... نیند سے بیداری کے وقت منہ بدبودار ہو چکا ہوتا ہے اور منہ کا ذائقہ متغیر ہو چکا ہوتا ہے لہذا اس

وقت منہ کی خوب صفائی کے لیے مسواک کا کنارہ زبان پر پھیرنا اور اسے حلق تک لے جانا بہتر ہے اور اس صورت میں قے کرنے کی طرح حلق سے آواز نکلتی ہے، یہ مسواک میں مبالغہ اور منہ کی خوب طہارت کے سبب ہوتا ہے۔



(۱۴۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب السواک: ۲۴۴۔ ومسلم: ۲۵۴۔ سنن النسائی: ۳۔ وابن حبان: ۱۰۷۳۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۴۰۔ وأحمد: ۴/۴۱۷۔

## جَمَاعُ أَبْوَابِ الْوُضُوءِ وَ سُنَنِهِ وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب کا مجموعہ

۱۰۹..... بَابُ إِجَابِ إِحْدَاثِ النِّيَّةِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ

وضو اور غسل کے لیے نیت کرنا واجب ہے

۱۴۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمِيّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ.....

”حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اعمال (کی قبولیت) کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ (یعنی اچھی یا بری نیت کے مطابق جزا یا سزا ملے گی) تو جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے یا کسی عورت سے شادی کے لیے تھی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔“ احمد کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ”وانما لامری مانوی“ ”آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی“

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَيْ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ أَمْرًا يَتَزَوَّجُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ أَحْمَدُ: وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَيْ.

۱۴۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيِّ

(۱۴۲) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، رقم: ۵۴۶۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔ سنن الترمذی: ۱۶۴۷۔ سنن

النسائی: ۷۵۔ سنن ابی داؤد: ۱۸۸۲۔ سنن ابن ماجہ: ۴۲۱۲۷۔ مسند احمد بن حنبل: ۴۳۰۲۵/۱۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصِ اللَّيْثِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ.....

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى.

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اعمال (کا اجر ثواب) نیت کے مطابق ہے۔ اور آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نیک اعمال بجالانے میں نیت شرط ہے۔ اور جو اعمال بلا نیت ادا کیے جائیں وہ غیر معتبر ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۱۴۸) لہذا صحت وضو کے لیے نیت شرط ہے۔

۲۔ اوزاعی اور ابوحنیفہ رحمہما وضو میں نیت کی شرط عائد نہیں کرتے، ان کی دلیل یہ ہے کہ وضو مستقل عبادت نہیں بلکہ یہ عبادت یعنی نماز کا وسیلہ ہے۔ احناف کا یہ دعویٰ اپنے اس اصول کے خلاف ہے کہ تیمم کے لیے نیت شرط ہے اور تیمم بھی عبادت کا وسیلہ ہے، مستقل عبادت نہیں (لہذا ان کا یہ دعویٰ باطل ہوا) جب کہ جمہور علماء نے وضو میں نیت کی شرط ہونے پر ان صحیح احادیث سے استدلال کیا ہے جو وضو پر ثواب حاصل ہونے کے وعدہ کی تصریح کرتی ہیں۔ لہذا وضو کے لیے نیت ضروری ہے جو دیگر اعمال سے اس کی تمیز کر سکے۔ تاکہ اس پر وضو کے وعدے کے مطابق ثواب حاصل ہو سکے۔ (فتح الباری: ۱/ ۱۷۹)

۱۱۰..... بَابُ ذِكْرِ تَسْمِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ الْوُضُوءِ

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے

۱۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ.....

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: طَلَبَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَضُوءًا ، فَلَمْ يَجِدُوا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَهُنَا مَاءٌ ؟ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ ، ثُمَّ قَالَ تَوَضَّؤُوا بِسْمِ اللَّهِ تَوَضَّؤُوا بِسْمِ اللَّهِ

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی تلاش کیا مگر انہیں نہ ملا۔ (وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی کی قلت کی شکایت کی) تو نبی ﷺ نے فرمایا: (کیا تمہارے پاس) کچھ پانی ہے؟ (آپ کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا) تو میں

(۱۴۳) النظر السابق.

(۱۴۴) اسنادہ صحیح: سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء: ۷۸۔ وفی الکبریٰ: ۸۴۔ مسند احمد: ۱۶۵/۳۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک پانی کے اس برتن میں رکھا، پھر فرمایا: ”بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو“ تو میں نے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلتا ہوا دیکھا جبکہ لوگ وضو کر رہے تھے حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا۔“ ثابت کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا: ستر کے قریب تھے۔

فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَقْوَرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ وَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّؤُونَ حَتَّى تَوْضَّؤُوا مِنْ آخِرِهِمْ .  
قَالَ ثَابِتٌ ، فَقُلْتُ لِأَنْسٍ : كَمْ تَرَاهُمْ كَانُوا ؟  
قَالَ تَحْوَا مِنْ سَبْعِينَ .

**فوائد:** ..... ۱۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا فرض اور صحت وضو کے لیے شرط ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ)) ”بے وضو شخص کی نماز نہیں اور جو شخص وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں۔“

(ابوداؤد: ۱۰۱، ابن ماجہ: ۳۹۹، صحیح الجامع: ۷۵۱۴/۲، ۴۱۸، اسنادہ صحیح)

۲۔ اگر کوئی شخص وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ اس میں سے خطا اور بھول چوک معاف ہے البتہ اگر دوران وضو یاد آ جائے تو اسے یاد آنے پر بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے۔

۱۱۱ ..... بَابُ الْأَمْرِ بِغَسْلِ الْيَدَيْنِ ثَلَاثًا ، عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ

نیند سے بیدار ہو کر دونوں ہاتھوں کو کسی برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے

۱۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفْضَلِ ، نَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ ہرگز کسی برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین بار دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔“ امام صاحب فرماتے ہیں: ”ہمیں بشر بن معاذ نے یہ روایت مرفوع بیان کی اور کہا: ”من اناءہ“ اپنے برتن سے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا ، فَإِنَّهُ لَا يَذْرَى أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ . نَا بِشْرُ بْنُ مَعَاذٍ بِهَذَا قَبْلَهُ وَقَالَ : مِنْ إِنْاءِهِ .

(۱۴۵) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ غمس المتوضئ وغیرہ یدہ المشکوک: ۲۷۸۔ سنن النسائی: ۱۔ سنن ابی

داؤد: ۱۰۵۔ مسند احمد: ۱/۴۵۵۔ سنن الدارمی: ۷۵۹۔

فوائد:..... مکرر: ۹۹، ۱۰۰۔

۱۱۲..... بَابُ كَرَاهَةِ مَعَارِضَةِ خَيْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ

قیاس اور شخص رائے کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرنا مکروہ ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ يَجِبُ قَبُولُهُ إِذَا عَلِمَ الْمَرْءُ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْ ذَلِكَ عَقْلُهُ وَرَأْيُهُ. قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب کوئی شخص نبی ﷺ کے حکم کو جان لے تو اسے قبول کرنا واجب ہے اگرچہ اسے اس کی عقل و رائے قبول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (سورۃ الاحزاب: ۳۶) اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

۱۴۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، نَا عَمِي، أَخْبَرَنِي ابْنُ لُهِيعَةَ وَجَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.....

”حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری یا اس کا ہاتھ کہاں گھومتا رہا ہے۔“ تو ایک شخص نے (حضرت ابن عمر سے) کہا: حوض کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کنکری ماری اور فرمایا: ”میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے (حدیث) بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو: حوض کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ابن لہیعہ جب روایت کرنے میں اکیلا ہو تو وہ ان راویوں میں سے نہیں

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَلَا يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ طَافَتْ يَدُهُ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ حَوْضًا، قَالَ: فَحَصَبُهُ ابْنُ عُمَرَ، وَقَالَ: أَخْبَرَكُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَتَقُولُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ حَوْضًا! قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ابْنُ لُهِيعَةَ لَيْسَ مِمَّنْ أَخْرَجَ حَدِيثَهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ، إِذَا تَفَرَّدَ بِرِوَايَةٍ. وَإِنَّمَا أَخْرَجْتُ هَذَا الْحَبْرَ لِأَنَّ جَابِرَ بْنَ

(۱۴۶) سنن ابن ماجہ: ابواب الطہارۃ و سننہا، باب الرجل یستیظ من منامہ: ۳۹۴۔ مسند احمد: ۷۱۲۹۔ والدارقطنی: ۵۰/۱۔

من طریق ابی بکر الی قولہ، حتی یغسلہا الارواء الغلیل: ۱۶۴۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

جنہوں نے اس روایت کو اس کتاب سے نکالا۔ یہ (ابن لہججہ کی) حدیث اس لیے ذکر کی ہے کہ اس کے ساتھ سند میں جابر بن اسماعیل بھی ہے۔“

**فوائد:**..... ضعیف زہری کی تدلیس ہے۔

۱۳..... بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ وَصِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ  
 دو دنوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے انہیں دھونے کی کیفیت اور نبی اکرم ﷺ کے وضو کے طریقے کا بیان  
 ۱۴۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ  
 مَهْدِيٍّ -، نَا زَائِدَةُ بْنُ قَدَامَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيِّ.....

”حضرت عبدخیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز  
 فجر ادا کرنے کے بعد (مسجد کے) صحن میں داخل ہوئے، پھر  
 اپنے غلام سے کہا: میرے لیے وضو کا پانی لاؤ، تو غلام ایک  
 برتن لایا جس میں پانی تھا اور ایک طست (ہاتھ وغیرہ دھونے کا  
 برتن جیسے تھا) لایا۔ عبدخیر کہتے ہیں: ہم بیٹھے ان کی طرف  
 دیکھ رہے تھے، تو انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے برتن پکڑا  
 اور بائیں ہاتھ پر پانی اٹھایا، پھر اپنے ہاتھوں کو دھویا، پھر  
 برتن اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر پانی بہایا  
 ، اس طرح تین بار کیا۔ عبدخیر کہتے ہیں: انہوں نے ہر بار اپنا  
 ہاتھ برتن میں نہیں ڈالا حتیٰ کہ اسے کئی بار دھولیا، پھر اپنا دایاں  
 ہاتھ برتن میں ڈالا (چلو سے) اپنا منہ بھرا، پھر کھلی کی اور ناک  
 میں پانی ڈالا اور اپنے بائیں ہاتھ سے تین بار ناک جھاڑی،  
 پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ کبھی سمیت تین بار  
 دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ کبھی سمیت تین بار دھویا پھر اپنا دایاں  
 ہاتھ برتن میں داخل کیا حتیٰ کہ وہ پانی میں ڈوب گیا، پھر اسے

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: دَخَلَ عَلِيُّ الرَّحْبَةَ بَعْدَمَا  
 صَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ قَالَ لِغُلَامٍ لَهُ: اتُونِي  
 بِطَهُورٍ. فَجَاءَهُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ  
 وَطَسْتٌ. قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ وَنَحْنُ جُلُوسٌ  
 نَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَأَخَذَ بِيَمِينِهِ الْإِنَاءَ فَأَكْفَأَ عَلِيَّ  
 يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ  
 الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، فَأَفْرَعَّ عَلِيَّ يَدِهِ  
 الْيُسْرَى، فَعَلَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ عَبْدُ  
 خَيْرٍ: كُلُّ ذَلِكَ لَا يَدْخُلُ يَدَهُ الْإِنَاءَ حَتَّى  
 يَغْسِلَهَا مَرَّاتٍ. ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى  
 الْإِنَاءَ فَمَلَأَ فَمَهُ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَشَشَقَ،  
 وَنَشَرَ يَدَيْهِ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ  
 غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ  
 الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْوِرْفَقِ. ثُمَّ  
 غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى

(۱۴۷) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب غسل الوجہ: ۹۲۔ و ابو داؤد: ۱۱۲۔ و ابن ماجہ: ۴۰۴۔ و الدارمی:

۷۰۱۔ و عبد اللہ بن أحمد زوائد۔ مسند احمد بن حنبل: ۱/۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۳۔ و ابن حبان: ۱۰۷۶۔

اٹھایا اور اس پر لگے ہوئے پانی کو بائیں ہاتھ پر لگایا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، پھر اپنے دائیں پاؤں پر پانی بہایا اور اسے بائیں ہاتھ سے تین بار دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں قدم پر پانی بہایا اور اسے بائیں ہاتھ سے تین بار دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں قدم پر پانی بہایا اور اسے بائیں ہاتھ سے تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور اسے پانی سے بھرا، پھر اسے پی لیا، پھر فرمایا: ”یہ نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ ہے، جو شخص اللہ کے نبی ﷺ کے وضو کے طریقے کو دیکھنا پسند کرتا ہے تو یہ آپ کے وضو کا طریقہ ہے۔“

الْمِرْقَى . ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ حَتَّى غَمَرَهَا الْمَاءُ ، ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنْ الْمَاءِ ، ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا أَوْ جَمِيعًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى ، فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرَى ، ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى قَدَمِهِ الْيُسْرَى ، فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرَى . ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَمَلَأَ مِنَ الْمَاءِ ، ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ . ثُمَّ قَالَ: هَذَا طَهُورُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طَهُورِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَهَذَا طَهُورُهُ .

- فوائد:**..... ۱۔ سونے سے بیدار ہونے کے بعد وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل تین مرتبہ ہاتھ دھونا لازم ہے لیکن عام معمول کے مطابق بھی وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے کی بجائے پانی انڈیل کر ہاتھ دھونا بہتر ہے اور اگر نیند کے سوا انسان وضو کے برتن میں ہاتھ ڈال دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔
- ۲۔ دیگر اعضائے وضو کو دائیں ہاتھ سے دھونا مسنون و مستحب ہے لیکن ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑنا مسنون ہے۔
- ۳۔ تمام اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا مستحب اور ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔
- ۴۔ کھڑے ہو کر پانی پینے کا بھی جواز ہے۔
- ۵۔ جس شخص کو وضو کا مسنون طریقہ معلوم ہو اسے اس عمل کی دوسرے لوگوں کو تعلیم دینی چاہیے تاکہ لوگ اس مسنون طریقہ کو سیکھ کر صحیح وضو کر سکیں۔

۱۱۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الْمَضْمُضَةِ وَالْإِسْتِنْسَاقِ مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَالْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے اور اعضائے وضو ایک ایک مرتبہ دھونا جائز ہے

۱۴۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، نَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....



”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے ایک چلو پانی لیا (اور اس سے) کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ایک چلو لیا تو اس سے اپنا چہرہ مبارک دھویا، پھر ایک چلو لیا تو اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا، ایک اور چلو لیا تو اپنا بائیں ہاتھ دھویا، اور ایک اور چلو لیا تو سر کا مسح کیا اور اپنے کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کا مسح کیا اور اپنی انگلیاں ان میں داخل کیں، پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں پاؤں دھویا اور ایک اور چلو سے

اپنا بائیں پاؤں دھویا۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ وضو کرتے وقت ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا افضل عمل ہے۔ اکثر روایات اس عمل کی تائید کرتی ہیں۔

۲۔ تمام اعضائے وضو کو کم از کم ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ اعضائے وضو کو دھونے کی حد تین مرتبہ ہے۔

۱۱۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِسْتِنْشَاقِ عِنْدَ الْإِسْتِيقَاطِ مِنَ النَّوْمِ ، وَذِكْرِ الْعَلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا أُمِرَ بِهِ نِينَد سے بیدار ہو کر ناک صاف کرنے کے حکم اور اس علت کا بیان جس کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ہے

۱۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ النَّحَارِثِ الْمِصْرِيُّ ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ ، قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْهَادِ - وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے

(۱۴۸) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الوجه بالیدين من غرفة واحدة: ۱۴۰۔ سنن النسائی: ۸۱۔ وابو داؤد: ۱۳۸۔

وابن حبان: ۱۰۷۵۔ وأحمد: ۱/۲۶۸، ۳۶۵۔

(۱۴۹) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ایلیس وجنوده: ۳۲۹۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۸۔ سنن النسائی: ۹۰۔

وأحمد: ۲/۳۵۲۔ من طریق یزید بن الہاد۔

فَلَيْسَتْ شَرُّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ بیدار ہو کر وضو کرے تو اسے چاہیے کہ تین بار ناک جھاڑے  
عَلَى حَيَاثِيْمِهِ . کیونکہ شیطان اس کے نھنوں میں رات گزارتا ہے۔“

**فوائد:** ..... وضو میں ناک جھاڑنا فرض وضو میں شامل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دوران وضو ناک جھاڑنے کا حکم دیا ہے اور کم از کم ایک مرتبہ ناک جھاڑنا فرض اور زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ ناک جھاڑنا مسنون و مستحب عمل ہے لیکن اسی حدیث کی رو سے رات کی نیند سے بیداری کے بعد وضو کرتے وقت تین مرتبہ ناک جھاڑنا لازم ہے نیز اس عمل سے انسان شیطانی وساوس سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۱۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَبَالِغَةِ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِذَا كَانَ الْمُتَوَضِّئُ مُفْطِرًا غَيْرَ صَائِمٍ

وضو کرنے والا اگر روزے دار نہ ہو تو وضو کرتے ہوئے ناک میں خوب اچھی طرح اس کو پانی چڑھانا چاہئے  
۱۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الزَّعْفَرَانِيُّ وَ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَانِيُّ وَ إِسْحَاقُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ سَنَانَ الْمَدَائِنِيِّ ، وَ رِزْقُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى وَ الْجَمَاعَةُ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ.....

”حضرت لقیط بن صبرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے متعلق بتائیے۔ آپ نے فرمایا: مکمل وضو کرو، انگلیوں کا خلال کرو، اور اگر روزے کی حالت میں نہ ہو تو ناک میں خوب اچھی طرح پانی چڑھاؤ۔“

لَقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ . قَالَ: أَسْبِغِ الْوُضُوءَ ، وَ خَلِّلِ الْأَصَابِعَ ، وَ بَالِغِ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا.

**فوائد:** ..... ۱۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت مبالغہ کرنا مستحب عمل ہے اور روزہ کی حالت میں

مبالغہ آرائی سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

۲۔ وضو مکمل اور اچھے طریقے سے کرنا چاہیے اور وضو میں اعضائے وضو میں سے کوئی جگہ خشک نہیں رہنی چاہیے۔

۳۔ دوران وضو انگلیوں کے خلال کرنے کا بھی حکم ہے۔

۱۱۷..... بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ فِي الْوُضُوءِ عِنْدَ غَسْلِ الْوُجْهِ .

وضو میں چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا

۱۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ الْوَلِيدِ ،

(۱۵۰) (اسنادہ صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۳۰۔ ارواء الغلیل: ۹۰۔ سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراہیة مبالغة الاستنشاق للصائم، رقم: ۷۸۸۔ سنن النسائی: ۱۱۴۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۲۔ وابن ماجه: ۴۰۷۔ والحاكم: ۱۴۸، ۱۴۷۔ ووافقه الذہبی۔ الصحیحہ: ۱۳۰۶۔ وأحمد: ۲۱۱، ۳۳/۴۔ والدارمی: ۷۰۵۔

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ.....  
 عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ  
 أَنَّهُ تَوَضَّأَ ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ،  
 وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ، وَمَضَمَضَ ثَلَاثًا ،  
 وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا  
 ، وَرَجَلَيْهِ ثَلَاثًا وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ ، وَأَصَابِعَ  
 الرَّجْلَيْنِ . وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ .

”جناب شقیق بن سلمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا ، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ کلی کی ، اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں تین بار دھوئے ، اور اپنی داڑھی کا خلال کیا ، اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا ، اور فرمایا: ”میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

۱۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ.....

”حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اپنے ہاتھ تین بار دھوئے ، کلی کی ، ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ تین بار دھویا ، اور اپنے کانوں کے اندرونی و بیرونی حصے کا مسح کیا ، اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے اور انگلیوں کا خلال کیا ، اور جب اپنا چہرہ تین بار دھویا تو اپنی داڑھی کا خلال کیا ، اور فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ عبدالرحمان کہتے ہیں: اور ان (استاد اسرائیل) نے دونوں ہاتھوں کہنیوں سمیت ”دھونے کا ذکر کیا ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کیسے بیان کیا ہے۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”عامر بن شقیق ، ابن حمزہ اسدی نہ کہ ابن شقیق بن سلمہ ہیں ، اور شقیق بن سلمہ ابو وائل ہیں۔“

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ ، قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ  
 بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ،  
 وَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا  
 ، وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا ،  
 وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ، وَخَلَّلَ  
 أَصَابِعَهُ ، وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ حِينَ غَسَلَ وَجْهَهُ  
 ثَلَاثًا . وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ  
 كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ . قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ:  
 وَذَكَرَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ . وَلَا أَدْرِي كَيْفَ  
 ذَكَرَهُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَامِرُ بْنُ شَقِيقٍ هَذَا  
 هُوَ ابْنُ جَمْرَةَ الْأَسَدِيِّ لَيْسَ ابْنُ شَقِيقِ بْنِ  
 سَلَمَةَ وَشَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ هُوَ أَبُو وَائِلٍ .

(۱۵۱) اسنادہ صحیح، ابن حبان: ۱۰۷۸۔ وابی داؤد، الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء النبی: ۱۱۰۔ الارواء الغلیل: ۹۲۔ وابن ماجہ: ۴۳۰۔ والترمذی: ۳۱۔ واحمد: ۵۷/۱۔ وعبد بن حمید فی مسندہ: ۶۲۔  
 (۱۵۲) اسنادہ صحیح، الجاکم: ۱۴۸/۱۔ سنن ابی داؤد: ۱۱۰۔ مسند احمد: ۴۰۳۔ سنن الدارمی: ۷۰۴۔

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ دوران وضو داڑھی کا خلال مسنون و مستحب ہے اور داڑھی کا خلال واجب نہیں ہے کیونکہ داڑھی کے خلال کے وجوب کی کوئی صحیح دلیل ثابت نہیں لیکن آپ ﷺ کے دائمی فعل سے اس کی افضلیت اٹل ہے۔

۲۔ داڑھی کے خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل کیا جائے پھر ہاتھ کی انگلیاں داڑھی میں داخل کی جائیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ))

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے آپ ایک چلو پانی لیتے اور اسے اپنے ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے پھر اس سے اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: میرے رب نے مجھے اس طرح داڑھی کے خلال کا حکم دیا ہے۔

(ابوداؤد: ۱۴۵، صحیح الجامع: ۶۶۶ اسنادہ صحیح)

۱۱۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاتِ الْوُجْهِ بِالْمَاءِ عِنْدَ غَسْلِ الْوُجْهِ .

چہرہ دھونے وقت چہرے کو پانی سے اچھی طرح ملنا مستحب ہے

۱۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ ، نَا ابْنُ عَلِيَّةَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَّانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس میرے گھر تشریف لائے، اور وہ پیشاب کر چکے تھے، تو انہوں نے پانی منگوایا، ہم آپ کے پاس ایک بڑا پیالہ لے کر آئے جس میں ایک مہیا اس کے قریب پانی سماتا ہے۔ وہ آپ کے سامنے رکھا گیا پھر فرمایا: ”اے ابن عباس! کیا میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ کروں؟ میں نے عرض کی: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ضرور کیجیے۔“ کہتے ہیں: تو آپ کے لیے (وضو کرنے والا) برتن رکھا گیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑا، پھر اپنے دائیں ہاتھ میں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَيَّ بَيْتِي وَقَدْ بَالَ ، فَدَعَا بَوْضُوءَ فَجِئْتَاهُ بِقَعْبٍ يَأْخُذُ الْمُدَّ أَوْ قَرَيْبَهُ ، حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسِ أَلَا تَوَضَّأُ لَكَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟ فَقُلْتُ: بَلَى فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي . قَالَ فَوَضِعَ لَهُ إِثَاءً فَغَسَلَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْشَرَ ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَمِينِهِ يَعْنِي الْمَاءَ فَصَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ .

(۱۵۳) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء: ۱۱۷۔ مسند احمد: رقم الحدیث: ۸۲/۱۔ من حدیث محمد بن اسحاق بہ وصرح بالسماع۔

پانی لے کر اس کے ساتھ اپنا چہرہ خوب ملا۔“ اور باقی حدیث بیان کی۔

**فوائد:**..... وضو کرتے وقت منہ پر زور سے پانی پھینکنا درست ہے، مسنون عمل ہے اور اس میں کسی قسم کی قباحت اور کراہت نہیں ہے۔ تاہم اگر آس پاس دیگر لوگ بھی وضو کر رہے ہوں تو اس بات کا لحاظ رکھا جائے ان پر پانی کے چھیننے نہ پڑیں۔

۱۱۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَجْدِيدِ حَمْلِ الْمَاءِ لِمَسْحِ الرَّأْسِ غَيْرَ فَضْلِ بَلَلِ الْيَدَيْنِ .

سر کے مسح کے لیے دونوں ہاتھوں سے نچے ہوئے پانی کے علاوہ نیا پانی لینا مستحب ہے

۱۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ ، نَا عَمِّي ، حَدَّثَنِي عَمْرُو . وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ . أَنَّ حَبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ ، أَنَّ أَبَاهُ ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ .....

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ : ”حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کھلی کی پھر ناک جھاڑا پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا، اپنا دلیاں ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار دھویا اور اپنے ہاتھ سے نچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے سر کا مسح کیا، اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے حتیٰ کہ انہیں اچھی طرح صاف کیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا ہاتھوں کے نچے ہوئے پانی سے وضو نہیں کیا۔ نیز اس حدیث سے یہ استدلال درست نہیں کہ وضو کے لیے مستعمل پانی سے پاکی حاصل کرنا درست نہیں، کیونکہ اس حدیث میں سر کے لیے نیا پانی لینے کا بیان ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا شرط ہے۔ (نووی: ۱۲۴/۳)

۲۔ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ راجح مسئلہ یہ ہے کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے۔

(تحفة الاحوذی: ۱/۱۰۳)

(۱۵۴) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب آخر فی وضوء النبی رقم: ۲۳۶۔ سنن ابی داؤد: ۱۱۲۰۔ مسند احمد: ۴/۱۰۳۹۔

والترمذی: ۳۵۔ وابن حبان: ۱۰۸۵۔ والدارمی: ۷۰۹۔ من طریق حبان بن واسع عن ایہ۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

۱۲۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ مَسْحِ الرَّأْسِ بِالْيَدَيْنِ جَمِيعًا لِيَكُونَ أَوْعَبَ لِمَسْحِ جَمِيعِ الرَّأْسِ .  
وَصِفَةِ الْمَسْحِ ، وَالْبُدْءِ بِمَقْدَمِ الرَّأْسِ قَبْلَ الْمُؤَخَّرِ فِي الْمَسْحِ .

دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کرنا مستحب ہے تاکہ سارے سر کا مسح ہو جائے، اور مسح کی کیفیت کا بیان، اور  
مسح سچھیل جانے سے پہلے پیشانی سے شروع کیا جائے گا

۱۵۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ  
عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ ، وَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ ،  
بَدَأَ بِمَقْدَمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ،  
ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ  
مِنْهُ .

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا،  
دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے لے گئے،  
پیشانی سے شروع کر کے انہیں اپنی گدی تک لے گئے، پھر  
انہیں اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔“

۱۵۶- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ  
عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ  
مَرَّتَيْنِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَبَدَأَ بِالْمَقْدَمِ ،  
ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنا چہرہ مبارک تین بار دھویا، اور  
اپنے دونوں ہاتھ دو بار دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا اور (مسح  
کرنا) پیشانی سے شروع کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں سر کے مسح کا مسنون طریقہ بیان ہوا ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت دونوں ہاتھ ملا کر  
سر کے اگلے حصے سے پھیرتے ہوئے گدی تک لائے جائیں، پھر وہاں سے ہاتھوں کو گھماتے ہوئے سر کے اگلے حصے  
تک لایا جائے، سر کے مسح کا یہ مسنون و مستحب طریقہ ہے، بشرطیکہ سر پر پگڑی نہ ہو۔ پگڑی کی صورت میں محض پگڑی کا  
مسح اور پیشانی کے بالوں سمیت پگڑی کا مسح دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(۱۵۵) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مسح الرأس كله رقم: ۱۸۵ - ومسلم: ۲۳۵ - سنن الترمذی: ۳۰ - سنن النسائی:

۹۸ - سنن ابی داؤد: ۱۱۸ - سنن ابن ماجہ: ۴۳۴ - مسند احمد: ۴۲، ۳۹/۴ - موطا امام مالک: ۳۱ .

(۱۵۶) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مسح الرأس كله رقم: ۱۸۵ - ومسلم: ۲۳۵ - سنن الترمذی: ۳۰ - سنن النسائی:

۹۸ - سنن ابی داؤد: ۱۱۸ - سنن ابن ماجہ: ۳۴ - مسند احمد: ۴۲، ۳۹/۴ - موطا امام مالک: ۳۱ .

۱۲۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الرَّأْسِ إِنَّمَا يَكُونُ بِمَا يَبْقَى مِنْ بَلَلِ الْمَاءِ عَلَى اليَدَيْنِ، لَا بِنَفْسِ الْمَاءِ كَمَا يَكُونُ الْغُسْلُ بِالْمَاءِ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ سر کا مسح ہاتھوں پر بھی ہوئی تری سے ہوگا نہ کہ اصل پانی سے جس طرح کہ پانی سے (کوئی عضو) دھویا جاتا ہے

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: خَبَرْتُ عَبْدَ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ: ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ حَتَّى غَمَرَهَا الْمَاءُ، ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا أَوْ جَمِيعًا.

امام ابو بکر فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی عبد خیر کی روایت میں ہے: ”پھر انہوں نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا حتیٰ کہ وہ پانی میں ڈوب گیا، پھر اسے اس پر لگے ہوئے پانی سمیت اوپر اٹھایا، پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر ملا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا

۱۲۲..... بَابُ مَسْحِ جَمِيعِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوءِ

وضو میں پورے سر کا مسح کرنا۔

۱۵۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، .....

نَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى، قَالَ سَأَلْتُ مَالِكًا عَنِ الرَّجُلِ مَسَحَ مَقْدَمَ رَأْسِهِ فِي الْوُضُوءِ، أَيَجْزِيهِ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازَنِيِّ، قَالَ: مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ فِي وُضُوءِهِ مِنْ نَاصِيَتِهِ إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّ يَدَيْهِ إِلَى نَاصِيَتَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهُ كُلَّهُ.

”جناب اسحاق بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے وضو میں صرف پیشانی کا مسح کیا، کیا اسے یہ کافی ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: مجھے عمرو بن یحییٰ بن یحییٰ بن عمارہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ بیان کرتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے اپنے وضو میں اپنی پیشانی سے گدی تک اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی پیشانی پر لوٹایا اور پورے سر کا مسح کیا۔“

**فوائد:**..... امام نووی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ سارے سر کا مسح مشروع اور با اتفاق العلماء مستحب

عمل ہے کیونکہ اس عمل سے تمام سر مسح میں شامل ہو جاتا ہے اور سر کے سارے بالوں تک پانی پہنچ جاتا ہے اور مالک، مزنی، جبائی اور احمد رضی اللہ عنہم سر کے تمام مسح کے وجوب کے قائل ہیں۔ (نبیل الاوطار: ۱/ ۱۷۰)

۲۔ اس حدیث کی رو سے راجح مسئلہ یہی ہے کہ تمام سر کا مسح واجب ہے کیونکہ قرآن میں سر کے مسح کا حکم دیا گیا اور

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

حقیقت میں لفظ 'راس' تمام سر کے لیے مستعمل ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل میں پورے سر کا مسح کیا بھی ہے۔ لہذا حقیقت سے مجاز کی طرف کسی صورت عدول درست نہیں، بلکہ اسے حقیقی معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔

(المغنی مع الشرح الكبير: ۱/ ۱۴۲)

۱۲۳..... بَابُ مَسْحِ بَاطِنِ الْأُذُنَيْنِ وَ ظَاهِرِهِمَا .

دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کا مسح کرنا

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ أَمَلَيْتُ حَدِيثَ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ وَ خَبَرَ بِنِ عَبَّاسٍ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا . (انظر الحديث: ۱۴۸، ۱۵۲)

امام ابو بکر فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کے مسح کے متعلق حدیث بیان کر چکا ہوں۔“

۱۲۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الكَعْبَيْنِ اللَّذَيْنِ أَمْرُ الْمُتَوَضِّئِ بِغَسْلِ الرَّجْلَيْنِ إِلَيْهِمَا ، الْعُظْمَانِ النَّائِتَانِ فِي جَانِبَيْ الْقَدَمِ ، لَا الْعَظْمَ الصَّغِيرَ النَّائِيَّ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ ، عَلَى مَا يَتَوَهَّمُهُ مِنْ يَتَحَذَلُ مَنْ لَا يَفْهَمُ الْعِلْمَ وَلَا لُغَةَ الْعَرَبِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وہ دونوں ٹخنے جہاں تک وضو کرنے والے کو پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے وہ قدم کے دونوں جانب ابھری ہوئی دو ہڈیاں ہیں۔ قدم کے اوپر ابھری ہوئی چھوٹی ہڈی مراد نہیں ہے جیسا کہ بعض کم فہم اور عرب لغت نہ جاننے والے سخی خوروں کو وہم ہوا ہے

۱۵۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، نَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ.....

”حضرت حمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا لیا، پھر انہوں نے نبی ﷺ کے وضو کے طریقے کے متعلق حدیث بیان کی، اور فرمایا: ”پھر آپ نے اپنا دایاں پاؤں دونوں ٹخنوں تک تین بار دھویا، اور بائیں پاؤں بھی اسی طرح دھویا۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ٹخنے قدم کے

(۱۵۸) صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء و کمالہ : ۲۲۶۔ و صحیح البخاری: ۱۵۹۔ وابن حبان: ۱۰۵۸۔

والبیہقی: ۳۲۳۔ من طریق عطاء بن یزید، سنن النسائی: ۱۱۶۔ مسند احمد: ۳۹۳۔



وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

الْقَدَمِ إِذْ لَوْ كَانَ الْعَظْمُ النَّاتِي عَلَى ظَهْرِ  
دوئوں جانب ابھری ہوئی دو ہڈیاں ہیں۔ کیونکہ اگر ٹخنے سے  
الْقَدَمِ لَكَانَ لِلرَّجْلِ الْيَمْنِي كَعَبٌ وَاحِدٌ لَا  
مراد قدم کے اوپر ابھری ہوئی ہڈی ہوتی تو دائیں پاؤں کا ایک  
كَعْبَانِ .  
ہی ٹخنہ ہوتا، دو نہ ہوتے۔“

**فوائد:**..... علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”کعبین“ سے مراد پنڈلی اور پاؤں کے درمیان ابھری ہوئی ٹخنے کی  
دو ہڈیاں ہیں اور ہر پاؤں میں دو ابھری ہڈیاں ہوتی ہیں لیکن رافضیوں نے اس مسئلہ میں شدوذ اختیار کرتے ہوئے یہ  
موقف اپنایا ہے کہ ہر پاؤں میں ایک کعب یعنی پاؤں کی پشت کی ہڈی ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قول منقول ہے  
لیکن ان سے صحیح ثابت نہیں ہے۔ اول الذکر علماء کی دلیل یہ ہے کہ اہل لغت و اشتقاق نے کعبین سے ٹخنے کی دو ابھری  
ہڈیاں مراد لی ہیں اور مذکورہ صحیح حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ نے ہر قدم کی دو ابھری ہڈیاں  
ثابت کی ہیں۔

۱۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو عَمَّارٍ ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ زَيْدِ بْنِ زِيَادٍ - هُوَ  
ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ.....

”حضرت طارق مہاجر بنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول  
اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ذی مجاز بازار سے گزرے اور آپ  
سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے،  
”لوگو! لا إله إلا الله، کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ایک شخص  
آپ کے پیچھے پیچھے آ کر آپ کو پتھر مار رہا تھا اور اس نے  
آپ کے ٹخنوں اور ایڑیوں کو خون آلود کر دیا تھا، اور وہ کہہ رہا  
تھا: ”اے لوگو! اس کی فرماں برداری نہ کرنا کیونکہ یہ بہت جھوٹا  
ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا:  
عبدالمطلب کے خاندان کا لڑکا ہے۔ میں نے دریافت کیا: ان  
کے پیچھے پیچھے آ کر انہیں پتھر مارنے والا کون ہے۔ انہوں نے  
کہا: یہ عبدالعزیٰ ابولہب ہے۔“ امام ابوبکر کہتے ہیں: اس  
حدیث میں بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ٹخنے سے مراد قدم

عَنْ طَارِقِ الْمُحَارِبِيِّ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ مَرْفُوفِي سُوقِ ذِي الْمَجَازِ ،  
وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا  
النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، تَفْلِحُوا ،  
وَرَجُلٌ يَتَّبِعُهُ يَرْمِيهِ بِالْحِجَارَةِ قَدْ أَدْمَى  
كَعْبَيْهِ وَعُرْفُوبَيْهِ ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا  
النَّاسُ لَا تَطِيعُوهُ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ . فَقُلْتُ: مَنْ  
هَذَا؟ قَالُوا: عَلَامُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ .  
فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَتَّبِعُهُ يَرْمِيهِ  
بِالْحِجَارَةِ؟ قَالُوا: هَذَا عَبْدِ الْعُزَّى أَبُو لَهَبٍ  
. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَفِي هَذَا الْخَبَرِ دَلَالَةٌ أَيْضًا  
عَلَى أَنَّ الْكَعْبَ هُوَ الْعَظْمُ النَّاتِي فِي

(۱۵۹) اسنادہ صحیح، مسند احمد بن حنبل: ۱۵۴۴۸۔ صحیح ابن حبان: ۶۵۶۲۔ الارواء: ۸۲۴۔ الحاکم: ۶۶۸/۲۔

والبیہقی: ۳۶۳۔ صحیح الموارد: ۱۶۸۳، ۱۴۔

جَانِبِي الْقَدَمِ ، إِذَا الرِّمِيَةُ إِذَا جَاءَتْ مِنْ  
وَرَاءِ الْمَاشِيَةِ لَا تَكَادُ تُصِيبُ الْقَدَمَ ، إِذِ  
السَّاقِ مَا يَمْنَعُ أَنْ تُصِيبَ الرِّمِيَةُ ظَهَرَ الْقَدَمِ .  
کے دونوں جانب ابھری ہوئی ہڈی ہے۔ کیونکہ پتھر چلنے والے  
کے پیچھے سے آئے تو وہ قدم کو نہیں لگتا، کیونکہ پنڈلی (پیچھے  
سے) پھینکی ہوئی چیز کو پاؤں پر لگنے سے روکتی ہے۔

**فوائد:**..... حافظ ابن خزیمہ نے اس حدیث سے بھی یہ استدلال کیا ہے کہ کعب سے مراد ٹخنے کی ابھری ہوئی

ہڈی ہے، کیونکہ پیچھے سے پتھر مارا جائے تو وہ چلنے والے کی ٹخنے کی ابھری ہوئی ہڈیوں پر یا اڑیڑی پر لگے گا اس صورت میں  
پاؤں کی چھاتی پر پتھر لگنا محال ہے۔ مقصود یہ ہے کہ وضو میں ٹخنے کی ابھری ہوئی دونوں ہڈیوں کو دھونا فرض ہے اور اگر  
انہیں نہ دھویا جائے تو وضو مکمل نہیں ہوگا لہذا اگر انہوں کے غلط اجتہاد و استدلال کی وجہ سے انسان دھو کے میں رہ کر ٹخنوں کی  
ہڈیوں کو ترک نہ کرے بلکہ صحت وضو کے لیے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا لازم ہے۔

۱۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكَيْعٌ عَنِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ،  
حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْجَدَلِيُّ ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا  
ابْنُ أَبِي عَيْنَةَ ، عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ ، قَالَ سَمِعْتُ.....

”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
ﷺ بوجہہ ، فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ  
- ثَلَاثًا - وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ  
لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ . قَالَ: فَرَأَيْتَ  
الرَّجُلَ يَكُونُ كَعْبُهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتُهُ  
بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَمَنْكَبُهُ بِمَنْكَبِ صَاحِبِهِ .  
هَذَا لَفْظُ حَدِيثٍ وَكَيْعٌ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ:  
أَبُو الْقَاسِمِ الْجَدَلِيُّ هَذَا هُوَ حُسَيْنُ بْنُ  
الْحَارِثِ مِنْ جُدَيْدَةَ قَيْسٍ ، رَوَى عَنْهُ  
زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، وَأَبُو مَالِكٍ  
الْأَشْجَعِيُّ ، وَحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ ، وَعَطَاءُ

”اپنی صفیں سیدھی کر لو، تین بار فرمایا: ”اللہ کی قسم! تم  
ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں  
مخالفت ڈال دے گا۔ (حضرت نعمان) فرماتے ہیں:  
” (آپ کے ارشاد کی تعمیل میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص  
کا ٹخنہ اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ، اس کا گھٹنا اس کے  
ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اس کا کندھا اس کے ساتھی کے  
کندھے کے ساتھ ملا ہوتا تھا۔“ یہ کجی کی حدیث کے الفاظ  
ہیں۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”یہ ابوقاسم قبیلہ قیس کے حسین  
بن حارث ہیں۔ ان سے زکریا بن ابی زائدہ ابوما لک اشجعی،

(۱۶۰) اسنادہ صحیح صحیح ابی داؤد: ۶۶۸۔ الصحیحہ: ۳۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۶۶۲۔

سنن النسائی: ۸۱۰۔ البيهقي: ۱۰۱، ۱۰۰/۳۔ من حدیث ابی داؤد بہ۔ وابن حبان: ۳۹۶۔ وعلقه البخاری، رقم: ۷۲۵۔

وأحمد: ۲۷۶/۴۔ صحیح الترغیب: ۵۱۲۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

حجاج بن ارطاة اور عطاء بن سائب نے روایت کی ہے۔ ابوالقاسم کا شمار کوفی راویوں میں ہوتا ہے۔ اس حدیث میں ایسی دلیل ہے جس نے شک و شبہ کو ختم کر دیا ہے کہ ٹخنہ پاؤں کی ایک جانب ابھری ہوئی وہ ہڈی ہے جسے نماز پڑھنے والا اپنے پہلو میں کھڑے نمازی کے ٹخنے کے ساتھ ملا سکتا ہے۔ عقل مند لوگوں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ نمازی جب صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنے قدم کے بالائی حصے کو کسی دوسرے شخص کے قدم کے بالائی حصے سے ملا لے، یہ ناممکن ہے۔ لہذا جو چیز ناممکن ہو عقل مند اس کے ممکن ہونے کا خیال نہیں کرتا۔

بْنُ السَّائِبِ ، عِدَادُهُ فِي الْكُوفِيِّينَ . وَفِي هَذَا الْخَبَرِ مَا نَفَى الشَّكَّ وَالْإِزْتِيَابَ أَنَّ الْكَعْبَ هُوَ الْعَظْمُ النَّاتِيءُ الَّذِي فِي جَانِبِ الْقَدَمِ ، الَّذِي يُمَكِّنُ الْقَائِمُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَلْزِقَهُ بِكَعْبٍ مِّنْهُ قَائِمٌ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ . وَالْعِلْمُ مُحِيطٌ عِنْدَ مَنْ رَكِبَ فِيهِ الْعَقْلَ أَنَّ الْمُصَلِّينَ إِذَا قَامُوا فِي الصَّفِّ لَمْ يُمَكِّنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِمَّا صَاقَ ظَهْرِهِ قَدَمَهُ بِظَهْرِ قَدَمِ غَيْرِهِ ، وَهَذَا غَيْرُ مُمَكِّنٍ . وَمَا كَوْنُهُ غَيْرُ مُمَكِّنٍ لَمْ يَتَوَهَّمْ عَاقِلٌ كَوْنَهُ .

### فوائد

یہ حدیث بھی اس سابقہ موقف کی قوی دلیل ہے کہ ”کعب“ سے مراد ٹخنے کی ابھری ہڈیاں ہیں، پاؤں کی چھاتی اور پشت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ صف ملاتے وقت ”کعب“ ٹخنے کی ابھری ہڈیاں ملتی ہیں پاؤں کی چھاتی ملانا ناممکن اور محال ہوتا ہے اور اس کیفیت سے صفیں ٹوٹیں گی۔ اس طرح صفوں کا ملنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

۱۲۵..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْعَقَبَيْنِ فِي الْوُضُوءِ

وضو میں ایڑیوں کے نہ دھونے پر وعید کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْفَرَضَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ ، لَا مَسْحَهُمَا ، إِذَا كَانَتَا غَيْرَ مُعْطِيَتَيْنِ بِالْخُفِّ أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَ الْخُفِّ ، لَا عَلَى مَا زَعَمَتِ الرُّوَافِضُ أَنَّ الْفَرَضَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ لَا غَسْلَهُمَا ، إِذْ لَوْ كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ مُؤَدِّيًا لِلْفَرَضِ ، لَمَا جَازَ أَنْ يُقَالَ لِتَارِكِ فَضِيلَةٍ: وَيْلٌ لَهُ وَقَالَ ﷺ: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ، إِذَا تَرَكَ الْمُتَوَضِّئُ غَسْلَ عَقَبَيْهِ

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ دونوں قدم جب ننگے ہوں اور موزوں یا جرابوں وغیرہ سے ڈھکے ہوئے نہ ہوں تو انہیں دھونا فرض ہے نہ کہ ان کا مسح کرنا، رافضیوں کے قول کے برعکس جو یہ کہتے ہیں کہ قدموں کا مسح کرنا فرض ہے، دھونا فرض نہیں، کیونکہ اگر قدموں پر مسح کرنے والا شخص فرض کی ادائیگی کرنے والا ہوتا ہے تو افضلیت کے تارک شخص کو تباہی و بربادی یا جہنم کی وعید سنانا جائز نہ ہوتا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“ (یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب وضو کرنے والوں نے ایڑیاں اچھی طرح نہ دھوئی تھیں۔

۱۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ

يَسَافٍ ، عَنْ أَبِي يَحْيَى.....

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپس آئے، حتیٰ کہ جب ہم راستے میں پانی (کے ایک مقام یا چشمے وغیرہ) پر تھے تو لوگوں نے عصر کے وقت وضو کرتے ہوئے جلدی کی اور وہ جلدی میں تھے۔ ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایزیاں سفید خشک دکھائی دے رہی تھیں۔ انہیں پانی نہیں لگا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایزیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے، مکمل وضو کرو۔“

۱۶۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ ، كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ.....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(خشک رہ جانے والی) ایزیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“

۱۲۶..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْتِيبِ غَسْلِ بَطُونِ الْأَقْدَامِ فِي الْوُضُوءِ

وضو میں قدموں کے نچلے حصے کو نہ دھونے پر وعید و عذاب کا بیان

فِيهِ أَيْضًا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمَيْنِ غَيْرُ مُؤَدٍّ لِلْفَرْضِ ، لَا كَمَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ ظَهْرِهِمَا ، لَا غَسْلُ جَمِيعِ الْقَدَمَيْنِ .

اس میں بھی دلیل ہے کہ قدموں کے بالائی حصے پر مسح کرنے والا فرض ادا نہیں کرتا، رافضیوں کے خیال کے برعکس جو یہ کہتے ہیں کہ پورے قدموں کو دھونا فرض نہیں ہے بلکہ ان کے اوپر والے حصے پر مسح کرنا فرض ہے۔

۱۶۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، نَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرٍ ،

(۱۶۱) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین یکما لهما: ۲۴۱۔ سنن النسائی: ۱۱۱۔ سنن ابی داؤد: ۹۷۔ سنن ابن ماجہ: ۴۵۰۔ وأحمد: ۲/۱۶۴، ۲۰۱۔

(۱۶۲) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین یکما لهما ۲۴۲۔ والترمذی: ۴۱۔ وابن ماجہ: ۴۵۳۔ وأحمد: ۲/۲۸۲، ۳۸۹۔ من طریق سہیل بن ابی صالح عن ابیہ بہ۔

حَدَّثَنِیَ اللَّیْثُ ، عَنْ حَیوَةَ - وَهُوَ ابْنُ شُرَیْحٍ - عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ ”حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا، آپ نے فرمایا: ”(لَلْأَعْقَابِ وَيَطْوُونَ الْأَقْدَامَ مِنَ النَّارِ . خشک رہ جانے والی) ایڑیوں اور تلووں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔ (فقط پاؤں کا مسح ناکافی ہے) اور جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں علماء کے کئی مذاہب ہے۔ تمام فقہائے کرام اور مفتیان عظام کا موقف ہے کہ وضو میں دونوں پاؤں نختوں سمیت دھونا واجب ہیں اور ان کا مسح ناکافی ہے اور نہ ہی دھونے سمیت پاؤں کا مسح واجب ہے اور اس مجمع علیہ میں کسی کا خاص اختلاف بھی ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ علی، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم کے سوا کسی صحابی کا اس مسئلہ میں اختلاف نہیں، پھر ان صحابہ نے بھی اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ وضو میں دونوں پاؤں کو دھونا واجب ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۱۸۴)

۲۔ وضو میں پاؤں کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے، بلکہ پاؤں کے وہ حصے جہاں پانی پہنچانا مشکل ہو اور ان کے خشک رہنے کا خدشہ ہو انہیں خاص توجہ سے دھونا چاہیے کیونکہ پاؤں کا معمولی حصہ خشک رہنے سے وضو نہیں ہوتا۔

۱۲۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ غَيْرُ جَائِزٍ ، لَا كَمَا زَعَمَتِ

الرَّوَافِضُ وَالْحَوَارِجُ .

رافضیوں اور خارجیوں کے دعوے کے برعکس اس بات کی دلیل کا بیان کہ قدموں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے ۱۶۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمِ الْأَزْدِيُّ ، حَدَّثَنِي قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے قدم کے بالائی حصے پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑنے کا حکم دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ مَسَحَ بِمِثْلِ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَا مَسَحَ بِمِثْلِ ذَلِكَ“

(۱۶۳) اسنادہ صحیح صحیح الترغیب (۱/ ۲۶۸) الروض النضر: ۱۳۰۔ صحیح الجامع الصغیر: ۷۱۳۳۔ مسند احمد بن حنبل: ۱۹۱/۴۔ الطحاوی: ۵۰۸۔

(۱۶۴) اسنادہ صحیح: سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب تفریق الوضوء، رقم: ۱۷۳۔ سنن ابن ماجہ: ۶۶۵۔ مسند احمد:

دی تھی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ”وایس جاؤ اور اپنا وضو اچھی طرح کرو۔“ امام ابوبکر فرماتے ہیں: ہمیں احمد بن عبدالرحمان بن وہب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں، ہمیں میرے چچا نے اسی طرح حدیث بیان کی۔

**فوائد:**..... یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے فرض ہیں کیونکہ اگر ان کا مسح کافی ہوتا تو مذکورہ شخص

کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم چہ معنی دارد؟ لہذا وضو کرتے وقت پاؤں کا دھونا ضروری ماور وضو کے درست ہونے کی شرط ہے۔

۱۲۸..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا أَمَرَ بِغَسْلِ الْقَدَمَيْنِ فِي قَوْلِهِ:

﴿وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ لَا بِمَسْحِهِمَا ، عَلَى مَا زَعَمَتِ الرِّوَايَةُ وَالْخَوَارِجُ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اللہ عزوجل نے اپنے فرمان ﴿وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ ”پاؤں ٹخنوں سمیت“ میں رافضیوں اور خارجیوں کے دعوے کے برعکس قدموں کو دھونے کا حکم دیا ہے مسح کرنے کا نہیں والدلیل علی صحیح تائویل المطلبی رحمہ اللہ أَنَّ مَعْنَى الْآيَةِ عَلَى التَّقْدِيمِ وَالتَّأخِيرِ ، عَلَى مَعْنَى: اغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَآيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ ، فَقَدَّمَ ذِكْرَ الْمَسْحِ عَلَى ذِكْرِ الرَّجْلَيْنِ ، كَمَا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ ، وَابْنُ عَبَّاسٍ ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ، قَالُوا رَجَعَ الْأَمْرُ إِلَى الْغَسْلِ .

اور علامہ مطلبی رحمہ اللہ کی تفسیر کے صحیح ہونے کی دلیل کا بیان کہ آیت کے معنی تقدیم و تاخیر ہے یعنی اغسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَآيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ اپنے چہروں، اپنے ہاتھوں اور اپنے قدموں کو دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو۔ یعنی آیت میں مسح کا ذکر پاؤں کے ذکر سے پہلے کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور عروہ بن زبیر نے فرمایا ہے کہ ﴿وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ ”اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت“ میں حکم دھونے کی طرف لوٹتا ہے۔“

۱۶۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ ، نَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ، نَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو عَمَّارٍ - وَكَانَ قَدْ أَذْرَكَ نَفْرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ ، قَالَ.....

”حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمرو بن عبسہ نے اپنے اسلام لانے کی کیفیت کے بارے میں طویل حدیث بیان کی، اور کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے

أَبُو أَمَامَةَ ، نَا عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ فِي صِفَةِ إِسْلَامِهِ ، وَقَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ

(۱۶۵) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب اسلام عمرو بن عبسہ، رقم الحدیث: ۸۳۲۔ مسند احمد: ۱/۴،

۱۱۲۔ والحاکم: ۱۶۳۰۰۱۔ والترمذی: ۳۰۷۹۔ وأبو داؤد: ۱۲۷۷۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

رسول! مجھے وضو کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ پھر طویل حدیث بیان کی، اور کہا: ”(آپ نے فرمایا) پھر (وضو کرنے والا) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے قدموں کے گناہ اس کی انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔“

فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ وَقَالَ: ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ.

**فوائد:**..... رسول اللہ ﷺ کا حکم الہی (وضو میں پاؤں دھوؤ) کی تعمیل میں پاؤں دھونا اس بات کی دلیل ہے کہ آیت وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے، چنانچہ روانض و خوارج کا اس حکم میں تحریف کرنا اور اس سے یہ مفہوم کشید کرنا کہ آیت وضو میں پاؤں کا مسح کرنے کا حکم ہے، کتاب وسنت کے صریح خلاف ہے لہذا کتاب وسنت کی صریح نصوص کے سامنے عقل اور ذاتی اجتہاد نری جہالت ہے بلکہ کتاب وسنت کے صریح دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اچھے مسلمان کی پہچان ہے۔

۱۲۹..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرَّجْلَيْنِ وَتَرْكِ غُسْلِهِمَا فِي الْوُضُوءِ

وضو میں پاؤں پر مسح کرنے اور انہیں نہ دھونے پر وعید کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْمَسِيحَ لِلْقَدَمَيْنِ التَّارِكُ لِعَسْلِهِمَا، مُسْتَوْجِبٌ لِلْعِقَابِ بِالنَّارِ إِلَّا أَنْ يَعْفُو وَيَصْفَحَ، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عِقَابِهِ

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ پاؤں کو دھونے کی بجائے ان کا مسح کرنے والا آگ کے عذاب کا مستحق ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اور درگزر کرے، ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۶۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا عَقَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهِكٍ.....

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے، پھر آپ ہمارے پاس پہنچے اور ہمیں عصر کی نماز نے جلدی میں ڈال دیا تھا اور ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے۔ ہم اپنے قدموں کا مسح کر رہے تھے تو آپ نے (یہ دیکھ کر کہ ہم پاؤں پوری

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخَلَّفَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ، فَأَذْرَكُنَا وَقَدْ أَرْهَقْتَنَا الصَّلَاةَ - صَلَاةَ الْعَصْرِ - وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ أَرْجُلَنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ مَرَّتَيْنِ

(۱۶۶) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من رفع صوته بالعلم رقم الحدیث: ۹۶۰۶۰۔ صحیح مسلم: ۲۴۱۔ مسند احمد:

۲۲۶، ۲۱۱/۲۔ والنسائی فی الکبری: ۵۸۵۵، ۵۸۵۶.

أَوْثَلَانًا: وَيَلُّ لِيْلَاعِقَابِ مِنَ النَّارِ . هَذَا . طرَحَ دَهْوَنِي كِي بَجَائِي اِن كَاسِحَ كَرَرِهِي هِي (دو یا تین بار  
بَا وَاَز بَلَنَد فَرَمَايَا: ” (خَشَك رِه جَانِي وَاَلِي ) اِيْزِيُوں كِي لِيِي  
آگ كَا عَذَاب هِي۔“ يِي عَفَان بِن مُسْلِم كِي حَدِيث هِي۔

**فوائد:**..... مکرر ۱۶۱۔

۱۳۰..... بَابُ غَسْلِي اَنَامِلِي الْقَدَمَيْنِي فِي الْوُضُوْءِي

وضو میں پاؤں کی انگلیاں دھونے کا بیان

وَفِيهِ مَا دَلَّ عَلَي اَنَّ الْفَرَضَ غَسْلُهُمَا لَا مَسْحُهُمَا .

اور اس میں دلیل ہے کہ دونوں پاؤں دھونا فرض ہے ان کا مسح کرنا نہیں۔

۱۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، نَا أَبُو عَامِرٍ ، نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَامِرٍ -  
وَهُوَ ابْنُ شَقِيقٍ بِنِ حَمَزَةَ الْأَسَدِيَّ - عَنْ شَقِيقٍ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ.....

”حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو تین تین بار وضو کرتے ہوئے  
دیکھا، اور اپنے سر اور اپنے دونوں کانوں کے اندرونی اور  
بیرونی حصے کا مسح کیا، اور اپنے دونوں قدم تین تین بار دھوئے،  
اور اپنی انگلیاں دھوئیں، اپنی داڑھی کا خلال کیا، اور اپنا چہرہ  
دھویا، اور فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح (وضو)  
کرتے ہوئے دیکھا ہے جیسے تم نے مجھے کرتے ہوئے  
دیکھا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۱۶۱ کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔

۱۳۱..... بَابُ تَحْلِيلِي أَصَابِعِي الْقَدَمَيْنِي فِي الْوُضُوْءِي

وضو میں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ ذَكَرْنَا خَبَرَ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَحْلِيلِي أَصَابِعِي الْقَدَمَيْنِي ثَلَاثًا .

امام ابو بکر فرماتے ہیں: ہم پاؤں کی انگلیوں کے تین بار خلال کے متعلق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت بیان کر چکے ہیں۔



۱۶۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَانِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بِيَانِ الْمَدَائِنِيِّ وَ جَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ.....

”حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے متعلق بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”مکمل وضو کرو، انگلیوں کا خلال کرو، اور اگر تم روزے کی حالت میں نہ ہو تو ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا واجب ہے۔

(عون المعبود: ۱/۱۴۶)

۱۳۲..... بَابُ صِفَةِ وَضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

نبی اکرم ﷺ کے تین تین بار وضو کرنے کی کیفیت کا بیان

۱۶۹۔ قَالَ أَبُو بَكْرِ: خَبَرْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي صِفَةِ وَضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

”امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ تین تین بار وضو کرنے کی کیفیت کے متعلق حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی احادیث (ذکر ہو چکی) ہیں۔“

۱۳۳..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ .

دو دو بار وضو کرنا جائز ہے

۱۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرِ الصَّوْرِيُّ - بِالْفُسْطَاطِ - نَاشِرِيحُ بْنُ النُّعْمَانَ ، ثنا فُلَيْحٌ ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ - وَكَتَبْتُهُ مِنْ أَصْلِهِ - نَائِيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَائِيُونِسُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ.....

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔“

(۱۶۸) اسنادہ صحیح) صحیح ابی داود: ۱۳۰۔ ارواء الغلیل: ۹۰۔ سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراهیة مبالغة

الاستنطاق للصائم، رقم: ۷۱۸۔ سنن النسائی: ۳۶۔ سنن ابی داود: ۱۲۴۔

(۱۶۹) انظر الحديث المتقدم: ۱۴۷۔

(۱۷۰) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء مرتین مرتین رقم: ۱۵۸۔ سنن الدارمی: ۶۹۱۔ وأحمد ۴/۴۱۔

## ۱۳۴..... بَابُ إِبَاحَةِ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

ایک ایک مرتبہ وضو کرنا جائز ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ غَايِلَ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً مُؤَدِّ لِفَرْضِ الْوُضُوءِ . إِذْ غَاسَلَ أَعْضَاءَ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً وَاقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ غَايِلٍ . وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَ بِغَسْلِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ بِلَا ذِكْرِ تَوَقُّيْتٍ . وَفِي وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً ، وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ، وَثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ بَعْضَ الْأَعْضَاءِ الْوُضُوءِ شَفْعًا ، وَبَعْضَهُ وَتَرَأَ ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ هَذَا كُلَّهُ مُبَاحٌ . وَأَنَّ كُلَّ مَنْ فَعَلَ فِي الْوُضُوءِ مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ مُؤَدِّ لِفَرْضِ الْوُضُوءِ . لِأَنَّ هَذَا مِنْ اخْتِلَافِ الْمُبَاحِ ، لَا مِنْ اخْتِلَافِ الَّذِي بَعْضُهُ مُبَاحٌ وَبَعْضُهُ مَحْظُورٌ .

اور اس دلیل کا بیان کہ اعضائے وضو ایک ایک بار دھونے والے پر بھی غاسل (دھونے والے) کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مقدار کے تعین کے بغیر اعضائے وضو کو دھونے کا حکم دیا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے ایک ایک، دو دو اور تین تین مرتبہ اعضائے وضو کو دھونے اور بعض کو جفت اور بعض کو طاق مرتبہ دھونے میں یہ دلیل ہے کہ (وضو میں) یہ سب طریقے جائز ہیں۔ اور جو شخص نبی اکرم ﷺ کے مختلف اوقات میں وضو کے مختلف طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر عمل کر لے وہ فرض وضو کو ادا کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ یہ (وضو کے) مباح (طریقوں) کا اختلاف ہے یہ ایسا اختلاف نہیں کہ جس میں بعض (طریقے) مباح ہوں اور بعض ممنوع اور ناجائز ہوں۔

۱۷۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً . ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے ایک ایک بار وضو کیا۔“

## ۱۳۵..... بَابُ إِبَاحَةِ غَسْلِ بَعْضِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ شَفْعًا وَبَعْضَهُ وَتَرَأَ .

بعض اعضائے وضو کو جفت اور بعض کو طاق مرتبہ دھونا جائز ہے

۱۷۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ.....

(۱۷۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب الوضوء مرة مرة رقم: ۱۵۷۔ سنن الترمذی: رقم: ۴۲۔ سنن النسائی: ۸۰۔ سنن ابی داؤد: ۱۳۸۔ مسند احمد: ۱۹۶۸۔ سنن الدارمی: ۶۹۲۔ وابن ماجہ: ۴۱۱۔

(۱۷۲) اسنادہ صحیح صحیح ابی داؤد: ۱۰۹۔ صحیح سنن ترمذی: ۴۷۔ سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فیمن يتوضأ بعض وضوءه مرتین وبعضه ثلاثا، رقم الحدیث: ۴۷۔

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنا چہرہ مبارک تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھ دو مرتبہ دھوئے اور دونوں پاؤں دو مرتبہ دھوئے، اور اپنے سر کا مسح کیا، میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: اور ناک جھاڑی۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ، وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ، وَرِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ، وَأَرَاهُ قَالَ: وَاسْتَتَرَ .

۱۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ.....

”حضرت عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں، کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ تو حضرت عبداللہ بن زید نے فرمایا: ہاں (دکھا سکتا ہوں) لہذا انہوں نے (وضو کے لیے) پانی منگوا یا، تو اپنے ہاتھوں پر پانی بہایا اور اپنے ہاتھ دو مرتبہ دھوئے، پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑی، پھر اپنے چہرے کو تین بار دھویا، پھر اپنے بازو دو دو بار کہنیوں سمیت دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا تو اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے لے کر آئے اور مسح کی ابتدا پیشانی سے کی، پھر انہیں اپنی گدی تک لے گئے، پھر انہیں اسی جگہ لوٹایا جہاں سے شروع کیا تھا، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔“ امام مالک فرماتے ہیں: ”یہ مکمل مسح ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔“

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى -: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِينِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ . فَدَعَا بِوَضُوءٍ ، فَأَفْرَعُ عَلَى يَدَيْهِ ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ، ثُمَّ مَضَمَضَ وَاسْتَتَرَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْإِصْرَفَيْنِ ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ، بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ، ثُمَّ رَدَّهُمَا ، حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ . قَالَ مَالِكٌ: هَذَا أَعْمُ الْمَسْحِ وَأَحَبُّهُ إِلَيَّ .

**فوائد:** .....۱۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: تمام اہل اسلام کا اجماع ہے کہ اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھونا فرض،

(۱۷۳) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب مسح پر اس کلمہ: ۱۸۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔ سنن النسائی: ۹۸۔ سنن ابی

داود: ۱۱۸۔ سنن ابن ماجہ: ۴۳۴۔ مسند احمد: ۴/۴۳۹۔ موطا امام مالک: ۳۱۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

تین تین مرتبہ دھونا مسنون ہے۔ اور اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ اور تین تین مرتبہ دھونے کے بارے اور بعض اعضاء کو تین بار، بعض کو دو مرتبہ اور بعض اعضاء وضو کو ایک مرتبہ دھونے کے بارے احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں، علماء بیان کرتے ہیں اس مسئلہ میں روایات کا اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ وضو کی مذکورہ تمام صورتیں جائز ہیں اور اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا اکمل وضو اور ایک ایک مرتبہ دھونا وضو کے لیے کافی ہے۔ (نووی: ۱۰۵/۳)

۲۔ اکثر اہل علم کا قول ہے کہ وضو میں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھونا وضو کی درستگی کے لیے کافی ہے اور تین تین مرتبہ دھونا افضل ہے۔ (المغنی مع الشرح الكبير: ۱۵۹/۱)

۳۔ بعض اعضاء وضو کو ایک مرتبہ اور بعض کو ایک سے زائد یعنی دو یا تین مرتبہ دھونا جائز ہے۔

(المغنی مع الشرح الكبير: ۱۶۰/۱)

### ۱۳۶..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي غَسْلِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ

اعضائے وضو کو تین سے زیادہ مرتبہ دھونے پر وعید کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ فَاعِلَهُ مُسِيءٌ ظَالِمٌ أَوْ مُتَعَدِّ ظَالِمٌ

اور اس کی دلیل کہ ایسا کرنے والا غلط کار ظالم یا حد سے گزرنے والا ظالم ہے۔

۱۷۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ.....

”حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے وضو کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تین تین بار وضو کیا، پھر فرمایا: ”جو (اس مقدار سے) زیادہ کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا یا اس نے زیادتی کی اور ظلم کیا۔“

عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ. فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، فَقَالَ: مَنْ زَادَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ أَوْ اعْتَدَى وَظَلَمَ.

**فوائد:**.....۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اعضائے وضو دھونے میں تین مرتبہ دھونے سے تجاوز طریقہ وضو پر ظلم

وزیادتی ہے۔ (جو سر اسرنا جائز ہے۔) (نبیل الاوطار: ۱۸۹/۱)

۲۔ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وضو میں اعضاء وضو دھونے میں تین کے عدد سے تجاوز کرنے والا

(۱۷۴) اسنادہ حسن صحیح، سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب الاعتداء فی الوضوء، رقم: ۱۴۰۔ سنن ابی داود: ۱۳۵۔ سنن ابن

ماجہ: ۲۲۔ واحمد: ۱۸۰/۲۔

گناہ گار ہوگا۔ اور ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ وضو میں شدت (تین کے عدد سے تجاوز) شیطانی فعل ہے۔ اور اگر یہ فعل باعث فضیلت ہوتا تو صحابہ کرام اس عمل کو ضرور ترجیح دیتے۔ (المعنی مع الشرح الكبير: ۱/ ۱۶۱)

۱۳۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ .

وضو مکمل کرنے کا حکم

۱۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ أَبِي جَهْضَمٍ ، حَدَّثَنِي .....

”حضرت عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین چیزوں کے سوا کسی چیز کے ساتھ لوگوں سے مخصوص نہیں کیا، آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مکمل وضو کریں، صدقہ نہ کھائیں اور گدھے سے گھوڑے کی نجفتی نہ کروائیں۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن حسن سے ملا تو کہا: مجھے عبداللہ بن عبید اللہ نے ایسے حدیث بیان کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: بنو ہاشم میں گھوڑوں کی قلت تھی تو آپ نے پسند کیا کہ وہ زیادہ ہو جائیں۔ (اس لیے گدھے سے نجفتی کرانے سے منع کر دیا۔)

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَحْصَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ - أَمَرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ الْوُضُوءَ ، وَلَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ ، وَلَا نَنْزِي الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ الدُّورِيُّ ، نَا ابْنُ عَلِيَّةٍ ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ وَزَادَ ، قَالَ مُوسَى: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَسَنِ ، فَقُلْتُ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا . فَقَالَ: إِنَّ الْخَيْلَ كَانَتْ فِي بَنِي هَاشِمٍ قَلِيلَةً فَأُحِبُّ أَنْ يُكْثَرَ فِيهِمْ .

۱۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا ابْنُ أَبِي صَفْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو ، نَا سُفْيَانُ عَنْ سَمَّالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ .....

(۱۷۵) اسنادہ صحیح سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الامر باسباغ الوضوء: ۱۴۱۔ سنن الترمذی: ۱۷۰۱۔ سنن ابی داؤد:

۸۰۸۔ مسند احمد: ۱/ ۲۲۵، ۲۴۹۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۱۳۰۱۵۔

(۱۷۶) اسنادہ صحیح، الارواء: ۸۳۰۷۔ الصحیحۃ: ۲۳۲۶۔ وابن حبان: ۵۰۲۵، ۱۰۵۳۔ وابن ابی شیبہ: ۳۰۷/۴۔ والطبرانی

فی الکبیر: ۳۲۱/۹۔ وفی الاوسط: ۱۴۹/۲۔

وضو اور اس کی سنتوں کے ابواب

ابْنُ مَسْعُودٍ - عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : الصَّفَقَةُ بِالصَّفَقَتَيْنِ رِبَاً ، وَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ .

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سووے میں دو سووے کرنا سووہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکمل وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔“

**فوائد:**..... مکمل اور اچھے طریقے سے وضو کرنا فرض ہے اور اسباغ الوضوء سے مراد وضو کے فرائض و سنن کو بخوبی سرانجام دینا ہے کہ کوئی عضو خشک نہ رہے کیونکہ کسی عضو کا خشک رہنا صحت وضو کے منافی ہے اور اس کے بارے سخت وعید ہے۔

۱۳۸..... بَابُ ذِكْرِ تَكْفِيرِ الْخَطَايَا وَالزِّيَادَةِ فِي الْحَسَنَاتِ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ

تکلیف اور مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنا گناہوں کی بخشش اور نیکیوں میں اضافے کا باعث ہے

۱۷۷ - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَبُو مُوسَى ، حَدَّثَنِي الضَّمْحَاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُفْيَانَ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.....

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتے ہیں اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں) آپ نے فرمایا: ”تکلیف اور مشقت کے باوجود پورا وضو کرنا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔“ امام ابوبکر فرماتے ہیں: ”اس حدیث کو امام سفیان سے ابو عاصم کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا، اگرچہ ابو عاصم نے اس کو حفظ کیا ہے مگر یہ سند غریب ہے، اور یہ طویل روایت ہے جس کو میں نے متعدد ابواب میں بیان کیا ہے۔ اس متن (کی سند) میں مشہور اس طرح ہے: عبداللہ بن محمد عقیل، سعید بن مسیب سے اور وہ حضرت ابو سعید خدری سے بیان کرتے ہیں، عبداللہ بن ابی بکر سے بیان نہیں کرتے، امام صاحب

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَكْفِّرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ الْحَسَنَاتِ ؟ قَالُوا : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ : إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : هَذَا الْخَبْرُ لَمْ يَرَوْهُ عَنْ سُفْيَانَ غَيْرَ أَبِي عَاصِمٍ . فَإِنْ كَانَ أَبُو عَاصِمٍ قَدْ حَفِظَهُ فَهَذَا إِسْنَادٌ غَرِيبٌ . وَهَذَا خَبْرٌ طَوِيلٌ قَدْ خَرَجَتْهُ فِي أَبْوَابِ ذَوَاتِ عَدَدٍ . وَالْمَشْهُورُ فِي هَذَا الْمَتْنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ لَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو

(۱۷۷) اسنادہ حسن صحیح، سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی اسباغ الوضوء: ۴۲۷۔ مسند أحمد من حدیث زہیر

بہ: ۱۶، ۳/۳۔ صحیح الترغیب: ۴۵۲، ۱۹۳۔ والدارمی: ۶۹۸۔ والحاکم: ۲/۱-۱۹۱۔ من طریق ابی موسیٰ۔

طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُوسَى وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبَّسَةَ ، قَالَ أَبُو مُوسَى : نَا ، وَقَالَ أَحْمَدُ : أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ .

فرماتے ہیں: ہمیں ابو موسیٰ اور احمد بن عبدہ نے روایت بیان کی تو ابو موسیٰ نے کہا: حدیث ابو عامر، اور احمد نے کہا: أخبرنا ابو عامر، اور ابو عامر، زہیر بن محمد سے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت بیان کرتے ہیں۔

**فوائد:**..... سخت سردی میں، پانی کی طلب میں مشقت اٹھانے اور زخموں پر وضو کا پانی پہنچنے کی وجہ سے تکلیف اٹھانے کی صورت میں اچھے طریقے سے وضو کرنا اور اعضائے وضو کو مکمل اور بہتر طریقے سے دھونا افضل عمل ہے۔ اور یہ عمل درجات کی بلندی اور گناہوں کو دھو ڈالنے کا باعث ہے۔ لہذا وضو میں یہ چیز ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۳۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالتَّيْمَنِ فِي الوُضُوءِ ، أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ لَا أَمْرٌ يُجِبُّ .

وضو میں دائیں طرف سے (اعضائے وضو) دھونا مستحب ہے، واجب نہیں

۱۷۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو حَيْثَمَةَ عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو بْنِ خَالِدِ الْحَرَّانِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، نَا زُهَيْرٌ ، نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں طرف (کے اعضاء) سے شروع کرو۔“

۱۴۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْبَدْوِ بِالتَّيْمَنِ فِي الوُضُوءِ أَمْرٌ اسْتِحْبَابٌ وَ اخْتِيَارٌ ، وَلَا أَمْرٌ فَرَضٌ وَ يُجِبُّ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ وضو میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم استحبابی اور اختیاری ہے فرض یا وجوبی حکم نہیں ہے۔

۱۷۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - نَا شُعْبَةُ ، قَالَ الْأَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمٍ - قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ .....

(۱۷۸) اسنادہ صحیح) صحیح الجامع الصغیر: ۷۸۷- المشکاة: ۴۰۱- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الانتعال، رقم: ۴۱۴۱- مسند احمد: ۳۵۴/۲- الترمذی: ۱۷۶۶- النسائی فی الکبری: ۹۰۴۹- وابن حبان: ۵۴۲۲، ۱۰۹۰- والبیہقی فی الکبری: ۴۰۹- (۱۷۹) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل: ۴۲۶، ۱۶۸- صحیح مسلم: ۲۶۸- سنن النسائی: ۱۱۲- سنن الترمذی: ۴۰۸- سنن ابی داود: ۴۱۴۰- سنن ابن ماجہ: ۴۰۱- مسند احمد: ۴/۴۰۹، ۱۳، ۱۸۷، ۲۰۲، ۲۱۵- من طریق شعبہ عن الأشرف عن أبيه عن مسروق، بہ؛

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسب طاقت، وضو کرنے، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف (سے ابتدا کرنے) کو پسند فرماتے تھے۔ امام شعبہ کہتے ہیں: پھر میں نے اشعث کو واسط میں بیان کرتے ہوئے سنا: ”آپ اپنے تمام کاموں میں دائیں جانب (سے ابتدا) کو پسند کرتے تھے۔“ پھر میں نے انہیں کوفہ میں کہتے ہوئے سنا: ”آپ حسب طاقت دائیں طرف کو پسند کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ شرع کا مستعمل قاعدہ ہے (کہ ہر اچھا کام) دائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ مثلاً شلوار تھیں پہننے، جوتا پہننے، مسجد میں داخل ہونے، مسواک کرنا، سر مرہ لگانے، ناخن تراشنے، مونچھیں کاٹنے، کنگھی کرنے، زیر بغل بال اکھاڑنے، سر منڈوانے، نماز سے سلام پھیرنے، اعضائے وضو کو دھونے، بیت الخلاء سے نکلنے، کھانے پینے، مصافحہ کرنے اور حجر اسود کا استلام کرنے کے وقت دائیں جانب کی تکریم کی وجہ سے مقدم رکھنا مستحب عمل ہے۔ ان کے متضاد افعال مثلاً بیت الخلاء میں داخل ہونے، مسجد سے نکلنے، ناک صاف کرنے، استنجا کرنے، کپڑے اتارنے اور جوتا اتارنے میں بائیں جانب مقدم رکھنا بہتر ہے۔ نیز تمام علماء کا اجماع ہے کہ وضو میں ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت دائیں ہاتھ اور دائیں پاؤں کو مقدم رکھنا مسنون ہے۔ اگر کوئی شخص اس سنت کی مخالفت کرے تو وہ فضیلت سے محروم رہے گا لیکن اس کا وضوح ہوگا۔ یاد رکھیے! وضو میں بائیں جانب کی تقدیم اگرچہ جائز ہے، لیکن یہ مکروہ فعل ہے۔ (نووی: ۱۵۹/۳)

### ۱۴۱..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ .

پگڑی پر مسح کرنے کی رخصت ہے

۱۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ.....

عَنْ بِلَالٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۱۸۰) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الناصیۃ والعمامة: ۴۷۵۔ سنن الترمذی: ۱۰۱۔ سنن النسائی: ۱۰۴۔

سنن ابن ماجہ: ۵۶۱۔ مسند احمد: ۱۴، ۱۲/۶۔



يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ . وَفِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے  
حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رِيكَا .  
مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ .

۱۸۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادِ الْمُهَلَّبِيُّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ دَاوُدَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ  
جَعْفَرِ بْنِ.....

عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ أَبِيهِ ، قَالَ : ” حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرے ہیں کہ میں نے  
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُو دیکھا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں  
خُفَّيهِ وَعَلَى عَمَامَتِهِ . اور اپنی پگڑی پر مسح کیا۔“

**فوائد** :..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ پگڑی پر مسح جائز ہے اور سر کے مسح کے قائم مقام ہے۔ شوکانی رحمہ اللہ کہتے  
ہیں: پگڑی پر مسح کے بارے اہل علم کا اختلاف ہے اور اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور اور داؤد بن علی پگڑی  
پر مسح کے جواز کے قائل ہیں، اور شافعی کا قول ہے کہ اگر پگڑی پر مسح کے متعلق حدیث صحیح ہو تو میرا بھی یہی موقف ہے۔  
ترمذی بیان کرتے ہیں کہ کئی اہل علم صحابہ مثلاً ابوبکر و عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی پگڑی پر مسح کا جواز منقول ہے۔  
۲۔ پگڑی پر مسح کے بارے ثابت احادیث کا ما حاصل یہ ہے کہ فقط سر کا مسح، محض پگڑی کا مسح اور سر اور پگڑی کا مسح یہ  
تین صورتیں ثابت ہیں۔



(۱۸۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین: ۲۰۵، ۲۰۴۔ سنن نسائی: ۱۱۹۔ سنن ابن ماجہ: ۵۶۲۔

مسند احمد: ۲۸۸، ۱۷۹/۴۔ والدارمی: ۷۱۰۔

## جَمَاعُ أَبْوَابِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

### موزوں پر مسح کرنے کے ابواب کا مجموعہ

۱۴۲..... بَابُ ذِكْرِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ تَوْقِيتِ

لِلْمَسَافِرِ وَلِلْمُقِيمِ بِذِكْرِ أَخْبَارٍ مُجْمَلَةٍ غَيْرِ مُفَسَّرَةٍ

مجل، غیر مفسر روایات کے ذریعے مسافر اور مقيم شخص کے لیے مدت کے تعین کے ذکر کے بغیر

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۱۸۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ.....

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ "حضر ت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے موزوں پر مسح کیا۔"

۱۸۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبِ الْهَمْدَانِيُّ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبٍ.....

عَنْ بِلَالٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ . قَالَ: حَدَّثَنِي زَائِدَةُ . "حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔" عبد اللہ بن سعید کہتے ہیں کہ حدیثی زائده (یعنی ان کی روایت میں عن کی بجائے سماعت کی تصریح بیان کی ہے۔)

۱۸۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو عَمْرٍو وَعِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

(۱۸۲) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین: ۲۰۲، سنن النسائی: ۱۲۱، وابن ماجه: ۵۴۶، واحمد: ۱/۱۰۵.

(۱۸۳) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الناصیۃ والعمامة: ۴۷۵۔ مسند احمد: ۱۴۰۱۲/۶۔ الصحیحہ: ۲۹۴۰.

سَوَاءُ بِنِ عَنَّبَرِ السَّدُوسِيِّ، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ.....

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ؟ فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ سَعْدُ لِعُمَرَ: أَفَتِ ابْنُ أَخِي فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ نَمْسَحُ عَلَى خِفَافِنَا، لَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَلَوْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ وہ موزوں پر مسح کر رہے تھے، تو (ابن عمر نے) کہا: آپ اس طرح عمل کرتے ہیں؟ پھر وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہو گئے، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے بھتیجے کو موزوں پر مسح کے متعلق فتویٰ دیجیے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے اپنے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگرچہ وہ بیت الخلاء سے (قضاے حاجت پوری کر کے) آئے پھر بھی موزوں پر مسح کر لے؟ (حضرت عمر نے) فرمایا: ہاں۔

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث موزوں پر مسح کی مشروعیت کی دلیل ہیں۔

۲۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: روافض وخوراج کے سوا تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ سفر و حضر میں ضرورت و بلا ضرورت موزوں پر مسح جائز ہے حتیٰ کہ گھر میں پابند عورت کے لیے بھی مسح جائز ہے، البتہ شیعہ اور خوارج موزوں پر مسح کے منکر ہیں اور لیکن ان کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں اور امام مالک سے اس بارے کئی اقوال منقول ہیں اور ان کا مشہور موقف جمہور علماء کے موافق ہے اور موزوں پر مسح کے جواز کے متعلق بے شمار صحابہ کے اقوال منقول ہیں۔ حسن بصری کہتے ہیں مجھے ستر صحابہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

(شرح النووی: ۱۶۳/۳)

۱۳۳..... بَابُ ذِكْرِ مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَضَرِ .

حضر (قیام کی حالت) میں نبی اکرم ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا

۱۸۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، نَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....

(۱۸۴) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی المسح علی الخفین: ۵۴۶۔ واحمد: ۳۵/۱۔

”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ اسواق (باغ) میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ قضاے حاجت کے لیے گئے، کہتے ہیں: پھر دونوں باہر نکلے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے (اندر جا کر) کیا کیا؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ قضاے حاجت کے لیے گئے، پھر (واپس آ کر) وضو کیا تو اپنا چہرہ مبارک اور اپنے ہاتھ دھوئے، اور اپنے سر کا مسح کیا، اور موزوں پر مسح کیا۔“ یونس نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: ”تم صلی“ پھر آپ نے نماز پڑھی۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”الاسواق“ مدینہ منورہ میں ایک باغ ہے۔ اور امام ابوبکر کہتے ہیں: میں نے یونس کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ سے حضر میں موزوں پر مسح کرنے کے متعلق اس کے علاوہ اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبِلَالُ الْأَسْوَاقِ ، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجَا . قَالَ أُسَامَةُ: فَسَأَلْتُ بِلَالَ مَا صَنَعَ . قَالَ بِلَالٌ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ . ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ . زَادَ يُونُسُ فِي حَدِيثِهِ: ثُمَّ صَلَّى . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الْأَسْوَاقُ ، حَائِطٌ بِالْمَدِينَةِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ يُونُسَ يَقُولُ: لَيْسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَبْرٌ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَضَرِ غَيْرُ هَذَا .

۱۳۳..... بَابُ ذِكْرِ مَسْحِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نَزْوِلِ سُورَةِ الْمَائِدَةِ .

صِدْقُ قَوْلٍ مَنْ رَعِمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَبْلَ نَزْوِلِ الْمَائِدَةِ

سورہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرم ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے کا بیان، اس شخص کے دعوے کے برعکس جو کہتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے موزوں پر مسح کیا تھا

۱۸۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ ، وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الرَّعَقَرَانِيِّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ ، وَحَدَّثَنَا الصَّنَعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ إِبْرَاهِيمَ.....

(۱۸۵) سنن النسائي: كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين: ۱۲۰۔ وفي الكبرى: ۱۲۶۔ وابن حبان: ۱۳۲۳/۸۰۴۷۔

والبيهقي في الكبرى: ۱۲۱۸۔ والطبراني في الاوسط.

(۱۸۶) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الخفاف: ۳۸۷۔ صحيح مسلم: ۲۷۲۔ سنن الترمذي: ۹۳۔ وسنن

نسائي: ۵۴۳۔ وابن ماجه: ۵۴۳۔ واحمد: ۳۶۴، ۳۶۱، ۳۵۸/۴۔

”حضرت ہمام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے پیشاب کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، ان سے اس بارے میں پوچھا گیا (کہ آپ نے موزوں پر مسح کیوں کیا ہے) تو انہوں نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ یہ صنعانی کی روایت ہے۔ باقی راویوں نے رأیت جریراً، میں نے جریر کو دیکھا“ کے الفاظ بیان نہیں کیے۔ ابواسامہ کی روایت میں ہے، ابراہیم کہتے ہیں: ہمارے اصحاب کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بڑی پسند تھی کیونکہ وہ سورہ ماندہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔ اور وکیع کی روایت میں ہے۔ ”انہیں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہت پسند تھی کیونکہ وہ سورہ ماندہ نازل ہونے کے بعد اسلام لائے تھے۔“

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرًا، بَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هَذَا. هَذَا حَدِيثُ الصَّنَعَانِيِّ وَلَمْ يَقُلِ الْآخَرُونَ رَأَيْتُ جَرِيرًا. وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ أَصْحَابُنَا يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ. وَفِي حَدِيثِ وَكَيْعٍ: كَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ، إِسْلَامُهُ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ.

۱۸۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو عَمَّارِ الْحُسَيْنِ بْنِ حُرَيْثٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَامِرِ الْبَجَلِيِّ.....

”حضرت ابو زرعة بن عمرو بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اور وضو کیا، اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو لوگوں نے ان پر عیب لگایا (یعنی ان کے مسح کرنے کو ناپسندیدہ اور ناکافی سمجھا) تو انہوں نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان سے عرض کی گئی: (آپ ﷺ کا موزوں پر مسح کرنا) یہ تو سورہ ماندہ کے نزول سے پہلے تھا؟ انہوں نے فرمایا: بے شک میں سورہ ماندہ کے نزول کے بعد ہی اسلام لایا تھا۔“

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ: أَنَّ جَرِيرًا بَالَ وَتَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَعَابُوا عَلَيْهِ. فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقِيلَ لَهُ: ذَلِكَ قَبْلَ الْمَائِدَةِ. قَالَ: إِنَّمَا كَانَ إِسْلَامِي بَعْدَ الْمَائِدَةِ.

(۱۸۷) اسنادہ صحیح) سنن ترمذی ۹۴۔ ارواء الغلیل: ۱/۱۳۷۔ سنن الترمذی: کتاب الطہارۃ عن رسول ﷺ باب فی المسح علی الخفین، رقم: ۹۴۔ سنن ابی داؤد: ۱۵۴۔ والحاکم: ۱/۱۶۹۔ من حدیث علی بن الحسین بہ۔ وصححہ، ووافقہ الذہبی، والبیہقی فی الکبری: ۱۱۹۷.

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

۱۸۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ فَهْدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْبَصْرِيُّ ، نَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ.....

عَنْ هَمَامٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: "حضرت ہمام حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "میں نبی اکرم ﷺ کی وفات سے چالیس دن پہلے اسلام لایا۔"

**فوائد:**..... بعض لوگ آیت وضو سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہیں کیونکہ اس آیت میں پاؤں دھونے کا حکم ہے یا بقول شیعہ صرف پاؤں کے مسح کا جواز ہے اور وہ مسح پر جواز کی احادیث کو اس آیت کے نزول سے قبل کا واقعہ قرار دیتے ہوئے مسح پر جواز کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن یہ احادیث واضح نص ہیں کہ دعویٰ تفسیح باطل ہے اور اس آیت کے نزول کے بعد بھی موزوں پر مسح کا جواز ثابت ہے کیونکہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما "سورہ مائدہ" کے نزول کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور ان کا موزوں پر مسح کے متعلق روایت کرنا کہ موزوں پر مسح جائز ہے اور یہ جواز منسوخ نہیں ہے بلکہ حدیث ۱۸۴ دلیل ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سنت پر عمل پیرا تھے۔

۱۲۵..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْمُوقِينَ .

موٹے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت

۱۸۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّاهِرِ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقِ الْمِصْرِيِّ ، نَا أَسَدٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ.....

عَنْ بِلَالٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْمُوقِينَ وَالْخِمَارِ .

"حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے موٹے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔"

**فوائد:**..... الموق: پتلے موزوں کے اوپر پہنے جانے والے موٹے موزے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ ہر قسم کے موزوں، پرخواہ وہ موٹے ہوں یا باریک، مسح جائز ہے۔

۱۲۶..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسِّرِ لِلْأَلْفَاظِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا

(مسح کے متعلق) گزشتہ مجمل الفاظ کی تفسیر کرنے والی حدیث کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الرُّخْصَةَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ لِأَنَّهَا عَلَى الظَّهَارَةِ ، دُونَ لَابِسِهَا مُحَدَّثًا

(۱۸۸) أخرجه ابن عبد البر في الاستيعاب: ۱/۲۳۷.

(۱۸۹) اسنادہ صحیح، مسند احمد بن حنبل: ۱۵/۶۔ وابن ابی شیبہ: ۱/۱۶۲.

غَيْرَ مُتَطَهِّرٍ .

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ موزوں پر مسح کرنے کی رخصت اس شخص کے لیے ہے جس نے انہیں وضو کر کے پہنا ہو، جس نے بغیر طہارت کے بلا وضو پہنے ہوں اس کے لیے نہیں

۱۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو الْأَزْهَرِ ، حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ.....

”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اپنے موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، کیونکہ میں نے انہیں دونوں پاؤں کی طہارت کی حالت میں پہنا ہے۔“

۱۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْقَاسِمُ بْنُ بَشْرِ بْنِ مَعْرُوفٍ ، نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَكْرِيَّا وَحُصَيْنِ وَيُونُسَ عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ.....

”حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ موزوں پر مسح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے دونوں پاؤں کو طہارت کی حالت میں (موزوں میں) داخل کیا ہے۔“

۱۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، وَبِشْرُ بْنُ مِعَاذِ الْعَقْدِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ ، قَالُوا: نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ عَبْدِ الْمَجِيدِ ، نَا الْمُهَاجِرُ - وَهُوَ ابْنُ مَحْلِدٍ.....

”حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرہ اپنے والد محترم سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کی رخصت دی ہے کہ جب وہ وضو کر کے موزے پہنے تو

(۱۹۰) صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب اذا ادخل رجله وهما طاهرتان رقم: ۱۸۲، ۲۰۶۔ صحیح مسلم: ۲۷۴۔ وابو داؤد:

۱۰۱۔ وابن ماجه: ۵۴۵۔ وأحمد: ۲۵۵، ۲۵۱/۴۔ والدارمی: ۷۱۳۔

(۱۹۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب اذا ادخل رجله وهما طاهرتان، رقم: ۱۸۲، ۲۰۶۔ صحیح مسلم: ۲۷۴۔

(۱۹۲) اسنادہ حسن، سنن ابن ماجه: باب مساجء فی التوقيت فی المسح المقيم والمسافر: ۵۵۶۔ مسند احمد: ۱۰۷۱۔ وابن

حیان: ۱۳۲۴، ۱۳۲۸۔ والبيهقي في الكبرى: ۱۲۲۴۔ موارد الظمان: ۱۸۴۔

ان پر مسح کر لے۔“

**فوائد:**..... موزوں پر مسح کی صحت کی شرط یہ ہے با وضو ہو کر وضو کی حالت میں موزے پہنے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے، بے وضو موزے پہننے سے موزوں پر مسح درست نہیں اور ایسا شخص ہمیشہ بے وضو ہی رہے گا، شافعی، مالک، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۱۹۹) اور یہی موقف درست ہے۔

۱۳۷..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ لَا يَسُّ أَحَدُ الْخُفَّيْنِ قَبْلَ غَسْلِ كِلَا الرَّجْلَيْنِ ، إِذْ لَيْسَ الْخُفُّ الْآخَرَ بَعْدَ غَسْلِ الرَّجْلِ الْآخَرَى ، غَيْرُ جَائِزٍ لَهُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِذَا أُحْدِثَ اس بات کی دلیل کا بیان کہ دونوں پاؤں دھونے سے پہلے ایک موزہ پہننے والا شخص جب دوسرا موزہ پاؤں دھونے کے بعد پہنے تو وضو ٹوٹنے کے بعد اس کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے

إِذْ هُوَ لَا يَسُّ أَحَدَ الْخُفَّيْنِ قَبْلَ كَمَالِ الطَّهَارَةِ . وَالنَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا رَخَّصَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِذَا لَيْسَهُمَا عَلَى طَهَارَةٍ . وَمَنْ ذَكَرْنَا فِي هَذَا الْبَابِ صِفَتَهُ ، هُوَ لَا يَسُّ أَحَدَ الْخُفَّيْنِ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ ، إِذْ هُوَ غَاسِلٌ إِحْدَى الرَّجْلَيْنِ لَا كِلَيْهِمَا عِنْدَ تَبْسِئِهِ أَحَدَ الْخُفَّيْنِ .

کیونکہ اس نے ایک موزہ طہارت مکمل ہونے سے پہلے پہنا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس وقت موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی ہے جب اس نے انہیں طہارت کی حالت میں پہنا ہو، اس باب میں ہم نے جس شخص کی حالت بیان کی ہے وہ بغیر وضو (مکمل کیے) ایک موزہ پہننے والا شخص ہے کیونکہ اس نے ایک موزہ پہنتے وقت ایک پاؤں دھویا ہے دونوں پاؤں نہیں دھوئے۔

۱۹۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ثنا أَبُو بَكْرِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ.....

”حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو انہوں نے پوچھا: کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کی: علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص بھی حصول علم کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کی طلب و جستجو پر

عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالِ الْمُرَادِيِّ ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ ؟ قُلْتُ: جِئْتُ أَنْبِطَ الْعِلْمَ . قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ لِيَطْلُبَ الْعِلْمَ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً أَيْمًا

(۱۹۳) اسنادہ حسن) صحیح ابن ماجہ: ۴۷۸۔ صحیح سنن ترمذی: ۹۶۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ، رقم: ۳۵۳۵۔ سنن النسائی: ۱۰۸۔ مسند احمد: ۳/ ۲۳۹، ۲۴۰۔ من طریق معمر بن راشد.



موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

رضا مندی اور پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“ میں نے عرض کی: میں آپ سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، ہم اس لشکر میں شامل تھے جسے رسول اللہ ﷺ نے (غزوے کے لیے) بھیجا تھا، آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے موزوں پر مسح کر لیں، جبکہ انہیں طہارت کی حالت میں پہنا ہو، تین (دن رات) جب ہم سفر میں ہوں اور ایک رات (دن) جب ہم مقیم ہوں۔ اور ہم انہیں پیشاب پاخانے کی وجہ سے نہ اتار دیں، صرف (غسل) جنابت کی وجہ سے انہیں اتاریں، اور فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک مغرب کی جانب توبہ کے لیے ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس کی مسافت ستر سال ہے وہ (دروازہ) بند نہیں ہوگا، حتیٰ کہ سورج مغرب کی جانب سے، دروازے کی جہت میں طلوع ہو جائے گا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے عبدالرزاق کی حدیث امام مزنی کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا: ”ہمارے اصحاب نے یہ حدیث روایت کی ہے کیونکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی اس سے قوی دلیل اور کوئی نہیں ہے۔“

يَضَعُ . قَالَ: قَدْ جِئْتِكَ أَسْأَلُكَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ . قَالَ: نَعَمْ ، كُنَّا فِي الْعَجِيشِ الَّذِي بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرْنَا أَنْ نَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِذَا نَحْنُ أَدْخَلْنَاهُمَا عَلَى طُهُورٍ ، ثَلَاثًا ، إِذَا سَافَرْنَا ، وَكَيْلَةً إِذَا أَمَمْنَا . وَلَا نَخْلَعُهُمَا مِنْ غَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ ، وَلَا نَخْلَعُهُمَا ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ . وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ بِالْمَغْرِبِ بَابًا مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ مَسِيرَتُهُ سَبْعُونَ سَنَةً لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا نَحْوَهُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ذَكَرْتُ لِمُزْنِي خَيْرَ عَبْدِ الرَّزَاقِ ، فَقَالَ: حَدَّثَ بِهِذَا أَصْحَابُنَا ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّافِعِيِّ حُجَّةٌ أَقْوَى مِنْ هَذَا .

**فوائد:** ..... اگر انسان دوران وضو ایک پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہن لے پھر دوسرا پاؤں دھو کر دوسرا موزہ پہن لے تو تکمیل وضو کے بعد بے وضو ہونے کی صورت میں ان موزوں پر مسح جائز ہے یا نا جائز، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ نووی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ، حرنی، مطرف اور ابن منذر رضی اللہ عنہم نے اس صورت میں موزوں پر مسح کو جائز قرار دیا ہے۔ ان علماء کا موقف ہے کہ جب انسان ایک پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہن لے پھر دوسرا پاؤں دھونے کے بعد دوسرا موزوں پہن لے تو ان موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، کیونکہ ایسے شخص پر یہ بات صادق آتی ہے کہ اس نے وضو کی حالت (دونوں پاؤں کی طہارت کی صورت) میں موزے پہنے ہیں۔ (نیل الاوطار: ۱/۱۹۹)

اور حدیث کا یہ بیان کہ میں نے پاؤں حالت طہارت میں موزوں میں داخل کیے تھے، اس موقف کی تائید کرتے

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

ہیں اور اس میں یہ بیان نہیں کہ صحت مسح کے لیے پاؤں دھونے کے بعد موزوں کا پہننا شرط ہے، بلکہ اس میں یہ وضاحت ہے کہ وضو کی حالت میں موزے پہننے سے موزوں پر مسح جائز ہے، کیفیت جو بھی ہو۔

۱۳۸..... بَابُ ذِكْرِ تَوْقِيتِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ وَالْمَسَافِرِ .

مقیم اور مسافر شخص کے لیے موزوں پر مسح کرنے کے وقت کے تعین کا بیان

۱۹۴۔ وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ السَّلْمِيُّ ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْكِنَانِيُّ ، قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَسْتَاذُ أَبُو عَثْمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَزِيمَةَ ، ثنا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خَزِيمَةَ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَيَّمَةَ.....

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ . فَقَالَتْ: إِنَّتِ عَلِيًّا ، فَسَأَلْتُهُ ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي . فَأَتَيْتُ عَلِيًّا ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِذَاكَ ، يَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمَسَافِرُ ثَلَاثًا .

”حضرت شرح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں پوچھو کیونکہ وہ اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ (حضرت شرح) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ مسح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے کہ مقیم شخص ایک دن رات اور

مسافر تین دن رات مسح کرے۔“

۱۳۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ أَمْرٌ إِبَاحِيٌّ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم جواز کے لیے ہے

أَنَّ الْمَسْحَ يَقُومُ مَقَامَ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ ، إِذَا كَانَ الْقَدَمُ بَادِيًا غَيْرَ مَغْطِيٍّ بِالْخُفِّ ، وَإِنْ خَالَعَ الْخُفَّ وَإِنْ كَانَ لَيْسَهُ عَلَى طَهَارَةٍ ، إِذَا غَسَلَ قَدَمَيْهِ كَانَ مُؤَدِيًا لِلْفَرْضِ ، غَيْرَ عَاصٍ ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ تَارِكًا لِلْمَسْحِ رَغْبَةً عَنِ سُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

مسح دونوں قدم دھونے کے قائم مقام ہوگا جبکہ قدم کھلے ہوئے ہوں اور موزوں سے ڈھانپے ہوئے نہ ہوں، اور اگر وہ

(۱۹۴) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین: ۲۷۶۔ سنن النسائی: ۱۲۹۔ سنن ابن ماجہ: ۵۵۲۔

مسند احمد: ۱/۱۱۳، ۱۱۴، ۱۳۴، ۱۴۶۔ والدارمی: ۷۱۴۔ من طریق الحكم بن عتبة.

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

موزہ اتار دے، اگرچہ اس نے طہارت کی حالت میں پہنا ہو، تو جب وہ دونوں پاؤں دھولے گا تو وہ فرض ادا کرے گا، وہ گناگار نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سنت سے بے رغبتی کرتے ہوئے مسح نہ کرے (تو پھر گناہگار ہوگا۔)

۱۹۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، نَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ أَبِي عُنَيْبَةَ ، نَا أَبِي عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ.....

عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلْمَسَافِرِ ، وَيَوْمَ وَلَيْلَةَ نے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی ہے، مسافر کے لیے لِلْحَاضِرِ ، يَعْنِي فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ تین دن (رات) اور مقیم کے لیے ایک دن رات۔

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت تین دن تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔ (ذیل الاوطار: ۱/ ۲۰۱) امام ترمذی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم اور فقہاء میں سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات مسح کرے گا۔ اور بعض اہل علم موزوں پر معینہ مدت کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن مدت کے تعیین کے بارے (جمہور علماء کا) موقف راجح ہے۔ (ترمذی: تحت حدیث ۹۶)

۱۵۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الرُّخْصَةَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الْحَدِيثِ

الَّذِي يُوجِبُ الْوُضُوءَ دُونَ الْجَنَابَةِ الَّتِي تُوجِبُ الْغُسْلَ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ موزوں پر مسح کرنے کی رخصت اس حدیث سے ہے جو صرف وضو واجب کرتا ہے، جنابت کے حدیث سے نہیں جو غسل واجب کرتا ہے

۱۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْرَمِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ.....

عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالِ الْمُرَادِيَّ ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ، فَقَالَ: كُنَّا نَكُونُ مَعَ "حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: "ہم

(۱۹۵) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین: ۲۷۶۔ سنن النسائی: ۱۲۸۔ سنن ابن ماجہ: ۵۵۲۔ وابن حبان: ۱۳۲۲۔ والبیہقی: ۱۲۳۱۔ من طریق الحکم۔

(۱۹۶) اسنادہ حسن) صحیح سنن ترمذی: ۹۶۔ ابن ماجہ: ۴۷۸۔ سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم: ۹۶۔ سنن النسائی: ۱۲۷۹۔ سنن ابن ماجہ: ۵۵۳۔ سبق: ۱۷۔

موزوں پر مسح کرنے کے ایوان

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرْنَا أَنْ لَا تُنَزَعَ خِفَافَنَا  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ - يَعْنِي فِي السَّفَرِ - إِلَّا مِنْ  
جَنَابَةِ وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ .  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، تو آپ نے ہمیں حکم  
دیا کہ ہم سفر میں تین دن (رات) تک اپنے موزے نہ  
اتاریں مگر (غسل) جنابت کی وجہ سے (اتارنے ہوں گے)  
لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت  
نہیں۔

۱۵۱..... بَابُ التَّغْلِيطِ فِي تَرْكِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ رَغَبَةً عَنِ السُّنَّةِ

سنت نبوی سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے ترک کرنے پر وعید کا بیان

۱۹۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - نَا  
شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ،  
قَالَ: مَنْ رَغِبَ عَنِ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .  
”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری سنت سے بے رغبتی  
کی وہ مجھ سے نہیں۔“

**فوائد:**..... سنت سے بیزاری کی وجہ سے موزوں پر مسح کے جواز کو تسلیم نہ کرنا اور اس سنت پر ادا بنا عمل ترک کرنا

جائز نہیں ہے اور ایسے لوگ حدیث میں مذکور وعید میں شامل ہیں لہذا اس انکار اور تعطیل عمل سے اجتناب بہتر ہے نیز  
اللہ تعالیٰ شریعت میں دی گئی رخصت اختیار کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: ان اللہ يحب ان توتي رخصته كما يكره ان توتي معصيته. ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے  
ہیں کہ اس کی رخصتوں کو اختیار کیا جائے، جیسے وہ ناپسند کرتے ہیں کہ اس کی معصیت کا ارتکاب کیا جائے۔“

(صحیح ابن حبان: ۲۷۴۲، ۲۰۲۷، مسند احمد: ۱۰۸/۲، اسنادہ حسن)

۱۵۲..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَالتَّغْلِيطِ

جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کی رخصت

۱۹۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ، ثَنَا بِنْدَارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، نَا  
سُفْيَانُ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ،  
قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَّابِ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ

شُرْحَيْبِلِ.....

(۱۹۷) اسنادہ صحیح، مسند احمد بن حنبل: ۱۰۸/۲۔

عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبِيِّنَ وَالنَّعْلَيْنِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَيْسَ فِي خَبْرِ أَبِي عَاصِمٍ وَالنَّعْلَيْنِ ، إِنَّمَا قَالَ: مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبِيِّنِ . وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبِيِّنِ وَالنَّعْلَيْنِ .

”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”ابو عاصم کی روایت میں ”والنعلین“ اور جوتوں پر“ کے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے جرابوں پر مسح کیا۔“ ابورافع کی روایت میں ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا تو وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ جرابوں پر مسح جائز ہے اور اس مسح میں وہ جرابیں خاص نہیں جن کے تلوے چڑے کے ہوں، بلکہ ان کی جرابوں پر بھی مسح جائز ہے کیونکہ لغوی اعتبار سے یہ بھی جرابیں ہی ہیں اور جرابوں پر مسح کی صورت میں جرابوں کے اوپر جوتے پہنے ہوں تو جوتوں پر مسح کر کے جوتوں سمیت نماز پڑھنا بھی جائز و مباح ہے۔

۱۵۳..... بَابُ ذِكْرِ أَحْبَابِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ مُجْمَلَةً

جوتوں پر مسح کرنے کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے مروی مجمل روایات کا بیان

عَلَطَ فِي الْإِحْتِجَاجِ بِهَا بَعْضُ مَنْ أَجَازَ الْمَسْحَ عَلَى النَّعْلَيْنِ فِي الْوَضُوءِ الْوَاجِبِ مِنَ الْحَدِيثِ ان سے دلیل لینے میں ان علماء سے غلطی ہوئی ہے جنہوں نے حدیث سے واجب ہونے والے وضو میں جوتوں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۹۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ.....

”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی: ہم نے آپ کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ کے علاوہ کسی اور کو کرتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا، انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ”ہم نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یہ سستی جوتے پہنتے“

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قِيلَ لِرَأْسِ بْنِ عُمَرَ: رَأَيْتَكَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ نَرِ أَحَدًا يَفْعَلُهُ غَيْرَكَ . قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالُوا: رَأَيْتَكَ تَلْبَسُ هَذِهِ النَّعَالَ السَّتِيَّةَ . قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا وَيَمْسَحُ

(۱۹۸) اسنادہ صحیح صحیح ابن ماجہ: ۵۵۹۔ سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین: ۹۹۔ سنن ابی داؤد: ۱۵۹۔ والمحلّی لابن حزم: ۸۷/۲۔ وموار الظمان: ۱۷۶۔ (۱۹۹) اسنادہ صحیح سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء فی النعل رقم: ۱۱۷۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین فی النعلین ولا یمسح علی النعلین: ۱۶۶۔ ابن حبان: ۳۷۵۵۔ ومسلم: ۱۱۸۷۔ وأحمد: ۱۱۰، ۶۶، ۱۷/۲۔

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

عَلَيْهَا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَحَدِيثُ بِنِ عَبَّاسٍ  
وَأَوْسِ بْنِ أَوْسٍ مِنْ هَذَا الْبَابِ .  
ہیں۔“ انہوں نے فرمایا: ”بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ جو تے پہنتے ہوئے ان میں وضو کرتے ہوئے اور اس پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس اور اوس بن اوس کی حدیث اسی باب سے ہے۔

**فوائد:**..... سستی جوتے اس چمڑے سے تیار کیے جاتے ہیں کہ دباغت کے بعد جس کے بال اتر چکے ہوں ایسا جوتا بالوں وغیرہ سے بالکل صاف اور ملائم ہو جاتا ہے، یہ جوتا پہننا جائز ہے اور پاؤں دھونے کے بعد ایسے جوتوں میں داخل کرنا اور پھر ایسے جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے، پاؤں دھونے کے بعد ایسے جوتے پر مسح جائز ہے لیکن صرف جوتے پہننے کی صورت میں پاؤں نہ دھونا اور صرف جوتے کا مسح کرنا جائز نہیں۔

۱۵۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى التَّعْلِينِ كَانَ فِي وُضُوءٍ مُتَطَوِّعٍ بِهِ، لَا فِي وُضُوءٍ وَاجِبٍ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثٍ يُوجِبُ الْوُضُوءَ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا جوتوں پر مسح کرنا نقلی وضو میں تھا، اس وضو میں نہیں تھا جو آپ پر اس حدیث کی وجہ سے واجب ہوتا جو وضو کو واجب کرتا ہے

۲۰۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبِرَّازُ ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي اللَّيْثِ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ .....

”حضرت عبد خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پانی کا ڈونگا منگوا یا پھر اس سے ہلکا سا وضو کیا، پھر اپنے جوتوں پر مسح کیا پھر فرمایا: ”طاہر (با وضو) شخص کا جب تک وضو نہ ٹوٹے، اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو اسی

طرح تھا۔“

۱۵۵..... بَابُ ذِكْرِ أَجْبَارِ رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرَّجُلَيْنِ مُجْمَلَةً

دونوں پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے مروی مجمل روایات کا بیان  
عَلَطَ فِي الْإِحْتِجَاجِ بِهَا بَعْضُ مَنْ لَمْ يَنْعَمِ الرَّوِيَّةُ فِي الْأَخْبَارِ ، وَأَبَاحَ لِلْمُحَدِّثِ الْمَسْحَ عَلَى الرَّجُلَيْنِ

(۲۰۰) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۱/۱۱۶، ۱۲۰۔ والبیہقی فی الکبری: ۲۳۴، ۳۶۰، ۳۶۱۔ من طریق الاسدی عن عبد خیر علی: بہ۔ اس کی اصل صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ صحیح بخاری، کتاب الاشریہ، رقم: ۵۶۱۶۔

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

ان سے دلیل لینے میں ان علماء سے غلطی ہوئی ہے جو احادیث میں گہری نظر نہیں رکھتے اور انہوں نے محدث (جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو) کے لیے دونوں پاؤں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے

۲۰۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو زُهَيْرٍ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ ، نَا الْمُقْرِي ، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ نُوْفَلٍ يَتِيمٌ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.....

”حضرت عباد بن تمیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور اپنے دونوں پاؤں قدموں پر پانی سے مسح کرتے ہوئے دیکھا۔“ امام ابوبکر کہتے ہیں: حضرت نافع کی حضرت ابن عمر عُمَرَ مِنْ هَذَا الْبَابِ .

سے روایت اسی باب سے ہے۔“

۱۵۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَانَ وَهُوَ طَاهِرًا ، لَا مُحَدَّثًا

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا دونوں قدموں پر مسح کرنا

طہارت (با وضو ہونے) کی حالت میں تھا، بے وضو ہونے کی حالت میں نہ تھا

۲۰۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ ، قَالَ ، حَدَّثَنِي.....

”حضرت نزال بن سبرة، قال: صَلَّيْنَا مَعَ عَلِيٍّ الطُّهْرَ ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الرَّحْبَةِ ، قَالَ: فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَخَذَهُ فَمَضْمَضَ ، قَالَ مَنْصُورٌ: أَرَاهُ قَالَ: وَاسْتَشَقَّ وَمَسَحَ وَجْهَهُ ، وَذَرَعَايَهُ ، وَرَأْسَهُ ، وَقَدَمَيْهِ ، ثُمَّ شَرِبَ فَضَلَّهُ وَهُوَ قَائِمٌ . ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا

”حضرت نزال بن سبرة بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر ہم (مسجد کے) صحن کی طرف چلے گئے، کہتے ہیں کہ انہوں نے پانی کا برتن منگوا یا، انہوں نے وہ پانی لیا اور کلی کی، منصور کہتے ہیں: میرے خیال میں انہوں نے یہ کہا: ”انہوں نے ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے، دونوں بازوؤں، اپنے سر اور اپنے دونوں قدموں کا

(۲۰۱) اسنادہ صحیح، مسند احمد بن حنبل: ۴/۴۰۔ والطبرانی فی الکبیر: ۲/۶۰۔ وفی الأوسط: ۹/۱۳۲۔ اس سند کے تمام راوی ثقات ہیں۔

(۲۰۲) صحیح البخاری، کتاب الاشارة باب الشرب قائما، رقم الحدیث: ۵۶۱۶، ۱۵۔ سنن النسائی: ۱۳۰۔ مسند احمد: ۱/۱۲۳۔

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبُوا وَهُمْ قِيَامٌ . إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ . وَقَالَ: هَذَا  
وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ  
زَائِدَةَ .

مسح کیا، پھر اپنا باقی ماندہ پانی پی لیا جبکہ آپ کھڑے تھے،  
پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں، بے  
شک رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا ہے۔  
اور فرمایا: یہ اس شخص کا وضو ہے جس کا وضو ٹوٹا نہ ہو۔“ یہ زائدہ  
کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

**فوائد:**..... جوتوں پر مسح کی مذکورہ کیفیت نقلی وضو کی صورت میں جائز ہے اور نقلی وضو کا طریقہ یہ ہے کہ انسان  
با وضو ہو اور وضو کی حالت میں دوسری نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے لیے نیا وضو کرنا ضروری نہیں وہ اسی وضو سے نماز  
پڑھ سکتا۔ اس کے لیے نیا وضو کرنا بھی جائز ہے اور وہ نقلی وضو (یعنی تمام اعضاء وضو پر مسح بھی کر سکتا ہے اور اس نقلی وضو  
کے سوا کسی بھی صورت میں فقط جوتوں پر مسح ثابت نہیں ہے۔

۱۵۷..... بَابُ الرَّخِصَةِ فِي اسْتِعَانَةِ الْمُتَوَضِّئِ بِمَنْ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ لِيُطَهِّرَهُ ،

خِلَافَ مَذْهَبِ مَنْ يَتَوَهَّمُ مِنَ الْمُتَوَضِّئِ أَنَّ هَذَا مِنَ الْكِبْرِ  
وضو کرنے والا وضو (میں سہولت) کے لیے کسی پانی ڈالنے والے کی مدد لے سکتا ہے،  
صوفیوں کے مذہب کے برعکس جو اسے تکبر سمجھتے ہیں۔

۲۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي  
عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ.....

حضرت عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے  
اپنے والد محترم کو فرماتے ہوئے سنا: ”رسول اللہ ﷺ نے  
جب عروہ تبوک میں وضو کیا تو میں نے آپ (کے اعضاء  
وضو) پر پانی ڈالا تھا اور آپ نے موزوں پر مسح کیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ کسی اور شخص سے وضو کرنے میں مدد لینا جائز و مباح فعل ہے اور اس میں  
تکبر و نخوت کا عمل دخل نہیں ہے۔

۲۔ موزوں پر مسح کرنا مسنون و جائز عمل ہے۔

(۲۰۳) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی الحجر، رقم: ۴۰۶۹۔ صحیح مسلم: ۴۲۱، ۲۷۴۔ سنن النسائی:  
۷۹۔ سنن ابی داود: ۱۴۹۔ موطا امام مالک: ۶۴۔ وابن حبان: ۲۲۲۴۔ والطبرانی فی الکبیر: ۳۷۶/۲۰۔ والبیہقی فی الکبیر:



## ۱۵۸..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي وُضُوءِ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ .

ایک ہی برتن سے پوری جماعت وضو کر سکتی ہے

۲۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا أَبُو حَمْدٍ الزُّبَيْرِيُّ ، نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَعُدُّونَ الْآيَاتِ عَذَابًا ، وَإِنَّا كُنَّا نَعُدُّهَا بَرَكَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَدْ كُنَّا نَأْكُلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ . قَالَ: وَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِإِنَاءٍ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: حَسَى عَلَى الطَّهْوَرِ الْمُبَارَكِ ، وَالْبِرَكَةُ مِنَ اللَّهِ . حَتَّى تَوْضَأْنَا كُلُّنَا .

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”بے شک تم آیات (عجزات اور نشانیوں) کو عذاب شمار کرتے ہو، اور ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں برکت شمار کرتے تھے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مبارک پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ

تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ حتیٰ کہ ہم سب نے وضو کر لیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے عظیم معجزے کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے قلیل پانی میں ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا۔ نیز آپ ﷺ کی موجودگی میں کھانے کی تسبیح و تحمید آپ کی رسالت کی حقانیت کی دلیل اور نبوت کی صداقت کا عظیم معجزہ تھا۔

۲۔ ایک برتن میں مردوں کی جماعت کا وضو کرنا جائز عمل ہے۔ اس سے پانی کی طہارت کی صلاحیت میں کمی واقع نہیں ہوتی، ایسا پانی طاہر اور مطہر دونوں اوصاف کا حامل رہتا ہے۔

## ۱۵۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي وُضُوءِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ .

ایک ہی برتن سے مرد و خواتین کے وضو کرنے کی رخصت

۲۰۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَيْبَعٍ وَمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ زِيَادُ وَأَحْمَدُ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ . وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: عَنْ أَيُّوبَ . وَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ

(۲۰۴) صحیح البخاری کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ۳۰۷۹۔ سنن النسائی: ۷۷۔ مسند احمد:

۱/۳۹۶، ۴۰۱، ۴۶۰، ۴۶۱۔ والدارمی: ۳۰، ۲۹۔ من طریق ابی احمد الزبیری عن اسرائیل۔ سنن الدارمی: ۲۹۔

مُوسَى ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي يُوْبَ ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ ، كُتِبَ عَنْ نَافِعٍ .....

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ الرَّجَالَ وَالنِّسَاءَ يَتَوَضَّئُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. مَعَانِي أَحَادِيثِهِمْ سَوَاءٌ وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ عَلِيَّةَ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مردوں اور عورتوں کو ایک ہی برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا۔“ سب کی روایات کا معنی ایک ہے اور یہ ابن علیہ کی روایت ہے۔

**فوائد:**..... مکرر ۱۲۰۔



(۲۰۵) صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب وضوء الرجل مع امراته وفصل وضوء المرأة، رقم: ۱۹۳۔ سنن النسائی: ۷۱۔ سنن ابی داؤد: ۷۹۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۱۔ مسند احمد: ۴۲۵۱۔ موطا امام مالک: ۴۰۔

## جَمَاعُ أَبْوَابِ فُضُولِ التَّطْهِيرِ وَ الإِسْتِحْبَابِ مِنْ غَيْرِ إِجْبَابِ

غیر واجب، اضافی طہارت اور

مستحب وضو کے متعلق ابواب کا مجموعہ

۱۶۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الوُضُوءِ لِذِكْرِ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ الذِّكْرُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ مُبَاحًا .

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ وہ ذکر بغیر وضو بھی جائز ہو

۲۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ - قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ ابْنُ أَبِي سَاسَانَ - .....

عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذِ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَدْعَانَ: ”حضرت مہاجر بن قنفذ بن عمر بن جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ وضو کر رہے تھے، انہوں نے آپ کو سلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ وضو کر لیا (اور سلام کا جواب دیا) پھر اس سے معذرت کی اور فرمایا: ”میں نے ناپسند کیا کہ میں بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔“ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے مطابق عمل کرتے تھے (یعنی سلام کا جواب با وضو حالت میں دیتے تھے۔

**فوائد:**..... حدیث دلیل ہے کہ با وضو ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور سلام دعا کا جواب دینا افضل عمل ہے۔ لیکن

یہ ممنوع فعل نہیں کیونکہ آئندہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وضو اور غیر وضو کی صورت میں ذکر و اذکار کا اہتمام کرنا جائز ہے۔

(۲۰۶) (استنادہ صحیح) صحیح ابی داؤد: ۱۳ - الصحیحۃ: ۸۳۴ - سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یرد امراد السلام

وہو بیول: ۱۷ - مسند احمد: ۱۸۲۵۹ - وابن ماجہ: ۳۵۰، نسائی: ۳۸ - الترمذی: ۹۰ - واحمد: ۳۴۵/۴.



غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

”حضرت عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن سلمہ کو سنا، انہوں نے فرمایا: میں اور دو دوسرے افراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ایک آدمی ہم سے (یعنی ہمارے قبیلے کا فرد) اور ایک بنی اسد سے تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے ان دونوں کو ایک سمت (علاقے کا عامل یا گورنر بنا کر) بھیجا اور فرمایا ”تم دونوں خوب صحت مند اور طاقتور ہو لہذا اپنے فرض کو خوب اچھی طرح انجام دینا۔ پھر آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے پھر (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر) نکلے، پھر ایک چلو پانی لیا اور (اپنے ہاتھوں کو) دھویا، پھر (ہمارے پاس) آئے، اور قرآن مجید کی کچھ تلاوت کی، تو ہم نے اسے ناپسند کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہو کر قضائے حاجت کیا کرتے تھے، پھر باہر تشریف لاتے تو ہمارے ساتھی روٹی اور گوشت کھاتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور جنابت کے سوا کوئی چیز بھی آپ کو قرآن کی تلاوت سے نہیں روکتی تھی۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث امام شعبہ سے بھی روایت کی ہے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میرے اصل مال (یعنی علم) کا تہائی حصہ ہے۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: میں کتاب البیوع میں بیان کر چکا ہوں کہ مکروہ اور حرام کے درمیان فرق ہے۔ میں نے ان دونوں میں فرق کے لیے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے ”ان اللہ کرہ لکم ثلاثا وحرم علیکم ثلاثا.....“ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے اور تین چیزوں کو تم پر حرام قرار دیا ہے۔ تمہارے لیے قیل وقال (بے مقصد گفتگو)، کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو مکروہ اور ناپسند کیا ہے۔ ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، أَحْسِبُ فَبَعَثَهُمَا وَجْهًا، وَقَالَ: إِنَّكُمْ مَا عَلَجَانِ فَعَالَجَا عَنْ دِينِكُمَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَخْرَجَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَاءَ فَقَرَأَ الْقُرْآنَ قِرَاءَةً فَانْكَرْنَا ذَلِكَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي الْخَلَاءَ فَيَقْضِي الْحَاجَةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَأْكُلُ مَعَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَا يَحْجُبُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ، لَيْسَ الْجَنَابَةَ. أَوْ إِلَّا الْجَنَابَةَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْمُقْدَامِ الْعَجَلِيَّ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ شُعْبَةُ: هَذَا ثُلُثُ رَأْسِ مَالِي. قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَدْ كُنْتُ بَيِّنْتُ فِي كِتَابِ الْبُيُوعِ أَنَّ بَيْنَ الْمَكْرُوهِ وَبَيْنَ الْمُحْرَمِ فُرْقَانًا وَاسْتَدَلْتُ عَلَى الْفَرْقِ بَيْنَهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا، وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا. كَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَادَ الْبَنَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ. فَفَرَّقَ بَيْنَ الْمَكْرُوهِ وَبَيْنَ الْمُحْرَمِ بِقَوْلِهِ فِي خَبَرِ

غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

درگور کرنے اور بخل و لالچ کو تم پر حرام قرار دیا ہے۔ آپ نے مہاجر بن قنفذ کی حدیث میں اپنے اس فرمان سے مکروہ اور حرام میں فرق کیا ہے۔ ”کَرِهْتَ انْ اذَكَرَ اللهُ عَلَي طَهْرٍ“ میں نے بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کیا۔ ”یہ ممکن ہے کہ آپ نے اسے اس لیے ناپسند کیا ہو کہ طہارت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا افضل ہے، اس لیے نہیں کہ بغیر طہارت ذکر کرنا حرام ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ بغیر طہارت کے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت افضل ترین ذکر ہے، اور نبی اکرم ﷺ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے، جیسا کہ ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر وضو کے آپ کا ذکر کو مکروہ سمجھنا اس لیے ہو کہ اس ذکر سے مراد وہ ذکر ہو جو مسلمان پر نفل کی بجائے فرض ہوتا ہے۔ اور جو ذکر الہی فرض ہو وہ بغیر طہارت کے ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے طہارت حاصل کر کے ہی ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اکثر علمائے کرام کے نزدیک سلام کا جواب دینا فرض ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بغیر طہارت کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا حتیٰ کہ آپ نے طہارت حاصل کر کے سلام کا جواب دیا۔ لیکن اگر کوئی شخص نفل ذکر کر رہا ہو اور ناپاکی کی حالت میں اسے ترک کر دیتا ہے تو اس پر اس ذکر کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ لہذا اس کے لیے نفل ذکر کرنا جائز ہے اگر چہ وہ پاک (باوضو) نہ ہو۔“

۱۶۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لِلدُّعَاءِ وَمَسْأَلَةِ اللَّهِ لِيَكُونَ الْمَرْءُ

طَاهِرًا عِنْدَ الدُّعَاءِ وَالْمَسْأَلَةِ .

دعا اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔

تاکہ آدمی دعا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے وقت پاک (باوضو) ہو

الْمُهَاجِرِ بْنِ قَنْفِذٍ: كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طَهْرٍ . قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا كَرِهَ ذَلِكَ إِذِ الذِّكْرُ عَلَى طَهْرٍ أَفْضَلُ ، لَا أَنَّ ذَكَرَ اللَّهُ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ مَحْرَمٌ . إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ ، وَالْقُرْآنُ أَفْضَلُ الذِّكْرِ . وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكَرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ ، عَلَى مَا رَوَيْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ كَرَاهَتُهُ لِذِكْرِ اللَّهِ إِلَّا عَلَى طَهْرٍ ، ذَكَرَ اللَّهُ الَّذِي هُوَ فَرَضَ عَلَى الْمَرْءِ دُونَ مَا هُوَ مُتَطَوِّعٌ بِهِ . فَإِذَا كَانَ ذَكَرَ اللَّهَ فَرَضًا لَمْ يُوَدِّ الْفَرَضَ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ حَتَّى يَتَطَهَّرَ ، ثُمَّ يُؤَدِّي ذَلِكَ الْفَرَضَ عَلَى طَهَارَةٍ . لِأَنَّ رَدَّ السَّلَامِ فَرَضٌ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ فَلَمْ يَرَدْ ﷺ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ حَتَّى تَطَهَّرَ ثُمَّ رَدَّ السَّلَامَ . فَأَمَّا مَا كَانَ الْمَرْءُ مُتَطَوِّعًا بِهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَلَوْ تَرَكَهُ فِي حَالِهِ هُوَ فِيهَا غَيْرُ طَاهِرٍ ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِعَادَتُهُ ، فَلَهُ أَنْ يَذْكَرَ اللَّهَ مُتَطَوِّعًا بِالذِّكْرِ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَطَهِّرٍ .

غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

۲۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، نَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو.....

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم سقیا مقام پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی پتھریلی سیاہ زمین پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے (وضو کا) پانی لاؤ، پھر جب آپ نے وضو کر لیا تو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے، پھر اللہ اکبر کہا، پھر کہا: ”(اے اللہ) میرے باپ ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے اور انہوں نے تجھ سے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی، اور میں محمد تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد اور صاع میں اسی طرح برکت عطا فرما جس طرح تو نے اہل مکہ کو برکت عطا فرمائی تھی، برکت دو برکتوں کے ساتھ عطا فرما۔“

۲۱۰۔ وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذُنْبٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ.....

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زمین میں نماز ادا کی۔ پھر باقی قصہ بیان کیا۔“

أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى بِأَرْضِ سَعْدٍ، فَذَكَرَ الْقِصَّةَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَا: نَا عَثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، قَالَ ابْنُ أَبِي ذُنْبٍ . وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذُنْبٍ .

**فوائد:**..... دعا سے قبل با وضو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنا مستحب عمل ہے اور با وضو ہو کر دعا

(۲۰۹) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی فضل المدینة، رقم: ۳۹۱۴۔ والنسائی فی

الکبری: ۴۲۵۶۔ وأحمد: ۱۱۵/۱۔ وصحیح الترغیب: ۱۲۰۱۔ ابن حبان: ۳۷۳۸۔

(۲۱۰) اسنادہ صحیح، صحیح الترغیب: ۱۱۹۸۔ وأحمد: ۳۰۹/۵۔

کرنے سے دعا کی قبولیت کے مواقع زیادہ ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں انسان اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور یہ نبوی طریقہ بھی ہے لہذا دعا کا مذکورہ طریقہ افضل اور مستحب ہے۔

۱۶۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ .

جبی شخص جب سونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے

۲۱۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ.....  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: يَنَامُ وَيَتَوَضَّأُ إِنْ شَاءَ .  
”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: سو سکتا ہے، اور اگر چاہے تو وضو کر لے۔“

۲۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا يَه سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، فَقَالَ:.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو جائے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وضو کر لے۔“

۱۶۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ الَّذِي أَمَرَ بِهِ الْجُنُبُ لِلنَّوْمِ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ ،

إِذِ الْعَرَبُ قَدْ تَسَمَّى غَسْلَ الْيَدَيْنِ وَوُضُوءًا .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جبی شخص کو سونے کے لیے جس وضو کا حکم دیا گیا ہے

وہ نماز کے وضو جیسا ہے کیونکہ عرب دونوں ہاتھ دھونے کو بھی وضو کہہ دیتے ہیں

۲۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ ، قَالَ: حَفِظْنَا مِنْ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ.....

(۲۱۱) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج، ۳۰۶۔ مسند احمد: ۳۸۰۲۴/۱۔ والنسائي في الكبرى: ۹۰۰۶۔ صحیح الموارد: ۲۳۲، ۱۹۵۔

(۲۱۲) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج، رقم: ۳۰۶۔ صحیح البخاری: ۲۸۹۔ و ابو داؤد: ۲۲۱۔ مسند احمد: ۵۰/۱۔ من طريق عبد الله بن دينار.

(۲۱۳) صحیح البخاری: ۲۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له، رقم: ۳۰۵۔ سنن النسائي: ۲۵۵۔ سنن ابی داؤد: ۲۲۲۔ سنن ابن ماجه: ۵۸۴۔ مسند احمد: ۱۱۸، ۱۰۲، ۳۶/۶۔ سنن الدارمی: ۷۵۰۔



غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ ، تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو نماز جیسا وضو کر لیتے۔“

۱۶۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ الذِّكْرِ

مَعَ الوُضُوءِ إِذَا أَرَادَ الْجُنْبُ النَّوْمَ .

جب جنبی سونے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے

وضو کے ساتھ شرم گاہ کو دھونا مستحب ہے

۲۱۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَصْيِيبَ الْجَنَابَةِ بِاللَّيْلِ ، فَمَا أَصْنَعُ؟ قَالَ: اغْسِلْ ذِكْرَكَ وَتَوَضَّأْ ثُمَّ ارْقُدْ .

”حضرت عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں رات کو جنبی ہو جاتا ہوں، تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی شرم گاہ دھو لو اور وضو کر لو پھر سو جاؤ۔“

۱۶۷..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الوُضُوءِ

لِلْجُنْبِ إِذَا أَرَادَ الْأَكْلَ .

جنبی شخص جب کچھ کھانا چاہے تو

اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے

۲۱۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.....

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ ، وَهُوَ جُنْبٌ ، تَوَضَّأَ .

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ جنابت کی حالت میں کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے۔“

(۲۱۴) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام: ۲۹۰۔ صحیح مسلم: ۳۰۶۔ سنن النسائی: ۳۶۰۔ سنن ابی

داؤد: ۲۲۱۔ مسند احمد: ۶۴/۲۔ من طریق مالک عن عبداللہ بن دینار۔ موطا امام مالک: ۱۱۸۔

غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

**فوائد:** ..... ۱۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنبی کے لیے غسل سے قبل سونا، کھانا پینا اور جماع کرنا جائز ہے، یہ مجمع علیہ مسئلہ ہے۔ نیز علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنبی کا بدن و پسینہ ظاہر ہیں اور ان تمام امور (سونا، کھانے پینے اور دوبارہ جماع کرنے) کے لیے جنبی کا شرمگاہ دھونا اور وضو کرنا مستحب عمل ہے، جماع سے قبل شرمگاہ دھونے کی خاص تاکید ہے۔ شافیہ کا واضح موقف ہے کہ جنبی کا وضو سے قبل سونا، کھانا پینا اور دوبارہ جماع کرنا مکروہ ہے۔ اور شافیہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ان امور کے لیے وضو واجب نہیں ہے اور مالک اور جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ (نووی: ۲/۲۱۶)

۲۔ جنبی کے لیے مستحب ہے کہ وہ کھانے پینے، سونے اور دوبارہ جماع کرنے سے قبل نماز والا وضو کرے۔ اس سے مراد شرعی وضو ہے لغوی وضو ہاتھ دھونا مقصود نہیں ہے۔

۱۶۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ عِنْدَ النَّوْمِ

وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَرْءُ جُنُبًا،

لَيَكُونُ مَبْتُتًا عَلَى طَهَارَةٍ.

سوتے وقت وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ آدمی جنبی نہ ہو، تاکہ وہ طہارت (پاکیزگی) کی حالت میں رات گزارے

۲۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي.....

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (سونا کے لیے) اپنے بستر پر آنے لگو تو نماز کے وضو جیسا وضو کر لو، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو۔“ پھر بقیہ حدیث بیان کی۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ”حدیث کے یہ الفاظ ”إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ“ اسی جنبی

الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَوَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ اللَّفْظَةُ: إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ مِنْ

(۲۱۵) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له: ۳۰۵۔ سنن النسائي: ۲۵۵۔ سنن ابی داود:

۲۲۴، ۲۸۔ سنن ابن ماجه: ۵۹۱۔ مسند احمد: ۱۷۱/۶۔ سنن الدارمی: ۱۹۳۸۔

(۲۱۶) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء: ۶۳۱۱، ۲۴۷۔ صحیح مسلم: ۲۷۱۰۔ سنن الترمذی:

۳۵۷۴۔ سنن ابی داود: ۵۰۴۶۔ مسند احمد: ۲۹۲/۴، ۲۹۳۔ واہن حیاك: ۵۵۳۶۔

الْجَنَسِ الَّذِي تَقُولُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ، إِذَا  
 قَعَلْتَ كَذَا، تُرِيدُ إِذَا أَرَدْتَ فَعَلَ ذَلِكَ  
 الشَّيْءَ، كَقَوْلِهِ جَلَّ وَعَلَا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ وَمَعْنَاهُ إِذَا  
 أَرَدْتُمْ الْقِيَامَ إِلَى الصَّلَاةِ .

سے ہے جسے ہم بیان کرتے ہیں کہ عرب لوگ کہتے ہیں: ”اذا  
 فعلت كذا“ جب تو اس طرح کرنے“ ان کی مراد یہ ہوتی  
 ہے کہ جب تم اس کام کو کرنے کا ارادہ کرو“ جیسا کہ ارشاد  
 باری تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾  
 ﴿اے مومنو! جب تم نماز کے لیے اٹھو“ اور اس کا یہ معنی ہے  
 کہ جب تم نماز کے لیے اٹھنے کا ارادہ کرو۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں تین سنن کا بیان ہے۔ جو واجب نہیں لیکن مستحب ہیں:

- ۱۔ نیند کے وقت وضو کا اہتمام، اگر اس وقت انسان با وضو ہو۔ تو یہی وضو کافی ہے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔  
 کیونکہ اس سے مقصود طہارت کی حالت میں سونا ہے کہ کہیں رات کو موت واقع نہ ہو۔ اور اگر موت واقع ہو تو  
 طہارت کی حالت میں ہو۔ اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے خواب سچے ہوں گے اور نیند میں شیطان اس سے  
 کھینچنے سے باز رہے گا اور اسے خوف زدہ نہیں کرنے گا۔
- ۲۔ دائیں پہلو پر سونا مستحب فعل ہے کیونکہ نبی ﷺ دائیں جانب کو پسند کرتے تھے اور دائیں کروٹ سونا جلد بیداری  
 کا باعث ہے۔

۳۔ سوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تاکہ ذکر الہی کی تمام اعمال پر مرثبت ہو جائے۔ (نووی: ۱۷ / ۳۱)

۱۶۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ التَّوَضُّؤَ الَّذِي أَمَرَ بِهِ الْجَنْبُ لِلْأَكْلِ

كَوَضُوءِ الصَّلَاةِ سَوَاءً

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کو کچھ کھانے کے لیے جس وضو کا حکم دیا گیا ہے کہ

وہ نماز کے وضو جیسا وضو ہی ہے

۲۱۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ الْعَبَّاسُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا  
 إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبَّانَ الْوَرَّاقِ ، حَدَّثَنَا أَبُو أُونِسٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ شُرْحِبِيلٍ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ .....  
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ  
 عَنْ الْجَنْبِ هَلْ يَأْكُلُ أَوْ يَنَامُ؟ قَالَ: إِذَا  
 كَرَّمَ ﷺ سَعَى الْجَنْبِ يَأْكُلُ أَوْ يَنَامُ؟ قَالَ: إِذَا  
 سَكَّتْ يَدَا يَدَيْهِ أَوْ سَكَّتْ يَدَا يَدَيْهِ؟ قَالَ: إِذَا  
 تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی  
 اکرم ﷺ سے جنبی شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ کچھ کھا  
 سکتا ہے یا وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ” (ہاں) جب وہ

(۲۱۷) اسنادہ ضعیف، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یاکل ویشرَب: ۵۹۲۔ اس کی سند میں شُرْحِبِيلُ بْنُ سَعْدٍ مَخْلُوطٌ رَاوِي  
 ہے جس کی وجہ سے سند ضعیف ہے۔

نماز کے وضو جیسا وضو کر لے۔“

۷۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ

عِنْدَ إِزَادَةِ الْأَكْلِ أَمْرٌ نَدْبٌ وَإِرْشَادٌ وَقَضِيئَةٌ وَإِبَاحَةٌ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کے لیے کھانے کا ارادہ کرتے وقت

وضو کرنے کا حکم ندب وارشاد اور فضیلت و اباحت کے لیے ہے

۲۱۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ، نَاعِلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ ، غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ طَعِمَ . جنابت کی حالت میں کچھ کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر کھا لیتے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ جنبی شخص غسل اور وضو کیے بغیر کھانی سکتا ہے۔ (عون المعبود ۱/۲۲۶)

جب کہ سابقہ احادیث کی رو سے جنبی کے لیے حالت جنابت میں وضو کرنے کے بعد کھانا پینا افضل و مستحب ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جنبی شخص کا غسل اور وضو کیے بغیر کھانا پینا کراہت کے ساتھ جائز ہے، لیکن کھانے پینے سے قبل با وضو ہونا افضل ہے۔

۷۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا ذَكَرْتُ مِنَ الْأَبْوَابِ مِنَ الْوُضُوءِ الْإِسْتِحْبَابِ عَلَى مَا ذَكَرْتُ، أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُوءِ مِنْ ذَلِكَ كُلُّهُ أَمْرٌ نَدْبٌ وَإِرْشَادٌ وَقَضِيئَةٌ، لَا أَمْرٌ قَرَضٍ وَإِجَابٍ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ مستحب وضو کے بارے میں وہ تمام ابواب جنہیں میں نے ذکر کیا ہے،

ان سے وضو کا حکم ندب وارشاد اور فضیلت کے لیے ہے، فرض اور واجب نہیں ہے

\* قَالَ أَبُو بَكْرٍ خَبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ .

امام ابوبکر کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک مجھے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا ہے کہ جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔“ (یعنی اس کے علاوہ مذکورہ صورتوں میں وضو کرنا واجب نہیں ہے۔)

(۲۱۸) سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب، یاکل ویشرب: ۵۹۱۔ اور اس کی اصل صحیح مسلم میں بھی ہے۔ صحیح مسلم:

۳۰۵۔ سنن النسائی: ۲۵۶۔ سنن ابی داؤد: ۲۲۴۔ مسند احمد: ۱/۱۹۲۔

\* اسنادہ صحیح، سنن الدارقطنی: ۱/۱۲۵۔ و مسند أحمد: ۱/۲۸۲، ۳۵۹/۱۔ والنسائی: ۱۳۲۔ والترمذی: ۱۸۲۴۔ مشکاة: ۴۲۰۹۔

۱۷۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ عِنْدَ مُعَاوَدَةِ الْجَمَاعِ بِلَفْظِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ

دوبارہ جماع کرتے وقت وضو کرنا مستحب ہے، اس سلسلے میں مجمل غیر مفسر روایت کا بیان

۲۱۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ ، وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ ، وَحَدَّثَنَا الصَّنَعَانِيُّ ، نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - نَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكَّلِ ، يَحْكِي.....

”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے، (اس سے ہم بستری کرے) پھر دوبارہ ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کر لے۔“ یہ صنعانی کی حدیث ہے۔“ باقی راویوں نے ابو متوکل سے روایت کرتے وقت ”سمعت“ کی بجائے ”عن“ سے بیان کیا ہے۔

۱۷۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لِلْمُعَاوَدَةِ لِلْجَمَاعِ كَوُضُوءِ الصَّلَاةِ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دوبارہ جماع کرنے کے لیے وضو، نماز کے وضو جیسا وضو ہے

۲۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ..... نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ ، قَالَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ - يَعْنِي الَّذِي يُجَامِعُ - ثُمَّ يَعُودْ ، قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ .

”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص دوبارہ (جماع کا) ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ نماز کے وضو جیسا وضو کر لے، پھر غسل کرنے سے پہلے دوبارہ جماع کر لے۔“

(۲۱۹) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الحنب: ۳۰۸۔ سنن الترمذی: ۱۴۱۔ سنن النسائی: ۲۶۲۔ سنن ابی داود:

۲۲۰۔ سنن ابن ماجہ: ۵۸۷۔ مسند احمد: ۳/۲۸۰۲۱۰۷/۳۔

(۲۲۰) صحیح مسلم، کتاب الحيض ۳۰۸۔ سنن ابی داود: ۲۲۰۔ سنن ابن ماجہ: ۵۸۰۷۔ مسند احمد: ۳/۲۱۰۷/۳۔

غیر واجب، اضافی طہارت اور وضو

۱۷۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُوءِ عِنْدَ إِزَادَةِ الْجَمَاعِ أَمْرٌ نَذْبٌ وَإِرْشَادٌ  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ دوبارہ جماع کا ارادہ کرتے وقت وضو کرنے کا حکم نذب وارشاد کے لیے ہے  
إِذِ الْمُتَوَضِّئُ بَعْدَ الْجَمَاعِ يَكُونُ أَنْشَطَ لِلْعُودَةِ إِلَى الْجَمَاعِ ، لَا أَنَّ الْوُضُوءَ بَيْنَ الْجَمَاعَيْنِ وَاجِبٌ  
وَلَا أَنَّ الْجَمَاعَ قَبْلَ الْوُضُوءِ وَبَعْدَ الْجَمَاعِ الْأَوَّلِ مَحْظُورٌ .

کیونکہ جماع کرنے کے بعد وضو کرنے والا دوبارہ جماع کے لیے تازہ دم ہو جاتا ہے، اس لیے نہیں کہ دومرتبہ جماع کے  
درمیان وضو کرنا واجب ہے اور نہ اس لیے کہ پہلے جماع کے بعد اور وضو کرنے سے پہلے (دوبارہ) جماع کرنا منع اور  
ناجائز ہے۔

۲۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبِرَّازُ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ  
إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ .....

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: إِذَا  
”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں  
أَرَادَ أَحَدُكُمْ الْعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ ، فَإِنَّهُ أَنْشَطَ لَهُ  
کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص دوبارہ جماع کا  
إِرَادَةَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ ، فَإِنَّهُ أَنْشَطَ لَهُ  
ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وضو کر لے کیونکہ وہ اس کے لیے  
فِي الْعُودِ .

دوبارہ جماع کرنے میں چستی اور مستعدی کا باعث ہوگا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ بیوی سے دوبارہ مباشرت کرنے سے قبل شرعی وضو کرنا مستحب عمل ہے، جمہور علماء کا یہی موقف

ہے۔ (عون المعبود: ۱/۲۲۴)

۲۔ البتہ اگر وہ وضو ترک کر دے تو گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ فسانہ انشط للعود قرینہ صارفہ ہے، یہ امر کو احتجاب میں  
تبدیل کرنے کا قرینہ ہے۔ البتہ دوبارہ مباشرت سے قبل وضو کرنا افضل ہے۔

۳۔ اس وضو کا فائدہ یہ ہے کہ انسان سستی اور کمالی کا شکار نہیں ہوتا اور اس عمل سے بدن انسانی میں نشاط اور توانائی لوٹ  
آتی ہے۔

۱۷۵..... بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ وَالشَّهَادَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِالرِّسَالَةِ وَالْعُودِيَّةِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ نَبِيٍّ أَوْ نَبِيِّ ﷺ كَيْ رَسَالَتٍ وَعَبْدِيَّةٍ كَيْ غَوَاہِي دِينِهِ كَيْ فَضِيلَتِ كَيْ بَيَانٍ  
وَأَنَّ لَا يُطْرَى كَمَا أَطْرَبَ النَّصَارَى عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ، إِذَا شَهِدَ لَهُ بِالْعُودِيَّةِ مَعَ الشَّهَادَةِ لَهُ بِالرِّسَالَةِ  
عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ

اور یہ کہ وضو سے فارغ ہو کر نبی ﷺ کی عبدیت و رسالت کی گواہی دیتے ہوئے آپ کی شان میں غلو نہ کیا جائے جیسا

(۲۲۱) اسنادہ صحیح، ابن حبان: ۱۲۱۱۔ حاکم: ۵۴۲۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۱۳۸۶۵۔

کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم ﷺ کی شان میں کیا ہے۔

۲۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقٍ ، نَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - نَا مُعَاوِيَةَ عَنْ رَبِيعَةَ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ - عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ ، وَحَدَّثَهُ أَبُو عَثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ.....

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پر اونٹوں کے چرانے کی ذمہ داری تھی (ایک دن جب میری باری آئی) تو میں انہیں چرا کر شام کے وقت واپس لایا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے پایا۔ میں نے آپ کا یہ فرمان پایا: ”جو مسلمان بھی وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑے ہو کر دل اور چہرے کی توجہ اور خشوع سے دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا یہی عمدہ بشارت ہے! تو میرے سامنے ایک شخص تھا وہ کہنے لگا: ”اس سے پہلی بشارت اس سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔“ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ تم ابھی آئے ہو، آپ نے (یہ بھی) فرمایا ہے: ”تم میں جو شخص بھی مکمل وضو کرے پھر کہے: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔“ یہ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَرَوَحْتَهَا بَعْشِي فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ ، فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ يَقُومُ ، فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ ، إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ . قَالَ ، فَقُلْتُ: مَا أَجُودَ هَذِهِ ! فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ: الَّذِي قَبْلَهَا أَجُودُ . فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . قَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتَكَ جِئْتَ أَنْفَاءً . قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ . هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَحْرُ بْنُ نَصْرِ ، فِي عَقِبِ حَدِيثِهِ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ

(۲۲۲) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء: ۲۳۴۔ سنن ابی داؤد: ۶۰۹، ۱۶۹۔ مسند احمد:

۱۵۳، ۱۴۵/۴۔ من طریق معاویہ.

أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ كِي حَدِيثَ هُوَ -  
بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ  
عَنْ عُقْبَةَ .

۲۲۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، وَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقِ الْمِصْرِيُّ ، نَا أَسَدٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى  
السَّنَّةُ - قَالَ ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ عَنْ عُقْبَةَ  
بْنِ عَامِرٍ ، وَ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ .....

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت  
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی بھی پورا  
وضو کرے، پھر کہے: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ  
مُحَمَّدًا عَبْدًا لِلَّهِ وَرَسُولُهُ)) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ  
کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس  
کے رسول ہیں“ تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول  
دیے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ وہ مذکورہ دعا کے  
ساتھ اس دعا کو بھی ملا لے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ  
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ . نیز شافیہ کہتے ہیں: غسل کرنے والے کے لیے بھی غسل سے فراغت کے بعد مذکورہ  
اذکار کا اہتمام مستحب عمل ہے۔ (نوی: ۱۲۰/۳)

۲۔ ان احادیث سے یہ استدلال درست ہے کہ فرض، مستحب اور مسنون وضو کے بعد مذکورہ ادعیہ کا اہتمام مستحب فعل  
ہے۔ البتہ ایسے اذکار سے اجتناب کرنا چاہیے جو خود ساختہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہیں۔





## جَمَاعُ أَبْوَابِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کے متعلق ابواب کا مجموعہ

۱۷۶..... بَابُ ذِكْرِ أَخْبَارِ رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرُّحْصَةِ

فِي تَرَكِ الْغُسْلِ فِي الْجَمَاعِ مِنْ غَيْرِ إِمْنَاءٍ قَدْ نَسِخَ بَعْضُ أَحْكَامِهَا  
منی کے انزال کے بغیر جماع کرنے سے غسل نہ کرنے کی رخصت کے متعلق

نبی اکرم ﷺ سے مروی احادیث کا بیان، اس کے کچھ احکام منسوخ ہو چکے ہیں

۲۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْبَسْطَامِيُّ ، نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ  
عَبْدِ الْوَارِثِ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، قَالَ ، حَدَّثَنِي حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ، أَنَّ أَبَا  
سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَّارٍ ، حَدَّثَهُ أَنَّ.....

”حضرت یزید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں  
نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا  
جو جماع کرتا ہے تو منی کا انزال نہیں ہوتا (تو وہ کیا کرے؟)  
انہوں نے فرمایا: ”اس پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔“ پھر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ حکم رسول اللہ ﷺ  
سے سنا ہے۔ وہ (حضرت یزید) کہتے ہیں: پھر میں نے  
حضرت علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ اور  
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے (یہی مسئلہ) پوچھا تو انہوں  
نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ ”ابو سلمہ کہتے ہیں: مجھے حضرت  
عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ایوب

يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ  
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ فَلَا  
يُنْزِلُ . قَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ . ثُمَّ قَالَ  
عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَ:  
فَسَأَلْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ  
الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَ  
أَبِي بَنٍ كَعْبٍ ، فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ . قَالَ  
أَبُو سَلَمَةَ وَحَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ  
أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ ، فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ .

(۲۲۴) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب غسل ما یصیب من رطوبة فرج المرأة، رقم: ۱۷۹۰۲۹۲۔ صحیح مسلم: ۳۴۷۔ مسند

انصاری رضی اللہ عنہ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی جواب نقل کیا۔“

۱۷۷..... بَابُ ذِكْرِ نَسْخِ اسْقَاطِ الْغُسْلِ فِي الْجَمَاعِ مِنْ غَيْرِ اِمْنَاءٍ .

انزال کے بغیر جماع کرنے سے غسل نہ کرنے کی رخصت کے منسوخ ہونے کا بیان

۲۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ ، فَقَالَ.....

سَهْلُ الْأَنْصَارِيُّ - وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ ، وَكَانَ فِي زَمَانِهِ خَمْسَ عَشْرَ سَنَةً - حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يَقُولُونَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ، رُخْصَةٌ رَخَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُسْلِ بَعْدَهَا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُغِيرَةَ الْمِصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: نَحْوَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ الْمُبَارَكُ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ ، قَالَ: كَانَ الْفُتْيَا فِي الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةٌ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، نَا

”حضرت سہل انصاری رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہے اور آپ کے عہد مبارک میں وہ پندرہ برس کے تھے، کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”وہ فتویٰ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیا کرتے تھے کہ: پانی پانی سے ہے غسل منی نکلنے سے واجب ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں اس کی رخصت دی تھی، پھر بعد میں آپ نے غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے استاد احمد بن منیع کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”پانی پانی سے واجب ہوتا ہے“ یہ فتویٰ اسلام کے شروع میں بطور رخصت تھا پھر اس سے منع کر دیا گیا۔ امام صاحب ایک اور سند ذکر کرتے ہیں۔

(۲۲۵) اسنادہ صحیح) صحیح سنن ابی داؤد: ۲۰۹/۱۱۰۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء ان الماء من الماء: ۱۱۰، ۱۱۱۔

سنن ابی داؤد: ۲۲۵۔ سنن ابن ماجہ: ۶۰۹۔ مسند احمد: ۱۱۵/۵۔ سنن الدارمی: ۷۵۹۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۷۵۰۔ وابن

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ ، أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ . نَحْوَهُ . هَكَذَا  
حَدَّثَنَا بِهِ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ .

۲۲۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ ، أَخْبَرَنِي .....

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار صحابہ کا یہ فتویٰ تھا کہ (غسل کا) پانی (مٹی کے) پانی سے واجب ہوتا ہے۔ یہ ابتدائے اسلام میں رخصت تھی پھر ہمیں غسل کرنے کا حکم دے دیا گیا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: محمد بن جعفر نے اپنی روایت میں جو یہ کہا ہے کہ ”اخبار فی سہل بن سعد“ مجھے سہل بن سعد نے روایت بیان کی۔“ تو اس لفظ کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ یہ محمد بن جعفر یا ان سے نیچے کے کسی راوی کا وہم ہے (یعنی امام زہری یہ روایت براہ راست حضرت سہل سے بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے درمیان ایک استاد کا واسطہ ہے) کیونکہ ابن وہب نے عمرو بن حارث سے اور انہوں نے امام زہری سے روایت کی تو انہوں نے کہا: ”اخبار فی سہل بن سعد عن سہل بن سعد عن ابی بن کعب“ مجھے ارضی عن سہل بن سعد نے حضرت سہل بن سعد سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔“ امام صاحب کہتے ہیں: مجھے یہ روایت احمد بن عبد الرحمن بن وہب نے اپنے چچا سے اور انہوں نے عمرو سے بیان کی ہے۔ اور عمرو بن حارث نے اپنی سند میں شخص کا نام نہیں لیا (اور اسے پسندیدہ شخص قرار دیا ہے) ممکن ہے وہ ابو حازم سلمہ بن دینار

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ قَوْلُ  
الْأَنْصَارِ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ  
الْإِسْلَامِ ، ثُمَّ أُمِرْنَا بِالْغُسْلِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ:  
فِي الْقَلْبِ مِنْ هَذِهِ اللَّفْظَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا  
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ . أَعْنَى قَوْلُهُ أَخْبَرَنِي  
سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ - وَأَهَابٌ أَنْ يَكُونَ هَذَا  
وَهُمَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَوْ مِنْ دُونِهِ  
لِأَنَّ ، ابْنَ وَهْبٍ رَوَى عَنْ عَمْرِو بْنِ  
الْحَارِثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ  
أَرْضَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي بِنِ  
كَعْبٍ هَذِهِ اللَّفْظَةَ حَدَّثَنِيهَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ ، حَدَّثَنَا عَمِي ، قَالَ  
حَدَّثَنِي عَمْرُو . وَهَذَا الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ  
يُسَمِّهِ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ أَبَا  
حَازِمٍ سَلَمَةَ بْنِ دِينَارٍ . لِأَنَّ مَيْسِرَةَ بْنَ  
إِسْمَاعِيلَ رَوَى هَذَا الْحَبْرَ عَنْ أَبِي عَسَّانَ  
مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ  
بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ وَقَالَ:  
حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْحَمَّالُ .

ہوں۔ کیونکہ میسرہ بن اسماعیل نے یہ حدیث غسان محمد بن مطرف سے اور انہوں نے ابو حازم سے اور انہوں نے سہل بن سعد سے اور انہوں نے مسلم بن حجاج سے بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ابو جعفر جمال نے بیان کیا ہے۔

۱۷۸..... بَابُ ذِكْرِ إِجَابِ الْغُسْلِ بِمَمَاسَةِ الْخِتَانَيْنِ أَوْ التَّقَائِهِمَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ اِمْنَاءً.

شرم گاہوں کے باہم چھونے یا ملنے سے غسل واجب ہو جانے کا بیان، اگر چہ منی نہ نکلے

۲۲۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ ، نَا حَمِيدُ بْنُ هِلَالٍ عَنِ أَبِي بُرْدَةَ.....

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (صحابہ کرام) بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے غسل واجب کرنے والی چیز کا تذکرہ کیا۔ حاضرین میں سے ایک مہاجر صحابی نے فرمایا: ”جب ختنہ (شرم گاہ) ختنے سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“ حاضرین میں سے ایک انصاری صحابی نے فرمایا: ”نہیں حتیٰ کہ وہ (منی) زور اور جوش سے نکل جائے۔“ (اس تذکرے کو سن کر) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اس کے متعلق خبر لا کر دیتا ہوں۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انہیں سلام کیا، پھر عرض کی: میں آپ سے ایک چیز کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں مگر اس سے شرماتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ایسا سوال پوچھتے ہوئے مت شرماد، جسے تم اپنے جننے والی (حقیقی) ماں سے پوچھ سکتے ہو۔ بے شک میں بھی تمہاری ماں ہوں۔“ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم علم والے (باخبر اور مسئلے سے واقف) کے پاس آئے ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب (مرد) عورت کے چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ گیا اور ختنہ ختنے سے مل گیا تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّهُمْ كَانُوا جُلُوسًا ، فَذَكَرُوا مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ . فَقَالَ مَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ : إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ . وَقَالَ مَنْ حَضَرَهُ مِنَ الْقَنْصَارِ : لَا حَتَّى يَذْفُقَ . قَالَ أَبُو مُوسَى : أَنَا أَيْتُكُمْ بِالْخَبَرِ . فَقَامَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا . فَسَلَّمَ . ثُمَّ قَالَ : إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَأَنَا أَسْتَحْيِي مِنْهُ . فَقَالَتْ : لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ تَسْأَلُ عَنْهُ أَمْلَكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ ، فَإِنَّمَا أَنَا أَمْلُكَ . قَالَ : قُلْتُ : مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ ؟ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطَتْ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ .

(۲۲۷) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانتين: ۳۴۹۔ سنن ابن ماجه: ۶۰۸۔

مسند احمد: موطا امام: ۱۰۲۔ والترمذی: ۱۰۹، ۱۰۸۔

**فوائد:**..... ۱۔ شروع اسلام میں غسل جنابت کی فرضیت کے لیے خروج منی شرط تھا۔ یعنی جب تک انزال نہ ہوتا غسل جنابت فرض نہ ہوتا اور انزال منی کے بعد غسل فرض ہو جاتا تھا۔ پھر اس رخصت کو ختم کر دیا گیا اور یہ عمل منسوخ ہو گیا، لہذا فقط شرمگاہوں کے ملاپ ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ منی کا خروج ہو یا نہ ہو۔

۲۔ علماء بیان کرتے ہیں اب اس حدیث، شرمگاہوں کے ملاپ سے غسل واجب ہو جاتا ہے، پر عمل ہے اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ حدیث پانی پانی سے ہے، منسوخ ہو چکی ہے اور وہ شخص سے مراد یہ لیتے ہیں کہ بلا انزال جماع سے غسل ساقط تھا پھر واجب ٹھہرا۔ (نووی: ۴/ ۳۵)

۳۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جماع کی صورت میں غسل کا واجب ہونا خروج منی پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ حشفہ کے دخول سے مرد و عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اس وقت اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ صحابہ اور تابعین میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا پھر اس مسئلہ پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے۔ (نووی: ۴/ ۳۹)

۴۔ شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: جماع کی صورت میں غسل کا واجب ہونا انزال منی پر موقوف نہیں بلکہ فقط شرمگاہ میں حشفہ داخل ہونے یا شرمگاہوں کے ملاپ ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ جمع، فقہاء اور جمہور صحابہ و تابعین اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۲۳۸)

۱۷۹..... بَابُ إِجَابِ إِحْدَاثِ النَّبَةِ لِلْإِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ .

غسل جنابت کے لیے نیت کرنا ضروری ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى ضِدِّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْجُنْبَ إِذَا دَخَلَ نَهْرًا نَائِيًا لِلْسَّبَاحَةِ ، فَمَاسَ الْمَاءِ جَمِيعَ بَدَنِهِ وَكَمْ يَنْوُ غُسْلًا وَلَا أَرَادَهُ أَدَاءَ فَرَضِ الْغُسْلِ ، وَلَا تَقْرُبًا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، أَوْ صَبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ ، وَهُوَ مُكْرَهُ ، فَمَاسَ الْمَاءِ جَمِيعَ جَسَدِهِ ، أَنَّ فَرَضَ الْغُسْلِ سَاقِطٌ عَنْهُ

اور ان علماء کے دعویٰ کے برعکس دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ جنسی شخص جب تیراکی کی نیت سے نہر میں داخل ہو گیا، اور پانی اس کے سارے بدن کو لگ گیا حالانکہ غسل فرض ہونے کے بعد اس نے غسل کی نیت کی نہ اس کا ارادہ کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول اس کا مقصد تھا، یا اس پر زبردستی پانی ڈال دیا گیا جسے وہ ناپسند کرے جو اس کے سارے جسم کو لگ گیا تو غسل کی فرضیت اس سے ساقط ہو جائے گی۔

۲۲۸۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ أَمَلَيْتُ خَبَرَ عَنْ "امام ابو بکر فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: الْأَعْمَالُ نَبِيٍّ أَكْرَمَ ﷺ سے روایت بیان کر چکا ہوں کہ آپ نے فرمایا:

(۲۲۸) صحیح البخاری، کتاب بدہ الوحی، باب بدہ الوحی، رقم: ۱۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔ سنن الترمذی: ۱۶۴۷۔ سنن

النسائی: ۷۵۔ سنن ابی داؤد: ۱۸۸۲۔ سنن ابن ماجہ: ۴۲۲۷۔ مسند احمد: ۱/ ۶۳، ۲۵۱۔

بِالنِّبَةِ وَإِنَّمَا لِامْرَأٍ مَا نَوَى . ”اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔“

فوائد:..... مکرر ۱۳۲۔

۱۸۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ جَمَاعَ نِسْوَةٍ لَا يُوجِبُ أَكْثَرَ مِنْ غُسْلٍ وَاحِدٍ .

اس بات کی دلیل کا بیان کہ کئی عورتوں سے جماع کرنے سے

ایک ہی غسل واجب ہوتا ہے

۲۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى ، نَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ.....

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذَا خَبْرٌ غَرِيبٌ . وَالْمَشْهُورُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی عورتوں سے ایک ہی غسل کے ساتھ شب باشی کیا کرتے تھے۔“ امام ابوبکر کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ مشہور سند میں معمر قنادہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۳۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الرِّبَاطِيُّ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ.....

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَطِيفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ . غَيْرَ أَنَّ الرِّبَاطِيَّ قَالَ: عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ: يَطُوفُ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی (سب) عورتوں سے ایک غسل سے شب باشی کیا کرتے تھے“ (امام صاحب کہتے ہیں) رباطی (راوی) نے عن معمر کہا اور

”یطيف“ کی بجائے ”يطوف“ کہا ہے (معنی ایک ہی ہے)۔“

۲۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورِ الْجَوَّازِ الْمَكِّيُّ ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ . حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ.....

(۲۲۹) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من طاف علی نساءہ فی غسل واحد ۲۶۸۰۲۱۵۔ صحیح مسلم: ۳۳۹۔ سنن ترمذی: ۱۳۰۔ سنن النسائی: ۲۶۳۔ سنن ابی داؤد: ۲۱۸۔ مسند احمد: ۱۱۵۰۸۔ سنن ابن ماجہ: ۵۸۸۔ (۲۳۰) اسنادہ صحیح) ابی داؤد: ۲۱۲۔ الروض النقصیر: ۸۸۔ مسند احمد: ۱۸۵۰۱۶۱/۳۔ من طریق معمر۔ اور اس کی اصل صحیح مسلم کتاب الحيض، باب جواز نوم الحنب، رقم: ۳۰۹۔ میں ہے۔

(۲۳۱) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد ومن دار علی نساءہ فی غسل واحد، رقم: ۲۶۸۔ اس میں غسل واحد کے الفاظ نہیں۔ مسند احمد: ۲۹۱/۳۔

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات اور دن کے وقت میں، ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی تمام بیویوں کے پاس چکر لگا لیا کرتے تھے اور وہ گیارہ تھیں۔ (قنادہ) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ اس کی طاقت رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم (آپس میں) گفتگو کیا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے۔“

### فوائد:.....

- ۱۔ یہ حدیث دلیل ہیں کہ ایک رات میں ایک بیوی سے بار بار جماع کرنے یا کئی بیویوں سے کئی بار مباشرت کرنے سے ایک ہی غسل واجب ہوتا ہے، ہر جماع کے بعد غسل کرنا واجب نہیں۔
- ۲۔ نبی ﷺ پر بیویوں میں تقسیم واجب نہیں تھی اگر تقسیم واجب ہوتی تو ایک بیوی کی باری کی رات آپ کا کسی اور بیوی سے ملاپ درست نہ ہوتا۔
- ۳۔ نبی ﷺ جسمانی لحاظ سے اکمل تھے، چار سے زائد شادیاں کرنا نبی ﷺ کا خاصہ تھا۔ آپ کے علاوہ کسی کو بھی چار سے زائد شادیاں کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

۱۸۱..... بَابُ صِفَةِ مَاءِ الرَّجُلِ الَّذِي يُوجِبُ الْغُسْلَ،

وَصِفَةِ مَاءِ الْمَرْأَةِ الَّذِي يُوجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلَ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَمَاعٌ يَكُونُ فِيهِ الْبِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ.

مرد اور عورت کے اس پانی کی کیفیت کا بیان جو ان پر غسل واجب کرتا ہے

جبکہ ایسا جماع نہ ہو جس میں شرم گاہ شرم گاہ سے مل جاتی ہے

۲۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ ، نَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعِ الْحَلْبِيِّ ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحْبِيُّ أَنَّ.....

”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

(۲۳۲) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب بيان صفة مني الرجل والمرأة وأن الولد مخلوق، رقم: ۳۱۵۔ والنسائي في الكبرى: ۹۰۲۵۔ وابن حبان: ۷۴۲۲۔ والبيهقي في الكبرى: ۷۶۹۔ والحاكم: ۵۴۸/۳۔ من طريق أبي توبة.

بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس یہودی علماء میں سے ایک عالم آیا تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ) تم پر سلام ہو! تو میں نے اسے ایسے زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ اس نے کہا: تم مجھے دھکا کیوں دیتے ہو؟ میں نے کہا: تم (نبی علیہ السلام کا نام لینے کی بجائے) رسول اللہ ﷺ نہیں کہہ سکتے؟ یہودی (عالم) نے کہا: ہم تو انہیں اسی نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے ان کا رکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرا نام محمد ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے۔ یہودی نے کہا: میں آپ سے سوال پوچھنے کے لیے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر میں تمہیں کچھ بیان کروں تو کیا وہ تمہیں نفع دے گا؟ اس نے کہا میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا (یعنی پوری توجہ سے آپ کا ارشاد سنوں گا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے پاس ایک چھڑی سے کریدنے لگے (جیسے متفکر شخص کرتا ہے) پھر فرمایا: ”پوچھو۔ یہودی نے کہا: (اس دن) لوگ کہاں ہوں گے جس دن یہ زمین و آسمان دوسری زمین و آسمان سے بدل دیے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وہ) اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے۔ اس نے کہا: سب سے پہلے کن لوگوں کو (پل صراط عبور کرنے کی) اجازت ملے گی؟ آپ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو۔ اس نے کہا: جنت میں داخل ہونے پر انہیں کیا تحفہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا: مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔ اس نے پوچھا: اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ان کے لیے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرا کرتا تھا۔ اس نے سوال کیا: اس کھانے کے بعد وہ کیا پیئیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ جنت

فَجَاءَهُ جِبْرِيْلٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ ، فَقَالَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ . فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يَصْرَعُ مِنْهَا . فَقَالَ : لِمَ تَدْفَعُنِي ؟ فَقُلْتُ ، أَلَا تَقُولُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ الْيَهُودِيُّ : إِنَّمَا تَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّيْتَنِي بِهِ أَهْلِي . قَالَ الْيَهُودِيُّ : جِئْتُكَ أَسْأَلُكَ . قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَيْنَعْنُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ ؟ قَالَ : أَسْمَعُ بِأُذُنِي . فَتَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ . فَقَالَ : سَلْ . فَقَالَ الْيَهُودِيُّ : أَيَنْ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ . قَالَ : فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةٌ ؟ قَالَ فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ . قَالَ : فَمَا تُحَفَّتُهُمْ جِئِنْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ ؟ قَالَ : زِيَادَةُ كَبِدِ النَّوْنِ . قَالَ : فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى أَثَرِهِ ؟ قَالَ : يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا . قَالَ : فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ ؟ قَالَ : مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسْمَى سَلْسِيْلًا . قَالَ : صَدَقْتَ . وَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ . قَالَ : يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ ؟ قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنِي . قَالَ : جِئْتُكَ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَالِدِ ؟ قَالَ مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضٌ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرٌ . فَإِذَا



غسل جنابت کے متعلق ابواب

کے سلسیل نامی چشمے سے پئیں گے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اور میں آپ سے اس چیز کے متعلق پوچھنے کے لیے آیا ہوں جسے اہل زمین میں سے ایک نبی اور ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں تمہیں (اس چیز کے متعلق) بتا دوں تو کیا وہ تمہیں نفع دے گی؟ اس نے کہا: میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا۔ اس نے کہا: میں آپ سے سچے کے متعلق پوچھنے کے لیے آیا ہوں آپ نے فرمایا: مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا زرد ہوتا ہے، جب دونوں پانی اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔“ یہودی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ آپ نبی ہیں۔ پھر وہ چلا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے مجھ سے جن جن چیزوں کے متعلق پوچھا، مجھے ان میں سے کسی چیز کا علم نہیں تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم دے دیا۔“

اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيَّ الرَّجُلُ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرًا بِإِذْنِ اللَّهِ . وَإِذَا عَلَا مَنِيَّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ أَنْثَا بِإِذْنِ اللَّهِ . قَالَ الْيَهُودِيُّ: صَدَقْتَ ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ . ثُمَّ انْصَرَفَ . فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ ، وَمَالِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ ، حَتَّى آتَانِي اللَّهُ بِهِ .

**فوائد:** ..... ۱۔ روز قیامت جب زمین و آسمان کی تبدیلی کا مرحلہ آئے گا تمام لوگ بل صراط کے قریب

اندھیرے میں ہوں گے۔

۲۔ انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد سب سے پہلے بل صراط فقراء مہاجرین عبور کریں گے۔ جو ان کے لیے بہت عزت و شرف کا مقام ہے۔

۳۔ جنتیوں کی پہلی مہمانی مچھلی کے جگر کے بڑھے ہوئے حصے سے کی جائے گی۔ پھر انہیں جنتی تیل کے جگر کا گوشت پیش کیا جائے گا اور اس کے بعد انہیں جنت کے سلسیل چشمے سے مشروب پیش کیا جائے گا یہ اہل جنت کے اولیٰ طعام و مشروب ہوں گے، اس کے بعد اہل جنت جو جی چاہیں کھائیں پئیں گے۔

۴۔ اگر نیند کی حالت میں مرد کا سفید گھاڑا مادہ منویہ خارج ہو اور عورت کا پتلا زرد رنگ کا مادہ منویہ خارج ہو تو ایسی صورت میں ان پر غسل واجب ہوگا۔ بصورت دیگر اس کیفیت کا مادہ نہ ہو تو اسے احتلام سے تعبیر نہ کیا جائے گا۔

۱۸۲..... بَابُ إِنْجَابِ الْغُسْلِ مِنَ الْإِيمَانِ وَإِنْ كَانَ الْإِيمَانُ مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ

منی کے انزال سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ منی کا انزال ایسے جماع کے بغیر ہو

يَلْتَقِي فِيهِ الْخَتَانَانِ أَوْ يَتَمَاسَانِ ، كَانَ الْإِيمَانُ مِنْ مُبَاشَرَةٍ أَوْ جَمَاعٍ دُونَ الْفَرْجِ ، أَوْ مِنْ قُبْلَةٍ أَوْ مِنْ  
احْتِلَامٍ . كَانَ الْإِيمَانُ فِي الْيَقِظَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ، قَبْلَ تَبَوُّلِ الْجُنْبِ قَبْلَ الْإِغْتِسَالِ أَوْ  
بَعْدَهُ ، أَوْ بَعْدَ مَا يَبُولُ . ضِدُّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْإِيمَانُ إِذَا كَانَ بَعْدَ الْجَنَابَةِ وَبَعْدَ الْإِغْتِسَالِ قَبْلَ  
تَبَوُّلِ الْجُنْبِ أَوْ جَبَّ ذَلِكَ الْمَنِيُّ غُسْلًا ثَانِيًا ، وَإِنْ كَانَ الْإِيمَانُ بَعْدَ مَا تَبَوَّلَ الْجُنْبُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ بَعْدَ  
الْبَوْلِ مَا يُوجِبُ ذَلِكَ الْإِيمَانُ - زَعَمَ - غُسْلًا

جس میں شرم گاہیں آپس میں ملتی ہیں یا ایک دوسری کو چھوتی ہیں، خواہ منی کا انزال مباشرت سے ہو، شرم گاہ کے علاوہ کسی  
حصے میں جماع کرنے سے ہو یا بوس و کنار یا احتلام کی وجہ سے ہو خواہ منی کا انزال غسل جنابت کے بعد بیداری کی حالت  
میں ہو، جنبی شخص کے پیشاب کرنے سے پہلے، غسل سے قبل یا بعد میں ہو۔ یا پیشاب کرنے کے بعد ہو، ان علماء کے  
دعوئی کے برعکس جو کہتے ہیں کہ اگر منی کا انزال جنابت اور غسل کرنے کے بعد، جنبی شخص کے پیشاب کرنے سے پہلے ہو  
تو اس سے دوسرا غسل واجب ہو جاتا ہے اور اگر جنبی شخص کے پیشاب کرنے کے بعد منی کا انزال ہو، پھر وہ پیشاب  
کرنے کے بعد غسل کرے تو اس انزال سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

۲۳۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرِيذِ الْأَيْلِيِّ أَنَّ سَلَامَةَ بْنَ رَوْحٍ حَدَّثَهُمْ  
عَنْ عَقِيلٍ - وَهُوَ ابْنُ خَالِدٍ - قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - وَهُوَ ابْنُ .....  
أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ - أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے  
ہیں کہ آپ نے فرمایا: بے شک (غسل کا) پانی (منی کے)  
إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ .  
پانی سے واجب ہوتا ہے۔"

۲۳۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ عَبْدَةَ ، قَالَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ ، وَحَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمَخْرَمِيُّ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ ، نَا زُهَيْرٌ ، وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ  
التَّمِيمِيُّ عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ .....

(۲۳۳) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام..... رقم: ۳۴۳- سنن ابی داود: ۲۱۷- مسند  
احمد: ۴۷، ۳۶۰۷/۳.

(۲۳۴) صحیح مسلم: ۳۴۳- سنن ابی داود کتاب الطهارة، باب في الاكسال: ۲۱۷ اس کی اصل صحیح مسلم: ۵۱۹- میں "انما"  
کے اضافے کے ساتھ ہے۔ مسند احمد: ۴۷، ۳۶۰۷/۳.

أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "حَضْرَتُ أَبُو سَعِيدٍ خَدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "غَسَلَ جَنَابَتِكَ مِنَ الْمَاءِ مِنْ الْمَاءِ ."

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: "پانی پانی سے ہے۔"

**فوائد:**..... غسل کا پانی منی کے پانی سے ہے یعنی منی کا پانی خارج ہونے پر غسل واجب ہے۔

اس کے دو مفہوم ہیں:

- (۱)..... شروع اسلام میں شرمگاہوں کے ملاپ سے غسل جنابت ساقط تھا بلکہ غسل تب واجب ہوتا جب منی خارج ہوتی، پھر یہ حکم منسوخ قرار دیا گیا اور محض شرمگاہوں کے ملاپ سے غسل واجب ٹھہرا۔ اس کی صراحت ۲۲۵ میں گزری ہے۔
- (۲)..... احتلام کے پانی یعنی منی کے خروج سے غسل کا پانی واجب ہے، یہ حکم ہر صورت میں قائم و ثابت ہے، چنانچہ احتلام کی صورت میں غسل واجب ہے۔

۱۸۳..... بَابُ ذِكْرِ إِجَابِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ فِي الْإِحْتِلَامِ إِذَا أَنْزَلَتِ الْمَاءَ

احتلام کی وجہ سے عورت کی منی نکل جائے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے

۲۳۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ، نَا وَكِيعٌ، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا بَنُو وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ.....

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں، تو انہوں نے آپ سے اس عورت کے متعلق پوچھا جو خواب میں مرد کی طرح دیکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا: جب وہ پانی دیکھے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔"

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: (ام سلیم) تم نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا ہے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (اگر ایسا نہیں ہے تو) پھر بچہ ماں کے مشابہ کیسے ہوتا ہے۔؟"

یہ کتب کی حدیث ہے۔ دورقی (راوی) نے "اذا" کا لفظ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ. قَالَ: إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَلَتَغْتَسِلَ. قَالَتْ، قَالَتْ: فَضَحَّتِ النِّسَاءَ وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَرَبَّتْ يَمِينُكَ وَفِيمَا يُشْبِهُهَا وَلَدَهَا إِذَا. هَذَا حَدِيثٌ وَكِيعٌ. غَيْرَ أَنَّ الدَّورَقِيَّ لَمْ يَقُلْ إِذَا وَأَنْتَهَاءُ حَدِيثِ مَالِكٍ عِنْدَ قَوْلِهِ: إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ. وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْحَدِيثِ.

(۲۳۵) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى منها: ۳۱۳- سنن النسائي: ۱۹۵- سنن ابن ماجه: ۶۰۱- مسند احمد: ۳۰۶/۶- من طريق هشام بن عروة عن أبيه.

بیان نہیں کیا جبکہ مالک کی حدیث ”إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ“ پر ختم ہو جاتی ہے۔ انہوں نے باقی حدیث بیان نہیں کی۔

**فوائد:** ..... ۱۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جیسے مرد کی منی خارج ہونے کی صورت میں اس پر غسل واجب ہے۔

اسی طرح عورت کی منی خارج ہونے کی صورت میں عورت پر غسل واجب ہے۔ اور تمام اہل اسلام کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ عورت اور مرد پر منی خارج ہونے کی صورت میں غسل واجب ہے۔ (نووی: ۳/۲۱۹)

۲۔ عورت جب احتلام کے دوران منی کا پانی دیکھے تب غسل کرے گی۔ یعنی احتلام میں وجوب غسل کے لیے منی کا پانی دیکھنا شرط ہے اور اگر وہ پانی نہ دیکھے تو غسل نہیں کرے گی۔ (فتح الباری: ۲/۳۰۲)

۳۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ کچھ عورتوں کو احتلام ہوتا ہے اور کچھ کو احتلام سے واسطہ نہیں پڑتا۔ اسی لیے ام عائشہ رضی اللہ عنہا نے احتلام کا انکار کیا تھا لیکن ان کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت کی منی کے وجود ہی کی منکر تھیں، لہذا

ان کی اس نفی کا انکار کیا گیا کہ عورت بھی مادہ منویہ سے دوچار ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۰۳)

۱۸۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ لَأَ وَقَفْتُ فِيمَا يَغْتَسِلُ بِهِ الْمَرْءُ مِنَ الْمَاءِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کے غسل کے لیے پانی کی مقدار متعین نہیں ہے

فِيضِيْقُ الزِّيَادَةَ فِيهِ أَوْ النُّقْصَانَ مِنْهُ . وَالِدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْوَجِبَ عَلَى الْمُغْتَسِلِ إِمْسَاسُ الْمَاءِ جَمِيعَ  
الْبَدَنِ قَلَّ الْمَاءُ أَوْ كَثُرَ۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ خَبِرَ عَائِشَةَ ، كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

کہ وہ اس میں کمی و بیشی کرتے ہوئے تنگی محسوس کرے، اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کو سارے جسم پر پانی بہانا لازم ہے، پانی کم ہو یا زیادہ۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ ”میں اور رسول

اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔“

۲۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ  
عَاصِمِ الْأَحْوَلِ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ نَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَخْوَلِ عَنْ

مُعَاذَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ  
مِيرے لیے (بھی پانی) چھوڑ دیں، میرے لیے بھی پانی چھوڑ

، فَأَقُولُ: أَبَتِي لِي أَبَتِي لِي .

دیں۔“

(۲۳۶) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۶/۱۰۳، ۱۱۸، ۱۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء في

غسل الجنابة: ۳۲۱۔ اس میں دَعُ لِي دَعُ لِي کے الفاظ ہیں۔ سنن النسائي: ۴۱۱۔

**فوائد:** ..... ۱۔ تمام اہل اسلام کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ وضو اور غسل میں کتنا پانی کافی ہو اس کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ غسل کے لیے قلیل و کثیر پانی کافی ہے بشرطیکہ غسل کی شرط پائی جائے یعنی تمام اعضاء پر پانی بہایا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بسا اوقات قلیل پانی کا استعمال کافی ہو جاتا ہے اور کبھی بے تحاشا پانی کا استعمال نا کافی ہوتا ہے۔ علماء کا بیان ہے کہ غسل وضو کی مستحب صورت یہ ہے کہ غسل میں پانی ایک صاع سے کم نہ ہو اور وضو میں پانی کی مقدار ایک مد سے کم نہ ہو۔

۲۔ تمام علماء کا پانی کے اسراف کی ممانعت پر اجماع ہے، خواہ انسان دریا کے کنارے پر ہو، یہ ممانعت مکروہ تنزیہی ہے اور بعض شافعیہ کا موقف ہے کہ پانی کا اسراف حرام ہے۔

۳۔ مرد و عورت کا ایک برتن سے اکٹھے غسل کرنا بالاجماع جائز ہے اور عورت کا مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا بھی بالاجماع جائز ہے، لیکن مرد کا عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا شافعیہ، مالک، ابوحنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے، خواہ عورت مرد کے ساتھ غسل کرے یا تنہا غسل کرے۔ (نووی: ۱/۳)

### ۱۸۵..... بَابُ الْإِسْتِنَارِ لِلْإِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ

#### غسل جنابت کے لیے پردہ کرنے کا بیان

۲۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ بْنِ الْحَكَمِ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ.....

”حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس آئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پانی کا ایک بڑا برتن لے کر آئے۔ میں نے کہا: میں تو اس میں گندھے ہوئے آٹے کا اثر دیکھ رہی ہوں۔ کہتی ہیں: چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل کیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پردہ کیا انہوں نے غسل کیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی آٹھ رکعات ادا کیں۔“

(۲۳۷) اسنادہ ضعیف: مسند احمد: ۳۴۱/۶۔ اس کی سند میں مطلب بن عبد اللہ راوی ام ہانی سے ہیضہ عن سے روایت کر رہا ہے، ام ہانی سے اس کی ملاقات ثابت نہیں ہے یہ ضعف سند کے حوالہ سے ہے وگرنہ اس کا مضمون صحیح البخاری، کتاب الصلاة رقم: ۳۴۴۔ میں موجود ہے اور اس میں الفاظ ہیں کہ پردہ کرنے والی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

۱۸۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الْإِغْتِسَالِ مِنَ الْقِصَاعِ وَالْمَرَائِنِ وَالطَّسَاسِ:

بڑے پیالوں، ٹپوں اور تھالوں سے غسل کرنا جائز ہے

۲۳۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ الْعَجَلِيُّ ، نَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَّاصٍ ، حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُجْبِيُّ - حَدَّثَنِي أُمِّي .....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا عُرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا عُرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک ہی تھال سے غسل کرتے ہوئے میں رسول اللہ ﷺ سے (وہ تھال) کھینچا کرتی تھی۔"

۲۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ .....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يُوضَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اور میرے لیے (پانی کا) ٹب رکھا جاتا، پھر ہم اکٹھے (اس سے پانی لے کر نہانا) شروع کرتے۔"

۲۴۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعِ الْمَخْزُومِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ .....

عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ "حضرت ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اغتسل هو وميمونه من إناء واحد، "حضرت ميمونه رضی اللہ عنہا نے ایک ہی برتن بڑے پیالے سے غسل کیا، اس میں گندھے ہوئے آلے کا اثر تھا۔"

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ غسل اور وضو کے لیے ٹب وغیرہ اور بڑے برتن استعمال کیے جاسکتے ہیں

بشرطیکہ وہ سونا چاندی سے تیار نہ کیے گئے ہوں۔

۲۔ ایک برتن سے زن و شوکا ایک ساتھ غسل کرنا جائز ہے اور اس سے پانی کی طہارت اور پاکی کی صلاحیت متاثر نہیں ہوتی۔

(۲۳۸) اسنادہ صحیح، سنن النسائي: كتاب الطهارة، باب ذكر اغتسال الرجل والمرأة مع نساءه من وناء واحد: ۲۳۴ اور اس میں لفظ "الطس" کی بجائے "الاناء" ہے۔

(۲۳۹) صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما ذکر النبی ﷺ وحض علی اتفاق اهل العلم وما اجتمع علیه الحرمان مكة والمدینة: ۷۳۳۹۔

(۲۴۰) اسنادہ صحیح، سنن نسائي، کتاب الطهارة، باب ذکر الاغتسال فی القصعة التي یعجن فیها، رقم: ۲۴۰۔ سنن ابن ماجه:

۳۷۸۔ ارواء الغلیل: ۶۴/۱۔

۳۔ برتن میں آئے اور طاہر چیز کے نشان اور معمولی ملاوٹ سے پانی طاہر و مطہر رہتا ہے اور طاہر چیز کے پانی میں واقع ہونے سے پانی کی طہارت متاثر نہیں ہوتی۔

### ۱۸۷..... بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

#### غسل جنابت کا طریقہ

۲۴۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ ، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ ، كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ كُرَيْبٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے لیے پانی آپ کے قریب رکھا۔ کہتی ہیں: آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دو یا تین بار دھوئے، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا، تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا اور اپنے بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنا بائیں ہاتھ زمین پر مارا اور اسے خوب اچھی طرح ملا، پھر نماز کے وضو جیسا وضو کیا، پھر آپ نے اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالے۔ پھر آپ نے اپنا سارا جسم دھویا، پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے، پھر میں آپ کے پاس رومال لے کر آئی تو آپ نے اسے واپس کر دیا، (اور استعمال نہ کیا)۔ یہ عیسیٰ بن یونس کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابن فضیل کی روایت میں بیان کیا ہے کہ ”(غسل کرنے کے بعد) آپ نے جسم سے پانی جھاڑنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ حَدَّثَنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: أَذْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ . قَالَتْ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ - أَوْ ثَلَاثًا - ثُمَّ أَدْخَلَ كَفَّهُ الْيُمْنَى فِي الْبِإْنَاءِ ، فَأَفْرَعَهَا بِهَا عَلَى فَرْجِهِ فَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ ، فَذَلَكُهَا ذَلِكًا شَدِيدًا ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُهُ لِلصَّلَاةِ . ثُمَّ أَفْرَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلءَ كَفَّيْهِ . ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ، ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ . فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ . وَقَالَ فِي خَبَرِ ابْنِ فَضِيلٍ: جَعَلَ يَنْفُضُ عَنْهُ الْمَاءَ ، وَكَذَا قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: فَأَتَيْتُ بِمِنْدِيلٍ ،

(۲۴۱) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، رقم: ۳۱۷۔ صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل

الغسل: ۲۴۹۔ سنن نسائی، رقم: ۲۵۳۔ والترمذی: ۱۰۳۔ و ابو داؤد: ۲۴۵۔ و ابن ماجه: ۵۷۳۔ و أحمد: ۳۳۵، ۳۳۰، ۳۲۹/۶۔

غسل جنابت کے متعلق ابواب

فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ ، وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْهُ . وَيَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ .

شروع کر دیا۔ ابن ادریس کی روایت میں بھی اسی طرح ہے کہ: ”آپ کے پاس رومال لایا گیا آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے جسم سے پانی جھاڑنے لگے۔“

”بعض راوی دوسروں سے متن حدیث میں اضافہ بیان کرتے ہیں۔“

۱۸۸..... بَابُ تَخْلِيلِ أَصُولِ شَعْرِ الرَّأْسِ بِالْمَاءِ قَبْلَ إِفْرَاحِ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ .

وَخِطِي الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ بَعْدَ التَّخْلِيلِ حَثِيَّاتٍ ثَلَاثٍ

سر پر پانی ڈالنے سے پہلے، سر کے بالوں کی جڑوں کا پانی سے خلال کرنا اور خلال کرنے کے بعد سر پر تین چلو ڈالنا

۲۴۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو برتن سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی اٹھالیتے، اس پر پانی ڈال کر اسے دھوتے، پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے تو شرمگاہ دھوتے، اور نماز کے لیے اپنے وضو جیسا وضو کرتے۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے تو (پانی لے کر) اپنے ہاتھ سے اپنے بالوں میں اس طرح کرتے، اور اپنے ہاتھ سے ان کا خلال کرتے، حتیٰ کہ جب محسوس کرتے کہ پانی آپ کی جلد تک پہنچ گیا ہے تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتے، اور کچھ پانی برتن میں بچا لیتے جسے فارغ ہو کر اپنے اوپر ڈال لیتے۔“

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَصُبُّ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَيَفْرُغُ عَلَيْهَا ، فَيَغْسِلُهَا ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ، وَيَتَوَضَّأُ كَوَضُوءِهِ لِلصَّلَاةِ . ثُمَّ يَذْخُلُ كَفَّهُ فِي الْإِنَاءِ فَيَقُولُ بِيَدِهِ فِي شَعْرِهِ هَكَذَا ، يُحَلِّلُهُ بِيَدِهِ ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ مَسَّ الْمَاءَ بَشْرَتَهُ حَتَّى الْمَاءِ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ وَأَفْضَلَ فِي الْإِنَاءِ فَضْلًا ، يَصُبُّهُ عَلَيْهِ بَعْدَمَا يَفْرُغُ

**فوائد.....** - شانیدہ کہتے ہیں: جنابت سے غسل کا کامل طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والا برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے قبل اولاً انہیں تین مرتبہ دھوئے۔ پھر شرمگاہ اور بدن پر لگی گندگی دھوئے، بعد ازاں نماز والا مکمل وضو کرے، پھر اپنی تمام انگلیاں پانی میں داخل کر کے پ بھر پانی لے کر اس سے سر اور داڑھی کے بالوں کا خلال کرے، بعد ازاں

(۲۴۲) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب تحلیل الشعر اذا طن انه قد اروي بشره افاض عليه، رقم: ۱۷۲-۱۷۸، سنن ابن داود: ۲۴۲.



اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالے اور مدخل بدن یعنی زیر بغل، کانوں کے اندرونی حصوں، ناف میں، ٹانگوں کے اندرونی حصوں، پاؤں کی انگلیوں کے درمیان اور پیٹ کی سلوٹوں وغیرہ تک بطور خاص پانی پہنچائے۔ پھر اپنے سر پر تین لپ پانی بہائے اور بعد میں تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہائے اور ہر مرتبہ جہاں تک ہاتھ پہنچتے ہوں جسم کو ہاتھوں سے ملے، نیز اگر کوئی شخص نہر یا نالے پر غسل کرے تو وہ اس میں تین غوطے لگائے اور تمام جلد اور گھنے اور ہلکے بالوں تک پانی پہنچائے اور دوران غسل ظاہر و باطن بالوں اور بالوں کی جڑ کو پانی سے تر کرے اور بدن کے دائیں اور بلند حصوں کو مقدم رکھتا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے غسل کرنا مستحب عمل ہے۔ وضو سے فراغت کے بعد اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له واشہد ان محمدا عبده ورسوله کہے اور غسل کے آغاز میں غسل کی نیت کرے اور غسل سے فراغت تک کی نیت کرنا بہتر عمل ہے۔ مذکورہ طریقہ کامل غسل کا طریقہ ہے اور غسل کے واجبات میں سے شروع غسل میں غسل کی نیت اور تمام جسم کے جلد اور بالوں تک پانی پہنچانا ہے اور غسل کی شرط یہ ہے کہ غسل سے جسم نجاست سے پاک ہو جائے۔ (نووی: ۳/۲۲۷-۲۲۸)

۲۔ غسل جنابت میں وضو کے وجوب کے صرف داؤد ظاہری قائل ہیں باقی علماء کے نزدیک غسل جنابت سے قبل وضو کرنا مسنون عمل ہے اور اگر غسل کرنے والا وضو کے بغیر تمام بدن پر پانی بہائے تو اس کا غسل صحیح ہوگا۔ لیکن غسل سے پہلے وضو کرنا افضل عمل ہے۔

۱۸۹..... بَابُ اِكْتِفَاءِ صَاحِبِ الْجُمَّةِ وَالشَّعْرِ الْكَثِيرِ بِاِفْرَاقِ ثَلَاثِ

حَيَاتٍ مِنَ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت میں گھنے اور کندھوں تک زلفوں والے شخص کے لیے سر پر تین چلو پانی ڈالنا کافی ہے

۲۴۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ الشَّيْبَانِيُّ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ.....

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قَالَ لِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: سَأَلْتَنِي ابْنَ عَمِّكَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ

”حضرت جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ”آپ کے چچا زاد بھائی حسن بن محمد نے مجھ سے غسل جنابت کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر تین (چلو) ڈالا

(۲۴۳) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب من أفاض على راسه ثلاثاً: ۲۵۶، ۲۵۵۔ ومسلم: كتاب الحيض باب استحباب الماض

الماء على.....: ۳۲۹۔ رقم: ۲۶۴۔ سنن ابی داؤد: ۲۱۰۔

ثَلَاثًا . فَقَالَ: إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ . فَقُلْتُ: کرتے تھے۔ ”تو اس نے کہا: میرے بال بہت زیادہ ہیں۔  
كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ میں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ کے بال تم سے زیادہ اور  
وَاطْيَبَ . هَذَا حَدِيثٌ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ . خوبصورت تھے۔“ یہ یحییٰ بن سعید کی حدیث ہے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ غسل جنابت کی صورت میں سر پر تین لپ پانی بہانا مستحب فعل ہے۔  
(نووی: ۲۴۵) خواہ غسل کرنے والے کے بال زیادہ ہوں یا کم۔

۱۹۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ بَدْءِ الْمُغْتَسِلِ بِإِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى الْمِيَامِنِ قَبْلَ الْمِيَابِسِ

غسل کرنے والے کے لیے بائیں اعضاء سے پہلے دائیں اعضاء پر پانی ڈالنا شروع کرنا مستحب ہے

۲۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے  
(ہر) کام میں دائیں طرف کو پسند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ کنگھی  
کرنے، جوتے پہننے اور طہارت حاصل کرنے میں (دائیں  
جانب سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے۔“

۲۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ ، نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ  
أَبِي سُفْيَانَ ، قَالَ.....

”حضرت قاسم کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو  
فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ دودھ والے برتن سے  
غسل کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے دونوں ہاتھوں سے (پانی)  
لیتے تو اسے اپنے (سر کی) دائیں جانب پر ڈالتے، اور اپنے  
دونوں ہاتھوں سے (پانی) لیتے اور اسے اپنے (سر کی) بائیں  
جانب پر ڈالتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے تو  
اسے اپنے سر کے درمیان میں ڈالتے۔“

(۲۴۴) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب التمس في دخول المسجد وغيره: ۴۲۶۔ یہاں لفظ ”اليمين“ ہے۔ صحیح مسلم: ۲۶۸۔ سنن الترمذی: ۶۰۸۔ سنن النسائی: ۴۲۱۔ سنن ابی داؤد: ۴۱۴۰۔ مسند احمد: ۱۳۰/۹۴: ۱۴۷۔  
(۲۴۵) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب عن بدء بالحلاب..... او الطيب عند الغسل: ۲۵۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۸۔ سنن  
النسائی: ۴۲۴۔ سنن ابی داؤد: ۲۴۰۔

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ غسل میں دائیں اعضاء کو مقدم رکھنا اور بائیں اعضاء کو موخر کرنا مستحب فعل ہے اور وضو و غسل اور عام معمولات میں رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا البتہ دائیں اعضاء کی تقدیم واجب نہیں، اگر اس کے برعکس آپ بائیں اعضاء کو دھونے میں مقدم کریں تو اس کا غسل صحیح ہوگا، بشرطیکہ وہ تمام بدن پر پانی بہائے اور جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔

۲۔ سر پر تین لپ پانی ڈالنے کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی لپ سر کے دائیں جانب دوسری بائیں جانب اور تیسری وسط سر میں ڈالیں۔ یہ ترتیب مسنون و مستحب ہے۔

۱۹۱..... بَابُ الرَّحْصَةِ فِي تَرْكِ الْمَرْأَةِ نَقْضِ ضِفَائِرِ رَأْسِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

عورت کو غسل جنابت میں اپنے سر کی گندھی ہوئی چوٹیاں نہ کھولنے کی رخصت ہے

۲۴۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سُفْيَانُ ، نَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ ، وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ.....

”نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی چوٹی کو خوب مضبوطی سے باندھ کر رکھنے والی عورت ہوں، تو کیا میں غسل جنابت کے لیے اسے کھولا کروں؟ آپ نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالو پھر اپنے جسم پر پانی بہالو، تو تم پاک ہو جاؤ گی۔“ یا آپ نے فرمایا: ”پس تم پاک صاف ہو چکی ہو گی۔“ یہ مخرومی کی حدیث ہے۔ عبد الجبار نے ”فاذا انت قد طهرت“ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ انہوں نے ”فتطهرين“ کے الفاظ بیان نہیں کیے۔“

۲۴۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَرَّازُ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدِ الْعَنْبَرِيِّ - ، وَحَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، قَالَ

(۲۴۶) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة: ۳۳۰۔ سنن الترمذی: ۱۰۵۔ سنن النسائی: ۲۴۱۔ سنن ابی

داؤد: ۲۵۱۔ وابن ماجه: ۶۰۳۔

غسل جنابت کے متعلق ابواب

أَبُو عَمَّارٍ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَقَالَ الدَّوْرِيُّ: نَا ابْنُ عَلِيَّةَ - وَهُوَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....

”حضرت عید بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی عورتوں کو غسل جنابت کے لیے سر کی چونٹیاں کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ابن عمرو کے اس حکم پر تعجب ہے۔ انہوں نے تو انہیں مشقت میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے! میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے، اس میں سے اکٹھے (پانی لے کر غسل کرنا) شروع کرتے تھے۔ تو میں تین پلوں یا (راوی نے) کہا: تین چلوؤں سے زیادہ (پانی سر پر) نہیں ڈالا کرتی تھی۔“ یہ عبدالوراث کی حدیث ہے۔ ابن علیہ کی روایت میں ”ہم اس سے اکٹھے شروع کرتے تھے۔“ کے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”میں اپنے سر پر تین مرتبہ سے زیادہ نہیں ڈالا کرتی تھی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ دوران غسل عورت کا سر کی مینڈیاں کھولنا واجب نہیں۔

(نیل الاوطار: ۱/ ۲۶۸)

۲۔ شافعیہ اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ بالوں کی لٹیس کھولے بغیر تمام بالوں تک پانی پہنچ جائے تو انہیں کھولنا واجب نہیں ہے اور اگر بالوں کی مینڈیاں کھول کر ہی تمام بالوں تک پانی پہنچتا تو مینڈیاں کھولنا واجب ہیں کیونکہ تمام بالوں کو تر کرنا واجب ہے اور حدیث ام سلمہ کو اس بات پر محمول کیا جائے گا مینڈیاں کھولے بغیر ان کے تمام بالوں تک پانی پہنچ جاتا تھا۔ ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ وہ ہر حال میں مینڈیاں کھولنے کے وجوب کے قائل ہیں اور حسن بصری اور طاؤس سے مروی ہے کہ غسل جنابت کے برعکس غسل حیض میں مینڈیاں کھولنا واجب ہیں اور اگر مرد کی مینڈیاں ہوں تو اس کا حکم عورت کی مینڈیوں کے مثل ہے۔ (نووی: ۴/ ۱۱)

جمہور کا موقف راجح اور زیادہ قرین صواب ہے۔

(۲۴۷) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، رقم الحديث: ۳۳۱۔ مسند احمد: ۲۳۰۳۱۔

۱۹۲..... بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنْ غُسَلَهَا كَغُسْلِ الرَّجُلِ سِوَاءَ

عورت کے غسل جنابت کا بیان اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ عورت کا غسل مرد کے غسل جیسا ہی ہے

۲۴۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَابُنْدَارٌ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ، تُحَدِّثُ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے حیض کے غسل کے متعلق پوچھا۔ پھر راوی نے کچھ حدیث بیان کی (یعنی اس سوال کا جواب بیان کیا) اور انہوں نے کہا (حضرت اسماء نے) آپ سے غسل جنابت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک عورت پانی لے اور وضو کرے، خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر اپنے سر پر پانی ڈالے اور اسے ملے حتیٰ کہ پانی اس کے سر کی جڑوں میں پہنچ جائے۔ پھر وہ اپنے سر پر پانی بہالے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بہترین خواتین انصاری خواتین ہیں، دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے میں حیا ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی۔

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيضِ . فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ . وَسَأَلَتْهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ . قَالَ: تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَ مَا فَتَطْهُرُ، فَتُحْسِنُ الطَّهْوَرَ . ثُمَّ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا . ثُمَّ تُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا . فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعَمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ . لَمْ يَمْنَعَهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ .

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ مرد و عورت کے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے۔ (نوی: ۴/ ۱۲)

۲۔ اس حدیث میں انصاری عورتوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ مسائل کی تحقیق میں دلچسپی لیتی تھیں اور شرعی مسائل جاننے کے بارے میں جھجک محسوس نہیں کرتی تھیں۔

۱۹۳..... بَابُ الزُّجْرِ عَنْ دُخُولِ الْمَاءِ بِغَيْرِ مِثْرٍ لِلْغُسْلِ

تہبند کے بغیر غسل کے لیے (کھلے) پانی میں داخل ہونا منع ہے

۲۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى وَ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ، نَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....

(۲۴۹) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب استحباب استعمال المغتسل من الحيض فرصة من مسك..... رقم: ۳۳۲۔ سنن ابن ماجہ: ۶۳۴۔ مسند احمد: ۲۳۹۹۰۔ وصحیح ابو داؤد: ۳۳۱۔

(۲۴۹) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الغسل والتيمم، باب الرخصة في دخول الحمام: ۴۰۱۔ اس میں لفظ ”الماء“ الحمام ہے، سنن الترمذی: ۲۹۶۵۔ مسند احمد: ۱۴۱۲۴۔ الحاکم: ۱۶۲/۱۔

عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُدْخَلَ الْمَاءُ إِلَّا بِمِزْرٍ .  
”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے  
تہبند کے بغیر پانی میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔“

۱۹۴..... بَابُ اغْتِسَالِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَهُمَا جُنْبَانٍ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

مرد و عورت کا جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کرنے کا بیان

۲۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ وَ أَبُو مُوسَى ، قَالَ بَنْدَارٌ : نَنَا ، وَقَالَ أَبُو مُوسَى :  
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا ، أَنَّهَا  
قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ . وَقَالَ بَنْدَارٌ :  
مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ .  
”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول  
اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔  
بندار کی روایت میں ہے: ((مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ  
الْجَنَابَةِ)) ایک ہی برتن سے جنابت کی وجہ سے۔“

فوائد:..... مکرر، ۲۳۶۔

۱۸۹..... بَابُ إِفْرَاحِ الْمَرْأَةِ الْمَاءِ عَلَى يَدِ زَوْجِهَا لِيُغْسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ

إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ إِذَا أَرَادَ الْإِغْتِسَالَ مِنَ الْجَنَابَةِ

عورت کا اپنے شوہر کے ہاتھ پر پانی ڈالنا تاکہ وہ غسل جنابت کرتے وقت

اپنے ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے انہیں دھولے

۲۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَرَّازُ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ - يَعْنِي ابْنَ  
سَعِيدٍ - عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ رَشْكٌ.....

عَنْ مُعَاذَةَ - وَهِيَ الْعَدَوِيَّةُ قَالَتْ: سَأَلْتُ  
عَائِشَةَ أَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا مِنَ  
الْجَنَابَةِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ جَمِيعًا؟ قَالَتْ:  
الْمَاءُ طَهُورٌ ، وَلَا يَجْنِبُ الْمَاءُ شَيْءًا .  
”حضرت معاذ عدوہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا عورت اپنے خاوند کے ساتھ ایک ہی  
برتن سے اکٹھے غسل جنابت کر سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: پانی  
پاک ہے اور پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ میں اور رسول  
اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے۔ کہتی ہیں:  
لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي

(۲۵۰) صحیح البخاری، کتاب الحيض، هل يدخل الجنب يده في الاناء.....: ۲۶۳ - ۳۱۱۔ و صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب  
القدر المستحب من الماء.....: ۳۲۱۔ مسند احمد: ۳۵۳۵۔

(۲۵۱) صحیح البخاری: کتاب الغسل، باب غسل الرجل مع امراته: ۲۵۰۔ و مسلم: ۳۱۹۔ وابن حبان: ۱۲۵۹، ۱۲۶۱۔

الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ . قَالَتْ: أَبَدَاهُ فَأَفْرَعُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَغُوسَهُمَا فِي الْمَاءِ .  
میں آپ کو شروع کراتی تو میں آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالتی، اس سے پہلے کہ آپ انہیں پانی میں داخل کرتے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ زن و شوکا ایک برتن میں ایک ساتھ غسل جنابت کرنا جائز و مباح ہے، نیز غسل میں تقدیم و تاخیر یعنی مرد پہلے غسل کرنے اور عورت بعد میں اس سے پانی کی پاکی کی صلاحیت متاثر نہیں ہوتی۔  
۲۔ غسل جنابت سے قبل عورت کا خاوند کے ہاتھوں پر پانی ڈالنا اور غسل میں معاونت کرنا جائز فعل ہے۔

۱۹۶..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأُغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ الْكَاْفِرُ

کافر جب مسلمان ہو تو اسے غسل کرنے کا حکم ہے

۲۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ ، نَا شُعَيْبُ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - عَنِ سَعِيدِ بْنِ.....

”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے ایک گھڑسوار لشکر بھیجا تو قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثمال کہا جاتا تھا، وہ اہل یمامہ کے سردار تھے۔ انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، پھر طویل حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثمامہ کو کھول دو۔“ وہ مسجد کے قریب کھجور کے باغ میں گئے، غسل کیا پھر مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر باقی حدیث بیان کی۔“

أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْلًا ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثَمَامَةُ بْنُ أَثَالِ سَيْدٍ أَهْلِ الْيَمَامَةِ ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا . وَقَالَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَطْلِقُوا ثَمَامَةَ . فَاَنْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ ، فَاعْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . ثُمَّ ذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ .

۲۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَ

(۱۵۲) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الاغتسال اذا اسلم وربط الاسير ايضا في المسجد: ۴۶۲، ۴۶۹۔ صحیح مسلم:

۱۷۶۴۔ سنن ابی داؤد: ۲۶۷۹۔ مسند احمد: ۹۴۵۷۔

عَبِيدُ اللَّهِ أَبْنَاءُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ.....  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ ثُمَامَةَ الْحَنْظَلِيَّ أُسِرَ  
 فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْدُو إِلَيْهِ ، فَيَقُولُ: مَا  
 عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ فَيَقُولُ: إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا  
 دَمٍ ، وَإِنْ تَمُنُّ تَمُنُّ عَلَيَّ شَاكِرٍ ، وَإِنْ تُرِدِ  
 الْمَالَ نُعْطِكَ مِنْهُ مَا شِئْتَ . وَكَانَ  
 أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يُحِبُّونَ الْفِدَاءَ ،  
 وَيَقُولُونَ مَا يَصْنَعُ بِقَتْلِ هَذَا؟ فَمَنْ عَلَيْهِ  
 النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَأَسْلَمَ . فَحَلَّهُ وَبَعَثَ بِهِ  
 إِلَى حَائِطِ أَبِي طَلْحَةَ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَسِلَ ،  
 فَاغْتَسَلَ . وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
 لَقَدْ حَسُنَ إِسْلَامُ أَخِيكُمْ .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ حنفی قیدی بنا لیے گئے (اور مسجد نبوی میں ستون سے باندھ دیے گئے) تو نبی اکرم ﷺ ہر صبح اس کے پاس جاتے اور فرماتے: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ تو وہ کہتا: اگر آپ (مجھے) قتل کریں گے تو خون والے کو قتل کریں گے (کہ جس کا بدلہ لیا جائے گا) اور اگر احسان کرو گے تو شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو، جو آپ چاہیں گے دے دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام فدیہ لینا پسند کرتے تھے۔ اور کہتے تھے اس کو قتل کر کے آپ کیا کریں گے (یعنی اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا) چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن اس پر احسان کیا (اور اسے رہا کر دیا) تو وہ مسلمان ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اسے کھول دیا اور اسے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں بھیج دیا، آپ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا تو اس نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے بھائی کا اسلام بہت خوب ہے۔“

۱۹۷..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غُسْلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ

کافر جب مسلمان ہو تو اس کا پانی اور پیری سے غسل کرنا مستحب ہے

۲۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بُنْدَارٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ  
 الْأَعْرَبِيِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ الْحُصَيْنِ.....  
 عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ: أَنَّهُ أَسْلَمَ ، فَأَمَرَهُ  
 النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ .

”حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسلمان ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پانی اور پیری (کے پتوں)

(۲۵۳) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة وحديث ثمامة بن اثال، رقم: ۴۲۷۲۔ صحیح مسلم: ۱۷۶۴۔ سنن

ابی داؤد: ۲۶۷۹۔ مستند احمد: ۹۴۵۷۔

(۲۵۴) (اسنادہ صحیح) سنن الترمذی، کتاب الجمعة، باب ما ذکر فی الاغتسال عندما یسلم الرجل: ۶۰۵۔ سنن ابی داؤد:

۳۵۵۔ مستند احمد: ۱۹۶۹۸۔ والنسائی: ۱۸۸۔ وابن حبان: ۲۳۱۔



سے غسل کرنے کا حکم دیا۔“

۲۵۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ الْحَصِينِ.....

”حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے تہائی میں ملاقات کی درخواست کی، (آپ نے ان سے تہائی میں ملاقات کی) تو وہ مسلمان ہو گئے، آپ نے انہیں پانی اور پیری (کے پتوں) سے غسل کرنے کا حکم دیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ ان احادیث میں دلیل ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی صورت میں نو مسلم شخص کے لیے غسل مشروع ہے نیز بعض علماء اس غسل کے وجوب کے قائل ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۱۵۲/۳)

۲۔ بظاہر احادیث الباب اس غسل کے وجوب کی متقاضی ہیں، کیونکہ بعض نو مسلم صحابہ کو غسل کا حکم دینے سے تبلیغ کا مقصود ہو جاتا ہے اور یہ دعویٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص صحابہ کو غسل کا حکم دیا تھا، جبکہ اکثریت کو یہ حکم نہیں دیا گیا اس سے غسل کے استحباب کی دلیل لینا درست نہیں، کیونکہ دیگر صحابہ کو حکم نہ دینا نامعلوم ہے۔ (لہذا یہ استدلال مرجوح ہے۔) (نیل الاوطار: ۱/۲۴۳)



(۲۵۵) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب الجمعة، باب ما ذکر الاغتسال عند ما یسلم الرجل: ۶۰۵، سنن ابی داؤد: ۳۵۵۔

مسند احمد: ۱۹۶۹۸۔

جَمَاعُ أَبْوَابِ غُسْلِ التَّطْهِيرِ وَالِاسْتِحْبَابِ  
مِنْ غَيْرِ فَرَضٍ وَلَا إِجْبَابٍ  
غیر فرضی اور غیر واجبی، مستحب اور صفائی ستھرائی کے لیے  
غسل کے ابواب کا مجموعہ

۱۹۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْحَجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ

سینگی لگوانے اور میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے

۲۵۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ ،

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

يُغْتَسَلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ ، وَيَوْمَ

الْجُمُعَةِ ، وَغُسْلِ الْمَيِّتِ ، وَالْحَجَامَةِ .

۱۹۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ اِغْتِسَالِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ بَعْدَ الْإِفَاقَةِ مِنَ الْإِعْمَاءِ

بے ہوش شخص کا ہوش میں آنے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے

۲۵۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ، قَالَ ، نَا زَائِدَةُ ،

نَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ.....

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: دَخَلْتُ

عَلَى عَائِشَةَ ، فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ

(۲۵۶) اسنادہ ضعیف: سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل یوم الجمعة: ۲۹۴۔ اس کی سند میں مصعب بن شیبہ "لین

الحدیث" ہے جس کی وجہ سے سند ضعیف ہے۔

(۲۵۷) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم: ۶۸۷۔ صحیح مسلم: ۴۱۸۔ مسند احمد: ۴۸۹۴۔

مستحب اور صفائی کے لیے غسل

آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق بیان نہیں کریں گی؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کے منتظر ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: میرے لیے ٹب میں پانی رکھو، وہ کہتی ہیں: تو ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے غسل کیا، پھر آپ (جانے کے لیے) کھڑے ہوئے لگے تو آپ پر بیہوش طاری ہو گئی۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ میرے لیے ٹب میں پانی رکھو، تو ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی (اور پانی رکھ دیا)، فرماتی ہیں: تو آپ نے غسل کیا پھر کھڑے ہوئے لگے تو آپ بے ہوش ہو گئے، پھر آپ کو ہوش آیا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ (حضرت عائشہ) کہتی ہیں: اور لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔“

مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: بَلَى .  
ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ  
؟ فَقُلْنَا: لَا . هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمُخَضَّبِ .  
قَالَتْ: فَفَعَلْنَا ، فَاغْتَسَلَ ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ  
فَأَغْمِيَ عَلَيْهِ . ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: أَصَلَّى  
النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا . هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ . فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمُخَضَّبِ .  
فَفَعَلْنَا . قَالَتْ ، فَاغْتَسَلَ ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ  
فَأَغْمِيَ عَلَيْهِ . ثُمَّ أَفَاقَ . فَقَالَ: أَصَلَّى  
النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا . هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ . قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي  
الْمَسْجِدِ ، يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ . ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ  
بِطَوِيلِهِ .

۲۰۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ اغْتِسَالَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْإِعْمَاءِ لَمْ يَكُنْ اغْتِسَالَ فَرَضٍ  
وَوُجُوبٍ وَإِنَّمَا اغْتَسَلَ اسْتِرَاحَةً مِنَ الْغَمِّ الَّذِي أَصَابَهُ فِي الْإِعْمَاءِ لِيُخَفِّفَ بَدَنَهُ وَيَسْتَرِيحَ  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کا بیہوشی کی وجہ سے غسل کرنا فرض اور وجوبی غسل نہیں تھا بلکہ  
آپ نے بے ہوشی کی حالت میں پہنچنے والے غم سے سکون حاصل کرنے کے لیے غسل کیا تھا تاکہ آپ کا  
جسم مبارک معتدل اور پرسکون ہو جائے

۲۵۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ - أَوْ عَمْرَةَ - .....

(۲۵۸) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارة: ۱۹۸۔ مسند احمد:

۲۴۰۲۴۔ وابن حبان: ۶۵۲۲۔

مستحب اور صفائی کے لیے غسل

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہو گئے تھے فرمایا: ”مجھ پر سات مشکیزوں سے پانی ڈالو جن کے سر بندھن کھولے نہ گئے ہوں۔ شاید کہ میں سکون پاؤں تو لوگوں کو وصیت کروں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تو ہم نے آپ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے تانبے کے ٹب میں بٹھایا اور ان مشکیزوں میں سے پانی آپ پر ڈالا حتیٰ کہ آپ اشارہ کرنے لگے کہ تم نے تعمیل ارشاد کر دی ہے۔ (یعنی رک جاؤ) پھر آپ باہر تشریف لے گئے۔“ امام صاحب اپنے استاد محمد بن یحییٰ سے حضرت عائشہ ہی سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے ”من نحاس“ (پیتل کا ٹب) نہیں کہا، لیکن انہوں نے یہ روایت بلا شک حضرت عروہ ہی سے بیان کی ہے۔ (جبکہ پچھلی سند میں عروہ یا عمرہ سے بیان کیا تھا)۔“

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: صَبُّوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ تُحَلَّلْ أَوْ كَيْتِهِنَّ، لَعَلِّي أَسْتَرِيحُ فَأَعْهِدُ إِلَى النَّاسِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ مِنْ نُحَاسٍ وَسَكَبْنَا عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنْهُنَّ، حَتَّى طَفِقَ يَشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتَنَّ، ثُمَّ خَرَجَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى نَحْوَهُ، وَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَذْكُرُهُ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ: مِنْ نُحَاسٍ، حِينَ جَعَلَ الْحَدِيثَ عَنْ عُرْوَةَ بِلا شَكِّ.

**فوائد:**..... بے ہوش ہونے کے بعد ہوش آنے پر غسل کرنا مسنون و مستحب فعل ہے، نیز یہ غسل شرعی احکام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ طبیعت کا بوجھ اتارنے، استراحت حاصل کرنا اور طبیعت کے ہلکے پن کے لیے ہے اور اس سے سستی و کالی کافی حد تک ختم ہو جاتی ہے اور طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔

۲۰۱..... بَابُ اسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِ الْجُنْبِ لِلنُّوْمِ:

جنبی شخص کا سونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے

۲۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ.....

”حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جنابت کی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ نَوْمُ

(۲۵۸) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الغسل والوضوء فی المِخْضَبِ وَالْقَدْحِ وَالخَشَبِ وَالْحَجَارَةِ: ۱۹۸۔ مسند احمد:

۲۴۰۲۴: ۶۵۶۲۔

(۲۵۹) صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له، رقم: ۳۰۷۔ سنن النسائي: ۲۲۲۔ صحیح

أبي داؤد: ۲۲۲۔

مستحب اور صفائی کے لیے غسل

حالت میں کیسے سوتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ”آپ ہر طرح کر لیا کرتے تھے، بسا اوقات غسل کر کے سو جاتے اور بعض دفعہ وضو کر کے سو جاتے۔“ امام صاحب اپنے استاد نصر بن بحر خولانی سے حضرت عبد بن ابی قیس ہی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: بسا اوقات آپ وضو کرتے اور غسل کرنے سے پہلے سو جاتے۔ تو میں نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس کام میں وسعت و سہولت رکھی ہے۔“

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ . رَبِّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ ، وَرَبِّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا نَصْرُ بْنُ بَحْرِ الْخَوْلَانِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَهُ بِمِثْلِهِ . وَقَالَ: رَبِّمَا تَوَضَّأَ وَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً .

**فوائد** ..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ غسل جنابت جنابت کے بعد فی الفور واجب نہیں ہے۔ (بلکہ اس میں تاخیر جائز ہے) اور نماز کا وقت ہونے پر غسل جنابت فی الفور لازم ہے، اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(نووی: ۲/۳۱۸)

۲۔ جنابت کے بعد غسل کر کے سونا افضل عمل ہے اور اگر کوئی غسل میں سستی کرے تو با وضو ہو کر سونا مستحب ہے، سونے سے قبل ان دونوں چیزوں میں اختیار ہے البتہ سونے سے قبل (غسل و وضو) نہ کرنے والا شخص گناہ گار نہیں ہوگا۔

۲۰۲..... بَابُ ذِكْرِ دَلِيلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ كَانَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ قَبْلَ نَزُولِ سُورَةِ الْمَائِدَةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ سورہ مائدہ کے نزول سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا کرتے تھے

۲۶۰۔ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْفَقِيهَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ السُّلَمِيُّ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْكُتَّانِيُّ ، قَالَ ، أَخْبَرَنَا الْأَسْتَاذُ أَبُو عُمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ ، قَالَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، قَالَ ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّيِّعِيُّ بْنُ نَافِعٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ أَبِي سَلَامٍ عَنِ أَبِي أُمَامَةَ.....

”حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کی بعثت کے ابتدائی ایام میں حاضر ہوا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ اور آپ خفیہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ ، قَالَ: آتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي أَوَّلِ مَا بُعِثَ وَهُوَ بِمَكَّةَ ، وَهُوَ حَيْثُ يُدْ مُسْتَخْفِي ، فَقُلْتُ: مَا أَنْتَ؟

(۲۶۰) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب اسلام عمرو بن عبسہ: ۲۹۴۔ مسند احمد: ۱۶۴۰۵۔

مستحب اور صفائی کے لیے غسل

دعوت دینے میں مصروف تھے۔ تو میں نے عرض کی: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: (نبی) اللہ کا رسول ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی: کیا آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: (اللہ تعالیٰ نے) آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: (مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ) ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، بتوں کو توڑ دیں اور بت خانے برباد کر دیں اور صلہ رحمی کریں۔“ میں نے کہا: (اللہ تعالیٰ نے) آپ کو شاندار دعوت دے کر بھیجا ہے۔ میں نے دریافت کیا: آپ کی اس دعوت کو کس نے قبول کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک آزاد مرد اور ایک غلام نے قبول کی ہے یعنی حضرت ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما نے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کرتے تھے: میں اپنے آپ کو چوتھا مسلمان سمجھتا ہوں۔ کہتے ہیں: میں مسلمان ہو گیا۔ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! میں (مکہ مکرمہ میں رہ کر) آپ کی پیروی کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، (ابھی) اپنی قوم میں چلے جاؤ، پھر جب تمہیں خبر ملے کہ میں (غالب آ گیا ہوں اور) منظر عام پر آ گیا ہوں تو میری پیروی کرنا۔ کہتے ہیں: میں اپنی قوم میں چلا گیا، اور آپ کے غلبے اور منظر عام پر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ یثرب سے ایک قافلہ آیا تو میں انہیں ملا اور ان سے (نبی ﷺ کی) خبر کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلے گئے ہیں۔ تو میں نے کہا: کیا آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کہتے ہیں: میں (مدینہ منورہ کی طرف) روانہ ہوا حتیٰ کہ آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ!

قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ . قُلْتُ: وَمَا النَّبِيُّ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ . قَالَ: اللَّهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ . قُلْتُ: بِمِ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: بِأَن تَعْبُدَ اللَّهَ وَتُكْسِرَ الْأَوْثَانَ ، وَدَارَ الْأَوْثَانَ ، وَتُوصِلَ الْأَرْحَامَ . قُلْتُ: نِعَمَ مَا أَرْسَلَكَ بِهِ . قُلْتُ: فَمَنْ تَبِعَكَ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: عَبْدٌ وَحَرٌّ يَعْنِي أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ . فَكَانَ عَمْرُو يَقُولُ: رَأَيْتُنِي وَأَنَا رُبُعُ الْإِسْلَامِ - أَوْ رَابِعُ الْإِسْلَامِ - قَالَ فَاسْأَلْتُ . قَالَ: أَتَبِعُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا . وَلَكِنَّ الْحَقَّ بِقَوْمِكَ ، فَإِذَا أُخْبِرْتَ إِنِّي قَدْ خَرَجْتُ فَاتَّبِعْنِي . قَالَ: فَلَحِقْتُ بِقَوْمِي ، وَجَعَلْتُ أَتَوَقَّعُ خَبْرَهُ وَخُرُوجَهُ ، حَتَّى أَقْبَلْتُ رُفْقَةً مِنْ يَثْرِبَ ، فَلَقَيْتُهُمْ فَسَأَلْتُهُمْ عَنِ الْخَبْرِ . فَقَالُوا: قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَقُلْتُ: وَقَدْ أَتَاهَا؟ قَالُوا: نَعَمْ . قَالَ: فَارْتَحَلْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ . فَقُلْتُ: أَتَعْرِفُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ . أَنْتَ الرَّجُلُ الَّذِي أَتَانِي بِمَكَّةَ . فَجَعَلْتُ أَتَّحِينُ خَلْوَتَهُ ، فَلَمَّا خَلَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: عَلِمْنِي مِمَّا عَلِمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُ . قَالَ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ . قُلْتُ: أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَصَلِّ مَا شِئْتَ ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ ، حَتَّى تَصَلِيَ الصُّبْحَ ، ثُمَّ

مستحب اور صفائی کے لیے غسل

کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں تو وہی شخص ہے جو مکہ مکرمہ میں میرے پاس آیا تھا۔“ تو میں آپ سے تنہائی میں ملنے کا موقع تلاش کرنے لگا، پھر جب آپ تنہا ہوئے تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول: مجھے وہ علم سکھا دیجیے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے، اور میں تو جاہل شخص ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو۔ میں نے پوچھا: رات کا کونسا حصہ زیادہ قبولیت والا ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کا آخری پہر (زیادہ قبولیت والا ہے) تم جتنی چاہو نماز پڑھو۔ کیونکہ (اس وقت) نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ لکھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تم صبح کی نماز ادا کر لو، پھر سورج طلوع ہونے تک رکے رہو، حتیٰ کہ وہ ایک یا دو نیروزوں کے برابر بلند ہو جائے، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور کافر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ پھر جتنی چاہو نماز پڑھو کیونکہ (اس وقت) نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ لکھی جاتی ہے (یعنی اس کا ثواب نمازی کے لیے لکھا جاتا ہے) حتیٰ کہ نیزہ اپنے سائے کے برابر ہو جائے پھر (نماز پڑھنے سے) رک جاؤ کیونکہ (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پھر جب سورج ڈھل جائے تو جتنی چاہو نماز پڑھ لو کیونکہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ لکھی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سورج غروب ہونے لگے تو (نماز پڑھنا) چھوڑ دو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور (اس وقت) کافر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں کو دھو لو کیونکہ جب تم اپنے ہاتھ دھوؤ گے تو تمہارے گناہ انگلیوں کے کناروں سے نکل جائیں گے۔ پھر

أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، فَتَرْتَعَ قَدْرَ رُوحٍ أَوْ رُوحَيْنِ ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَتُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ . ثُمَّ صَلَّى مَا شِئْتَ ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حَتَّى يَعْدِلَ الرُّوحُ ظِلَّهُ ، ثُمَّ أَقْصِرْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تَسْجُرُ وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا ، فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلِّ مَا شِئْتَ ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ ، حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَتُصَلِّ لَهَا الْكُفَّارُ . وَإِذَا تَوَضَّأْتَ فَاغْسِلْ يَدَيْكَ ، فَإِنَّكَ إِذَا غَسَلْتَ يَدَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ أَطْرَافِ أُنَامِكَ . ثُمَّ إِذَا غَسَلْتَ وَجْهَكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ وَجْهِكَ . ثُمَّ إِذَا مَضَمْتَ وَأَسْتَنْثَرْتَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ مَنَاخِرِكَ ، ثُمَّ إِذَا غَسَلْتَ يَدَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ ذِرَاعَيْكَ ، ثُمَّ إِذَا مَسَحْتَ بِرَأْسِكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِكَ ، ثُمَّ إِذَا غَسَلْتَ رِجْلَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ رِجْلَيْكَ ، فَإِنْ ثَبَتَ فِي مَجْلِسِكَ كَانَ ذَلِكَ حَظُّكَ مِنْ وُضْوءِكَ ، وَإِنْ قُمْتَ فَذَكَرْتَ رَبَّكَ ، وَحَمَدْتَ ، وَرَكَعْتَ رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِكَ ، كُنْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ . قَالَ قُلْتُ يَا عَمْرُو: إَعْلَمَ مَا تَقُولُ ، فَإِنَّكَ تَقُولُ

ستمح اور صفائی کے لیے غسل

أَمْرًا عَظِيمًا . قَالَ : وَاللَّهِ لَقَدْ كَبُرَتْ سِئْتِي ، وَذُلِّي أَجَلِي ، وَإِنِّي لَعَنِي عَنِ الْكُذْبِ ، وَلَوْ لَمْ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ مَا حَدَّثْتُهُ ، وَلَكِنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِلَّا أَنَّ أُخْطِيَ شَيْئًا لَا أُرِيدُهُ ، فَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ .

جب تم اپنا چہرہ دھوؤ گے تو تمہارے گناہ تمہارے چہرے سے نکل جائیں گے۔ پھر جب تم کلی کرو گے اور ناک جھاڑو گے تو تمہارے گناہ تمہارے نھتوں سے نکل جائیں گے۔ پھر جب تم اپنی کہنیاں دھوؤ گے تو تمہارے گناہ تمہاری کلائیوں سے نکل جائیں گے۔ پھر جب تم اپنے سر کا مسح کرو گے تو تمہارے گناہ تمہارے بالوں کے کناروں سے نکل جائیں گے۔ پھر جب تم اپنے پاؤں دھوؤ گے تو تمہارے گناہ تمہارے قدموں سے

نکل جائیں گے۔ پھر اگر تم اپنی مجلس میں بیٹھے رہے تو یہ تمہارا وضو سے نصیب ہے (یعنی وضو کا ثواب ملے گا) اور اگر تم نے کھڑے ہو کر اپنے رب کو یاد کیا اور اس کی حمد و ثنا بیان کی، اور دو رکعت نماز اپنے دل کی توجہ سے ادا کی تو تم اپنی خطاؤں سے اسی طرح (پاک صاف) ہو جاؤ گے جس طرح تم اپنی پیدائش کے دن (گناہوں سے پاک صاف) تھے۔

”کہتے ہیں: میں نے کہا اے عمرو! خوب سوچ سمجھ کر بات کرو کیونکہ تم بہت بڑی بات بیان کر رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میری موت کا وقت قریب ہے اور بے شک میں جھوٹ بولنے سے بے پروا ہوں (یعنی مجھے اس کی ضرورت نہیں) اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان ایک دو بار سنا ہوتا تو میں اسے بیان نہ کرتا لیکن میں نے اسے کئی بار سنا ہے۔“ مجھے ابو سلام نے اسی طرح ابو امامہ سے بیان کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ میں کسی چیز میں بلا ارادہ غلطی کر جاؤں تو میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

**فوائد:** .....۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ سورہ مائدہ کے نزول سے قبل بھی نماز کے لیے وضو کی فرضیت ثابت تھی اور نبی ﷺ صحابہ کرام کو وضو کی تعلیم اور حکم دیتے تھے۔

۲۔ یہ حقیقت ہے کہ نماز بجا نہ کرنے کی فرضیت شب معراج کو ہوئی تھی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی نماز بلا وضو ادا نہیں کی، لہذا راجح موقف یہ ہے کہ نماز کی فرضیت کے ساتھ وضو کی فرضیت ثابت تھی۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث نبوی بیان کرتے وقت انتہائی احتیاط برتتے اور نبی ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے ڈرتے تھے۔ سو حدیث نبوی بیان کرتے وقت ان چیزوں کا ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔





## جَمَاعُ أَبْوَابِ التَّيْمِمِ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ فِي السَّفَرِ

### سفر میں پانی کی عدم موجودگی اور اس بیماری کی وجہ سے تیمم کرنے کے ابواب کا مجموعہ

وَعِنْدَ الْمَرَضِ الَّذِي يَخَافُ فِي إِسْمَاسِ الْمَاءِ مَوَاضِعَ الْوُضُوءِ وَالْبَدَنِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ لِلْمَرِيضِ الْمُخَوِّفِ أَوْ الْأَلَمِ الْمَوْجِعِ أَوْ التَّلَفِ

جس میں مریض اعضائے وضو پر پانی لگانے اور غسل جنابت میں جسم دھونے سے ہلاک ہونے یا شدید درد میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے۔

۲۰۳..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بِلَا تَيْمِمٍ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ قَبْلَ نُزُولِ آيَةِ التَّيْمِمِ

اس بات کا بیان کہ آیت تیمم کے نزول سے پہلے پانی کی عدم موجودگی میں بغیر تیمم کیے نماز پڑھنا جائز تھا۔

۲۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ -

يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک بار ادھار لیا (ایک جگہ پڑاؤ کے دوران) وہ گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کچھ صحابہ کرام کو اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ تو نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی تو جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کا شکوہ کیا۔ اس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے ام المومنین

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَُا اسْتَعَارَتْ قَلَادَةً مِنْ أَسْمَاءَ ، فَهَلَكَتْ ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا ، فَأَدْرَكْتَهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ ، فَلَمَّا أَتُوا النَّبِيَّ ﷺ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ ، فَتَزَلَّتْ آيَةُ التَّيْمِمِ . قَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا ، فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ

(۲۶۱) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب فضل عائشہ، رقم: ۳۷۷۲۔ صحیح مسلم: ۳۶۷۔ سنن ابن ماجہ: ۵۶۷۔ مسند

احمد: ۲۳۱۶۴۔ سنن الدارمی: ۷۳۹۔ صحیح ابی داؤد: ۳۳۴۔

اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا ، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ عَائِشَةَ (اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! جب بھی آپ کسی مشکل میں گرفتار ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی

نجات کی راہ بنا دی اور مسلمانوں کے لیے اس میں خیر و برکت عطا کر دی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ کسی سے کوئی چیز اُدھار لینا جائز و مباح عمل ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص کسی بھی طرح سے آپ کے لیے کسی پریشانی سے نجات دہندہ بن جائے تو اس کے لیے خیر و برکت کی دُعا کرنی چاہیے۔

۳۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت بھی بیان کی گئی ہے۔

۴۔ پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کرنا جائز ہے، لیکن جب پانی مل جائے تو تیمم نہیں کیا جائے گا بلکہ پانی کا استعمال کیا جائے گا۔

**نوٹ:**..... تیمم سے نماز پڑھ لینے کے بعد پانی دستیاب ہو جائے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں ہے۔ اگر کوئی دہرا لے تو حرج نہیں۔

۲۰۴..... بَابُ الرُّحْصَةِ فِي النُّزُولِ فِي السَّفَرِ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ لِلْحَاجَةِ تَبْدُؤُ مِنْ مَنَافِعِ الدُّنْيَا

سفر میں دنیوی منفعت کے لیے کسی ایسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کی رخصت ہے جہاں ضرورت کے لیے پانی نہ ہو  
۲۶۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبِ بْنِ مُسْلِمٍ ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں آپ کے ساتھ گئے حتیٰ کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات جیش پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے۔ جبکہ وہ پانی کے مقام پر نہیں تھے۔ تو لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ جانتے نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ - أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ - انْقَطَعَ عَقْدَتِي ، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ الْيَمَاسِيَةَ . وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءً ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ . فَآتَى النَّاسَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ

(۲۶۲) صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَلَمَّ تَجَدُّوا مَاءً فَتَيَسَّبُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾: ۳۳۴۔ صحیح مسلم:

۳۶۷۔ سنن النسائی: ۳۱۰۔ مسند احمد: ۲۴۲۸۳۔ موطا مالک: ۱۱۰۔ صحیح ابی داؤد: ۳۳۴۔

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

اور لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے جبکہ وہ پانی کے مقام پر نہیں ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو چکے تھے۔“ پھر مکمل حدیث بیان کی۔

اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَالنَّاسِ ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ . فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فِخْذِي قَدْ نَامَ ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ .

**فوائد:**..... ۱۔ تیمم کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے ثابت ہے اور یہ اس امت کا خاصہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا اور اس کے شرف میں اضافہ کیا ہے اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تیمم فقط چہرے اور ہاتھوں کا ہے خواہ حدث اصغر ہو یا حدث اکبر اور خواہ تمام اعضاء یا بعض اعضاء کا تیمم کیا جائے، تیمم میں چہرہ اور دونوں ہاتھ ہی معتبر ہیں۔ (نووی: ۴/۵۵)

- ۲۔ پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمم مشروع ہے اور اس کی کوئی حد معین نہیں بلکہ تیمم وضو کے قاسم مقام ہے اور اس پر وضو کے احکام کا اطلاق ہوتا ہے۔ البتہ پانی کی فراہمی کی صورت میں تیمم ختم ہو جاتا ہے اور اس صورت میں حدث اکبر میں مبتلا شخص کا غسل کرنا لازم ہے اور باقی آدمی آئندہ نماز کے لیے وضو کریں گے۔
- ۳۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو اور تیمم میں بھی دشواری ہو تو اس صورت میں انسان کا وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے۔
- ۴۔ اس حدیث میں خانوادہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان ہے کہ یہ خاندان مسلمانوں کے لیے رحمت اور برکت کا باعث تھا اور اس خاندان کی وجہ سے کئی مسائل میں تخفیف ہوتی تھی۔
- ۵۔ کسی دنیاوی منفعت کے لیے سفر میں ایسی جگہ اترنا جائز ہے جہاں پانی نہ ہو۔ البتہ جہاں پانی میسر ہو وہاں پڑاؤ ڈالنا بہتر ہے۔ کیونکہ پانی کی صورت میں وضو و غسل کی ادائیگی میں آسانی رہتی ہے اور طہارت کی پریشانیوں سے انسان محفوظ رہتا ہے۔

۲۰۵..... بَابُ ذِكْرِ مَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَضَّلَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ، وَفَضَّلَ أُمَّتَهُ عَلَى الْأُمَمِ السَّالِفَةِ قَبْلَهُمْ بِبِأَحْتِ لِهِمْ التَّيْمُمُ بِالتُّرَابِ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ  
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیائے کرام پر اور آپ کی امت کو سابقہ امتوں پر، پانی کی عدم موجودگی میں مٹی سے تیمم کرنے کی اجازت دے کر جو فضیلت عطا کی ہے، اس کا بیان

۲۶۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْفَرَسِيُّ ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ - وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ طَارِقِ الْأَشْجَعِيُّ - عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ .....

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

عَنْ حَدِيثِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَضَّلْتُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَجُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَأُعْطِيتُ هَذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مِنْ بَيْتٍ كُنْتَ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَ مِنْهُ أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا أَحَدٌ بَعْدِي.

”حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت (امت محمدیہ) کو لوگوں پر تین چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ہمارے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنا دی گئی ہیں۔ اور مجھے سورہ بقرہ کی یہ آخری آیات عرش کے نیچے خزانے کے گھر سے عطا کی گئی ہیں۔ اس سے مجھ سے پہلے کسی کو کچھ دیا گیا ہے نہ میرے بعد کسی کو دیا جائے گا۔“

۲۰۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ التَّرَابِ فَالتَّيْمُّ بِهِ

جَائِزٌ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جس چیز پر مٹی کا اطلاق ہوتا ہے،

پانی کی عدم دستیابی کے وقت اس سے تیمم کرنا جائز ہے

وَإِنْ كَانَ التَّرَابُ عَلَى بَسَاطٍ أَوْ تَوْبٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى الْأَرْضِ، مَعَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ خَبَرَ أَبِي مُعَاوِيَةَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مُخْتَصَرًا آزَادَ. جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ طَهُورًا أَيْ عِنْدَ الْإِعْوَازِ مِنَ الْمَاءِ، إِذَا كَانَ الْمُحَدِّثُ غَيْرَ مَرِيضٍ مَرَضًا يَخَافُ إِنَّ مَاسَ الْمَاءِ التَّلَفَ أَوْ الْمَرَضَ الْمُخَوِّفَ أَوْ الْأَلَمَ الشَّدِيدَ. لَا أَنَّهُ جُعِلَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَإِنْ كَانَ الْمُحَدِّثُ صَحِيحًا وَاجِدًا لِلْمَاءِ أَوْ مَرِيضًا لَا يَضُرُّ إِمْسَاسُ الْبَدَنِ الْمَاءِ.

اگرچہ مٹی کسی چٹائی یا کپڑے پر ہو، اور اگرچہ زمین پر نہ ہو اس دلیل کے ساتھ کہ حضرت ابو معاویہ کی جو حدیث ہم نے بیان کی ہے وہ مختصر ہے۔ ”جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ طَهُورًا“ ہمارے لیے زمین کو پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے، یعنی پانی کی قلت نایابی کی صورت میں جبکہ محدث ایسا مریض بھی نہ ہو جو پانی کے استعمال کی صورت میں ہلاک ہونے، مرض بڑھنے یا شدید درد میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے (یعنی تندرست آدمی پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کر سکتا ہے) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے لیے زمین کو پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے اگرچہ محدث تندرست ہو، پانی اس کے پاس موجود ہو یا وہ ایسا مریض بھی نہ ہو جسے جسم پر پانی لگانے سے کوئی خدشہ ہو (تو وہ بھی تیمم کر سکتا ہے۔)

۲۶۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، نَا ابْنُ فَضِيلِ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ.....

عَنْ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ . جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا ، وَجُعِلَ ثُرَابُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ ، وَجُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ ، وَأُوتِيَتْ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ بَيْتٍ كُنَزَتْ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَ مِنْهُ أَحَدٌ قَبْلِي وَلَا أَحَدٌ بَعْدِي .

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے: ہمارے لیے پوری زمین مسجد بنائی گئی ہے، جب ہمیں پانی نہ ملے تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند بنائی گئی ہیں اور سورہ بقرہ کے آخر سے یہ آیات مجھے عرش تلے کے خزانے کے گھر سے عطا کی گئی ہیں۔ اس میں سے مجھ سے پہلے کوئی (نبی) دیا گیا ہے نہ میرے بعد کسی کو دیا جائے گا۔

۲۰۷..... بَابُ إِبَاحَةِ التَّيْمُمِ بِتُرَابِ السَّبَاخِ

شورزدہ کھاری زمین کی مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے

ضِدُّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا أَنَّ التَّيْمُمَ بِالسَّبَاخِ غَيْرُ جَائِزٍ ، وَقَوْلُ هَذِهِ الْمَقَالَةِ يَقُودُ إِلَى أَنَّ التَّيْمُمَ بِالْمَدِينَةِ غَيْرُ جَائِزٍ ، إِذْ أَرْضُهَا سَبَاخَةٌ . وَقَدْ خَبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهَا طَيِّبَةٌ أَوْ طَابَةٌ

ہمارے اس ہم عصر کے دعویٰ کے برعکس جو کہتا ہے کہ کھاری زمین کی مٹی سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ اس دعوے کا مطلب یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں تیمم کرنا جائز نہیں کیونکہ مدینہ منورہ کی زمین شورزدہ ہے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ وہ طیبہ اور طابہ (پاکیزہ اور عمدہ) ہے۔ (یعنی بوقت ضرورت اس سے تیمم کیا جاسکتا ہے۔)

۲۶۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ ، قَالَ ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَنَّ.....

عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : لَمْ أَعْقُلْ أَبِي قَطُّ إِلَّا وَهُمْ بِيَدَيْنِ الدِّينِ ، وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ . وَقَالَ فِي الْخَبَرِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ .

”نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مجھے میرے والدین کی شناخت ہوئی (یعنی جب میں نے ہوش سنبھالا) تو وہ دونوں دین دار تھے۔ اور کوئی دن ہم پر ایسا نہیں گزرتا مگر اس میں صبح و شام رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔ اور اس روایت میں ہے: تو رسول اللہ ﷺ نے

(۲۶۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة: ۵۲۲۔ مسند احمد: ۲۲۱۶۷۔

(۲۶۵) صحیح البخاری، کتاب الکفارة، باب جوار ابی بکر فی عهد النبی ﷺ وعقده: ۲۲۹۷۔

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

فرمایا: ”مجھے تمہارا ہجرت کا گھر دکھا دیا گیا ہے۔ مجھے دو سیاہ پتھر ملی زمینوں کے درمیان کھجوروں والی شورزدہ زمین دکھائی گئی ہے۔“ ”لابتین سے مراد مدینہ منورہ کے دو حرمے ہیں یعنی سیاہ پتھر ملی زمین والے حصے“ پھر نبی اکرم ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے متعلق طویل حدیث بیان کی۔“ امام ابو بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان ”مجھے دو سیاہ پتھر ملی زمینوں کے درمیان کھجوروں والی شورزدہ زمین دکھائی گئی ہے اور آپ کا انہیں بتانا کہ وہ ان کی ہجرت کی جگہ ہے“ اور پورا مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ تھا، میں یہ دلیل ہے کہ پورا مدینہ شورزدہ ہے۔ اور اگر شورزدہ زمین سے تیمم کرنا ناجائز نہ ہوتا اور شورزدہ زمین ناپاک و خبیث چیز ہوتی جیسا کہ ہمارے بعض ہم عصروں کا خیال ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لیتے ہوئے: ﴿وَالَّذِي خَبَتْ لَا يُعْرُجُ إِلَّا تَكْدًا﴾ ”اور جو خراب (زمین) ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے۔“ (الاعراف: ۵۸) تو ان کے اس دعوے کا مطلب یہ ہوتا کہ مدینہ منورہ خبیث و ناپاک ہے طیبہ (پاکیزہ اور عمدہ) نہیں ہے۔ یہ بعض اہل عناد کا قول ہے جو انہوں نے مدینہ منورہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ وہ خبیث زمین ہے، خوب جان لو! نبی اکرم ﷺ نے اسے طیبہ یا طاہرہ قرار دیا ہے۔ لہذا شوریدہ زمین ہی پاکیزہ ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ مدینہ منورہ طیبہ ہے۔ اور جب مدینہ طیبہ (پاکیزہ) ہے حالانکہ وہ کھاری زمین ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے بتایا ہے کہ مدینہ منورہ طیبہ (پاک) اور طاہرہ (عمدہ زمین) ہے اور انہیں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ کھاری اور شور والی زمین ہے۔ تو

أُرِيْتُ سَبْحَةَ ذَاتِ نَخْلٍ بَيْنَ لَابِتَيْنِ .  
وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ فِي  
هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . قَالَ  
أَبُو بَكْرٍ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: أُرِيْتُ سَبْحَةَ  
نَخْلٍ بَيْنَ لَابِتَيْنِ ، وَإِعْلَامُهُ إِيَّاهُمْ أَنَّهَا دَارُ  
هِجْرَتِهِمْ . وَجَمِيعُ الْمَدِينَةِ ، كَانَتْ  
هِجْرَتُهُمْ . دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ الْمَدِينَةِ  
سَبْحَةٌ وَلَوْ كَانَ التَّيْمُّمْ غَيْرَ جَائِزٍ بِالسَّبْحَةِ  
وَكَانَتْ السَّبْحَةُ عَلَى مَا تَوَهَّمُ بَعْضُ أَهْلِ  
عَصْرِنَا ، أَنَّهُ مِنَ الْبَلَدِ الْخَبِيثِ بِقَوْلِهِ:  
﴿وَالَّذِي خَبَتْ لَا يُعْرُجُ إِلَّا تَكْدًا﴾ . لَكَانَ  
قَوْلُ هَذِهِ الْمَقَالَةِ أَنَّ أَرْضَ الْمَدِينَةِ خَبِيثَةٌ لَا  
طَيْبَةَ . وَهَذَا قَوْلٌ بَعْضِ أَهْلِ الْعِنَادِ ، لِمَا  
ذَمَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ: إِنَّهَا خَبِيثَةٌ فَاعْلَمْ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهَا طَيْبَةً - أَوْ طَابَةً -  
فَالْأَرْضُ السَّبْحَةُ هِيَ طَيْبَةٌ ، عَلَى مَا خَبَّرَ  
النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ الْمَدِينَةَ طَيْبَةٌ . وَإِذَا كَانَتْ  
طَيْبَةً وَهِيَ سَبْحَةٌ فَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَرَ  
بِالتَّيْمُّمْ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ فِي نَصِّ كِتَابِهِ .  
وَالنَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّ الْمَدِينَةَ طَيْبَةٌ - أَوْ  
طَابَةٌ - مَعَ إِعْلَامِهِ إِيَّاهُمْ أَنَّهَا سَبْحَةٌ . وَفِي  
هَذَا مَا بَانَ وَتَبَّتْ أَنَّ التَّيْمُّمْ بِالسَّبَاخِ  
جَائِزٌ .

اس سے واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ شور والی زمین سے تیمم کرنا جائز ہے۔

**فوائد:**..... ۱۔ ان احادیث میں اس امت کے دیگر خصائص کے ساتھ اس خاصہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تمام زمین کو مسجد قرار دیا ہے اور تمام روئے زمین کو اس امت کی پاکی کا باعث بنایا ہے۔ چنانچہ پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں وجہ الارض زمین کے ظاہر حصے سے تیمم کر کے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں یہاں مٹی طہور ہے۔ سے مراد مطہر (یعنی پاک کرنے والی) ہے کیونکہ اگر طہور کا معنی ظاہر لیا جائے تو اس امت کی خاصیت ثابت نہیں ہوتی (کیونکہ زمین تمام امم کے لیے پاک تھی، لیکن پاک کرنے والی نہیں تھی۔)

پھر ان احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ تیمم پانی کی طرح حدث دور کر دیتا ہے کیونکہ پاکی کے وصف میں یہ دونوں مشترک ہیں، نیز ان روایات سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ زمین کے تمام اجزاء سے تیمم کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری: ۱/ ۵۶۷)

۳۔ کیا صرف مٹی سے تیمم جائز ہے یا زمین کے تمام اجزاء مٹی، پتھر اور زمین کے دیگر اجزاء سے تیمم جائز ہے، اس بارے علماء کا اختلاف ہے لیکن راجح قول کے مطابق زمین کے تمام اجزاء سے تیمم کرنا جائز ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں صعیداً طیباً پاک صعید سے تیمم کرنے کا حکم ہے اور صعید کی تعیین ہی اہل لغت کے اقوال پیش خدمت ہیں، جس سے صعید کا اطلاق وجہ الارض، زمین کے ظاہر حصے (مٹی، پتھر، چونا، غرض جو بھی چیز زمین کا ظاہر حصہ ہے) پر ہوتا ہے۔

(۱)..... قاموس میں ہے کہ صعید کا معنی مٹی یا وجہ الارض (زمین کا ظاہر حصہ) ہے۔

(۲)..... مصباح میں ہے کہ صعید سے مقصود وجہ الارض ہے خواہ وہ مٹی ہو یا زمین کا کوئی اور جز۔ زجاج کہتے ہیں

اس مفہوم میں اہل لغت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۳)..... ازہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”صَعِيدًا طَيِّبًا“ میں صعید سے مراد مٹی ہے اور ثعالبی

کی کتاب فقہ اللغة میں صعید کا معنی زمین کے ظاہر حصہ کی مٹی درج ہے۔

۴۔ مصباح میں ہے کہ کلام عرب میں لفظ صعید کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے (۱) زمین کے ظاہر حصہ کی مٹی (۲) وجہ الارض

(زمین کا ظاہر حصہ) اور (۳) راستے پر ہوتا ہے۔ نیز مالک، ابوحنیفہ، عطاء، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم کا مذہب

ہے کہ زمین اور زمین کے ظاہر اجزاء سے تیمم کرنا جائز ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۲۸۱) یہی موقف راجح ہے۔







۲۱۰..... بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ التُّرَابِ بَعْدَ ضَرْبِهِمَا عَلَى الْأَرْضِ قَبْلَ النَّفْخِ فِيهِمَا ،

وَقَبْلَ مَسْحِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ لِلتَّيْمُمِ

تیمم کے لیے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد، ان میں پھونک مارنے سے پہلے

اور چہرے اور ہاتھوں کے مسح سے پہلے، دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے کا بیان

۲۶۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ، نَا أَبُو يَحْيَى - يَعْنِي التَّمِيمِيَّ -

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ سَلْمَةَ عَنْ كَهَيْلٍ عَنِ سَعِيدِ بْنِ.....

”حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: ہم جنبی ہو جاتے

ہیں اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے (تو نماز کیسے ادا کریں)۔

پھر انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا واقعہ

بیان کیا۔ کہتے ہیں: اور حضرت عمار نے فرمایا: تو میں

رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ کو یہ واقعہ بتایا۔

آپ نے فرمایا: تیرے لیے یہی کافی تھا کہ تو اپنے دونوں

ہاتھوں سے ایسے ایسے کرتا۔“ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مٹی

پر مارے، پھر انہیں جھاڑا پھر ان میں پھونک ماری اور ان سے

اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔“ امام ابو بکر فرماتے

ہیں: اس حدیث کی سند میں امام شعبہ نے سلمہ بن کھیل اور سعید

بن عبدالرحمن کے درمیان ذر (راوی) کو داخل کر دیا ہے۔ اس

حدیث کا امام ثوری نے سلمہ سے اور انہوں نے ابومالک اور

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابزئی سے اور انہوں نے عبدالرحمان

بن ابزئی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ مگر امام ثوری اور شعبہ کی

روایت میں ”ہاتھوں سے مٹی جھاڑنے“ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ.....

(۲۶۹) صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم هل ینفخ فیہما: ۳۳۸، ۳۴۷۔ سنن ابی داؤد: کتاب الطہارۃ، باب التیمم:

۳۲۲۔ اس کی اصل صحیح البخاری کتاب التیمم: ۳۳۸۔ میں ہے۔ اور صحیح مسلم: ۳۶۸۔ میں بھی ہے۔

”حضرت شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو عبدالرحمان! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ایک شخص جنبی ہو جائے تو اسے ایک ماہ تک پانی نہ ملے، کیا وہ تیمم کرتا رہے گا؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تیمم نہیں کرے گا (اور نہ نماز پڑھے گا) تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے حضرت عمار کا حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہوا قول نہیں سنا: (جس میں وہ کہتے ہیں کہ) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضروری کام کے لیے بھیجا تو (راستے میں) میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ ملا تو میں جانور کی طرح مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا (اور نماز پڑھ لی) پھر میں نے (واپس آ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہیں اتنا ہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے پھر ان کو (آپس میں) ملتے پھر ان سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کر لیتے۔“ امام ابوبکر فرماتے ہیں: اس حدیث میں آپ کا یہ فرمان ”تَمَسَّحَ“ اس سے مراد دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنا ہی ہے۔ (کیونکہ) انفض ایک تھیلی کو دوسری کے ساتھ ملنے کو کہتے ہیں تاکہ ان پر لگی ہوئی مٹی جھڑ جائے۔

**فوائد:** تیمم کے لیے زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد اور چہرے پر ہاتھ ملنے سے قبل ہاتھوں کو جھاڑنا مستحب

ہے، اس سے ہاتھوں پر گرد وغیرہ میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

۲۱۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْجُنْبَ يُجْزِيهِ التَّيْمُمُ عِنْدَ الْبَاعُوَازِ مِنَ الْمَاءِ فِي السَّفَرِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی شخص کے لیے سفر میں پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کر لینا کافی ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ التَّيْمُمَ لَيْسَ كَالغُسْلِ فِي جَمِيعِ أَحْكَامِهِ، إِذِ الْمُغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ

(۲۷۰) صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم ضریۃ: ۳۴۷۔ صحیح مسلم: ۳۶۸۔ سنن النسائی: ۳۲۹۔ والدارقطنی:

۱۸۰/۱۔ من طریق الحسين بن اسماعيل.

عُسْلُ ثَانِ إِلَّا بِجَنَابَةِ حَادِثَةٍ، وَالتَّيْمُمُ فِي الْجَنَابَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ عِنْدَ وُجُودِ الْمَاءِ: اور اس دلیل کا بیان کہ تیمم تمام احکام غسل میں غسل کی مانند نہیں ہے کیونکہ جنابت کی وجہ سے غسل کرنے والے شخص پر دوبارہ غسل اس وقت واجب ہوگا جب وہ دوبارہ جنبی ہوگا۔ جبکہ پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کرنے والا جنبی شخص پانی ملنے پر لازماً غسل کرے گا۔

۲۷۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ سَهْلُ بْنُ يُونُسَ وَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ النَّخَعِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءِ الْعَطَّارِيِّ، نَا.....

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم ایک رات چلتے رہے حتیٰ کہ جب صبح سے قبل سحر کا وقت ہوا تو ہم نے پڑاؤ ڈالا، اور مسافر کے نزدیک آخری رات کی نیند سے زیادہ پر لطف لمحہ کوئی نہیں ہوتا (لہذا ہم سو گئے) تو ہمیں سورج کی حرارت ہی نے بیدار کیا (یعنی صبح دیر تک سوتے رہے اور فجر کی نماز رہ گئی) پھر انہوں نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اور کہا کہ پھر آپ نے نماز کے لیے اذان کہلوائی اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک آپ کی نظر الگ تھلگ بیٹھے ایک شخص پر پڑی جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے؟ تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہو گیا ہوں اور (نہانے کے لیے) پانی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر پاک مٹی (سے تیمم کرنا) لازم ہے کیونکہ وہ تجھے کافی ہو جائے گا۔ پھر آپ چل پڑے (راستے میں) لوگوں نے آپ سے

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّا سَرِينَا ذَاتَ لَيْلَةٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ السَّحَرُ قَبْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوُقُوعَةَ، وَلَا وَقُوعَةَ أَحَلَّى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، فَذَكَرَ بَعْضُ الْحَدِيثِ. وَقَالَ: ثُمَّ نَادَى بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ انْقَلَبَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِذَا رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ. فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءٌ. فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ. ثُمَّ سَارَ وَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ، فَدَعَا فُلَانًا - قَدْ سَمَاهُ أَبُو رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ - وَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لَهُمَا: اذْهَبَا، فَابْغِيَا لَنَا الْمَاءَ. فَانْطَلَقَا فَتَلَقِيَا امْرَأَةً بَيْنَ سَطِيحَتَيْنِ أَوْ مَرَادَتَيْنِ - عَلِيٌّ بَعِيرٌ، فَذَكَرَ

(۲۷۱) صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم یکفیه من الماء، رقم: ۳۴۸۔ صحیح مسلم: ۶۸۲۔

مسند احمد: ۱۹۰۵۲۔ وأحمد: ۳۴۳/۴۔ والدارمی: ۷۴۳۔ من طریق یحیی بن سعید عن عوف.

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

(پانی کی قلت کا) شکوہ کیا۔ تو آپ نے فلاں کو بلایا۔ اور جاء نے ان کا نام بیان کیا تھا مگر عوف بھول گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان دونوں کو حکم دیا ”جاؤ، ہمارے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ۔“ تو وہ دونوں (پانی کی تلاش میں) چل پڑے۔ تو وہ ایک عورت سے ملے جو اپنے، اونٹ پر دو پانی کے تھیلوں یا مشکیزوں کے درمیان سوار جا رہی تھی۔ پھر حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اور کہا: پھر آپ نے لوگوں میں اعلان کروادیا: ”جانوروں کو پلا لو اور خود بھی پی لو“ تو جس نے چاہا (اپنے جانوروں کو) پلا لیا اور جس نے چاہا خود پی لیا۔ سب سے آخر میں آپ نے اس شخص کو پانی کا برتن دیا جو جنبی ہو گیا تھا۔ اور فرمایا: جاؤ اسے اپنے اوپر بہالو (یعنی غسل کر لو) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھنے والا شخص جب پانی پالے تو اسے غسل کرنا ہوگا اگر وہ جنبی تھا۔ اور اگر محدث تھا تو اسے وضو کرنا ہوگا۔ لیکن تیمم کے ساتھ ادا کی گئی نمازوں کا اعادہ اس پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تیمم کر کے نماز پڑھنے والے کو جب (پانی ملنے پر) غسل کرنے کا حکم دیا تو اسے تیمم کے ساتھ پڑھی گئی نمازوں کے اعادے کا حکم نہیں دیا۔ اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ غسل جنابت کرنے والے شخص پر اعضائے وضو کے علاوہ (باقی) جسم پر پانی بہانے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جب جنبی شخص کو اپنے جسم پر پانی بہانے کا حکم دیا تو اسے وضو اور اعضائے وضو کو دھونے سے ابتدا کرنے اور پھر پورے جسم پر پانی بہانے کا حکم نہیں دیا، جنبی شخص کو آپ کے حکم سے یہ واضح اور صحیح ثابت ہو گیا کہ جنبی شخص جب اپنے جسم پر پانی بہالے تو وہ فرض غسل کو ادا کرنے

الْحَدِيثَ . وَقَالَ ، ثُمَّ نُودِيَ فِي النَّاسِ :  
 أَنْ اسْفُوا وَاسْتَقُوا . فَسَقَى مِنْ شَاءَ  
 وَاسْتَقَى مِنْ شَاءَ . قَالَ : وَكَانَ آخِرُ ذَلِكَ  
 أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ  
 وَقَالَ : اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ :  
 فَفِي هَذَا الْخَبَرِ أَيْضاً دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ  
 الْمُتَيْمِمَ إِذَا صَلَّى بِالتَّيْمُمِ ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ  
 فَاغْتَسَلَ إِنْ كَانَ جُنْبًا ، أَوْ تَوَضَّأَ إِنْ كَانَ  
 مُحْدِثًا ، لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِعَادَةُ مَا صَلَّى  
 بِالتَّيْمُمِ إِذْ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَأْمُرِ الْمُصَلِّيَ  
 بِالتَّيْمُمِ لَمَّا أَمَرَهُ بِالْإِغْتِسَالِ بِإِعَادَةِ مَا  
 صَلَّى بِالتَّيْمُمِ . وَفِي الْخَبَرِ أَيْضاً دَلَالَةٌ  
 عَلَى أَنَّ الْمُغْتَسِلَ بِالْجَنَابَةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ  
 الْوُضُوءُ قَبْلَ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى الْجَسَدِ غَيْرَ  
 أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ إِذْ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَمَرَ  
 الْجُنْبَ بِإِفْرَاقِ الْمَاءِ عَلَى نَفْسِهِ وَلَمْ يَأْمُرْهُ  
 بِالْبَدْءِ بِالْوُضُوءِ وَعَسَلَ أَعْضَاءَ الْوُضُوءِ ،  
 ثُمَّ إِفَاضَةَ الْمَاءِ عَلَى سَائِرِ الْبَدَنِ ، كَانَ فِي  
 أَمْرِهِ إِبَاهُ مَا بَانَ وَصَحَّ أَنَّ الْجُنْبَ إِذَا أَفَاضَ  
 عَلَى نَفْسِهِ كَانَ مُؤَدِّياً لِمَا عَلَيْهِ مِنْ فَرَضِ  
 الْغُسْلِ . وَفِي هَذَا مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ بَدْءَ  
 الْمُغْتَسِلِ بِالْوُضُوءِ ثُمَّ إِفَاضَةَ الْمَاءِ عَلَى  
 سَائِرِ الْبَدَنِ اخْتِيَارٌ وَاسْتِحْبَابٌ ، لَا فَرَضٌ  
 وَإِجَابٌ .

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

والا سمجھا جائے گا۔ اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ غسل کرنے والے شخص کا وضو سے ابتداء کرنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا اختیاری اور مستحب عمل ہے، فرضی اور وجوبی نہیں۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی بحث حدیث ۱۱۳ کے تحت گزری ہے، لیکن یہاں اس روایت کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ نماز کا وقت آنے پر جنبی شخص پانی کی عدم موجودگی کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پھر پانی کی دستیابی کی صورت میں اس پر غسل جنابت لازم ہے، لیکن نماز کے وقت میں نماز ادا کرنے کے بعد پانی ملنے پر نماز کا اعادہ لازم نہیں، بلکہ حالت تیمم میں ادا کی ہوئی نماز کافی ہے۔

۲۱۲..... فِي الرَّخْصَةِ فِي التَّيْمُمِ لِلْمَجْدُورِ وَالْمَجْرُوحِ ، وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ مَوْجُودًا إِذَا خَافَ  
إِنْ مَاسَ الْمَاءُ الْبَدَنَ التَّلَفَ أَوْ الْمَرَضَ أَوْ الْوَجَعَ الْمُؤَلِّمَ

چھپک زد اور رخی شخص کے لیے پانی کی موجودگی میں بھی تیمم کرنے کی رخصت ہے جبکہ وہ بدن پر پانی لگنے سے ہلاک ہونے، مرض بڑھنے یا شدید درد میں مبتلا ہونے سے خوف زدہ ہو

۲۷۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ . نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرَضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ﴾ الآية: قَالَ إِذَا كَانَتْ بِالرَّجُلِ الْجَرَا حَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، أَوْ الْقُرُوعُ أَوْ الْجَدْرِيُّ ، فَيَجْنُبُ ، فَيَخَافُ إِنْ اغْتَسَلَ أَنْ يَمُوتَ فَلْيَتَيْمَّمْ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : هَذَا خَبَرٌ لَمْ يَرْفَعَهُ غَيْرُ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرَضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ﴾ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو“ کے متعلق مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ: اگر مسلمان شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو جائے یا اسے پھوڑے پھنسی نکل آئے یا وہ چھپک میں مبتلا ہو جائے اور وہ جنبی ہو جائے تو غسل کرنے کی صورت میں موت سے ڈرے تو وہ تیمم کر لے۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: اس روایت کو عطاء بن سائب کے سوا کسی نے مرفوعاً روایت نہیں کیا۔

۲۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَمْرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ، نَا أَبِي  
أَخْبَرَنِي إِيَّاهُ الْوَلِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ أَنَّ عَطَاءَ حَدَّثَهُ.....

(۲۷۲) اسنادہ ضعیف: الدار قطنی: ۱/۱۷۷۔ من طریق یوسف بن موسی، بہ۔ سلسلہ ضعیفہ: ۲۶۷۱۔ ضعیف الجامع: ۶۴۷۔  
عطاء بن السائب حدیث کو خط ملط کرتا تھا۔

(۲۷۳) اسنادہ حسن صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی المجرورح یتیم: ۳۳۷۔ سنن الدارمی: ۷۵۸۔ وابن ماجہ: ۵۷۳۔  
وابن الجارود فی المنتقى: ۱۲۸۔ وابن حبان: ۱۳۰۴۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۱۴۷۲۔ والحاکم: ۱۷۸/۱۔ واحمد: ۳۰۵۷۔

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص سردیوں میں جنبی ہو گیا تو اس نے (مسئلہ) پوچھا: تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ (اس نے غسل کیا) تو وہ فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ واقعہ بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: انہیں کیا ہوا تھا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا: (پھر فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مٹی یا تیمم کو پاک کرنے والا بنایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں شک ہے (کہ انہوں نے مٹی کہا یا تیمم) پھر یہ شک ختم ہو گیا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فِي شِتَاءٍ فَسَأَلَ ، فَأُمِرَ بِالْغُسْلِ ، فَأَغْتَسَلَ . فَمَاتَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: مَا لَهُمْ ، قَتَلُوهُ ، قَتَلَهُمُ اللَّهُ - ثَلَاثًا - فَذَجَعَلَ اللَّهُ الصَّعِيدَ - أَوْ التِّيمَّمَ - طَهُورًا . شَكَّ فِي ابْنِ عَبَّاسٍ ثُمَّ أَتَبَتْهُ بَعْدُ .

۲۱۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التِّيمْمِ فِي الْحَضَرِ لِرَدِّ السَّلَامِ وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ مَوْجُودًا .

حضرت کی حالت میں سلام کا جواب دینے کے لیے تیمم کرنا مستحب ہے اگرچہ پانی موجود ہو

۲۷۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - عَنِ اللَّيْثِ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمِزٍ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ میں اور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ بن یسار آئے حتی کہ ہم حضرت ابو جہیم بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمل کنویں کی جانب سے تشریف لائے تو ایک آدمی آپ کو ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا حتی کہ آپ ایک دیوار کے پاس آئے (اور اپنے ہاتھوں کو دیوار پر مار کر) اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔“

ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: أَقْبَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَيْتِ جَمَلٍ ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ ، فَسَحَّ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ .

(۲۷۴) صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم فی الحضرة إذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلاة: ۳۲۷- صحیح مسلم:

۳۶۹- سنن النسائی: ۳۱۱- سنن ابی داود: ۳۲۹- والدارقطنی: ۱۷۶/۱.

سفر اور بیماری کی وجہ سے تیمم کے ابواب

**فوائد:**.....۱۔ حالت بول و براز میں سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اس حالت میں مبتلا شخص کو سلام نہ کہا جائے۔

۲۔ صرف نماز کے لیے وضو فرض ہے، ذکر و اذکار کے لیے طہارت شرط نہیں، لیکن با وضو ہو کر یا پانی کی دستیابی کے باوجود قصداً تیمم کر کے ذکر کرنا، سلام کا جواب دینا مستحب فعل ہے۔

۳۔ دیوار وغیرہ سے تیمم کرنا جائز ہے نیز سلام کے جواب کے لیے پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا جائز ہے، اس کے لیے نوافل و فرائض یا دیگر احکام جہاں وضو کرنا فرض ہے، پانی کی موجودگی میں بلا عذر تیمم کرنا جائز نہیں۔



www.KitaboSunnat.com



## جَمَاعُ أَبْوَابِ تَطْهِيرِ الثِّيَابِ بِالْغُسْلِ مِنَ الْأَنْجَاسِ نجاست کی وجہ سے کپڑوں کو دھو کر پاک صاف کرنے کے ابواب کا مجموعہ

۲۱۴..... بَابُ حَتَّى دَمِ الْحَيْضَةِ مِنَ الثُّوْبِ وَقُرْصِهِ بِالْمَاءِ وَرَشِّ الثُّوْبِ بَعْدَهُ

کپڑے سے حیض کا خون کھرچنا اور اسے پانی سے ملنا اور اس کے بعد کپڑے کو چھینے مارنا

۲۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَيْنَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُمْ ، كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ ، نَا هِشَامُ ، ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْرَمِيُّ ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُثَنَّرِ .....

”حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے کھرچ دے، پھر اسے پانی سے لہو پھر اسے چھینے مار لو۔“ یہ جماد کی حدیث ہے۔ ابن عیینہ کی روایت میں ہے۔ ”ثُمَّ رَشَى وَصَلَّى فِيهِ“ پھر اسے پانی سے چھینے مار اور اس میں نماز پڑھ لے۔“ یحییٰ کی روایت میں ہے۔ ”ثُمَّ تَنْضَحِيهِ وَتَصَلِّي فِيهِ“ پھر اسے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے۔“ باقی راویوں نے چھینے مارنے اور دھونے کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے صرف کھرچنے، پانی سے

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثُّوْبَ . فَقَالَ: حُتِيهِ ، ثُمَّ أَقْرِصِيهِ بِالْمَاءِ ، ثُمَّ انْضَحِيهِ . هَذَا حَدِيثُ حَمَادٍ . وَفِي خَبَرِ ابْنِ عَيْنَةَ: ثُمَّ رَشَى وَصَلَّى فِيهِ . وَفِي خَبَرِ يَحْيَى: ثُمَّ تَنْضَحِيهِ وَتَصَلِّي فِيهِ . وَلَمْ يَذْكُرِ الْآخَرُونَ النَّضْحَ وَلَا الرَّشَّ ، إِنَّمَا ذَكَرُوا الْحُتَّ وَالْقُرْصَ بِالْمَاءِ ثُمَّ الصَّلَاةَ فِيهِ ، غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: وَحُتِيهِ ثُمَّ

(۲۷۵) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الدم: ۲۲۷۔ صحیح مسلم: ۲۹۱۔ سنن الترمذی: ۱۳۸۔ سنن النسائی:

۲۹۳۔ ابن ماجہ: ۶۲۹۔ مسند احمد: ۲۵۷۴۲۔ موطا امام مالک: ۱۲۱۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

ملنے اور پھر اس کپڑے میں نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ وکع کی حدیث میں ہے: ”وُحْتِيهِ ثُمَّ أَقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ“ اور اسے کھرچ لو پھر اسے پانی سے مل لو، اس سے زیادہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

**فوائد:**..... اس حدیث میں حیض آلود کپڑے کی خوب طہارت کے طریقے کا بیان ہے کہ اولاً حیض آلود کپڑے کو کھرچا جائے، پھر اسے انگلیوں سے ملا جائے اور بعد میں اس پر خوب پانی بہایا جائے۔ اس کے بعد اگر خون کے نشانات باقی رہ جائیں تو یہ نشانات مضر نہیں ہیں۔ کیونکہ اس طریقہ سے کپڑے کی یقینی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

(۱)..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نجاست کو پانی سے دھونا واجب ہے اور سر کے یا دیگر ماعتات سے نجاست دھونا ناکافی ہے۔ (اس سے طہارت حاصل نہیں ہوتی) کیونکہ اس میں مامور بہ چیز کو ترک کرنا ہے۔

(۲)..... حیض کا خون بالا جماع نجس ہے۔

(۳)..... نجاست کے ازالہ کے لیے پانی کے استعمال کا عدد شرط نہیں، بلکہ اس میں خوب صفائی ملحوظ ہے۔ (وہ

ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ دھونے سے حاصل ہو جائے کافی ہے) (نووی: ۱۹۹/۳)

۲۱۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّضْحَ الْمَأْمُورَ بِهِ هُوَ نَضْحُ مَا لَمْ يُصَبِّ الدَّمُ مِنَ الثُّوبِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ چھینے مارنے کا حکم اس کپڑے کے متعلق ہے جسے خون نہ لگا ہو

۲۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِهَا.....

”حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے سنا، اس نے کہا: جب ہم سے کوئی عورت (حیض سے) پاک ہو جائے تو وہ ان کپڑوں کا کیا کرے، جو وہ (حیض کے دنوں میں) پہنا کرتی تھی؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اس میں کوئی چیز (خون) دیکھے تو اسے کھرچ لینا چاہیے پھر اسے

أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا سَمِعَتْ امْرَأَةً تَسْأَلُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَتْ: إِحْدَانَا إِذَا طَهَّرَتْ ، كَيْفَ تَصْنَعُ بِشَيْبَاهَا الَّتِي كَانَتْ تَلْبَسُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنْ رَأَتْ فِيهِ شَيْئًا فَلْتَحُكَّهُ ، ثُمَّ لْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَ تَنْضَحْ فِي سَائِرِ الثُّوبِ مَاءً وَ تَصَلِّيْ فِيهِ .

(۲۷۶) اسنادہ حسن صحیح، سنن الترمذی: ۱۳۸۔ سنن ابی داؤد: ۳۶۰۔ کتاب الطہارۃ: باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في

حیضها. الدارمی: ۷۷۸۔ مؤطا امام مالک: ۱۲۱۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

تھوڑے سے پانی کے ساتھ مل لینا چاہئے اور سارے کپڑے کو چھینٹے مار کر اس میں نماز پڑھ لے۔“ امام صاحب اپنے استاد یحییٰ بن حکیم سے اور وہ ابن ابی عدی سے اور وہ محمد بن اسحاق سے مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”اگر تو اس میں خون دیکھے تو اسے پانی کے ساتھ کھرچ لو، پھر سارے کپڑے پر چھینٹے مارو، پھر اس میں نماز پڑھ لو۔“

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بِهَذَا مِثْلَهُ . وَقَالَ: قَالَ ابْنُ رَأَيْتَ فِيهِ دَمًا، فَحُكِّيهِ ثُمَّ افْرِصِيهِ بِالْمَاءِ، ثُمَّ انْضَحِي سَائِرَهُ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ .

**فوائد:**..... حیض آلود کپڑے کو کھرچنا، پھر انگلیوں کے پوروں سے ملنا، بعد ازاں اس حصے پر پانی بہانا لازمی

امر ہے۔

۲۱۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الثَّوْبِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ وَحُكِّهِ بِالْأَضْلَاعِ

حیض کے خون والے کپڑے کو پانی اور بیری سے دھونا اور اسے لکڑی سے کھرچنا مستحب ہے

إِذْ هُوَ آخِرُ أَنْ يَذْهَبَ أَثَرُهُ مِنَ الثَّوْبِ إِذَا حُكَّ بِالضَّلْعِ، وَغَسِلَ بِالسِّدْرِ مَعَ الْمَاءِ، مِنْ أَنْ يُغَسَلَ بِالْمَاءِ بَحْتًا

کیونکہ صرف پانی سے دھونے کی بجائے جب اسے لکڑی سے کھرچا جائے اور پانی اور بیری سے دھویا جائے تو یہ خون کے اثر کو مٹانے میں زیادہ موثر اور کارگر ہے۔

۲۷۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى، نَا سُفْيَانٌ عَنْ ثَابِتٍ۔ وَهُوَ الْحَدَّادُ۔ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْصَنٍ.....

”حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو لگنے والے حیض کے خون کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے دھولو اور اسے لکڑی سے کھرچ ڈالو۔“

عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْصَنٍ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ . فَقَالَ اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ وَحُكِّيهِ بِضُلْعٍ .

**فوائد:**..... خطابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ام قیس بنت محسن کو حیض آلود کپڑا ہڈی سے کھرچنے کا حکم

اس لیے صادر کیا کہ کپڑے سے گلی تجسم نجاست اتر جائے پھر پانی کے استعمال سے نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔

(۲۷۷) استادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب دم الحیض یصیب الثوب: ۲۹۲۔ سنن ابی داؤد: ۳۶۳۔ سنن ابن

ماجہ: ۶۲۸۰۔ سنن الدارمی: ۱۰۱۹۔ واہن حباک: ۲۳۵۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

((اغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَالسِّنْدِرِ)) اس میں پیری کے پتوں کا اضافہ طہارت میں مبالغہ اور خوب صفائی کے لیے ہے ورنہ نجاست کی طہارت کے لیے پانی کافی ہے۔ (عون المعبود: ۴۴/۲)

۲۱۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِقْتِصَارَ مِنْ غَسْلِ الثُّوبِ الْمَلْبُوسِ

فِي الْمَحِيضِ عَلَى غَسْلِ أَثَرِ الدَّمِ مِنْهُ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ حیض کے دنوں میں پہنے ہوئے کپڑے کو دھونے کی بجائے صرف خون کے

دھبے کو دھونے پر اکتفا کرنا جائز ہے

وَإِنْ لَمْ يُحَكَّ مَوْضِعَ الدَّمِ بِضُلْعٍ ، وَلَا قُرْصٍ مَوْضِعَهُ بِالْأَظْفَارِ ، وَإِنْ لَمْ يُغْسَلِ بِسِنْدِرٍ أَيْضًا ، وَلَا رُشًّا مَا لَمْ يُصَبَّ الدَّمُ مِنَ الثُّوبِ . وَأَنَّ جَمِيعَ مَا أَمَرَ بِهِ مِنْ قُرْصٍ بِالْأَظْفَارِ وَحَكِّ بِالْأَوْضَاعِ وَغَسْلِ السِّنْدِرِ ، أَمْرٌ اخْتِيَارٌ وَاسْتِحْبَابٌ . وَأَنَّ غَسْلَ الدَّمِ مِنَ الثُّومِ طَهْرٌ لِلثُّوبِ وَتَجْزِءُ الصَّلَاةُ فِيهِ

اگرچہ خون کی جگہ کو لکڑی سے نہ کھرچا جائے، نہ اس جگہ کو ناخنوں سے ملا جائے، اور نہ اسے پیری سے دھویا جائے، اور جس حصے کو خون نہیں لگا اگرچہ اسے پانی کے چھینے بھی نہ مارے جائیں۔ اور ناخنوں سے ملنے، لکڑی سے کھرچنے اور پیری سے دھونے کا حکم اختیاری اور مستحب ہے۔ اور بلاشبہ کپڑے سے خون دھودینے سے کپڑے پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور اس میں نماز پڑھنا کافی ہے۔

۲۷۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ ، نَا الْمِنْهَالُ بْنُ خَلِيفَةَ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلْمَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ.....

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: یا ان سے کہا گیا: تم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک میں حائضہ ہو جاتی تھیں تو تم اپنے کپڑوں کو کیسے (صاف) کرتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم اپنے کپڑوں اور قمیصوں میں حائضہ ہو جاتی تھیں تو ہم ان میں سے صرف اتنا حصہ دھوتی تھیں جسے خون لگتا تھا۔ اور بے شک آج تو تمہارے خادموں میں سے ایک خادم اس کے پاک ہونے کے دن اس کے کپڑے دھونے کے لیے فارغ ہو جاتا ہے۔“

(۲۷۸)۔ اسنادہ ضعیف)۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب المرأة تغسل ثوبها الذی تلبسه فی حیضها رقم: ۳۰۹۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

۲۱۸..... بَابُ الرَّحْصَةِ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ مِنْ عَرَقِ الْجُنْبِ

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ عَرَقَ الْجُنْبِ طَاهِرٌ غَيْرُ نَجَسٍ

جنبی شخص کے پسینے سے کپڑے کو دھونے کی رخصت ہے

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ جنبی کا پسینہ پاک ہے، نجس نہیں

۲۷۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى

بْنِ سَعِيدٍ.....

”جناب قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی بیوی کے پاس آتا ہے (اس سے ہم بستری کرتا ہے) پھر اپنے کپڑے پہنتا ہے تو اسے اس میں پسینہ آ جاتا ہے، کیا وہ ناپاک ہو جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت پرانے کپڑے کا گلڑا یا گلڑے رکھا کرتی تھی پھر جب یہ ہوتا (یعنی مرد ہم بستری کرتا) تو مرد اس گلڑے سے گندگی صاف کر لیتا اور وہ نہیں سمجھتا تھا کہ (پسینے سے) اس کے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ يَلْبَسُ الثَّوْبَ فَيَعْرُقُ فِيهِ ، نَجَسًا ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ تَعْدُو خِرْقَةً أَوْ خِرْقًا ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ مَسَحَ بِهَا الرَّجُلُ الْأَذَى عَنْهُ وَلَمْ يَرَ أَنَّ ذَلِكَ يَنْجِسُهُ .

۲۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْمَكِّيُّ ، نَا الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ -

حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ.....

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عورت پرانے کپڑے کا گلڑا رکھ لے، پھر جب اس کا خاوند (جماع سے) فارغ ہو جائے تو وہ اسے دے دے، وہ اپنے جسم سے گندگی صاف کر لے اور وہ عورت بھی اپنے جسم سے صاف کر لے پھر وہ دونوں (غسل کرنے کے بعد) انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیں۔“

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَتْ: تَسْخِذُ الْمَرْأَةُ الْخِرْقَةَ ، فَإِذَا فَرَعَتْ زَوْجَهَا نَاوَلَتْهُ فَيَمْسَحُ عَنْهُ الْأَذَى ، وَمَسَحَتْ عَنْهَا ، ثُمَّ صَلَّى فِي ثَوْبَيْهِمَا .

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ جنبی شخص کا پسینہ نجس نہیں اور جس کپڑے کو جنبی کا پسینہ لگے اسے دھونا

(۲۷۹) اسنادہ صحیح، امام ابن خزیمہ سے روایت کرنے میں متقدم ہیں۔

(۲۸۰) اسنادہ صحیح، امام ابن خزیمہ سے روایت کرنے میں متقدم ہیں۔

لازم نہیں ہے۔

۲۱۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ عَرَقَ الْإِنْسَانِ طَاهِرٌ غَيْرُ نَجَسٍ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ انسان کا پسینہ پاک ہے، ناپاک نہیں

۲۸۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُعَاذٍ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ - يَعْنِي الثَّقَفِيُّ - نَا أَيُّوبُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرِينَ .....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام فلاں (ام سلیم) کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے تو وہ آپ کے لیے چڑے کا بستر بچھا دیتیں تو آپ اس پر قیلولہ کرتے (آپ سو جاتے اور آپ کے جسم مبارک سے پسینہ نکلتا) تو وہ آپ کے پسینے کو محفوظ کر لیتیں اور اسے اپنی خوشبو میں ملا کر استعمال کرتیں۔“ امام صاحب اپنے استاد محمد بن ولید کی سند سے اسی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے ”آپ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ فُلَانٍ ، فَتَبْسُطُ لَهُ نَظْعًا فَيَقْبِلُ عَلَيْهِ ، فَتَأْخُذُ مِنْ عَرَقِهِ فَتَجْعَلُهُ فِي طَيْبِهَا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بِمِثْلِهِ . وَقَالَ: يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ سَلِيمٍ .

**فوائد:**..... ۱۔ محرم عورتوں کے پاس جانا اور ان کے ہاں آرام کرنا جائز ہے۔ نیز چڑے کے پھونے پر سونا جائز

نفل ہے۔ (نووی: ۱۵/۸۶)

۲۔ انسان کا پسینہ پاک ہے اور پسینہ زدہ کپڑوں کو دھونا ضروری نہیں ہے۔

۳۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے معجزہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ فطرت انسانی کے برعکس خوشبودار تھا۔

۲۲۰..... بَابُ غَسْلِ بَوْلِ الصَّبِيِّ مِنَ الثُّوبِ

بچی کے پیشاب کو کپڑے سے دھونے کا بیان

۲۸۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ ، نَا أَسَدٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ تَمَامِ الْمَضْرِيِّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبُدٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَمَاءِ عَنْ قَابُوسِ بْنِ الْمَحَارِقِ .....

(۲۸۱) صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قومًا فقال عندهم: ۶۲۸۱۔ مسلم: ۲۳۳۱۔ مسند احمد: ۱۲۹۴۲۔

(۲۸۲) اسنادہ حسن صحیح صحیح ابی داؤد: ۳۹۹۔ المشكاة: ۵۰۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، ماجاء فی بول الصبی الذی

لم یطعم: ۵۲۲۔ والحاکم: ۱/۱۶۶۔ ووافقه الذہبی، وللحدیث طرق عند البیہقی: ۴۱۵/۲۔ وغیرہ، الصحیحہ: ۸۲۲، ۸۲۱۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

”حضرت لہابہ بنت حارث بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے کہا: اپنا کپڑا بیچے (لائیے) میں اسے دھو دوں، تو آپ نے فرمایا: بچی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔“

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: بَالَ الْحُسَيْنُ فِي جِذْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: هَاتِ ثَوْبَكَ هَاتِ أَعْسِلُهُ. فَقَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْأُنثَى، وَيُنْضَحُ بَوْلُ الذَّكَرِ.

۲۸۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، نَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنِي مَحَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ الطَّائِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي.....

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کا خادم تھا، حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا تو انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام نے اسے دھونا چاہا تو آپ نے فرمایا: اسے پانی سے چھینٹے مار دو کیونکہ بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔“

أَبُو السَّمْحِ، قَالَ: كُنْتُ خَادِمُ النَّبِيِّ ﷺ وَجِئْتُ بِالْحَسَنِ - أَوْ الْحُسَيْنِ - فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَسَارَدُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ. فَقَالَ: رِشُوهُ رِشَاءً فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَدِرْسُ بَوْلِ الْغُلَامِ.

۲۲۱..... بَابُ غَسْلِ بَوْلِ الصَّبِيِّ وَإِنْ كَانَتْ مُرْضِعَةً،

وَالْفَرْقُ بَيْنَ بَوْلِهَا وَبَوْلِ الصَّبِيِّ الْمُرْضِعِ

بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اگرچہ وہ دودھ پیتی ہو

اور اس کے اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب میں فرق کا بیان

۲۸۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیتے بچے کے پیشاب کے متعلق فرمایا: بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي بَوْلِ الْمُرْضِعِ: يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ،

(۲۸۳) إسناده صحيح) صحيح ابى داود: ۴۰۲۔ سنن ابى داود: كتاب الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، رقم: ۳۷۷۔

سنن ابن ماجه: ۵۲۶۔

(۲۸۴) إسناده صحيح) صحيح ابى داود: ۴۰۳۔ سنن الترمذى، كتاب الجمعة عن رسول الله ﷺ، باب ما ذكر فى نضح الغلام

الرضيع: ۶۱۰۔ سنن ابن ماجه: ۵۲۲۔ سنن ابى داود: ۳۷۸۔

نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى بِمِثْلِهِ . وَزَادَ :  
 قَالَ قَتَادَةُ : هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ ، فَإِذَا  
 دُهِيَا جَاءَ .“ امام صاحب ابوموسیٰ سے اسی طرح روایت  
 کرتے ہیں کہ اور اس میں یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ قتادہ کہتے  
 ہیں: یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ دونوں کھانا نہ کھاتے  
 ہوں۔ پھر جب وہ دونوں کھانا کھانے لگیں تو دونوں کا پیشاب  
 دھویا جائے گا۔

### ۲۲۲..... بَابُ نَضْحِ بَوْلِ الْغُلَامِ وَرَشِيهِ قَبْلَ أَنْ يَطْعَمَ

بچے کے کھانا کھانے (کی عمر) سے پہلے اس کے پیشاب پر پانی چھڑکنے اور چھینٹے مارنے کا بیان

۲۸۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ.....  
 عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصَنِ الْأَسَدِيَّةِ ،  
 قَالَتْ : دَخَلْتُ بِإِبْنِ صَبِيٍّ لِي لَمْ يَأْكُلِ  
 الطَّعَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ عَلَيْهِ  
 قَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ .  
 ”حضرت ام قیس بنت محسن اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں  
 اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ، جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول  
 اللہ ﷺ کے پاس آئی، تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا،  
 آپ نے پانی مگنوا کر اس پر چھینٹے مارے۔“

۲۸۶- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي  
 يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ.....  
 عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصَنِ الْأَسَدِيَّةِ : أَنَّهَا  
 جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ بِإِبْنِ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ  
 الطَّعَامَ ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي  
 حِجْرِهِ ، فَقَالَ عَلَيْهِ ، قَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ  
 نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ مَرَّةً قَال ، حَدَّثَنِي ابْنُ  
 وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَاللَيْثُ وَعَمْرُو بْنُ  
 ”حضرت ام قیس بنت محسن اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ  
 اپنے چھوٹے بچے کو، جو کھانا نہیں کھاتا تھا، لے کر نبی  
 اکرم ﷺ کے پاس آئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے  
 اپنی گود میں بٹھالیا، تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ چنانچہ  
 رسول اللہ ﷺ نے پانی مگنوا کر اسے چھینٹے مارے اور اسے  
 دھویا نہیں۔ امام صاحب اپنے استاد یونس کی سند سے ابن  
 شہاب سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مذکورہ بالا روایت کی

(۲۸۵) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الہندی وهو الکست: ۶۶۵، ۵۷۶۲۔ سنن الترمذی: ۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ۲۴۔ مسند احمد: ۲۵۷۵۶۔

(۲۸۶) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب بول الصبیان: ۵۶۹۳، ۲۲۳۔ صحیح مسلم: ۱۰۴۔ سنن الترمذی: ۳۰۲۔ سنن ابی داؤد: ۳۷۴۹۔ موطا امام مالک: ۱۲۸۔ سنن الدارمی: ۷۳۴۔



نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

الْحَارِثُ وَيُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُمْ طَرَحَ سِنْدًا وَمَتْنًا بَيَانًا كَيْفَا  
بِمِثْلِهِ سِوَاءِ الْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ .

**فوائد:**..... ۱۔ نومولود کو گھٹی دینا مستحب فعل ہے۔

۲۔ چھوٹے بچوں کو اہل فضل کے پاس بطور تبرک لے جانا مستحب ہے۔

۳۔ چھوٹے بچوں سے حسن معاشرت، نرمی اور تواضع اختیار کرنا مندوب ہے۔

۴۔ شیر خوار لڑکے کے پیشاب کی طہارت کے لیے پانی چھڑکنا کافی ہے، نیز علماء کا شیر خوار بچے اور بچی کے پیشاب کی طہارت کے کی کیفیت کے متعلق اختلاف ہے اور اس بارے علماء کے تین مذاہب ہیں۔

(۱)..... صحیح اور راجح موقف یہ ہے کہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کافی ہیں، لیکن بچی کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے بلکہ اسے دیگر نجاسات کی طرح دھونا واجب ہے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ رحمہم سلف کی ایک جماعت۔

(ب)..... محدثین اور ابن وہب، مالکیہ کا یہی مذہب ہے۔

(ج)..... بچے اور بچی دونوں کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے، بلکہ دونوں کا پیشاب دھونا واجب ہے۔

ابو حنیفہ، مالک اور اصحاب الرائے کا یہی موقف ہے۔ (نووی: ۳ / ۱۹۴)

۵۔ بچے کے پیشاب کی طہارت کے لیے چھینٹے مارنا اس وقت تک کافی ہیں، جب تک اس کی خوراک کا انحصار دودھ پر ہو اور جب اس کی خوراک عام غذا بن جائے تو یہ رخصت ختم ہو جاتی ہے۔

۷۔ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے یہ استدلال کرنا کہ شیر خوار بچے کا پیشاب پاک ہے۔ باطل ہے، بلکہ بچے کا پیشاب نجس ہوتا ہے لیکن شیر خوارگی میں یہ نجاست خفیف ہوتی ہے اور چھینٹے مارنے سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

۲۲۳..... بَابُ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ

کپڑے سے منی دھونا مستحب ہے

۲۸۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ، نَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ -، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نَا ابْنُ مَبَارَكٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَيْمُونٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ.....

(۲۸۷) اس کی اصل صحیح البخاری، کتاب الرضوء، باب غسل المنی وفرکہ، وغسل ما یصیب من المرأة: ۲۲۹۔ صحیح مسلم:

۲۸۹۔ سنن النسائی: ۲۹۵۔ سنن ابی داؤد: ۲۷۳۔ سنن ابن ماجہ: ۵۳۶۔ مسند احمد: ۲۳۹۴۶۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے کو جب منی لگ جاتی تھی تو آپ اسے دھولیتے تھے پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے جبکہ آپ کے کپڑے میں دھونے سے پڑنے والے نشان کو دیکھ رہی ہوتی تھی۔“ یہ صنعانی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ امام ابن مبارک رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے منی (لگنے کی وجہ) سے دھویا کرتی تھی تو آپ (انہیں پہن کر) باہر تشریف لے جاتے حالانکہ آپ کے کپڑے میں پانی کا اثر (دکھائی دیتا) تھا۔ یزید بن ہارون کی سند میں ”عن عائشہ“ کی بجائے ”اخبرتني عائشہ“ کے الفاظ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهُ مِنْي غَسَلَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى بَقَعَةٍ مِنْ أَثَرِ الْغُسْلِ فِي ثَوْبِهِ. هَذَا لَفْظُ الصَّنَعَانِيِّ. وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ ثَوْبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَنِيِّ فَيَخْرُجُ وَفِي ثَوْبِهِ أَثَرُ الْمَاءِ. وَفِي حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، قَالَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ.

**فوائد:**..... ۱۔ انسان کی منی کی طہارت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ مالک اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ منی کے نجس ہونے کے قائل ہیں۔ البتہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: خشک منی کو کھر چنا کافی ہے اور مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ خشک وتر منی کو دھونا واجب ہے۔ لیث رحمہ اللہ کا قول ہے منی نجس ہے، لیکن اس سے نماز دوبارہ پڑھنا لازم نہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کپڑے پر زیادہ منی لگی ہو تو نماز دہرانا ضروری نہیں لیکن بدن پر معمولی منی لگی ہو تو نماز دوبارہ پڑھی جائے۔ لیکن اکثر علماء کا موقف ہے کہ منی پاک ہے۔ علی بن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر، عائشہ رضی اللہ عنہا، داؤد ظاہری، احمد، شافعی اور محدثین رحمہم اسی موقف کے قائل ہیں۔

منی کے نجس ہونے کے قائلین کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں منی کو دھونے کا بیان ہے اور منی کی طہارت کے قائلین کی دلیل وہ روایات ہیں جس میں منی کو کھر چنے کا حکم ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسے کھر چنا کافی ہوتا۔ جیسے حیض کے خون کو کھر چنا کافی ہے۔ نیز ان کے نزدیک منی کو دھونے والی روایات کو استحباب اور زیادہ صفائی پر محمول کیا جائے گا۔ نیز راجح قول یہ ہے کہ مرد و عورت کی منی پاک ہے۔ (نوی: ۱۹۷/۳)

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: منی کی طہارت کے قائلین کا قول راجح ہے کیونکہ اس صورت میں خبر و قیاس دونوں پر عمل ہوتا ہے، کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو قیاس کی رو سے اسے دھونا واجب ہوتا جیسے حیض کے خون کو دھونا واجب ہے۔ اور اسے کھر چنا کافی ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/۶۶)

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

۲۲۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمَنِيَّ لَيْسَ بِنَجَسٍ

وَالرُّحْصَةُ فِي فَرْكِهِ إِذَا كَانَ يَابِسًا مِنَ الثُّوبِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ منی ناپاک نہیں ہے

اور جب وہ کپڑے پر خشک ہو جائے تو اسے کھرچنے کی رخصت ہے

إِذِ السَّنَجَسُ لَا يَزِيدُهُ عَنِ الثُّوبِ الْفَرْكُ دُونَ الْغَسْلِ . وَفِي صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الثُّوبِ الَّذِي أَصَابَهُ الْمَنِيُّ بَعْدَ فَرْكِهِ يَابِسًا مَا بَانَ وَتَبَّتْ أَنَّ الْمَنِيَّ لَيْسَ بِنَجَسٍ

جبکہ نجاست کپڑے سے دھوئے بغیر صرف کھرچنے سے دور نہیں ہوتی، اور نبی ﷺ کا منی والے کپڑے سے منی خشک ہونے پر اسے کھرچ کر نماز پڑھنے سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ منی نجس نہیں ہے۔

۲۸۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ الْعَلَاءِ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - قَالَ عَبْدُ الْجَبَّارِ - قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، نَا زِيَادٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَكَّائِيَّ -

نَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ، نَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا عِيسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ -

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ، ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقِ الْمِصْرِيُّ، نَا أَسَدٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بِنِ زَيْدِ اللَّخْمِيِّ التَّنِيسِيُّ، نَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ

الْقَاسِمِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَرَشِيُّ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ بْنِ أَبِي مَعْشَرٍ عَنِ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، نَا يَعْلَى، نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا يَعْلَى، نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ،

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي، نَا مَهْدِيُّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ - عَنْ وَاصِلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا مَسَدٌ، نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ مُقْسِمٍ وَحَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا الْخَضِرُ بْنُ

مُحَمَّدِ بْنِ شِجَاعٍ وَابْنِ الطَّبَّاعِ، قَالَا أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ، أَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَبُو الْوَلِيدِ، نَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ - عَنْ حَمَّادٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلِيمَانَ -

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عُرُوبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، نَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَدَّاءُ - عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، ح وَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا أَسَدٌ، قَالَ، نَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْحَكَمِ وَحَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ حَمَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ، ح وَنَا بَشِيرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقَدِيِّ، نَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، وَنَا أَبُو هَاشِمٍ الرَّمَانِيُّ عَنْ أَبِي مَجَلَزٍ لَاحِقَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ تَوْفَلٍ، ح وَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْمِصْرِيُّ، نَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، نَا قُزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ، نَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجِ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا هَانِيُّ بْنُ يَحْيَى، نَا قُزَعَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنْ مُجَاهِدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، نَا الْقَاسِمُ وَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمَلِيُّ، نَا زَيْدٌ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزَّرْقَاءِ - عَنْ جَعْفَرٍ - وَهُوَ ابْنُ بَرْقَانَ - عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، نَا شَيْبَةُ بْنُ عَرَفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابِ الْحَوَّلَانِيِّ كُلُّ هَؤُلَاءِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی (خشک ہونے پر) کھرچ دیا کرتی تھیں۔“ بعض راویوں نے مختصر حدیث بیان کی ہے اور بعض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مہمان ٹھہرنے اور اس کے آپ کے لحاف کو دھونے کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ اور ان کا یہ فرمان بھی کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچتے ہوئے دیکھا ہے۔“

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. مِنْهُمْ مَنْ اخْتَصَرَ الْحَدِيثَ، وَ مِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَ نَزْوَلَ الصَّنِيفِ بِهَا، وَغَسَلَهُ مَلْحَمَتَهَا، وَقَوْلُهُ: وَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۸۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهِلٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.....

(۲۸۸) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم المنی: ۴۳۴۔ سنن الترمذی: ۱۱۶۔ سنن النسائی: ۲۹۷۔ سنن ابی داود:

۳۷۱۔ ابن ماجہ: ۵۳۹۰۵۳۵۔ مسند احمد: ۲۳۰۲۹.

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَخْذُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَصَاةِ. ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے جنابت (منی) نکلنے کے ساتھ صاف کیا کرتی تھی۔“

۲۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي الْأَزْرَقَ -، نَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ.....  
عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتُ الْمَنِي مِنَ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَصِلِي. ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیتی تھیں اور وہ اس میں نماز پڑھتے۔“  
فوائد:..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۲۸۷ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۲۲۵..... بَابُ نَضْحِ الثَّوْبِ مِنَ الْمَذْيِ إِذَا خُفِيَ مَوْضِعُهُ فِي الثَّوْبِ

جب کپڑے میں مذی لگنے کے مقام کا پتہ نہ ہو تو اس پر پانی چھڑکنے کا بیان

۲۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ، نَا ابْنُ عَلِيَّةَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ، قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةَ وَعَنَاءَ، وَكُنْتُ أَكْثَرُ الْإِغْتِسَالِ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِيكَ الْوُضُوءُ. قُلْتُ فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ تَنْضَحُ بِهِ مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ. وَقَالَ ابْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ. قَالَ

”حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کی وجہ سے بڑی سختی اور تکلیف کا سامنا کرتا تھا۔ اور اس کی وجہ سے بکثرت غسل کیا کرتا تھا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں صرف وضو کرنا کافی ہے۔“ میں نے عرض کی: جو مذی میرے کپڑوں کو لگ جائے اسے کیسے صاف کروں؟ آپ نے فرمایا: تیرے لیے کافی ہے کہ تو ایک چلو پانی لے اور تیرے خیال میں جہاں مذی لگی ہو وہاں کپڑے پر چھڑک دے۔“ ابن ابان کہتے ہیں: مجھے

(۲۸۹) اسنادہ ضعیف: النسائی: ۳۷۲، ۳۰۱ - أحمد: ۱۲۵، ۹۷/۶ - وابن حبان: ۱۳۸۰ - والبیہقی فی الکبری: ۳۹۶۸ -

من طریق عن الاسود عن عائشة بنحوه۔ یہ روایت سنن الضعیف ہے، مگر دوسری روایت میں حتی کہ خرچنے کا مسئلہ ثابت ہے۔

(۲۹۰) اسنادہ صحیح، الصحیحۃ: ۳۱۷۲ - وأحمد: ۱۳۵/۶۔

(۲۹۱) اسنادہ حسن) سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب فی الذی یصیب الثوب۔ ۱۱۵۔ سنن ابن ماجہ: ۵۰۶۔ سنن الدارمی:

۷۲۳۔ وابن حبان: ۲۴۰۔

سعید بن عبید بن سباق نے حدیث بیان کی ہے۔ امام ابو بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نڈی کے متعلق پوچھا، (تو آپ نے فرمایا) اس میں وضو کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کی: جو ہمارے کپڑوں کو لگ جائے اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرے لیے کافی ہے کہ تو ایک چلو پانی لے کر اپنے کپڑے پر چھڑک دے جہاں تیرے خیال میں نڈی لگی ہے۔“ میں نڈی کے متعلق ابواب سے پہلے املاء کروا چکا ہوں۔

أَبُو بَكْرٍ: حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ . قَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ . قُلْتُ: أَرَأَيْتَ بِمَا يُصِيبُ ثِيَابَنَا؟ قَالَ: يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهِ ثَوْبَكَ ، حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ . قَدْ أَمَلَيْتُهُ قَبْلَ أَبْوَابِ الْمَذْيِ .

**فوائد:**..... ۱۔ نڈی ناقض وضو ہے، اس کی وضاحت حدیث ۲۲، ۲۳ میں بیان ہوئی ہے۔

۲۔ کپڑے کو نڈی لگی ہو تو اس حصہ پر پانی چھڑکنے سے اس حصہ کی طہارت حاصل ہو جاتی ہے، اسے دھونا لازم نہیں ہے۔

۲۲۶..... بَابُ ذِكْرِ وَطْءِ الْأَذَى الْيَابِسِ بِالْخُفِّ وَالنَّعْلِ ، وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنْ ذَلِكَ لَا يُوجِبُ غَسْلَ الْخُفِّ وَلَا النَّعْلِ . وَأَنْ تَطْهِيْرُهُمَا يَكُونُ بِالْمَشْيِ عَلَى الْأَرْضِ الطَّاهِرَةِ بَعْدَهَا خَشْكُ گندگی کو موزے اور جوتے سے روندنے کا بیان، اور اس دلیل کا بیان کہ گندگی روندنے سے موزے اور جوتے کو دھونا واجب نہیں ہوتا اور ان دونوں کی صفائی اس (گندگی) کے بعد

پاک زمین پر چلنے سے ہو جائے گی

۲۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْصُورٍ الْأَنْطَاكِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنِ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے موزے یا اپنے جوتے سے گندگی روندے تو ان دونوں کی صفائی سترائی مٹی ہے۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: اس باب کے متعلق دو جوتوں کے قصے کے بارے میں ابو نصر کی حضرت ابو سعید سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ الْأَذَى بِخُفِّهِ أَوْ نَعْلِهِ فَطَهَّرْهُمَا التُّرَابَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: خَيْرٌ أَبِي النَّصْرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ فِي قِصَّةِ النَّعْلَيْنِ مِنْ هَذَا الْبَابِ ، قَدْ خَرَجْتُهُ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ .

(۲۹۲) اسنادہ صحیح صحیح سنن ابی داود: ۴۱۱۔ سنن ابی داود: کتاب الطہارۃ، باب فی الأذی یصیب النعل: ۳۸۶۔

الحاکم: ۱/۱۶۶۔ من حدیث محمد بن کثیر الصنعانی بہ وابن حبان: ۲۴۸۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

روایت، میں کتاب الصلوة میں بیان کر چکا ہوں۔

**فوائد:**..... امام بغوی رحمہ اللہ ”شرح السنہ“ میں رقمطراز ہیں کہ اکثر علماء کا مذہب ظاہر حدیث کے موافق ہے کہ اگر موزے یا جوتے کے اکثر حصہ کو نجاست لگی ہو پھر اسے زمین پر رگڑنے سے اکثر نجاست ختم ہو جائے تو وہ جوتا پاک ہو جاتا ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ شافعی کا قدیم قول یہی ہے لیکن ان کا جدید قول یہ ہے کہ اس صورت میں نجس جوتے وغیرہ کو پانی سے دھونا واجب ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کرتے ہیں کہ جوتے اور موزے کو ایسی نجاست لگی ہے، جس کی ساخت ایسی ہے کہ وہ زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے کیونکہ جوتے اور موزے کا تلو اور غیرہ سخت ہوتا ہے۔ جس سے نجاست جوتے میں داخل نہیں ہو سکتی، نیز خشک وتر نجاست کی صفائی کے بارے میں حکم ہے۔ (عون المعبود: ۵۷/۲)

۲۲۷..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَسَاجِدِ وَتَقْدِيرِهَا

مساجد میں پیشاب کرنے اور انہیں گندہ اور آلودہ کرنے کی ممانعت کا بیان

۲۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، وَنَا بَهْرٌ - يَعْنِي ابْنَ أَسَدِ الْعِمِّيِّ - نَا عِكْرَمَةَ بْنَ عَمَّارٍ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَاعِدًا فِي الْمَسْجِدِ وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ، إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ. فَقَالَ أَصْحَابُهُ: مَهْ مَهْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا أَضْحَابِيهِ: لَا تَزْرِمُوهُ، دَعُوهُ. ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يَصْلِحُ لَشَيْءٍ مِنَ الْقَدْرِ وَالْبَوْلِ - أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: - إِنَّمَا هُوَ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: فَمُ فَاتِنَا بِدَلْوٍ مِنَ الْمَاءِ، فَشَبَّهَ عَلَيْهِ. فَأَتَى بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَبَّهَ عَلَيْهِ.

”آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک بدو آیا تو اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ آپ کے صحابہ نے کہا: رکو، رکو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے فرمایا: اس کا پیشاب نہ روکو، اسے چھوڑ دو (جب وہ فارغ ہو گیا) پھر اسے بلایا اور فرمایا: یہ مسجد گندگی اور پیشاب کے لیے مناسب نہیں ہے۔ یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو قرآن مجید کی تلاوت، اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے (بنائی گئی) ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں سے ایک شخص سے کہا: اٹھو، ہمارے پاس پانی کا ایک ڈول لاؤ اور اسے اس (پیشاب) پر بہا دو“ تو وہ پانی کا

(۲۹۳) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات، رقم الحدیث: ۲۸۵/۱۰۰۔ صحیح

بخاری: ۶۰۲۵، ۲۱۹۔ الارواء: ۱۷۱۔ ابن حبان: ۱۳۹۸۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

ایک ڈول لے کر آیا اور اسے اس پر بہا دیا۔

**فوائد:**..... ۱۔ انسان کا پیشاب نجس ہے اور اس پر اجماع منقول ہے۔ نیز صغیر و کبیر کے پیشاب میں کوئی فرق

نہیں، البتہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۔ مسجد کا احترام اور اسے نجاست و گندگی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ نجس زمین پر پانی بہانے سے وہ پاک ہو جاتی ہے اور طہارت کے لیے اسے کھودنا شرط نہیں ہے۔ شافعیہ اور جمہور

علماء کا یہی مذہب ہے۔

۴۔ نجاست و غلاظت کو دھونے والا پانی پاک ہوتا ہے۔

۵۔ اگر جاہل آدمی شریعت کی مخالفت استخفاف و عناد سے نہ کرے تو غلطی میں اس سے نرم سلوک کیا جائے اور بعد میں

اسے ضروری تعلیم سے آگاہ کیا جائے۔

۶۔ دو ضرر رساں چیز میں سے کم ضرر چیز کے احتمال کے باوجود زیادہ ضرر رساں چیز کا خاتمہ کیا جائے۔ کیونکہ

آپ ﷺ نے دیہاتی شخص کو پیشاب کرتے دیکھ کر فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ علماء بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ کے

اس فرمان (اسے چھوڑ دو) میں دو مصلحتیں ہیں:

(۱)..... اگر آپ اس کا پیشاب بند کر دیتے تو وہ تکلیف سے دو چار ہوتا۔ جب کہ نجاست تو واقع ہو چکی تھی

پیشاب کی زیادتی کا احتمال اسے تکلیف سے دو چار کرنے سے بہتر تھا۔

(۲)..... اس دیہاتی کے پیشاب سے مسجد کا معمولی حصہ نجس ہوا تھا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر اسے پیشاب کے

دوران روک دیتے تو اس وجہ سے اس کے کپڑے، بدن اور مسجد کی زیادہ جگہ نجس ہو جاتی۔

۷۔ مساجد کو غلاظت، کوڑا کرکٹ، تھوک، شور، جھگڑے، بیع و شراء اور ہمہ قسم کے عقود سے محفوظ رکھنا لازم امر ہے۔

(شرح النووی: ۳/ ۱۸۹، ۱۹۰)

۲۲۸..... بَابُ سَلْتِ الْمُنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ بِالْإِذْخِرِ إِذَا كَانَ رَطْبًا

تروتازہ منی کو اذخر (گھاس) سے کپڑے کے ساتھ صاف کرنا

۲۹۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا مُعَاذٌ - يَعْنِي ابْنَ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيِّ - نَا

عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارِ الْيَمَامِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرِ اللَّيْثِيُّ، قَالَ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

السَّيِّئِ مِنَ ثَوْبِهِ بِعَرَقِ الْإِذْخِرِ ثُمَّ يَصْلِي

(۲۹۴) (استادہ حسن) ارواء الغليل: ۱۸۰۔ صحیح الجامع: ۴۹۵۳۔ ذکرہ البنانی الفتح الربانی: ۲۵۰/۱۔



نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

فِيهِ، وَيَحْتَهُ مِنْ ثَوْبِهِ يَابِسًا ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ .  
 أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدٌ  
 بَنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ ، نَا عِكْرَمَةُ بَنُ  
 عَمَّارٍ بِوَيْلِهِ . غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِعَرَقِ الْأَذْخِرِ  
 عَنْ ثَوْبِهِ وَيُصَلِّي فِيهِ . قَالَتْ: وَكَانَ  
 النَّبِيُّ ﷺ يُبْصِرُهُ جَافًا فَيَحْتَهُ وَيُصَلِّي فِيهِ .

۲۹۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى - نَا أَبُو قُتَيْبَةَ ، نَا عِكْرَمَةُ - وَهُوَ  
 ابْنُ عَمَّارٍ - نَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ بَنِ عُمَيْرٍ .....  
 عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى  
 الْجَنَابَةَ فِي ثَوْبِهِ جَافَةً فَحَتَّهَا .  
 وہ کہتی ہیں: اور نبی اکرم ﷺ اسے خشک دیکھتے تو اس کو  
 کھرچ دیتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۲۸۷ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۲۲۹..... بَابُ الزُّجْرِ عَنْ قَطْعِ الْبَوْلِ عَلَى الْبَائِلِ فِي الْمَسْجِدِ قَبْلَ الْفِرَاقِ مِنْهُ

مسجد میں پیشاب کرنے والے کو پیشاب کو فارغ ہونے سے پہلے روکنا منع ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ صَبَّ دَلْوٍ مِنْ مَاءٍ يُطَهِّرُ الْأَرْضَ وَإِنْ لَمْ يُحْفَرْ مَوْضِعُ الْبَوْلِ ، فَيُنْقَلُ تَرَابُهُ مِنَ  
 الْمَسْجِدِ عَلَى مَا زَعَمَ بَعْضُ الْعِرَاقِيِّينَ . إِذِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْعَمَ عَلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنْ بَعَثَ  
 فِيهِمْ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبِيرًا أَلَا مُعْتَبِرًا

اور اس دلیل کا بیان کہ ایک ڈول پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اگرچہ پیشاب والی جگہ کو کھود کر مسجد سے باہر  
 پھینکا جائے جیسا کہ بعض عراقیوں کا خیال ہے (کہ مٹی مسجد سے باہر پھینک دینی چاہئے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن  
 بندوں پر انعام و احسان کیا ہے کہ میں اپنے نبی ﷺ کو آسانی کرنے والا، تنگی نہ کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

۲۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّاهِرِ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بَنُ عَبْدِ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - نَا  
 ثَابِتٌ.....

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ ،  
 فَوَقَّبَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدو نے مسجد میں  
 پیشاب کر دیا تو کچھ لوگ (اسے ڈانٹنے اور روکنے کے لیے)

(۲۹۵) اسنادہ حسن: أحمد: ۲۴۳/۶.

(۲۹۶) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کلہ: ۲۱۹، ۶۰۲۵۔ صحیح مسلم: ۲۸۴.

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

لا تَزْرِمُوهُ، ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ . اس کی طرف لپکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا پیشاب

نہ رکو، پھر ایک ڈول پانی منگوا کر اس پر بہا دیا۔“

۲۹۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عُبَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْيَحْمَدِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عْتَبَةَ أَنَّ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے

مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اسے روکنے کے لیے اس کی

طرف دوڑے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اسے چھوڑ

دو، اس کے پیشاب پر پانی سے بھر ایک ڈول ڈال دو، بے

شک تمہیں آسانی کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے، تنگی اور سختی

کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا۔“

أَبَاهِرِيَّةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ

فَنَارَ النَّاسَ إِلَيْهِ لِيَمْنَعُوهُ، فَقَالَ لَهُمْ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَعُوهُ أَهْرِيْقُوا عَلَى بَوْلِهِ

ذُنُوبًا مِنْ مَاءٍ - أَوْ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ - فَإِنَّمَا

بُعِثْتُمْ مُبَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ .

۲۹۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ، قَالَ حَفِظْتُهُ مِنْ

الزُّهْرِيِّ، قَالَ، أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ الْجَزْرِيِّ، نَا

إِبْرَاهِيمَ - يَعْنِي ابْنَ صَدَقَةَ - قَالَ نَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حُصَيْنٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَحَدَّثَنَا الْمُخْرُومِيُّ، نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ:.....

فَدَكَّرُوا الْحَدِيثَ . وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ ”امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت اپنے کئی اساتذہ کی سند

سے بیان کی ہے، سفیان بن حصین کی روایت میں ہے: ”بے

شک تمہارے دین میں آسانی ہے۔“

**فوائد:**..... مکرر ۲۹۳۔

۲۳۰..... بَابُ اسْتِحْبَابِ نَضْحِ الْأَرْضِ مِنْ رُبُضِ الْكِلَابِ عَلَيْهَا

زمین پر کتے کے بیٹھنے سے اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے

۲۹۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيزٍ الْأَيْلِيُّ، أَنَّ سَلَامَةَ بْنَ رَوْحٍ، حَدَّثَهُمْ

(۲۹۷) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد: ۲۲۰- سنن الترمذی: ۱۴۷- سنن النسائی:

۵۶- مسند احمد: ۷۴۶۷- وابن ماجه: ۵۲۹.

(۲۹۸) سنن ابی داؤد: الطهارة، باب الارض يصبها البول رقم: ۳۸۰- ترمذی، الطهارة، باب، ماجاه فی البول يصب، الأرض

رقم: ۱۴۷- مسند حمیدی رقم: ۹۴۴.

نجات سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

عَنْ عَقِيلٍ . قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُنْبَةَ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ.....

”نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن غمگین اور اداس حالت میں صبح کی، آپ کی یہ حالت خلاف معمول تھی، میں نے آپ کی اس خلاف معمول حالت کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے آج رات مجھے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن میں نے انہیں دیکھا نہیں، اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔“ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے گھر میں پتنگ کے نیچے ایک کتے کا چھوٹا بچہ بیٹھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے باہر نکال دیا پھر اپنے ہاتھ سے اس جگہ پانی چھڑکا۔ پھر جب رات ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا: آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا پھر میں نے آپ کو دیکھا نہیں؟ (اس کی کیا وجہ تھی؟) تو جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: بے شک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔“

مِمْوْنَةُ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ وَاجِمٌ ، يُنْكِرُ مَا يَرَى مِنْهُ ، فَسَأَلَتْهُ عَمَّا أَنْكَرَتْ مِنْهُ ، فَقَالَ لَهَا: وَعَدَنِي جِبْرِيلُ أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ: فَلَمْ أَرَهُ أَمَا وَاللَّهِ مَا أَخْلَفَنِي . قَالَتْ مِمْوْنَةُ: وَكَانَ فِي بَيْتِي جَرَوْ كَلْبٍ تَحْتَ نَصْدِ لَنَا فَأَخْرَجَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، ثُمَّ نَضَحَ مَكَانَهُ بِالْمَاءِ بِيَدِهِ ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ لَقِيَهِ جِبْرِيلُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَعَدْتَنِي ثُمَّ لَمْ أَرَكَ؟ فَقَالَ جِبْرِيلُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ .

- فوائد:** ۱..... بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ کتا نجس ہے اور انہوں نے نضح سے دھونا مراد لیا ہے لیکن مالکیہ نے اس حدیث کے معنی میں تاویل کی ہے کہ جس جگہ کتے کا پلا بیٹھا تھا، اسے اس خطرہ کے پیش نظر دھویا گیا کہ اس نے کہیں پیشاب یا پاخانہ نہ کر دیا ہو۔ (نوی: ۸۲/۱۴)۔
- ۲۔ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو وہاں رحمت، برکت اور استغفار کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جب کہ کراما کاتین ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔
- ۳۔ وعدے کے بعد اگر کوئی شرعی رکاوٹ آجائے تو ایسے وعدے کو مؤخر کرنا تا وقتیکہ رکاوٹ ختم ہو جائے، درست ہے۔

(۲۹۹) صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان: ۲۱۰۵۔ سنن النسائي: ۴۲۸۳۔ سنن ابی داود:

۴۱۵۷۔ مسند احمد: ۳۳۰/۶۔ و ابن حبان: ۵۶۲۰۔

نجاست سے کپڑے پاک کرنے کا بیان

۲۳۱..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مُرُورَ الْكِلَابِ فِي الْمَسَاجِدِ لَا يُوجِبُ نَضْحًا وَلَا غَسْلًا

اس دلیل کا بیان کہ مساجد میں کتوں کے گزرنے سے پانی چھڑکنا یا دھونا واجب نہیں ہے

۳۰۰- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَنْقَدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنِي.....

”حضرت حمزہ بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے: ”مسجد میں بے فائدہ باتوں سے اجتناب کرو۔“ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد میں رات گزارا کرتا تھا حالانکہ میں کنوارہ نوجوان تھا۔ اور کتے مسجد میں پیشاب کر دیا کرتے تھے اور مسجد میں آتے جاتے رہتے تھے اور وہ (صحابہ کرام) اس وجہ سے پانی نہیں چھڑکتے تھے۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا) مطلب یہ ہے کہ کتے مسجد سے باہر پیشاب کرتے تھے، پیشاب کرنے کے بعد وہ مسجد میں گھومتے رہتے تھے۔“

**فوائد**..... ۱- مسجد عبادت گاہ ہے اس کا مسلمانوں کے رفائی امور میں استعمال جائز ہے، مگر لازم ہے کہ اس

کے آداب کا خاص خیال اور اہتمام کیا جائے۔

۲- جب زمین خشک ہو جائے اور نجاست ظاہر نہ ہو تو زمین پاک شمار ہوتی ہے۔

۳- نوجوانوں کو مسجد میں سونے سے اس وجہ سے روکنا کہ انہیں احتلام ہو جاتا ہے۔ شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔



(۳۰۰) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب اذا شرب الكلب في اناء أحدكم فليغسله سبعاً، رقم: ۱۷۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب

الطهارة، باب في طهور الارض اذا ييست: ۳۸۲۔ مسند احمد: ۵۱۳۳۔

## کِتَابُ الصَّلَاةِ

### نماز کے احکام و مسائل

المختصر من المختصر من المسند الصحيح عن النبي ﷺ  
على الشرط الذي اشترطنا في كتاب الطهارة

#### ۱..... بَابُ الْبَدْءِ فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

نماز پنجگانہ کی فرضیت کی ابتدا کا بیان

۳۰۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ.....

”حضرت انس بن مالک اپنی قوم کے ایک شخص حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس اثنا میں کہ میں بیت اللہ کے پاس سونے اور بیدار ہونے کی درمیانی حالت میں تھا جب میں نے ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: تین میں سے درمیان والے کو لے لو۔ چنانچہ میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جس میں آب زمزم تھا۔ آپ نے فرمایا: میرا سینہ یہاں سے یہاں تک کھولا گیا۔“ قنادہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ کی اس سے مراد کیا ہے؟ کہا: مراد یہ ہے کہ آپ کا سینہ پیٹ کے نچلے حصے تک چیرا گیا ”تو میرا دل نکالا گیا، اسے آب زمزم سے دھویا گیا پھر اس سے اس کی جگہ لوٹا دیا گیا۔ پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ - أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ: خُذْ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ ، فَأْتَيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ قَالَ ، فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا . قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ مَا يَعْنِي بِهِ ؟ قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ - فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي ، فَغَسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ، ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً . ثُمَّ أُتِيَتْ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ ، يُقَالُ لَهُ: الْبُرَّاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ خُطَاهُ أَقْصَى طَرَفِهِ ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْتُ

(۳۰۱) صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة، رقم: ۳۲۰۷۔ صحیح مسلم: ۱۶۴۔ سنن النسائی: ۴۴۸۔

پاس گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک سفید جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا ہے مجھے اس پر سوار کیا گیا، پھر میں چل پڑا حتیٰ کہ ہم آسمان دنیا پر پہنچ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلویا تو کہا گیا: کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا (فرشتوں نے) کہا: خوش آمدید، آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ آپ کے والد بزرگوار آدم علیہ السلام ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا: نیک بیٹے اور نیک بخت نبی کو خوش آمدید۔ فرمایا: پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر آ گئے۔ جبرائیل نے دروازہ کھلویا، کہا گیا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا: اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا گیا: کہ انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا (فرشتوں نے) کہا: خوش آمدید، آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر میں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو میں نے کہا: اے جبرائیل یہ دو کون حضرات ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سعید کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے اپنی روایت میں کہا تھا: ”دو خالہ زاد بھائی“ تو میں نے کہا ان دونوں کو سلام کیا۔ اور انہوں نے فرمایا: نیک بھائی اور برگزیدہ نبی کو خوش آمدید۔ آپ نے فرمایا: پھر ہم چلتے ہوئے

حَتَّىٰ آتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ، وَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ ، فَقِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ . قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ، قِيْلَ: وَبُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ . فَفُتِحَ لَنَا ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهٖ ، وَلَيَنْعَمَ الْمُجِيءُ . فَاتَيْتُ عَلٰى اٰدَمَ ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هٰذَا اَبُوكَ اٰدَمُ . فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ . فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْاَبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ . قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّىٰ آتَيْنَا اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ . قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ . قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ . قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ . فَفُتِحَ لَنَا . قَالَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَيَنْعَمَ الْمُجِيءُ جَاءَ . فَاتَيْتُ عَلٰى يَحْيٰى وَعِيسٰى فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَانِ؟ قَالَ: يَحْيٰى وَعِيسٰى . - قَالَ سَعِيْدٌ: اِنِّي حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ فِي حَدِيْثِهٖ: اِبْنِ الْخَالَةِ - فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ . قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّىٰ اَنْتَهَيْنَا اِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ . قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ . قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَفُتِحَ لَنَا . وَقَالَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَيَنْعَمَ الْمُجِيءُ جَاءَ . قَالَ: فَاتَيْتُ عَلٰى يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ . ثُمَّ انْطَلَقْنَا

تیسرے آسمان پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا تو کہا گیا: کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) ہیں۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور فرشتوں نے کہا: خوش آمدید، خوش آمدید، آپ نے فرمایا: پھر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: نیک نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید۔ پھر ہم چوتھے آسمان کی طرف چل پڑے وہاں بھی جبرائیل اور دربانوں کی سابقہ کلام کی طرح بات چیت ہوئی۔ پھر میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس آیا تو میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا: صالح بھائی اور برگزیدہ نبی کو خوش آمدید۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے تو میں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: نیک بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر ہم چھٹے آسمان کی طرف چل پڑے۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا: نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ فرمایا: پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس (پیری) کے پیر ہجر ہستی کے ملکوں جیسے ہیں۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ نے چار نہریں سدرہ کی جڑ سے نکلتی ہوئی دیکھیں۔ دو نہریں ظاہری ہیں اور دو باطنی ہیں۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے

إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ نَحْوَ مِثْلِ كَلَامِ جِبْرِيلَ وَكَلَامِهِمْ . فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ: مَرَحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ . ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ: مَرَحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ، ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرَحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكِي . قَالَ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، فَحَدَّثْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَنَّ نَبَقَهَا مِثْلُ قَلَالِ هَجِيرٍ ، وَوَرَقَهَا مِثْلُ أَذَانِ الْفَيْلَةِ . وَحَدَّثْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ . فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْأَنْهَارُ؟ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ . فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ . وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّبِيُّ وَالْقُرْآنُ . ثُمَّ رَفَعَ لَنَا الْبَيْتَ الْمَعْمُورُ . قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ ، إِذَا خَرَجُوا مِنْهَا لَمْ يَعُودُوا فِيهِ إِخْرُ مَا عَلَيْهِمْ . قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ بِبَانَاتَيْنِ ، أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ ، يُعْرَضَانِ عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ . فَقِيلَ: أَصَبْتَ أَصَابَ اللَّهِ بِكَ أُمَّتَكَ عَلَيَّ

جواب دیا: یہ دو باطنی (ڈھانپی ہوئی) نہریں توجت میں گئی ہیں۔ اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر ہمارے لیے بیت المعمور بلند کر دیا گیا۔ میں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ بیت المعمور ہے۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ جب وہ اس سے نکل جاتے ہیں تو پھر دوبارہ کبھی اس میں نہیں لوٹتے۔ آپ نے فرمایا: پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ دونوں برتن مجھے پیش کیے گئے تو میں نے دودھ کو اختیار کیا۔ تو مجھے کہا گیا: آپ نے ٹھیک انتخاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر و بھلائی والی چیز اختیار کرنے کی راہنمائی کی ہے۔ آپ کی امت بھی آپ کی پیروی کرے گی۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئی، میں انہیں لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہر روز پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: بے شک آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے آپ سے پہلے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور انہیں بڑی اچھی طرح پرکھا ہے (ان کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی ہے) آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا مطالبہ کریں۔

میں واپس گیا (اور کمی کا مطالبہ کیا) تو مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں پھر میں مسلسل اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان چکر لگاتا رہا، اللہ تعالیٰ مجھے کمی سے نوازتے رہے اور موسیٰ علیہ السلام مجھے (مزید) کمی کا مطالبہ کرنے کا کہتے رہے۔ حتیٰ کہ میں ہر روز پانچ نمازوں کی ادائیگی کا حکم لے کر لوٹ آیا۔ انہوں نے فرمایا: بے شک آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے آپ سے پہلے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور بنی اسرائیل کا بڑا سخت امتحان لیا ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کے پاس متعدد بار گیا ہوں حتیٰ کہ مجھے شرم آنے لگی ہے۔ لہذا اب میں راضی ہوں اور (اسی حکم کو) تسلیم کرتا ہوں۔ تو مجھے آواز دی گئی: بے

الْفِطْرَةَ . فَمَرَّصَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً ، فَأَقْبَلْتُ بِهِنَّ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَيَّ مُوسَى . فَقَالَ : بِمَا أَمَرْتُ قُلْتُ : بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ . قَالَ : إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ . إِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَبْلَكَ . وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ ، فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ . فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي خَمْسًا ، فَمَا زِلْتُ أُخْتَلِفُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى ، يُحِطُّ عَنِّي ، وَيَقُولُ لِي مِثْلَ مَقَالَتِهِ حَتَّى رَجَعْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ . قَالَ : إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَدْ بَلَوْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلِّهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ . قَالَ : لَقَدْ اخْتَلَفْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ ، لِكَيْنِي أَرْضَى وَأَسْلِمُ . فَنُودِيْتُ إِنِّي قَدْ أَجَزْتُ - أَوْ أَمْضَيْتُ - فَرَبَضْتَنِي ، وَخَفَّفْتُ عَن عِبَادِي ، وَجَعَلْتُ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا .



شک میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا کر دیا ہے۔  
 ۳۰۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَقَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى  
 الْعَوْذِيُّ ثُمَّ الْمَحْمَلِيُّ ، قَالَ : سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ .....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت  
 مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث بیان کی کہ نبی  
 اکرم ﷺ نے انہیں اسراء والی رات کے متعلق بیان فرمایا:  
 پھر مکمل حدیث ذکر کی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے  
 جارود رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ میرے پہلو میں تشریف فرماتے،  
 اس سے آپ کی کیا مراد ہے (کہ میرا سینہ یہاں سے یہاں  
 تک کھولا گیا) انہوں نے فرمایا: ”(اس کا مطلب ہے کہ)  
 آپ کا سینہ آپ کی ہنسی کی ہڈی سے لے کر (زیر ناف)  
 بالوں تک کھولا گیا۔“ اور میں نے انہیں یہ بھی فرماتے ہوئے  
 سنا کہ آپ کے سینے کے بالوں سے لے کر (زیر ناف) بالوں  
 تک کھولا گیا۔ پھر محمد بن یحییٰ نے مکمل حدیث بیان کی۔ امام  
 ابوبکر فرماتے ہیں: اس حدیث کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ  
 حضرت سعید کی روایت میں قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ہے: ”فقلت  
 لہ“ میں نے ان سے کہا: ”اس سے مراد یہ نہیں کہ انہوں نے  
 حضرت انس سے کہا تھا بلکہ ان کی اس سے مراد یہ ہے کہ  
 انہوں نے جارود سے کہا تھا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نبی ﷺ کو معراج، نیند کی حالت میں ہوئی یا بیداری کی۔ روحانی معراج ہوئی یا جسمانی دلائل

کی رو سے راجح مسئلہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی اور بیداری کی حالت میں ہوئی تھی۔

۲۔ نبی ﷺ کا شق صدر دومرتبہ ہوا۔ (۱) جب آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پائے تھے۔ (۲) معراج  
 سے قبل اور شق صدر سے مقصود آپ کی روحانی تھی۔

۳۔ نماز پنجگانہ معراج کی رات فرض ہو، جس میں نماز کی اہمیت فضیلت کا عظیم بیان ہے کیونکہ دیگر فرائض بالواسطہ

عائد ہوتے تھے اور نماز کی فرضیت بلا واسطہ ہوئی جو نماز کی فضیلت و اہمیت کی دلیل ہے۔

۴۔ حکماً پانچ نمازیں فرض ہیں لیکن اجر و ثواب کے لحاظ سے یہ پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔

۵۔ نماز ہجگانہ کی فرضیت سے قبل، کتنی نمازیں فرض تھیں، اس کے بارے کوئی واضح نص موجود نہیں، البتہ قرآنی آیات

کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان صبح و شام نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرتے تھے۔

۲ ..... بَابُ ذِكْرِ فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ مِنْ عَدَدِ الرَّكْعَةِ، بِلَفْظِ

خَبَرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ، بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

ہجگانہ فرض نمازوں کی تعداد رکعات کا بیان، مجمل غیر مفسر روایت کے ساتھ

جس کے الفاظ عام ہیں اور اس سے مراد خاص ہے

۳۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ، نَا سُفْيَانُ قَالَ، سَمِعْتُ

الزُّهْرِيَّ يَقُولُ، أَخْبَرَنِي.....

”حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک ابتداء میں نماز دو

رکعت فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز (دو رکعت) برقرار رکھی گئی

اور حضر کی نماز (چار رکعت) مکمل کر دی گئی۔“ تو میں نے عروہ

سے کہا: پھر کیا وجہ ہے کہ آپ (سفر میں) پوری نماز ادا کرتی

ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاویل

جیسی تاویل کرتی تھیں۔ امام صاحب اپنے استاد سعید بن

عبد الرحمن مخزومی کی سند مذکورہ روایت ہی کی طرح بیان کرتے

ہیں: مگر اس میں ”سمع، اخبارنی“ کی بجائے تمام جگہ

”عن“ سے روایت کی گئی ہے۔“

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ

الصَّلَاةَ أَوَّلَ مَا افْتَرَضَتْ رَكْعَتَيْنِ، فَأَقْرَبَتْ

صَلَاةَ السَّفَرِ وَأَتَمَّتْ صَلَاةَ الْحَضَرِ .

فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: فَمَا لَهَا كَانَتْ تَبْتِمُّ؟ فَقَالَ:

إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ . أَخْبَرَنَا أَبُو

طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِهِ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بِمِثْلِهِ: غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي كُلِّهَا: عَنْ .

**فوائد:** ۱۔ معراج کی رات نماز مغرب کے سوا باقی نماز دو دو رکعت فرض قرار پائی تھیں البتہ شروع فرضیت

سے نماز مغرب تین رکعت فرض قرار دی گئی تھی، اس لیے کہ یہ دن کی وتر نماز ہے۔

۲۔ ہجرت کے بعد نماز فجر و مغرب کے علاوہ حالت اقامت کی دیگر نمازوں کی رکعات چار چار فرض قرار پائیں البتہ نماز

(۳۰۳) صحیح البخاری، کتاب التقصیر، باب يفصر اذا خرج من موضعه: ۳۵۰، ۹۰، ومسلم: ۶۸۵۔ والنسائی: ۴۵۳۔ صحیح

فجر کی دو رکعت ہی فرض رہنے دیں کیونکہ ان میں قراءت طویل ہوتی ہے اور نماز مغرب میں بھی اضافہ نہ کیا گیا۔  
 ۳۔ پھر دوبارہ حالت سفر میں فرض نمازوں میں تخفیف ہوئی اور فجر و مغرب کے سوا باقی نمازیں حالت قصر میں دو دو رکعت فرض ہوئیں۔ البتہ فجر و مغرب کی نمازیں سفر و حضر میں اپنی اصل رکعات پر باقی ہیں اور ابن مندرنے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ سفر میں فجر و مغرب میں تخفیف و قصر نہیں ہے۔

۳۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقْدِيِّ، ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنِ مُجَاهِدٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔“

۳..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُفَسِّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا، وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنْ قَوْلَهَا أَنَّ الصَّلَاةَ أَوْلَ مَا افْتَرَضْتُ رَكْعَتَانِ، أَرَادَتْ بَعْضَ الصَّلَاةِ دُونَ جَمِيعِهَا.

گذشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کا بیان کر  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ہے: ”ابتداء میں نماز دو رکعت فرض کی گئی تھی

أَرَادَتْ الصَّلَوَاتِ الْأَرْبَعَةَ دُونَ الْمَغْرِبِ وَكَذَلِكَ أَرَادَتْ ثُمَّ زِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ، خَلَا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ. وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنْ قَوْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، إِنَّمَا أَرَادَ خَلَا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ، وَكَذَلِكَ أَرَادُوا فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ خَلَا الْمَغْرِبَ، وَهَذَا مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي نَقُولُ فِي كِتَابِنَا مِنَ الْقَاطِ الْعَامِ الَّتِي يُرَادُ بِهَا الْحَاصُ

اس سے آپ کی مراد کچھ نمازیں ہیں، سب نہیں۔ آپ کی مراد نماز مغرب کے علاوہ چار نمازیں ہیں۔ اسی طرح آپ کا یہ فرمان ”پھر حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا“ اس سے آپ کی مراد نماز فجر اور مغرب کے علاوہ دیگر تین نمازیں ہیں۔ اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان کہ ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعت نماز فرض کی ہے“ تو اس سے آپ کی مراد مغرب اور فجر کے علاوہ دیگر نمازیں ہیں۔ اس طرح سفر میں دو رکعت ہیں، سے ان کی مراد مغرب کے علاوہ نمازیں ہیں۔ یہ اسی جنس سے ہے جسے ہم اپنی کتابوں میں کہتے ہیں کہ ”یہ الفاظ عام ہیں ان کی مراد خاص ہے۔“

(۳۰۴) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها: ۶۸۷۔ سنن النسائي: ۴۵۶۔ وابن حبان:

۳۰۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ الْمُقْرِئِ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ - قَالَ أَحْمَدُ، أَخْبَرَنَا - وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا دَاوُدَ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ - عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ مَسْرُوقٍ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: (ابتداءً اسلام میں) سفر اور حضر کی نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تو حضر کی نماز میں دو دو رکعت زیادہ کر دی گئیں اور نماز فجر کی لمبی قراءت کی وجہ سے (پہلی حالت پر) اور نماز مغرب کو دن کے وتر ہونے کی وجہ سے (پہلی حالت ہی) پر چھوڑ دیا گیا۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ میرے علم کے مطابق اسے محبوب بن حسن کے سوا کسی راوی نے مسند بیان نہیں کیا۔ اس روایت کو داؤد کے شاگردوں نے بیان کرتے ہوئے عن الشعبی عن عائشة کہا ہے (یعنی انہوں نے شعبی کے استاد مسروق کو ذکر نہیں کیا) جبکہ محبوب بن حسن نے (مسروق کا نام لے کر) سند کو متصل بیان کیا ہے۔

### ۴..... بَابُ فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

#### پانچ نمازیں فرض ہیں

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنْ لَا فَرَضَ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا الْخَمْسَ، وَأَنَّ كُلَّ مَا سِوَى الْخَمْسِ مِنَ الصَّلَاةِ فَتَطْوَعٌ، لَيْسَ شَيْءٌ مِنْهَا فَرَضٌ إِلَّا الْخَمْسَ فَقَطْ اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ان پانچ کے علاوہ جتنی نمازیں ہیں وہ سب نفل ہیں۔ سوائے پانچ نمازوں کے کوئی نماز فرض نہیں ہے

۳۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي بَنَ جَعْفَرٍ - نَا أَبُو سَهْلٍ - وَهُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ - عَنِ أَبِيهِ.....

(۳۰۵) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۶/۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵

”حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں میں سے کیا فرض کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں الا یہ کہ تم کوئی نفل نماز پڑھ لو۔ اس نے کہا: مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ میں سے کیا فرض کیا ہے؟ کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (زکوٰۃ) کے متعلق اسلامی احکام بتائیے۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو معزز و مکرم بنایا ہے میں نفل کام بالکل نہیں کروں گا اور جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا ہے میں اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے باپ کی قسم: اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو گیا۔ یا فرمایا: اس کے باپ کی قسم: اگر اس نے سچ کہا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے اور دن رات میں ہر مسلمان پر پانچ نمازیں فرض ہیں، اس کے علاوہ فرض نمازوں سے قبل اور بعد ادا کی جانے والی نماز سنت ہے۔

۲۔ زکوٰۃ بھی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اور فرض زکوٰۃ کے علاوہ مسلمانوں پر کوئی مالی فریضہ واجب نہیں۔ البتہ صدقہ و خیرات کی ترغیب موجود ہے۔

۳۔ اس صحابی کو دین کے تمام امور نہیں بتائے گئے بلکہ اسے روزمرہ پیش آمدہ واجبات کی تعلیم دی گئی کیونکہ ابتدائی تعلیم میں تخفیف اور اہم فرائض کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان کے علاوہ واجبات و فرائض جو دیگر آیات و احادیث میں وارد ہیں ان کا اہتمام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۴۔ صحابی کا کہنا کہ میں ان فرائض میں کمی بیشی نہیں کروں گا، سے یہ مقصود ہے کہ وہ فرض نمازوں کی رکعات ہیں کمی بیشی نہیں کریں گے۔ یہ مقصود نہیں کہ وہ اور فرائض کو تسلیم نہیں کریں گے۔

۵..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ إِقَامَ الصَّلَاةِ مِنَ الْإِيمَانِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز قائم کرنا ایمان کا جز ہے

۳۰۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بَنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا أَبُو عَامِرٍ ، نَا قُرَّةٌ ، جَمِيعًا.....

”حضرت ابو جمرہ ضعی نصر بن عمران، رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں نیبذ بناتا ہوں۔ اور اس سے پیتا ہوں۔ پھر جب میں لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھتا ہوں تو اس کی حلاوت کی وجہ سے رسوائی اور بدنامی سے ڈرتا ہوں (کہ لوگ خیال کریں گے کہ یہ نشہ ہے) انہوں نے فرمایا: عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: وفد کو خوش آمدید، نہ ذلیل و خوار ہوئے اور نہ شرمندہ و نادام ہوئے (یعنی خوشی سے مسلمان ہو کر معزز ہوئے) تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بے شک ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلے کے مشرک (حائل) ہیں۔ اور ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینوں ہی میں آسکتے ہیں۔ لہذا آپ ہمیں دین کے جملہ احکام بیان فرمائیں کہ جب ہم انہیں حاصل کر کے ان کے مطابق عمل کر لیں (یا جب ہم میں سے کوئی شخص ان کے مطابق عمل کر لے) تو جنت میں داخل ہو جائے اور ہم اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی ان کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضَّبْعِيِّ - وَهُوَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ - قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ جَرَّةَ لِي أَتَبَدُّ فِيهَا ، فَأَشْرَبُ مِنْهُ ، فَإِذَا أَطَلْتُ الْجُلُوسَ مَعَ الْقَوْمِ خَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ مِنْ حَلَاوَتِهِ . قَالَ: قَدِيمٌ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: مَرَحِبًا بِالْوَفْدِ ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى . فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الْأَشْهُرِ الْحُرْمِ ، فَحَدِّثْنَا جُمَلًا مِنَ الْأَمْرِ إِذَا أَخَذْنَا عَمَلَنَا بِهِ أَوْ إِذَا أَخَذْنَا عَمَلٍ بِهِ دَخَلَ بِهِ الْجَنَّةَ . وَ نَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَائِنَا قَالَ: أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ ، وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيْمَانُ بِاللَّهِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللَّهِ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ ، وَتَعْطُوا الْخُمْسَ مِنَ الْمَعَانِمِ . وَأَنْهَأَكُمْ عَنِ السَّيِّئِ فِي الدُّبَاءِ وَالنَّقْيِرِ وَالْحَتَمِ وَالْمُرْقَمِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ .

رسول ہی بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا اور غنیموں میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے

(۳۰۷) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اداء الخمس من الایمان: ۴۳۶۸۔ صحیح مسلم: ۱۷۔ سنن النسائی: ۵۰۳۰۔ سنن

ابی داؤد: ۳۶۹۲۔ مسند احمد: ۳۲۳۲۔

برتن، کریدی ہوئی لکڑی کے برتن، سبز لاکھی مرتبان اور تار کول لگے برتن میں نیبذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ حدیث واضح نص ہے کہ توحید کا اقرار، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے نفس ادا کرنا، صحت ایمان کی شرطیں ہیں اور ایمان کے بنیادی ارکان ہیں۔ جن پر عمل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

۲۔ دیگر ارکان ایمان کی طرح مال غنیمت سے پانچواں حصہ نکالنا مجاہدین اسلام پر فرض ہے۔ خواہ امیر المؤمنین نہ ہو جو لشکر کی قیادت نہ کر رہا ہو۔

۳۔ مذکورہ منکوں کا استعمال شروع اسلام میں حرام تھا، پھر یہ حرمت منسوخ قرار دی گئی لہذا اب ان منکوں کے استعمال کی اجازت ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِيَةِ فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وَعَاءٍ، غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا)) ”میں تمہیں چڑے کے کچھ برتن میں پینے سے منع کرتا تھا سو (اب) تم ہر برتن میں پیو، البتہ نشہ آور مشروب مت استعمال کرو۔“

(مسلم: ۹۷۷/۵۲۰۷)

۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ إِقَامَ الصَّلَاةِ مِنَ الْإِسْلَامِ

إِذِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ اسْمَانِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز قائم کرنا اسلام کا جزو ہے کیونکہ اسلام اور ایمان ہم معنی دو اسم ہیں

خَبَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي مَسْأَلَةِ جِبْرِيلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِسْلَامِ قَدْ أَمَلَيْتُهُ فِي كِتَابِ الطَّهَارَةِ

حضرت جبرائیل رضی اللہ عنہ کے نبی اکرم ﷺ سے اسلام کے بارے میں پوچھنے کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نے کتاب الطہارہ میں الماکردی ہے۔

۳۰۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا رُوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ.....

عِكْرَمَةَ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ طَاوَسًا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَلَا تَغْزُو؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: إِنِّي  
”حضرت عکرمہ بن خالد بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت طاووس کو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ جہاد نہیں کریں گے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(۳۰۸) صحیح بخاری، کتاب الایمان، دعاؤکم ایمانکم.....: ۸۔ صحیح مسلم: ۱۶۔ من طریق حنظلة۔ سنن ترمذی: ۲۶۰۹۔

سنن النسائی: ۵۰۱۱۔ مسند احمد: ۴۵۶۷۔

نماز کے احکام و مسائل

فرمایا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔“

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ الْبَيْتِ.

۳۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرَّمَادِيُّ، نَا أَبُو النَّضْرِ، نَا عَاصِمٌ۔ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ عَنِ أَبِيهِ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“ امام ابوبکر رحمہ اللہ اپنے استاد محمد بن یحییٰ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کی۔ امام ابوبکر کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کے طرق کتاب الایمان میں بیان کیے ہیں۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، نَا عَاصِمٌ، أَخْبَرَنِي وَقَدْ بَنَى مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: بِمِثْلِهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: خَرَجْتُ طُرُقَ هَذَا الْحَدِيثِ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ.

**فوائد:**..... ۱۔ اسلام کے بنیادی ارکان، جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے، پانچ ہیں: (۱) توحید و رسالت کا اقرار (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) رمضان کے روزے (۵) حج۔

چنانچہ جس شخص کا ان پانچ ارکان پر صحیح اعتقاد عمل ہے، وہ خالص مسلم ہے اور ان میں سے کسی ایک رکن کی نفی یا کسی ایک رکن کو یا سبھی ارکان کو تسلیم کے باوجود کلی ترک کر دینا، اسلام کے منافی اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ پانچ ارکان صحت اسلام کی شرط ہیں اور شرط کی عدم موجودگی میں شرط (اسلام اور دخول جنت کا وعدہ) خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

(۳۰۹) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم..... ۸۔ صحیح مسلم: ۱۶۔ سنن ترمذی: ۲۶۰۹۔ سنن

النسائی: ۵۰۰۱۔ مسند احمد: ۴۵۶۷۔



۲۔ اکثر لوگ اسی غفلت کا شکار ہیں کہ توحید و رسالت کے اقرار سے جنت کا حصول ممکن ہے۔ یہ خام خیالی ہے۔ بلکہ دخول جنت کے لیے ان بنیادی ارکان کا اہتمام شرط ہے، بصورت دیگر کوتاہی عمل کی صورت میں خواہشات کا سراب ایسے کوتاہ عملوں کی آخرت بر باد کر دے گا۔ لہذا لیت و لعل اور حیلوں بہانوں سے اسلام کے بنیادی ارکان سے اُخرف کے بجائے، ان بنیادی ارکانوں پر مضبوطی سے کار بند رہنا چاہیے اور شیطانی بہکاووں اور چالوں میں آ کر اسلام سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا چاہیے۔

### ۷..... بَابُ فِي فَضَائِلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

نماز پنجگانہ کی فضیلت کا بیان

۳۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَيْسَى بْنُ إِبرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ الْمِصْرِيُّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ مَحْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عامر بن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد اور اصحاب رسول سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو شخص بھائی تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے (دین میں) افضل و بہتر تھا۔ پھر ان میں سے افضل شخص فوت ہو گیا۔ پھر دوسرا شخص اس کے بعد چالیس راتیں زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہلے بھائی کی فضیلت دوسرے بھائی پر ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: کیا (دوسرا بھائی) نماز نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ کرام نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول، وہ ایک اچھا مسلمان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نماز نے اس کو کس مقام مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔ بے شک نماز کی مثال کسی شخص کے دروازے پر چلنے والی بیٹھے پانی سے بھر پور نہر جیسی ہے وہ اس میں ہر روز (غسل کرنے کے لیے) پانچ مرتبہ داخل ہوتا ہے۔ تمہارا کیا خیال

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ سَعْدًا وَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُونَ: كَانَ رَجُلَانِ أَخْوَانٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلُ مِنَ الْآخَرِ . فَتَوُفِّيَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُهُمَا ، ثُمَّ عَمَّرَ الْآخَرَ بَعْدَهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ تَوُفِّيَ فَذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضِيلَةَ الْأَوَّلِ عَلَى الْآخِرِ . فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَمَا يُدْرِيكُمْ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ . إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ بِبَابِ رَجُلٍ عَمَرَ عَذْبٍ ، يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ، فَمَا تَرَوْنَ ذَلِكَ يَبْقَى مِنْ دَرْنِهِ! لَا تَدْرُونَ مَاذَا

(۳۱۰) اسنادہ صحیح: مسند احمد بن حنبل: ۱/۱۷۷، ۱۰۳۴۔ مجمع الزوائد للہیثمی: ۱/۲۹۷۔ صحیح الترغیب: ۳۶۷۔

الارواء: ۱/۴۸۔ والنحاکم: ۱/۲۰۰۔

نماز کے احکام و مسائل

ہے اس کی میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ تمہیں کیا معلوم اس کی بَلَّغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ۔  
نماز نے اسے کسی شاندار مقام پر پہنچا دیا ہے۔“

**فوائد:**..... ابن عربی کہتے ہیں: اس تمثیل سے مقصود ہے کہ جیسے بدن یا کپڑے پر گندگی لگنے سے انسان میلا اور گندہ ہو جاتا ہے، زیادہ پانی اسے پاک کرتا ہے۔ یہی حال نمازوں کا ہے کہ وہ انسان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کرتی ہیں اور اس کا ہر گناہ ساقط کر دیتی ہیں۔ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں سے صغائر و کبائر تمام گناہ دھل جاتے ہیں، لیکن ابن بطال کہتے ہیں اس سے بالخصوص صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ کیونکہ صغیرہ گناہ میل کچیل کے مشابہ ہیں۔

(فتح الباری: ۱۷/۲)

**نوٹ:**..... بیٹھے پانی سے مراد وہ پانی ہے جو کھارا اور کڑوا نہ ہو بلکہ پینے کے قابل اور خوشگوار ہو بیٹھے پانی سے شکر یا چینی ملا ہوا پانی یعنی شربت مراد نہیں۔

۳۱۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ بِالْإِسْكَندَرِيَّةِ ، نَا الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ، قَالَ ، حَدَّثَنِي ، أَبُو عَمَارٍ - وَهُوَ شَدَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - حَدَّثَنَا.....

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول: میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے تو مجھ پر حد قائم کر دیں۔ تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور (پھر) نماز کھڑی ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی، پھر جب سلام پھیرا تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے تو مجھ پر قائم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: جب تم آئے تھے تو کیا وضو کیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: جاؤ (چلے جاؤ) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔“

**فوائد:**.....

۱۔ اکثر علماء کا موقف ہے کہ نماز کبیرہ گناہوں کے بجائے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اسی طرح وضو بھی صغیرہ گناہ

(۳۱۱) صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب ﴿ان الحسنات یذهبین السيئات﴾: ۲۷۶۵۔ مسند احمد: ۵/۲۶۲۲۳ من طریق شداد بن عبد اللہ بہ۔ بخاری، الحدود: ۶۸۲۳۔

- مٹاتا ہے لیکن وضو کی نسبت نماز سے صغیرہ گناہ زیادہ محو ہوتے ہیں۔ (فتح الباری لابن رجب: ۱۶/۴)
- ۲۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان احادیث میں تصریح ہے کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں پھر علماء کا یہاں ”حسنات“ کی تعین میں اختلاف ہے۔ چنانچہ نقشبندی نے اکثر مفسرین سے نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت میں حسنات سے مراد نماز ہی کا گناہ مراد لیتے ہیں۔ ابن جریر دیگر ائمہ مفسرین نے اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ (نووی: ۷۸/۱۷)
- ۳۔ أَصَبْتُ حَدًّا سے مراد ہے کہ وہ ایسی معصیت کا مرتکب ٹھہرا ہے جو موجب تعزیر ہے اور ایسی معصیت صغیرہ گناہ ہے کیونکہ نماز اس کا کفارہ بنی ہے۔ اور اگر وہ کبیرہ گناہ ہوتا، خواہ اس پر حد قائم ہوتی یا ساقط، وہ نماز سے محو نہ ہوتا، چنانچہ علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حدود کو واجب کرنے والی معصیات کی حدود نماز سے ساقط نہیں ہوتی، (بلکہ اس صورت میں حدود کا نفاذ ضروری ہے) یہی راجح مفہوم ہے۔ (نووی: ۸۰/۱۷)

۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْحَدَّ الَّذِي أَصَابَهُ السَّائِلُ فَأَعْلَمَهُ ﷺ أَنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَى عَنْهُ بَوْضُوئِهِ وَصَلَاتِهِ ، كَانَ مَعْصِيَةً ارْتَكَبَهَا دُونَ الزَّانَا الَّذِي يُوجِبُ الْحَدَّ . إِذْ كُلُّ مَا زَجَرَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ حَدِّ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اس سائل نے جس حد کا ارتکاب کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے اسے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے وضو اور نماز کی ادائیگی سے معاف کر دیا ہے وہ حد واجب کرنے والے زنا سے کم کسی گناہ کا ارتکاب تھا

وَلَيْسَ اسْمُ الْحَدِّ إِنَّمَا يَقَعُ عَلَى مَا يُوجِبُ جَلْدًا أَوْ رَجْمًا أَوْ قَطْعًا فَقَطْ . قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذِكْرِ الْمُطَلَّقَةِ: ﴿ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ﴾ . قَالَ: ﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ﴾ . فَكُلُّ مَا زَجَرَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِسْمُ الْحَدِّ وَقَعَ عَلَيْهِ . إِذْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَرَ بِالْوُقُوفِ عِنْدَهُ فَلَا يُجَاوِزُ وَلَا يَتَعَدَّى

کیونکہ ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ سختی سے منع کریں اس پر حد کا اطلاق ہو جاتا ہے، حد صرف اس گناہ ہی کو نہیں کہتے جو کوڑے، رجم یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کو واجب کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِهِنَّ ..... فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ﴾ ”تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ از خود نکلیں ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا۔“ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں تو ان سے تجاوز نہ کرو۔“ لہذا جس کام سے اللہ تعالیٰ نے ڈانٹا ہے اس پر حد کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے ان حدوں پر پھہر جانے کا حکم دیا ہے تو ان سے تجاوز کیا جائے نہ آگے بڑھا جائے۔

۳۱۲۔ أَخْبَرَنَا الْأُسْتَاذُ أَبُو عُمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ وَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، نَا أَبُو عُمَانَ.....

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اس نے بتایا کہ اس نے کسی عورت کا بوسہ لیا ہے یا ہاتھ سے اسے چھوا ہے یا کچھ اور کام کیا ہے۔ گویا کہ وہ آپ سے اس کا کفارہ پوچھ رہا تھا۔ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ..... ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا﴾ ”دن کے دونوں سروں اور رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کرو۔ یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے“ کہتے ہیں: تو اس شخص نے پوچھا: کیا یہ صرف میرے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ میرے ہر امتی کے لیے ہے جو اس پر عمل کرے۔“ امام ابوبکر نے سلیمان تمیمی کی سند سے مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح روایت بیان کی ہے۔ اس میں ہے اس نے ایک عورت کا بوسہ لیا ہے اس میں شک کے الفاظ بیان نہیں کیے۔ اور نہ یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ: گویا کہ وہ

اس کا کفارہ پوچھ رہا تھا۔“

۳۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا وَكِيعٌ، نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ.....

(۳۱۲) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَ لِفَأْ مِنْ اللَّيْلِ﴾: ۴۶۸۷۔ صحیح

مسلم: ۲۷۶۳۔ سنن ترمذی: ۳۱۱۴۔ سنن ابن ماجہ: ۴۲۵۴۔ وأحمد: ۴۳۰۳۸۵/۱۔

(۳۱۳) اسناد صحیح: مسند احمد: ۴۴۵۔ من طریق وکیع اور اس کی اصل صحیح مسلم، کتاب التوبة: ۲۷۶۳ وبخاری:

۴۶۸۷، ۵۲۶۔ الارواء: ۲۳۵۳۔ وابن حبان: ۱۷۲۵ میں ہے۔

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک عورت سے باغ میں ملا تو میں نے اسے اپنے ساتھ چمنا لیا، اس کے ساتھ پیار محبت کیا، اسے بوسہ دیا اور اس سے جماع کے سوا ہر کام کیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت پکڑنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔“ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت کی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اس کے لیے خاص ہے یا تمام لوگوں کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَقَيْتُ امْرَأَةً فِي الْبُسْتَانِ، فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ وَبَاشَرْتُهَا وَقَبَلْتُهَا وَفَعَلْتُ بِهَا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا إِنِّي لَمْ أُجَامِعْهَا. فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ. فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبَنَّ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾. فَدَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَهُ خَاصَّةٌ أَوْ لِلنَّاسِ كَافَّةٌ؟ فَقَالَ لَا بَلَّ لِلنَّاسِ كَافَّةً.

۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِنَّمَا تُكْفَرُ صَغَائِرَ الذُّنُوبِ دُونَ كَبَائِرِهَا  
اس بات کی دلیل کا بیان کہ پانچ فرض نمازیں صرف چھوٹے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں،

بڑے گناہوں کا نہیں

۳۱۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ السَّعْدِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ.....  
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ فرض نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کا اہتمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے اور صغیرہ گناہوں کے کفارہ کے لیے کبائر سے اجتناب شرط نہیں، بلکہ ان اعمال کی پابندی کے ساتھ اگر انسان کبیرہ گناہوں سے پاک ہو تو اس کے درجات مزید بلند ہوتے ہیں اگر صغیرہ گناہوں میں ملوث ہو تو ان اعمال کی پابندی سے صغیرہ گناہ محو ہوتے ہیں اور اگر صغیرہ گناہ نہ

(۳۱۴) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس، والجمعة الی الجمعة: ۲۳۳۔ سنن الترمذی: ۲۱۴۔ وابن حبان:

نماز کے احکام و مسائل

ہوں، انسان فقط کبار کا مرتکب ہو تو نماز ہچکناہ اور جمعہ کے اہتمام سے کبیرہ گناہ معاف تو نہیں ہوتے البتہ ان میں تخفیف ضرور ہو جاتی ہے۔

۳۱۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، نَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ ابْنَ أَبِي هَلَالٍ حَدَّثَهُ ، أَنَّ نُعَيْمَ بْنَ الْمُجَمِرِ حَدَّثَهُ ، أَنَّ صُهَيْبًا مَوْلَى الْعُتَوَارِيِّينَ حَدَّثَهُ ، أَنَّهُ سَمِعَ .....

”حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ منبر پر رونق افروز ہوئے پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے، تو ہم میں سے ہر شخص سرنگوں ہو کر رسول اللہ ﷺ کی قسم کی وجہ سے غمگین ہو کر رونے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص بھی پانچ فرض نمازیں ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اور سات بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرے، تو اس کے لیے قیامت کے روز جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے حتیٰ کہ وہ دروازے (خوشی سے) بل رہے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ ”اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے، تو ہم تمہاری برائیاں معاف کر دیں گے۔“

أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يُخْبِرَانِ: عَنْ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ يَسْكُتُ . فَأَكْبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا يَبْكِي حَزِينًا لِيَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَأْتِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّىٰ أَنَّهَُا تَتَّصِفُونَ . ثُمَّ تَلَا: ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ .

۱۰..... بَابُ فَضِيلَةِ السُّجُودِ فِي الصَّلَاةِ وَحَطِّ الْخَطَايَا بِهَا مَعَ رَفْعِ دَرَجَاتِهَا فِي الْجَنَّةِ

نماز میں سجدوں کی فضیلت اور ان سے گناہ معاف ہونے کے ساتھ ساتھ

جنت میں درجات بلند ہونے کا بیان

۳۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو عَمَّارِ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، نَا الْأَوْزَاعِيُّ ،

(۳۱۵) اسنادہ ضعیف: سنن النسائی، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة: ۲۴۳۸۔ التعلقات الحسان: ۱۷۴۵۔ ضعیف الترغیب:

حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعِطِيُّ، حَدَّثَنِي

مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ، قَالَ:

لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

فَقُلْتُ لَهُ: دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهِ-

أَوْ يَدْخُلُنِي الْجَنَّةَ - قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي ثَلَا

ثًا، ثُمَّ التَّمَتَّ إِلَيَّ، فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ

عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا

دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ. قَالَ أَبُو

عَمَّارٍ: هَكَذَا قَالَ الْوَلِيدُ - يَعْنِي سَجْدَةً

بِنَصَبِ السِّبِينِ-

”حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے عرض کی: مجھے ایسا عمل بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطا فرمائیں یا مجھے جنت میں داخل فرمادیں۔ کہتے ہیں: تین بار (میرے سوال کرنے کے باوجود) انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر میری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ سجدے کیا کرو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس (سجدے) کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور اس کی غلطی معاف کر دیتے ہیں۔“ ابو عمار کہتے ہیں: ولید نے سجدہ کہا ہے، یعنی سین پر زبر روایت کی ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں سجدہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ہر سجدہ پر نمازی کا ایک درجہ بلند ہوتا اور ایک گناہ مٹتا ہے، اور کثرت سجود سے بلندی درجات میں اضافہ ہوتا اور گناہوں میں مسلسل کمی ہوتی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سجود کی کثرت طول قیام سے افضل ہے البتہ نوافل کی ادائیگی شریعت کے دائرہ میں رہ کر کی جائے۔

## ۱۱..... بَابُ فَضْلِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ

### صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

۳۱۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا

إِسْمَاعِيلُ، نَا قَيْسٌ، قَالَ.....

(۳۱۶) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ: ۴۸۸۔ سنن ترمذی: ۳۸۸۔ سنن النسائی: ۱۱۳۹۔ سنن

ابن ماجہ: ۱۴۲۳۔

(۳۱۷) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة العصر: ۵۷۳، ۵۵۴ یہ تفصیلی روایت ہے۔ صحیح مسلم: ۶۳۳۔

سنن ترمذی: ۲۵۵۱۔ سنن ابن ماجہ: ۱۷۷۔ الصحیحہ: ۳۰۵۶۔ ابن حبان: ۷۴۱، ۷۳۹۹۔

”حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم طاقت رکھو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز (نماز فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز (نماز عصر) سے مغلوب نہ ہو جاؤ۔ (تو انہیں بروقت ضرور ادا کر لینا۔)“

### فوائد.....

- ۱- ان احادیث میں نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت و عظمت کا بیان ہے کہ ان نمازوں میں دن رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں، نیز یہ اوقات انتہائی بابرکت ہیں کہ ان اوقات کی قدر کرنے والا اور ان نمازوں کا خاص اہتمام کرنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جنت کا وارث ٹھہرتا ہے۔
- ۲- حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں ان (احادیث) میں اشارہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں (نماز فجر و عصر) انتہائی عظمت کی حامل نمازیں ہیں کیونکہ ان نمازوں میں فرشتوں کے دونوں گروہ حاضر ہوتے ہیں، جبکہ دیگر نمازوں میں فرشتوں کے ایک گروہ کی حاضری ہوتی ہے۔ نیز ان احادیث میں فجر اور عصر کے وقت کی عظمت کا بیان ہے اور احادیث میں یہ وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد رزق کی تقسیم ہوتی ہے اور دن کے آخری وقت میں اعمال بلند کیے جاتے ہیں، چنانچہ جو شخص ان اوقات میں طاعت و عبادت میں مشغول ہو اس کے رزق و عمل میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔

(فتح الباری: ۲ / ۵۰)

۳۱۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَىٰ وَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ.....

”حضرت ابو بکر بن عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔“

عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمَّارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ. وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(۳۱۸) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما: ۶۳۴- سنن

النسائی: ۴۷۱- سنن ابی داؤد: ۴۲۷- مسند احمد: ۱۷۵۸۰.



نماز کے احکام و مسائل

۳۱۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ.....

”حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی۔“

۳۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ الْعَلَاءِ، نَا شَيْبَانُ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ.....

”حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: کوئی شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز ادا کی۔“ تو ان کے پاس اہل بصرہ میں سے ایک آدمی آیا تو اس نے کہا: کیا آپ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، تو اس نے کہا: اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ نے (اس فرمان کو) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔“

۱۲..... بَابُ ذِكْرِ اجْتِمَاعِ مَلَائِكَةِ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةِ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ

جَمِيعًا، وَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لِمَنْ شَهِدَ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا

نماز فجر اور نماز عصر میں رات اور دن کے فرشتوں کے اکٹھے ہونے

اور دونوں نمازوں میں اکٹھے حاضر ہونے والوں کے لیے فرشتوں کی دعا کا بیان

۳۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ.....

(۳۱۹) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما: ۶۳۴۔ سنن النسائی: ۴۷۱۔ سنن ابی داؤد: ۴۲۷۔ مسند احمد: ۱۷۶۸۰۔ وابن حبان: ۱۷۳۴، ۱۷۳۷.

(۳۲۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما: ۶۳۴۔ سنن النسائی: ۴۷۱۔ سنن ابی داؤد: ۴۲۷۔ مسند احمد: ۱۷۵۸۰.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو تمہارے پاس آگے پیچھے آتے رہتے ہیں۔ پھر جب نماز فجر کا وقت ہوتا ہے تو دن کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ تمہارے ساتھ اکٹھے نماز میں حاضر ہوتے ہیں پھر رات کے فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اور دن کے فرشتے تمہارے ساتھ رہ جاتے ہیں، تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے بخوبی واقف ہے، تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے ہوئے چھوڑا ہے؟ فرمایا کہ وہ جواب دیتے ہیں: ہم آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نے انہیں نماز ادا کرتے ہوئے چھوڑا ہے۔ پھر جب نماز عصر کا وقت ہوتا ہے تو رات کے وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں اور تمہارے ساتھ اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں، پھر دن کے فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے تمہارے ساتھ رہ جاتے ہیں۔ فرمایا: تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ انہیں بخوبی جانتا ہے، وہ فرماتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے ہوئے چھوڑا ہے؟ فرمایا کہ میرا خیال ہے وہ کہتے ہیں: تو (اے اللہ) انہیں قیامت کے دن معاف فرما دینا۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَتَعَابِقُونَ فِيكُمْ ، فَإِذَا كَانَتْ صَلَاةُ الْفَجْرِ نَزَلَتْ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ فَشَهِدُوا مَعَكُمْ الصَّلَاةَ جَمِيعًا ، ثُمَّ صَعَدَتْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ ، وَمَكَثَتْ مَعَكُمْ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - مَا تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ ؟ قَالَ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا وَهُمْ يُصَلُّونَ ، وَتَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ . فَإِذَا كَانَ صَلَاةُ الْعَصْرِ ، نَزَلَتْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ فَشَهِدُوا مَعَكُمْ الصَّلَاةَ جَمِيعًا ، ثُمَّ صَعَدَتْ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ ، وَمَكَثَتْ مَعَكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ . قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُونَ ؟ قَالَ ، فَيَقُولُونَ: جِئْنَا وَهُمْ يُصَلُّونَ ، وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ . قَالَ: فَحَسِبْتُ أَنَّكُمْ يَقُولُونَ: فَأَغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ .

۳۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ ، نَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ أَبِي صَالِحٍ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

(۳۲۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاحي الصبح والعصر، والمحافظة عليهما: ۶۳۲۔ یہاں اس کا ایک جزء ہے کھل نہیں ہے۔ صحیح البخاری: ۵۵۵۔ سنن النسائی: ۴۸۵۔ مسند احمد: ۷۷۷۲۔ صحیح الترغیب: ۴۶۳۔ الصحیحہ: ۳۶۱۸۔ وابن حبان: ۱۷۳۳، ۲۰۵۸۔

(۳۲۲) صحیح البخاری، کتاب مواضع الصلاة، باب فضل صلاة العصر: ۵۵۵ اس میں يتعاقبون فيكم کے الفاظ ہیں۔ مسند احمد: ۸۷۸۷۔ الفتح الرباني: ۲۲۱/۲۔

ہیں کہ آپ نے فرمایا: رات اور دن کے فرشتے نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں تو رات کے فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں۔ اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں تو ان سے ان کا رب سوال کرتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم ان کے پاس آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ لہذا تو انہیں قیامت کے روز معاف فرمادینا۔“

مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ، فَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَتَضَعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَتَضَعُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ . فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ ، فَأَغْفِرَ لَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ .

### ۱۳..... بَابُ ذِكْرِ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ

#### نماز پنجگانہ کے اوقات کا بیان

۳۲۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحُسَيْنِ وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانَ الْوَاسِطِيُّ وَمُوسَى بْنُ حَاقَانَ الْبَغْدَادِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ الْأَزْرُقِيُّ - وَهَذَا حَدِيثُ الدَّورَقِيِّ ، نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ.....

”حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے نمازوں کے وقت کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: ہمارے ساتھ نماز پڑھو (تمہیں وقت معلوم ہو جائے گا) پھر جب سورج ڈھل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی، اور کہا کہ آپ نے عصر کی نماز ادا کی جبکہ سورج بلند اور صاف و روشن تھا، اور سورج غروب ہونے پر نماز مغرب ادا کی، اور نماز عشاء شفق

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ ، فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ . فَقَالَ: صَلَّى مَعَنَا . فَلَمَّا زَالَتْ الشَّمْسُ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ ، وَقَالَ: وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ نَقِيَّةٌ ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ، وَصَلَّى الْفَجْرَ بَعْلَسَ ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَدَا أَمَرَ

(۳۲۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس: ۶۱۳۔ سنن ابن ماجہ: ۶۶۷۔ مسند

احمد: ۲۱۸۷۷۔ وابن حبان: ۱۰۲۳، ۱۰۴۹۰۔ صحیح ابی داؤد: ۴۲۳۔

نماز کے احکام و مسائل

غائب ہونے پر ادا کی، اور نماز فجر اندھیرے میں ادا کی، پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اذان دی اور اسے ٹھنڈا کیا تو خوب ٹھنڈا کیا۔ اور آپ نے اسے حکم دیا تو انہوں نے نماز عصر کی اقامت کہی جبکہ سورج زندہ (خوب روشن) تھا آپ نے کل سے زیادہ تاخیر سے ادا کی، اور آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سرفخی غائب ہونے سے پہلے نماز مغرب کی اقامت کہی، اور آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے تہائی رات گزرنے پر عشاء کی نماز قائم کی اور آپ کے حکم سے انہوں نے نماز فجر کو روشنی میں قائم کیا، پھر آپ نے فرمایا: نماز کے وقت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: میں موجود ہوں، اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا: تمہاری نمازوں کے اوقات اس کے درمیان ہیں جو تم نے (دو دن میں) دیکھا ہے۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: میں نے اپنی کتاب میں زعفرانی

سے یہ الفاظ نہیں پائے: ”مغرب دوسرے دن میں۔“

۳۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَّارَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ.....

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اوقات نماز کے متعلق روایت بیان کرتے ہیں۔ بندار نے ہمیں اس سے زیادہ روایت بیان نہیں کی۔ بندار کہتے ہیں: میں نے اسے ابوداؤد سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ”اس روایت کے راوی پر نماز جنازہ پڑھی جانی چاہیے۔“ بندار کہتے ہیں: تو میں نے اس روایت کو اپنی کتاب سے مٹا دیا۔ امام ابوبکر کہتے ہیں: ابوداؤد

بِلَا فَاذَّنَ الظُّهْرَ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنعَمَ أَنْ يَرُدَّ بِهَا، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ أَخْرَفَوْقَ الَّذِي كَانَ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا. ثُمَّ قَالَ: أَيُّ السَّائِلِ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: وَقْتُ صَلَاةِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ أَجِدْ فِي كِتَابِي عَنِ الزَّعْفَرَانِيِّ: الْمَغْرِبَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي.

بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَوَاقِيتِ. لَمْ يَزِدْنَا بُنْدَارٌ عَلَى هَذَا. قَالَ بُنْدَارٌ: فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي دَاوُدَ، فَقَالَ: صَاحِبُ هَذَا الْحَدِيثِ يَنْبَغِي أَنْ يُكَبَّرَ عَلَيْهِ. قَالَ بُنْدَارٌ: فَمَحَوْتُهُ مِنْ كِتَابِي. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَنْبَغِي أَنْ يُكَبَّرَ عَلَى أَبِي دَاوُدَ حَيْثُ غَلَطَ. وَأَنْ

(۳۲۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس: ۱۷۷، ۶۱۳۔ سنن ترمذی: ۱۵۲۔ سنن

ابن ماجہ: ۶۶۷۔ مسند احمد: ۲۱۸۷۷۔

پر نماز جنازہ پڑھی جانی چاہیے کیونکہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ اور بندار کو یہ حدیث اپنی کتاب سے مٹانے کی وجہ سے دس کوڑے مارے جانے چاہئیں۔ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ثوری نے بھی علقمہ سے روایت کیا ہے ابوداؤد نے غلطی کھائی ہے اور بندار نے اس کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ثوری نے بھی علقمہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابوبکر حرمی بن عمارہ کی سند سے مکمل حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عراقیوں کے اس دعویٰ کی تردید کرتی ہے کہ حاکم کے پاس کوئی شخص یہ اقرار کر لے کہ فلاں شخص کے اس پر ایک سے دس درہم تک واجب ہیں تو اس پر آٹھ درہم واجب ہوں گے۔ اس طرح انہوں نے اس مجال بات کو طویل باب کی شکل دے دی ہے۔ اور اس غلط حکم پر بے شمار فرعی مسائل کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کے اس قول سے یہ واجب ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو دو دن اور دو راتیں پانچوں نمازیں ان کے اوقات کے بغیر پڑھائیں۔ کیونکہ ان کے قول کا لازم یہ ہے کہ نمازوں کے اوقات پہلے اور دوسرے وقت کے درمیان ہیں اور پہلا اور دوسرا وقت نماز کے وقت سے خارج ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ حاکم کے سامنے، ایک اور دس درہم، اقرار کرنے والے کے اقرار سے خارج ہیں اور آٹھ درہم، ایک اور دس درہم کے درمیان ہے۔ میں اس قسم کا طویل مسئلہ املاء کروا چکا ہوں۔

يُضْرَبَ بِنُدَارٍ عَشْرَةَ، حَيْثُ مَحَا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ كِتَابِهِ. حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى مَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ عَلْقَمَةَ غَلَطَ أَبُو دَاوُدَ وَعَيْرُ بِنْدَارٍ. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ عَلْقَمَةَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِخَبْرٍ حَرَمِيُّ بْنُ عَمَّارَةَ، مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، نَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَّارَةَ عَنْ شُعْبَةَ بِالْحَدِيثِ تَمَامِهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذَا الْخَبْرُ رَادٌّ عَلَى زَعْمِ الْعِرَاقِيِّينَ أَنَّ الْمُقَرَّ عِنْدَ الْحَاكِمِ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلَيْهِ مَا بَيْنَ دَرَاهِمٍ إِلَى عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ، أَنَّ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمٍ. فَجَعَلُوا هَذَا الْمَحَالَ مِنْ الْمَقَالِ بَابًا طَوِيلًا، فَرَعَوْا مَسَائِلَ عَلَى هَذَا الْخَطِّ، وَقَوَّدَ مَقَالَتَهُمْ يُوجِبُ أَنَّ جِبْرِيْلَ صَلَّى بِالنَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمَيْنِ وَاللَّيْلَتَيْنِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي غَيْرِ مَوَاقِفِهَا، لِأَنَّ قَوْدَ مَقَالَتَهُمْ أَنَّ أَوْقَاتَ الصَّلَاةِ مَا بَيْنَ الْوَقْتِ الْأَوَّلِ وَالْوَقْتِ الثَّانِي. وَأَنَّ الْوَقْتِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي خَارِجَانِ مِنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ كَرَعَمِهِمْ أَنَّ الدَّرَاهِمَ وَالْعَشْرَةَ خَارِجَانِ مِمَّا أَقْرَبَهُ الْمُقَرُّ وَأَنَّ الثَّمَانِيَةَ هُوَ بَيْنَ دَرَاهِمٍ إِلَى عَشْرَةَ. قَدْ أَمْلَيْتُ مَسْأَلَةً طَوِيلَةً مِنْ هَذَا الْجِنْسِ. حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى مَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ عَلْقَمَةَ غَلَطَ أَبُو دَاوُدَ وَعَيْرُ بِنْدَارٍ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا عَنْ  
عَلْقَمَةَ

**فوائد:**..... ان احادیث میں فرض نمازوں کے اوقات کا بیان ہے اور ہر نماز کے اول آخر و وقت ہیں جن میں نماز پڑھنا مشروع اور ان اوقات میں پڑھی جانے والی نماز ادا ہوتی ہے اور نماز کا وقت نکل جانے کی صورت میں وہ نماز قضا ہوگی، ادا نہیں ہوگی۔

چنانچہ نماز فجر کا اول وقت صبح صادق طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت طلوع آفتاب سے قبل تک ہے، ان اوقات میں نماز فجر پڑھنا مشروع ہے۔ البتہ اول وقت میں نماز پڑھنا افضل و مستحب اور آخری وقت میں نماز پڑھنا بہر صورت جائز ہے اور طلوع آفتاب کی صورت میں نماز فجر کی ادا کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد نماز قضا ہوگی۔ نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب کے معاً بعد شروع ہوتا ہے اور نماز ظہر کی ادا کا وقت نماز عصر، راجح مذہب کے مطابق جب ہر چیز کا سایہ اس کا مثل ہو جانے، تک ہے۔ ان اوقات میں نماز ظہر ادا کرنا جائز ہے۔ نماز عصر کا وقت (نماز ظہر کے اختتام پر) یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے، شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک جاری رہتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں، نماز عصر کے پانچ اوقات ہیں: (۱) فضیلت کا وقت (۲) مختار وقت (۳) بلا کراہت جواز کا وقت (۳) جواز مع کراہت کا وقت (۴) وقت عذر۔

چنانچہ نماز عصر کا اول وقت افضل وقت ہے، اور اول وقت سے لے کر ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک نماز عصر کا مختار وقت ہے، سورج کے زرد ہونے تک جواز کا وقت، سورج کے زرد ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت جواز مع کراہت کا وقت ہے۔ اور بارش یا سفر کی وجہ سے ظہر و عصر کو یکجا کرنے کی صورت میں نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر ظہر کے وقت میں جمع کرنا نماز عصر کا وقت عذر ہے۔ (نووی: ۱۰۹/۵)

نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر غروب شفق (سرخ غائب ہونے) تک ہے اور نماز عشا کا وقت غروب شفق سے لے کر نصف شب تک محیط ہے۔

۱۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ فَرَضَ الصَّلَاةِ كَانَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ

قَبْلَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ، كَمَا هِيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأُمَّتِهِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی مکرم محمد ﷺ سے پہلے انبیاء کرام پر پانچ نمازیں فرض تھیں

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت پر فرض ہیں

وَأَنَّ أَوْقَاتَ صَلَوَاتِهِمْ كَانَتْ أَوْقَاتَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأُمَّتِهِ

اور ان کی نمازوں کے اوقات بھی نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت کے نمازوں کے اوقات والے تھے۔

۳۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الزُّرْقِيُّ - ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ ، نَا أَبُو أَحْمَدَ ، نَا سُفْيَانُ ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ ، قَالَ وَكِيعٌ: عَنِ الزُّرْقِيِّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کے پاس مجھے دو دفعہ امامت کروائی، تو انہوں نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج تھے کے برابر ڈھل گیا۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزے دار نے روزہ کھول لیا۔ اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب سرخی غائب ہو گئی۔ اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ اور دوسرے دن مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہو گیا، اور نماز مغرب اس وقت پڑھائی جب روزے دار نے روزہ افطار کر لیا، اور عشاء کی نماز تہائی رات گزرنے پر پڑھائی۔ اور صبح کی نماز روشنی ہونے کے بعد پڑھائی۔“ پھر میری طرف متوجہ ہوئے تو کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ یہ آپ کا وقت اور آپ سے پہلے انبیائے کرام (کی نماز) کا وقت ہے۔“ یہ احمد بن عبدہ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ وکیع کی روایت میں حکیم بن حکیم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمِنِي جَبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ، فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ مَالَتِ الشَّمْسُ قَدَرَ الشِّرَاكِ ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ . وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حُرِّمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى بِي الْغَدَا الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ ، وَصَلَّى بِي الْغَدَاةَ بَعْدَ مَا أَسْفَرَ ، ثُمَّ التَّفَتَّ إِلَيَّ ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ: الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ . هَذَا وَفْتُكَ وَوَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ . وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حَنِيْفٍ

(۳۲۵) اسنادہ حسن صحیح: سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی مواقیب الصلاة عن النبی: ۱۶۹۔ سنن ابی داؤد:

۳۹۳۔ مسند احمد: ۱/۳۳۳۔ ومصنف عبدالرزاق: ۳۰۸۲۔ من طریق عن نافع بن جبیر۔ ۴۰

نماز کے احکام و مسائل

يَزِدَادُ كَلَامَ الْإِمَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي آخِرِ  
الْبَابِ الَّذِي تَقَدَّمَهُ إِلَى آخِرِ هَذَا الْبَابِ إِنَّ  
شَاءَ اللَّهُ. (یعنی امام صاحب کا گزشتہ تبصرہ اس جگہ درج کیا

جائے گا۔)

**فوائد:**..... ابن عربی کہتے ہیں: اس حدیث سے یہ وہم ہوتا ہے کہ پانچ نمازیں انہیں مذکورہ واقعات میں گزشتہ انبیاء کے لیے بھی مشروع تھیں جب کہ یہ حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے آپ کے لیے ہر نماز کے اول و آخر دو وقت مشروع ہیں، اسی طرح گزشتہ انبیاء پر نمازوں کے وقت میں وسعت اور ان کا بھی اول و آخر وقت تھا۔ ورنہ نماز ہنچکا نہ ان مخصوص اوقات میں فقط اس امت کا خاصہ ہے اگرچہ گزشتہ امتیں بعض نمازوں اور بعض اوقات میں اس امت سے مماثلت رکھتی رہی ہیں۔ (تحفة الاحوذی: ۱/۳۳۸)

۱۵..... بَابُ ذِكْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ لِلْمَعْدُورِ

عذروالے شخص کی نماز کے وقت کا بیان

۳۲۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، بُنْدَارُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ  
عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.....

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو اس کا وقت باقی ہے یہاں تک کہ سورج کی پہلی کرن نکل آئے، پھر جب تم ظہر کی نماز پڑھ لو تو اس کا وقت عصر کی نماز ادا کرنے تک باقی ہے۔ پھر جب تم عصر کی نماز پڑھ لو تو سورج زرد ہونے تک اس کا وقت باقی ہے۔ پھر جب سورج غروب ہو جائے تو وہ (نماز مغرب کا) وقت ہے۔ یہاں تک کہ سرخی غائب ہو جائے۔ پھر جب سرخی غائب ہو جائے تو وہ نصف رات تک (نماز عشاء کا) وقت ہے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلِ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى أَنْ تُصَلُّوا العَصْرَ، فَإِذَا صَلَّيْتُمُ العَصْرَ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى أَنْ تَصْفُرَ الشَّمْسُ، فَإِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ، فَإِذَا غَابَ الشَّفَقُ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ.

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۳۲۳ کے تحت ملاحظہ کریں۔



۱۶..... بَابُ إِخْتِيَارِ الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا ، يُذَكِّرُ خَبْرَ لَفْظُهُ لَفْظُ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

اول وقت میں نماز ادا کرنا پسندیدہ ہے، اس سلسلے میں مذکورہ حدیث کا بیان

جس کے الفاظ عام اور اس کی مراد خاص ہے

۳۲۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا بَنْدَارُ بْنُ بَشَّارٍ ، ثَنَا عَثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، نَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِزَّارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا . فرمایا: نماز اول وقت میں (ادا کرنا افضل ہے)۔

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ اول وقت پر نماز پڑھنا افضل عمل ہے، لیکن یہ افضلیت تمام نمازوں میں ثابت نہیں، بلکہ کچھ نمازوں مثلاً نماز عشاء اور سخت گرمی میں نماز ظہر کو موخر کرنا مستحب فعل ہے۔

۱۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ: الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا ، بَعْضَ الصَّلَاةِ دُونَ جَمِيعِهَا ، وَبَعْضَ الْأَوْقَاتِ دُونَ جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک ”نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے“ سے آپ کی مراد سب نمازوں کی بجائے کچھ نمازیں اور سب اوقات کی بجائے کچھ اوقات ہیں

إِذْ قَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَبَرِيدِ الظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ ، وَقَدْ أَعْلَمَ أَنَّ لَوْلَا ضَعْفَ الضَّعِيفِ وَسَقَمَ السَّقِيمِ لَأَخَّرَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے شدید گرمی میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی خبر دی ہے اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اگر کمزور شخص کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو آپ نماز عشاء کو آدھی رات تک موخر فرما دیتے۔

۳۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ يُحَدِّثُهُ.....

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ: أَدَّنَ مُؤَدِّنُ رَسُولِ ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

(۳۲۷) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها : ۵۲۷۔ یہاں علی وقتها کے الفاظ ہیں۔ صحیح مسلم:

۸۵۔ سنن الترمذی: ۱۷۳۔ مسند احمد: ۳۷۷۶۔ موارد الطحاك: ۲۸۰۔ البيهقي في الكبرى: ۱/ ۴۳۴۔ وابن حبان:

۱۴۷۷، ۱۴۷۳۔

(۳۲۸) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الابراد بالظھر فی شدّة الحر: ۵۳۵۔ صحیح مسلم: ۶۱۶۔ سنن الترمذی:

۱۵۸۔ سنن ابی داود: ۴۰۔ مسند احمد: ۲۰۵۵۳۔

اللَّهُ ﷻ الطُّهْرَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَبْرِدُ أَبْرِدُ  
- أَوْ قَالَ: أَنْتَظِرُ أَنْتَظِرُ - ، فَقَالَ: إِنَّ شِدَّةَ  
الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ  
فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ . قَالَ أَبُو ذَرٍّ: حَتَّى رَأَيْنَا  
فَيْحَ التَّلْوَلِ .  
مؤذن نے ظہر کی اذان کہی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈا  
کرو، ٹھنڈا کرو۔ یا فرمایا: انتظار کرو، انتظار کرو، پھر فرمایا: بے  
شک گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے لہذا جب گرمی  
شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر لو۔“ حضرت ابو ذر رضی اللہ  
فرماتے ہیں: ”( لہذا ہم نے نماز ظہر اس وقت ادا کی ) جب  
ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا۔“

**فوائد**..... ۱۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جمہور علماء کہتے ہیں: سخت گرمی میں نماز ظہر کو موخر کرنا کہ ظہر  
کا وقت ٹھنڈا ہو جائے اور گرمی کا زور ٹوٹ جائے مستحب عمل ہے۔ بعض علماء نے اس حکم کو، نماز باجماعت میں حاضرین  
کے ساتھ خاص کیا ہے اور منفرد کا سخت گرمی میں اول وقت پر نماز پڑھنا افضل قرار دیا ہے، اکثر مالکیہ کا اور شافعی کا بھی  
یہی مذہب ہے، البتہ شافعی نے یہ حکم گرم علاقوں سے خاص کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲۲، ۲۳)

عبدالرحمن مبارکپوری کہتے ہیں: اس بارے جمہور علماء کا موقف راجح ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/۳۲۵)  
۲۔ اگر سخت گرمی نہ ہو تو نماز ظہر کو اول وقت پر پڑھنا افضل ہے۔ نیز سخت گرمی کی صورت میں نماز ظہر کو ظہر کے  
آخری وقت تک موخر کیا جاسکتا ہے، نماز عصر میں داخل ہونا جائز نہیں، نیز ابراد سے مراد یہ ہے کہ اتنی تاخیر کی جائے کہ  
دیواروں اور درختوں کے سائے پھیل جائیں اور ان میں چل کر مساجد تک پہنچنا آسان ہو جائے ورنہ سخت گرمیوں میں  
گرمی کا زور تو نماز عصر کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

۳۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْمَخْزُومِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ - وَهُوَ ابْنُ  
الْمُسَيَّبِ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں  
کہ آپ نے فرمایا: جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر  
کے (پڑھو) کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

۳۳۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ - يَعْنِي الثَّقَفِيَّ - نَا عُبَيْدُ  
اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ نَافِعٍ .....

(۳۲۹) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر: ۵۳۶۔ صحیح مسلم: ۶۱۷۔ سنن ابی داؤد:

۴۰۲۔ سنن الترمذی: ۱۰۷۶۔ مسند احمد: ۲۰۵۳۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَأَبْرِدُوا الصَّلَاةَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ .

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بلاشبہ گرمی کی سختی جہنم کی بھاپ سے ہے، شدید گرمی میں نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو۔“

۳۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الْمُهَلَّبِيِّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْحَرَبِيِّ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَبْرِدُوا الظُّهْرَ فِي الْحَرِّ .

”حضرت عائشہ بنتی النبی اکرم ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ اللہ ﷺ نے فرمایا: گرمی میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔“

### ۱۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے

۳۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَا مِنْ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمِيِّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُخْزُومِيِّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرَ النَّفْيُ بَعْدُ . قَالَ أَحْمَدُ: فِي حُجْرَتِهَا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الظُّهُورُ عِنْدَ الْعَرَبِ يَكُونُ عَلَى مَعْنَيْنِ . أَحَدُهُمَا أَنْ يَظْهَرَ الشَّيْءُ حَتَّى يُرَى وَيَتَبَيَّنَ فَلَا خِفَاءَ . وَالثَّانِي أَنْ يَغْلِبَ الشَّيْءُ عَلَى الشَّيْءِ . كَمَا يَقُولُ الْعَرَبُ ظَهَرَ فُلَانٌ عَلَى فُلَانٍ . وَظَهَرَ جَيْشُ فُلَانٍ عَلَى جَيْشِ فُلَانٍ ،

”حضرت عائشہ بنتی النبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جبکہ سورج میرے حجرے میں چمکتا تھا (دھوپ موجود ہوتی تھی) سایہ پھیلا نہیں ہوتا تھا۔“ احمد کہتے ہیں: ”فی حجرتها“ یعنی سایہ ان کے حجرے میں پھیلا نہیں ہوتا تھا۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اہل عرب کے نزدیک ظہور کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ ایک چیز ظاہر ہو جائے حتیٰ کہ وہ دکھائی دے اور واضح ہو جائے اس میں کوئی پوشیدگی نہ رہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ایک چیز دوسری پر غالب آ جائے۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں: فلاں فلاں شخص پر

(۲۳۰) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الابراد بالظہر فی شدة الحر: ۵۳۳، ۵۳۴۔ وابن ماجہ: ۶۸۱۔ مسند احمد: ۲۰۵۵۳۔

(۲۳۱) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۱۱۰۶۶۔ مجمع الزوائد: ۳۰۷/۱۔

(۲۳۲) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب وقت العصر: ۵۴۴، ۵۲۲۔ صحیح مسلم: ۶۱۱۔ وابن حبان:

۱۰۱۹، ۱۴۴۷۔ مسند احمد: ۲۲۹۶۶۔

نماز کے احکام و مسائل

ظاہر ہو گیا ہے، اور فلاں کا لشکر فلاں کے لشکر پر ظاہر ہو گیا ہے یعنی ان پر غالب آ گیا ہے۔ لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان ”لم یظہر الفیء بعد“ کا مطلب یہ ہے کہ سایہ ان کے حجرے میں دھوپ پر غالب نہیں آیا تھا۔ یعنی نماز عصر کے وقت حجرے میں سایہ دھوپ سے زیادہ نہیں تھا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عصر اس کے اول وقت پر جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا تھا، جلد ادا کی تھی۔ (نووی: ۸۰۸/۵)

۲۔ عصر کی نماز اول وقت پر افضل ہے اور نبی ﷺ کا معمول بھی نماز عصر اول وقت پر پڑھنا تھا، لہذا حلیوں اور عذر تراشیوں سے قصد انماز عصر کو مؤخر کرنا اور اسے دائمی معمول بنانا درست نہیں۔

۱۹..... بَابُ ذِكْرِ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى إِصْفِرَارِ الشَّمْسِ

نماز عصر کو سورج زرد ہونے تک مؤخر کرنے پر سخت وعید کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ ﷺ فِي خَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَهُوَ وَقْتُ إِلَى أَنْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ ، إِنَّمَا أَرَادَ وَقْتَ الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةَ وَالنَّاسِيَ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ ، فَيَذْكُرُهَا قَبْلَ إِصْفِرَارِ الشَّمْسِ أَوْ عِنْدَهُ . وَكَذَلِكَ أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا ، وَقْتُ الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةَ وَالنَّاسِيَ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ جِئِن يَذْكُرُهَا ، وَقْتًا يُمْكِنُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَةً مِنْهَا قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ، لَا أَنَّهُ أَبَاحَ لِلْمُصَلِّي فِي غَيْرِ الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ أَنْ يُؤَخَّرَهَا حَتَّى يُصَلِّيَ عِنْدَ إِصْفِرَارِ الشَّمْسِ ، أَوْ رَكْعَةً قَبْلَ الْغُرُوبِ وَتِلْكَ نَابِعُهُ

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ”پھر جب تم نماز عصر ادا کر لو تو سورج زرد ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے“ اس سے آپ کی مراد عذر، ضرورت اور بھول جانے والے کے لیے نماز عصر کا وقت ہے کہ اسے سورج زرد ہونے سے پہلے یا زرد ہونے پر یاد آئے تو وہ نماز پڑھ لے۔ اسی طرح آپ کی مراد اس فرمان سے ”جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت نماز عصر سے پالی تو اس نے مکمل پالی“ یہ ہے کہ یہ عذر، ضرورت اور نماز عصر بھول جانے والے کے لیے وقت ہے کہ جب اسے یاد آئے اس کے لیے (سورج غروب ہونے سے پہلے) ایک رکعت پڑھنا ممکن ہو تو وہ پڑھ لے۔ آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ آپ نے بغیر کسی عذر، ضرورت اور نماز عصر کو یاد رکھنے والے کے لیے جائز قرار دے دیا ہے کہ وہ نماز عصر کو مؤخر کر لے حتیٰ کہ سورج زرد ہونے پر ادا کرے یا سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت ادا کرے اور تین رکعت غروب آفتاب کے بعد ادا کرے۔“

۳۳۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ السَّعْدِيُّ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - .....

”حضرت علاء بن عبدالرحمن بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ وہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے، اور ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا۔ پھر جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: تم نے نماز عصر پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم تو ابھی نماز ظہر ادا کر کے آئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: نماز عصر ادا کر لو۔ لہذا ہم اٹھے اور نماز (عصر) پڑھ لی، پھر جب ہم (نماز سے) فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے، وہ اس میں بہت تھوڑا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔“ امام صاحب اپنے استاد یونس عبدالاعلیٰ کی سند سے حضرت علاء بن عبدالرحمان ہی سے مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کرتے ہیں۔“

حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَعْقُوبَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ ، حَتَّى انصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ . قَالَ: وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ . فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ ، قَالَ: صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟ قُلْنَا لَهُ: إِنَّمَا انصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ . قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ: فَقُمْنَا ، فَصَلَّيْنَا . فَلَمَّا انصَرَفْنَا ، قَالَ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ ، قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا ، لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، نَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: بِهَذَا نَحْوَهُ .

۳۳۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُزَيْعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَثْمَانَ الْبُكْرَاوِيُّ أَبُو بَحْرٍ ، نَا شُعْبَةُ ، نَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ يَعْقُوبَ - .....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ منافق کی نماز ہے، وہ انتظار کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ، قَالَ ، وَسَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ، يَقُولُ ، وَجَدْتُ فِي كِتَابِي بِحَطِّ

(۳۳۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب التكبیر فی العصر: ۶۲۲۔ سنن الترمذی: ۱۶۰۔ سنن النسائی: ۵۱۱۔ سنن ابی داود: ۴۱۳۔ مسند احمد: ۱۱۵۶۱۔ الصحیحہ: ۱۷۴۵۔ وابن حبان: ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۳۔ (۳۳۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب التكبیر فی العصر: ۶۲۲۔ سنن ابی داود: ۴۱۳۔ سنن ترمذی: ۱۶۰۔ مسند احمد: ۱۰۲/۳۔ وغیرہم من طریق عن العلاء، بہ۔

نماز کے احکام و مسائل

دوسینگوں کے درمیان یا شیطان کے دوسینگوں پر ہوتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے، اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت تھوڑا کرتا ہے۔“ یہ ابوموسیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابن بزیع کی روایت میں ہے: شیطان کے دوسینگوں کے درمیان یا شیطان کے دوسینگوں میں، اور کہا کہ شعبہ کہتے ہیں: “چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔“

يَدِي فِيمَا نَسَخْتُ مِنْ كِتَابٍ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ، نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ تِلْكَ صَلَاةَ الْمُنَافِقِ، يَتَنَظَّرُ حَتَّى إِذَا اضْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنِي الشَّيْطَانِ - أَوْ عَلَى قَرْنِي الشَّيْطَانِ - قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى. وَقَالَ ابْنُ بُزَيْعٍ: بَيْنَ قَرْنِي شَيْطَانٍ، أَوْ فِي قَرْنِي شَيْطَانٍ. وَقَالَ، قَالَ شُعْبَةُ: نَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.

**فوائد**.....: ۱۔ یہ احادیث نماز عصر اول وقت پر جلد پڑھنے کی مشروعیت کی دلیل ہیں اور نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ مثل ہونے پر شروع ہوتا ہے۔

۲۔ تِلْكَ صَلَاةَ الْمُنَافِقِ: اس میں نماز عصر بلا عذر مؤخر کرنے کی مذمت کا بیان ہے۔

۳۔ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا: انتہائی سرعت سے نماز ادا کرنا کہ نماز میں خشوع، طمانیت اور اذکار مکمل نہ ہوں، قابل مذمت فعل ہے اور ٹھونگے مارنے سے مقصود حرکات میں عجلت ہے۔ (نووی: ۱۲۳/۵)

۲۰..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

بلا ضرورت نماز عصر کو مؤخر کرنے پر سخت وعید کا بیان

۳۳۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ، نَا الزُّهْرِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ..... عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”حَضْرَتِ سَالِمِ اپنے والد محترم (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس

(۳۳۵) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب اثم من فاتته العصر: ۵۵۲۔ صحیح مسلم: ۶۲۶، ۲۰۱۔ سنن ترمذی: ۱۷۵۔ سنن النسائی: ۵۱۲۔ سنن ابی داؤد: ۴۱۴۔ سنن ابن ماجہ: ۶۸۵۔ مسند احمد: ۴۳۱۷۔ موطا امام مالک: ۱۸۔ سنن الدارمی: ۱۲۳۰۔ وابن حبان: ۱۴۶۷، ۱۴۵۰۔

نماز کے احکام و مسائل

وَمَالُهُ . قَالَ مَالِكٌ: تَفْسِيرُهُ ذَهَابُ الْوَقْتِ . شخص کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال ہلاک ہو گئے۔ مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ وقت نکل جانے پر نماز پڑھتا ہے۔

۲۱..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَكْبِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي يَوْمِ الْغَيْمِ وَالتَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

بادل والے دن نماز عصر جلدی پڑھنے کا حکم ہے، اور نماز عصر کو ترک کرنے پر سخت وعید کا بیان  
۳۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا هِشَامٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، أَنَّ أَبَا قَلَابَةَ حَدَّثَهُ ، أَنَّ.....

”حضرت ابو یلیخ ہذلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت بریدہ سلمیٰ رحمہ اللہ کے ساتھ ایک ابر آلود دن میں جہاد میں تھے تو انہوں نے فرمایا: نماز (عصر) کو جلدی ادا کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عصر ترک کی اس کے عمل ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔“ امام صاحب حسین بن حریش کی سند مذکورہ بالا کی طرح روایت بیان کرتے ہیں کہ اس میں ان الفاظ کا فرق ہے۔ ”فقد حبط عمله“ تو اس کے عمل رایگاں گئے۔“

أَبَا الْمَلِيحِ الْهَدَلِيِّ حَدَّثَهُ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمِ غَيْمٍ ، فَقَالَ ، بَكَّرُوا بِالصَّلَاةِ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَحْبَطَ عَمَلُهُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو عَمَّارٍ ، نَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ عَنْ هِشَامِ صَاحِبِ الدِّسْتَوَائِي عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قَلَابَةَ: بِهَذَا مِثْلَهُ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ .

**فوائد:**..... ان احادیث میں نماز عصر چھوڑنے اور ضائع کرنے کے بارے سخت وعید ہے لہذا کسی بھی صورت نماز عصر سے غفلت نہیں برتنی چاہیے اور بہر صورت نماز عصر کو وقت پر ادا کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں مذکورہ احادیث کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ ان میں نماز عصر چھوڑنے کی سخت وعید ہے اور ظاہر معنی مراد نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۲/ ۴۴)

۲۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے

۳۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ

(۳۳۶) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب من ترك العصر: ۵۹۴، ۵۳۔ سنن النسائی: ۴۷۴۔ ابن ماجہ: ۶۹۴۔ صحیح

الترغیب: ۴۷۸۔ الارواء ۲۰۵۔ و ابن حبان: ۱۴۶۸، ۱۴۶۱۔ مسند احمد: ۲۱۹۴۸۔

سَعِيدُ الْمُقْبِرِيِّ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ.....

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَأْتِي بَنِي سَلَمَةَ (کے محلے) میں آتے تو ہم تیر کرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتے تھے۔

۳۳۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمَخْرَمِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ.....

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُونَ فَيَرَى أَحَدُهُمْ مَوَاقِعَ نَبَلِهِ. ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (صحابہ کرام) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھتے تھے پھر وہ (اپنے گھروں کو) لوٹتے تو ان میں سے کوئی شخص اپنے تیر کے موقیع نبلہ کی جگہوں کو دیکھ لیتا تھا۔“

**فوائد:**..... یہ احادیث اس بات کے متقاضی ہیں کہ نماز مغرب اول وقت پر جلد ادا کی جائے کہ نماز سے

فراغت کے بعد مغرب کی روشنی باقی ہو۔ (عون المعبود: ۷۹/۲)

۲۳..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَإِعْلَامِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ لَا يَزَالُونَ بِخَيْرٍ، ثَابِتِينَ عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخَّرُوها إِلَى اسْتِثْبَاتِ النُّجُومِ

نماز مغرب کو موخر کرنے پر سخت وعید کا بیان، اور نبی ﷺ کا اپنی امت کو بتانا کہ وہ ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہیں گے، فطرت پر ثابت رہیں گے جب وہ نماز مغرب کو ستاروں کے جم گئے ہونے تک موخر نہیں کریں گے۔

۳۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ وَمُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامِ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، ح وَحَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزَرِيُّ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ.....

عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ”حضرت مرثد بن عبد اللہ یزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ جہاد کرتے ہوئے ہمارے پاس آئے جبکہ

(۳۳۷) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۳: ۲۸۲۔ رقم: ۱۰۰۳۴۔ ترقیم احمد شاکر، الارواء: ۲۰۶۔

(۳۳۸) اسنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی وقت المغرب: ۴۱۶۔ الفتح الزبانی: ۲/۲۶۶۔

(۳۳۹) اسنادہ حسن صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی وقت المغرب: ۴۱۸۔ مسند احمد: ۴/۱۴۷۔ من حدیث

محمد بن اسحاق بن یسار بہ والحاکم علی شرط مسلم: ۱/۱۹۰، ۱۹۱۔ وواقفہ الذہبی.



نماز کے احکام و مسائل

ان دنوں مصر کے گورنر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے۔ تو انہوں نے مغرب کی نماز تاخیر سے ادا کی، تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے عقبہ! یہ کونسی نماز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم مشغول تھے (اس لیے تاخیر ہو گئی) تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے کوئی مشکل نہیں مگر لوگ یہ گمان کریں گے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح (نماز موخر) کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میری امت ہمیشہ خیر و بھلائی یا فرمایا: فطرت پر رہے گی، جب تک وہ نماز مغرب کو ستاروں کا جھگٹھا ہونے تک موخر نہیں کریں گے۔ یہ دورتی کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ مؤمل اور افضل بن یعقوب کی روایت میں ہے: ”کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میری امت ہمیشہ خیر و بھلائی پر رہے گی.....“ امام ابوبکر محمد بن موسیٰ حرشی کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اور کہا: ”کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میری امت ہمیشہ خیر و بھلائی یا فطرت پر رہے گی جب تک وہ نماز مغرب کو ستاروں کا جھگٹھے ہونے تک موخر نہیں کریں گے“ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں (میں نے سنا ہے)“

يَوْمَئِذٍ عَلَىٰ مِصْرَ ، فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ؟ فَقَالَ: شَغَلْنَا فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ مَا يَبُي إِلَّا أَنْ يَطُنَّ النَّاسُ إِنَّكَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ هَكَذَا . سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ - أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ - مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ الدَّوْرَقِيِّ وَقَالَ الْمُؤَمِّلُ وَالْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ ، أَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرْشِيُّ ، نَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ . وَقَالَ أَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ - أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ - مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ قَالَ: بَلَى .

۳۴۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو زُرْعَةَ ، نَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُوسَى ، نَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ.....“ حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ فطرت پر

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرِ مَا

(۳۴۰) اسنادہ صحیح: کتاب الصلاة، باب وقت صلاة المغرب، البيهقي: ۴۸/۱۔ من حديث ابراهيم بن موسى به۔ الارواء:

۳۳/۳۔ المشكاة: ۶۰۹۔ سنن ابن ماجه: ۶۸۹۔ مسند احمد: ۲۲۴۳۴۔

رہے گی جب تک وہ نماز مغرب کو ستاروں کے جھگٹھے ہونے تک موخر نہ کریں۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ کے فرمان ”میری امت ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک وہ ستاروں کے باہم جڑ جانے تک نماز مغرب کو موخر نہ کریں“ میں یہ دلیل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث میں آپ کے اس فرمان ”نماز مغرب کا وقت شفق کی تیزی اور پھلاؤ ہونے تک رہتا ہے۔“ جھگٹھا شفق غائب ہونے سے بہت پہلے ہو جاتا ہے۔ ستاروں کے جم گٹھے کے بعد اور شفق کے غائب ہونے سے پہلے بہت سی رکعات، چار رکعات سے زیادہ ادا کی جاسکتی ہیں۔“

لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي قَوْلِهِ، لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ قَوْلَهُ فِي خَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ إِنَّمَا أَرَادَ وَقْتُ الْعُدْرِ وَالضَّرُورَةَ. لَا أَنْ يَعْتَمِدَ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِلَى أَنْ تُقَرَّبَ غَيْبُوبَةُ الشَّفَقِ، لِأَنَّ اسْتِبْطَاكَ النُّجُومِ يَكُونُ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ بِوَقْتٍ طَوِيلٍ يُمَكِّنُ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ اسْتِبْطَاكَ النُّجُومِ قَبْلَ غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ رَكَعَاتٍ كَثِيرَةً، أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ.

**فوائد:**..... ابن اشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اشتباک النجوم سے مراد تمام ستاروں کا آسمان پر ظاہر ہونا اور جھگٹھا بنانا ہے اور یہ اندھیرا اچھا جانے سے کنایہ ہے۔ نیز یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز مغرب کو جلد (یعنی اول وقت پر) ادا کرنا مستحب ہے۔ اور ستاروں کے جگمگاتھے موخر کرنا مکروہ فعل ہے جب کہ رافضیوں نے اس سنت کے برعکس موخر اختیار کیا ہے اور انہوں نے ستاروں کے روشن ہونے تک نماز مغرب کے موخر کرنے کو مستحب قرار دیا ہے، لیکن احادیث الباب ان کے موقف کی تردید کرتی ہیں اور جن احادیث میں نماز مغرب کو سقوط شفق تک موخر کرنے کا بیان ہے ان میں یہ تاخیر بیان جواز کے لیے ہے (استحباب کے لیے نہیں) (عون المعبود: ۸۰/۲)

۲۳..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَسْمِيَةِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ عِشَاءً:

إِذِ الْعَامَّةُ أَوْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ يُسَمُّونَهَا عِشَاءً

نماز مغرب کو عشاء کا نام دینا منع ہے، جبکہ عام لوگ یا اکثر لوگ اسے عشاء کا نام دیتے ہیں

۳۴۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ، قَالَ، قَالَ ابْنُ بَرِيْدَةَ، نَا.....

نماز کے احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ الْمَزْنِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. قَالَ، وَيَقُولُ الْأَعْرَابُ: هِيَ الْعِشَاءُ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَبْدُ اللَّهِ الْمَزْنِيُّ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُعْقَلِ.

”حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز مغرب کے نام کے بارے میں اعرابی تم پر ہرگز غالب نہ آجائیں۔ فرماتے ہیں: اعرابی کہتے ہیں: وہ عشاء ہے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عبداللہ مزنی، وہ عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ ہیں۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ مہلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مغرب کو عشاء کہنا مکروہ ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے نام کو کسی کی رائے کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔ (شرح ابن بطال: ۳ / ۳۳۶)

۲۔ شوکانی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے مغرب کو عشاء سے موسوم کرنا ممنوع ہے جیسے دیہاتی لوگ مغرب کو عشاء سے موسوم کرتے تھے۔

چنانچہ اگر اس نام میں لوگ اعراب کے موافق ہو جاتے تو اس نام پر اعراب ان پر غالب آجاتے، کیونکہ فریق مخالف فریقین میں سے جو فریق فریق ثانی کی طرف رجوع کرتا ہے تو رجوع کرنے والا مغلوب اور جس کی طرف اس نہی کی علت میں اختلاف ہے، چنانچہ ایک قول کے مطابق اس ممانعت کی علت مغرب اور عشاء کے التباس کا خوف ہے اور ایک قول کے مطابق نہی کی علت یہ ہے کہ مغرب کو عشاء سے موسوم کرنا حکم الہی کی مخالفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اول نماز (مغرب کو) مغرب سے عشاء ثانیہ کو عشاء سے موسوم کیا ہے۔ (نبیل الاوطار: ۲ / ۱۰)

۲۵..... بَابُ اسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِذَا لَمْ يَخْفِ الْمَرْءُ الرِّقَادَ قَبْلَهَا

جب کسی آدمی کو نماز عشاء سے پہلے سو جانے کا خدشہ نہ ہو تو نماز عشاء کو موخر کرنا مستحب ہے

وَلَمْ يَخْفِ الْإِمَامُ ضَعْفَ الضَّعِيفِ وَسَقَمَ السَّقِيمِ فَتَقَوُّهُمْ الْجَمَاعَةُ، لِتَأْخِيرِ الْإِمَامِ الصَّلَاةَ، أَوْ يَشُقُّ عَلَيْهِمْ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ إِذَا آخَرَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ

نیز امام کو نماز عشاء موخر کرنے کی صورت میں کمزور شخص کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا ڈرنہ ہو کہ ان کی نماز باجماعت فوت ہو جائے گی یا نماز موخر کرنے سے ان کے لیے جماعت میں حاضر ہونا مشکل ہو جائے گا تو نماز عشاء موخر کرنا مستحب ہے۔

۳۴۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ، نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ عَطَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ مَرَّةً، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمْرِو عَنْ عَطَاءِ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء مؤخر کر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما باہر نکلے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! نماز (پڑھا دیجیے) عورتیں اور بچے سو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور آپ اپنی دونوں جانب سے پانی جھاڑ رہے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے: ”اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں (یہ نماز) اسی وقت پڑھنے کا حکم دیتا۔ (ابن جریج اور عمر) دو میں سے کسی ایک نے یہ الفاظ روایت کیے کہ: یہی وقت ہے اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشکل و مشقت میں ڈال دوں گا۔“ یہ عبد الجبار کی حدیث کے الفاظ ہیں جب انہوں نے ابن جریج اور عمر بن دینار سے روایت کو جمع کر کے بیان کیا۔ اور جب ابن جریج کی روایت کو منفرد بیان کیا تو کہا: ”یہی وقت ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا۔ احمد بن عبدہ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں مومنوں کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں یہ نماز اسی وقت ادا کرنے کا حکم دیتا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَّرَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَفَدَ النِّسَاءَ وَالْوِلْدَانَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمَاءُ يَقْطُرُ عَنْ رَأْسِهِ . وَهُوَ يَمْسَحُهُ عَنْ شِقْمِيهِ ، وَهُوَ يَقُولُ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هَذِهِ السَّاعَةَ . وَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ عَبْدِ الْجَبَّارِ جِئْنَا جَمَعَ الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَعُمَرُ بْنُ دِينَارٍ وَقَالَ لَمَّا أَفْرَدَ خَيْرُ ابْنِ جُرَيْجٍ: إِنَّهُ الْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هَذِهِ الصَّلَاةَ هَذِهِ السَّاعَةَ .

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز عشاء کو اول وقت سے مؤخر کرنا افضل ہے جب کہ دیگر نمازیں اول وقت پر ادا کرنا افضل ہیں۔

۲۔ نماز عشاء کا مختار و مستحب وقت ایک تہائی رات گزرنے کا وقت ہے، نیز آپ کا ہمیشہ نماز کو اول وقت پر پڑھنا اس کی تاخیر کے افضل ہونے کے متعارض نہیں کیونکہ تاخیر میں حائل چیز امت کو مشقت پر ڈالنا تھا کہ کہیں تہائی رات

(۳۴۲) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، با النوم قبل العشاء لمن غلب: ۷۲۳۹، ۵۷۱۔ صحیح مسلم: ۲۲۵۔ سنن

النسائی: ۵۳۱۔ سنن الدارمی: ۱۲۱۵۔

کا وقت نماز عشاء کے لیے فرض نہ کر دیا جائے۔ چونکہ اب یہ علت ختم ہو چکی ہے لہذا اگر نمازی حضرات با آسانی اس وقت نماز کا اہتمام کر سکتے ہوں تو اول تہائی رات کے وقت نماز عشاء پڑھنا افضل ہے لیکن جبراً نماز عشاء کو موخر کرنا درست نہیں۔

۳۴۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کو موخر کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے با آواز آپ سے عرض کی: (حضور) عورتیں اور بچے سو گئے ہیں: تو آپ ان کی طرف تشریف لائے اور فرمایا: اہل زمین میں سے تمہارے سوا کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“ امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دنوں صرف اہل مدینہ ہی نماز پڑھتے تھے۔“

۳۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنِ مَنصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ نَافِعٍ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک رات نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے تو آپ ہمارے پاس تہائی رات گزر جانے کے بعد تشریف لائے۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ کس چیز نے آپ کو آپ کے گھر والوں میں یا کسی اور کام میں مشغول کر دیا تھا۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: بے شک تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ تمہارے سوا کوئی مذہب والے اس کا انتظار نہیں کر رہے۔ اور اگر مجھے یہ ڈرنہ ہوتا کہ میری امت پر گراں ہوگا تو میں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: كُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِمُصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَلَا نَدْرِي أَى شَيْءٍ شَعَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ . فَقَالَ جِبْنٌ خَرَجَ: إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلَاةَ مَا يَسْتَظِرُّهَا أَهْلُ دِينِ غَيْرِكُمْ . وَكُلُوا أَنْ يَثْقَلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ . ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَدِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى .

(۳۴۳) اسنادہ صحیح: صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب النوم قبل العشاء لمن غلب: ۵۷۰۔ مسند احمد: ۲۲۹۳۔

معجم الزوائد: ۱/۳۱۳۔

(۳۴۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد مواضع الصلاة، باب وقت العشاء وتأخیرها: ۶۳۹۔ صحیح البخاری: ۵۷۰۔ سنن

النسائی: ۵۳۷۔ سنن ابی داؤد: ۳۵۶۔

نماز کے احکام و مسائل

انہیں (یہ نماز) اسی وقت پڑھاتا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے نماز کی اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔“

۳۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ وَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ ، ح وَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْفَرَّارُ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، نَا دَاوُدُ ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.....

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز عشاء کے لیے تقریباً آدھی رات تک انتظار کیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی، پھر فرمایا: اپنی نشستوں کو سنبھالو۔ بے شک لوگ تو سو چکے ہیں۔ بے شک تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، اس وقت سے مسلسل نماز ہی میں ہو۔ اور اگر مجھے کمزور شخص کی کمزوری، بیمار شخص کی بیماری اور حاجت مند کی حاجت مندی حاجت و ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر کر دیتا۔“

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: أَنْتَظَرُنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتَّى ذَهَبَ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِنَا ، ثُمَّ قَالَ: خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ . فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ أَنْتَظَرْتُمُوهَا ، وَلَوْ لَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ . هَذَا حَدِيثٌ بَنْدَارٍ .

۲۶..... بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا بِذِكْرِ خَيْرِ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ  
مجمّل غیر مفسر روایت کے ذکر سے نماز عشاء سے پہلے سونے

اور اس کے بعد باتیں کرنے کی کراہت کا بیان

۳۴۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا عَوْفٌ ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ عَوْفٍ ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ وَعَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ عَلِيَّةَ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ.....

”حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند

عَنْ أَبِي بَرزَةَ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا .

(۳۴۵) اسنادہ صحیح: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب وقت العشاء الآخره: ۴۲۲۔ سنن النسائی: ۵۳۸۔ سنن ابن ماجه: ۶۹۳۔  
(۳۴۶) صحیح البخاری، کتاب مواقیات الصلاة، باب ما یکره النوم قبل العشاء: ۵۹۹، ۵۴۱۔ صحیح مسلم: ۶۴۷۔ والترمذی: ۱۶۸۔ وابن ماجه: ۷۰۱۔ وابن حبان: ۱۰۵۰۱، ۱۸۱۱، ۵۲۲، ۵۲۱/۴۔ من طریق خالد الحذاء عن ابی المنهال عن ابی برزہ، ۴۰.

نماز کے احکام و مسائل

کرتے تھے۔“ یہ احمد بن منیع کی حدیث ہے۔ یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ: ہمیں ابو منہال سیا رہن سلامہ نے بیان کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو میرے والد نے ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز کیسے ادا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ عشاء کی نماز جسے تم عتمہ کہتے ہو کو موخر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور آپ عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد گفتگو کرنا پسند کرتے تھے۔“ محمد بن جعفر اور عبد الوہاب کی روایت میں عن ابی المنہال ہے جبکہ متن یحییٰ کی روایت ہی کی طرح ہے۔

هَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ بْنِ مَنِيعٍ . وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلِيٍّ أَبِي بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلَهُ أَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ؟ قَالَ : كَانَ يَسْتَجِبُ أَنْ يُؤَخَّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ . وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا . وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ ، وَمَتْنٌ حَدِيثُهُمَا مِثْلَ مَتْنِ حَدِيثِ يَحْيَى .

**فوائد:**..... علماء بیان کرتے ہیں: عشاء سے قبل سونے کی کراہت کا سبب یہ ہے کہ عشاء سے قبل گہری نیند سونے سے نماز عشاء کے چھوٹ جانے، یا نماز عشاء کے پسندیدہ اور افضل وقت چھوٹ جانے کا خدشہ ہے، نیز یہ فعل اس لیے بھی مکروہ ہے کہ اس سے لوگ کاہلی کا شکار ہو کر نماز باجماعت سے سونہ رہا کریں، (لہذا عشاء سے قبل سونا مکروہ ہے) اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کراہت کا سبب یہ ہے کہ یہ رات کی بیداری کا سبب ہے پھر نیند کے غلبہ کی وجہ سے قیام اللیل، رات کے اذکار اور نماز فجر کے چھوٹنے کا ڈر ہے، نیز رات کی بیداری دن کے اوقات میں حقوق الدین، نیک کاموں اور دنیاوی مصالح کو انجام دینے میں سستی کا باعث ہے۔ (لہذا عشاء کے باتیں کرنا مکروہ فعل ہے۔)

علماء کہتے ہیں: عشاء کے بعد گپیں ہانکنا اور غیر ضروری باتیں مکروہ ہیں۔ البتہ مصلحت و حکمت اور خیر کی باتیں کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (نووی: ۱۶۶/۵)

۲۷..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الدَّالِّ عَلَى الرُّحْصَةِ فِي النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ إِذَا أُخْرِبَتِ الصَّلَاةُ

اس حدیث کا بیان جو نماز عشاء کو موخر کر دینے کی صورت میں عشاء سے پہلے سونے کی رخصت کی دلیل ہے وَفِيهِ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ كَرَاهَةَ النَّبِيِّ ﷺ النَّوْمَ قَبْلَهَا إِذَا لَمْ تُؤَخَّرْ اس میں یہ دلیل ہے کہ عشاء سے پہلے سونے کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے جس کراہت کا اظہار کیا ہے وہ اس وقت ہے جب نماز موخر نہ کی گئی ہو۔

۳۴۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ تَسْنِيمٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ

بکر - یعنی البرسانی۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ نَافِعٍ.....

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَغِلَ ذَاتَ لَيْلَةٍ عَنِ صَلَاةِ الْعَتَمَةِ، حَتَّى رَقَدْنَا، ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا، ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: لَيْسَ يَنْتَظِرُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ. هَذَا حَدِيثٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ. وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ. وَفِي خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَخَرَجَ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الصَّلَاةُ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ.

”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک رات نبی اکرم ﷺ نماز عشاء سے مشغول ہو گئے حتیٰ کہ ہم سو گئے پھر ہم بیدار ہوئے، پھر ہم سو گئے، پھر ہم بیدار ہوئے، پھر آپ تشریف لائے تو فرمایا: تمہارے سوا اہل زمین میں سے کوئی بھی نماز کا منتظر نہیں ہے۔“ یہ محمد بن بکر کی حدیث ہے۔ ابن رافع کی روایت میں ہے: ”حتیٰ کہ ہم مسجد میں سو گئے۔“ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے: ”تو حضرت عمر باہر نکلے تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! نماز (پڑھا دیجیے) عورتیں اور بچے سو گئے ہیں۔“

۳۴۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ الْقَيْسِيُّ، نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ تَسْنِيمٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرِّمَادِيُّ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَقَالَ حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ أَنَّ أُمَّ كَلْتُومَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ.....

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے (نماز عشاء) موخر کر دی حتیٰ کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور فرمایا: بے شک اس کا یہی وقت ہے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا۔“ ابو عاصم اور محمد بن بکر کی روایت میں ہے۔ ”حدثنی المغیرة بن حکیم“ یعنی اخبار نبی کی بجائے حدثنی کہا ہے) امام

(۳۴۷) صحیح البخاری، مواقیح الصلاة، باب النوم قبل العشاء لمن غلب: ۵۷۱، ۵۷۰۔ صحیح مسلم: ۶۴۲، ۶۳۹۔ مسند

احمد: ۸۸/۲۔ ابو داؤد: ۱۹۹۔ وابن حبان: ۱۰۹۹۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۹۵۳۔ من طریق ابن جریج عن نافع عن ابن عمر، بہ.

(۳۴۸) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب وقت العشاء وتاخيرها: ۶۳۸۔ سنن الدارمی: ۱۲۱۴۔ وسنن

نسائی ۵۳۶۔ و احمد: ۱۵۰/۶.



ابوبکر کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب نماز عشاء کو موخر کیا حتیٰ کہ اہل مسجد سو گئے تو جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں (عشاء سے قبل سونے پر) ڈانٹا نہیں ہے، اور اگر نماز عشاء سے پہلے ان کا سونا مکروہ ہوتا جبکہ نبی ﷺ نے نماز کو موخر کر دیا تھا تو نبی اکرم ﷺ انہیں ان کے اس فعل پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور انہیں اس کام پر سرزنش کرتے جو ان کے لیے جائز نہ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ سے اوقات نماز کے متعلق روایت میں ہے، وہ دوسری رات نماز عشاء کے وقت کے بارے میں فرماتے ہیں: ہم سو گئے پھر بیدار ہو گئے، پھر ہم سو گئے، پھر ہم بیدار ہو گئے، پھر ہم کئی بار سوئے۔“

صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، حَتَّى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ، لَمْ يَزُجْرْهُمْ عَنِ النَّوْمِ لَمَّا خَرَجَ عَلَيْهِمْ . وَلَوْ كَانَ نَوْمُهُمْ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَمَّا أَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ مَكْرُوهًا، لِأَشْبَهَ أَنْ يَزُجْرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فِعْلِهِمْ، وَيُوتِخَهُمْ عَلَى فِعْلٍ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِعْلُهُ . وَفِي خَبَرٍ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَوَاقِيتِ، قَالَ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ، فَمِنَّمَا نُمُّ قُمْنًا، ثُمَّ نِمْنَا ثُمَّ قُمْنًا، ثُمَّ نِمْنَا مَرَارًا .

## ۲۸..... بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ عَتَمَةً

عشاء کو عتمہ کا نام دینا مکروہ ہے

۳۴۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اگر عربی تمہاری نماز کے نام کے بارے میں تم پر ہرگز غالب نہ آ جائیں، بے شک وہ اونٹوں پر (دودھ دوہنے کی وجہ سے) دیر کیا کرتے تھے (اس لیے عشاء کو عتمہ کہتے تھے) بے شک وہ نماز عشاء ہے۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ إِنَّهُمْ يُعْتَمُونَ عَلَى الْإِبِلِ، إِنَّهَا صَلَاةُ الْعِشَاءِ .

## ۲۹..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّغْلِيسِ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ

نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے

۳۵۰- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ الْمَخْزُومِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

(۳۴۹) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب وقت العشاء وتأخيرها: ۶۴۴۔ سنن النسائی: ۵۴۱۔ سنن ماجہ:

۷۰۴۔ وابن حبان: ۱۰۳۹۔ مسند احمد: ۶۰۳۲۔

قَالَ أَحْمَدُ: أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الْأَجْرَانُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ.....

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ يَخْرُجْنَ مَتَلَفَعَاتٍ بِمِرْوَطِهِنَّ مَا يَعْرِفْنَ . زَادَ أَحْمَدُ: ثُمَّ ذَكَرَ الْغَلَسَ .

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مومن عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کرتی تھیں پھر وہ اپنی چادروں میں لپٹی واپس نکلتی تھیں کہ انہیں پہچانا نہیں جاتا تھا۔“ احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ”پھر انہوں نے اندھیرے کا ذکر کیا“ (کہ اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔)

۳۵۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُليَّةَ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ.....

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، قَالَ: فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو ہم نے اس کے قریب صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی۔“

**فوائد:**..... ۱- یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز فجر جلدی (اندھیرے میں) ادا کرنا مستحب فعل ہے۔ مالک، شافعی،

احمد اور جمہور علماء رضی اللہ عنہم کا یہی موقف ہے اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صبح کو روشن کرنا افضل ہے۔

- ۲- عورتوں کا مسجد میں باجماعت نماز میں حاضر ہونا جائز ہے بشرطیکہ فتنے وغیرہ کا خوف نہ ہو۔ (نووی: ۱۴۳/۵)
- ۳- ابن قدامہ حنبلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز فجر اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ مالک، شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے اور ابو بکر و عمر، ابن مسعود، ابو موسیٰ، عبد اللہ بن زبیر اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم سے بھی یہی قول منقول ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: ۱۸۶/۲)

۳۵۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ.....

ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ.....

”حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن

- (۳۵۰) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب وقت الفجر: ۵۷۸۔ صحیح مسلم: ۶۴۵۔ سنن الترمذی: ۱۰۳۔ سنن النسائی: ۵۴۶۔ سنن ابی داؤد: ۴۲۳۔ وابن ماجہ: ۶۶۹۔ مسند احمد: ۲۴۲۸۲۔ موطا: ۳۔ سنن الدارمی: ۱۱۱۶۔ (۳۵۱) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ: ۳۷۱۔ صحیح مسلم: ۳۴۹۸، ۱۳۶۵۔ سنن النسائی: ۳۳۸۰۔ سنن ابی داؤد: ۳۰۰۹۔ مسند احمد: ۱۰۱/۳۔ من طريق اسماعيل ابن عليه يمين عبدالعزیز بن صهيب، به. (۳۵۲) اسنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب في المواقيت: ۳۹۴۔ اس کی اصل صحیح البخاری: ۳۲۲۱، ۵۲۱ میں موجود ہے۔ وابن حبان: ۴۴۹۔ والبيهقي في الكبرى: ۱۰۸۲۔ ومسلم: ۶۱۱۔ وأحمد: ۲۷۴/۵۔

عبدالعزیز رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے تو انہوں نے نماز کچھ موخر کر دی۔ تو حضرت عروہ بن زبیر نے فرمایا: بے شک جبرائیل علیہ السلام نے محمد ﷺ کو نماز کے وقت کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ تو حضرت عمر نے کہا: خوب سمجھ لو تم کیا کہہ رہے ہو۔ تو حضرت عروہ نے کہا: میں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، کہہ رہے تھے: میں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے وقت کی خبر دی، تو میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی، پھر میں نے اس کے ساتھ نماز ادا کی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی، تو انہوں نے پانچ نمازیں اپنی انگلیوں پر شمار کیں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر ادا کی اور بسا اوقات اسے موخر کیا جبکہ گرمی شدید ہو جاتی۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز عصر ادا کی جبکہ سورج بلند اور سفید تھا، اس سے پہلے کہ وہ زرد ہوتا۔ تو ایک شخص نماز سے فارغ ہو کر غروب آفتاب سے پہلے ذوالحلیفہ آ جاتا۔ اور آپ نماز مغرب، غروب آفتاب کے وقت ادا کرتے، اور عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے جب افق سیاہ ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات لوگوں کے جمع ہونے تک اسے موخر کر دیتے۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز کو اندھیرے میں لوگوں کے جمع ہونے تک اسے موخر کر دیتے۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی، پھر دوسری مرتبہ اسے روشنی میں پڑھا، پھر اس کے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوتی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ وفات پا گئے۔ پھر آپ نے کبھی روشنی میں نماز ادا نہیں کی۔“

كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ شَيْئًا . فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَمَا إِنَّ جِبْرِيْلَ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إَعْلَمَ مَا تَقُولُ . فَقَالَ عُرْوَةُ: سَمِعْتُ بِشَيْرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ، سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، فَحَسِبَ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ . وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرَبَّمَا أَخْرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بِيضَاءُ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنِّي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ . وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي العِشَاءَ حِينَ يَسُودُ الْأَفْقُ ، وَرَبَّمَا أَخْرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ . وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً يَغْلَسُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَرَّةً أُخْرَى فَاسْفَرَّ بِهَا . ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِالْغَلَسِ حَتَّى مَاتَ ﷺ . ثُمَّ لَمْ يُعَدَّ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ لَمْ يَقُلْهَا أَحَدٌ غَيْرُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ . فِي هَذَا الْخَبَرِ كُذِّبَ ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الشَّفَقَ الْبَيَاضَ لَا الْحُمْرَةَ . لِأَنَّ فِي الْخَبَرِ: وَيُصَلِّي العِشَاءَ

امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روایت میں یہ اضافہ صرف اسامہ بن زید راوی نے بیان کیا ہے۔ اس پوری حدیث میں دلیل ہے کہ شفق سے مراد سفیدی ہے سرخی نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے: ”اور آپ عشاء کی نماز اس وقت ادا کرتے جب افق سیاہ ہو جاتا۔“ اور افق سیاہ اس وقت ہوتا ہے جب سرخی کے ختم ہونے کے بعد ظاہر ہونے والی سفیدی غائب ہو جائے۔ کیونکہ سرخی جب ختم ہوتی ہے تو سفیدی اس کے بعد باقی رہتی ہے پھر سفیدی غائب ہوتی ہے تو افق سیاہ ہوتا ہے۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”پھر بلال رضی اللہ عنہ نے دن کی سفیدی ختم ہونے پر عشاء کی اذان کہی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھائی۔“

جِئْنَا بِسُودِ الْأَفْقِ . وَإِنَّمَا يَكُونُ أَسْوَدًا  
الْأَفْقِ بَعْدَ ذَهَابِ الْبَيَاضِ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَ  
سُقُوطِ الْحُمْرَةِ . لِأَنَّ الْحُمْرَةَ إِذَا سَقَطَتْ  
مَكَثَ الْبَيَاضُ بَعْدَهُ . ثُمَّ يَذْهَبُ الْبَيَاضُ  
فَيَسْوَدُ الْأَفْقُ . وَفِي خَبَرِ سُلَيْمَانَ بْنِ  
مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، ثُمَّ أَذَّنَ بِإِلَاءِ  
الْعِشَاءِ جِئْنَا بِسُودِ الْبَيَاضِ النَّهَارِ فَأَمَرَهُ  
النَّبِيُّ ﷺ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى .

**نوٹ:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ اندھیرے میں نماز فجر ادا کرنا افضل ہے البتہ نماز فجر کو روشن کر کے اور صبح کا اندھیرے چھٹنے پر ادا کرنا بہر حال جائز ہے۔ نیز طلوع آفتاب سے قبل تک نماز فجر کے ادا کا وقت ہے۔

۳۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ  
الْبَرْقِيُّ : قَالَ ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ، نَا صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي وَهَبٍ - وَهُوَ  
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ الْكَلَابِيِّ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ .....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے نماز کے وقت کے متعلق پوچھا۔ پھر انہوں نے دو دن اور دو راتوں میں اوقات نماز کے متعلق مکمل حدیث بیان کی۔ اور پہلی رات میں فرمایا: پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ دن کی سفیدی ختم ہونے پر عشاء کی اذان کہی، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ : أَنَّ رَجُلًا أَتَى  
النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ . فَذَكَرَ  
الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ فِي مَوَاقِبِ الصَّلَاةِ فِي  
الْيَوْمَيْنِ وَاللَّيْلَتَيْنِ ، وَقَالَ فِي اللَّيْلَةِ  
الْأُولَى : ثُمَّ أَذَّنَ بِإِلَاءِ الْعِشَاءِ جِئْنَا بِسُودِ  
بَيَاضِ النَّهَارِ ، وَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَقَامَ

(۳۵۳) اسنادہ صحیح: سنن نسائی، کتاب الصلاة، باب اول وقت السرة: ۵۰۴۔ الترمذی: ۱۰۰۔ واحمد: ۳/۳۴۸، ۳۵۱/۳۔

کنز العمال: ۱۹۴۶۲، ۲۱۷۳۰۔ فتح الباری: ۲/۳۳۴۔

نماز کے احکام و مسائل

دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی، تو آپ نے نماز پڑھائی، اور دوسری رات کے متعلق فرمایا: پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دن کی سفیدی ختم ہونے پر عشاء کی اذان کہی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے موخر کر دیا، تو ہم سو گئے، پھر ہم کئی بار سوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: بے شک لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں اور بے شک تم اس وقت سے مسلسل نماز ہی میں ہو جب سے تم اس کا انتظار کر رہے ہو۔ پھر پوری حدیث بیان کی۔“

الصَّلَاةَ فَصَلَّى . وَقَالَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ: ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ فَأَخْرَجَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمِنَّمَا ، ثُمَّ نَمِنَا مِرَارًا ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا وَرَقَدُوا ، وَإِنِّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ . ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ .

۳۵۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَمَارُ بْنُ خَالِدِ الْوَاسِطِيُّ ، نَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ ، وَهُوَ الْوَاسِطِيُّ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ .....

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز ظہر کا وقت نماز عصر تک رہتا ہے۔ اور نماز عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک باقی رہتا ہے، اور نماز مغرب کا وقت شفق کی سرخی ختم ہونے تک رہتا ہے۔ اور عشاء کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے۔ اور نماز صبح کا وقت طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر اس حدیث میں یہ الفاظ (حمرۃ الشفق) صحیح ثابت ہوں تو اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ شفق سے مراد سرخی ہے (سفیدی نہیں) مگر ان الفاظ کو صرف محمد بن یزید نے بیان کیا ہے کہ اگر یہ اس سے یاد رکھے گئے ہوں۔ جبکہ امام شعبہ کے شاگردوں نے اس حدیث میں محمد بن یزید کے قول (شفق کی تیزی اور اس کا پھیلاؤ کو) روایت کیا ہے۔ امام صاحب نے ہند اور ابوموسیٰ کی سند سے روایت بیان کی ہے۔ دونوں نے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَقْتُ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ ، وَقْتُ الْعَصْرِ إِلَى اضْفِرَارِ الشَّمْسِ ، وَقْتُ الْمَغْرِبِ إِلَى أَنْ تَذَهَبَ حُمْرَةُ الشَّفَقِ ، وَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ، وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَلَوْ صَحَّتْ هَذِهِ اللَّفْظَةُ فِي هَذَا الْحَبْرِ ، لَكَانَ فِي هَذَا الْحَبْرِ أَنَّ الشَّفَقَ الْحُمْرَةَ ، إِلَّا أَنَّ هَذِهِ اللَّفْظَةَ تَفَرَّدَ بِهَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ ، إِنْ كَانَتْ حُفِظَتْ عَنْهُ . وَإِنَّمَا قَالَ أَصْحَابُ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْحَبْرِ: تَوَرُّ الشَّفَقِ ، مَكَانَ مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حُمْرَةَ الشَّفَقِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ،

(۳۵۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس: ۶۱۲- مسند احمد: ۶۶۹۸- وابن

حیان: ۱۴۷۱.

اس روایت میں کہا: ”اور مغرب کا وقت شفق کی تیزی ختم ہونے تک ہے“ انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔“

نَا بَنْدَارٌ وَ أَبُو مُوسَى ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - نَا شُعْبَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ قَتَادَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَزْدِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ . وَقَالَ فِي الْحَبْرِ : وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ تَوْرُ الشَّفَقِ . وَلَمْ يَرْفَعَاهُ .

۳۵۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ.....

”امام صاحب نے محمد بن لبید کی سند سے روایت بیان کی ہے۔ شعبہ کہتے ہیں: قتادہ نے ایک بار اسے مرفوع بیان کیا ہے۔ جبکہ بندار نے مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرح بیان کیا ہے۔ اس روایت کو سعید بن ابی عروبہ نے بھی بیان کیا ہے مگر انہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا اور نہ سرخی کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن ابی عدی نے اسے شعبہ سے موقوف روایت کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے سرخی کے متعلق بیان نہیں کیا۔ امام صاحب قتادہ کی ایک اور سند بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں: لہذا یہ حدیث موقوف ہے اس میں سرخی کا ذکر نہیں ہے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ دیکھا جانا چاہیے (غورو فکر کرنا چاہئے) کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کہ شفق سرخی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ عشاء کا اول وقت شفق غائب ہونے پر ہے، تو عشاء کی نماز افق کی سفیدی ختم ہونے تک ادا نہ کی جائے کیونکہ جو چیز معدوم ہو وہ معدوم ہی ہے حتیٰ کہ اس کا ہونا یقینی ہو جائے۔ لہذا جب تک یقیناً معلوم نہ ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اس وقت تک نماز واجب نہیں ہوتی۔ فرض کی ادائیگی اس کے واجب ہونے کے یقین تک جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب سرخی غائب ہو

لَيْبِدٍ ، أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ شُعْبَةُ : رَفَعَهُ مَرَّةً . وَقَالَ بَنْدَارٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوَّلِ . وَرَوَاهُ أَيْضاً هِشَامُ الدُّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ وَ رَفَعَهُ ، فَذَامَلَيْتُهُ قَبْلُ . وَقَالَ : إِلَى أَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ . وَلَمْ يَقُلْ : تَوْرٌ وَلَا حُمْرَةٌ . وَرَوَاهُ أَيْضاً سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَبَةَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحُمْرَةَ . وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ مَوْقُوفًا ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْحُمْرَةَ عَنْ شُعْبَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ تَنَا بِهِمَا أَبُو مُوسَى ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا أَيْضاً أَبُو مُوسَى ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ كِلَيْهِمَا عَنْ قَتَادَةَ ، فَهَذَا الْحَدِيثُ مَوْقُوفًا ، لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْحُمْرَةِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَالْوَجِبُ فِي النَّظَرِ إِذَا لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْحُمْرَةُ ، وَثَبَّتْ

جائے اور سفیدی باقی ہو تو عشاء کے وقت کا ہونا یقینی نہیں بلکہ مشکوک ہے۔ کیونکہ علماء نے شفق کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد سرخی ہے جبکہ بعض کے نزدیک سفیدی ہے۔ اور نبی ﷺ کی نشاندہی سے ثابت نہیں کہ شفق سے مراد سرخی ہے۔ اور جو وقت نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ اس پر مسلمان متفق ہیں تو اس وقت میں نماز ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول یا مسلمان کسی وقت میں واجب کر دیں۔ (تو ادا کی جاسکتی ہے) چنانچہ جب سفیدی اُفق میں موجود ہو اور علماء نے (اس وقت) نماز عشاء کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہے اور نبی اکرم ﷺ سے اس وقت میں نماز کے واجب ہونے پر کوئی دلیل ثابت نہیں ہے (تو اس وقت نماز ادا نہیں کرنی چاہیے) اس لیے جب سفیدی ختم ہو جائے اور سیاہی چھا جائے تو علماء نے اس وقت نماز کے واجب ہونے پر اتفاق کیا ہے لہذا اس وقت نماز عشاء کو ادا کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔ بشرطیکہ حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث میں موجود الفاظ صحیح ثابت ہوں۔“

www.KitaboSunnat.com

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، أَنْ لَا يُصَلِّيَ الْعِشَاءَ حَتَّى يَذْهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ . لِأَنَّ مَا يَكُونُ مَعْدُومًا فَهُوَ مَعْدُومٌ، حَتَّى يَعْدِمَ كَوْنُهُ بَيَقِينٍ، فَمَا لَمْ يَعْلَمْ بَيَقِينٌ أَنَّ وَقْتَ الصَّلَاةِ قَدْ دَخَلَ، لَمْ تَجِبِ الصَّلَاةُ . وَلَمْ يُجْزِ أَنْ يُؤَدَّى الْفَرَضُ قَدْ وَجَبَ، فَإِذَا غَابَتِ الْحُمْرَةُ وَالْبَيَاضُ قَائِمٌ لَمْ يَغِبْ، فَدُخُولُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ شَكٌّ لَا يَقِينٌ . لِأَنَّ الْعُلَمَاءَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي الشَّفَقِ، قَالَ بَعْضُهُمُ: الْحُمْرَةُ، وَقَالَ بَعْضُهُمُ: الْبَيَاضُ . وَلَمْ يَثْبُتْ عِلْمِيًّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الشَّفَقَ الْحُمْرَةَ . وَمَا يَتَّفِقُ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ، فَغَيْرُ وَاجِبٍ فَرَضِ الصَّلَاةِ، إِلَّا أَنْ يُوجِبَ اللَّهُ أَوْ رَسُولُهُ أَوْ الْمُسْلِمُونَ فِي وَقْتِ . فَإِذَا كَانَ الْبَيَاضُ قَائِمًا فِي الْأُفُقِ، وَقَدْ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ بِإِيجَابِ فَرَضِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَلَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَبَرُ إِيجَابِ فَرَضِ الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَإِذَا ذَهَبَ بَيَاضُ وَأَسْوَدُ فَقَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى إِيجَابِ فَرَضِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَجَائِزٌ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ آدَاءُ فَرَضِ تِلْكَ الصَّلَاةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ، بِصَحَّةِ هَذِهِ اللَّفْظَةِ الَّتِي ذَكَرْتُ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو .

۳۰..... بَابُ ذِكْرِ بَيَانِ الْفَجْرِ الَّذِي يَجُوزُ صَلَاةُ الصُّبْحِ بَعْدَ طُلُوعِهِ

إِذِ الْفَجْرُ هُنَا فَجْرَانِ ، طُلُوعُ أَحَدِهِمَا بِاللَّيْلِ . وَطُلُوعُ الثَّانِي يَكُونُ بِطُلُوعِ النَّهَارِ .

اس فجر کے ذکر کا بیان جس کے طلوع ہونے کے بعد نماز صبح ادا کرنا جائز ہے کیونکہ فجر کی دو قسمیں ہیں،

ایک فجر رات کو طلوع ہوتی ہے اور دوسری دن کے طلوع ہونے کے ساتھ طلوع ہوتی ہے

۳۵۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَحْرِزٍ - أَصْلُهُ بَغْدَادِيٌّ - بِالْفُسْطَاطِ ،

نَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ عَطَاءٍ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر دو قسم کی ہے، ایک فجر وہ ہے کہ (روزے

دار کے لیے) اس میں کھانا کھانا حرام ہو جاتا ہے اور نماز ادا

کرنا حلال ہوتا ہے۔ ایک وہ فجر ہے کہ اس میں نماز فجر ادا کرنا

حرام ہوتا ہے جبکہ کھانا کھانا حلال ہوتا ہے۔ امام ابو بکر رضی اللہ

فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ فرض

نماز اس کے وقت ہونے سے قبل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ امام

ابو بکر فرماتے ہیں: آپ کا فرمان: ”ایک فجر وہ ہے کہ اس میں

کھانا کھانا حرام ہوتا ہے“ آپ کی مراد روزہ دار ہے۔“ اور

اس میں نماز کا ادا کرنا حلال ہوتا ہے۔“ آپ کی مراد نماز فجر

ہے اور ایک فجر وہ ہے جس میں نماز پڑھنا حرام ہوتا ہے۔

آپ کی مراد نماز فجر ہے۔ کیونکہ جب فجر اول طلوع ہوتی ہے

تو اس وقت نماز فجر ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ فجر اول رات کے

وقت طلوع ہوتی ہے۔ آپ کا مقصد یہ نہیں کہ اس وقت نفل

نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔ آپ کا یہ فرمان اور اس میں کھانا کھانا

حلال ہوتا ہے۔“ آپ کی مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھنا چاہتا

ہو تو وہ کھانا کھا سکتا ہے۔ امام ابو بکر کہتے ہیں: اس روایت کو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :

الْفَجْرُ فَجْرَانِ ، فَجْرٌ يُحْرَمُ فِيهِ الطَّعَامُ

وَيَحِلُّ فِيهِ الصَّلَاةُ ، وَفَجْرٌ يُحْرَمُ فِيهِ

الصَّلَاةُ وَيَحِلُّ فِيهِ الطَّعَامُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ :

فِي هَذَا الْخَبَرِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ صَلَاةَ الْفَرَضِ

لَا يَجُوزُ إِذَا هِيَ قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا . قَالَ

أَبُو بَكْرٍ : قَوْلُهُ فَجْرٌ يُحْرَمُ فِيهِ الطَّعَامُ يُرِيدُ :

عَلَى الصَّائِمِ ، وَيَحِلُّ فِيهِ الصَّلَاةُ ، يُرِيدُ :

صَلَاةَ الصُّبْحِ . وَفَجْرٌ يُحْرَمُ فِيهِ الصَّلَاةُ ،

يُرِيدُ : صَلَاةَ الصُّبْحِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ الْأَوَّلُ

لَمْ يَحِلُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ صَلَاةَ

الصُّبْحِ ، لِأَنَّ الْفَجْرَ الْأَوَّلَ يَكُونُ بِاللَّيْلِ .

وَلَمْ يَرِدْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَطَوَّعَ بِالصَّلَاةِ

بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ . وَقَوْلُهُ : وَيَحِلُّ

فِيهِ الطَّعَامُ ، يُرِيدُ لِمَنْ يُرِيدُ الصَّيَامَ قَالَ أَبُو

بَكْرٍ : لَمْ يَرْفَعَهُ فِي الدُّنْيَا غَيْرُ أَبِي أَحْمَدَ

الزُّبَيْرِيِّ .

(۳۵۶) اسنادہ صحیح: سنن الدار قطنی: ۱۶۵/۲۔ والحاکم: ۱۹۱/۱۔ من ابن خزیمہ، والبیہقی فی الکبری:



دنیا میں ابو احمد زبیری کے سوا کسی نے مرفوع بیان نہیں کیا۔

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۳۳۳ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۳۱..... بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَذِكْرِ دُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لِمُنْتَظِرِ

الصَّلَاةِ الْجَالِسِ فِي الْمَسْجِدِ

نماز کا انتظار کرنے اور مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت نیز مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا کا بیان

۳۵۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.....

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیے) آپ نے فرمایا: مشقت اور مشکل کے باوجود مکمل وضو کرنا، اور نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا، تم میں سے جو شخص بھی گھر سے نکلتا ہے تو امام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے پھر بیٹھ کر دوسری نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔“ پھر باقی حدیث بیان کی۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: اسے صرف ابو عاصم نے بیان کیا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنے اور ذکر و اذکار میں مشغول رہنے کی فضیلت کا بیان

ہے کہ نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے شخص کو مسلسل نماز کے برابر اجر و ثواب ملتا رہتا ہے جب تک وہ حالت وضو میں بیٹھا ہو اور فرشتے اس شخص کے لیے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

۲- ابن بطال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس شخص کے بہت زیادہ گناہوں ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی بلا مشقت تلافی چاہتا

(۳۵۷) اسنادہ حسن صحیح: سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب فی اسباغ الوضوء: ۷۷۶، ۴۲۷۔ مسند احمد: ۱۶۳/۳۔  
والدارمی: ۶۹۸، ۶۹۹۔ والبیہقی فی الکبری: ۲۰۹۸۔ وابو یعلیٰ فی مسندہ: ۵۰۷/۲۔

ہو تو نماز کے بعد نماز کی جگہ کا التزام کرے تاکہ وہ بکثرت فرشتوں کی دعا اور استغفار حاصل کر لے امید ہے ایسے

شخص کے حق میں فرشتوں کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ (شرح ابن بطلان: ۱۱۴/۳)

۳۵۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سات قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے تلے جگہ عطا فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عدل و انصاف کرنے والا حکمران، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نشوونما پانے والا نوجوان، وہ شخص جس کا دل مساجد میں اٹکا رہتا ہے۔ وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے باہم محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اس پر جدا ہوتے ہیں۔ اور وہ آدمی جسے بلند مرتبہ خوبصورت عورت (برائی کے لیے) بلاتی ہے تو وہ کہتا ہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص جو صدقہ کرتا ہے تو اسے پوشیدہ رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اس کے آنسو نکل جاتے ہیں۔“ ہمیں بزار نے ایک مرتبہ اس طرح روایت بیان کی کہ: حسب والی اور خوبصورت عورت اسے بلاتی ہے تو وہ کہتا ہے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: یہ بیان کہ اس کا دایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ اس میں یحییٰ بن سعید کی مخالفت کی گئی ہے۔ یحییٰ کے علاوہ اس روایت کو بیان کرنے والے راوی نے یوں کہا ہے: ”اس کا دایاں ہاتھ نہیں جانتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَبَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ، إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَخْفَاهَا، لَا تَعْلَمُ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. قَالَ لَنَا بَنْدَارٌ مَرَّةً: امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي..... قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ اللَّفْظَةُ، لَا تَعْلَمُ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ، قَدْ خُوِّلَفَ فِيهَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، فَقَالَ مَنْ رَوَى هَذَا الْخَبْرَ غَيْرُ يَحْيَى: لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا يُنْفِقُ يَمِينُهُ.

(۳۵۸) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة: ۱۴۲۳، ۶۷۹، ۶۶۰۔ صحیح مسلم: ۱۰۳۱۔ موطا مالک: ۵۹۱۔ والترمذی: ۲۳۹۱۔ وأحمد: ۴۳۹/۲۔ والبیہقی فی الکبری: ۷۶۲۵، ۴۷۶۷۔ من طریق عبید اللہ بن عمر عن حبيب بن عبد الرحمن عن حفص بن عاصم، به.

کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں مسجد سے شدید محبت کرنے والے اور مسجد کا بکثرت التزام کرنے والے شخص کی فضیلت کا بیان ہے کہ دنیا میں فرشتوں کی دعائیں اور استغفار اس کے شامل حال رہتا ہے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں گے جو بڑی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے۔

۳۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص بھی مساجد کو اپنا ٹھکانہ بنا لیتا ہے پھر اس کو کوئی کام یا بیماری مشغول کر دیتی ہے۔ پھر وہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس طرح خوشی کا اظہار فرماتے ہیں جس طرح غائب ہونے والے کے گھر والے غائب ہونے والے کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ مسجد سے قلبی لگاؤ رکھنے والے اور مسجد کو مسکن بنانے والے شخص سے اللہ تعالیٰ بے حد خوش ہوتے ہیں اور ایسا شخص اگر کسی علت وغیرہ سے مسجد سے باہر نکلے تو دوبارہ واپسی پر اللہ تعالیٰ اس قدر فرط مسرت کا اظہار کرتا ہے، جیسے پردہ لسی کے گھر آنے پر اہل خانہ از حد خوش ہوتے ہیں۔

مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے بے حد خوش ہونے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو، نیکی اور انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ (فیض القدیر: ۵/۵۵۹)

۳۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشَّيْءَ قَدْ يُشَبَّهُ بِالشَّيْءِ،

إِذَا اشْتَبَهَ فِي بَعْضِ الْمَعَانِي لَا فِي جَمِيعِهَا

اس بات کی دلیل کا بیان کہ ایک چیز دوسری چیز کے مشابہ ہو جاتی ہے جب وہ اس کے تمام معانی کی بجائے کچھ معانی میں مشابہ ہو

إِذَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّ الْعَبْدَ لَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظَرُهَا . وَإِنَّمَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ:

(۳۵۹) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۲/۳۰۷، ۳۴۰۔ من طریق سعید المقبری عن أبي عبدة عن سعيد بن يسار، به۔ ابن ماجه:

۸۰۰۔ صحیح الترغیب: ۳۲۵۔ وابن حبان: ۲۲۷۸۔

أَنَّهُ لَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ ، أَيْ أَنَّ لَهُ أَجْرَ الْمُصَلِّي ، لَا أَنَّهُ فِي صَلَاةٍ فِي جَمِيعِ أَحْكَامِهِ . إِذْ لَوْ كَانَ مُتَنَزِّهُ الصَّلَاةِ فِي صَلَاةٍ فِي جَمِيعِ أَحْكَامِهِ ، لَمَا جَازَ لِمُتَنَزِّهِ الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِمَا يَقْطَعُ عَلَيْهِ صَلَاةُ لَوْ تَكَلَّمَ بِهِ فِي الصَّلَاةِ لَمَا جَازَ لَهُ أَنْ يُوَلِّيَ وَجْهَهُ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ غَيْرَ الْقِبْلَةِ . وَلَكَانَ مِنْهَا عَنْ كُلِّ مَا نُهِىَ عَنْهُ الْمُصَلِّي .

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بتایا ہے کہ بندہ جب تک اپنی جائے نماز میں نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے وہ اس وقت تک مسلسل نماز ہی میں رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ وہ مسلسل نماز ہی میں رہتا ہے یعنی اسے نماز کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ نماز کے تمام احکام میں مشغول رہتا ہے کیونکہ اگر نماز کا انتظار کرنے والا نماز کے تمام احکام کے لحاظ سے نماز میں نہیں ہوتا تو نماز کے منتظر شخص کے لیے اس وقت میں ایسا کلام کرنا منع ہوتا ہے جو اگر وہ دوران نماز کرتا تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی۔ اور اس کے لیے قبلہ سے منہ پھیرنا اور قبلہ کے علاوہ کسی دوسری جانب منہ کرنا بھی جائز نہ ہوتا۔ اور اس کے لیے ہر وہ کام منع ہوتا جس سے نمازی کو منع کیا گیا ہے۔

۳۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ الْعَنْبَرِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبِي نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندہ مسلسل نماز ہی میں رہتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز پر (بیٹھا) نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے معاف فرما دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، جب تک وہ (اس جگہ سے) لوٹ نہیں جاتا یا حدیث نہیں کرتا۔“ شاگردوں نے عرض کی: حدیث کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے آواز یا آواز ہوا خارج کرنا۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور یہ الفاظ بے آواز یا آواز ہوا خارج کر دے، اس جنس سے ہیں جو کہتی ہے کہ ان دونوں کا ذکر کسی سبب سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اور ان میں سے ہر ایک منفرد طور پر با وضو شخص کی طہارت کو توڑ دیتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ ، مَا لَمْ يَنْصَرِفْ أَوْ يُحْدِثْ ، قَالُوا: مَا يُحْدِثُ؟ قَالَ: يَفْسُو أَوْ يَضْرِبُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَذِهِ اللَّفْظَةُ: يَفْسُو أَوْ يَضْرِبُ ، مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي يَقُولُ إِنَّ ذِكْرَهُمَا لِعَلَّةٍ ، لِأَنَّهُمَا وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْإِنْفِرَادِ يَنْقُضُ طَهْرَ الْمُتَوَضِّئِ . وَكُلُّ مَا نَقَضَ طَهْرَ الْمُتَوَضِّئِ مِنَ الْأَحْدَاثِ كُلِّهَا فَحُكْمُهُ حُكْمُ هَذَيْنِ

(۳۶۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة: ۶۴۹۔ سنن ابی داؤد، رقم:

۴۷۱۸۔ مسند احمد: ۲/۴۱۵، ۵۲۸۔ و مسند ابویعلی: ۶۴۳۰۔ والطیالسی: ۳۲۱/۱۔

ہے۔ اور با وضو شخص کے وضو کو توڑنے والے تمام احداث کا حکم ان دو حدیثوں کے حکم جیسا ہے اور یہ اسی جنس سے ہے جس کا میں نے اپنے بعض اصحاب کو جواب دیا ہے کہ بعض معلل روایات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے ساتھ دوسری اس جیسی روایات کو تشبیہ دی جا سکے۔ اور اگر نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں تشبیہ و تمثیل جائز نہ ہوتی جیسا کہ ہمارے بعض مخالفین کا وہم ہے تو یہاں یا بوتل میں پیشاب کرنے والے شخص اور تھال یا لب میں پاخانہ کرنے والے کے لیے نمازی کا اجر ہونا چاہیے جب وہ مسجد میں بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ حالانکہ بے وضو شخص جب اس کی ہوا خارج ہو جائے تو اس کے لیے نمازی کا اجر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ ہوا خارج ہونے کے بعد مسجد میں بیٹھا نماز کا انتظار کرتا رہے۔ اور جو شخص علمی سمجھ اور فراست رکھتا ہو اور وہ معاند اور غافل متکبر بھی نہ ہو وہ جان لے گا کہ آپ کا فرمان: بے آواز یا با آواز ہوا خارج کر دے“ سے آپ کی مراد یہ ہے کہ ان سے یہ دونوں حدیث وضو توڑ دیتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ نے نماز کا انتظار کرنے والے شخص کے لیے ان دو حدیثوں کے واقع ہو جانے کے بعد نماز کا اجر نہیں رکھا۔ کیونکہ وہ بے وضو ہے۔ لہذا نماز کے انتظار میں مسجد میں، بغیر ایسی طہارت کے جس کے ساتھ نماز ادا کرنا کافی ہو جائے، بیٹھے شخص کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کی ہوا نکل گئی ہو اور اس کی طہارت ٹوٹ گئی ہو۔

الْحَدَّثَيْنِ . وَهَذَا مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أُجِبَتْ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَنَّهُ مِنَ الْحَبْرِ الْمُعَلَّلِ الَّذِي يَجُوزُ أَنْ يُشَبَّهَ بِهِ مَا هُوَ مِثْلُهُ فِي الْحُكْمِ . وَلَوْ كَانَ التَّشْبِيهُ وَالتَّمثِيلُ لَا يَجُوزُ عَلَى أَخْبَارِ النَّبِيِّ ﷺ ، عَلَى مَا تَوَهَّم بَعْضُ مَنْ خَالَفَنَا ، لَكَانَ الْبَائِلُ فِي كُوزٍ أَوْ قَارُورَةٍ ، وَالْمُتَعَوِّطُ فِي طَشْتٍ أَوْ أَجَانِيَةٍ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ ، كَانَ لَهُ أَجْرُ الْمُصَلِّي ، وَالْمُحَدِّثُ إِذَا خَرَجَتْ مِنْهُ رِيحٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَجْرُ الْمُصَلِّي وَإِنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ خُرُوجِ الرِّيحِ مِنْهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ . وَمَنْ فَهِمَ الْعِلْمَ وَعَقَلَهُ وَلَمْ يُعَانِدْ وَلَمْ يُكَابِرْ عُقْلَهُ ، عَلِمَ أَنَّ قَوْلَهُ: يَفْسُؤُ أَوْ يَضْرِبُ ، إِنَّمَا أَرَادَ أَنَّ الْفَسَا وَالضَّرَاطَ ، يَنْقُضَانِ طَهَرَ الْمُتَوَضِّئِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لِمُنْتَظِرِ الصَّلَاةِ بَعْدَ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ فَضِيلَةَ الْمُصَلِّي ، لِأَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ . فَكُلُّ مُنْتَظِرِ الصَّلَاةِ جَالِسٍ فِي الْمَسْجِدِ غَيْرِ طَاهِرٍ طَهَارَةً تُجْزِيهِ الصَّلَاةَ مَعَهَا ، فَحُكْمُهُ حُكْمُ مَنْ خَرَجَتْ مِنْهُ رِيحٌ نَقَضَتْ عَلَيْهِ الطَّهَارَةَ .

فوائد:..... مکرر ”۳۵۷“



## جَمَاعُ الْأَبْوَابِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

### اذان اور اقامت کے ابواب کا مجموعہ

۳۳..... بَابُ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

اذان اور اقامت کی ابتداء کا بیان

۳۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرَّمَادِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ تَسْنِيمٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ.....

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ، وَلَيْسَ يَنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَافُوسًا مِثْلَ نَافُوسِ النَّصَارَى . وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ قَرْنَا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ . فَقَالَ عُمَرُ: أَقْلًا تَبْعَتُونَ رَجُلًا يَنَادِي بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قُمْ يَا بِلَالُ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ .

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ منورہ آئے تو وہ یونہی جمع ہو جاتے تو نماز کے لیے ایک وقت مقرر کر لیتے، انہیں کوئی بلاتا نہیں تھا، پھر ایک دن انہوں نے اس سلسلے میں بات چیت کی تو ان کے بعض افراد نے کہا کہ عیسائیوں کے گھنٹے جیسا گھنٹہ بنا لو، جبکہ بعض نے کہا کہ یہودیوں کے زنگے جیسا زنگ بنا لو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ایک آدمی کو کیوں نہیں بھیجتے جو نماز کا اعلان کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلال! اٹھو نماز کے لیے اعلان کرو۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ اذان کی مشاورت کے بارے

ان کی رائے درست تھی۔

۲۔ اہم امور میں مشاورت مستحب عمل ہے۔

(۳۶۱) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب بدء الاذان، رقم: ۶۰۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۷۷۔ سنن ترمذی: ۱۹۰۔ سنن نسائی:

۶۲۶۔ مسند احمد: ۱۴۸/۲۔ من طریق ابن جریج عن نافع عن ابن عمر۔

۳۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ کہ ایک شخص مقرر کیجئے جو نماز کے وقت سے آگاہ کرے، اس اعلام میں شرعی اذان کے الفاظ نہیں تھے، بلکہ مطلق نماز کے وقت سے آگاہ کرنا تھا اور عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کی

شرعی اذان کا واقعہ اس مشاورت کے بعد کا قصہ ہے۔ (نووی: ۷۵ / ۴)

۳۶۲۔ حَدَّثَنَا بَنْدَارٌ، نَا أَبُو بَكْرٍ - يَعْنِي الْحَنْفِيَّ - نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ بِلَالًا كَانَ يَقُولُ أَوَّلُ مَا أَدَّيْتُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: قُلْ فِي أَثَرِهَا: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قُلْ كَمَا أَمَرَكَ عُمَرُ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ شروع میں اذان ان کلمات کے ساتھ کہتے تھے: ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے) حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ (نماز کے لیے آؤ) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بعد أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) کہا کرو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح کہا کرو جیسے تمہیں عمر حکم دے رہے ہیں۔“

۳۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ كَانَ أَرْفَعَ صَوْتًا وَأَجْهَرَ، كَانَ أَحَقَّ بِالْأَذَانِ مِمَّنْ كَانَ

أَخْفَضَ صَوْتًا. إِذِ الْأَذَانُ إِنَّمَا يُنَادِي بِهِ لِاجْتِمَاعِ النَّاسِ لِلصَّلَاةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بلند اور زوردار آواز والا شخص پست آواز والے شخص کی نسبت اذان کہنے کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ اذان لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے دی جاتی ہے

۳۶۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَمْوِيِّ، نَا أَبِي، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ.....

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الرُّؤْيَا حَقٌّ. فَقُمَّ مَعَ

”حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: جب ہم نے صبح کی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے آپ کو (اذان کے متعلق) خواب

(۳۶۲) اسنادہ ضعیف جدًا: أخرجه ابن عدی فی الکامل: ۱۶۵/۴۔ من طریق أبي بكر الحنفی عن عبد الله بن نافع عن أبيه عن ابن عمر به۔ الدارية: ۱۱۲/۱۔ نصب الدارية: ۲۶۱/۱۔

(۳۶۳) اسنادہ حسن: سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی بدء الاذان، رقم: ۱۸۹۔ سنن ابی داؤد: ۴۹۹۔ وابن ماجه:

۷۰۶۔ مسند احمد: ۵۸۲۲۔ سنن دارمی: ۸۹۔ وابن حبان: ۱۶۷۹۔ والبيهقی فی الكبرى: ۱۸۱۸، ۱۷۰۵۔

بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: بے شک یہ سچا خواب ہے۔ بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں، اسے وہ کلمات بتاؤ جو تمہیں (خواب میں) بتائے گئے ہیں اور وہ ان کے ساتھ اذان کہیں۔ کہتے ہیں: تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نماز کے لیے اذان سنی تو وہ اپنی چادر گھنٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبود فرمایا ہے، یقیناً میں نے اسی طرح دیکھا ہے جیسے انہوں نے پکارا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں (جس نے یہ خواب سچ کر دکھایا ہے۔)“

۳۵..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ لِلصَّلَاةِ قَائِمًا لَا قَاعِدًا ، إِذِ الْأَذَانُ قَائِمًا

أُحْرَى أَنْ يَسْمَعَهُ مَنْ بَعْدَ عَنِ الْمُؤَذِّنِ مَنْ أَنْ يُؤَذِّنَ وَهُوَ قَاعِدٌ

نماز کے لیے اذان بیٹھ کر کہنے کی بجائے کھڑے ہو کر کہنے کا حکم کیونکہ کھڑے ہو کر اذان کہنے سے مؤذن سے دور شخص بھی اذان بخوبی سن سکتا ہے جبکہ بیٹھ کر اذان کہنے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

۳۶۴۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي خَيْرِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : قُمْ يَا بِلَالُ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ .

”امام ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لیے اذان کہو۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۳۷۰ پر ملاحظہ کریں۔

۳۶..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ بَدْءَ الْأَذَانِ إِنَّمَا كَانَ بَعْدَ هَجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ

وَأَنَّ صَلَاتَهُ بِمَكَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ غَيْرِ نِدَاءٍ لَهَا وَلَا إِقَامَةٍ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ اذان کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ منورہ کے بعد ہوئی، اور مکہ مکرمہ میں آپ کی نماز اذان و اقامت کے بغیر تھی۔



۳۶۵۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي خَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِنَّمَا يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ لِلصَّلَاةِ بِحِينَ مَوَاقِفِهَا بِغَيْرِ دَعْوَةٍ .

”امام ابو بکر کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کے پاس نماز کے لیے ان کے اوقات میں بغیر اذان کے جمع ہو جاتے تھے۔“

۳۔.....بَابُ تَفْصِيَةِ الْأَذَانِ وَإِفْرَادِ الْإِقَامَةِ بِذِكْرِ خَبَرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ بِلَفْظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ

اذان کے کلمات دو دو اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار ہیں اس سلسلے میں

مذکورہ مجمل غیر مفسر روایت کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور اس کی مراد خاص ہے

۳۶۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - عَنْ أَيُّوبَ ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، نَا أَبُو أَيُّوبَ ، ح ثَنَا بَنْدَارٌ ، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، نَا خَالِدٌ ، ح عَنْ مُحَمَّدٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ ، وَحَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ ، نَا بِشْرُ - يَعْنِي ابْنَ الْمُغْفَلِ - نَا خَالِدٌ ، ح وَحَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، نَا هِشَامٌ عَنْ خَالِدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ كُلَيْهِمَا عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.....

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: أَمْرٌ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہیں۔“

**فوائد:**..... یہ مذہب راجح اور قرین صواب ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو دوہری اذان اور اکہری اقامت کہنے کا حکم

نبی ﷺ نے دیا تھا، جمہور علماء، فقہاء اصولیوں اور جمیع محدثین کا بھی یہی موقف ہے۔ البتہ بعض علماء نے اس مسئلہ میں شاذ موقف اختیار کیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو مذکورہ حکم صادر کرنے والے رسول اللہ ﷺ نہیں تھے (بلکہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ عنہما تھے) لیکن یہ موقف درست نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے۔

۲۔ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ . بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دوہری اذان کہیں، یعنی اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ادا کریں۔ اور اس مسئلہ پر اجماع وارد ہے، البتہ بعض سلف سے کلمات اذان مفرد کہنے کے بارے اختلاف منقول ہے۔

(۳۶۵) انظر الحديث: ۳۷۰.

(۳۶۶) صحيح بخاری، كتاب الاذان، باب بدء الاذان، رقم الحديث: ۶۰۵، ۶۰۳۔ صحيح مسلم، رقم الحديث: ۳۷۸۔ سنن

ترمذی: ۱۹۳۔ سنن النسائی: ۶۲۷۔ سنن ابی داود: ۵۰۸۔ ابن ماجه: ۷۳۰۔ مسند احمد: ۱۰۳/۳۔ سنن دارمی: ۱۱۹۴.

۳۔ ویوتر الاقامة . اقامت کے کلمات وتر یعنی اذان کے برعکس اکہرے کہیں۔

۴۔ الا اقامة . البتہ اقامت میں ”قد قامت الصلاة“ کے الفاظ دوہرے کہیں۔ انہیں ایک ایک بار نہیں بلکہ دو دو مرتبہ ادا کیا جائے، نیز شافعی، احمد اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ کلمات اقامت ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشهد ان لا اله الا اللہ، اشهد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاة حی علی الفلاح، قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا اله الا اللہ . گیارہ ہیں اور یہی مذہب راجح ہے۔

۵۔ پھر دوہری اذان اور اکہری اقامت کہنے میں حکمت یہ ہے کہ اذان سے مقصود غیر حاضرین اور غائبین کو وقت نماز سے آگاہ کرنا ہے اور تکرار اذان سے اطلاع دینے میں مبالغہ مقصود ہے اور اقامت حاضرین کے لیے کہی جاتی ہے سو اس کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لیے علماء بیان کرتے ہیں کہ اقامت میں اذان کی نسبت آواز پست ہونی چاہیے۔ (شرح النووی: ۷۸/۴)

۳۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمِيرَ بِلَالًا أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرُ الْإِقَامَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دوہرے اور اقامت کے کلمات اکہرے کہنے کا حکم دینے والے خود نبی ﷺ تھے

لَا بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ ، كَمَا ادَّعَى بَعْضُ الْجَهْلَةِ أَنَّهُ جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الصَّدِيقُ أَوْ الْفَارُوقُ أَمْرًا بِلَالًا بِذَلِكَ

آپ کے بعد حضرت ابو بکر یا عمر رضی اللہ عنہما نہیں تھے جیسا کہ بعض جہلاء نے دعویٰ کیا ہے کہ ممکن ہے حضرت ابو بکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بلال رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا ہو۔

۳۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا الْمُعْتَمِرُ ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے کسی ایسی چیز کی تلاش کی جس کے ذریعے وہ نماز کے وقت کی خبر دینے کے لیے اذان کہہ سکیں، کہتے ہیں کہ: بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَ: أَنَّهُمْ التَّمَسُّوا شَيْئًا يُوَدِّتُونَ بِهِ عِلْمًا لِلصَّلَاةِ . قَالَ: فَأَمْرٌ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرُ الْإِقَامَةَ .

(۳۶۷) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب بدء الاذان، رقم: ۵۶۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۷۸۔ سنن ترمذی: ۱۹۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب افراد الاقامة، رقم: ۷۲۹۔ التمسوا شيئا..... سے للصلاة تک جتنے الفاظ ہیں یہ صرف سنن ابن ماجہ میں آتے ہیں اور کسی مصنف نے ذکر نہیں کیے۔ وابن حبان: ۱۶۷۷۔ احمد: ۱۸/۳۔

گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے ایک ایک بار کہیں۔“

۳۶۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ، نَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مسلمان) لوگ زیادہ ہو گئے تو انہوں نے تذکرہ کیا کہ کوئی ایسی معروف چیز ہونی چاہئے جس سے وہ نماز کا وقت معلوم کر سکیں (اور نماز کے لیے جمع ہو سکیں) تو انہوں نے تذکرہ کیا کہ وہ آگ جلا لیا کریں، یا وہ گھنٹہ بجالیا کریں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔“

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ : لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوا أَنْ يَعْلَمُوا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ ، فَذَكَرُوا أَنْ يُتَوَرَّوْا نَارًا ، أَوْ يُضْرِبُوا نَافُوسًا فَأَمِيرُ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

۳۶۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقِطْعِيُّ ، نَا رُوْحُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب نماز کا وقت ہو جاتا تو ایک آدمی راستے میں چلتے ہوئے نماز، نماز، نماز پکارتا تو یہ چیز لوگوں پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم گھنٹہ بجانا شروع کر دیں (تو بہتر ہوگا) آپ نے فرمایا: یہ تو عیسائیوں کا شعار ہے۔ انہوں نے عرض کی: اگر ہم بگل بجانا شروع کر دیں (تو یہ بھی ٹھیک ہے) آپ نے فرمایا: یہ تو یہودیوں کا شعار ہے۔ کہتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دوہرے اور تکبیر کے کلمات اکہرے کہیں۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : كَانَتْ الصَّلَاةُ إِذَا حَضَرَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَعَى رَجُلٌ فِي الطَّرِيقِ فَنَادَى الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ ، فَاسْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ . فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! لَوْ اتَّخَذْنَا نَافُوسًا قَالَ : ذَلِكَ لِلنَّصَارَى . قَالَ فَلَوْ اتَّخَذْنَا بُوْقًا . قَالَ : ذَلِكَ لِلْيَهُودِ . قَالَ : فَأَمِيرُ بِلَالٍ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

(۳۶۸) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان مثنی: ۶۰۶۔ صحیح مسلم: ۳۷۸۔

(۳۶۹) اسنادہ صحیح: الطبرانی فی الاوسط، رقم: ۵۹۸۴۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۸۳۳۔ ولفظ للبیہقی: واصله عند البخاری ومسلم مختصراً، انظر سابق.

۳۹..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُمْسَّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا ، وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
 إِنَّمَا أَمَرَ بِأَنْ يُشْفَعَ بَعْضُ الْأَذَانِ لَا كُلُّهَا

گزشتہ مجمل روایت کی مفسر روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض کلمات  
 اذان کو دوہرے کہنے کا حکم دیا ہے سارے کلمات نہیں

وَأَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَ بِأَنْ يُؤْتَرَ بَعْضُ الْإِقَامَةِ لَا كُلُّهَا . وَإِنَّ اللَّفْظَةَ الَّتِي فِي خَبَرِ أَنَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنْ أَخْبَارِ  
 أَلْفَظِ الْعَامِ الَّتِي يُرَادُ بِهَا الْخَاصُّ ، إِذَا الْأَذَانُ مَرَّةً وَاحِدَةً وَكَذَلِكَ الْمُؤَيَّمِ يَنْبَغِي فِي الْإِبْتِدَاءِ اللَّهُ  
 أَكْبَرُ ، فَيَقُولُهُ مَرَّتَيْنِ . وَكَذَلِكَ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ . وَيَقُولُ أَيضًا: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
 مَرَّتَيْنِ

اور آپ نے اقامت کے بعض کلمات اکہرے کہنے کا حکم دیا ہے ساری تکبیر اکہری کہنے کا حکم نہیں دیا، اور حضرت انس کی  
 روایت میں مذکورہ الفاظ وہ ایسی روایت سے ہیں کہ ان کے الفاظ عام ہوتے ہیں اور ان کی مراد خاص ہوتی ہے۔ کیونکہ  
 اذان اکہری ہے دوہری نہیں۔ کیونکہ مؤذن اذان کے آخر میں لا الہ الا اللہ ایک ہی مرتبہ کہتا ہے اسی طرح تکبیر کہنے والا  
 اقامت کی ابتدا میں اللہ اکبر دو مرتبہ کہتا ہے، اور اسی طرح قدامت الصلاة دو مرتبہ کہتا ہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر بھی دو  
 مرتبہ کہتا ہے۔

۳۷۰- وَأَخْبَرَنَا الْفَقِيهَةُ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ  
 بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِنْسَى ، نَا سَلْمَةُ - يَعْنِي ابْنَ  
 الْفَضْلِ .....

”جناب محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
 ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ بغیر اذان کے  
 نماز کے اوقات میں آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے پھر رسول  
 اللہ ﷺ نے یہودیوں کے بگل جس سے وہ اپنی نمازوں  
 کے لیے بلا تے ہیں، کی طرح کا بگل بنانے کا ارادہ کیا۔ پھر  
 آپ نے اسے ناپسند کیا۔ پھر آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم دیا تو  
 وہ تراش دیا گیا تا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے بلانے کے لیے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَهَا إِنَّمَا يَجْتَمِعُ  
 النَّاسُ إِلَيْهِ لِلصَّلَاةِ بِحِينَ مَوَاقِفِهَا بِغَيْرِ  
 دَعْوَةٍ . فَهَمَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَجْعَلَ  
 بُوقًا كَبُوقِ الْيَهُودِ الَّذِي يَدْعُونَ بِهِ  
 لِيَصَلُّوا بِهِمْ ، ثُمَّ كَرِهَهُ . ثُمَّ أَمَرَ بِالنَّاقُوسِ  
 فَتُحَتَّ لِيَضْرَبَ بِهِ لِلْمُسْلِمِينَ إِلَى الصَّلَاةِ

(۳۷۰) اسنادہ حسن صحیح: سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب فی بدء الاذان: ۱۱۸۷۔ سنن ابی داؤد: ۴۹۹۔ سنن ابن ماجہ:

۷۰۶۔ مسند احمد: ۱۰۸۸۲۔ وابن حبان: ۱۶۷۷۔ الارواء: ۲۴۶، ۲۲۰۔



وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَبِيَّ اللَّهُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا رَأَى . فَقَالَ اور اس نے وہ کلمات اکہرے کہے سوائے قد قامت الصلاة رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَلِلَّهِ الْحَمْدُ فَذَلِكَ أَثْبُتُ کے، اس نے (دومرتبہ) قد قامت الصلاة ، قد قامت الصلاة (نماز کھڑی ہوگئی، نماز قائم ہوگئی) اللہ اکبر اللہ اکبر لا اله الا الله ، (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) جب میں نے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے یہ کلمات بتاؤ کیونکہ وہ تم سے بلند آواز والا ہے۔ پھر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کلمات کے ساتھ اذان دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے سنا جبکہ وہ اپنے گھر میں تھے۔ تو وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے اور کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! اس ذات باری کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، یقیناً میں نے بھی ایسا ہی (خواب) دیکھا ہے جیسا اس نے دیکھا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اس (گواہی نے) مسئلے کو زیادہ مضبوط اور واضح کر دیا ہے۔“

۳۷۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ ، حَدَّثَنِي أَبِي.....

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّافُوسِ فَعَمِلَ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ فِي الْجَمْعِ لِلصَّلَاةِ ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ مِثْلَ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ الْفَضْلِ .

”حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تو وہ بنا دیا گیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے بجایا جائے، پھر سلمہ بن فضل کی حدیث کی طرح مکمل حدیث بیان کی۔“

۳۷۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ.....

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى يَقُولُ: لَيْسَ فِي أَخْبَارِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فِي قِصَّةِ الْأَذَانِ خَبْرٌ أَصَحُّ مِنْ هَذَا ، لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

”جناب محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید کے قصہ اذان کی روایات میں اس سے زیادہ صحیح روایت اور کوئی نہیں کیونکہ محمد بن عبداللہ بن زید نے اسے اپنے والد محترم

(۳۷۱) اسناہ حسن صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب کیف الاذان: ۴۹۹۔ واہن ماجہ: ۷۰۶۔ مسند احمد: ۴۳/۴۔

واہن حبان: ۱۶۷۹۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۸۱۹، ۱۷۰۵۔

(۳۷۲) البیہقی فی الکبری: ۱۸۲۰، ۱۷۰۵۔ من طریق ابراہیم بن عبداللہ الاصبہانی عن محمد بن اسحاق ابن خزیمہ، نصب

الراية: ۲۳۵/۱۔ فتح الباری: ۷۸/۲۰۔

اذان اور اقامت کے ابواب

بْنِ زَيْدٍ سَمِعَهُ مِنْ أَبِيهِ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ. لیلی نے حضرت عبداللہ بن زید سے اس روایت کو نہیں سنا۔“

۳۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فِي عَقِبِ حَدِيثِهِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ ، نَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ: فَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.....

”حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: یہ خواب سچا ہے ان شاء اللہ۔ پھر آپ نے اذان کا حکم دیا، لہذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کلمات کے ساتھ اذان دیتے تھے۔“

۳۷۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ قَالَ ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْمُثَنَّى.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اذان دو مرتبہ اور اقامت ایک مرتبہ تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ (مؤذن) قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة دو مرتبہ کہتا تھا، تو جب ہم یہ کلمات سنتے تو وضو کر کے نکل پڑتے۔ محمد کہتے ہیں: شعبہ نے کہا کہ میں نے ابوجعفر سے اس حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں سنی۔ امام ابوبکر بندار کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔“

(۳۷۳) مستد احمد: ۴/۴۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۸۱۸۔

(۳۷۴) استنادہ حسن: سنن النسائی، کتاب الاذان، باب کیف الاقامة: ۶۶۸۔ سنن ابی داود: ۵۱۰۔ وفی الکبری: ۱۶۰۵۔ مستد

احمد: ۸۷، ۸۵/۲۔ سنن الدارمی: ۱۱۹۳۔ وابن ماجہ: ۱۶۷۴۔

۴۰..... بَابُ تَنْبِيَةِ (قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ) فِي الْإِقَامَةِ

اقامت میں ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ دو مرتبہ کہنے کا بیان

ضِدُّ قَوْلِ بَعْضٍ مَنْ لَا يَفْهَمُ الْعِلْمَ وَلَا يُمَيِّزُ بَيْنَ مَا يَكُونُ لَفْظُهُ عَامًا مُرَادُهُ خَاصٌّ ، وَبَيْنَ مَا لَفْظُهُ عَامٌ مُرَادُهُ عَامٌ ، فَتَوَهَّمَ بِجَهْلِهِ أَنَّ قَوْلَهُ: وَيُؤْتِرُ الْإِقَامَةَ كُلَّ الْإِقَامَةِ ، لَا بَعْضُهَا مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ الْفَضْلِ

اس شخص کے قول کے برعکس جو علمی بصیرت سے بے بہرہ ہے اور ایسی روایت کے مابین تمیز سے محروم ہے جس کے الفاظ عام اور اس کی مراد خاص ہو اور جس کے لفظ عام ہوں اور اس کی مراد بھی عام ہو، لہذا وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ سمجھا کہ نبی ﷺ کا فرمان ”اور اقامت اکہری کہے“ سے ساری اقامت اکہری مراد ہے اس کے بعض کلمات نہیں، بلکہ شروع سے لے کر آخر تک اکہری ہے۔ مذکورہ شخص سے مراد الحسن بن الفضل ہے۔

۳۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دوہری اور اقامت اکہری کہتے تھے، سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے (یہ دو بار کہتے تھے) امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن شہی کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت اسی باب کے متعلق ہے۔“

۳۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ الْقَيْسِيُّ ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، نَا سَمَّاكُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دوہرے اور تکبیر کے کلمات اکہرے کہنے کا حکم دیا گیا تھا سوائے اقامت کے یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے۔“

فوائد..... مکرر ۳۶۶۔

(۳۷۵) اسنادہ صحیح: الدارقطنی: ۲۳۹/۱۔ من طریق عبدالرزاق، والبیہقی فی الکبری: ۱۸۱۱۔ صحیح البخاری: ۶۰۷۔  
ومسلم: ۲، ۳۷۸۔

(۳۷۶) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان مثنی مثنی: ۶۰۶۔ مسلمہ: ۳۷۸۔ سنن ابی داؤد: ۵۰۸۔



## ۴۱..... بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ مَعَ تَفْثِيَةِ الْإِقَامَةِ

دوہری اقامت کے ساتھ اذان میں ترجیع کا بیان

وَهَذَا مِنْ جِنْسِ اخْتِلَافِ الْمُبَاحِ أَنْ يُؤْذَنَ الْمُؤَذِّنُ فَيَرْجِعُ فِي الْأَذَانِ وَيَتَنَبَّأُ الْإِقَامَةَ وَمُبَاحٌ أَنْ يَتَنَبَّأَ الْأَذَانَ وَيُقَرِّدَ الْإِقَامَةَ ، إِذْ قَدْ صَحَّ كِلَا الْأَمْرَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ . فَأَمَّا تَفْثِيَةُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةَ فَلَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْأَمْرُ بِهِمَا

یہ مباح اختلاف کی جنس سے ہے۔ مؤذن کے لیے مباح ہے کہ وہ اذان میں ترجیع کر لے اور اقامت دوہری کہے اور یہ بھی مباح ہے کہ اذان دوہری کہے اور اقامت اکہری کہے۔ کیونکہ دونوں عمل نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں لیکن دوہری اذان اور دوہری اقامت نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

۳۷۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَامِرِ الْأَخْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ ابْنِ مُحَبَّرٍ.....

”حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تقریباً بیس آدمیوں کو اذان کہنے کا حکم دیا، انہوں نے اذان دی تو آپ کو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز پسند آئی، لہذا آپ نے انہیں اذان سکھائی: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَعَلِمَهُ الْإِقَامَةَ مَثْنَى .

(۳۷۷) سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب الترجیع فی الاذان: ۱۱۹۶ اور اس کی اصل صحیح مسلم: ۳۸۷، ۳۷۹ میں ہے۔ واہو

داؤد: ۵۰۵، ۵۰۰۔ والترمذی: ۱۹۱۔ والنسائی: ۶۳۱۔ وابن ماجہ: ۷۰۸۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (نماز کی طرف آؤ، نماز کے لیے آؤ) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (کامیابی و کامرانی کی طرف آؤ۔ فلاح کی طرف آؤ) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں)۔ اور آپ نے انہیں اقامت دوہری سکھائی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نووی رقمطراز ہیں کہ یہ (احادیث) شافعی، مالک، احمد اور جمہور علماء رحمہم کے موقف کی واضح دلیل ہیں کہ ترجیح والی اذان مشروع و مسنون ہے اور ترجیح یہ ہے کہ شہادتین کے کلمات دو مرتبہ آہستہ آواز سے پھر انہیں دوبارہ بلند آواز سے ادا کیا جائے۔ لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا مذہب ہے کہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کی اذان کی رو سے ترجیح والی اذان غیر مشروع ہے کیونکہ عبد اللہ بن زید کی اذان میں ترجیح کا ذکر نہیں۔ جمہور علماء کی دلیل (مذکورہ احادیث الباب) ہیں اور مذکورہ طریقہ اذان میں کلمات اذان کا اضافہ مقدم ہے۔ باوجود اس کے کہ حدیث ابو محذورہ حدیث عبد اللہ بن زید سے متاخر ہے۔ کیونکہ حدیث ابو محذورہ غزوہ حنین کے بعد آٹھ ہجری کا واقعہ ہے اور حدیث عبد اللہ آغاز ہجری کا واقعہ ہے اس پر طرہ اہل مکہ اہل مدینہ اور تمام بلاد اسلام کا حدیث ابی محذورہ پر عمل بھی ہے۔

(شرح النووی: ۴/ ۸۰)

۲۔ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حق بات یہ ہے کہ اذان ترجیح والی احادیث راجح ہیں کیونکہ یہ اضافی کلمات پر مشتمل ہیں اور حدیث عبد اللہ کے منافی نہ ہونے اور صحت کے اعتبار سے یہ اضافی کلمات مقول بھی ہیں۔ (لہذا ترجیح والی اذان پر عمل مستحب اور افضل ہے۔) (نیل الاوطار: ۲/ ۳۸)

۳۷۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقَدِيِّ ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ مُؤَدِّنِ مَسْجِدِ الْحَرَامِ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدِ الْعَزِيزِ ، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ، جَمِيعًا.....

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْعَدَهُ فَأَلْفَى عَلَيْهِ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا ، قَالَ بَشْرٌ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ: هُوَ مِثْلُ أَذَانِنَا هَذَا . فَقُلْتُ لَهُ أَعِدْ عَلَيَّ . فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ

”حضرت ابو محذورہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بٹھایا تو انہیں اذان کا ایک ایک کلمہ سکھایا۔ بشر کہتے ہیں: مجھے (میرے استاد) ابراہیم نے کہا: وہ ہماری اس اذان ہی کی طرح ہے۔ تو میں نے ان سے گزارش کی کہ مجھے (وہ اذان) دوہرا دیجیے، تو انہوں نے فرمایا: اللہُ أَكْبَرُ اللَّهُ

(۳۷۸) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الترجیع فی الاذان: ۱۹۱ اس کی اصل صحیح مسلم، کتاب

الصلاة: ۳۷۹ میں ہے۔ سنن النسائی: ۶۲۳.

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ، قَالَ بِصَوْتِ ذَلِكَ الصَّوْتِ يَسْمَعُ مَنْ حَوْلَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ رَفَعَ صَوْتَهُ، فَقَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ. إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ.

اللَّهُ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ (نماز کی طرف آؤ، نماز کے لیے آؤ) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، (کامیابی و کامرانی کی طرف آؤ۔ فلاح کی طرف آؤ) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبد العزیز بن عبد الملک نے یہ حدیث حضرت ابو محذورہ سے نہیں سنی بلکہ انہوں نے یہ حدیث عبد اللہ بن محیریز کے واسطے سے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔“

۳۷۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَاهُ بِنْدَارٌ، نَا أَبُو عَاصِمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ، نَا رَوْحٌ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ.....

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ أَخْبَرَهُ - وَكَانَ يَتِيمًا فِي حَجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ بْنِ مُعِيرٍ - حِينَ جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ: فَقُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ: إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ، وَإِنِّي أَسْأَلُ عَنْ تَأْذِينِكَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ. إِلَّا أَنَّ

”حضرت عبد اللہ بن محیریز جو کہ حضرت ابو محذورہ بن معیر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں مقیم تھے، جب انہیں حضرت ابو محذورہ نے شام روانہ کرنے کے لیے تیار کیا تو وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: میں شام کی طرف جا رہا ہوں اور بے شک مجھ سے آپ کی اذان کے متعلق پوچھا جائے گا، پھر مکمل حدیث بیان کی۔“

(۳۷۹) اسنادہ حسن صحیح: سنن النسائي، كتاب الاذان، باب كيف الاذان، رقم: ۶۳۲ اس کی اصل صحیح مسلم، كتاب الصلاة:

۳۷۹ میں ہے۔ مسند احمد: ۳/۴۰۹۔ وابن ماجه: ۷۰۸۔ وابن حبان: ۱۶۸۰۔ و ابو داؤد: ۵۰۱۔

مگر بندار نے اپنی روایت میں اذان کے شروع سے بیان کیا:  
 اور رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی تو کہا: کہو  
 :اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، پھر باقی اذان مکحول کی ابن  
 محیریز سے روایت کی طرح بیان کی اور اقامت کا ذکر نہیں کیا  
 اور اذان کے ذکر سے پہلے اور بعد میں بہت سارے اضافے  
 حدیث میں بیان کیے ہیں: دورقی کہتے ہیں: اذان کی ابتداء  
 میں کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، (یعنی دو مرتبہ کہا) باقی حدیث بندار  
 کی روایت جیسی ہے۔ اسی طرح روح نے اپنی سند سے  
 حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے شروع میں دو دفعہ اللہ اکبر  
 اللہ اکبر روایت کیا ہے، چار مرتبہ روایت نہیں کیا۔ میں نے  
 اسے صبح کی اذان میں تھویب کے باب میں بیان کیا ہے۔ اور  
 ابو عاصم اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا تو دونوں  
 نے اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا (یعنی چار مرتبہ  
 روایت کیا ہے) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابن ابی محذورہ  
 کی حدیث نقل کے اعتبار سے صحیح ہے۔ کیونکہ یہ روایت ابن محمد  
 بن عبد اللہ بن زید نے اپنے باپ سے سنی ہے اور محمد بن اسحاق  
 نے یہ روایت محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی سے سنی ہے اور وہ  
 ان راویوں میں سے نہیں ہیں جن سے محمد بن اسحاق نے  
 تدلیس کی ہے اور حضرت انس کی روایت جسے ابو قلابہ سے  
 ایوب اور خالد روایت کرتے ہیں اس کی صحت میں کوئی بھی  
 شک و شبہ نہیں ہے۔ اور ہم اس بات کی دلیل بیان کر چکے ہیں  
 کہ اس (حضرت بلال کو دوہری اذان اور اکہری اقامت کہنے  
 ) کا حکم دینے والے خود نبی اکرم ﷺ ہیں۔ البتہ عراقیوں  
 نے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بھی نقل  
 کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اور انہوں نے ان سے اسانید کو غلط

بِنْدَارٍ قَالَ فِي الْخَبَرِ مِنْ أَوَّلِ الْأَذَانِ وَالْقَى  
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ التَّأْدِينَ هُوَ نَفْسُهُ ،  
 فَقَالَ ، قُلْ : اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ  
 أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، ثُمَّ ذَكَرَ بَقِيَّةَ الْأَذَانِ مِثْلَ  
 خَبَرِ مَكْحُولٍ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ وَلَمْ يَذْكُرِ  
 الْإِقَامَةَ . وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ زِيَادَةً كَثِيرَةً  
 قَبْلَ ذِكْرِ الْأَذَانِ وَبَعْدَهُ . وَقَالَ الدَّورَقِيُّ ،  
 قَالَ فِي أَوَّلِ الْأَذَانِ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ .  
 وَبَاقِي حَدِيثِهِ مِثْلَ لَفْظِ بِنْدَارٍ . وَهَكَذَا  
 رَوَاهُ رُوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ  
 السَّائِبِ عَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي  
 مَخْدُورَةَ عَنْ أَبِي مَخْدُورَةَ قَالَ فِي أَوَّلِ  
 الْأَذَانِ : اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَمْ يَقُلْهُ  
 أَرْبَعًا . قَدْ خَرَجْتُهُ فِي بَابِ التَّثْوِيبِ فِي  
 أَذَانِ الصُّبْحِ . وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَ  
 عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ فِي أَوَّلِ  
 الْأَذَانِ : اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ  
 ، اللَّهُ أَكْبَرُ . قَالَ أَبُو بَكْرِ : فَخَبَرُ ابْنِ أَبِي  
 مَخْدُورَةَ ثَابِتٌ صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ .  
 وَخَبَرُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
 إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ  
 بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ صَحِيحٌ مِنْ  
 جِهَةِ النَّقْلِ لِأَنَّ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 زَيْدٍ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ  
 قَدْ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

ملط کر دیا ہے جن کے ذریعے وہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اذان اور اقامت دونوں کو دہرانے کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ لہذا اعمش نے عمرو بن مرہ سے اور انہوں نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے: ہمیں محمد ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان دیکھی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا: اسے بلال کو سکھا دو لہذا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے ذوہری اذان کہی اور اقامت کے کلمات بھی دو دو مرتبہ کہے۔ اور (اذان اور اقامت کے درمیان ایک مرتبہ) بیٹھ گئے۔“

الْحَارِثُ التَّمِيمِيُّ وَلَيْسَ هُوَ مِمَّا دَلَّسَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ . وَخَبَرُ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ صَحِيحٌ لَا شَكَّ وَلَا إِرْتِيَابَ فِي صِحَّتِهِ . وَقَدْ دَلَّلْنَا عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِذَلِكَ النَّبِيِّ ﷺ لَا غَيْرُهُ . فَأَمَّا مَا رَوَى الْعِرَاقِيُّونَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فَقَدْ ثَبَتَ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ وَقَدْ خَلَطُوا فِي أَسَانِيدِهِمُ الَّتِي رَوَوْهَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فِي تَثْنِيَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ جَمِيعًا . فَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ لَمَّا رَأَى الْأَذَانَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ ، فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ : عَلِمْتُهُ بِلَالًا . فَقَامَ بِلَالٌ ، فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى ، وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى ، وَقَعَدَ قَعْدَةً . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَخَبَّرَ ابْنَ أَبِي مَحْذُورَةَ ثَابِتٌ صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ . وَخَبَرُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِيهِ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ صَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ لِأَنَّ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ وَلَيْسَ هُوَ مِمَّا دَلَّسَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ . وَخَبَرُ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ صَحِيحٌ لَا شَكَّ وَلَا إِرْتِيَابَ فِي صِحَّتِهِ .

۳۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ، وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ، حَدَّثَنَا عَقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدِ ح وَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قُرْعَةَ ، حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ ، نَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى .

”امام صاحب نے اپنے استاد سلم بن جنادہ اور حسن بن قزوح کی سندیں بیان کی ہیں۔“

۳۸۱۔ وَرَوَاهُ الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

(۳۸۰) اسنادہ ضعیف: سابق حدیث ہی ہے لیکن اس کی سند میں راوی ”ابن ابی لیلی“ ہے جو کہ سنن ترمذی کتاب الصلاة، باب ماجاء

ان الاقامة مثنی مثنی: ۱۹۴ میں ہے۔ والدارقطنی: ۱/۲۴۱۔

وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، فَقَالَ: عَنْ مُعَاذٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا بِخَيْرِ الْمَسْعُودِيِّ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، نَا زَيْدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا زِيَادٌ أَيْضًا ، نَا عَاصِمٌ يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ - نَا الْمَسْعُودِيُّ . ح وَحَدَّثَنَا بِخَيْرِ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ ، الْحَسَنُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مِهْرَانَ الزِّيَّاتُ ، نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى . فَقَالَ: عَنْ مُعَاذٍ .

”امام صاحب نے اپنے اساتذہ زیاد بن ابوب اور حسن بن یونس کی سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔“

۳۸۲۔ وَرَوَاهُ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مُرْسَلًا . فَلَمْ يَقُلْ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَلَا عَنْ مُعَاذٍ ، وَلَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا قَالَ: لَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ مِنَ النَّدَاءِ مَا رَأَى قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى . وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حُصَيْنِ وَعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى . وَلَمْ يَقُلْ: عَنْ مُعَاذٍ ، وَلَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ ، وَلَا قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا ، وَلَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ، بَلْ أَرْسَلَهُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

”حصین بن عبدالرحمن نے اسے ابن ابی لیلیٰ سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کا نام نہیں لیا۔ اور نبی اکرم ﷺ کے کسی اور صحابی سے روایت کی ہے بلکہ اس طرح کہا ہے: ”جب عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان (خواب میں) دیکھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا۔ اور اس روایت کو ثوری نے حصین اور عمرو بن مرہ کے واسطے سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا تو حضرت معاذ یا عبداللہ بن زید کا نام نہیں لیا۔ اور نہ یہ کہا کہ حدثنا اصحابنا یا حدثنا اصحاب محمد بلکہ مرسل بیان کیا ہے اور امام صاحب اپنے استاد محمد بن یحییٰ کی سند سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ نے کہا: نبی اکرم ﷺ کو اذان کے مسئلے نے فکر مند کر دیا تھا۔“ پھر باقی حدیث بیان کی۔ امام صاحب کہتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن ابی لیلیٰ نے حضرت عبداللہ بن زید کو نہیں پایا۔ جبکہ شریک نے یہ روایت حصین سے بیان کی تو کہا: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن عبداللہ بن زید (یعنی انہوں نے

(۳۸۱) اسنادہ صحیح، یہ بھی وہی حدیث ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اس سند میں ”ابن ابی لیلیٰ“ حضرت معاذ سے روایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب کیف الاذان: ۵۰۷۔ واحد: ۲۴۶/۵۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۷۰۶، ۱۸۳۔

موصولاً روایت کیا کہ ابن ابی لیلیٰ کی حضرت عبداللہ سے ملاقات نہیں ہوئی) پھر باقی حدیث بیان کی۔ امام شعبہ نے اسے عمرو بن مرہ کے واسطے سے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے حضرت معاذ یا عبداللہ بن زید کا نام نہیں لیا (یعنی مسلماً بیان کیا ہے) اور کہا کہ حدثنا اصحابنا (ہمیں ہمارے اصحاب نے حدیث بیان کی ہے۔) لیکن ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا۔“

الْحَدِيثُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ حُصَيْنٍ ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى . وَلَمْ يَقُلْ : عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ ، وَلَا عَنْ مُعَاذٍ . وَقَالَ : حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا ، وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنْهُمْ .

۳۸۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ بِنْدَارًا ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ.....

”عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں تین مرتبہ تبدیلی ہوئی اور روزے بھی تین تبدیلیوں سے گزرے۔ تو ہمارے اصحاب نے ہمیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ مومنوں یا مسلمانوں کی نماز ایک ہوتی کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ محلوں میں کچھ آدی پھیلا دوں تو وہ نماز کے وقت میں لوگوں کو اذان دیں۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔“ عمرو کہتے ہیں: مجھے یہ روایت حسین نے ابی لیلیٰ سے بیان کی۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے یہ روایت حسین کے واسطے سے ابن ابی لیلیٰ سے سنی۔“

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، قَالَ : أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ ، وَالصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ . فَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صَلَاةُ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةً . حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْتَ رِجَالَ فِي الدُّوْرِ فَيُؤَدُّنَوْنَ النَّاسَ بِحِجْنِ الصَّلَاةِ . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ . وَقَالَ عَمْرُو ، حَدَّثَنِي بِهَذَا حُصَيْنٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، قَالَ ، شُعْبَةُ : وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ حُصَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى .

۳۸۴۔ وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

(۳۸۲) صرف سند اور ہے متن کا ذکر نہیں ہے۔ انظر سابق.

(۳۸۳) اسناد صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب کیف الاذان: ۵۰۶۔ مسند احمد: ۲۱۱۰۷۔ ومصنف عبدالرزاق: ۱۷۸۸.

رَجُلٍ: بَعْضَ هَذَا الْخَبَرِ أَعْنَى قَوْلِهِ: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ وَلَا مُعَاذًا. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ يُونُسُ بْنُ مُوسَى.....

”جریر نے اعمش سے، انہوں نے عمرو بن مرہ سے یہ روایت بیان کی تو کہا: عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ نے ایک آدمی سے اس روایت کا کچھ حصہ روایت کیا، میری مراد یہ کلمات ہیں: ”نماز تین مراحل سے گزری۔“ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کا نام نہیں لیا۔ ابن فضیل نے یہ روایت بیان کی تو عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ نے کہا: نماز کو تین دفعہ تہلیلوں سے گزرتا پڑا اور روزوں کو بھی تین مراحل سے گزرتا پڑا۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔ لیکن حضرت عبداللہ بن زید، حضرت معاذ یا کسی اور صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ”حدیثنا اصحابنا“ کہا اور نہ ”عن رجل“ کہا۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زید سے عراقیوں کی یہ وہ حدیث ہے کہ جس سے وہ اذان اور اقامت کے دوہرے ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اسانید خلط ملط ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور نہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ صاحب اذان سے سنا ہے لہذا صحیح ثابت کے مقابلے میں غیر ثابت روایات سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ میں عنقریب یہ مکمل مسئلہ مستدکیر کی کتاب الصلاة میں بیان کر دوں گا، مستدکیر میں نہیں۔“

نَا جَرِيرُ ابْنُ الْأَعْمَشِ وَرَوَاهُ ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، وَأُحِيلَ الصَّوْمُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ. وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ، وَلَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، وَلَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا، وَلَمْ يَقُلْ أَيْضًا: عَنْ رَجُلٍ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ هَارُونَ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، نَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذَا خَبَرُ الْعِرَاقِيِّينَ الَّذِينَ احْتَجُّوا بِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فِي تَثْبِيَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ. وَفِي أَسَانِيدِهِمْ مِنَ التَّخْلِيضِ مَا بَيَّنَّهُ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَلَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، صَاحِبِ الْأَذَانِ فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُحْتَجَّ بِخَبَرٍ غَيْرِ ثَابِتٍ عَلَى أَخْبَارِ ثَابِتَةٍ. وَسَابِقِينَ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ بِتَمَامِهَا فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ، الْمُسْنَدِ الْكَبِيرِ، لَا الْمُخْتَصَرِ.



## ۴۲..... بَابُ التَّوْبِ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ

صبح کی اذان میں تہیب (الصلاة خیر من النوم کہنے) کا بیان

۳۸۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا رَوْحُ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ مَوْلَاهُمْ ، عَنْ أَبِيهِ مَوْلَى مَحْذُورَةَ ، وَعَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ ، أَنَّهُمَا سَمِعَا ذَلِكَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانَ ، نَا أَبُو عَاصِمٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ ، أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ.....

”حضرت ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ حنین سے واپس تشریف لائے تو میں دس میں سے دسواں شخص تھا جو مسلمانوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ سے نکلا۔ میں نے انہیں نماز کے لیے اذان دیتے ہوئے سنا، تو ہم نے ان کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے کھڑے ہو کر اذان دینا شروع کر دی (ہماری آوازیں کر) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ان لوگوں میں ایک خوش آواز شخص کی اذان سنی ہے لہذا آپ نے ہماری طرف (کسی شخص کو بلانے کے لیے) بھیجا۔ (جب ہم حاضر خدمت ہو گئے تو آپ نے ہمیں اذان کہنے کا حکم دیا) چنانچہ ہم نے ایک ایک کر کے اذان دی۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ جب میں نے اذان دی تو آپ نے فرمایا: میرے پاس آؤ۔ پھر آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا اور میری پیشانی پر (اپنا دست مبارک) پھیرا اور مجھے تین بار برکت کی دعا دی۔ پھر فرمایا: جاؤ بیت الحرام کے پاس اذان کہو۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کیسے (اذان

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ - وَهَذَا حَدِيثُ الدَّورَقِيِّ - قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ خَرَجْتُ عَاشِرَ عَشْرَةٍ مِنْ مَكَّةَ نَطْلُبُهُمْ فَسَمِعْتُهُمْ يُؤذِنُونَ بِالصَّلَاةِ فَقَمْنَا نُؤذِنُ ، نَسْتَهْزِئُ بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ سَمِعْتُ فِي هَؤُلَاءِ تَأْذِينَ إِنْسَانٍ حَسَنِ الصَّوْتِ . فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا ، فَأَذَّنَا رَجُلًا رَجُلًا ، فَكُنْتُ أَحْسَرَهُمْ . فَقَالَ حِينَ أَذْنْتُ: تَعَالَى ، فَأَجْلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَمَسَحَ عَلَيَّ نَاصِيَتِي ، وَبَارَكَ عَلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . ثُمَّ قَالَ: إِذْهَبْ تُؤذِنُ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ . قُلْتُ: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلَّمَنِي الْأَذَانَ كَمَا يُؤذِنُونَ الْآنَ بِهَا . اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،

(۳۸۵) اسنادہ صحیح: سنن النسائی، کتاب الاذان، باب الاذان فی السفر: ۶۳۳۔ سنن ابی داؤد: ۵۰۰۔ مسند احمد: ۱۴۸۳۳۔

الدارقطنی: ۲۳۳/۱۔



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَّحَ عَلَيْهَا. وَزَادَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ فِي الْخَيْرِ حَدِيثُهُ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ الْخَبَرُ كُلُّهُ، عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ أُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا ذَلِكَ مِنْ أَبِي مَحْذُورَةَ.

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة (نماز کھڑی ہوگئی، نماز کھڑی ہوگئی۔) اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ ابن جریج کہتے ہیں: مجھے یہ ساری روایت عثمان نے اپنے باپ سے اور ام عبدالمالک بن ابی محذورہ سے بیان کی، انہوں نے

یہ روایت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما سے سنی۔ ابن رافع اور یزید بن سنان نے حدیث میں اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر (یعنی چار مرتبہ) کہا ہے۔ یزید بن سنان نے اقامت کے کلمات دورقی کی روایت کی طرح دو دور مرتبہ ذکر کیے ہیں۔ ابن رافع نے اپنی حدیث میں کہا: ”جب تم اقامت کہو تو دو مرتبہ کہو: قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة، (نماز کھڑی ہوگئی، نماز قائم ہوگئی۔) کیا تم نے سن لیا ہے؟ اور یہ اضافہ بھی بیان کیا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما اپنی پیشانی (کے بالوں) کو نہ کاٹتے تھے اور نہ ان میں مانگ نکالتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔“ یزید بن سنان نے اپنی روایت کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: مجھے یہ ساری حدیث عثمان نے اپنے باپ سے اور ام عبدالمالک بن ابی محذورہ سے بیان کی ہے، انہوں نے یہ روایت حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما سے سنی ہے۔“

٣٨٦۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَجَلِيُّ، نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ ابْنِ عَوْفٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ.....

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سنت ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہہ لے تو کہے: الصلاة خير من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے۔)“

**فوائد:**..... ۱۔ صبح کی اذان میں ”حی علی الفلاح“ کہنے کے بعد دو مرتبہ ”الصلاة خير من النوم“ کہنا مسنون فعل ہے اور اسے تمحییب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور ابن عمر، حسن بصری، ابن سیرین، زہری، مالک، ثوری، اوزاعی، اسحاق، ابو ثور اور شافعی رضی اللہ عنہم بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔ (المغنی: ۲/ ۲۱۰)

۲۔ ”الصلاة خير من النوم“ کے الفاظ فقط اذان فجر میں مسنون ہیں، اس کے سوا کسی اذان میں یہ کلمات مشروع نہیں ہیں، لہذا سنت سے ثابت فعل پر اکتفا کافی ہے۔

(۳۸۶) اسنادہ صحیح: الدارقطنی: ۱/ ۲۴۳۔ من طریق ابی اسامہ، والبیہقی فی الکبری: ۱۸۳۵۔ والطحاوی فی شرح معانی

الاثار: ۱/ ۱۳۷۔ من طریق ابی اسامہ عن ابن عون، بہ۔

۴۳..... بَابُ الْإِنْجِرَافِ فِي الْأَذَانِ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

اذان میں مؤذن کا حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے

(اپنے چہرے کو دائیں بائیں) موڑنے کا بیان

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا يَنْحَرِفُ فِيهِ لَا بَدَنِيهِ كُتْلَهُ وَإِنَّمَا يُمْكِنُ الْإِنْجِرَافُ بِالْقَمِّ بِإِنْجِرَافِ الْوَجْهِ

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ مؤذن صرف اپنے منہ کے ساتھ مڑے گا، سارے بدن کے ساتھ نہیں اور منہ کے ساتھ مڑنا، چہرے کے ساتھ مڑنے سے ممکن ہے۔

۳۸۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَوْنٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالَ لَا يُؤَذِّنُ فَيَتَّبِعُ فِيهِ . وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِمِثْلِ بَرَأْسِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْفَرَانِيُّ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ.....

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا، وہ اپنے منہ کو (دائیں بائیں) پھیر رہے تھے۔ سفیان نے اس کی کیفیت بیان کی تو کہا: وہ اپنے سر کو دائیں اور بائیں موڑ رہے تھے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بطحاء کے مقام پر حاضر ہوا جبکہ آپ سرخ خیمے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس تھوڑے سے لوگ تھے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اذان کہی، پھر انہوں نے حی علی الصلاة حی علی الفلاح کہتے ہوئے اپنے چہرہ دائیں بائیں پھیرا۔“ ثوری اس روایت میں کہتے ہیں: انہوں نے اپنی اذان میں حی علی الفلاح کہتے ہوئے اپنے سر کو دائیں بائیں پھیرا۔“

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ وَعِنْدَهُ نَاسٌ يَسِيرٌ، فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، ثُمَّ حَوَّلَ يَتَّبِعُ فَاهُ هَهُنَا - يَعْنِي بِقَوْلِهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ - . وَقَالَ وَكَيْفَ عَنِ الثَّوْرِيِّ فِي هَذَا الْخَبَرِ: فَجَعَلَ يَقُولُ فِي أَذَانِهِ هَكَذَا وَيُحَرِّفُ رَأْسَهُ، يَمِينًا وَشِمَالًا بِحَيِّ عَلَى الْفَلَاحِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ سَلَمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْفَ .

(۳۸۷) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب هل يتبع المؤذن..... ۶۳۴ - ومسلم: ۵۰۳ - الترمذی: ۱۹۷ - النسائی: ۶۴۳ - وفی الکبری: ۹۸۲۷ - وابن حبان: ۲۳۸۲، ۲۳۹۴ - والمحاکم: ۳۱۸/۱ - والبیہقی فی الکبری: ۵۲۸۰، ۱۷۲۱ - من طریق عون ابن جحیفه عن ابیه، به.

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ ”حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح“ کہتے وقت مؤذن کا دائیں بائیں سر اور گردن گھمانا مسنون فعل ہے اور شافعیہ کا موقف ہے کہ وہ قبلہ سے سینہ اور قدم سے نہ پھیرے بلکہ سر اور گردن ہی کو گھمائے۔ (شریح النووی: ۴/ ۲۱۸ یہی مذہب راجح ہے۔)

۴۴..... بَابُ إِدْخَالِ الْإِصْبَعَيْنِ فِي الْأُذُنَيْنِ عِنْدَ الْأَذَانِ

اذان دیتے وقت دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالنے کا بیان

إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ ، فَإِنَّ هَذِهِ اللَّفْظَةَ لَسْتُ أَحْفَظُهَا إِلَّا عَنِ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةٍ وَكَسْتُ أَفْهَمُ أَسْمِعَ الْحَجَّاجُ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ أَمْ لَا؟ فَأَشْكُ فِي صِحَّةِ هَذَا الْخَبَرِ لِهَذِهِ الْعِلَّةِ .

بشرطیکہ حدیث صحیح ہو، کیونکہ میں نے یہ الفاظ صرف حجاج بن ارتطاة سے محفوظ کیے ہیں۔ اور میں نے نہیں سمجھا کہ حجاج نے یہ حدیث عون بن ابی جحیفہ سے سنی یا نہیں؟ اس لیے میں اس حدیث کی صحت میں اس علت کی بنا پر شک کرتا ہوں۔

۳۸۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا هِشَامٌ عَنْ حَجَّاجِ عَنْ عَوْنِ بْنِ.....

أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالَ بْنَ الْوَدَّيْتِ يُؤَذِّنُ وَقَدْ جَعَلَ إِصْبَعَهُ فِي أُذُنَيْهِ ، وَهُوَ يَلْتَوِي فِي أُذَانِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا .

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالے اذان دیتے ہوئے دیکھا اور وہ اپنی اذان میں دائیں بائیں مڑتے تھے۔ (یعنی حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے)۔“

۴۵..... بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِهِ شَهَادَةً مَنْ يَسْمَعُهُ

مِنْ حَجَرٍ وَمَدْرٍ وَشَجَرٍ وَجَنِّ وَإِنْسٍ لِلْمُؤَذِّنِ

اذان اور بلند آواز سے اذان دینے کی فضیلت نیز مؤذن کی اذان سننے والے پتھر،

ڈھیلے، درخت، جن اور انسانوں کی مؤذن کے لیے گواہی کا بیان

۳۸۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ.....

(۳۸۸) سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب سنة فی الاذان، الترمذی: ۱۹۷۔ وأحمد: ۳۰۷/۴۔

(۳۸۹) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء: ۶۰۹۔ سنن النسائی: ۶۴۴۔ سنن ابن ماجہ: ۷۲۳ مسند

احمد: ۴۳، ۳۵، ۶/۳۔ موطا امام مالک: ۱۷۶۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِذَا كُنْتَ فِي الْبَوَادِي ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْإِنْدَاءِ ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَسْمَعُ صَوْتَهُ شَجَرٌ وَلَا مَدْرٌ وَلَا حَجَرٌ وَلَا جَنْ وَلَا إِنْسٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ . وَقَالَ مَرَّةً حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ ، حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ ، وَكَانَتْ أُمُّهُ عِنْدَ أَبِي سَعِيدٍ .

”حضرت عبدالرحمان بن ابی صعصعہ ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب تم جنگلوں میں ہو تو اذان بلند آواز سے دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: مؤذن کی آواز جو بھی درخت ڈھیلے، پتھر، جن اور انسان سنتے ہیں وہ اس کے لیے گواہی دیں گے۔“ مرہ کہتے ہیں: مجھے عبداللہ بن عبدالرحمن ابی صعصعہ نے حدیث بیان کہ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی اور وہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت یتیم تھے جبکہ ان کی والدہ حضرت ابوسعید کے پاس (بیوی کی حیثیت سے) تھیں۔“

**فوائد:**.....۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ مؤذن کی اذان سننے والی تمام مخلوقات روز قیامت مؤذن کے حق میں گواہی دیں گی، جو مؤذن کے لیے بہت بڑی فضیلت ہے لہذا اس فریضہ کی ادائیگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، بالخصوص خوش الحان لوگ اذان کی ذمہ داری کا ادراک کریں۔

۲۔ توڑ پٹھی کہتے ہیں: اس شہادت سے مراد یہ ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ مشہور دلہ (مؤذن) کی فضیلت اور بلندی درجات کی مخلوقات کے سامنے تشہیر کریں گے۔

یعنی جیسے شہادت کے ذریعے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کریں گے، اسی طرح کچھ لوگوں کو گواہی کے ذریعے اکرام و تکریم سے نوازیں گے۔ (فتح الباری: ۲/۱۱۸)

۳۔ باواز بلند اذان کہنا مشروع و مستحب فعل ہے چنانچہ اذان کی آواز جتنی دور جائے گی۔ اس کی نیکیوں میں اتنا اضافہ اور گناہوں میں اتنی ہی تخفیف ہوگی۔ نیز اذان میں آواز کا بلند ہونا شیطان کے لیے اتنا ہی زیادہ تکلیف کا باعث ہے۔

۳۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدٌ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَثْمَانَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ ابْنَ يَحْيَى يَقُولُ ، سَمِعْتُ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤذن کے گناہ وہاں تک بخش دیے جاتے ہیں

(۳۹۰) استنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت بالاذان: ۵۱۵۔ وابن ماجہ: ۷۲۴۔ وابن حبان: ۱۶۶۶۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۷۲۸۔

وَيَأْسِرُ . وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يَكْتَبُ لَهُ خَمْسُ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً وَيُكَفِّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يُرِيدُ مَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ .

جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ اور ہر تازہ اور خشک چیز اس کے لیے گواہی دے گی۔ اور نماز (باجماعت) میں حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے لیے دو نمازوں کے درمیانی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ان کی مراد بیسٹھما سے دو نمازوں کے درمیانی گناہ ہیں۔“

۴۶..... بَابُ الْأِسْتِهَامِ عَلَى الْأَذَانِ إِذَا تَشَاحَ النَّاسُ عَلَيْهِ .

جب اذان کہنے کے لیے لوگوں میں جھگڑا ہو جائے تو قرعہ اندازی کرنے کا بیان

۳۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا يَشْرُبُ بْنُ عُمَرَ ، نَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں (نماز ادا کرنے میں) کیا اجر و ثواب ہے تو وہ پھر قرعہ اندازی کیے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو وہ قرعہ اندازی کریں گے۔ یہ یحییٰ بن حکیم کی حدیث ہے۔ عقبہ بن عبد اللہ محمدی کہتے ہیں: میں نے کسی سے یہ حدیث امام مالک پر قراءت کی۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْأَذَانِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عْتَبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْيَحْمَدِيُّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ:

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں اذان کی فضیلت و عظمت کا بیان ہے کہ اذان دینا بہت زیادہ اجر و ثواب کا کام ہے۔

۲۔ اچھے معاملات اور جھگڑے کا باعث بننے والے امور میں قرعہ اندازی جائز ہے اور بذریعہ قرعہ اندازی جھگڑوں کو ٹالا جاسکتا ہے۔

**نوٹ:**..... جہاں تمام لوگوں کا بر بار حق ہو وہاں قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے مثلاً گائے کی قربانی کا

گوشت سات برابر حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے، تاہم اگر گوشت برابر حصوں میں تقسیم نہ کیا

(۳۹۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاستہام فی الاذان: ۶۵۳، ۶۱۵۔ صحیح مسلم: ۴۳۷۔ سنن الترمذی: ۲۲۵۔ سنن

النسائی: ۶۷۰۔ وفی الکبری: ۱۶۴۷، ۱۵۳۳۔ مسند احمد: ۲/۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰۔ وابن حبان: ۲۱۵۳، ۱۶۵۹۔

گیا تو قرعہ اندازی سے فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ایسی قرعی اندازی جو ہے۔ بہت سی کمیٹیاں اور افراد قرعہ اندازی کے نام سے جوے کے دھندے میں ملوث ہیں۔

۴۷..... بَابُ ذِكْرِ تَبَاعُدِ الشَّيْطَانِ عَنِ الْمُؤَذِّنِ عِنْدَ أَذَانِهِ وَهَرَبِهِ كَيْ لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ

اذان کہتے وقت شیطان کا مؤذن سے دور ہونا اور اس کے بھاگنے کا بیان تاکہ وہ اذان نہ سن سکیں

۳۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى الْبَسْطَامِيُّ ، نَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ

كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شیطان نماز کے لیے اذان سنتا ہے تو پاؤں مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن پائے۔“

۳۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ ، - وَاللَّفْظُ

لِجَرِيرٍ- عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ.....

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: شیطان جب نماز کے لیے اذان سنتا ہے تو چلا جاتا ہے حتیٰ کہ مقام روحاء پر پہنچ جاتا ہے، سلیمان کہتے ہیں: میں نے (استاد محترم ابوسفیان سے) پوچھا: روحاء کہاں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔“

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ الْبَدَاءَ بِالصَّلَاةِ

ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ . قَالَ

سُلَيْمَانُ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ . فَقَالَ: هِيَ

مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى سِتَّةٍ وَتَلَاثِينَ مِيلًا .

**فوائد:**..... ۱۔ ان احادیث میں اذان کی عظیم فضیلت کا بیان ہے اور دیگر اذکار و اوراد کی بہ نسبت شیطان اذان

سے زیادہ بدکتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ تلاوت قرآن کے وقت شیطان تلاوت میں خلل ڈالتا ہے، لیکن اذان کے وقت پیٹھ

دکھا کر سر پٹ بھاگتا ہے۔ (شرح ابن بطال: ۳/ ۲۹۴)

۲۔ ان احادیث میں اذان و مؤذن کی فضیلت کا بیان ہے اور اس بارے صحیحین میں کئی احادیث مذکور ہیں جو اذان

و مؤذن کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔ (شرح النووی: ۴/ ۹۲)

(۳۹۲) صحیح البیہاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین: ۱۲۲۲، ۶۰۸۔ یہاں روایت تفصیل سے ہے۔ صحیح مسلم: ۳۸۹۔ سنن

النسائی: ۱۲۵۳۔ وفی الکبری: ۱۶۴۶۔ سنن ابی داؤد: ۵۱۶۔ مسند احمد: ۷۹۲۔ وابن حبان: ۱۶۶۰/۱۶۔ الصحیحہ:

۳۵۶۰۔

(۳۹۳) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان و هرب الشيطان عند سماعه: ۳۸۸۔ مسند احمد: ۳/ ۳۱۶۔



۴۸..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ لِلصَّلَاةِ كُلِّهَا

تمام نمازوں کے لیے سفر میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم ہے

ضِدُّ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ فِي السَّفَرِ لِلصَّلَاةِ إِلَّا لِلْفَجْرِ خَاصَّةً . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: خَبِرْتُ أَبِي ذَرٍّ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَبْرِدْ  
اس شخص کے قول کے برعکس جس کا دعویٰ ہے کہ سفر میں صرف نماز فجر کے لیے اذان دی جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن نے اذان کہنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈا کرو۔

۳۹۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانَ الْوَأَسِطِيُّ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ.....

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو مؤذن نے اذان کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈا کرو، پھر اس نے اذان دینی چاہی تو آپ نے فرمایا: (نماز کو) ٹھنڈا کرو۔ شعبہ کہتے ہیں: حتیٰ کہ سایہ نیلوں کے برابر ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو نماز (ظہر) کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔“

فوائد:..... مکرر ۳۹۸

۴۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ وَإِنْ كَانَا اثْنَيْنِ لَا أَكْثَرَ بِذِكْرِ

خَيْرٍ لَفُظُهُ عَامٌّ مُرَادُهُ خَاصٌّ

سفر میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم ہے اگرچہ دو افراد ہوں، زیادہ نہ ہوں،

اس سلسلے میں اس حدیث کا بیان جس کے الفاظ عام ہیں اور اس کی مراد خاص ہے

۳۹۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِيِّ ، نَا حَفْصُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ غِيَاثٍ ، نَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.....

(۳۹۴) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الابرار بالظہر فی شدة الحر: ۵۳۰، ۵۳۵۔ صحیح مسلم: ۶۱۶۔ سنن

الترمذی: ۱۵۸۔ سنن ابی داود: ۴۰۱۔ مسند احمد: ۱۷۶، ۱۶۲، ۱۵۵/۵۔

”حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک اور آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر آپ نے ہمیں رخصت کیا تو فرمایا: جب تم دونوں سفر کرو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہنا اور اقامت کہنا اور تم دونوں میں جو بڑا ہو اسے تمہاری امامت کروانی چاہیے۔“ خالد حذاء کہتے ہیں: ہم دونوں قرآن مجید کی قراءت میں برابر تھے۔“

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَرَجُلٌ، فَوَدَّعَنَا، ثُمَّ قَالَ: إِذَا سَافَرْتُمَا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَذِّنَا وَأَقِمَّا، وَلْيُؤْمِمَكُمَا أَكْبَرُكُمَا. قَالَ الْحَدَّاءُ: وَكُنَّا مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْقِرَاءَةِ.

**فوائد:**..... ۱۔ ان احادیث کی رو سے مسافروں کے لیے حالت سفر میں اذان کہنا اور نماز باجماعت کا اہتمام کرنا

مشروع نفل ہے۔

۲۔ ان احادیث میں سفر و حضر میں اذان کی محافظت کی ترغیب ہے۔

۳۔ امام اور مقتدی (دو آدمیوں) کی جماعت درست ہے اور اسی مسئلہ پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔

۴۔ اول وقت پر نماز پڑھنا افضل ہے۔ (شرح النووی: ۱۷۴/۵)

۵۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز کے لیے اذان کہنا واجب ہے، عطاء، احمد بن حنبل، مالک، اصطرخی، مجاہد، اوزاعی اور

داؤد ظاہری رضم بھی وجوب ہی کے قائل ہیں۔ (نبیل الاوطار: ۱/۳۳)

۳۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

”حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو (الوداع کرتے وقت) آپ نے فرمایا: جب تم دونوں سفر کرو تو اذان دو اور تکبیر کہو اور تم دونوں میں بڑا تمہاری امامت کروائے۔“

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْتَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمِّ لِي، فَقَالَ: إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِمَّا وَلْيُؤْمِمَكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

(۳۹۵) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من قال لیؤذن فی السفر مؤذن واحد: ۶۲۸، ۶۳۰۔ صحیح مسلم: ۶۷۴۱۔ سنن

الترمذی: ۲۰۵۔ سنن النسائی: ۶۳۴۔ وابو داؤد: ۵۸۹۔ وابن ماجہ: ۹۷۹۔ واحمد: ۵۳/۵، ۴۳۶/۳۔

(۳۹۶) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من قال لیؤذن فی السفر مؤذن واحد: ۵۲۸۔ صحیح مسلم: ۶۷۴۔ سنن النسائی:

۶۳۴۔ سنن الترمذی: ۲۰۵۔

۵۰..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبْرِ الْمَفْسَّرِ لِلْفِظَةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُ أَنَّهَا لَفْظَةٌ عَامٌ مَرَادُهَا خَاصٌ  
وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ أَنْ يُؤَذَّنَ أَحَدُهُمَا لَا كِلَيْهِمَا

گذشتہ مجمل روایت کی تفسیر کرنے والی روایت کا بیان اور اس بات کی دلیل کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اذان دینے کا حکم دیا تھا، دونوں کو اذان دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔

۳۹۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بَنْدَارٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، نَا.....

”حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم، ہم عمر نو جوان تھے۔ ہم (آپ کے پاس) بیس راتیں رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نہایت رحمدل اور نرم مزاج تھے۔ پھر جب آپ نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کی خواہش یا ان سے ملاقات کا اشتیاق کر رہے ہیں تو ہم سے پوچھا کہ ہم کن کن کو اپنے پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں؟ ہم نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، ان کے ساتھ رہو اور انہیں (دین کی) تعلیم دو اور (اچھے کاموں کا) حکم دو۔“ اور آپ نے کچھ چیزیں بیان فرمائیں (جن میں سے کچھ مجھے یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں) اور فرمایا: نماز اسی طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے، پھر جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں کوئی ایک تمہارے لیے اذان کہے اور تم میں سے بڑا تمہاری امامت کروائے۔“ عبد الوہاب بن عبد الحمید نے بندار کی روایت کی طرح بیان کیا ہے اور بعض اوقات بعض الفاظ میں ان کی مخالفت کی ہے۔“

مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَنَحْنُ شَبِيهَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَا قَدْ اشْتَهَيْتَنَا أَهْلِينَا - أَوْ اشْتَقْنَا - سَأَلْنَا عَمَّا تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرَنَا فَقَالَ: إِرْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ، وَمُرُوهُمْ . وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظَهَا وَأَشْيَاءَ لَا أَحْفَظَهَا . وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي . فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤْمِّكُمْ أَكْبَرُكُمْ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: بِمِثْلِ حَدِيثِ بَنْدَارٍ . وَرَبَّمَا خَالَفَهُ فِي بَعْضِ اللَّفْظَةِ .

۳۹۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، يَعْقُوبُ بْنُ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو هَاشِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

(۳۹۷) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمساقرین اذا كانوا جماعة: ۶۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد مواضع الصلاة، باب من احق بالامامة: ۶۷۴۔ سنن النسائی: ۶۳۵۔ مسند احمد: ۴۳۶/۳۔ سنن الدارمی: ۱۲۵۳۔



حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ”جب تم جنگلوں میں ہو تو اذان بلند آواز سے کہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو بھی درخت، ڈھیلے، پتھر، جن اور انسان اس کی آوازیں سنیں گے وہ اس کے لیے گواہی دیں گے۔“ لہذا اذان کی اس فضیلت و اجر کو حاصل کرنے کے لیے اگر مؤذن جنگل میں اذان دے، اگرچہ وہ اکیلا ہو تو یہ بغیر اذان و تکبیر کے نماز پڑھنے سے بہتر، اچھا اور افضل ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ مؤذن کے گناہ وہاں تک بخشش دیے جاتے ہیں جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ اور اس کے لیے ہر خشک و تر چیز گواہی دے گی۔ چنانچہ جنگلوں اور سفر میں اذان دینے والے کو یہ فضیلت نماز کے لیے اذان دینے کی وجہ سے حاصل ہو جائے گی اگرچہ وہاں اس کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے کوئی شخص نہ ہو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سفر اور جنگل کے مؤذن کو چھوڑ کر ایسے مؤذن کی تخصیص نہیں کی ہے جو لوگوں کو نماز باجماعت کے لیے جمع کرنے کے لیے اذان دیتا ہے۔ (بلکہ یہ فضیلت ہر مؤذن کو حاصل ہے۔)

۳۹۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَشْرِ بْنِ مَنْصُورِ السَّلْمِيِّ ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَن حُمَيْدٍ عَن قَتَادَةَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جبکہ آپ ایک سفر میں تھے، وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر، اللہ اکبر، (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے) تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: (یہ شخص) فطرت پر ہے۔ اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آپ نے فرمایا: آگ سے نکل گیا۔“ تو لوگ دوڑتے ہوئے اس شخص کی طرف گئے تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا، اسے نماز کا وقت ہو گیا تو وہ کھڑا ہو کر اذان دینے لگا۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ فِي مَسِيرٍ لَهُ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: عَلَى الْفِطْرَةِ . قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . قَالَ: خَرَجَ مِنَ النَّارِ . فَاسْتَبَقَ الْقَوْمُ إِلَى الرَّجُلِ فَيَاذَا رَاعِي غَنِمٍ حَضَرَتْهُ الصَّلَاةُ فَقَامَ يُؤَدِّنُ .

۴۰۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الْعَلِيُّ ، نَا بَهْزُ يَعْنِي ابْنَ أَسِيدٍ ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ.....

(۳۹۹) استنادہ صحیح: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامساك عن الاغارة على قوم في دار الكفر اذا سمع الاذان: ۳۸۲۔ سنن الترمذی: ۱۰۵۴۳۔ مستند احمد: ۱۱۹۰۱۔ النسائی الکبری: ۱۰۶۶۵۔ وفي عمل اليوم والليلة: ۸۲۸۔ وابن حبان: ۱۶۶۵۔ المعجم الاوسط: ۵۹۵۲۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت (دُشمن کی بستوں پر) حملہ آور ہوتے تھے پھر اگر اذان کی آواز سن لیتے تو (حملہ کرنے سے) رک جائے (اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو) حملہ کر دیتے۔ چنانچہ ایک دن آپ نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا: اللہ اکبر، اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے) تو آپ نے فرمایا: وہ فطرت اسلام پر ہے۔ تو اس نے کہا: اشهد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) آپ نے فرمایا: تو جہنم کی آگ سے نجات پا گیا۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو اذان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اعلان و گواہی دینے کی خواہش ہو اور وہ امید رکھتا ہو کہ اس کی اذان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دینے سے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے تو ہر مومن کو اس خواہش اور تمنا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اسے آگ سے نجات دے دیں گے، اس فضیلت کے حصول میں سبقت کرنی چاہیے۔ وہ اپنے گھر میں تنہا ہو یا جنگل میں یا ہستی و شہر میں اکیلا ہو، اس فضیلت و اجر کو حاصل کرنے کے لیے (اسے اذان دینی چاہیے) میں نے اس جگہ کے علاوہ بھی کئی مقامات پر سفر میں اذان کے ابواب کو بیان کیا ہے (مثلاً) نبی اکرم ﷺ کا صبح کی نماز سے سوئے رہ جانا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا اور آپ ﷺ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کی اذان دینے کا حکم دینا جبکہ اس کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ یہ احادیث ان لوگوں کے قول کے برعکس ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانَ أَمْسَكَ ، وَإِلَّا أَعَارَ . فَاسْتَمَعَ ذَاتَ يَوْمٍ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، فَقَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ . فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ النَّارِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِذَا كَانَ الْمَرْءُ يَطْمَعُ بِالشَّهَادَةِ بِالتَّوْحِيدِ لِلَّهِ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ يَرَجُو أَنْ يَخْلُصَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ بِالشَّهَادَةِ بِاللَّهِ بِالتَّوْحِيدِ فِي أَذَانِهِ ، فَيَسْتَبْغِي لِكُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ يَسَارِعَ إِلَى هَذِهِ الْفَضِيلَةِ طَمَعًا فِي أَنْ يَخْلُصَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ . خَلَا فِي مَنْزِلِهِ أَوْ فِي بَادِيَةِ أَوْ قَرْيَةٍ أَوْ مَدِينَةٍ ، طَلَبًا لِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ وَقَدْ خَرَجْتُ أَبْوَابَ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ أَيْضًا فِي مَوَاضِعَ غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ ، فِي نَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ، وَأَمَرُهُ ﷺ بِالْأَذَانِ لِلصُّبْحِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِ تِلْكَ الصَّلَاةِ . وَتِلْكَ الْأَخْبَارُ أَيْضًا خِلَافَ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنْ لَا يُؤَدَّنُ لِلصَّلَاةِ بَعْدَ ذَهَابِ وَقْتِهَا ، وَإِنَّمَا يَقَامُ لَهَا بِغَيْرِ أَذَانٍ .

(۴۰۰) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامساک عن الاغارة علی قوم فی دار الکفر اذا سمع فیہم الاذان: ۳۸۲۔ سنن الترمذی:

جانے کے بعد اس کے لیے اذان نہیں دی جائے گی بلکہ بغیر اذان کے صرف اقامت کہی جائے گی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ منفرد شخص کا نماز کے لیے اذان کہنا مشروع ہے اور یہی راجح موقف ہے۔

۲۔ جس علاقے میں اذان ہو وہاں حملہ کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ فعل اہل علاقہ کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔

۳۔ شہادتین کا قول و اقرار سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے، خواہ اس سے یہ مطالبہ نہ ہی کیا جائے۔

(شرح النووی: ۴/ ۸۳)

۵۲..... بَابُ إِبَاحَةِ الْأَذَانِ لِلصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ

طلوع فجر سے پہلے نماز صبح کی اذان دینا جائز ہے

إِذَا كَانَ لِمَسْجِدٍ مُؤَدِّنَانِ لَا مُؤَدِّنَ وَاحِدٌ، فَيُؤَدِّنُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، وَالْآخَرُ بَعْدَ طُلُوعِهِ بِذِكْرِ خَيْرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسِّرٍ

جبکہ مسجد کے ایک کی بجائے دو مؤذن ہوں، اور ان میں سے ایک طلوع فجر سے پہلے اذان دے اور دوسرا طلوع فجر کے بعد اذان کہے، اس سلسلے میں مذکورہ مجمل غیر مفسر روایت۔

۴۰۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ قَالَ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يُحَدِّثُ بِقَوْلِ، أَخْبَرَنِي.....

”حضرت سالم بن اللہ اپنے باپ بزرگوار حضرت عبداللہ بن اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بلال بن اللہ رات کے وقت اذان کہتے ہیں تو تم (روزہ رکھنے کے لیے) کھاؤ بیوحتی کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔“ امام ابو بکر رح فرماتے ہیں کہ تم اپنے استاد مخزومی سے بھی روایت کی ہے، اس سند میں تمام جگہ عن سے روایت ہے۔“

سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ بِلَالَ لَا يُؤَدِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوْا وَأَشْرِبُوْا حَتَّى تَسْمَعُوْا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِهِ الْمَخْزُوْمِيُّ، نَا سُفْيَانُ وَقَالَ فِي كَلِمَاتِهَا: عَنْ، عَنْ.

**فوائد:**..... ۱۔ طلوع فجر سے قبل صبح کی اذان دینا جائز ہے۔

۲۔ (رمضان میں) طلوع فجر تک کھانا پینا اور جماع وغیرہ کرنے کا جواز ہے۔

۳۔ ناپیدا شخص کا اذان کہنا جائز ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں: ناپیدا کی اذان جائز ہے لیکن اگر اس کے ساتھ کوئی پنا شخص ہو۔

(۴۰۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذان الاعمی اذا كان له من یخبره: ۲۶۵۶، ۶۱۷۔ صحیح مسلم: ۱۰۹۲۔ سنن

الترمذی: ۲۰۳۔ سنن النسائی: ۶۳۸۔ مسند احمد: ۱۲۳/۹۰۲۔

جیسے ابن ام مکتوم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ ناپیدنا شخص کے اذان کہنے میں کراہت نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی صاحب بصارت شخص نہ ہو تو وقت کی غلطی کے خوف کی وجہ سے ناپیدنا شخص کا اذان کہنا مکروہ ہے۔

۴۔ فجر کی دو اذانیں ہیں (۱) طلوع فجر سے قبل (۲) طلوع فجر کے معاً بعد کہنا مستحب ہیں۔

۵۔ مؤذن کی اذان پر اعتماد کرنا درست ہے۔ (شرح النووی: ۷/ ۲۰۱)

۵۳..... بَابُ ذِكْرِ الْعَلَّةِ الَّتِي كَانَ لَهَا بِلَالٌ يُؤَدِّنُ بَلِيلٌ

اس علت کا بیان جس کی وجہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے تھے

۴۰۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ ، نَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي ، نَا أَبُو عَثْمَانَ.....

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے کیونکہ وہ تو اس لیے اذان دیتے ہیں تاکہ تمہارا نفل پڑھنے والا (آرام کرنے کے لیے) لوٹ جائے اور تمہارا سونے والا جاگ جائے اور (صبح کا وقت) ایسے ایسے نہیں ہوتا حتیٰ کہ (روشنی) ایسے ایسے ہو جائے۔ امام صاحب فرماتے ہیں ہمیں یوسف بن موکی نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔“

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ - أَوْ يُنَادِي - لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَهَكَذَا، حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَهَكَذَا. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِهِذَا .

۵۳..... بَابُ ذِكْرِ قَدْرِ مَا كَانَ بَيْنَ أَذَانِ بِلَالٍ وَأَذَانِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ

حضرت بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی اذانوں کے درمیان وقفے کا بیان

۴۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ، نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَاسِمِ.....

(۴۰۲) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان قبل الفجر: ۶۲۱۔ صحیح مسلم: ۱۰۹۳۔ سنن ابی داؤد: ۲۳۴۷۔ مسند

احمد: ۱/ ۳۸۶، ۳۹۲، ۴۳۵۔ وابن ماجہ: ۱۶۹۶۔ وابن ماجہ: ۳۴۶۰، ۳۴۶۱۔

(۴۰۳) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال: ۱۹۱۸، ۱۹۱۸۔ صحیح مسلم:

کتاب الصیام، باب بیان أن الاقول فی الصوم بحصل بطلوع الفجر..... ۱۰۹۳۔ السنائی: ۶۳۹۔ وابن حبان: ۳۴۶۰، ۳۴۶۱۔



عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ بِلَالَ يُؤَدِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يُؤَدِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَدْرٌ مَا يَرْفَى هَذَا وَيَنْزِلُ هَذَا.

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں، تو تم (روزے کے لیے) کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔ اور ان دونوں اذانوں کے درمیان صرف اتنا وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (اذان دینے کے لیے چڑھ جائیں اور وہ اتر آئیں۔“

**فوائد:**..... ۱۔ فجر کی دو اذانیں کہنا اور ان کے لیے دو موذن مقرر کرنا مشروع ہے۔

۲۔ فجر کی دونوں اذانوں میں بہت زیادہ وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ یہ تہجد وغیرہ پڑھنے والا شخص اپنی نماز سمیٹ لے۔ یعنی وتر وغیرہ پڑھ لے اور محو خواب لوگ، غسل وضو اور دیگر حاجات ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے نماز فجر باجماعت ادا کر سکیں، دونوں اذانوں میں گھنٹے، دو گھنٹے کے وقفہ سے یہ مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ بلکہ اذان سن کر بیدار ہونے والے مزید ست ہو جاتے ہیں اور کئی لوگوں کی نماز باجماعت چھوٹ جاتی ہے، لہذا مسنون طریقے پر عمل کرنے ہی میں فلاح و برکت ہے۔

۵۵..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُ أَهْلِ الْجَهْلِ أَنَّهُ يُضَادُّ هَذَا الْخَيْرِ الَّذِي ذَكَرْنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ بِلَالَ يُؤَدِّنُ بِلَيْلٍ.

اس روایت کا بیان جسے بعض جہلاء نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس روایت کے مخالف ہے جو ہم نے بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں

۴۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، نَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ.....

”حضرت خبیب بن عبد الرحمن اپنی پھوپھی حضرت امیہ بنت خبیب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں تو کھاؤ، پیو اور جب بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں تو مت کھاؤ پیو۔ لہذا اگر ہم میں سے کسی عورت کی سحری میں سے کچھ باقی رہ جاتا تو وہ حضرت

عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمَّتِهِ أُنَيْسَةَ بِنْتِ خُبَيْبٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَدَّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوْا، وَإِذَا أَدَّنَ بِلَالَ فَلَا تَأْكُلُوْا وَلَا تَشْرَبُوْا. فَإِنْ كَانَتْ مِنَّا لِيَبْقَى عَلَيْهَا شَيْءٌ

(۴۰۴) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۴۳۳/۶۔ والنسائی، کتاب الاذان، باب هل يؤذنان جميعاً أو فراد، رقم: ۶۴۰۔ وفی

الکبری: ۱۶۰۴۔ وابن حبان: ۳۴۶۴۔ الارواء: ۱/۲۳۷۔

بلال رضی اللہ عنہ سے کہتی: ذرا ٹھہریں تاکہ میں اپنی سحری سے فارغ ہو جاؤں۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت کے بیان میں حضرت خبیب بن عبد الرحمن سے اختلاف کیا گیا ہے۔ امام شعبہ نے ان کی پھوپھی حضرت انسہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو کہا: ابن مکتوم یا بلال رضی اللہ عنہم رات کے وقت اذان دیتے ہیں۔“

مِنْ سُحُورِهَا فَتَقُولُ لِبَلَالٍ: اَمِهْلَ حَتَّى اَفْرَعُ مِنْ سُحُورِي . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذَا خَبْرٌ اَخْتَلَفَ فِيهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْهُ عَنْ عَمَّتِهِ اُنَيْسَةَ ، فَقَالَ: اِنَّ ابْنَ اُمِّ مَكْتُومٍ اَوْ بِلَالَ يُنَادِي بِلَيْلِي .

**فوائد:**..... یہ احادیث بظاہر گذشتہ احادیث کے متعارض معلوم ہوتی ہیں، کیونکہ گذشتہ احادیث میں مذکور ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ فجر کی پہلی اذان اور عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی دوسری اذان کہتے تھے جب کہ احادیث الباب میں مذکور ہے کہ عبد اللہ بن ام مکتوم اذان اول اور بلال رضی اللہ عنہ اذان ثانی کہتے تھے۔ ان احادیث میں تطبیق کی دو توجیہات بیان کی گئی ہیں:

- ۱۔ عبد اللہ بن ام مکتوم اور بلال رضی اللہ عنہم میں باری مقرر تھی چنانچہ کبھی بلال رضی اللہ عنہ اور کبھی عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ پہلی اذان کہتے۔ کبھی دوسری اذان کہتے تھے۔
- ۲۔ شروع میں بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان کہتے رہے، پھر مستقل ان کی ذمہ داری دوسری اذان کہنے پر ہی لگا دی گئی اور وہ ہمیشہ دوسری اذان ہی کہتے رہے۔

٤٠٥- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ.....

عَنْ خُبَيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ عَمَّتِهِ اُنَيْسَةَ وَكَانَتْ مُصَلِّيَةً: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ ابْنَ اُمِّ مَكْتُومٍ - اَوْ بِلَالَ - يُنَادِي بِلَيْلِي فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوْا ، حَتَّى يُنَادِيَ بِلَالَ - اَوْ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ - وَمَا كَانَ اِلَّا اَنْ يَنْزَلَ اَحَدُهُمَا وَيَقْعُدَ الْاٰخَرَ ، فَتَأْخُذُ بِتَوْبِهِ فَتَقُولُ: كَمَا اَنْتَ حَتَّى اَتَسَّحَرَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ اَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ الْعَجَلِيُّ ، نَا

” حضرت خبیب بن عبد الرحمن اپنی پھوپھی حضرت انسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اور وہ (بکثرت نقلی) نماز پڑھنے والی خاتون تھیں، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یا بلال رضی اللہ عنہم رات کے وقت اذان دیتے ہیں تو تم کھاؤ پیو حتیٰ کہ بلال رضی اللہ عنہ یا ابن ام مکتوم اذان دیں اور فرق اتنا ہوتا تھا کہ ایک اترتا تو دوسرا بیٹھ جاتا۔ تو حضرت انسہ رضی اللہ عنہا ان کا کپڑا اتھام کر کہتیں: اسی طرح تشریف فرما رہیں حتیٰ کہ میں سحری کر لوں۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ہمیں احمد بن مقدام عجل

(٤٠٥) اسنادہ صحیح: مسند احمد: باب حدیث انیسہ بنت خبیب: ٤٣٣/٦۔ من طریق محمد بن جعفر۔ والبیہقی فی الکبری:

١٦٦٧- الطیالسی: ١٦٦١- الاستیعاب: ٥٧٨/١۔ فی ترجمہ انیسہ بنت خبیب۔

نے بھی شعبہ سے اسی طرح بیان کیا ہے، امام ابو بکر فرماتے ہیں: حضرت امیرؓ کی روایت میں راویوں نے ان الفاظ میں اختلاف کیا ہے لیکن درآوردی نے اپنی سند سے حضرت عائشہؓ کی روایت سے منصور بن زاذان کی روایت (۴۰۴) کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔“

يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِمِثْلِهِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَخَبَرْتُ أُنَيْسَةَ قَدْ اخْتَلَفُوا فِيهِ فِي هَذِهِ اللَّفْظَةِ . وَلَكِنْ قَدْ رَوَى الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ مَعْنَى خَيْرِ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ فِي هَذِهِ اللَّفْظَةِ .

۴۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي بَنَ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عائشہؓ کی روایت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ابن ام مکتومؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں تو تم کھاؤ اور پوچھو کہ بلالؓ اذان دیں۔ کیونکہ بلالؓ طلوع فجر دیکھ کر ہی اذان دیتے ہیں۔ اسی سے ملتی جلتی روایت ابو اسحاق نے اسود کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے بیان کی ہے۔“

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَدِّنُ بِلَيْلٍ ، فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَدِّنَ بِلَالٌ . فَإِنَّ بِلَالَ لَا يُؤَدِّنُ حَتَّى يَرَى الْفَجْرَ . وَرَوَى سَيِّئُهَا بِهَذَا الْمَعْنَى أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ .

۴۰۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرِّمَادِيُّ ، نَا أَبُو الْمُنْذِرِ ، نَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.....

”حضرت اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا: آپ کس وقت وتر ادا کرتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اس وقت تک وتر نہیں پڑھتی حتیٰ کہ وہ اذان دینے لگیں، اور وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جائے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے، فلاں اور عمرو بن ام مکتومؓ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ سَاعَةٍ تُؤْتِرِينَ؟ قَالَتْ: مَا أُوتِرُ حَتَّى يُؤَدِّنُونَ . وَمَا يُؤَدِّنُونَ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ . قَالَتْ: وَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُؤَدِّنَانِ ، فَلَانَ وَعَمْرُو بْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَدَّنَ عَمْرُو فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا فَإِنَّهُ

(۴۰۶) اسنادہ صحیح: صحیح ابن حبان، الصوم، باب السحور، رقم: ۳۴۷۳، ۳۴۶۵۔ الارواء: ۱/۲۳۶، ۲۳۷۔

(۴۰۷) اسنادہ صحیح: مسند احمد، مسند الانصار: ۱۸۵/۶۔ والبیہقی فی الکبری: ۴۳۰۸۔ من طریق ابی اسحاق عن الأسود

بن یزید، بہ۔ ومصنف عبدالرزاق: ۴۶۲۸۔

رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصْرِ، وَإِذَا أَدَّنَ بِلَالٌ  
فَارْقَعُوا أَيْدِيكُمْ، فَإِنَّ بِلَالَ لَا يُؤَدِّنُ حَتَّى  
الصُّبْحِ .  
عمر و اذان کہیں تو کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ ایک نابینا شخص  
ہیں۔ اور جب بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں تو اپنے ہاتھ (کھانے  
سے) روک لو، کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ صبح ہونے پر ہی اذان کہتے  
ہیں۔“

۴۰۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيِّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الْعَجَلِيُّ،  
قَالَا، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے  
تین مؤذن تھے۔ بلال، ابو محذورہ اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم تو  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عمرو رضی اللہ عنہ اذان کہیں تو وہ  
تمہیں مغالطے میں نہ ڈال دیں کیونکہ وہ نابینا آدمی ہیں۔ اور  
جب بلال رضی اللہ عنہ اذان کہیں تو کوئی شخص ہرگز نہ کھائے۔ امام  
ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رہی ابو اسحاق کی اسود کے واسطے  
سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت تو اس میں غور و فکر کی  
ضرورت ہے کیونکہ مجھے اسود سے ابو اسحاق کا اس روایت کا  
سماع نہیں ملا۔ جبکہ ہشام بن عروہ کی روایت نقل کے اعتبار  
سے صحیح ہے اور یہ روایت حضرت سالم کی ابن عمر سے روایت  
اور قاسم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کے مخالف نہیں  
ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رات کی اذان  
کے لیے حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی باری  
مقرر کی ہو۔ لہذا آپ نے بعض راتوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ  
کو حکم دیا کہ وہ پہلے رات کے وقت اذان دیں، تو جب  
بلال رضی اللہ عنہ (اذان دے کر) اترے تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ  
(اذان دینے کے لیے) اوپر چڑھ گئے اور انہوں نے ان کے  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ  
لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ مُؤَدِّينَ . بِلَالٌ وَ  
أَبُو مُحَدَّوْرَةَ وَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ . فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَدَّنَ عَمْرُو فَإِنَّهُ ضَرِيرٌ  
الْبَصْرِ فَلَا يَغْرُنْكُمْ، وَإِذَا أَدَّنَ بِلَالٌ فَلَا  
يَطْعَمَنَّ أَحَدٌ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا خَبِرَ أَبِي  
إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فَإِنَّ فِيهِ  
نَظْرًا لَأَتَى لَا أَقْفُ عَلَى سَمَاعِ أَبِي  
إِسْحَاقَ هَذَا الْخَبَرَ مِنَ الْأَسْوَدِ . فَأَمَا خَبِرَ  
هَشَّامَ بْنِ عُرْوَةَ فَصَحِيحٌ مِنْ جِهَةِ النُّقْلِ .  
وَلَيْسَ هَذَا الْخَبَرُ يُضَادُّ خَبَرَ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ  
عُمَرَ، وَخَبَرَ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ، إِذْ جَاءَتْ  
أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ كَانَ جَعَلَ الْأَذَانَ  
بِاللَّيْلِ نَوَائِبُ بَيْنَ بِلَالٍ وَبَيْنَ ابْنِ أُمِّ  
مَكْتُومٍ . فَأَمَرَ فِي بَعْضِ اللَّيَالِي بِبِلَالٍ أَنْ  
يُؤَدِّنَ أَوَّلًا بِاللَّيْلِ، فَإِذَا نَزَلَ بِلَالٌ صَعَدَ  
ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَأَدَّنَ بَعْدَهُ بِالنَّهَارِ . فَإِذَا

(۳۰۸) اسنادہ صحیح: البيهقي في الكبرى: ۱۸۶۳۔ من طريق أبي اسحاق عن الاسود، به۔ مسند اسحاق بن راهويه: ۳/۸۵۸،

بعد صبح کی اذان دی۔ پھر جب حضرت ابن ام مکتوم کی باری آئی تو انہوں نے رات کے وقت اذان دی، پھر جب وہ اذان دے کر اترے تو بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد اوپر چڑھ کر صبح کی اذان کہی۔ اور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک کہ بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں، یہ اس وقت ہوگا جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی باری رات کے وقت اذان دینے کی تھی۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں، یہ اس وقت ہو جبکہ رات کے وقت اذان دینے کی باری حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی تھی۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ نے ہر دو وقتوں میں لوگوں کو بتایا کہ دونوں اذانوں میں سے پہلی اذان رات کے وقت ہے صبح کے وقت نہیں۔ اور یہ اذان روزے کا ارادہ کرنے والے کو کھانے پینے سے منع نہیں کرتی۔ اور دوسری اذان کھانے پینے سے روکتی ہے کیونکہ وہ دن کے وقت (یعنی طلوع فجر کے بعد) ہوتی ہے رات کے وقت نہیں۔ جبکہ حضرت اسود کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ وہ موزن اذان نہیں کہتے تھے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی، تو اس کا دو معنوں میں سے ایک معنی ہو سکتا ہے۔ ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ سب موزن اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک فجر طلوع نہیں ہوتی تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی (طلوع فجر سے پہلے) اذان نہیں دیتا تھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے اپنی روایت میں یہ کہا ہے: جب عمرو رضی اللہ عنہ اذان کہیں تو کھاتے پیتے رہو۔ اس لیے اگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ طلوع فجر کے بعد ہی اذان دیتے ہوتے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد روزے دار کے لیے کھانا پینا حرام ہوتا۔ دوسرا معنی یہ ہو سکتا

جَاءَتْ نَوْبَهُ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ بَدَأَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَأَذَّنَ بِلَيْلٍ فَإِذَا نَزَلَ صَعِدَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بَعْدَهُ بِالنَّهَارِ . وَكَانَتْ مَقَالَةُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ بِلَالَ لَا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ . فِي الْوَقْتِ الَّذِي كَانَتْ النَّوْبَةُ لِبِلَالٍ فِي الْأَذَانِ بِلَيْلٍ . وَكَانَتْ مَقَالَتُهُ ﷺ أَنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فِي الْوَقْتِ الَّذِي كَانَتْ النَّوْبَةُ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ نَوْبَةُ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ . فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُ النَّاسَ فِي كُلِّ الْوَقْتَيْنِ أَنَّ الْأَذَانَ الْأَوَّلَ مِنْهُمَا هُوَ أَذَانُ بِلَالٍ لَا بِنَهَارٍ . وَأَنَّهُ لَا يَمْنَعُ مَنْ أَرَادَ الصَّوْمَ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا . وَأَنَّ أَذَانَ الثَّانِي إِنْ مَا يَمْنَعُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ إِذْ هُوَ بِنَهَارٍ لَا بِلَيْلٍ . فَأَمَّا خَبْرُ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُؤَذِّنُونَ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَإِنَّ لَهُ أَحَدًا مَعْنَيْنِ . أَحَدُهُمَا: لَا يُؤَذِّنُ جَمِيعَهُمْ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ لَا أَنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ أَحَدًا مِنْهُمْ . الْآخَرُ أَنَّهُ قَدْ قَالَ فِي الْخَبَرِ إِذَا أَذَّنَ عَمْرُو فَكُلُوا وَاشْرَبُوا . فَلَوْ كَانَ عَمْرُو لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ لَكَانَ الْأَكْلُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ بَعْدَ أَذَانِ عَمْرُو مُحَرَّمِينَ . وَالْمَعْنَى الثَّانِي: أَنَّ تَكُونَ عَائِشَةُ أَرَادَتْ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ الْأَوَّلُ . فَيُؤَذِّنُ الْبَادِي مِنْهُمْ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ لَا قَبْلَهُ . وَهُوَ الْوَقْتُ الَّذِي يَجِلُّ فِيهِ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ لِمَنْ أَرَادَ

ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہو کہ (وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے) جب تک پہلی فجر طلوع نہ ہو جائے۔ تو مؤذن میں سے پہلے اذان دینے والا پہلی فجر کے طلوع کے بعد اذان دیتا نہ کہ اس سے پہلے۔ یہی وہ وقت ہے جب روزے کا ارادہ رکھنے والے کے لیے کھانا اور پینا حلال ہوتا ہے کیونکہ پہلی فجر رات کے طلوع ہوتی ہے دن کے وقت نہیں۔ پھر ان کے بعد والا مؤذن دوسری فجر طلوع ہونے کے بعد اذان کہتا ہے جو کہ دن میں ہوتا ہے رات میں نہیں۔ تو اس روایت کا میرے نزدیک یہ معنی ہے۔ واللہ اعلم۔“

الصَّوْمَ إِذْ طُلُوعِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ بَلِيلٍ لَا بِنَهَارٍ . ثُمَّ يُؤَذِّنُ الَّذِي يَلِيهِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي الَّذِي هُوَ نَهَارٌ لَا لَيْلٌ . فَهَذَا مَعْنَى هَذَا الْخَبَرِ عِنْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

## ۵۶..... بَابُ الْأَذَانِ لِلصَّلَاةِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نمازوں کے لیے اذان دینے کا بیان

۴۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا ابْنُ قُضَيْبٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ .....  
 ”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تو کچھ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں آخر شب پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دے دیں (تو بہت اچھا ہے) آپ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ تم نماز صبح سے سوئے رہ جاؤ گے۔“ پھر مکمل حدیث بیان کی۔ اور کہا: پھر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، پھر آپ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو، لوگوں کو نماز کے لیے (جمع ہونے کے لیے)

اذان دو۔“

## فوائد.....

۱۔ چھوٹی ہوئی نماز کے لیے اذان و اقامت کہنا مشروع ہے، چنانچہ قاسم، ہادی، ناصر، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل، ابو ثور،

(۴۰۹) صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الاذان بعد ذهاب الوقت ۷۴۷۱، ۹۵۔ سنن النسائي: ۸۴۶۔ وابو داؤد:

۴۴۰، ۴۳۹۔ واحمد: ۳۰۷/۵۔ واحباک: ۱۰۷۹۔

مالک اوزاعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ چھوٹی ہوئی نماز کے لیے اذان و اقامت کہنا مستحب عمل ہے۔

(نبیل الاوطار: ۲/ ۶۱)

۲۔ چھوٹی ہوئی نوافل و سنن ادا کرنا بھی مستحب فعل ہے۔

۳۔ شیطانی جگہوں سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر ایسے مقامات پر انسان ہو تو ان سے کنارہ کشی کر لینی چاہیے۔

۴۔ اگر کوئی نماز کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر چھٹ جائے تو یاد آنے پر اسے ادا کر لینا چاہیے، وقت گزرنے سے اس کی فریضت ختم نہیں ہوتی۔

۴۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، نَا بَهْزٌ - يَعْنِي ابْنَ أَسَدٍ - قُنَا حَمَادٌ - يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ - أَخْبَرَنَا.....

”حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جامع مسجد میں لوگوں کو حدیث بیان کی جبکہ لوگوں میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ نوجوان کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: انصار میں سے ایک شخص ہے۔ تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ اپنی حدیث سے خوب واقف ہیں، غور و فکر کرو تم کیسے حدیث بیان کر رہے ہو کیونکہ میں اس رات رسول اللہ کے ساتھ سات افراد میں سے ساتواں تھا۔ پھر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال نہیں کہ میرے سوا اس حدیث کو یاد رکھنے والا کوئی شخص باقی ہے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں کل پانی نہ ملا تو تم پیاسے ہو جاؤ گے، لہذا جلد باز لوگ چل دیے۔ حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں: اور میں اس

ثَابِتُ الْبَنَانِيُّ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رِبَاعٍ حَدَّثَ الْقَوْمَ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ وَفِي الْقَوْمِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَقَالَ عِمْرَانُ، مَنْ الْفَتَى؟ فَقَالَ إِمْرُؤُ مِنْ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ عِمْرَانُ: الْقَوْمُ أَعْلَمُ بِحَدِيثِهِمْ، أَنْظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي سَابِعُ سَبْعَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ عِمْرَانُ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا بَقِيَ يَحْفَظُ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرِي. فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ إِلَّا تَذَرِكُوا الْمَاءَ مِنْ غَدٍ تَغَطُّشُوا، فَاَنْطَلَقَ سَرْعَانَ النَّاسِ، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ وَلَزِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَتَعَسَّ فَنَامَ فَلَدَعَمْتُهُ، ثُمَّ نَعَسَ أَيضًا، فَمَالَ فَدَعَمْتُهُ ثُمَّ

(۴۱۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب فضاء الصلاة الفاتحة واستحباب تعجيل قضائها: ۶۸۱۹۔ سنن ابی داود: ۴۳۷۰۔ مسند احمد: ۳۰۹۰۳۰۲۹۸/۵۰۶۔ والترمذی: ۱۸۹۴، ۱۷۷۔ وابن ماجه: ۳۴۳۴، ۶۹۸۔ والدارمی: ۲۱۳۵۔ وابن حبان: ۲۶۶۴، ۲۶۶۵۔ الارواء: ۲۹۴/۱۔





التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ . وَإِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاتِهِ فَلْيَصِلْهَا حِينَ يَذْكُرُهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ .

سنجالو، کیونکہ اس کے لیے ایک عجیب خبر ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو انہوں نے فجر کی دو رکعت ادا کیں، پھر انہوں نے نماز فجر ادا کی پھر وہ سوار ہو گئے ( اور چل دیے) کچھ لوگوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہا: ہم نے اپنی نماز کی ادائیگی میں کوتاہی برتی ہے (اس کا کیا کفارہ ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تو تمہارا کوئی دنیوی معاملہ ہے تو تم بہتر جانتے ہو اور اگر تمہارا کوئی دینی معاملہ ہے تو اسے میرے سپرد کرو۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک نیند میں کوتاہی نہیں ہے، بلکہ کوتاہی بیداری کی حالت میں ہوتی ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز (ادا کرنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے اور دوسرے دن اس نماز کے وقت میں ادا کر لے۔ پھر

مکمل حدیث ذکر کی۔“

۵۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِأَنْ يُقَالَ مَا يَقُولُهُ الْمُؤَذِّنُ إِذَا سَمِعَهُ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ ،

بِلَفْظِ عَامٍّ مَرَادُهُ خَاصٌّ

جب مؤذن کو نماز کے لیے اذان دیتے ہوئے سنے تو ویسے ہی کہے جیسے اسے کہتے ہوئے سنے،

اس سلسلے میں مذکورہ روایت کا بیان جس کے الفاظ عام اور مراد خاص ہے

۴۱۱- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا مَالِكٌ ، نَا الزُّهْرِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ ، نَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَبْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ.....

(۴۱۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی: ۶۱۱- صحیح مسلم: ۲۸۳- سنن الترمذی: ۲۰۸- سنن النسائی: ۶۷۳- سنن ابن ماجہ: ۷۲۰ ان سب میں "النداء" کے الفاظ ہیں، مسند احمد: ۳/۶۰۳، ۷۸، ۹۰ میں "المنادی" کے الفاظ ہیں۔ وابو داؤد: ۵۲۲۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِيَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ .

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو ویسے ہی کہو جیسا وہ کہتا ہے۔“

۴۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، ثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ عَمَّتِهِ.....

”حضرت ام حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے گھر ان کی باری والے دن تشریف فرما ہوتے اور مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے تو اسی طرح کہتے جیسے مؤذن کہتا حتی کہ وہ (اذان سے) فارغ ہو جاتا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۴۱۳ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۴۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ.....

”حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح (کلمات) کہتے جیسے مؤذن کہتا تھا حتی کہ مؤذن (اذان دے کر) خاموش ہو جاتا۔“

۵۸..... بَابُ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمَفْسِرَةِ لِلْفُظَيِّنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرْتُهُمَا فِي خَبَرِ أَبِي سَعِيدٍ وَ أُمِّ حَبِيبَةَ

حضرت ابوسعید اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کی دو روایات میں مذکورہ الفاظ کی تفسیر کرنے والی روایات کا بیان والدلیل علیٰ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا أَمَرَ فِي خَبَرِ أَبِي سَعِيدٍ أَنْ يُقَالَ كَمَا يَقُولُ الْمَوْذُنُ حَتَّى يَفْرُغَ ، وَكَذَلِكَ كَانَ يَقُولُ الْمَوْذُنُ حَتَّى يَسْكُتَ ، خَلَا قَوْلُهُ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ .

اور اس دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ حکم دیا ہے کہ (اذان سننے والا) اسی طرح کہے، جیسے مؤذن کہتا ہے حتی کہ وہ (اذان سے) فارغ ہو جائے، اور آپ بھی اسی طرح فرماتے تھے جس طرح

(۴۱۲) اسنادہ صحیح: سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان، والسنة فيه، باب ما يقول اذا اذن المودن: ۷۱۹- أحمد: ۳۲۶/۶- الحاكم: ۲۰۴/۱- ولحدیثہ شواہد.

(۴۱۳) اسنادہ صحیح: مسند احمد، مسند الانصار: ۲۶۶۴۶- مسند ابی یعلی: ۳۲۷/۵- رقم: ۷۱۳۷.

مؤذن کہتا تھا، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا، سوائے حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کے (جواب کے) ۴۱۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُليَّةَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.....

”حضرت عیسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مؤذن نے نماز کے لیے اذان کہی تو اس نے کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر، (اللہ بہت بڑا ہے) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر، پھر اس نے کہا: اشہد ان لا اله الا الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: اشہد ان لا اله الا الله، پھر اس نے کہا: اشہد ان محمدا رسول الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) پھر اس نے کہا: حی علی الصلاة، (آؤ نماز کی طرف) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ (اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں) پھر اس نے کہا: حی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی طرف) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر فرمایا: میں نے تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ مُعَاوِيَةَ فَتَادَى الْمُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا أَشْهَدُ. ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا أَشْهَدُ. ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ. ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ.

اسی طرح اذان کا جواب دیتے ہوئے سنا ہے۔“

۴۱۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا حَرَمَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنِي أَبِي.....

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزادہ کردہ غلام جناب محمد

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ

(۴۱۴) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا سمع المنادي: ۶۱۲، ۶۱۳۔ سنن الدارمی: ۱۲۰۲۔ مسند احمد: ۹۱/۴۔

(۴۱۵) اسنادہ حسن: سنن النسائی، کتاب الاذان، باب القول مثل ما يتشهد المؤذن: ۶۷۶، ۶۷۷ اس کی اصل صحیح البخاری، کتاب

الاذان: ۶۱۲، ۶۱۳ میں ہے۔ الطبرانی فی الکبیر: ۳۴۶، ۳۳۶/۱۹۔ من طریق محمد بن یوسف عولی عثمان بن عفان۔

بن یوسف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مؤذن نے اذان دی تو کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر، تو اس نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ، اس نے کہا: اشہد ان محمد رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: اشہد ان محمدا رسول اللہ، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔“

عَمَّانَ، قَالَ: أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ.

۴۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ بِنْدَارٌ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا.....

”حضرت محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم نے میرے دادا سے روایت بیان کی کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ مؤذن نے کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر، تو اس نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ، تو اس نے کہا: اشہد ان محمدا رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ تو اس

مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ. فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَقَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

(۴۱۶) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۴/۹۱، ۹۸۔ اس کی اصل صحیح البخاری، کتاب الاذان: ۶۱۲، ۶۱۳ میں ہے۔ والدارمی:

۱۲۰۳۔ وابن حبان: ۱۶۸۲، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷۔

نے کہا: حسی علی الصلاة (آ و نماز کی طرف تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لا حول ولا قوة الا بالله (نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی ہمت اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے۔) تو اس نے پکارا: حسی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی و کامرانی کی طرف) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لا حول ولا قوة الا بالله تو اس نے کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر، لا اله الا الله (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: اللہ اکبر اللہ اکبر، لا اله الا الله، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی باب کے متعلق ہے، میں نے اسے ایک اور باب میں بیان کیا ہے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (اذان کا جواب دیتے ہوئے) اسی طرح کلمات کہے جیسے مؤذن نے کہے۔ یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہو گیا، سوائے حسی علی الصلاة اور حسی علی الفلاح کے، (ان کے جواب میں) لا حول ولا قوة الا بالله (کہا) اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی بھی یہی ہے کہ تم اذان کا جواب اسی طرح دو جیسے مؤذن کہتا ہے سوائے حسی علی الصلاة اور حسی علی الفلاح کے۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کے لیے مؤذن کی اذان سے تو وہ مؤذن ہی کی طرح کلمات دہرائے سوائے حسی علی الصلاة اور حسی علی الفلاح کے کلمات کے، ان کلمات کے جواب میں وہ لا حول ولا قوة الا بالله کہے۔

إِلَّا بِاللَّهِ ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَخَبَرُ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ هَذَا الْبَابِ أَيْضًا قَدْ خَرَجَتْهُ فِي بَابِ الْآخَرِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَعْنَى خَبَرِ أُمِّ حَبِيبَةَ ، قَالَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ حَتَّى يَفْرُغَ أَيْ إِلَّا قَوْلُهُ: حَسَى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَسَى عَلَى الْفَلَاحِ ، وَكَذَلِكَ مَعْنَى خَبَرِ أَبِي سَعِيدٍ: فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ ، أَيْ خَلَا قَوْلُهُ حَسَى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَسَى عَلَى الْفَلَاحِ . وَخَبَرُ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ وَ مُعَاوِيَةَ مُفَسِّرِينَ لِهَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ . وَقَدْ بَيَّنَّ فِي خَبَرِ عُمَرَ وَ مُعَاوِيَةَ أَنَّ مَنْ سَمِعَ هَذَا الْمُنَادِيَ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ إِنَّمَا يَقُولُ مِثْلَ مَا يَقُولُ خَلَا قَوْلِهِ حَسَى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَسَى عَلَى الْفَلَاحِ ، وَيَقُولُ: إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَسَى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَسَى عَلَى الْفَلَاحِ . لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، إِلَّا الْمُصَلِّي . وَالْمُؤَذِّنُ لَا يَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فِي أَذَانِهِ . فَهَذَا الْقَوْلُ مَعَ سَامِعِ الْمُؤَذِّنِ لَيْسَ هُوَ مِمَّا يَقُولُهُ الْمُؤَذِّنُ .



## ۶۰..... بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ فَرَاحِ سَمَاعِ الْأَذَانِ .

اذان سننے کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۴۱۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسْلَمَ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُفْرِيُّ ، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، ح حَدَّثَنَا أَبُو هَارُونَ مُوسَى بْنُ النُّعْمَانِ بِالْفُسْطَاطِ ، نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي الْمُفْرِيَّ - نَا حَيَوَةَ ، حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ.....

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا وَمِثْلَ مَا يَقُولُ ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَأَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ - وَإِنَّهَا دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ - فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ حَيَوَةَ وَفِي خَبَرِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ وَارْجُوا أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ .

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم موذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اس کے جواب میں اسی طرح کلمات کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، وہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے خاص ہے۔ تو جس شخص نے میرے لیے (مقام) وسیلہ طلب کیا، اس کے لیے (میری) شفاعت واجب ہو جائے گی۔“ یہ حیوہ راوی کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ سعید بن ابی ایوب کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ (خوش نصیب) بندہ میں ہی ہوں گا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ موذن کے کلمات کے جواب سے فارغ ہونے کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا اور آپ ﷺ

کے لیے وسیلہ طلب کرنا مستحب فعل ہے۔ (شرح النووی: ۴/ ۸۶)

۲۔ وسیلہ سب سے بڑا اعزاز اور بلند ترین مقام ہے۔ جو فقط رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوگا، نیز وسیلہ سے مراد مقام شفاعت ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا أَلْوَسِيلَةَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ ، فَسَأَلُوا اللَّهَ أَنْ يُوتِنِي الْوَسِيلَةَ . وسیلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ترین درجہ ہے

(۴۱۸) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه: ۳۸۴۔ سنن الترمذی: ۳۶۱۴۔ سنن

النسائی: ۶۷۸۔ سنن ابی داؤد: ۵۲۳۔ مسند احمد: ۱۶۸/۲۔

(جس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں) لہذا اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔

(مسند احمد: ۳/۸۳، صحیح الجامع: ۱/۷۱۵)

۳۔ مہلب کہتے ہیں: اس حدیث میں اوقات نماز میں دعا کرنے کی ترغیب کا بیان ہے۔ کیونکہ یہ اوقات دعا کی قبولیت کے اوقات ہیں۔ (فتح الباری: ۲/۱۲۶)

۶۱..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاَذَانِ وَرِجَاءِ اِجَابَةِ الدَّعْوَةِ عِنْدَهُ.

اذان کے وقت دعا مانگنے کے استحباب اور اس وقت دعا کی قبولیت کی امید کا بیان

۴۱۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، نَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّ.....

”حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو دعائیں ردنہیں کی جاتیں، یا وہ بہت کم رد کی جاتی ہیں، اذان کے وقت کی گئی دعا اور جنگ کے وقت جب وہ ایک دوسرے سے برسریپکار ہوں۔“

سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اثْنَتَانِ لَا تَرُدَّانِ أَوْ قَلَّ مَا تَرُدَّانِ، الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يَلْتَحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

**فائدہ:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ اذان اور اقامت کا درمیانی وقت اور دشمن سے ٹدبھڑ اور کراؤ کا وقت دعا کی

قبولیت کے اوقات ہیں، لہذا ان اوقات میں خوب دعائیں کرنی چاہئیں۔

۶۲..... بَابُ صِفَةِ الدُّعَاءِ عِنْدَ مَسْأَلَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدِ الْوَسِيلَةَ

وَاسْتِحْقَاقِ الدَّاعِي بِتِلْكَ الدَّعْوَةِ الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اللہ تعالیٰ سے نبی مکرم محمد ﷺ کے لیے وسیلہ مانگنے کی دعا کی کیفیت اور دعا

مانگنے والے کا قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا حقدار ہونے کا بیان

۴۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ الرَّمَلِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اذان سننے کے بعد یہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ قَالَ إِذَا سَمِعَ النَّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ

(۴۱۹) اسنادہ صحیح: سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء: ۲۵۴۰۸۔ سنن الدارمی: ۱۲۰۰۴۔ الجامع:

۱۲۴/۲۔ الطبرانی فی الکبیر: ۱۳۵/۶۔ والبیہقی فی الکبری: ۱۷۹۵۔ ابن حبان: ۱۷۱۷، ۱۷۶۱۔ الصحیحہ: ۱۴۶۹۔

(۴۲۰) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء: ۴۷۱۹، ۶۱۴۔ سنن الترمذی: ۲۱۱۔ سنن النسائی: ۶۸۰۔ سنن

ابی داود: ۵۲۹۔ سنن ابن ماجہ: ۷۲۲۔ مسند احمد: ۳/۳۵۴۔ وابن حبان: ۱۶۸۷۔



دَعَا مَكِّي: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةَ التَّامَّةَ وَالصَّلَاةَ الْمُحَمَّداً الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ. اے اللہ! اس مکمل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور بلند مرتبہ عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو اس شخص کے لیے قیامت والے دن (میری) شفاعت لازم ہو جائے گی۔“

فوائد:..... اذان کے بعد اس مسنون و وظیفہ کا اہتمام مستحب فعل ہے اور آپ ﷺ نے اذان کے بعد وسیلہ طلبی کی جو ترغیب دی ہے، اس سے مراد اس مذکورہ دعا کا اہتمام ہے نیز اس دعا میں الدرجة الرفیعة اور انک لا تخلف المعیاد کے اضافی کلمات کہنا صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔

نوٹ:..... اس دعا کے پڑھنے سے نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی، تاہم اس بات کا کوئی جواز نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کردہ دعائیں و ارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ کا اضافہ کر لیا جائے۔

۶۳..... بَابُ فَضِيْلَةِ الشَّهَادَةِ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِوَحْدَانِيَّتِهِ وَوَلِلنَّبِيِّ ﷺ بِرِسَالَتِهِ وَعَبُوْدِيَّتِهِ وَبِالرِّضَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا عِنْدَ سَمَاعِ الْاَذَانِ وَمَا يُرْجَى مِنْ مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ بِذَلِكَ .

اذان سن کر اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار، نبی اکرم ﷺ کی رسالت و عبودیت کی گواہی دینے،

اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر

رضامندی کے اظہار اور اس کے باعث گناہوں کی بخشش کی امید کی فضیلت کا بیان

۴۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، نَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ السَّيِّثِ -: ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، نَا أَبِي وَشُعَيْبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.....

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ ”حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مؤذن کی آواز سن کر یہ کلمات

(۴۲۱) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي: ۶۸۶۔ سنن الترمذی: ۲۱۰۔

سنن النسائی: ۶۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۵۲۵۔ سنن ابن ماجہ: ۷۲۱۔ مسند احمد: ۱/۱۸۱۔ ابن حبان: ۱۶۹۔

المُؤذِّنُ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.

کہے: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا. اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا دیتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، محمد (ﷺ) کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر

رضامند ہوں۔ تو اس کے گناہ بخشش دیے جاتے ہیں۔“

٤٢٢- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبَانَ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةَ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَائِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ سَمِعَ الْمُؤذِّنَ يَتَشَهَّدُ فَالْتَمَتَ فِي وَجْهِهِ ، فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنا پھر اس نے اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا: اشہد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا رسول الله رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور اسلام کو بطور دین قبول کر کے راضی و خوش ہوں) تو اس کے گزشتہ گناہ

معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

**فوائد:**..... اذان کے بعد مذکورہ کلمات کہنا مستحب فعل ہے۔ (نووی: ٤ / ٨٦)

نیز یہ کلمات مؤذن کی اذان کا جواب دینے کے بعد میں شروع ہیں اور ان کلمات کا اہتمام کرنے سے صاحب

سابقہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(٤٢٢) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي: ٥٧٩۔ لیکن اس میں شروع والے

الفاظ ”من سمع المؤذن يتشهد فالتفت في وجهه“ نہیں ہیں۔

## ۶۳..... بَابُ الرَّجْرِ عَنْ أَخِي الْأَجْرِ عَلَى الْأَذَانِ

اذان پڑھنے کی اجرت لینے کی ممانعت کا بیان

۴۲۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا هِشَامُ بْنُ الْوَيْلِدِ ، نَا حَمَّادُ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ .....

عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي الْقُرْآنَ وَاجْعَلْنِي إِمَامًا قَوْمِي . قَالَ ، فَقَالَ: اقْتَدِ بِأُضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَدَّنَا لَا يَأْخُذْ عَلَيَّ أَجْرًا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا أَبُو النُّعْمَانِ ، نَا حَمَّادٌ ، نَا الْجَرِيرِيُّ عَنِ يَزِيدِ أَبِي الْعَلَاءِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: نَحْوَهُ وَلَمْ يَقُلْ: عَلَّمَنِي الْقُرْآنَ . وَقَالَ ، قَالَ: أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأُضْعَفِهِمْ .

”حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے قرآن مجید سکھا دیں اور مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیں۔ وہ کہتے ہیں: لہذا آپ نے فرمایا: (تو ان کا امام ہے) ان کے کمزور و ناتواں شخص کا خیال کر کے جماعت کرانا، اور مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔ یزید ابو العلاء سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے لیکن ان کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ”مجھے قرآن مجید سکھا دیں اور وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (بلکہ) تو ان کا امام ہے، اور ان سے کمزور شخص کا خیال کر کے قراءت کرنا۔“

**فوائد:**..... ۱- یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ اذان کی اجرت لینا مکروہ فعل ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/ ۴۴۸)

۲- خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں اکثر علماء کا مذہب ہے کہ مؤذن کا اذان پر اجرت لینا مکروہ عمل ہے۔

(عون المعبود: ۲/ ۱۶۶)

البتہ اگر مؤذن کا کوئی اور ذریعہ معاش نہ ہو تو بلا مطالبہ و بلا شرط مؤذن کو اجرت اور وظیفہ دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

## ۶۵..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي أَذَانِ الْأَعْمَى إِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُعَلِّمُهُ الْوَقْتَ .

ناہینے شخص کو اذان دینے کی رخصت ہے جبکہ اسے وقت کی اطلاع کرنے والا موجود ہو

۴۲۴- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ نَافِعِ.....

(۴۲۳) اسنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب احد الاجر علی التأذین: ۵۳۱- سنن النسائی: ۶۷۲- مسند احمد:

۲۱۷، ۲۱۱/۴- وفی الکبری: ۱۶۴۸.

(۴۲۴) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان قبل الفجر: ۶۲۲، ۶۲۳- صحیح مسلم: ۱۰۹۲- الترمذی: ۲۰۳- احمد:

۹۴، ۷۵/۲.

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں تو تم (سحری) کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہہ دیں (تو تم رک جاؤ) عبید اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت قاسم کو یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے سنا ہے، کہتے ہیں: ان دونوں (کی اذان) کے درمیان اتنا وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (اذان کہہ کر) اترتے اور یہ (اذان کہنے کے لیے) چڑھ جاتے۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ بِلَالَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوْا وَأَشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ . قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَسَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ بِذَلِكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ بَيْنَهُمَا قَدْرَ مَا يُنْزِلُ هَذَا وَيَصْعَدُ هَذَا .

**فوائد:**..... حدیث دلیل ہے کہ نابینا شخص اذان کہہ سکتا ہے نیز اس کی وضاحت حدیث ۴۰۱ کے ضمن میں گزر

چکی ہے۔

۶۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ رِجَاءً أَنْ تَكُونَ الدُّعْوَةُ

غَيْرَ مُرْدُودَةٍ بَيْنَهُمَا

اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنا مستحب ہے، اس امید کے ساتھ کہ ان کے درمیان دعا ضرور قبول ہوتی ہے

۴۲۵۔ وَأَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّلْمِيُّ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْكِنَانِيِّ، أَخْبَرَنَا الْأُسْتَاذُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ، قَالَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ الْعَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - نَا إِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا روئیں کی جاتی لہذا تم دعا مانگا کرو۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا يَرُدُّ

فَادْعُوا.

۴۲۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَدَّاشِ الزَّهْرَانِ، نَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ

(۴۲۵) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۳/۱۰۵، ۲۵۴۔ سنن الترمذی: ۲۱۲۔ الارواء: ۲۴۴۔ صحیح الفرہب: ۲۶۵۔ مسند ابو

یعلیٰ: ۳۵۶/۶۔ من طریق اسرائیل بن یونس عن ابی اسحاق، ۹۰.

عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان  
الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا يُرَدُّ.“

دعا روٹیں کی جاتی۔“

٤٢٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ الرَّمَادِيُّ، نَا أَبُو الْمُنْذِرِ - هُوَ إِسْمَاعِيلُ  
بْنُ عَمْرِو الْوَاسِطِيُّ - نَا يُونُسُ بْنُ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا رو  
اللَّهُ ﷻ: الدَّعْوَةُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لَا تُرَدُّ  
فَادْعُوا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يُرِيدُ الدَّعْوَةَ الثَّجَابَةَ  
نَهَيْتُ كِي جَاتِي لِهَذَا تَمَّ دَعَا مَانَا كَرُو.“

. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ  
بْنُ مَنِيعٍ، نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا  
إِسْرَائِيلُ يُمَثِّلُ حَدِيثَ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ اذان و اقامت کا درمیانی وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے، لہذا اس وقت

اذان کے بعد کی مسنون ادعیہ سمیت دلجمعی اور خلوص نیت سے بارگاہ ایزدی میں دعائیں کرنی چاہئیں چنانچہ اگر نیت  
خالص، دعا میں تاکید، اللہ تعالیٰ سے مکمل قلبی رابطہ ہو تو اس وقت دعا بہر صورت قبول ہوتی ہے۔

٦٤..... بَابُ ذِكْرِ الصَّلَاةِ كَانَتْ إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَبْلَ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ،  
إِذِ الْقِبْلَةُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ لَا الْكُعْبَةَ

اس نماز کا بیان جو نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے پہلے

بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی تھی کیونکہ اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا، کعبہ نہیں تھا

٤٢٨- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ  
سُفْيَانَ حَدَّثَنِي.....

(٤٢٦) اسنادہ صحیح؛ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الدعاء بین الاذان والاقامة؛ ٥٢١۔ سنن الترمذی؛ ٢١٢۔  
مسند احمد؛ ١١٥٧٧۔

(٤٢٧) اسنادہ صحیح؛ مسند احمد؛ ١٩٩/٣۔ الارواء؛ ٢٤٤۔ صحیح الترغیب؛ ١٩٧٨۔

(٤٢٨) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحویل القبلة من القدس الی الکعبة؛ ٥٢٥۔ بغاری، کتاب التفسیر،  
باب ولکل وجهة هو موليها۔ سنن النسائی؛ ٤٨٨۔ سنن ابن ماجه؛ ١٠١٠۔ مسند احمد؛ ٣٠٤٠٢٨٨/٤۔

”جناب ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں سولہ ماہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، پھر ہمیں کعبہ کی طرف موڑ دیا گیا۔“

۴۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى ، نَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ - نَا.....

”جناب محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے انصار کے سب سے بڑے عالم حضرت معبد بن کعب بن مالک نے حدیث بیان کی کہ انہیں ان کے والد محترم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضرت کعب بن مالک نے انصار کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ بیعت عقبہ کے لیے جانے کی خبر بیان کی اور اس خبر میں یہ بھی بتایا کہ حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: میں اس سفر میں نکلا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی تو میں نے یہ خیال کیا کہ میں اس عمارت (کعبہ شریف) کی طرف اپنی پشت نہیں کروں گا، لہذا میں نے اس کی طرح منہ کر کے نماز پڑھی ہے، اور میرے ساتھیوں نے اس میں میری مخالفت کی ہے حتیٰ کہ میں نے اسے برا محسوس کیا ہے، تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں ایک قبلہ پر ہوں (اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں) اگر تم اسی پر صبر کرو تو بہتر ہے، کہتے ہیں: لہذا حضرت براء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی طرف رجوع کر لیا اور ہمارے ساتھ شام (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔

أَبُو إِسْحَاقَ ، قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ .

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَعْلَمِ الْأَنْصَارِ حَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ كَعْبًا حَدَّثَهُ . وَخَبَرُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فِي خُرُوجِ الْأَنْصَارِ فِي الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فِي بَيْعَةِ الْعُقَبَةِ وَذَكَرَ فِي الْخَبَرِ أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُورٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ سَفَرِي هَذَا وَقَدْ هَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ فَرَأَيْتُ أَلَا أَجْعَلُ هَذِهِ الْبَيْتَةَ مِنِّي بِظَهْرِ فَصَلَّيْتُ إِلَيْهَا ، وَقَدْ خَالَفَنِي أَصْحَابِي فِي ذَلِكَ حَتَّى وَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَمَاذَا تَرَى؟ قَالَ: قَدْ كُنْتُ عَلَى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا . قَالَ: فَارْجِعَ الْبَرَاءُ إِلَى قِبْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّى مَعَنَا إِلَى الشَّامِ .

(۴۲۹) اسنادہ حسن: أحمد: ۳/۴۶۰۔ والحاكم: ۳/۴۴۹۔ والطبرانی فی الکبیر: ۱۹/۸۷۔ من طریق محمد بن اسحاق عن معبد بن کعب بن مالک، بہ۔ التعلیقات الاحسان: ۲۹۷۲۔

۶۸..... بَابُ بَدْءِ الْأَمْرِ بِاسْتِجَابَةِ الْكُعْبَةِ لِلصَّلَاةِ وَنَسْخِ الْأَمْرِ بِالصَّلَوَاتِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ  
 کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ابتداء اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے  
 نماز پڑھنے کے حکم کی منسوخی کا بیان

قَالَ أَبُو بَكْرٍ خَبَرُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مِنْ هَذَا الْبَابِ .

امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی باب کے متعلق ہے۔

۴۳۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا بِهِزٌ - يَعْنِي ابْنَ أَسَدٍ - نَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، نَا ثَابِتٌ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) (اپنے چہرے کو مسجد کی طرف پھیر لیجیے) تو بنو سلمہ کا ایک آدمی گزار جبکہ وہ نماز فجر کے رکوع میں تھے تو اس نے انہیں پکار کر کہا: خوب جان لو کہ قبلہ، کعبہ شریف کی طرف بدل دیا گیا ہے تو وہ رکوع ہی کی حالت میں (کعبہ شریف کی طرف) مڑ گئے۔“

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدَسِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾، مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَبَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلْتُ إِلَى الْكُعْبَةِ، فَمَا لَوْأَ رُكُوعًا .

۴۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنِي أَبِي، نَا حَمَادُ عَنْ ثَابِتٍ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، پھر مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا اور ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا: ”اور انہوں نے اپنی گزشتہ نمازوں کو شمار کیا۔“

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدَسِ فَذَكَرْنَا نَحْوَهُ، وَزَادَ، وَاعْتَدُوا بِمَا مَضَى مِنْ صَلَاتِهِمْ .

(۴۳۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة: ۵۲۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۰۴۵۔

مسند احمد: ۲۸۴/۳۔ والبيهقي في الكبرى: ۲۰۷۴۔

(۴۳۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة: ۵۲۷۔ یہاں بھی یہ الفاظ موجود نہیں۔

۶۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْقِبْلَةَ إِنَّمَا هِيَ الْكَعْبَةُ لَا جَمِيعُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ قبلہ صرف کعبہ ہے، پوری مسجد حرام قبلہ نہیں ہے

وَأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا أَرَادَهُ يَقُولُهُ ﴿قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ لِأَنَّ الْكَعْبَةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ أَنْ يُصَلُّوا إِلَى الْكَعْبَةِ إِذْ اسْمُ الْمَسْجِدِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ مَوْضِعٍ يُسَجَّدُ فِيهِ .

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک ﴿قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیجیے سے مراد کعبہ شریف ہے کیونکہ کعبہ شریف مسجد حرام میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ قبلہ صرف کعبہ شریف ہے پوری مسجد حرام نہیں، کیونکہ مسجد کا اطلاق تو اس پوری جگہ پر ہوتا ہے جہاں سجدہ کیا جاتا ہے۔

۴۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ ، أَخْبَرَنِي .....

”حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (فتح مکہ والے دن) جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کونوں میں دعا مانگی اور باہر نکلنے تک اس میں نماز نہیں پڑھی، پھر جب آپ باہر تشریف لائے تو کعبہ شریف کے سامنے دو رکعت ادا کیں اور فرمایا: یہ قبلہ ہے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ کعبہ کے قریبی لوگوں پر لازم ہے کہ وہ بہر صورت میں کعبہ کی طرف رخ کریں اور کعبہ سے ذرا

اُخْرَافَ نہ کریں۔

۲۔ لیکن جو لوگ کعبہ سے دوری پر ہوں جہاں عین کعبہ کا تعین مشکل بلکہ ناممکن ہو تو جس سمت کعبہ ہے، اس سمت کو رخ

کرنا کافی ہے، خواہ وہ عین قبلہ کی طرف رخ نہ کر سکیں، تب بھی ان کی نماز درست ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ . مشرق اور مغرب کے درمیان

قبلہ ہے۔ (ترمذی: ۳۴۲، ابن ماجہ: ۱۰۱۱ صحیح الجامع: ۵۵۸۴ اسنادہ صحیح)

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ کعبہ سے دوری پر واقع لوگوں پر کعبہ کی جہت کی طرف رخ کرنا فرض

(۴۳۲) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب قول الله تعالى ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ : ۳۹۸۔ صحیح مسلم:

۱۳۳۰۔ کتاب الحج، وأحمد: ۲۰۹/۵۔ من طريق ابن جريج عن عطاء عن اسامة، وابن حبان: ۳۱۹۸، ۳۱۹۷۔



ہے۔ عین قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب نہیں اور مالک، ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

(نیل الاوطار: ۲/۱۷۴)

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ”پھر ہمیں کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا گیا“ اور اسرائیل کی روایت میں یہ ہے: ”پھر آپ کو کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا گیا اور آپ پسند کرتے تھے کہ آپ کو کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کی اجازت دے دی جائے۔“

۴۳۳- وَفِي خَبَرِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ . وَقَالَ إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ: ثُمَّ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ إِسْرَائِيلَ .

”جناب ثابت رضی اللہ عنہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ روایت میں ہے ”خبردار! قبلہ، کعبہ شریف کی طرف تبدیل کر دیا گیا ہے۔“ عثمان بن سعد الکاتب نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ: ”جب آپ کو کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا گیا۔“ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں پھر اس دوران ایک دن آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے دو رکعت پڑھ لیں تھیں جب آپ کو کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا گیا، تو کم عقل لوگوں نے کہا ﴿مَا وَلَاَهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾ یہ لوگ جس قبلہ پر تھے، انہیں اس سے کس چیز نے ہٹایا ہے۔“

۴۳۴- وَفِي خَبَرِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلْتُ إِلَى الْكَعْبَةِ . وَهَكَذَا قَالَ عُمَانُ بْنُ سَعْدٍ الْكَاتِبُ عَنْ أَنَسٍ إِذْ صُرِفَ إِلَى الْكَعْبَةِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ ، نَا عُمَانُ بْنُ سَعْدٍ ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَشْهُرًا ، فَيَنِمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ يُصَلِّي الظُّهْرَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ، إِذْ صُرِفَ إِلَى الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ السُّفَهَاةُ: ﴿مَا وَلَاَهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾ .

۴۳۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ.....

(۴۳۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة: ۵۲۵۔ سنن النسائی: ۴۸۸۔ سنن ابن ماجہ: ۱۰۱۰۔ مسند احمد: ۲۸۸/۴۔ بخاری: ۷۲۵۲۔ والترمذی: ۲۹۶۲، ۳۴۰۔ ابن حبان: ۱۷۱۶۔ من طریق وکیع عن اسرائیل عن ابی اسحاق، بہ۔

(۴۳۴) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان: ۳۸۴۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل قبائیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، تو ان کے پاس ایک آنے والا آیا، اس نے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور آپ نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر لیا ہے، تو تم بھی اس کی طرف منہ کر لو، لہذا وہ جس حالت میں تھے اسی میں (کعبہ شریف کی طرف) گھوم گئے۔“ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوا يُصَلُّونَ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَأَتَاهُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَاسْتَقْبَلُوهَا، فَاسْتَدَارُوا كَمَا هُمْ وَفِي خَبَرٍ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا وَجَّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ.

٤٣٦- وَفِي خَبَرٍ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ثُمَّ صُرِفَ إِلَى الْكَعْبَةِ. وَفِي خَبَرٍ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.....  
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: ”پھر آپ کو کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا گیا۔“ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان کرنے والا آیا اور اس نے اعلان کیا: بلاشبہ قبلہ، کعبہ شریف کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔“ میں نے یہ تمام احادیث کتاب ”الصلاة الكبير“ میں بیان کی ہیں۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ تمام احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ قبلہ صرف کعبہ شریف ہی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”ایک شخص اہل قبا کے پاس گیا اور کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔“ اور حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت

عَنْ أَنَسٍ: جَاءَ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلْتُ إِلَى الْكَعْبَةِ. قَدْ خَرَّجْتُ هَذِهِ الْأَخْبَارَ كُلَّهَا فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ الْكَبِيرِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَذَلَّتْ هَذِهِ الْأَخْبَارُ كُلُّهَا عَلَى أَنَّ الْقِبْلَةَ إِنَّمَا هِيَ الْكَعْبَةُ. وَفِي خَبَرِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: انْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى أَهْلِ قُبَاءٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَنْ يُصَلِّيَ إِلَى الْكَعْبَةِ. وَفِي خَبَرِ عَمَّارَةَ بِنِ أَوْسٍ، قَالَ: فَأَشْهَدُ عَلَى إِمَامِنَا أَنَّهُ تَوَجَّهَ هُوَ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ نَحْوَ الْكَعْبَةِ. وَفِي خَبَرِ عِكْرَمَةَ

(٤٣٥) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى القبلة ومن لم ير الاعادة على من سها: ٤٤٨٨، ٤٠٣ - صحيح مسلم:

٥٢٦ - سنن النسائي: ٤٩٣ - مسند احمد: ٤٤١٣ - موطا امام مالك: ١٠٥١٥/٢ - ١١٣٠١ - من طريق مالك عن عبد الله بن دينار، به.

(٤٣٦) اسنادہ صحیح: صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة: ٥٢٧ - سنن ابی

داود: ٤٦٨٠ - مسند احمد: ١/٣٠٤٢٩٥، ٣٢٢١٠٣ - والدارمی: ١٢٣٥ - السنن الكبرى للبيهقي: ٣/٢.

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا وَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَدِينَةِ مِثْلَ الْكَعْبَةِ .  
میں ہے، وہ فرماتے ہیں: ”میں اپنے امام کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے اور مردوں اور عورتوں نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔“ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: ”جب رسول اللہ ﷺ کو کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا۔“

**نوٹ:** ..... نبی اکرم ﷺ نے یہ بات مدینہ طیبہ میں فرمائی تھی لہذا برصغیر پاک و ہند کے لیے شمال و جنوب کے درمیان قبلہ سے یعنی مغرب کی جانب قبلہ ہے جبکہ مشرق پشت کی جانب ہوتا ہے۔

۷۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشُّطْرَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ الْقِبْلُ لَا النِّصْفُ

اس باب کی دلیل کا بیان کہ اس آیت میں ”شطر“ سے مراد جانب و طرف ہے

نصف یا آدھے کے معنی میں نہیں ہے

وَهَذَا مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي نَقُولُ إِنَّ الْعَرَبَ قَدْ يُوقِعُ الْأِسْمَ الْوَاحِدَ عَلَى الشَّيْئَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ ، قَدْ يُوقِعُ اسْمَ الشُّطْرِ عَلَى النِّصْفِ وَعَلَى الْقِبْلِ أَى الْجِهَةِ ،

اور یہ بات اسی جنس سے ہے جس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ عرب ایک ہی اسم کو دو مختلف چیزوں کے لیے استعمال کر لیتے ہیں۔ لہذا ”شطر“ کا لفظ کبھی ”نصف اور آدھے“ کے معنوں میں اور کبھی جہت و سمت کے لیے استعمال ہوتا ہے  
٤٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدِ الْوَهْبِيُّ ، نَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.....

عَنِ الْبَرَاءِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدَسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ . قَالَ ، قَالَ الْبَرَاءُ: وَ الشُّطْرُ فِينَا: قِبْلَةُ .  
”حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ ماہ تک نماز پڑھی، پھر مکمل حدیث بیان کی۔ ابو اسحاق کہتے ہیں: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک ”شطر“ سے مراد

طرف و جانب ہے۔“

٤٣٨- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ.....

(٤٣٧) النسائي في الكبرى: ١٠٠٣- البيهقي في الكبرى: ٣٠٢/٢- تفسير الطبري: ٢١/٢- (ط- الحلبي) لیکن یہ روایت صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة باب نحويل القبلة من القدس الى الكعبة: ٥٢٥ یہاں مطول بیان کی گئی ہے۔  
(٤٣٨) اسنادہ ضعیف سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔ انظر الدر المنثور: ٣٢٦/٣- و تفسیر الطبری: ٢١/٢

عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَلْتَلِمْكُمْ هَآءَا﴾ (هود: ۲۸) مِنْ شَطْرِ أَنْفُسِنَا: مِنْ تَلْقَاءِ أَنْفُسِنَا . قَدْ خَرَّجْتُ هَذَا الْبَابَ بِتَمَامِهِ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ .

”حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (یہ آیت) اس طرح پڑھی: کیا ہم تمہیں اس بات پر اپنی طرف سے مجبور کر سکتے ہیں۔ میں نے اس پہلو کو کتاب التفسیر میں مکمل طور پر بیان کر دیا ہے۔“

۷۱..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشْبِيهِ بَيْنَ الْأَصَابِعِ عِنْدَ الْخُرُوجِ إِلَى الصَّلَاةِ .

نماز کی ادائیگی کے لیے جاتے ہوئے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا منع ہے

۴۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ فَلَا يَقُلْ هَكَذَا وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے تو وہ واپس لوٹنے تک نماز ہی کے حکم میں ہوتا ہے لہذا وہ ایسے نہ کرے: اور آپ نے (ایک ہاتھ کی) انگلیوں کو (دوسرے ہاتھ کی) انگلیوں میں ڈالا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نماز میں تشبیہ (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا) مکروہ فعل ہے۔

(المغنی مع الشرح الكبير: ۱/۶۹۷)

۲۔ شوکانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (احادیث الباب) دلیل ہیں کہ نماز کے لیے مسجد کی طرف گھر سے نکلنے وقت سے لے کر (نماز کے اختتام تک) تشبیہ مکروہ عمل ہے۔ نیز نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آنے والے شخص کو گھر سے نکلنے سے لے کر واپسی تک نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (نبیل الاوطار: ۲/۳۵۰)

۳۔ کیا دوران نماز یا نماز سے قبل تشبیہ کے مرتکب شخص کی نماز باطل ہوگی؟ راجح موقف کے مطابق ایسے شخص کی نماز باطل نہیں ہوگی، لیکن اس مکروہ فعل پر عمل کی وجہ سے نماز میں نقص ضرور پیدا ہوگا، لہذا اس مکروہ فعل سے حتی الوسع اجتناب برتنا چاہیے۔

(۵۳۹) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی کراهیة التشبیہ بین الاصابع فی الصلاة: ۳۵۲۔ سنن الدارمی: ۱۴۰۵۔ الحاکم: ۲۰۶/۱ من طریق عبدالوارث، وعبدالرزاق (المصنف): ۳۳۲۲۔ والطبرانی فی الاوسط: ۵۰۴/۱۔ الدارمی: ۱۴۰۶۔

۴۴۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ ، نَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ ، نَا سَعِيدٌ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم وضو کرو پھر مسجد میں داخل ہو تو اپنی انگلیوں میں تشبیک ہرگز نہ دینا۔“

”امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت کو داؤد بن قیس فراء نے سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ کی سند سے ابو ثمامہ خیاط سے روایت کیا ہے کہ انہیں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے پھر مسجد کی طرف جائے تو اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل نہ کرے کیونکہ وہ نماز (کے حکم) میں ہوتا ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ ثُمَّ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَلَا تَشْبِكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِكَ .

۴۴۱۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَرَوَى هَذَا الْخَبِيرَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسِ الْفَرَاءِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ أَبِي ثَمَامَةَ - وَهُوَ الْخِيَّاطُ - أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشْبِكْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ ، أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ .

۴۴۲۔ وَرَوَاهُ أَنَسُ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي ثَمَامَةَ ، وَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَّاضِ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ.....

”ابو ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ملا جبکہ میں جمعہ کے لیے جا رہا تھا اور میں نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ڈالی ہوئی تھیں۔ پھر جب میں قریب

عَنْ أَبِي ثَمَامَةَ قَالَ: لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ وَأَنَا أُرِيدُ الْجُمُعَةَ وَقَدْ شَبِكْتُ بَيْنَ أَصَابِعِي فَلَمَّا دَنَوْتُ ضَرَبَ يَدِي فَفَرَّقَ

(۴۴۰) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۲۴۲/۴۔ الحاکم: ۲۰۶/۱ من طریق یحییٰ بن سعید۔

(۴۴۱) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۲۴۱/۴۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الہدی فی المشی الی الصلاة: ۵۶۲۔

الدارمی: ۱۴۰۴۔ والطبرانی فی الاوسط: ۳۴۷/۸۔ وابن حبان: ۲۱۶۷، ۲۰۳۴۔

(۴۴۲) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۲۴۰/۴۔ والدرلابی فی الکنی: ۷/۱۔ فی ترجمة أبي ثمامة الخياط۔ من طریق ابی اسحاق،

به۔ انظر الحديث السابق۔

ہوا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا اور میری انگلیوں کو جدا جدا کر دیا اور فرمایا: بلاشبہ ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ڈالے۔ میں نے عرض کی: میں (ابھی) نماز میں نہیں ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے وضو نہیں کیا اور کیا تم جمعہ کا ارادہ نہیں رکھتے؟ میں نے کہا: ہاں (یہ بات تو ہے) تو انہوں نے فرمایا: تو پھر تم نماز ہی میں ہو۔“

”اس روایت کو ابن ابی ذئب، مقبری کی سند سے بنی سالم کے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں، وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا حضرت کعب بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سعد بن اسحاق بن کعب کا تعلق بنی سالم سے ہے۔“

”اور خالد بن حیان الرقی بہت بڑی مصیبت لائے ہیں۔ انہوں نے اس روایت کو ابن عجلان سے، سعید بن مسیب کی سند سے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے۔ ہمیں یہ حدیث جعفر بن محمد ثعلبی نے خالد بن حیان رقی سے بیان کی ہے۔“

بَيْنَ أَصَابِعِي ، وَقَالَ ، إِنَّا نُهَيْنَا أَنْ يُشَبِّكَ أَحَدٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فِي الصَّلَاةِ . قُلْتُ: إِنِّي لَسْتُ فِي صَلَاةٍ . قَالَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ وَأَنْتَ تُرِيدُ الْجُمُعَةَ؟ قُلْتُ: بَلَى . قَالَ: فَأَنْتَ فِي صَلَاةٍ .

٤٤٣- وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَالِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ ، نَا ابْنُ ذَيْبٍ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبٍ هُوَ مِنْ بَنِي سَالِمٍ .

٤٤٤- وَرَوَاهُ أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ كَعْبٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجُعُ ، نَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ . وَجَاءَ خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِيُّ بِطَامَةَ . رَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ . وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّعْلَبِيُّ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ - الرَّقِيُّ

(٤٤٣) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب رجاء فی کراهیة التشبیک بین الاصابع فی الصلاة: ٣٨٦.

(٤٤٤) سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب النهی عن الاشتباک اذا خرج الی المسجد: ١٥٠٥.

”امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں کسی شخص کے لیے حلال نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے یہ حدیث بیان کرے سوائے اس صحیفے کے۔ کیونکہ یہ سند منقولہ ہے۔ اور صحیح کے مشابہ، ابو داؤد بن قیس نے سند سے ابو سعید مقبری کو گرا دیا ہے اور اسے سعد بن اسحاق کی سند سے براہ راست حضرت ابو ثمامہ سے بیان کیا ہے۔ جبکہ ابن عجلان کو اس سند میں وہم ہوا ہے اور انہوں نے اس کو خلط ملط کر دیا ہے۔ لہذا کبھی وہ اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ کبھی اسے مرسل روایت کرتے ہیں اور کبھی (سعد کی بجائے) سعید عن کعب بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ ابن ابی ذئب نے بیان کیا ہے کہ سعید بن ابی سعید مقبری سے یہ روایت بنی سالم کے ایک شخص سے بیان کی ہے۔ میرے نزدیک وہ شخص سعد بن اسحاق ہے مگر وہ سعد بن اسحاق کے بارے میں غلطی کر گئے ہیں اور کہہ دیا ہے کہ سعد اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا کعب سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ جبکہ داؤد بن قیس اور انس بن عیاض، دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ روایت حضرت ابو ثمامہ سے روایت کی گئی ہے۔“

۴۴۶۔ ورواہ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ، قَالَ، أَخْبَرَنِي الْمَقْبَرِيُّ.....  
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا پھر نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا تو وہ گھر واپس آنے تک نماز ہی کے حکم میں ہے لہذا وہ ایسے نہ کرے یعنی اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں نہ ڈالے۔“

۴۴۵۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرَوِيَ، عَنِّي بِهَذَا الْحَبْرِ إِلَّا عَلَى هَذِهِ الصِّيغَةِ، فَإِنَّ هَذَا إِسْنَادٌ مَقْلُوبٌ. فَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ الصَّحِيحُ مَا رَوَاهُ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ. لِأَنَّ دَاوُدَ بْنَ قَيْسٍ أَسْقَطَ مِنَ الْإِسْنَادِ أَبَا سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، فَقَالَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي ثُمَامَةَ. وَأَمَّا ابْنُ عَجَلَانَ فَقَدْ وَهَمَ فِي الْإِسْنَادِ وَخَلَطَ فِيهِ. فَمَرَّةٌ يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمَرَّةٌ يُرْسِلُهُ وَمَرَّةٌ يَقُولُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ كَعْبٍ. وَابْنُ أَبِي ذَيْبٍ قَدْ بَيَّنَّ أَنَّ الْمَقْبَرِيَّ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ. إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَالِمٍ، وَهُوَ عِنْدِي سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ. إِلَّا أَنَّهُ غَلَطَ عَلَى سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ، فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ. عَنْ جَدِّهِ كَعْبٍ. وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، وَأَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ جَمِيعًا قَدْ اتَّفَقَا عَلَى أَنَّ الْحَبْرَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي ثُمَامَةَ.

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ . وَرَوَاهُ شَرِيكٌ  
عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ .

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ  
الْمَقْبَرِيِّ .....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ  
كَانَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ ، فَلَا يُقَلِّ  
هُكَدًا : وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ .

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں  
وضو کرے پھر وہ (نماز کے لیے) مسجد میں آئے تو وہ واپس  
لوٹنے تک نماز ہی میں ہوتا ہے، لہذا وہ اس طرح نہ کرے،  
اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈالا (یعنی تشبیہ  
کر کے دکھائی)

## ۷۲ ..... بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخُرُوجِ إِلَى الصَّلَاةِ

نماز کی ادائیگی کے لیے جاتے ہوئے دعا پڑھنے کا بیان

۴۴۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا ابْنُ قُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنِ  
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ .....  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ : فَاتَاهُ الْمَوْذُنُ  
فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَقُولُ : اللَّهُمَّ اجْعَلْ  
فِي قَلْبِي نُورًا ، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا ،  
وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا ، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي  
نُورًا وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا ، وَمِنْ أَمَامِي  
نُورًا ، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا ، وَمِنْ  
تَحْتِي نُورًا ، اللَّهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا . قَالَ  
أَبُو بَكْرٍ : كَانَ فِي الْقَلْبِ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ (ایک  
رات) رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے۔ وہ فرماتے ہیں:  
چنانچہ (صبح کے وقت) سوذن آپ کے پاس آیا تو آپ یہ دعا  
پڑھتے ہوئے نماز کے لیے چل پڑے: اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي  
قَلْبِي نُورًا ، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا ، وَاجْعَلْ  
فِي سَمْعِي نُورًا ، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا ،  
وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا ، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا ، وَاجْعَلْ  
مِنْ فَوْقِي نُورًا ، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا ، اللَّهُمَّ أَعْظِمْ  
لِي نُورًا . ”اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دے، اور

(۴۴۶) اسناد صحیح: سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب النهی عن الاشتباك اذا خرج الى المسجد: ۱۴۰۶۔ سنن الترمذی: ۳۸۴۔

(۴۴۷) سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب النهی عن الاشتباك اذا خرج الى المسجد: ۱۴۰۶۔ سنن الترمذی: ۳۸۴۔



شَيْءٌ فَإِنَّ حَبِيبَ بْنَ أَبِي ثَابِتٍ مُدَلِّسٌ ،  
 وَكَمْ أَقْفٌ هَلْ سَمِعَ حَبِيبٌ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ نَفَرْتُ ، فَإِذَا أَبُو  
 عَوَانَةَ رَوَاهُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي  
 ثَابِتٍ ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ .

میری زبان میں نور کر دے، اور میری سماعت میں نور کر دے،  
 اور میری بصارت میں نور فرما دے، اور میرے پیچھے نور کر دے  
 اور میرے آگے نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور  
 میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لیے نور کو عظیم کر  
 دے۔“ امام ابو بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس اسناد کے متعلق میرا  
 دل مطمئن نہیں ہے۔ کیونکہ حبیب بن ابی ثابت مدلس ہے اور  
 مجھے علم نہیں ہو سکا کہ آیا حبیب نے یہ روایت محمد بن علی سے  
 سنی ہے یا نہیں؟ پھر میں نے (روایات میں) غور و فکر کیا تو  
 (معلوم ہوا کہ) ابو عوانہ یہ روایت حصین کے واسطے سے حبیب  
 بن ابی ثابت سے بیان کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: حدثنی  
 محمد بن علی مجھے محمد بن علی نے حدیث بیان کی (یعنی  
 مدلس راوی نے اپنے سماع کی صراحت کر دی ہے)“

### فوائد:.....

- ۱- مسجد جاتے وقت مذکورہ دعا کا اہتمام کرنا مسنون و مستحب فعل ہے۔
- ۲- علماء بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اپنے تمام اعضاء اور تمام جہات میں نور کے سوال سے حق کا بیان حق کی روشنی اور اس کی ہدایت طلبی مقصود ہے۔
- اور آپ نے اپنے تمام اعضاء، جسم، تصرفات و انفعالات، حالات اور (اوپر، نیچے، دائیں بائیں، آگے پیچھے) تمام جہات میں نور کا سوال اس لیے کیا کہ کوئی چیز اور حصہ کج روی کا شکار نہ ہو (اور انسان شریعت کے مکمل تابع رہے۔) (شرح النووی: ۶/ ۴۴)
- ۳- علامہ سندھی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، اس نور سے مراد یا تو نیکی کی ہدایت اور توفیق ہے اور یہ توفیق تمام اعضاء کو شامل ہے کیونکہ نیکی کے آثار تمام اعضاء میں ظاہر ہوتے ہیں یا اس نور سے مقصود حقیقی نور ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے تمام اعضاء کو نور سے منور کرے گا جس سے آپ ﷺ اور آپ کے پیروکار اس دن کے سخت اندھیرے میں روشنی حاصل کریں گے۔ (شرح سنن النسائی: ۲/ ۲۹۴)

(۴۴۸) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا اتبه من الليل: ۶۳۱۶۔ صحیح مسلم: ۷۶۳۔ سنن النسائی: ۱۱۲۱۔

سنن ابی داؤد: ۱۳۵۳۔ مسند احمد: ۲/ ۳۷۳، ۳۰۰/ ۲۔

۴۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو الْوَلِيدِ ، نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ.....  
 ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:  
 میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ پھر  
 پوری حدیث بیان کی اس حدیث کی سند میں محمد بن علی نے  
 اپنے سماع کی وضاحت کر دی ہے۔“

### ۷۳..... بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ لِلصَّلَاةِ .

نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

۴۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الزُّبَيْرِ ، أَخْبَرَنَا عَبَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيَّ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ.....  
 ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری  
 شخص کا گھر مدینہ منورہ میں (مسجد نبوی سے) سب سے دور  
 تھا (اس کے باوجود) اس کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز  
 باجماعت فوت نہیں ہوتی تھی۔ مجھے (اس کی مشقت کی بنا پر)  
 اس پر برا ترس آیا۔ تو میں نے اسے کہا: اے فلان! اگر تم  
 ایک گدھا خرید لو (تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے) وہ تمہیں  
 تپتی ہوئی گرم زمین سے بچائے گا، (تمہیں ٹھوکر لگنے سے  
 محفوظ کرے گا اور تجھے زمینی کیڑے مکوڑوں سے بچائے گا۔ تو  
 اس نے انہیں جواب دیا: بلاشبہ میں، اللہ کی قسم! یہ پسند نہیں  
 کرتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر کے ساتھ متصل ہو۔ فرماتے  
 ہیں: مجھے یہ بات سخت گراں گزری حتیٰ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ  
 کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ بات بیان کی۔ کہتے ہیں:  
 عَنْ أَبِي بَكْرٍ ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتِ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ لَا تُحْطِئُهُ الصَّلَاةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .  
 فَتَوَجَّعْتُ لَهُ ، فَقُلْتُ يَا فُلَانُ: لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَأْتِيكَ الرَّمْضَاءُ وَيُرْفَعُكَ مِنَ الرَّوْقِ وَيَقِيكَ هَوَامَّ الْأَرْضِ ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَحْبُّ أَنْ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ، قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حَمَلًا حَتَّى أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ . قَالَ: فَدَعَاهُ ، فَسَأَلَهُ ، وَذَكَرَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، فَذَكَرَ أَنَّهُ يَرْجُو فِي آثَرِهِ . فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنَّ لَكَ مَا اخْتَسَبْتَ .

(۴۴۹) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل: ۶۳۱۶۔ صحیح مسلم: ۷۶۳۔ سنن ابی داؤد: ۸۵۰۔

سنن النسائی: (۱۱۲۱)۔ مسند احمد: ۱/۳۷۳، ۳۰۱۔

(۳۵۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل كثرة العطا الى المساجد: ۶۶۳۔ سنن ابن ماجہ: ۷۸۳۔ سنن

الدارمی: ۱۲۸۴۔ مسند احمد: ۱۳۳/۵۔ ابو داؤد: ۵۵۷۔

چنانچہ نبی ﷺ نے اسے بلا کر اس کے متعلق پوچھا تو اس نے اسی طرح جواب دیا اور کہا کہ وہ اپنے پیدل چل کر آئے میں ثواب کی امید رکھتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: بے شک تمہیں وہی ثواب ملے گا جس کی تو نے امید رکھی ہے۔“

۴۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.....

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے پاس کچھ علاقہ خالی ہو گیا تو نبی سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ کو ان کے ارادے کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: اے بنی سلمہ! کیا تم نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! اپنے گھروں ہی میں ٹھہرے رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں (یعنی پیدل چل کر مسجد آنے کا ثواب لکھا جاتا ہے) آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔“ میں نے ”مساجد کی طرف چل کر جانے کا مکمل باب کتاب الامامة میں بیان کیا ہے۔“

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَلَّتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلْمَةَ قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا بَنِي سَلْمَةَ أَرَدْتُمْ أَنْ تَحْوِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. فَقَالَ: يَا بَنِي سَلْمَةَ دِيَارِكُمْ، تُكْتَبُ آثَارُكُمْ، قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَذُخِرَتْ بَابَ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي كِتَابِ الْإِمَامَةِ بِتَمَامِهِ.

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز کے لیے پیدل چل کر آنے اور واپس جانے والے نمازی حضرات کو اجر و ثواب ملتا ہے اور جو شخص نماز کے لیے جتنی دور سے آئے اسے اتنا ہی زیادہ اجر ملتا ہے۔

۱۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ، أْبَعْدَهُمْ إِلَيْهِ مَمْشَى، فَأَبَعْدَهُمْ)) ”بلاشبہ نماز میں سب سے زیادہ اجر کا مستحق وہ شخص ہے جو نمازیوں میں سے سب سے دور سے پیدل چل کر آئے۔“ (بخاری: ۶۵۱، مسلم: ۶۶۲)

۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتِ مَنْ يُؤْتِ اللَّهُ، لِيَقْضِيَ قَرِيضَةً مِنْ قَرَائِصِ اللَّهِ، كَانَتْ حُطُوتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحْطُ حُطِيئَةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً)) ”جو شخص اپنے گھر سے با وضو ہو کر کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لیے کسی مسجد کی

طرف پیدل چلتا ہے، تو اس کے دونوں قدموں میں سے ایک قدم گناہ مٹاتا اور دوسرا قدم درجہ بلند کرتا ہے۔“

(مسلم: ۶۶۶)

لہذا مساجد کے قریب رہائش اختیار کرنے کے بجائے مساجد سے دور رہائش اختیار کرنا افضل ہے مگر یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتا ہو۔ مسجد سے دور ہونے کی وجہ سے اگر کسی کی جماعت چھوٹ جاتی ہو تو اللہ بصورت میں نماز باجماعت پانے کے لیے مسجد کے قریب رہائش اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ جلب منفعت پر دفع مضرت مقدم ہے۔

۴۳..... بَابُ السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَسْأَلَةُ اللَّهِ فَتَحَ أَبْوَابَ الرَّحْمَةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنے اور

اللہ تعالیٰ سے رحمت کے دروازے کھول دینے کی دعا کرنے کا بیان

۴۵۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ - يَعْنِي الْحَنَفِيُّ - نَا الضَّحَّاكُ -

وَهُوَ ابْنُ عَثْمَانَ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور یہ دعا پڑھے: ”اللهم افتح لي ابواب رحمتك“ ”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب وہ مسجد سے باہر نکلے تو اسے نبی ﷺ پر سلام پڑھنا چاہیے نیز یہ دعا پڑھے: ”اللهم اجرني من الشيطان الرجيم“ ”اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ وَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ اجْرِنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ .

**فوائد:** ..... ۱- مسجد میں داخل ہوتے وقت اس دعا کا اہتمام کرنا مستحب عمل ہے۔ (نووی: ۳۲۳/۵)

۲- طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسجد میں داخل ہوتے وقت، رحمت کی دعا کرنا اور نکلنے وقت فضل کا سوال کرنے میں راز یہ ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے، وہ ایسے اعمال بجالاتا ہے جو اسے ثواب اور جنت کے قریب کر دیتے ہیں، سو مسجد میں داخل ہوتے وقت رحمت طیبی زیادہ مناسب ہے اور مسجد سے نکلنے پر نمازی رزق حلال کے حصول میں مصروف ہو جاتا ہے، لہذا مسجد سے نکلنے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال کرنا اولیٰ ہے۔ (عون المعبود: ۱۰۵/۲)

(۴۵۲) اسنادہ صحیح: سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعة، باب الدعاء عند دخول المسجد: ۷۷۳۔ وابن حبان:

۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۶۱۔ الحاکم: ۲۰۶/۱۔

۷۵..... بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِنْتِهَاءِ إِلَى الصَّفِّ قَبْلَ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِيحِ .

افتتاحی تکبیر (تکبیر تحریمہ) سے پہلے صف تک پہنچ کر دعا مانگنے کا بیان

۴۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ عَائِدَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ.....

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نماز کے لیے آیا جبکہ نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے، جب وہ صف تک پہنچا تو اس نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! مجھے اس سے افضل (مقام) عطا فرما جو تو اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائے گا۔ پھر جب نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ابھی ابھی کون بول رہا تھا۔ اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ میں ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: پھر تو تمہارے عمدہ گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں گی اور تم اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے۔“

۷۶..... بَابُ إِحْبَابِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِلصَّلَاةِ .

نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا واجب ہے

۴۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسَى، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُسَيْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ جُبَيْدٍ، نَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَا، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو اس نے نماز پڑھی پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا۔“ پھر مکمل حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو مکمل وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہو۔ اور انہوں نے اسْتَقْبَلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ

(۴۵۳) اسنادہ ضعیف: اخرجہ الحاکم: ۲۰۶/۱۔ وابن حبان: ۴۶۴۰۔ والبخاری فی التاريخ الكبير: ۲۲۲/۱۔ ومسند ابی

بعلی: ۶۹۷۔ ضعيف الترغيب: ۸۵۵.

(۴۵۴) صحيح البخاری، كتاب الاستئذان، باب من رد فقال عليك السلام: ۶۲۵۱۔ ومسلم: ۳۹۷۔ باب وجوب قراءة الفاتحة

من كل ركعة. سنن ابن ماجه: ۱۰۶۰۔ و ابو داؤد: ۸۵۶۔ الترمذی: ۲۶۹۲.

بَطُولِهِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ . پوری حدیث بیان کی۔ یہ ابن نمیر کی روایت کے الفاظ ہیں۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز میں قبلہ رخ ہونا واجب ہے، البتہ عجز اور خوف کی حالت میں نفل نماز میں

قبلہ رو ہونا واجب نہیں۔ تمام اہل اسلام کا اس مسئلہ پر اجماع ہے، نیز قرآن و سنت کے متواتر دلائل اس وجوب پر دال ہیں۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۱۷۰)

۷۷..... بَابُ إِحْدَاثِ النَّبِيِّ عِنْدَ دُخُولِ كُلِّ صَلَاةٍ

ہر نماز کے داخل ہونے پر تجدید نیت کا بیان

يُرِيدُهَا الْمَرْءُ فَيَنْوِيهَا بِعَيْنِهَا فَرِيضَةً كَانَتْ أَوْ نَافِلَةً ، إِذَا الْأَعْمَالُ إِنَّمَا تَكُونُ بِالنِّيَّةِ ، وَإِنَّمَا يَكُونُ الْمَرْءُ مَا يَنْوِي بِحُكْمِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ .

ہر نماز کی ادائیگی کے وقت نمازی خاص اسی نماز کی نیت کرے گا خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفل، کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے، اور بلاشبہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق آدمی کو وہی (اجر و ثواب) ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

۴۵۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَدِيٍّ الْحَارِثِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّيْبِيِّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.....

”جناب علقمہ بن وقاص لہجی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو سنا، وہ فرما رہے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے۔“ یحییٰ بن حبیب نے ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے: ”اور بلاشبہ ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز شروع کرنے سے قبل نماز کی نیت کرنا لازم ہے، لہذا نماز کا صحیح ہونا صحت

نیت پر موقوف ہے، نیز نیت کے کوئی مخصوص الفاظ نہیں، بلکہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے لہذا لوگوں میں رائج نیت کے الفاظ من گھڑت ہیں اور ان کے بارے میں کوئی دلیل قرآن و سنت میں وارد نہیں ہے۔

۷۸..... بَابُ الْبَدْءِ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ ،

نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہنے سے پہلے رفع الیدین سے ابتداء کرنے کا بیان

۴۵۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

(۴۵۵) صحیح البخاری، کتاب بدء، الوحي باب بدء الوحي: ۱۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔ سنن الترمذی: ۱۶۴۷۔ سنن النسائی:

۷۵۔ سنن ابی داؤد: ۲۲۰۱۔ سنن ابن ماجہ: ۴۲۲۷۔ مسند احمد: ۱۶۳۔

حَدَّثَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ.....

ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا بِحَدِّ مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک بلند کرتے پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اسی طرح (رفع یدین) کرتے، پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح (رفع الیدین) کرتے۔ اور جب سجدوں سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور اسی طرح نبی ﷺ دو رکعات پڑھ کر اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ جیسا صحیح بخاری رقم: ۷۳۶۶ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس مبارک عمل کا ترک و نسخ ثابت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ الباری صحیح بخاری میں دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث لائے ہیں، ایک سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اوائل مدینہ سے آخر عمر تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور دوسرے صحابی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کی آخر عمر میں مسلمان ہوئے۔ اور یہ دونوں صحابی نبی ﷺ کی اس سنت مبارک کے ناقل ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ عمل مبارک ساری زندگی کیا۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود ساری زندگی عامل رفع الیدین رہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ان کے مولیٰ نافع جو کہ ۴۴ھ میں مسلمان ہوئے (تاریخ اسلام للذہبی ج ۳، ص ۱۲) ان سے بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح اس عمل کا دوام نبی کریم ﷺ کی دیگر احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اسنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲، ص ۷۳۔ یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور شرح ابن سید الناس: ۲/۲۱۷ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنن الدارقطنی ج ۱، ص ۲۹۲ میں مروی ہے۔

۷۹..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ الثِّيَابِ فِي الْبُرْدِ وَتَرْكِ إِخْوَانِهِمَا

مِنَ الثِّيَابِ عِنْدَ رَفْعِهِمَا.

سردیوں میں کپڑوں کے نیچے سے رفع الیدین کرنے کی رخصت کا بیان اور دونوں (ہاتھوں) کو رفع الیدین کرتے وقت کپڑے سے باہر نکالنے کو ترک کرنا

(۴۵۶) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولى مع الافتتاح: ۷۳۵۔ صحیح مسلم: ۲۹۰۔ سنن النسائی: ۸۷۷۔ سنن ابی داؤد: ۷۲۱۔ مسند احمد: ۲/۶۲، ۱۸، ۸/۲۔ موطا امام مالک: ۱۹۶۔ سنن الدارمی: ۱۳۰، ۸، ۱۲۵۰۔

٤٥٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے انہیں اپنی ٹوپی والی قمیصوں (یا جبوں) میں رفع یدین کرتے دیکھا۔“

**فوائد:**..... سخت سردی میں اگر نمازی حضرات گرم چادروں وغیرہ میں لپٹے ہوں تو رفع الیدین کے وقت ہاتھوں کو چادروں سے باہر نکالنا ضروری نہیں بلکہ چادروں میں ہاتھوں کو اٹھانا ہی کافی ہے اور اس عمل سے اس مسنون فعل کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ اس سے رفع الیدین کے اہتمام کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔

٨٠..... بَابُ نَشْرِ الْأَصَابِعِ عِنْدَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ .

نماز میں رفع یدین کرتے وقت انگلیاں کھولنے کا بیان

٤٥٨- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِيِّ ، نَا مَا لَا أَحْصَى مِنْ مَرَّةٍ إِمْلَاءَ وَقِرَاءَةٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنی انگلیوں کو خوب کھول کر رکھا کرتے تھے۔“ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناب محمد بن رافع نے ہمیں یہ حدیث ہمارے عراق کی طرف سفر کرنے سے پہلے بیان کی، انہوں نے فرمایا: ہمیں عبداللہ بن سعید اشجی ابو سعید کندی نے حدیث بیان کی، سوائے اس کے کہ انہوں نے (اپنی روایت میں) فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنی انگلیوں کو خوب اچھی طرح کھول لیتے۔“

(٤٥٧) اسنادہ صحیح: سنن نسائی، کتاب التطبيق، باب موضع الیدین عند الجلوس للتشہد الاول: ١١٥٩۔ وابن ماجہ: ٨٦٧۔

وابو داؤد: ٧٢٣۔ وأحمد: ٣١٨، ٣١٦/٤۔

(٤٥٨) اسنادہ ضعیف: سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی نشر الاصابع عند التكبير: ٢٢٢۔ امام ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ

نے ”یحییٰ بن یمان“ کے سنی الحفظ ہونے کی وجہ سے سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن حبان: ١٧٦٩۔ الحاکم: ٣٥٩/١۔



٤٥٩۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، نَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ.....

”جناب سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بنی زریق کی مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے۔ آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ ایسے کرتے، ابو عامر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھایا، اور اپنی انگلیوں کے درمیان نہ زیادہ فاصلہ رکھا اور نہ انہیں ملایا۔ (بلکہ درمیانی حالت میں رکھا) اور کہا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں اسی طرح کر کے دکھایا تھا۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: (ہمارے استاد) یحییٰ بن حکیم نے ہمیں اشارہ کر کے دکھایا تو اپنے ہاتھ بلند کیے اور اپنی انگلیوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہ کیا اور نہ انگلیوں کو آپس میں ملایا اور نہ ان کے درمیان دوری ڈالی۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر تک بلند کیا۔ اور نبی اکرم ﷺ قراءت کرنے سے پہلے تھوڑی دیر خاموش کھڑے رہتے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کرتے، اور آپ ﷺ نماز میں جب بھی سجدہ کرتے اور سجدے سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے: ”امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ الجھاؤ ہر حال میں بڑا شدید الجھاؤ ہے، مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس راوی کی طرف سے ہے۔ جبکہ ان الفاظ میں کہ آپ نے اپنے ہاتھ خوب بلند کیے“ کوئی شک و شبہ نہیں کہ نمازی، نماز کی ابتداء میں اپنے ہاتھ اپنے سر سے بلند کرے۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ، قَالَ: ثَلَاثٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ بِهِنَّ، تَرَكَهِنَّ النَّاسُ، كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ هَكَذَا - وَأَشَارَ أَبُو عَامِرٍ بِيَدِهِ وَلَمْ يَفْرَجْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَلَمْ يَضُمَّهَا وَقَالَ: هَكَذَا أَرَانَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَأَشَارَ لَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَفَرَجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ تَفْرِيحًا لَيْسَ بِالْوَاسِعِ وَلَمْ يَضُمَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَلَا بَاعَدَ بَيْنَهُمَا، رَفَعَ يَدَيْهِ فَوْقَ رَأْسِهِ مَدًّا - وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هَنِيئَةً يَسْأَلُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَضْلِهِ وَكَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا سَجَدَ وَرَفَعَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذِهِ الشُّكَّةُ شَكَّةٌ سَمِجَةٌ بِحَالٍ ، مَا أَدْرِي مِمَّنْ هِيَ : وَهَذِهِ اللَّفْظَةُ إِنَّمَا هِيَ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا لَيْسَ فِيهِ شَكٌّ وَلَا ارْتِيَابٌ أَنْ يَرْفَعَ الْمُصَلِّي يَدَيْهِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ فَوْقَ رَأْسِهِ .

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ رفع الیدین کرتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں نہ بہت زیادہ کشادہ ہوں اور نہ

(٤٥٩) اسناد صحیح: سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب رفع الیدین مدا: ٨٨٣۔ ابو داؤد: ٧٥٣۔ مسند احمد: ٥٠٠/٢۔ وابن

حیان: ١٧٦٦۔ الحاکم: ٣٥٩، ٣٣٦/١۔

بالکل آپس میں جڑی ہوں بلکہ درمیانی حالت میں کھلی ہوئی چاہئیں۔ نیز جس روایت میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین کے وقت مبالغہ کی حد تک ہاتھوں کی انگلیاں کھولتے تھے وہ روایت ضعیف ہے۔ (انظر: ۴۵۸)

۴۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْبَسْطَامِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ.....

”جناب سعید بن سمعان، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو انہوں نے مکمل حدیث بیان کی۔ (جناب ابن ابی ذئب کے دونوں شاگرد: یحییٰ اور ابن ابی فدیک) کہتے ہیں: ”آپ نے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بلند کیے۔“ دونوں نے کوئی الجھاؤ بیان نہیں کیا اور ان دونوں کی روایت میں ابن ابی ذئب کا قصہ مذکورہ نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو انگلیاں کھولنے یا بند کرنے کی کیفیت دکھائی تھی۔“

### ۸۱..... بَابُ التَّكْبِيرِ لِإِفْتِاحِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرنے کے لیے اللہ اکبر کہنے کا بیان

۴۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْمُقْبَرِيِّ عَنِ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے (آپ کے بعد) ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی (پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور) آپ کو سلام عرض کیا، آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی (وہ دوبارہ پڑھ کر آیا تو آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ ، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّيْذَى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَعْلَمُ غَيْرَ هَذَا . فَقَالَ: إِذَا

(۴۶۰) انظر الحديث السابق.

(۴۶۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات كلها: ۷۵۷۔ صحیح مسلم: ۳۹۷۔ سنن الترمذی: ۳۰۳۔ سنن النسائی: ۸۷۸۴۔ سنن ابی داؤد: ۸۵۶۔ مسند احمد: ۴۳۲/۲۔



پھر یہ دُعا پڑھتے: وَجَّهْتُ ..... اَتُوبُ إِلَيْكَ میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کر دیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر پیدا فرمایا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اس اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کرتا ہوں لہذا تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے، بے شک تیرے سوا کوئی ذات گناہوں کو نہیں بخشتی اور مجھے عمدہ و بہترین اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرما، عمدہ اخلاق کی توفیق تو ہی دیتا ہے، اور مجھے بُرے اخلاق سے پھیر دے، صرف تو ہی بُرے اخلاق سے پھیر سکتا ہے، میں (احکام بجالانے کے لیے) حاضر ہوں اور فرماں برداری کے لیے کمر بستہ ہوں، ساری خیر و بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے، اور برائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہے، میں تیری توفیق سے قائم ہوں اور تیری ہی طرف لوٹتا ہوں، تو بہت بابرکت ہے اور تیری ذات بڑی بلند ہے، میں تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں (تو بہ کرتا ہوں)۔“ ابو صالح کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“

”امام صاحب اپنے استاد محمد بن یحییٰ سے مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ جناب محمد یحییٰ فرماتے ہیں: (میرے اساتذہ میں سے) ایک دوسرے سے کچھ الفاظ کا اضافہ بیان کرتے ہیں۔ امام ابو بکر بر اللہ فرماتے ہیں: آپ کا

قَالَ: وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِيْ، فَاعْفُرْ لِيْ ذُنُوبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. وَاَهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِحَسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ، لَيْسَ اِلَيْكَ وَتَعَالَيْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ. قَالَ اَبُو صَالِحٍ: لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ.

٤٦٣۔ اَخْبَرَنَا اَبُو طَاهِرٍ، نَا اَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ وَعَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُوْنَ عَنِ الْاَعْرَجِ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: يَافِرْمَانُ أَوْ شَرِكِي نَسَبْتُ تِيرِي طَرَفَ نَيْسِ، كَمَا مَطْلَبُ يَهْ بِهَذَا وَآحَدُهُمْ يَزِيدُ عَلَي صَاحِبِهِ الْحَرْفَ وَالشَّيْءَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ: وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَي لَيْسَ مِمَّا يَتَقَرَّبُ بِهِ إِلَيْكَ .

یہ فرمان اور شرکی نسبت تیری طرف نہیں ہے، کا مطلب یہ ہے کہ شران چیزوں میں سے نہیں جن سے تیرا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔“

**فوائد:** ..... آغاز نماز میں رسول اللہ ﷺ سے نماز استفتاح کی کئی دعائیں مسنون ہیں ان سے کسی ایک دعا کا اہتمام کرنا مستحب فعل ہے، نیز مذکورہ دعا کا اہتمام کرنا بھی مسنون و مستحب ہے۔

۸۳..... بَابُ ذِكْرِ بَيَانِ إِغْفَالِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الدُّعَاءَ بِمَا لَيْسَ

فِي الْقُرْآنِ غَيْرُ جَائِزٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

ان لوگوں کی غفلت کے بیان کا ذکر جو گمان کرتے ہیں کہ

فرض نماز میں قرآنی دعاؤں کے علاوہ دعائیں مانگنا جائز نہیں ہے

وَهَذَا الْقَوْلُ خِلَافَ سُنَنِ النَّبِيِّ ﷺ الشَّابِتَةِ ، قَدْ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فِي أَوَّلِ صَلَاتِهِ وَوَسَطِهَا وَآخِرِهَا بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ

اور یہ قول نبی اکرم ﷺ کی ثابت سنتوں کے مخالف ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز کے شروع، اس کے درمیان اور نماز کے آخر میں قرآنی دعاؤں کے علاوہ دعائیں مانگی ہیں۔

٤٦٤- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَبَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقِ الْخَوْلَانِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَيَقُولُ حِينَ يَفْتَحُ الصَّلَاةَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ: وَجْهْتُ وَجْهِي لِلذِّي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔“ وجہت و جہی..... میں نے اپنا چہرہ اس ذات اقدس کی طرف متوجہ کر لیا جس نے آسمانوں

(٤٦٣) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ: ٧٧١٠.

(٤٦٤) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامہ: ٧٧١٠۔ سنن الترمذی: ٣٤٢٢۔ سنن

النسائی: ٨٨٧۔ سنن ابی داؤد: ٧٦٠۔ مستند احمد: ١٠٣٠١٠٢/١۔ سنن الدارمی: ١٢٣٨.

اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔“ پھر مکمل حدیث بیان کی اور فرمایا: ”اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“ امام صاحب کے اساتذہ کرام جناب ربیع بن سلیمان اور بحر بن نصر (دونوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے: ”اور مجھے بہترین اخلاق کی راہ دکھا، بہترین اخلاق کی راہنمائی تیرے سوا کوئی نہیں کرتا۔“ اور نہ یہ الفاظ روایت کیے ہیں: ”اور مجھے برے اخلاق سے پھیر دے، برے اخلاق کو تیرے سوا کوئی ذات نہیں پھیر سکتی۔“

يَطْوِلُهُ . وَقَالَ : وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ . وَلَمْ يَذْكُرَا : وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ . وَلَا : وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ .

**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ فرض نماز میں دوران قیام قرآن کے سوا دیگر ادعیہ کا اہتمام بھی مسنون ہے، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ فرض نماز میں قرآن کی تلاوت کے سوا کسی دعا کا اہتمام کرنا ناجائز ہے، ان کا موقف باطل ہے۔ بلکہ گذشتہ آئندہ روایات واضح نص ہیں کہ فرض نماز میں حالت قیام میں قراءت قرآن کے سوا دعائے استفتاح پڑھنا بھی مسنون و مستحب فعل ہے۔

**نوٹ:** ..... مذکورہ دعائی و جہتی و جہی کو بعض لوگ تکبیر تحریر سے پہلے پڑھتے ہیں حالانکہ حدیث میں تکبیر تحریر کے بعد پڑھنے کا ذکر ہے۔

۸۲..... بَابُ إِبَاحَةِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَقَبْلَ الْقِرَاءَةِ بِغَيْرِ

مَا ذُكِرْنَا فِي خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث کے علاوہ تکبیر کے بعد اور قراءت سے پہلے دعا کے جائز ہونے کا بیان وَالِدَيْهِ عَلَى أَنْ هَذَا الْاِخْتِلَافُ فِي الْاِفْتِتَاحِ مِنْ جِهَةِ اِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ ، جَائِزٌ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَفْتَتِحَ بِكُلِّ مَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِهِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ مِنْ حَمْدٍ وَثَنَاءٍ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُعَاءٍ مِمَّا هُوَ فِي الْقُرْآنِ وَمِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ الدُّعَاءِ .

اس کی دلیل یہ ہے کہ (دعا) افتتاح میں اختلاف مباح کے اختلاف میں سے ہے اور نمازی کے لیے جائز ہے کہ وہ (ہر اس دعا کے ساتھ) نماز کا آغاز کرے جو نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ وہ تکبیر کے بعد (اس دعا سے) نماز کا آغاز کرتے تھے (خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے ہو اور وہ دعائیں ہوں جو قرآن میں مذکور ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔

۶۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَعَبِيرُهُمْ ، قَالَ عَلِيُّ : أَخْبَرَنَا . وَقَالَ الْاِخْرُونَ : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَمَارَةَ

بِنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ، سَكَتَ هُنَيْئَةً، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَيِّ وَأَيِّ مَا تَقُولُ فِي سُكُوتِكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ؟ قَالَ، أَقُولُ: اَللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنَ الدَّنَسِ، اَللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنَ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (کی ابتداء) میں اللہ اکبر کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے، تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ فرمائیں کہ آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنی خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں یہ دعا پڑھتا ہوں: اَللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنَ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ.“

اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اسی طرح دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔ اے اللہ مجھے میری خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز میں تکبیر تحریرہ کے بعد اور قراءت سے قبل مذکورہ دعا پڑھنا مستحب فعل

ہے نیز شافعی، ابوحنیفہ، احمد اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ شروع نماز میں دعائے افتتاح کا اہتمام مستحب عمل ہے اور اس بارے کئی احادیث وارد ہیں، جن میں ایک حدیث الباب ہے۔ اور مالک کہتے ہیں کہ تکبیر تحریرہ کے بعد دعائے افتتاح مکروہ فعل ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ کی رو سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے۔ (شرح النووی: ۵/ ۹۵)

٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، نَا بِهِزٌ - يَعْنِي ابْنَ أَسَدٍ، نَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ.....

(٤٦٦) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول بعد التکبیر: ٧٤٤- صحیح مسلم: ٥٩٨- سنن النسائی: ٨٩٥- سنن ابی

داود: ٧٨١- سنن ابن ماجہ: ٨٠٥- مسند احمد: ٤٩٤/٢- سنن الدارمی: ١٢٤٤.

(٤٦٦) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة: ٦٠٠- سنن النسائی: ٩٠١-

سنن ابی داود: ٧٦٣- مسند احمد: ٣/١٦٧، ٢٥٢.

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص (مسجد میں) آیا جبکہ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی تو اس نے (نماز شروع کرنے کے لیے) اللہ اکبر (اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کر دیا) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ بابرکت تعریفیں۔“ پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ تو تمام لوگ خاموش رہے، آپ نے پھر پوچھا: یہ کلمات کس نے کہے ہیں، کیونکہ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی؟ تو اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول میں نے کہے ہیں، میں آیا تو میری سانس پھولی ہوئی تھی تو میں نے وہ کلمات کہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو لے کر اوپر (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) جائے۔“ جب کہ ابو موسیٰ کی روایت میں یہ ہے کہ: ”بے شک ایک شخص نماز میں داخل ہوا تو اس نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، بہت زیادہ بابرکت تعریفیں۔“ اور یہ بھی کہا: تو لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: میں نے یہ کلمات کہے ہیں اور ان کلمات کو کہنے کا میرا ارادہ فقط خیر و بھلائی تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ان کلمات کو حاصل کرنے کے لیے بارہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کی (مگر) وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا اجر و ثواب کیسے لکھیں حتیٰ کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے پوچھا تو اس نے فرمایا: میرے بندے نے جیسے کہا ویسے ہی لکھ دو (یعنی اس کا متعین اجر نہیں ہے بلکہ میں خود ہی اس کا اجر عطا کروں گا) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے آپ کی رات کی نماز (تہجد) شروع

عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ، قَالَ: أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ؟ فَأَرَمَ الْقَوْمُ. فَقَالَ: أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ، وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفْسُ فُكَلْتُهُنَّ، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَتَدَرُّونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا. هَذَا حَدِيثُ بَهْزِ بْنِ أَسَدٍ. وَقَالَ أَبُو مُوسَى فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ رَجُلًا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، وَقَالَ أَيْضًا: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا فُكَلْتُهَا، وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا، فَمَا دَرَوْا كَيْفَ يَكْتُبُونَهَا حَتَّى سَأَلُوا رَبَّهُمْ فَقَالَ اكْتُبُوهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقَدْ رُوِيَ أَخْبَارًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي افْتِتَاحِهِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بَدْعَوَاتٍ مُخْتَلِفَةً الْأَلْفَاظِ، قَدْ خَرَجَتْهَا فِي أَبْوَابِ صَلَاةِ اللَّيْلِ. أَمَّا مَا يَفْتَتِحُ بِهِ الْعَامَّةُ صَلَاةَهُمْ بِخُرَاسَانَ مِنْ قَوْلِهِمْ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، فَلَا نَعْلَمُ فِي هَذَا خَبْرًا ثَابِتًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ.



وَأَحْسَنَ إِسْنَادٍ نَعَلَّمَهُ رَوَى فِي هَذَا خَبَرٍ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ .

کرنے کے متعلق دعائیں مختلف الفاظ میں روایت کی گئی ہیں۔ میں نے وہ دعائیں صلاۃ اللیل کے ابواب میں بیان کر دی ہیں۔ رہی وہ دعا جسے خراسان کے عام لوگ اپنی نماز کی ابتدا میں پڑھتے ہیں کہ ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ ”اے اللہ تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک و منزہ ہے، تیرا نام بہت بابرکت ہے اور تیری ذات بہت بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔“ تو ہمیں اس دعا کے بارے میں فن حدیث کے ماہرین کے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ کوئی حدیث معلوم نہیں ہے۔ اس دعا کے متعلق ہمارے علم کے مطابق بہترین سند وہ ہے جسے ابوالمتوکل حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں (اور وہ درج ذیل ہے۔)

**فوائد:**..... حدیث الباب کی رو سے آغاز نماز میں مذکورہ کلمات کہنا بھی مشروع ہیں اور ان کلمات کی بڑی فضیلت ہے، لہذا یہ کلمات بھی افتتاح کی ادعیہ میں سے ایک دعا ہے۔ لہذا دیگر ادعیہ کی طرح اس دعا کا اہتمام بھی کافی ہے۔

٤٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَرَشِيُّ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبِّيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرَّفَاعِيُّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ.....

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنْ

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ ”اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بہت بابرکت والا ہے، تیری ذات بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔“ پھر تین بار لا الہ الا اللہ (اللہ

(٤٦٧) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما یقول عند افتتاح الصلاۃ: ٢٤٢- سنن ابی داؤد: ٧٦٣- مسند

احمد: ٣/٦٩٠٥٠- وابن ماجہ: ٨٠٤.

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) کہتے پھر تین بار اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے) کہتے آ پھر یہ دعا پڑھتے: اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه ثم يقرأ "میں خوب سننے والے بہت جاننے والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، شیطان مردود سے، اس کے وسوسوں، اس کے تکبر اور اس کے شعر سے۔" پھر آپ قراءت فرماتے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دعا کے متعلق اس حدیث کے بارے میں زمانہ قدیم اور زمانہ جدید میں نہیں سنا گیا کہ اس کے عین مطابق عمل کیا گیا ہو۔ اور جن علمائے کرام کو ہم نے دیکھا نہیں ہے ان کے متعلق بھی ہمیں بیان نہیں کیا گیا کہ وہ نماز کی ابتداء کے لیے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر یہ دعا پڑھتے: سبحانك اللهم وبحمدك ..... ولا اله غيرك "پھر تین بار لا اله الا اللہ پڑھتے ہوں اور پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہوں۔"

الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ ثُمَّ يَقْرَأُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَذَا الْخَبْرُ لَمْ يُسْمَعِ فِي الدُّعَاءِ، لَا فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ وَلَا فِي حَدِيثِهِ، اسْتَعْمِلَ هَذَا الْخَبْرَ عَلِيٌّ وَجِهَةٌ، وَلَا حُكْيَ لَنَا عَنْ مَنْ لَمْ نَشَاهِدْهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ كَانَ يَكْبِّرُ لِإِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ إِلَى قَوْلِهِ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يُهَيِّئُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَكْبِّرُ ثَلَاثًا .

**فوائد:**..... مذکورہ ادعیہ میں سے نماز کے شروع میں کسی ایک دعا کا اہتمام مستحب فعل ہے۔ اور افتتاح میں ثابت دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کا پڑھنا مباح فعل ہے پھر ان میں کسی دعا کا پڑھنا افضل ہے اس بارے علماء کا اختلاف ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی لکھتے ہیں: افتتاح کے بارے وارد ادعیہ میں سے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ جس میں یہ دعا اللهم باعد بینی مذکور ہے۔ صحیح ترین حدیث ہے، ابن ہمام حنفی "فتح القدیر" میں بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث تمام احادیث افتتاح سے اصح ہے۔ کیونکہ یہ متفق علیہ روایت ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دعائے افتتاح میں اس دعا کا اہتمام افضل و اولیٰ ہے۔ پھر اس دعا کے بعد حدیث ملی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ كَاِخْتِابِ فَرَضِ وَنُفْلِ نَمَازٍ فِي بَطُورِ اسْتِفْتِاحِ اَفْضَلُ هِيَ۔ (تحفة الاحوذی: ۲/۳۸) ۶۶۸۔ وَقَدْ رَوَى عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، قَالَ اللَّهُ تَكْبِيرًا كَبِيرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

"حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی ابتداء کرتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کبیرا (اللہ بہت ہی بڑا ہے) کہتے تین بار الحمد لله کثیرا (کثرت سے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) پڑھتے تین بار سبحان

اللہ بکرة واصيلا (اے اللہ میں صبح وشام تیری پاکی بیان کرتا ہوں) پڑھتے۔ پھر حضرت ابو سعیدؓ کی حدیث میں مذکورہ تعوذ جیسا تعوذ پڑھتے۔ مگر حضرت جبیر بن مطعم کی حدیث کی سند میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ یہ شعبہ کی روایت ہے۔“

ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ بِشَبِيهِ مِنَ التَّعَوُّذِ الَّذِي فِي خَبَرِ أَبِي سَعِيدٍ ، إِلَّا أَنَّهُمْ قَدْ اِخْتَلَفُوا فِي إِسْنَادِ خَبَرِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ . وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَاصِمِ الْعَنْزِيِّ عَنْ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ بُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ .

”امام صاحب نے حضرت جبیر کی حدیث کو جناب حصین بن عبدالرحمان کی سند سے بھی بیان کیا ہے۔ امام ابو بکرؓ فرماتے ہیں: عاصم عنری اور عباد بن عاصم دونوں مجہول راوی ہیں ان کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ اور حصین یا شعبہ کی روایت کے صحیح ہونے کا علم بھی نہیں ہو سکا۔“

٤٦٩- وَرَوَاهُ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةَ ، فَقَالَ: عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ ، ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجَعُ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ وَفُضَيْلُ جَمِيْعًا عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَعَاصِمُ الْعَنْزِيُّ وَعَبَّادُ بْنُ عَاصِمٍ مَجْهُولَانِ لَا يُدْرَى مَنْ هُمَا ، وَلَا يُعْلَمُ مَا رَوَى حُصَيْنٌ أَوْ شُعْبَةُ .

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک

عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، فَكَبَّرَ ، ثُمَّ

(٤٦٨) اسنادہ ضعیف: سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب الاستعاذۃ فی الصلاۃ: ٨٠٧۔ سنن ابی داؤد: ٧٦٤۔  
 وأحمد: ٨٥/٤۔ وصحیحہ ابن حبیب: ٤٤٤، ٤٤٣۔ وابن الحارود: ١٨٠۔ والحاکم: ٢٣٥/١۔ ووافقه الذہبی.  
 (٤٦٩) الحرجه أحمد: ٨٢/٤.

(٤٧٠) اسنادہ صحیح: سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب الافتتاح فی الصلاۃ: ٨٠٦۔ سنن الترمذی: ٢٤٣۔  
 سنن ابی داؤد: ٧٧٦۔

بلند کرتے، اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ اے اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، تیرا نام بہت بابرکت ہے، تیری بزرگی بہت بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔“ امام صاحب کے استاد سلم بن جنادہ نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔ ”پھر اللہ اکبر کہا۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: حارش بن محمد رضی اللہ عنہ ان راویوں میں سے نہیں ہے جن کی حدیث کو محدثین کرام دلیل و حجت تسلیم کرتے ہیں۔“

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ وہ حارش رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکورہ دعا جیسی دعا سے نماز کی ابتداء کرتے تھے۔ میں اس دعا کے ساتھ نماز کی ابتداء کرنے کو ناپسند نہیں کرتا: ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ“ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ اس دعا کے ساتھ نماز کی ابتداء کرتے تھے۔ لیکن اس دعا کے ساتھ نماز کی ابتداء کرنا مجھے زیادہ پسند ہے اور وہی عمل کے زیادہ لائق ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادل راویوں کی سند سے حضرت علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو موصول بیان ہوئی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع و پیروی دوسرے حضرات کی سنت کی اتباع سے افضل و اعلیٰ اور بہتر ہے۔“

يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، قَالَ مُؤَمِّلٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ . وَقَالَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ غَيْرَ أَنَّ سَلْمًا لَمْ يَقُلْ : فَكَبَّرَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَ حَارِثَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَرَجَمَهُ اللَّهُ لَيْسَ مِمَّنْ يَخْتَجُّ أَهْلُ الْحَدِيثِ بِحَدِيثِهِ .

٤٧١- وَهَذَا صَحِيحٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ مِثْلَ حَدِيثِ حَارِثَةَ لَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَلَسْتُ أَكْرَهُ الْإِفْتِيحَ بِقَوْلِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلَى مَا ثَبَتَ عَنِ الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ ، غَيْرَ أَنَّ الْإِفْتِيحَ بِمَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِمَا يَقْتُلُ الْعَدْلَ عَنِ الْعَدْلِ مَوْضُوعًا ، إِلَيْهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ وَأَوْلَى بِالْأَسْتِعْمَالِ ، إِذَا تَبَاعُ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ أَفْضَلُ وَخَيْرٌ مِنْ غَيْرِهَا

۸۵..... بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ،

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾ .

نماز میں قراءت سے پہلے تعوذ پڑھنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾

”اور جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

۴۷۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عِيْسَى الْمَرْوَزِيُّ ، نَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ عَطَاءِ -

وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ .....

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَنَفَخِهِ وَهَمَزِهِ وَنَفْثِهِ“ ”اے

اللہ! میں شیطان مردود سے اس کے تکبر و غرور، اس کے

دوسوں اور جادو و سحر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“ فرماتے

ہیں: هَمَزِهِ سے مراد اس کے دوسے یا جنون ہے۔

نَفْثِهِ سے مراد شعر و شاعری ہے۔ اور نَفَخِهِ سے مراد تکبر و

غرور ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ

يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ وَنَفَخِهِ وَهَمَزِهِ وَنَفْثِهِ . قَالَ:

وَهَمَزِهِ الْمَوْتَةُ، وَنَفْثِهِ الشَّعْرُ، وَنَفَخِهِ

الْكِبْرِيَاءُ .

**فوائد:** ..... دعائے افتتاح کے بعد اور سورۃ فاتحہ کی قراءت سے قبل تعوذ پڑھنا شروع ہے اور ابوحنیفہ، شافعی

اور احمد کا موقف ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے قبل تعوذ پڑھنا مسنون فعل ہے۔ (المغنی: ۲ / ۱۴۵)

نیز نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی قراءت سے قبل تعوذ مسنون ہے یا نہیں اس بارے میں مرقیہ ابوحنیفہ کا ہے

کہ تعوذ پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے۔ (المجموع المہذب: ۳ / ۳۳۶)

کیونکہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آپ ﷺ دوسری رکعت سے اٹھتے وقت دوسری رکعت کا آغاز الْحَمْدُ لِلَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۹۴۱)

(۴۷۲) اسنادہ صحیح: سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب الاستعاذۃ فی الصلاۃ: ۸۰۸۔ مسند احمد:

۴۰۴، ۴۰۳/۱۔ الحاکم: ۲۲۵/۱

۸۶..... بَابُ ذِكْرِ سُؤْلِ الْعُبْدِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ

الْفَرِيضَةِ صِدْقُ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الدُّعَاءَ بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ يَفْسِدُ صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ

فرض نماز میں تکبیر اور قراءت کے درمیان بندے کا اپنے رب تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کے سوال کرنے کا بیان، ان لوگوں کے دعوے کے خلاف جو کہتے ہیں کہ غیر قرآنی دعا فرض نماز کو فاسد کر دیتی ہے ۴۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، ح وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى الْبَسْطَامِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کام کیا کرتے تھے، جنہیں لوگوں نے ترک کر دیا ہے: ”آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کھول کر بلند کرتے، اور قراءت سے پہلے کچھ دیر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کرتے۔ اور آپ ہر (رکوع یا سجدے کے لیے) جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے۔“ بدار نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: آپ تین چیزوں پر عمل کرتے تھے جنہیں لوگوں نے چھوڑ دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے بلند کرتے تھے۔ اور آپ قراءت سے پہلے تھوڑی دیر کھڑے رہتے تھے، آپ فرماتے تھے (میں اسی اثناء میں) اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں، اور آپ جب بھی رکوع کرتے اور جھکتے تو تکبیر کہتے تھے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ثَلَاثٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا، وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هُنَيْئَةً يَسْأَلُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَكَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ. قَالَ بَنْدَارٌ فِي حَدِيثِهِ: ثَلَاثٌ كَانَ يَعْمَلُ بِهِنَّ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا، وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هُنَيْئَةً يَقُولُ: أَسْأَلُ اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، وَكَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ وَوَضَعَ.

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۳۶۲ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

## ۸۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِالْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں خشوع اختیار کرنے کے حکم کا بیان

إِذِ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ ، وَالْمُنَاجِي رَبَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَفْرَغَ قَلْبَهُ لِمُنَاجَاةِ خَالِقِهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَشْغُلُ قَلْبَهُ التَّعَلُّقُ بِشَيْءٍ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغَلُهُ عَنْ مُنَاجَاةِ خَالِقِهِ .

کیونکہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اپنے پروردگار کے ساتھ سرگوشی کرنے والے کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے دل کو اپنے خالق و مالک کی سرگوشی کے لیے فارغ رکھے اور اپنے دل کو دنیوی امور میں سے کسی چیز کے ساتھ مشغول نہ کرے جو اسے اس کے پروردگار کے ساتھ سرگوشی سے عاقل کر دے۔

۴۷۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزَرِيُّ ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر جب سلام پھیرا تو صفوں کے آخر میں موجود ایک شخص کو پکارا اور فرمایا: اے فلاں! کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں، کیا تم غور و فکر نہیں کرتے کہ تم نے نماز کیسے پڑھی ہے؟ بلاشبہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے رب سے راز و نیاز کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ لہذا اسے سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے رب سے کیسے راز و نیاز کر رہا ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں دیکھتا نہیں ہوں، اللہ کی قسم! بے شک میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں نماز میں احسان اور خشوع اختیار کرنے اور رکوع و سجود کو مکمل ادا کرنے کا حکم ہے۔

۲۔ بلا ضرورت اللہ کی قسم کھانا جائز ہے لیکن کسی کام میں تاکید و نعتحیم کے لیے قسم اٹھانا مستحب فعل ہے۔

(شرح النووی: ۴/ ۱۴۹)

۳۔ نماز میں کامل خشوع و خضوع کا اظہار کرنا ہے اور خشوع کے اثرات جسم کے ہر عضو پر ظاہر ہونے چاہیے۔ نیز نماز

(۴۷۴) اسنادہ، مسند احمد: ۲/ ۴۴۹۔ من طریق سعید بن ابی سعید عن ابیہ، بہ: ۳۹۰۔ اصلہ فی صحیح مسلم کتاب الصلاة:

۴۲۳۔ میں ہیں۔ النسائی: ۸۷۲۔

میں دائیں بائیں، دیکھنا خلاف خشوع ہے۔ لہذا اس سے گریز کرنا چاہیے۔

## ۸۸..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي النَّظَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ؟

نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا سخت منع ہے۔

۴۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا يَزِيدُ . يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ . نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ.....

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ؟ فَاسْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: لَيْسَتْهُمْ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخَطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ.

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں، آپ نے اس بارے میں بڑی سخت تنبیہ فرمائی حتیٰ کہ فرمایا: وہ اس حرکت سے ضرور رک جائیں ورنہ ان کی آنکھیں ضرور اچک لی جائیں گی۔“

**فوائد:**.....۱۔ ان احادیث میں دوران نماز آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کے بارے، سخت نبی اور شدید وعید وارد

ہوئی ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس فعل کی ممانعت پر اجماع نقل کیا ہے۔ (شرح النووی: ۱۵۱/۴)

۲۔ نمازی آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی، اس سے کیا مراد ہے، اس بارے علماء کا اختلاف ہے:

(۱)..... اس سے وعید مقصود ہے، لہذا نماز میں یہ عمل حرام ہے۔

(۲)..... اس مسئلہ میں ابن حزم افراط کا شکار ہیں اور ان کا قول یہ کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۳)..... آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے والوں کے بارے میں ڈر ہے کہ ان انوار سے ان کی آنکھوں کا نور ختم نہ ہو جائے جو نماز کے وقت فرشتے نماز پر انوار لے کر اترتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲/۳۰۳)

۴۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ . يَعْنِي الْأَنْصَارِيَّ ، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ.....

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ”حضرت قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن

(۴۷۵) صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب رفع البصر الى السماء فى الصلاة: ۷۵۰۔ سنن النسائي: ۱۱۹۳۔ سنن ابى داود:

۹۱۳۔ سنن ابن ماجه: ۱۰۴۴۔ مسند احمد: ۱۰۹/۳، ۱۱۲، ۱۱۵۔ سنن الدارمى: ۱۳۰۲۔

(۴۷۶) انظر السابق.



بِمِثْلِهِ سَوَاءٌ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَاشْتَدَّ قَوْلُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ .  
 مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ . مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ . مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ .  
 مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ . مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ . مَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ .

۸۹..... بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ

نماز میں قراءت شروع کرنے سے پہلے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

۴۷۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِيِّ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، نَا عَاصِمُ بْنُ كُتَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ،  
 فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
 فَرَأَيْتُ جِئْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبْرًا ، فَرَفَعَ  
 - يَعْنِي يَدَيْهِ - فَرَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ بِحَذَاءِ أُذُنَيْهِ ،  
 ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ ذَكَرَ  
 الْحَدِيثَ .

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ  
 آیا تو میں نے (دل میں) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی  
 نماز کو (پورے غور سے) ضرور دیکھوں گا۔ تو میں نے دیکھا  
 کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا، اپنے دونوں  
 ہاتھ بلند کیے، میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں انگوٹھے  
 دونوں کانوں کے برابر تھے پھر آپ نے اپنے بائیں کو دائیں  
 ہاتھ کے ساتھ پکڑا۔ پھر آپ نے قراءت کی“ پھر انہوں نے  
 بقیہ حدیث بیان کی۔“

### فوائد:

۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنا مستحب فعل ہے اور حالت قیام میں ہاتھوں کو کھلا چھوڑنا اور لٹکانا غیر  
 مسنون فعل ہے۔ جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ البتہ ابن منذر نے ابن زبیر، حسن بصری اور حنفی رحمہم سے نقل  
 کیا ہے کہ نمازی ہاتھ کھلے چھوڑتے تھے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر نہیں رکھتے تھے۔ نیز لیث بن سعد، قاسمہ،  
 ناصریہ اور باقر اور مالک سے بھی یہی منقول ہے۔ (نبیل الاوطار: ۲ / ۱۹۱)

لیکن جمہور علماء کا قول دلائل کی رو سے قوی اور راجح ہے۔

۲۔ حدیث ۴۷۹ واضح نص ہے کہ قیام کی حالت میں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں۔ اور زیر ناف ہاتھ باندھنے کے  
 بارے جتنی روایات منقول ہیں، وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہیں، نیز کچھ علماء کا موقف لے کر ہاتھ  
 ناف سے اوپر اور سینے سے نیچے باندھنا بھی مرجوح ہے۔ جب کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں واضح نص

(۴۷۷) اسنادہ صحیح: سنن النسائي، كتاب التطبيق، باب مكان اليدين من السجود: ۱۱۰۲۔ وابو داؤد: ۹۵۷، ۷۲۶۔ وابن

ماجه: ۹۱۲، ۸۶۷۔ وأحمد: ۳۱۸، ۲۱۶/۴۔ والبيهقي في الكبرى: ۲۵۲۲، ۲۳۴۶۔

کی وجہ سے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا ہی مسنون و مستحب طریقہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

نیز یہ حدیث بھی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ النَّاسُ يُومَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيَمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ . لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع (کہنی) پر رکھیں۔ (صحیح بخاری: ۷۴۰، جمہور علماء کے موقف کی تائید کرتی ہے۔)

کیونکہ دایاں ہاتھ بائیں کہنی پر رکھنے سے ہاتھ از خود سینے پر آجاتے ہیں۔

۴۷۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ ، نَا ابْنُ فَضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُنَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو (اسلام قبول کرنے اور دینی امور سیکھنے کے لیے) نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ تو میں نے کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ تو میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے اللہ اکبر کہا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا حتیٰ کہ وہ آپ کے دونوں کانوں کے برابر ہو گئے، پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور اسے پکڑ لیا۔ پھر باقی حدیث بیان کی۔“

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ ، فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ كَيْفَ يُصَلِّي فَرَأَيْتُهُ حِينَ كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَا أَذُنَيْهِ . ثُمَّ ضَرَبَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَأَمْسَكَهَا ، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ .

۴۷۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، نَا مَوْمِلٌ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُنَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔“

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيَمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ .

(۴۷۸) اسنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین: ۷۲۶۔ سنن النسائی: ۱۱۰۲۔ انظر السابق.

(۴۷۹) اسنادہ صحیح: أحمد: ۳۱۹/۴۔ والبیہقی: ۳۰/۲۔ رقم: ۲۳۳۶.

۹۰..... بَابُ وَضْعِ بَطْنِ الْكَفِّ الْيَمْنِيِّ عَلَى الْكَفِّ الْيُسْرِيِّ وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ جَمِيعًا

دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی، کلائی اور بازو سب ہی پر رکھنے کا بیان

۴۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، نَا زَائِدَةُ، نَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ الْجُرُمِيِّ، حَدَّثَنِي أَبِي.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (دل میں) کہا، میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھوں گا کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں: میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا حتیٰ کہ وہ آپ کے دونوں کانوں کے برابر ہو گئے پھر دائیں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت، کلائی اور بازو پر رکھا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی تین کیفیات ہیں:

(۱)..... دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا جائے۔

(۲)..... دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھا جائے۔

(۳)..... دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھا جائے۔

یہ تینوں طریقے مشروع ہیں اور کسی ایک طریقہ کا انتخاب جائز و مسنون ہے۔

۹۱..... بَابُ فِي الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ أَبْيَضًا وَالزُّجْرِ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں خشوع اختیار کرنے کا ایک اور باب، اور نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کی ممانعت کا بیان

إِذِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُصَرِّفُ وَجْهَهُ عَن وَجْهِ الْمُصَلِّي إِذَا التَّفَتَ فِي صَلَاتِهِ .

کیونکہ جب نماز اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا چہرہ مبارک نماز کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

۴۸۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ، حَدَّثَنِي عَمِي، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ مَوْلَى بَنِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنِ سَعِيدِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ.....

(۴۸۰) اسنادہ صحیح: سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلاة: ۸۸۹۔ سنن ابی داود: ۷۷۶۔

مسند احمد: ۴/۳۱۸۔ سنن الدارمی: ۱۳۵۷۔

(۴۸۱) انظر الثاني.

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اَنَّ اَبَا ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ .“

اسی طرح فرمایا ہے۔“

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ، سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ.....

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مسلسل بندے کی طرف متوجہ رہتے ہیں جب تک وہ ادھر ادھر متوجہ نہ ہو، لیکن جب بندہ اپنا چہرہ پھیر لیتا ہے (نماز سے توجہ ہٹا لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتے ہیں۔“

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمِصْرِيُّ، نَا أَبُو تَوْبَةَ - يَعْْنِي الرُّبَيْعَ بْنَ نَافِعٍ - نَا مُعَاوِيَةَ بْنَ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّ اَبَا سَلَامٍ حَدَّثَهُ، قَالَ.....

”حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو حکم دیا کہ پانچ باتوں پر عمل پیرا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیں، لہذا وہ (ان باتوں کا) لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا جب تم اپنے چہروں کو (نماز میں) متوجہ کر لو تو پھر ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں کیونکہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کو اپنے بندے کے چہرے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک اپنے چہرے کو اس سے نہیں ہٹاتے جب تک بندہ اپنا چہرہ نہ ہٹالے۔“

(۴۸۲) اسنادہ ضعیف: سنن النسائي، كتاب السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة: ۱۱۹۵۔ سنن ابی داؤد: ۹۰۹۔ مسند

احمد: ۱۷۲/۵۔ سنن الدارمی: ۱۴۲۳۔ ضعیف، ابوالاحوص مجہول راوی ہے۔

(۴۸۳) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، كتاب الامثال عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في مثل الصلاة: ۲۸۶۳۔ مسند احمد:

۲۰۲/۱۳۰، ۲۰۲/۱۳۰۔ من طريق زيد بن سلام عن جده مسطور أبي سلام، به.

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز میں التفات (دائیں بائیں جھانکنا) مکروہ فعل ہے اور اس عمل سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مستحق نہیں رہتا، لہذا نماز میں یکسوئی اور خشوع و خضوع کا پابندی الامکان اہتمام کرنا چاہیے۔

۹۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِتْفَاتَ فِي الصَّلَاةِ يَنْقُصُ الصَّلَاةَ  
لَا أَنَّهُ يُفْسِدُهَا فَسَادًا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَتُهَا.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا نماز (کے اجر و ثواب) میں کمی کا باعث بنتا ہے، لیکن یہ التفات نماز کو فاسد نہیں کرتا کہ نمازی کو نماز دہرائی پڑے۔

۴۸۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعَجَلِيُّ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ أَيضًا، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ تَمَامٍ الْمَصْرِيُّ، نَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، نَا أَبُو الْأَخْوَصِ جَمِيعًا عَنْ أَشْعَثِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الشَّعَثَاءِ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں التفات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ اچک لینا ہے جسے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔ ابو الاحوص کی روایت میں یہ ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں آدمی کی بے توجہی اور ادھر ادھر جھانکنے کے بارے میں سوال کیا۔“

**فوائد:**..... اکثر علماء کے نزدیک نماز میں التفات مکروہ فعل ہے اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ اگر انسان قبلہ سے مکمل نہ پھرے تو التفات مکروہ تنزیہی ہے (قبلہ سے کلی انحراف حرام فعل ہے) اور اس فعل کے مکروہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس سے خشوع میں نقص واقع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے اعراض کرتے ہیں اور شیطانی وسوسے کے خلاف مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۳۴۸)

(۴۸۴) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلاة: ۳۲۹۱، ۷۵۱۔ سنن الترمذی: ۵۹۰۔ سنن النسائی: ۱۱۹۶۔

سنن ابی داؤد: ۹۱۰۔ مسند احمد: ۶/ ۱۰۶۔

۹۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِلْتِفَاتَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي تَكُونُ صَلَاةَ الْمَرْءِ بِهِ نَاقِصَةً هُوَ أَنْ يَلْوِيَ الْمُلْتَفِتُ عَنْقَهُ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں منع کردہ التفات جس سے نمازی کی نماز (کے اجر و ثواب)

میں نقص آجاتا ہے وہ یہ ہے کہ نمازی اپنی گردن موڑ کر التفات کرے

لَا أَنْ يُلَحِّظَهُ بِعَيْنَيْهِ يَمِينًا وَشِمَالًا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَلْوِيَ عَنْقَهُ ، إِذِ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ كَانَ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَلْوِيَ عَنْقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ .

اس سے گردن موڑے بغیر دائیں بائیں جھانکنا مراد نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کبھی کبھار اپنی گردن اپنی پشت کے پیچھے موڑے بغیر اپنی نماز میں (بوقت ضرورت) التفات کر لیا کرتے تھے۔

۴۸۵- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حَرْبَيْتٍ ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ - عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا ، وَلَا يَلْوِي عَنْقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ: يَعْنِي يُلْحِظُ بِعَيْنَيْهِ يَمِينًا وَشِمَالًا .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دائیں بائیں التفات کر لیا کرتے تھے اور اپنی گردن اپنی پیٹھ کے پیچھے نہیں موڑتے تھے۔ امام ابو بکر فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس کا یہ فرمان آپ اپنی نماز میں التفات فرمالتے تھے۔ کا معنی یہ ہے کہ آپ دائیں بائیں آنکھوں سے دیکھ لیتے تھے۔“

۹۳..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِلْتِفَاتَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں ممنوع التفات وہ ہے جو بلا ضرورت و حاجت ہو

هُوَ الْإِلْتِفَاتُ فِي الصَّلَاةِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الَّذِي يَحْتَاجُ الْمُصَلِّي أَنْ يَعْرِفَ فِعْلَ الْمَأْمُومِينَ أَوْ بَعْضَهُمْ لِيَأْمُرَهُمْ بِفِعْلِ أَوْ يَزْجُرَهُمْ عَنْ فِعْلِ بِإِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءٍ يُفْهِمُهُمْ مَا يَأْتُونَ وَمَا يَدْرُونَ فِي صَلَوَاتِهِمْ .

امام کو ضرورت نہ ہو کہ وہ مقتدیوں کے عمل کو دیکھے یا ان میں سے کسی ایک کو دیکھے تاکہ انہیں کسی کام کے کرنے یا انہیں منع کا حکم ایسے اشارے کنائے سے دے جسے وہ سمجھ جائیں کہ کون سا کام انہوں نے اپنی نماز میں کرنا ہے اور کونسا ترک کرنا ہے۔

(۴۸۵) اسنادہ صحیح: سنن النسائی، کتاب السہو، باب الرخصة فی الالتفات فی الصلاة یمینا وشمالاً: ۱۲۰۱۔ سنن الترمذی:

٤٨٦۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سَلِيمَانَ، نَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ. عَنِ اللَّيْثِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.....

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ہم نے آپ کے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھ کر اقامت کروا رہے تھے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہہ رہے تھے اور وہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنا رہے تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ نے ہماری طرف جھانک کر دیکھا تو ہمیں کھڑے (ہو کر نماز پڑھتے) دیکھا تو آپ نے ہمیں (بیٹھے) کا اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے۔ پھر جب سلام پھیرا تو فرمایا: تم نے ابھی ابھی فارسیوں اور رومیوں جیسا کام کیا ہے۔ وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ جبکہ وہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ لہذا (آئندہ) ایسے مت کرنا۔ اپنے امہ کی اقتدا کرو۔ اگر امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر اقامت کرائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔ اور حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت انس بن ابی مرثد کو ان کی حفاظت و نگہبانی کے لیے (گھاٹی پر) بھیجا تھا، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ (نمازوں کے دوران) گھاٹی کی طرف التفات فرماتے رہے حتیٰ کہ جب اپنی نماز مکمل کی تو سلام پھیرا اور مجھے فرمایا: خوش ہو جاؤ تمہارا (محافظ) شہسوار آ گیا ہے۔“

”امام صاحب اپنے دو اساتذہ کرام جناب محمد بن یحییٰ اور فہد بن سلیمان سے حضرت سہل بن حنظلہ کی حدیث بیان کرتے ہیں۔“

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْبِرُ فَيَسْمَعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَأَانَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: إِنْ كِدْتُمْ أَيُّهَا تَفْعَلُونَ فَعَلَ فَارِسٍ وَالرُّومِ، يَفْعَلُونَ عَلَيَّ مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُوعُدٌ، فَلَا تَفْعَلُوا. ائْتَمُوا بِأَيْمَتِكُمْ، إِنْ صَلَّى الْإِمَامُ قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُوعُدًا. وَفِي خَبَرِ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيِّ فِي بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ لِيَحْرُسَهُمْ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْتَفِتُ إِلَى الشَّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ فَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي: أَبَشِّرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ.

٤٨٧۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا مَعْمَرُ بْنُ يَعْمَرَ، نَا مَعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدٌ وَهُوَ ابْنُ

(٤٨٦) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التمام المأموم بالامام: ٤١٣۔ البخاری فی الادب المفرد: ٩٤٨۔ سنن النسائی:

١٢٤٠۔ سنن ابن ماجہ: ١٢٤٠۔ وابو داؤد: ٦٠٦۔ مسند احمد: ٣/٣٣٤.

سَلَامٍ - أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ السُّلَوِيُّ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا هُدُّ بْنُ سُلَيْمَانَ ، قَالَ ، قَرَأْتُ عَلَى أَبِي تَوْبَةَ الرَّبِيعِ بْنِ نَافِعٍ ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ .

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ کسی خاص مجبوری کے تحت دائیں بائیں معمولی التفات جائز ہے جب تک انسان قبلہ سے مکمل پشت پھیرے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، مکمل مڑنے کی صورت میں فرض نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۹۵..... بَابُ إِنْجَابِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَنَفْيِ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ قِرَاءَتِهَا

نماز میں سورۃ فاتحہ کی قراءت کرنا واجب ہے، اور اس کی قراءت کے بغیر نماز نہیں ہوتی

۴۸۸- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْقُرَشِيُّ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ.....

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ کی قراءت نہیں کرتا۔“ یہ مخزومی کی روایت ہے۔ حسن بن محمد اپنی روایت میں کہتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ جناب احمد اور عبد الجبار حضرت عبادہ سے عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ جبکہ محمد بن الولید کی روایت میں یہ ہے: ”سورۃ فاتحہ کی قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔“

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. هَذَا حَدِيثُ الْمَخْزُومِيِّ. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: يُبَلِّغُ بِهِ النَّبِيُّ وَقَالَ أَحْمَدُ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رِوَايَةً. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

**فوائد:** ..... ۱- یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز کی ہر رکعت میں امام و ماموم (ہر نمازی) پر سورۃ فاتحہ کی قراءت

(۴۸۷) اسنادہ صحیح: سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الحرم فی سبیل اللہ تعالیٰ: ۲۵۰۱.

(۴۸۸) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم فی الصلوات کلھا: ۷۵۶۔ صحیح مسلم: ۳۹۴۔

سنن الترمذی: ۲۴۷۔ سنن ابی داؤد: ۸۲۲۔ سنن ابن ماجہ: ۸۳۸۔ مسند احمد: ۳۱۴/۵، ۳۲۱، ۳۲۲.





یَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرَ تَامٍ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ: فَخَمَزَهُ ذِرَاعِي. وَقَالَ: يَا قَارِسِيُّ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے، وہ نماز ناقص وہ نماز ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔ تو میں نے عرض کی: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو پھر کیسے قراءت کروں؟) کہتے ہیں: تو انہوں نے میرا بازو دھپایا اور فرمایا:

اے فارسی! (اس وقت) تم اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔“

۹۷..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخِدَاجَ الَّذِي أَعْلَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي هَذَا الْخَبَرِ

هُوَ النَّقْصُ الَّذِي لَا تُجْزِئُ الصَّلَاةُ مَعَهُ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ خداج جس کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں خبردار کیا ہے وہ ایسا نقص ہے جس کے ساتھ نماز کفایت نہیں کرتی

إِذِ النَّقْصُ فِي الصَّلَاةِ يَكُونُ نَقْصَيْنِ، أَحَدُهُمَا لَا تُجْزِئُ الصَّلَاةُ مَعَ ذَلِكَ النَّقْصِ، وَالْآخَرُ تَكُونُ الصَّلَاةُ جَائِزَةً مَعَ ذَلِكَ النَّقْصِ لَا يَجِبُ إِعَادَتُهَا، وَلَيْسَ هَذَا النَّقْصُ مِمَّا يُوجِبُ سَجْدَتِي السَّهْوِ مَعَ جَوَازِ الصَّلَاةِ.

کیونکہ نماز میں نقص کی دو قسمیں ہیں: ایک نقص وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے نماز کفایت نہیں کرتی۔ دوسرا نقص وہ ہے کہ جس کے ساتھ نماز درست ہو جاتی ہے، اس کا اعادہ کرنا لازمی نہیں ہوتا اور یہ نقص نہیں ہے جو نماز کے درست ہونے کے ساتھ ساتھ سو کے دو سجدوں کو واجب کرتا ہے۔

۴۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، نَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس نماز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت نہ کی جائے وہ نماز کافی نہیں ہوتی۔“ وہ (عبدالرحمان) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اگر میں امام کے پیچھے (نماز پڑھ رہا) ہوں؟ تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے فارسی! (اس وقت) اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِقَاتِحَةَ الْكِتَابِ. قُلْتُ: فَإِنْ كُنْتُ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا قَارِسِيُّ.

## ۹۸..... بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قراءت کی ابتداء الحمد لله رب العالمین سے کرنے کا بیان

۴۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقَدِيِّ، نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کی ابتداء الحمد لله رب العالمین سے کیا کرتے تھے۔“

۴۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ نبی اکرم ﷺ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کا آغاز الحمد لله رب العالمین سے کرتے تھے۔“

## ۹۹..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آيَةٌ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ بسم الله الرحمن الرحيم سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے

۴۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّنَعَائِيُّ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ خَدَّاشٍ، نَا عَمْرُو بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.....

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز میں ”بسم الله الرحمن الرحيم“ پڑھی تو اسے ایک آیت شمار کیا، اور ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ (کے ساتھ) دو آیتیں شمار کیں۔ اور ”إِنَّاكَ نَسْتَعِينُ“ (کی تلاوت کرنے کے بعد) اپنی پانچوں انگلیوں کو جمع کر لیا۔ (یعنی اسے پانچویں آیت شمار کیا۔)“

(۴۹۱) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة: ۳۹۹۔ سنن الترمذی: ۲۴۶۔ سنن النسائی: ۹۰۲۔ مسند احمد: ۱۱۴، ۱۰۱/۳۔ سنن الدارمی: ۱۲۶۰۔

(۴۹۲) صحیح البخاری، کتاب الادان، باب ما يقول بعد التكبير: ۷۴۳۔ صحیح مسلم: ۳۹۹۔ سنن الترمذی: ۲۴۶۔ سنن النسائی: ۹۰۳۔ سنن ابی داؤد: ۷۸۲۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۳۔

(۴۹۳) اسناد صحیح: جامع ترمذی، کتاب القراءات عن رسول الله، باب فی فاتحة الكتاب: ۲۹۲۷۔ سنن ابی داؤد: ۴۰۰۱۔ وأحمد: ۳۰۲/۶۔ رقم: ۲۶۶۶۲۔ الحاکم: ۲۳۱/۱۔

۱۰۰..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ غَلَطٍ فِي الْإِحْتِجَاجِ بِهِ مَنْ لَمْ يَتَّبِعْ بِالْعِلْمِ فَتَوَهَّمَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْرَأُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي الصَّلَاةِ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَلَا فِي غَيْرِهَا مِنَ السُّورِ  
 اس حدیث کا بیان جس سے استدلال کرتے ہوئے کم علم شخص کو غلطی لگی ہے اور اسے وہم ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورتوں (کے شروع) میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے  
 ۴۹۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَابُؤُ بَكْرِ ، نَابُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ ، قَالَ ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ.....

عَنْ أَنَسٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ خَرَجْتُ طُرُقَ هَذَا الْخَبَرِ وَالْفَاظَهَا فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ ، كِتَابِ الْكَبِيرِ ، وَفِي مَعَانِي الْقُرْآنِ ، وَأَمَلَيْتُ مَسْأَلَةَ قَدْرٍ جُزْئِينَ فِي الْإِحْتِجَاجِ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ أَنَّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فِي أَوَائِلِ سُورِ الْقُرْآنِ .

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی کو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کی اسانید اور ان کے الفاظ کتاب الصلاة، کتاب الکبیر اور ”معانی القرآن“ میں بیان کیے ہیں اور میں نے اس مسئلے کے متعلق کہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ قرآن مجید کی سورتوں کے آغاز میں کتاب اللہ کی ایک سورت ہے دو جز کے برابر دلائل الملاء کروائے ہیں۔“

۱۰۱..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ أَنْسًا إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ “أَي لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ جَهْرًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ” وَأَنَّ هُمْ كَانُوا يُسْرُونَ “بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ” فِي الصَّلَاةِ ، لَا كَمَا تَوَهَّمَنَّ مَنْ لَمْ يَشْتَعِلْ بِطَلَبِ الْعِلْمِ مِنْ مِظَانِهِ وَ ، طَلَبِ الرَّئِيسَةِ قَبْلَ تَعَلُّمِ الْعِلْمِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کہ ”میں نے ان میں سے کسی کو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھتے نہیں سنا“ سے ان کی مراد یہ ہے کہ میں نے ان میں سے کسی کو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا، اور بلاشبہ وہ نماز میں ”بسم اللہ الرحمن

(۴۹۴) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب حجة من قال لا يبعثر بالبسملة: ۹۰۷۔ وبخاری: ۷۴۳۔ وابن حبان: ۱۷۹۹۔ سنن

النسائی: ۸۹۷۔ مسند احمد: ۱۷۷/۳۔

الرحيم“ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے (آپ کے فرمان کا) وہ مطلب نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں کو وہم ہوا ہے جنہوں نے علم کو اس کے اصلی مراجع سے حاصل نہیں کیا اور حصول علم سے پہلے ہی مقام و مرتبے کے طلب گار ہیں۔

۴۹۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ ، نَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ.....  
عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَ  
أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَلَمْ يَجْهَرُوا  
اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ“ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔“  
۴۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجُ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ سَعِيدَ  
بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ.....

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ  
يَجْهَرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا أَبُو  
بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ وَلَا عُثْمَانُ.  
”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ  
رسول اللہ ﷺ نے (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم جہری  
آواز کے ساتھ نہیں پڑھی اور نہ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے  
(جہری آواز کے ساتھ) پڑھی ہے۔“

۴۹۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّنَعَانِيُّ ، نَا أَبُو الْجَوَابِ ، حَدَّثَنَا  
عَمَارُ بْنُ رَزِيْقٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ.....  
عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ  
أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمْ يَجْهَرُوا “بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“  
”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی  
اکرم ﷺ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازیں پڑھی  
ہیں، تو وہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے  
تھے۔“

۴۹۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُرَيْحِ الرَّازِي ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ  
الْعَزِيزِ ، حَدَّثَنَا عَمْرَانُ الْقَصِيرُ عَنِ الْحَسَنِ.....

(۴۹۵) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۱۷۹/۳۔ سنن الدار قطنی: ۱/۳۱۵۔ من طریق وکیع، بہ۔

(۴۹۶) اسنادہ صحیح: سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب ترك الجهر ”بسم الله الرحمن الرحيم“: ۹۰۷۔ مسند احمد: ۱۰۱/۳۔

(۴۹۷) اسنادہ صحیح: مسند احمد: ۱۷۹/۳۔ والبیغی فی شرح السنة: ۵۸۲۔ من طریق شعبہ، بہ۔

(۴۹۸) اسنادہ ضعیف جدًا: المعجم الاوسط: ۸۲۷۷۔ من طریق سعید، بہ۔ اس مسند میں سوید بن عبدالعزیز متروک ہے۔

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما، نماز میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کو آہستہ آواز میں پڑھتے تھے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث نے وضاحت کر دی ہے کہ (نبی اکرم ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما) ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے، کم علم لوگوں کے گمان کے برخلاف جن کا دعویٰ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس فرمان ”کو نبی اکرم ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما قراءت کی ابتداء ”الحمد لله رب العالمين“ سے کرتے تھے“ اور آپ کے فرمان ”میں نے ان میں سے کسی کو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھتے ہوئے نہیں سنا“ سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ حضرات گرامی (نماز میں) ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بالکل پڑھتے ہی نہ تھے، نہ بلند آواز سے اور نہ آہستہ آواز سے۔ اس حدیث نے صراحت کر دی کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ حضرات گرامی (نماز میں) ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ آہستہ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے، بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ حدیث نمبر ۳۹۷ کی سند مذکور ابوالجواب راوی سے مراد الاحوص بن جواب ہے۔“

**فوائد:** ..... بسم اللہ الرحمن الرحیم: سورہ فاتحہ کی آیت ہے۔ جس کی تلاوت سورہ فاتحہ کی طرح نماز کی ہر رکعت

میں لازم ہے، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَرَأْتُمْ الْحَمْدَ لِلَّهِ: فَاقْرَأُوا ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“، إِنَّهَا أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي، وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَحَدَى آيَاتِهِا۔ جب تم ”الحمد لله“ (سورہ فاتحہ کی) تلاوت کرو تو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھو، بلاشبہ سورہ فاتحہ ام القرآن، ام الكتاب اور سبع الثانی ہے اور ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اس کی ایک آیت ہے۔“

(بیہقی: ۲/ ۴۵، الصحیحہ: ۱۱۸۳، صحیح الجامع ۲۲۹ اسنادہ صحیح)

پھر جہری نماز میں ”بسم اللہ“ کو جہری اور سری پڑھنا دونوں طرح جائز ہے، البتہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کو سری

پڑھنا افضل ہے کیونکہ احادیث الباب کی رو سے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سری پڑھنا بہتر ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ ابوبکر و عمر اور صحابہ کی اکثریت کا یہی عمل تھا۔

۱۰۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْمُحَافَظَةَ بِهِ

جَمِيعًا مُبَاحٌ، لَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمَا مَحْظُورًا، وَهَذَا مِنْ اخْتِلَافِ الْمُبَاحِ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کو بلند آواز اور آہستہ آواز سے دونوں طرح پڑھنا

جائز ہے، ان میں سے کوئی طریقہ بھی منع نہیں ہے۔ اور یہ جائز اختلاف کی قسم سے ہے

۴۹۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنَا أَبِي وَشُعَيْبٌ -

يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - قَالَا، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، نَا خَالِدٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي

مَرِيَمَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ.....

عَنْ نَعِيمِ الْمُجَمَّرِ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي

هُرَيْرَةَ، فَقَرَأَ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“

ثُمَّ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى بَلَغَ وَلَا الضَّالِّينَ .

فَقَالَ: آمِينَ، وَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ. وَيَقُولُ

كُلَّمَا سَجَدَ: اللَّهُ أَكْبَرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ

الْجُلُوسِ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. وَيَقُولُ إِذَا

سَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ

صَلَاةَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَمِيعَهَا لَفْظًا

وَاحِدًا، غَيْرَ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: وَإِذَا

قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْإِثْنَيْنِ، قَالَ: اللَّهُ

أَكْبَرُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ اسْتَقْصَيْتُ ذِكْرَ بِسْمِ

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِي كِتَابِ مَعَانِي

الْقُرْآنِ وَبَيَّنْتُ فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ أَنَّهُ مِنَ

الْقُرْآنِ بَيَّانٍ وَاضِحٍ غَيْرٍ مُشْكِلٍ عِنْدَ مَنْ

(۴۹۹) اسنادہ ضعیف: سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة: ۹۰۵۔ والبیہقی: ۵۸/۲۔ عن شعيب بن الليث، به۔ وابن

اس کتاب میں بیان کیا کہ ہم اللہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ میں نے اسے خوب واضح اور آسان انداز میں بیان کر دیا ہے کہ جو اہل علم اور ان لوگوں کے لیے مشکل نہیں ہے جو میرے بیان کردہ دلائل میں غور و فکر کریں گے، اور اسے اللہ تعالیٰ اس کے فہم سے نوازیں گے اور جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حق بات کو سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائیں گے۔

۱۰۳..... بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ مَعَ الْبَيَانِ أَنَّهَا السَّبْعُ الْمَثَانِي وَأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَنْزِلْ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا.

سورہ فاتحہ کی قراءت کی فضیلت کا بیان، اور اس بات کا بیان کہ وہ سب سے مثنوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تورات انجیل اور قرآن مجید میں اس جیسی سورت نازل نہیں فرمائی

۵۰۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رَبِيعِ الْقَيْسِيُّ، نَا أَبُو أُسَامَةَ حَمَادُ بْنُ أُسَامَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرِ الْأَنْصَارِيُّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ الْحَرَفِيِّ عَنِ أَبِيهِ.....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی عظیم سورت نہ سکھا دوں کہ اس جیسی سورت تورات، انجیل اور قرآن مجید میں نازل نہیں کی گئی؟ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ضرور سکھا دیں۔ تو آپ نے فرمایا: یقیناً اس دروازے سے نکلنے سے پہلے پہلے میں تمہیں وہ سورت بیان کر دوں گا۔ لہذا میں آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور آپ میرے ساتھ گفتگو فرمانے لگے جبکہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ مبارک میں تھا تو میں نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا، اس خدشے سے کہ کہیں آپ مجھے وہ سورت بتائے بغیر ہی باہر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَلَا أَعْلَمُكُمْ سُورَةَ مَا أَنْزَلَ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: لَعَلَّكَ أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ حَتَّى أَحْدِثَ لَكَ بِهَا. فَكُمْتُ مَعَهُ فَجَعَلَ يُحَدِّثُنِي وَيَدِي فِي يَدِهِ فَجَعَلْتُ أَتْبَأُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُخْبِرَنِي بِهَا، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْبَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، السُّورَةُ الَّتِي وَعَدْتَنِي. قَالَ: كَيْفَ

(۵۰۰) اسنادہ صحیح: کتاب تفسیر القرآن جامع ترمذی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب "ومن سورة الحجر": ۳۱۲۵۔ موطا امام مالک، کتاب النداء للصلاة، باب ماجاء فی ام القرآن: ۱۷۲۔ وأحمد: ۱۱۴/۵.



تَبْدَأُ إِذَا فُئِمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ؟ قَالَ: فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ. فَقَالَ: هِيَ، هِيَ وَهَنَّ السَّبْعُ الْمَثَانِي الَّذِي قَالَ اللَّهُ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ هُوَ الَّذِي أُوتِيَتْهُ.

نہ نکل جائیں۔ چنانچہ جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ سورت جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا (وہ بتا دیجیے) آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو قراءت کیسے شروع کرتے ہو؟ کہتے ہیں: میں نے فاتحہ الکتاب کی تلاوت کر کے سنائی۔ تو آپ نے فرمایا: یہی وہ سورت ہے، یہی وہ عظیم سورت ہے اور یہی سبع مثنائی ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: ۸۷) ”بے شک ہم نے آپ کو سبع مثنائی (بار بار پڑھی جانے والی سات آیات) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔“ وہ یہی ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔

۵۰۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو الْأَزْهَرِ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَ أَمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي.

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل اور قرآن مجید میں ام الکتاب (سورہ فاتحہ) جیسی سورت نازل نہیں فرمائی، اور یہی سبع مثنائی ہے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ اتنی عظیم سورت قرآن حکیم سے قبل کسی آسمانی کتاب یا صحیفے میں نازل نہیں ہوئی اور یہ قرآن حکیم کا اعزاز ہے کہ اس میں اتنی عظیم و مبارک سورت کا نزول ہوا، نیز السبع المثنائی (سات بار بار پڑھی جانے والی آیات) سے مراد بھی سورہ فاتحہ ہے کیونکہ نماز کی ہر رکعت میں اس سورت کی تلاوت کی جاتی ہے نیز نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے۔ جیسا کہ حدیث ۴۸۸ میں اس کی وضاحت بیان ہوئی ہے۔

۵۰۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمِيدِيُّ قَالَ، قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ

(۵۰۱) اسنادہ صحیح: سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب من سورۃ الحجر: ۳۱۲۵۔ سنن نسائی:

أَنَّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زَهْرَةَ، يَقُولُ، سَمِعْتُ.....  
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی نماز پڑھی، (اس میں) ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے، وہ ناقص ہے، ناقص ہے مکمل نہیں ہے۔ (ابو سائب کہتے ہیں) تو میں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو پھر فاتحہ کیسے پڑھوں؟) تو انہوں نے میرے بازو کو دایا اور فرمایا: اے فارسی! اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف تقسیم کر دیا ہے۔ لہذا آدھی نماز میرے لیے اور آدھی میرے بندے کے لیے ہے، بندہ کہتا ہے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری حمد و ثنا بیان کی ہے۔ بندہ پڑھتا ہے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”نہایت رحم و کرم کرنے والا (اللہ)“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری تعریف و توصیف بیان کی ہے۔ بندہ تلاوت کرتا ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (اللہ) حساب کے دن کا مالک ہے“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری بڑائی اور بزرگی بیان کی ہے۔ اور یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں“ تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان منقسم ہے، اور اس کے لیے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ. فَلِئْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: فَسَنَّتِ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَصَفُّهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ يَقُولُ اللَّهُ حَمْدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ يَقُولُ اللَّهُ أَنَّنِي عَلَى عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ يَقُولُ اللَّهُ مَجْدَنِي عَبْدِي وَهَذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ فَهَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، يَقُولُ الْعَبْدُ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ، فَهُوَ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ.

(۵۰۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة: ۳۹۵۔ سنن ابی داؤد: ۹۰۹۔ وابن ماجه: ۸۳۸۔

مسند احمد: ۲/۴۶۰۔ موطا امام مالك: ۱۷۴۔ وابن حبان: ۱۷۸۴۔

اذان اور اقامت کے ابواب

بندہ کہتا ہے: ﴿هُدًى لَنَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ”(اے اللہ) ہمیں سیدھے راستے پر ڈال دے، ان لوگوں کے راستے میں جن پر تو نے انعام کیا ہے، جن پر غضب نہیں ہوا اور وہ نہ گمراہ ہوئے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۴۸۸ کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔

۱۰۴..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الْأَوَّلَيْنِ مِنْهُمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَسُورَةَ وَفِي الْأَخْرَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی

اور سورت جبکہ آخری دو رکعتوں میں اکیلی سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان

ضِدُّ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمُصَلِّيَ ظَهْرًا أَوْ عَصْرًا مُخَيَّرَ بَيْنَ أَنْ يَقْرَأَ فِي الْأَخْرَيْنِ مِنْهُمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَبَيْنَ أَنْ يُسَبِّحَ فِي الْأَخْرَيْنِ مِنْهُمَا ، وَخِلَافَ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُسَبِّحُ فِي الْأَخْرَيْنِ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْأَخْرَيْنِ مِنْهُمَا . وَهَذَا الْقَوْلُ خِلَافَ سُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي وَلَّاهُ اللَّهُ بَيَانَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ مِنَ الْفُرْقَانِ وَأَمْرَهُ عَزَّ وَجَلَّ بِتَعْلِيمِ أُمَّتِهِ صَلَاتَهُمْ .

ان لوگوں کے دعویٰ کے برخلاف جو کہتے ہیں کہ ظہر یا عصر کی نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ وہ آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا سبحان اللہ کہتا رہے، اور ان لوگوں کے گمان کے برخلاف جو کہتے ہیں کہ وہ ان دو نمازوں کی آخری دو رکعتوں میں سبحان اللہ ہی پڑھے گا اور ان میں (کسی سورت کی) قراءت نہیں کرے گا۔ یہ قول سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ ہی کو آپ پر نازل ہونے والے فرقان حمید کی تفسیر و توضیح کرنے کا ذمہ دار بنایا ہے اور آپ کو اپنی امت کو ان کی نماز سکھانے کا حکم دیا ہے۔

۵۰۳۔ وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْفَقِيهُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، نَا عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ أَحْمَدَ الْكُتَيْبِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْأَسْتَاذُ أَبُو عُمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُؤِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ وَآبَانُ بْنُ يَزِيدَ ، جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ .....

”جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد محترم حضرت

(۵۰۳) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب یقرأ فی الاخرین بفاتحة الكتاب: ۷۷۶۔ صحیح مسلم: ۴۵۱۔ سنن النسائی:

۹۷۷۔ مسند احمد: ۳۰۸/۵۔ سنن الدارمی: ۱۲۹۳۔

ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اور عصر کی (پہلی) دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور کوئی، اور سورت پڑھا کرتے تھے، اور آخری دو رکعتوں میں سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں ایک مدت تک یہی خیال کرتا رہا کہ ظہر اور عصر کی نماز کی آخری دو رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنے کے بارے میں یہ حدیث صرف ابان بن یزید اور ہمام بن یحییٰ ہی روایت کرتے ہیں کہ جیسا کہ میں اپنے محدثین احباب سے سنا کرتا تھا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ جلیل القدر امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ اضافہ اپنی روایت میں بیان کیا ہے۔“

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: كُنْتُ أَحْسِبُ زَمَانًا أَنَّ هَذَا الْخَبْرَ فِي ذِكْرِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ لَمْ يَرَوْهُ غَيْرُ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ وَهَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَلَى مَا كُنْتُ أَسْمَعُ أَصْحَابَنَا مِنْ أَهْلِ الْأَثَارِ يَقُولُونَ، فَإِذَا الْأَوْزَاعِيُّ مَعَ جَلَالَتِهِ قَدْ ذَكَرَ فِي خَبْرِهِ هَذِهِ الزِّيَادَةَ.

۵۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ، كَذَلِكَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ.....

”حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد گرامی جناب ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز ظہر اور عصر پڑھاتے تو پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھتے۔ اور آخری دو رکعتوں میں ایکلی سورت فاتحہ پڑھتے۔ اور آپ پہلی رکعت کو لمبا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھار ہمیں ایک آدھ آیت سنا دیتے تھے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَيَقْرَأُ فِي الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةً مَعَهَا، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَكَانَ يَطْوِلُ فِي الْأُولَى وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا.

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت سری ہے اور ظہر و عصر کی نمازوں کی پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے علاوہ کسی اور سورت کی تلاوت اور آخری دو رکعات میں فقط سورہ فاتحہ کی قراءت کافی ہے۔ ۲۔ نووی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (احادیث الباب) دلیل ہیں کہ نماز کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ کی قراءت لازم ہے اور ابوضیفہ ظہر و عصر کی آخری دو رکعات میں سورہ فاتحہ کی قراءت واجب قرار نہیں دیتے۔ بلکہ انہوں نے آخری دو رکعات

(۵۰۴) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا سمع الامام آية: ۷۷۸۔ صحیح مسلم: ۴۵۱۔ سنن النسائی: ۹۷۸۔ سنن ابی

داود: ۷۹۹۔ مسند احمد: ۳۰۵/۵۔

میں قراءت، تسبیح اور خاموشی اختیار کرنے میں اختیار دیا ہے۔ (ان میں سے جو صورت اختیار کر لو درست ہے) لیکن جمہور علماء ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی قراءت کے وجوب کے قائل ہیں۔ اور یہ موقف راجح اور سنن صحیح کے

قریب تر ہے۔ (شرح النووی: ۱۷۴/۴)

۱۰۵..... بَابُ الْمُخَافَةِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ

ظہر اور عصر کی نماز میں سری قراءت کرنے اور ان میں جہری قراءت نہ کرنے کا بیان

۵۰۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ، حَدَّثَنَا عَمْرَةَ بْنُ عَمِيرٍ ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، نَا الْأَعْمَشُ ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ، ح وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورِيُّ ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرَةَ بْنِ عَمِيرٍ.....

” جناب ابو عمر پر اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قراءت کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں (کرتے تھے) ہم نے عرض کی: آپ کو کیسے معلوم ہوتا (کہ آپ نے قراءت کی ہے) انہوں نے فرمایا: آپ کی داڑھی کے پلنے سے (ہمیں علم ہو جاتا تھا) اس حدیث کے راوی جناب دورقی، مخزومی اور ابو کریب نے ”آپ کی داڑھی کے پلنے سے“ کے الفاظ روایت کیے ہیں۔“

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: سَأَلْنَا خَبَابًا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْنَا: بِأَيِّ شَيْءٍ عَلِمْتُمْ. قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ. وَقَالَ الدَّورِيُّ وَ الْمَخْزُومِيُّ وَ أَبُو كُرَيْبٍ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

” امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ کرام جناب یعقوب الدورقی اور سلم بن جناہ کی سند سے اعمش سے مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کی ہے اور یہ الفاظ بیان کیے

۵۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ الدَّورِيِّ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا وَ كَيْعُ قَالَ الدَّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۰۵) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءۃ فی العصر: ۷۶۱۔ سنن ابی داؤد: ۸۰۱۔ سنن ابن ماجہ: ۸۲۶۔ مسند احمد: ۱۰۹/۵۔

(۵۰۶) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءۃ فی الظہر: ۷۱۸۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۸۔ سنن ابی داؤد: ۶۷۸۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۸۔ مسند احمد: ۲۰۱۶۶۔

ہیں: ”آپ کی داڑھی کے پلنے سے ہمیں معلوم ہوتا تھا۔“ امام صاحب نے اپنے استاد محترم جناب بشر بن خالد العسکری کی سند سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”آپ کی داڑھی سے۔“

الأعمش . وَقَالَ سَلْمٌ: عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: مِثْلَهُ وَقَالَ: بِاضْطِرَابٍ لِحَيْتِهِ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيِّ ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ ، سَمِعْتُ عَمَّارَةَ بْنَ عَمِيرٍ: بِهَذَا الْإِسْنَادِ: مِثْلَهُ . وَقَالَ: لِحَيْتِهِ .

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت سری ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۵)

نیز سری نماز میں وقت تلاوت زبان اور ہونٹوں کو حرکت دینا مسنون فعل ہے۔ کیونکہ اس عمل سے ہی داڑھی حرکت کرتی اور انسان تلاوت کرتا محسوس ہوتا ہے لہذا ہونٹوں کو چپکا کر رکھنا اور دل سے قراءت کرنا غیر مسنون طریقہ ہے۔

۱۰۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الْجَهْرِ بِبَعْضِ الْآيِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

ظہر اور عصر کی نماز میں بعض آیتوں کو جہری (بلند آواز سے) پڑھنا جائز ہے

۵۰۷- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمَلِيُّ ، نَا الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ - حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ، ح وَحَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرِ الْحَوْلَانِيُّ ، نَا بَشْرُ بْنُ بَكْرٍ ، نَا الْأَوْزَاعِيُّ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ.....

”جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد جناب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر اور نماز عصر کی پہلی دو رکعت میں ام القرآن اور اس کے ساتھ دیگر دو سورتیں پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھار ہمیں ایک آیت سنا دیا کرتے تھے، اور آپ نماز ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے تھے۔ اس حدیث کے راوی جناب علی بن سہل نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: عن ابیہ“ یعنی انہوں نے حدیثی ابی (مجھے میرے والد محترم نے حدیث بیان کی) کی بجائے ”عن

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ ، حَدَّثَنِي أَبِي: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَتَيْنِ مَعَهَا فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا ، وَكَانَ يَطْوُلُ فِي الرَّكَعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ . قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ . وَقَالَ أَيضًا ، يَطْوُلُ فِي الرَّكَعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ .

(۵۰۷) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا اسع الامام آية: ۷۷۸ - صحیح مسلم: ۴۵۱ - سنن النسائی: ۹۷۸ - سنن ابی

ابیہ“ کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ اور یہ بھی کہا: ”آپ نماز ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کیا کرتے تھے“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت سری ہے البتہ کبھی کسی آیت کو اونچی آواز سے پڑھنا صحت نماز کے لیے مضرت نہیں اور سری نمازوں میں یہ شرط عائد کرنا کہ ان نمازوں میں بالکل سکوت ہونا چاہیے درست نہیں، بلکہ کبھی کبھار کسی آیت کو بلند آواز سے پڑھ لینا درست ہے۔

۱۰۷..... بَابُ تَطْوِيلِ الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَحَذْفِ الْأَخْرَيَيْنِ مِنْهُمَا

نماز ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرنے اور آخری دو کو مختصر کرنے کا بیان

۵۰۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ ، ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ.....

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے (اپنے گورنر) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نماز کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی (کہ نماز پڑھانی نہیں آتی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پیغام بھیجا (کہ مدینہ منورہ تشریف لائیں) تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت عمر) نے ان کی نماز کے بارے میں اہل کوفہ کی شکایت ذکر کی۔ انہوں نے فرمایا: بے شک میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھاتا ہوں اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ میں انہیں پہلی دو رکعتیں طویل پڑھاتا ہوں اور آخری دو رکعتیں مختصر پڑھاتا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اے ابواسحاق! آپ کے بارے میں (مجھے) یہی توقع ہے۔ یہ دورتی کی روایت ہے اور مخزومی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”واخفف الاخریین“ (میں آخری دو

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ شَكَوْا سَعْدًا إِلَى عُمَرَ فَذَكَرُوا مِنْ صَلَاتِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوهُ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ ، فَقَالَ: إِنِّي لأُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ فَمَا أَخْرِمُ عَنْهَا ، إِنِّي لَأَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ بِهِمْ فِي الْأَخْرَيَيْنِ . فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ . هَذَا حَدِيثُ الدَّورَقِيِّ . وَقَالَ الْمَخْزُومِيُّ: وَأَخْفَفَ الْأَخْرَيَيْنِ .

(۵۰۸) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام المأموم في الصلوات كلها: ۷۵۵۔ صحیح مسلم: ۴۵۳۔

مسند احمد: ۱/۱۷۶، ۱۷۹۔

رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں یعنی مختصر پڑھاتا ہوں۔)

۱۰۸..... بَابُ إِبَاحَةِ الْقِرَاءَةِ فِي الْأَخْرِيِّينَ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِأَكْثَرِ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

ظہر اور عصر کی نمازوں میں آخری دو رکعت میں فاتحہ کتاب سے زیادہ قراءت کرنے کے جائز ہونے کا باب  
وہذا مِنْ اِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ لَا مِنْ اِخْتِلَافِ الَّذِي يَكُونُ أَحَدُهُمَا مَحْظُورًا وَالْآخَرُ مَبَاحًا ، فَجَائِزٌ  
أَنْ يَشْرَأَ فِي الْأَخْرِيِّينَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ ، فَيَقْتَصِرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ عَلَيْهَا ، وَمُبَاحٌ أَنْ يُزَادَ فِي  
الْأَخْرِيِّينَ عَلَى فَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ظہر اور عصر کی نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کتاب کے علاوہ مزید قراءت کرنا جائز ہے، اور یہ اختلاف جائز  
اختلاف کی قسم سے ہے، یہ اختلاف ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز ممنوع اور ناجائز ہو جبکہ دوسری جائز اور مباح ہو۔ لہذا آخری  
دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں صرف سورہ فاتحہ کی قراءت پر اکتفا کرنا جائز ہے اور آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے  
علاوہ مزید قراءت کرنا بھی جائز ہے۔

۵۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، وَابُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ  
أَيُّوبَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ  
مُسْلِمٍ وَهُوَ أَبُو يَشْرِ عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ .....

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ظہر کی  
پہلی دو رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کی مقدار کا  
اندازہ سورہ ”الم تنزیل السجدہ“ کی قراءت کے برابر، تیس  
آیات کی قراءت کے برابر کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: اور  
ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ کے قیام کی مقدار کا اندازہ  
اس سے نصف (قراءت کا) کیا۔ فرماتے ہیں: اور ہم نے  
عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کی مقدار کا اندازہ  
اس سے نصف (آیات کی قراءت) کا کیا۔ یہ زیاد بن ایوب  
کی حدیث کے الفاظ ہیں۔“

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : كُنَّا نَحْزُرُ  
قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ فِي  
الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِينَ  
آيَةً ، قَدْرَ قِرَاءَةِ آيَةِ الْمِ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ . قَالَ:  
وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرِيِّينَ عَلَى النِّصْفِ  
مِنْ ذَلِكَ . قَالَ : وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُولَيَيْنِ  
قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِينَ آيَةً ، قَدْرَ قِرَاءَةِ آيَةِ الْمِ تَنْزِيلِ  
السَّجْدَةِ . قَالَ : وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرِيِّينَ  
عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ . قَالَ : وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ  
فِي الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ  
ذَلِكَ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ أَيُّوبَ .



**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ نبی ﷺ ظہر و عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعات میں لمبی قراءت یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ کسی اور سورت کی بھی تلاوت کرتے اور آخری دو رکعات میں فقط سورہ فاتحہ یا اس کے ساتھ کسی مختصر اور پہلی رکعات کی بہ نسبت کسی چھوٹی صورت کی تلاوت کرتے تھے اور ظہر و عصر کی آخری دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی اور صورت کی تلاوت کرنا یا ترک کر دینا، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نیز ظہر و عصر کی پہلی دو رکعات اور آخری دو رکعات میں قراءت مساوی اور ایک جیسی ہونی چاہیے اور اس مساوی قراءت کے باوجود پہلی رکعت میں کچھ زیادہ طوالت ہونی چاہیے تاکہ تاخیر سے آنے والے لوگ بھی نماز باجماعت میں شامل ہو سکیں۔

۱۰۹..... بَابُ ذِكْرِ الْقُرُونِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

ظہر اور عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرآن مجید تلاوت کرنے کا بیان

۵۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا شُعْبَةُ.....

”جناب سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ، رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں سورہ (والیل اذا يغشى) اور (والشمس يغشى) ﴿ وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ﴾ وَنَحْوَهَا ، وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِأَطْوَلَ مِنْ ذَلِكَ .

۵۱۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبِ النَّوَاسِطِيُّ ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَّابِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَقِيدٍ قَاضِي مَرَوْ ، قَالَ أَخْبَرَنِي.....

”جناب عبداللہ بن بریدہ سلمی اپنے والد محترم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں سورت (اذا السماء انشقت) اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قراءت کیا کرتے تھے۔“

(۵۱۰) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح: ۴۰۹۔ اس میں ﴿والشمس وضحاها﴾ کے الفاظ نہیں ہیں۔ سنن النسائی: ۹۸۰۔ سنن ابی داؤد: ۸۰۶۔ مسند احمد: ۸۶/۵۔  
(۵۱۱) اسنادہ صحیح: صحیح ابن حبان: ۱۸۲۱۔ صفة الصلاة: ۱۱۳۔

۵۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ بْنِ رَبِيعِ الْقَيْسِيِّ ، نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ قَتَادَةَ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ.....

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْمَعُونَ مِنْهُ النَّعْمَةَ فِي الظُّهْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ، وَهَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغُشْيَةِ .

” حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نماز ظہر میں آپ سے سورہ ( سبح اسم ربك الاعلى ) اور ( هل آتاك حديث الغاشية ) کی قراءت ترم کے ساتھ سنا کرتے تھے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز ظہر میں، سورہ الاعلیٰ، سورہ الغاشیہ، سورہ والیل اذا یغشی اور سورہ والشمس وضحاها کی تلاوت مسنون و مستحب فعل ہے۔ نیز نماز ظہر میں طویل مفصل سورتوں ”یعنی الحجرات سے لے کر البروج تک، میں چھوٹی صورتیں پڑھنا مسنون و مستحب فعل ہے، نیز نماز ظہر میں قراءت کی طوالت میں کبھی کبھار کمی بیشی بھی جائز ہے۔

۱۱۰..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الصَّلَاةَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ جَائِزَةٌ دُونَ غَيْرِهَا مِنْ

الْقِرَاءَةِ ، وَأَنَّ مَا زَادَ عَلَى فَاتِحَةِ الْكِتَابِ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَضِيلَةٌ لَا قَرِيبَةَ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ دیگر سورتوں کی قراءت کے بغیر صرف سورہ فاتحہ کی قراءت

کے ساتھ نماز پڑھنا جائز اور درست ہے اور بلاشبہ نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت

کرنا افضل و اعلیٰ ہے، فرض نہیں ہے

فِي خَيْرِ عِبَادَةِ بِنِ الصَّامِتِ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِهَا لَهُ صَلَاةٌ . وَفِي خَيْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ، دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ لَمْ تَكُنْ صَلَاتُهُ خِدَاجًا .

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ”اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔“ یہ اس کی بات کی دلیل ہے کہ جو شخص سورت فاتحہ پڑھ لے اس کی نماز ہو جاتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ”جس شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص و نامتام ہے۔“ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص نے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ لی، اس کی نماز ناقص نہیں ہوتی۔ (بلکہ مکمل ہوتی ہے۔)

۵۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ،

(۵۱۲) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة فی الظہر: ۹۶۲، مواد الضمان: ۴۶۹۔ من طریق محمد بن معمر

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو مَعْمَرٍ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، .....  
 نَا حَنْظَلَةُ السُّدُوسِيُّ قَالَ ، قُلْتُ لِعِكْرَمَةَ :

”جناب حنظلہ سدوسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نماز مغرب میں بعض اوقات ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی قراءت کرتا ہوں اور کچھ لوگ اس کی وجہ سے میری عیب جوئی کرتے ہیں (مجھے ملامت کرتے ہیں) تو انہوں نے (تعجب سے) فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ! اس میں کیا حرج ہے۔ تم ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو کیونکہ وہ قرآن مجید کا حصہ ہیں، پھر فرمایا: مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے دو رکعت ادا کیں، ان میں آپ نے ام الكتاب کے سوا کوئی سورت نہ پڑھی۔ یہ محمد بن یحییٰ کی حدیث ہے۔ اور محمد بن زیاد نے یہ الفاظ روایت کیے کہ ”أَنَّ أَقْوَامًا يَعْبُونُ“ کچھ لوگ اسے عیب سمجھتے تھے (یعنی انہوں نے ”ناسا“ کی جگہ ”أَقْوَامًا“ کا لفظ بیان کیا ہے، معنی ایک ہی ہے) اور یہ الفاظ روایت نہیں کیے، ”اس میں کیا حرج ہے۔“ اور کہا: مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو آپ نے دو رکعت ادا کیں، ان میں سورت فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت نہ پڑھی، سورت فاتحہ کے بعد مزید کچھ نہ پڑھا۔“

رُبَّمَا قَرَأْتُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿ وَ أَنَّ نَاسًا يَعْبُونُونَ ذَاكَ عَلَيَّ ؟ قَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ . وَمَا بَأْسَ ذَاكَ ، إِفْرَأُ بِهِمَا فَإِنَّهُمَا مِنَ الْقُرْآنِ . ثُمَّ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ جَاءَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَمْ يَقْرَأْ فِيهِمَا إِلَّا بِأَمِّ الْكِتَابِ . هَذَا حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى . وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ : وَأَنَّ أَقْوَامًا يَعْبُونُونَ . وَلَمْ يَقُلْ : وَمَا نَأْسَ ذَاكَ . وَقَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَمْ يَقْرَأْ فِيهِمَا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ، لَمْ يَزِدْ عَلَيَّ ذَلِكَ شَيْئًا .

## ۱۱..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

### نماز مغرب میں قراءت کا بیان

۵۱۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۱۳) اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد بن حنبل: ۲۸۲/۱۔ من طریق عفان بن عبدالوارث، بہ۔ اس کی سند میں راوی ”حنظلة السدوسی“ ضعیف ہے۔

يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ، ح وَثْنَا بَنْدَارٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ: مِثْلُهُ.

جناب محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ امام صاحب اپنے اساتذہ کرام جناب علی بن خشرم اور سعید بن عبدالرحمن مخزومی کی سند سے مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

٥١٥- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا أَبُو عَاصِمٍ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ.....

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِطُولِي الطُّوَلِيِّينَ.

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں دو طویل ترین سورتوں میں سے ایک طویل تر سورت پڑھا کرتے تھے۔“

٥١٦- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ الْقَيْسِيُّ، نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَنِي.....

مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفْصَلِ؟ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِطُولِي الطُّوَلِيِّينَ. قَالَ، قُلْتُ.

”جناب مروان بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (انہیں) فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم مغرب کی نماز میں قصار مفصل (چھوٹی چھوٹی) سورتیں پڑھتے ہو؟ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں دو بہت لمبی سورتوں

(٥١٤) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الجهر بالمغرب: ٤٨٥٤، ٧٦٥۔ صحیح مسلم: ٩٦٧۔ سنن النسائی: ٩٨٧۔ سنن

ابی داؤد: ٨١١۔ سنن ابن ماجہ: ٨٣٤۔ مسند احمد: ٨٠/٤۔ موطا امام مالک: ٢٠٧۔ سنن الدارمی: ١٢٩٥۔

(٥١٥) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءة في المغرب: ٧٦٤۔ سنن النسائی: ٩٨٩۔ سنن ابی داؤد: ٨١٢۔ مسند احمد بن حنبل: ١٨٩٠، ١٨٨٨/٥۔

(٥١٦) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءة في المغرب: ٧٦٤۔ سنن النسائی: ٩٨٩۔ سنن ابی داؤد: ٨١٢۔ مسند

احمد: ١٨٩٠، ١٨٨٨/٥۔

میں سے ایک لمبی سورت پڑھا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: دو طویل ترین سورتوں میں سے ایک طویل تر سورت کونسی ہے (جسے نبی کریم پڑھا کرتے تھے؟) تو انہوں نے فرمایا: وہ سورہ اعراف ہے۔ (جناب ابن جریج) کہتے ہیں: میں نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا: وہ طویل ترین سورتیں کون سی ہیں؟ تو انہوں نے اپنی رائے سے جواب دیا: سورہ انعام اور سورہ اعراف۔ یہ عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ ہیں۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت احمد بن نصر المقری کو فرماتے ہوئے سنا: ”میری خواہش ہے کہ میں نماز مغرب میں (سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے) ایک بار

سورہ اعراف پڑھوں۔“

۱۱۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِطُولِي الطُّوَلَيْنِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ لَا فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ دو طویل ترین سورتوں میں سے ایک طویل تر سورت نماز مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے، صرف ایک رکعت میں (پوری سورت) نہیں پڑھتے تھے۔

۵۱۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُحَاضِرٌ ، نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز مغرب میں دونوں رکعتوں میں سورہ اعراف پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: مجھے علم نہیں کہ اس سند میں کسی راوی نے محاضر بن مورع کی متابعت کی ہو۔ جناب ہشام کے شاگرد اس سند میں شک کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یا حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔“ یہ شک ہشام کو ہوا ہے۔

۵۱۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ.....

”جناب ہشام اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما (ہشام کو شک ہے) نے مروان کو کہا جبکہ وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے: بے شک آپ نماز مغرب کی دونوں رکعتوں میں بہت کم قراءت کرتے ہیں، اللہ کی قسم! بے شک رسول اللہ ﷺ تو ان دونوں رکعتوں میں پوری سورت اعراف پڑھا کرتے تھے۔ (ہشام) کہتے ہیں: تو میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا: مروان ان دونوں رکعتوں میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ طول المفصل (لمبی سورتوں میں سے) پڑھا کرتا تھا۔ ہشام سے وکیع اور شعیب بن اسحاق نے اسی طرح روایت کیا ہے، دونوں شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: ”حضرت زید یا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔“

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَوْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ - شَكَ هِشَامًا - ، قَالَ لِمَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ: إِنَّكَ تَخْفُفُ الْقِرَاءَةَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ قَوْلَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فِي الرُّكْعَتَيْنِ جَمِيعًا . فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا كَانَ مَرْوَانُ يَقْرَأُ فِيهِمَا؟ قَالَ مِنْ طُولِ الْمُفْصَلِ . وَهَكَذَا رَوَاهُ وَكِيعٌ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ هِشَامٍ ، قَالَا: عِنْدَ زَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ .

٥١٩- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلَمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ ، نَا أَبُو كُرَيْبٍ ، نَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ ، نَا سُفْيَانُ ، نَا الزُّهْرِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، ح وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ .....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا۔ یہ دورقی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ مگر (امام صاحب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ الدَّوْرَقِيِّ ،

(٥١٨) صحیح، احمد: ١٨٥/٥ - رقم: ٤١٨/٥، ٢٥٠١ - رقم: ٢٣٤٣٤ - نسائی: ١٦٩/٢ - من طریق ابی الأسود عن ابن الزبیر

عن زید بن ثابت مجمع الزوائد: ١١٧/٢ .

(٥١٩) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته: ٧٦٣، ٤٤٢٩ - صحیح مسلم: ٤٦٢ - سنن الترمذی: ٣٠٨ -

سنن النسائی: ٩٨٥ - سنن ابی داؤد: ٨١٠ - سنن ابن ماجہ: ٨٣١ - وابن حبان: ١٨٢٩ .

غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ الْجَبَّارِ لَمْ يَقُلْ: فِي الْمَغْرِبِ. (استاد محترم) عبد الجبار نے یہ الفاظ روایت نہیں کیے کہ: ”نماز مغرب میں“ (یہ سورت سنی ہے۔)

**فوائد:** ..... نبی ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ نماز مغرب میں قصر مفصل سورہ زلزال سے لے کر سورہ الناس تک کی سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لہذا نماز مغرب میں قصر مفصل سورتوں کی تلاوت مستحب فعل ہے، نیز احادیث الباب کی رو سے نماز مغرب میں سورہ طور، سورہ مرسلات اور سورہ اعراف کی کبھی کبھار تلاوت بھی مسنون و جائز ہے۔

۵۲۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَنَا بُنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ - يَعْنِي الْحَنْفِيُّ - أَنَا الضَّحَاكُ - وَهُوَ - ابْنُ عَثْمَانَ - حَدَّثَنِي بَكِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّحِجِّ .....

”جناب سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے مدینہ منورہ کے فلاں امیر سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ (نماز پڑھنے والے) کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ جناب سلیمان فرماتے ہیں: تو میں نے بھی اس امیر کے پیچھے نماز پڑھی (تو وہ اس طرح نماز پڑھتے کہ) (ظہر کی) پہلی دو رکعتوں میں طویل قراءت کرتے اور آخری دو رکعتوں میں کم قراءت کرتے۔ اور عصر کی نماز مختصر پڑھاتے۔ وہ نماز مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں قصر المفصل (چھوٹی) سورتیں پڑھتے اور عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اوساط المفصل (درمیانی) سورتیں پڑھتے، اور صبح کی نماز میں طوال المفصل (لمبی) سورتیں پڑھتے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قراءت کے متعلق یہ اختلاف جائز قسم کے اختلاف سے ہے۔ نمازی کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز مغرب اور دیگر تمام نمازوں، جن میں سورہ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت کی جاتی ہے، میں قرآن مجید

(۵۲۰) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة في المغرب بقصر المفصل: ۹۸۳۔ سنن ابن ماجہ: ۸۲۷۔

البيهقي: ۳۹۱/۲۔ ابن حبان: ۱۸۳۴۔ أحمد: ۳۲۹/۲۔

کی جو سورت اسے محبوب ہو، پڑھ لے، اس کے لیے یہ ممنوع نہیں کہ وہ اپنی چاہت کے مطابق قرآن مجید کی کوئی سورت پڑھے۔ سوائے اس حالت کے کہ وہ امام ہو تو پھر بہتر یہ ہے کہ وہ مختصر قراءت کرے اور طویل قراءت کر کے لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالے (کہ نماز باجماعت پڑھنا ترک کر دیں) جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے (طویل قراءت کرنے پر) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”کیا تم قنہ باز بننا چاہتے ہو۔“ اور جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ائمہ کو بلکی اور مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کروائے تو اسے تخفیف کرنی چاہیے (مختصر نماز پڑھانی چاہیے۔“ عنقریب میں ان تمام احادیث یا ان میں سے بعض احادیث ”کتاب الامامة“ میں بیان کروں گا کیونکہ ان احادیث کا اصل مقام وہی کتاب ہے۔“

إِذَا كَانَ إِمَامًا، فَلَا اخْتِيَارَ لَهُ أَنْ يَخْفِفَ فِي الْقِرَاءَةِ وَلَا يَطْوِلُ بِالنَّاسِ فِي الْقِرَاءَةِ فَيَفْتِنُهُمْ كَمَا قَالَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فِتْنَانَا، وَكَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْمَةَ أَنْ يَخْفِفُوا الصَّلَاةَ، فَقَالَ: مَنْ أَمَّ مِنْكُمْ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ. وَسَأُخْرِجُ هَذِهِ الْأَخْبَارَ أَوْ بَعْضَهَا فِي كِتَابِ الْإِمَامَةِ فَإِنَّ ذَلِكَ الْكِتَابَ مَوْضِعُ هَذِهِ الْأَخْبَارِ.

### ۱۱۳..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

#### نماز عشاء میں قراءت کا بیان

۵۲۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمِيِّ، نَا سُفْيَانُ.....

”جناب عمرو بن دینار اور ابو زبیر روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا: (دونوں راویوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے زیادہ الفاظ روایت کرتا ہے) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر واپس جا کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور ایک رات نبی اکرم ﷺ نے نماز تاخیر سے پڑھائی تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر انہیں نماز کی امامت

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَ أَبِي الزُّبَيْرِ، سَمِعْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ - يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ - قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيَصَلِّي بِهِمْ فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَرَجَعَ مُعَاذٌ يَوْمَهُمْ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ

(۵۲۱) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من لم یر اکفار من قال ذلك متاولا او جاهلا: ۶۱۰۶۔ صحیح مسلم: ۴۶۵۔ سنن

النسائی: ۸۸۴۔ سنن ابی داؤد: ۷۹۰۔ مسند احمد: ۳۰۸/۳۔ ابن حبان: ۲۴۰۰۔



کروائی تو سورہ بقرہ پڑھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے جب آپ کو سورہ بقرہ پڑھتے دیکھا تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں الگ ہو کر اکیلے نماز پڑھ لی، لوگوں نے اسے کہا: کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعے کی آپ کو خبر دوں گا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ (عشاء کی) نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر ہمیں نماز پڑھاتے ہیں، کل رات آپ نے نماز دیر سے پڑھائی تو (وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد) آئے اور ہمیں نماز پڑھائی تو اس میں سورہ بقرہ پڑھی، اے اللہ کے رسول! میں نے ان سے پیچھے ہٹ کر اکیلے نماز پڑھ لی اور بے شک ہم ہاتھوں سے محنت و مزدوری کرتے ہیں (اس لیے رات کو طویل قیام نہیں کر سکتے) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ سورہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ اور ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿السَّجْدَ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ پڑھا کرو۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کے دیگر طرق کتاب الامامة میں بیان کیے ہیں۔“

إِنْ حَرَفَ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى وَحْدَهُ، فَقَالُوا: أَنَأْفَقْتَ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: وَلَا تَيِّنَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَا خَيْرَ لَهُ وَآتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَوْمُنَا وَإِنَّكَ أَخَّرْتَ الصَّلَاةَ الْبَارِحَةَ فَجَاءَ فَأَمَّنَا فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَإِنِّي تَأَخَّرْتُ عَنْهُ فَصَلَّيْتُ وَحْدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحٍ، وَإِنَّمَا نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَأَنَّ أَنْتَ؟ أَقْرَأَ سُورَةَ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ وَ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَ ﴿السَّجْدَ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ خَرَجَتْ طُرُقُ هَذَا الْخَبَرِ فِي كِتَابِ الْإِمَامَةِ.

**فوائد:**..... نمازوں میں مسنون قراءت کی کیفیت یہ ہے کہ فجر و ظہر کی نماز میں طوال مفصل (سورہ الحجرات سے لے کر سورہ البروج تک) سورتوں کی تلاوت کی جائے۔ البتہ نماز فجر میں قراءت نماز ظہر کی نسبت زیادہ لمبی ہو، عشاء اور عصر کی نماز میں اوساط مفصل (سورہ الطارق سے لے کر سورہ نم یکنی الَّذِينَ كَفَرُوا) تک سورتوں کی تلاوت کی جائے اور نماز مغرب میں قصار مفصل (سورہ زلزال سے لے کر آخر قرآن تک) سورتوں کی تلاوت کی جائے۔ فجر و ظہر کی تلاوت کو لمبا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ ان نمازوں کے اوقات میں غفلت ہوتی ہے۔ ایک نماز رات کی نیند کے بعد اور دوسری دوپہر کے قبولہ کے بعد ہوتی ہے، لہذا امام ان نمازوں میں قراءت لمبی کرے تاکہ غفلت کا شکار متاخرین بھی نماز باجماعت میں شامل ہو سکیں اور نماز عصر کی یہ کیفیت نہیں ہوئی، بلکہ یہ تھکاوٹ اور سستی کا وقت ہوتا ہے لہذا اس

میں مختصر تلاوت کی جائے۔

نماز مغرب کا وقت انتہائی قلیل کم ہوتا ہے، لہذا اس میں مزید تخفیف کی ضرورت ہے۔ نیز مغرب کا وقت روزہ داروں کے کھانے اور مہمانوں کی ضیافت کا وقت ہوتا ہے لہذا اس میں تخفیف از حد لازم ہے۔ اور نماز عشاء نیند کے غلبے کے وقت میں ہوتی ہے، لیکن اس کا وقت کافی وسیع ہوتا ہے، لہذا اس میں نماز عصر جیسی سورتوں کی تلاوت کی جائے۔

(شرح النووی: ۴/ ۱۷۳)

۵۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَ مَعْمَرٍ ، سَمِعْنَا.....

عَلِيُّ بْنُ نَابِثٍ يَقُولُ ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ ﴿بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فِي عِشَاءِ الْآخِرَةِ ، فَمَا سَمِعْتُ أَحْسَنَ قِرَاءَةٍ مِنْهُ .

”جناب عدی بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورہ التین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا، میں نے آپ سے خوبصورت قراءت کسی سے نہیں سنی۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ”۵۲۳“ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۵۲۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَافِقِيُّ ، نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ وَ ابْنِ لُهِيعَةَ عَنْ ابْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ سَلَمَةَ.....

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَتْ: شَكَوْتُ أَوْاشَكَيْتُ فَذَكَرْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وِرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ: فَطُفْتُ عَلَى جَمَلٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيُ إِلَى صَفْعِ الْبَيْتِ . فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ - وَهُوَ يُصَلِّيُ بِالنَّاسِ - ﴿وَالتُّورِ وَكِتَابٍ مُنْقُورٍ﴾ . قَالَ

”نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں (دوران حج) بیمار ہو گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: لوگوں کے پیچھے پیچھے سواری پر سوار ہو کر طواف کر لو۔ آپ فرماتی ہیں: لہذا میں نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا جب کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، تو میں نے آپ کو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے عشاء کی نماز میں سورہ ﴿وَالتُّورِ

(۵۲۲) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب القراءة في العشاء: ۷۶۹۔ صحیح مسلم: ۴۶۴۔ والترمذی: ۳۱۰۔ ابن ماجہ: ۸۳۴۔

(۵۲۳) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ادخال البعير في المسجد لليلة: ۴۶۴۔ صحیح مسلم: ۱۲۷۶۔ سنن النسائی: ۲۹۲۵۔ سنن ابی داود: ۱۸۸۲۔ مسند احمد: ۳۱۹/۶۔ موطا امام مالک: ۷۲۸۔ ابن حبان: ۳۸۲۲، ۳۸۲۳۔

ابْنُ لُهَيْعَةَ ، وَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: يَقْرَأُ وَيُرْتَلُ  
وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ﴿﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں:  
إِذَا قَرَأَ ، إِلَّا أَنَّ مَالِكًا قَالَ: يُصَلِّي إِلَى  
ابو الاسود فرماتے ہیں: آپ جب تلاوت فرماتے تو خوب ٹھہر  
ٹھہر کر تلاوت فرماتے تھے۔“ مالک نے یہ الفاظ روایت کیے  
جَنْبِ الْبَيْتِ .

ہیں: ”آپ بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی توضیح حدیث ”۵۲۰“ کے ضمن میں بیان ہوتی ہے۔

۱۱۲..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نماز عشاء میں قراءت کا بیان

۵۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - وَ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

”عدی بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن  
عازب رضی اللہ عنہما کو سنا، وہ فرما رہے تھے: رسول اللہ ﷺ ایک  
سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو اس کی  
(پہلی) دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ ﴿وَالْتِينَ  
وَالزَّيْتُونِ﴾ کی تلاوت فرمائی۔

۵۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ أَنَا أَبُو طَالِبٍ زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ الطَّلَائِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، نَا  
شُعْبَةُ.....

”جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہما کو  
فرماتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ نے سفر میں نماز پڑھی تو  
عشاء کی نماز میں سورہ ﴿وَالْتِينَ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھی۔“

**فوائد:**..... نبی ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ نماز عشاء میں اوساط مفصل سورتوں کی تلاوت کرتے  
تھے، لیکن سفر میں نماز عشاء کی قراءت میں تخفیف کرنا اور قصار مفصل سورتیں پڑھنا جائز ہے۔

(۵۲۴) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الجهر فی العشاء: ۷۶۷۔ صحیح مسلم: ۴۶۴۔ سنن النسائی: ۱۰۰۱۔ سنن ابی

داود: ۱۲۲۱۔ أحمد: ۲۸۴/۴۔

(۵۲۵) انظر الحديث السابق.

## ۱۱۵..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

## صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

۵۲۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكِ.....  
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأُ فِي الصُّبْحِ بِقَافٍ،  
وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا. ” حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم  
آپ نے ہلکی اور مختصر نماز پڑھانا شروع کر دی۔“

**فوائد:**..... اس حدیث سے مراد ہے کہ آپ ﷺ فجر کے سوا نمازوں میں قراءت میں تخفیف کرتے تھے یعنی  
آپ ﷺ نماز فجر میں لمبی قراءت کرتے اور دیگر نمازوں میں فجر کی بہ نسبت قراءت میں تخفیف کرتے تھے۔

(عون المعبود: ۲/۳۵۸)

۵۲۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ  
بْنُ خَشْرَمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ.....

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ قُطَيْبَةَ بْنِ  
مَالِكٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقرأُ فِي الصُّبْحِ  
بِسُورَةِ ق. وَسَمِعْتُهُ يقرأُ ﴿وَالنَّخْلَ  
بِاسْقَاتٍ﴾. ” جناب زیاد بن علاقہ اپنے چچا حضرت قطیبہ بن مالک رضی اللہ  
سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ  
کو صبح کی نماز میں سورہ ق پڑھتے ہوئے سنا۔ اور میں نے  
آپ کو ﴿وَالنَّخْلَ بِاسْقَاتٍ﴾ پڑھتے ہوئے بھی سنا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث بھی سابقہ موقف کو تقویت دیتی ہے کہ آپ کا معمول نماز فجر میں لمبی قراءت کا اہتمام ہی  
تھا، یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے بعد میں نماز فجر میں لمبی قراءت ترک کر دی تھی۔

۵۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الصَّنَعَانِيُّ، نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي أَبُو الْمُنْهَالِ.....  
عَنْ أَبِي بَرَزَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يقرأُ  
فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ بِالْمَائِدَةِ إِلَى السِّتِّينَ، أَوْ  
السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبُو الْمُنْهَالِ  
هُوَ سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ بَصْرِيُّ.

(۵۲۶) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح: ۴۵۸۔ مسند احمد: ۵/۹۱، ۳، ۱۰، ۱۔ ابن حبان: ۱۸۱۳۔

(۵۲۷) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح: ۴۵۷، سنن النسائی: ۹۵۰۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۶۔ سنن اللارمی: ۱۲۹۸۔

(۵۲۸) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح: ۴۶۱۔ سنن النسائی: ۹۴۸۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۸۔

۵۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، .....  
 نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

”امام صاحب نے اپنے تین اساتذہ کرام جناب احمد بن عبدہ، بندار اور یوسف بن موسیٰ سے مذکورہ بالا کی طرح روایت بیان کی ہے۔ تینوں نے فرمایا: ساٹھ سے سو آیات تک آپ تلاوت فرماتے تھے۔“

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ ، نَا يَزِيدٌ ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: مِثْلَهُ ، وَقَالُوا: بِالسِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ .

۵۳۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو عَمَّارٍ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ .....  
 ”حضرت ابو بکرؓ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کے درمیان تلاوت فرماتے تھے۔“

عَنْ أَبِي بَرزَةَ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِمَا بَيْنَ السِّتِينَ إِلَى الْمِائَةِ .

۵۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، نَا خَلْفُ بْنُ الْوَلِيدِ ، نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ .....  
 ”حضرت جابر بن سمرہؓ نے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تمہاری نمازوں جیسی نماز پڑھایا کرتے تھے لیکن آپ مختصر اور ہلکی نماز پڑھاتے تھے آپ نماز فجر میں سورۃ واقعہ اور اسی جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔“ امام ابو بکرؓ فرماتے ہیں: اس حدیث کو فخر بن حدیث سے ناواقف شخص نے روایت کیا تو اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے، اس نے اس روایت کو سلیمان

عَنْ جَابِرٍ - هُوَ ابْنُ سَمْرَةَ - قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي نَحْوًا مِنْ صَلَاتِنَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ . كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ بِالْوَاقِعَةِ وَنَحْوَهَا مِنَ السُّورِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: رَوَى هَذَا الْخَبْرَ مِنْ لَيْسَ الْحَدِيثُ صَنَاعَتُهُ . فَجَاءَ بِطَأْمَةِ رَوَاهُ عَنْ سُلَيْمَانَ

(۵۲۹) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح، رقم الحدیث: ۴۶۱۔ سنن نسائی: ۹۴۸۔ سنن ابن ماجہ: ۸۱۸۔

(۵۳۰) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح، رقم الحدیث: ۴۶۱۔ صحیح بخاری: ۷۷۱۔ سنن نسائی: ۹۴۸۔

سنن ابن ماجہ: ۸۱۸۔

(۵۳۱) اسنادہ صحیح، ابن حبان: ۱۸۲۰۔ مسند احمد: رقم: ۱۰۴/۵۔ والحاکم: ۲۴۰/۱۔ من طریق اخر عن اسرائیل، بہ۔

التَّيْمِيَّ ، فَقَالَ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .  
 تمہی کی سند سے حضرت انس بن مالک سے مرفوعاً بیان کیا ہے  
 ( حالانکہ یہ روایت حضرت ابو بزرہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما  
 سے مروی ہے۔ )

۵۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ.....

أَسْلَمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهِذَا: وَهَذَا خَطَا فَا حَشُّ ، وَالْحَبْرُ  
 ”جناب سلیمان تمہی حضرت انس سے رسول اللہ ﷺ کی  
 مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔“ اور یہ نہایت فحش غلطی  
 ہے کیونکہ یہ روایت سلیمان تمہی جناب ابو منہال سیار بن سلامہ  
 سے اور وہ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فن  
 حدیث کے ماہرین حفاظ راویوں نے اس روایت کو اسی طرح  
 بیان کیا ہے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ نبی ﷺ کا اکثر معمول تھا کہ آپ نماز فجر میں طویل مفصل سورتیں تلاوت کرتے تھے۔ اور دو  
 طویل مفصل سورتوں کو ملانے سے بعض سورتوں کی آیات کی تعداد ساٹھ سے لے کر سو تک بنتی ہے۔  
 ۲۔ ابن رجب کہتے ہیں: ان احادیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نماز فجر میں ساٹھ سے لے کر سو آیات  
 تک کی تلاوت نماز فجر کی دونوں رکعات میں کرتے تھے۔ کیونکہ آپ نماز سے سلام اس وقت پھرتے جب انسان  
 نمازی کو پہچان لیتا تھا۔

اور اگر آپ ﷺ ہر رکعت میں سو کے قریب آیات کی تلاوت کرتے تو سلام پھرتے وقت طلوع آفتاب کا وقت  
 ہو جاتا۔ (فتح الباری لابن رجب: ۵ / ۲۴۰)

۱۱۶..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت کا بیان

۵۳۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ عَنْ مَرَّةٍ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ  
 مَخُولِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....  
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

(۵۳۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح، رقم: ۴۶۱۔ سنن نسائی: ۹۴۸۔ ابن ماجہ ۸۱۸۔

(۵۳۳) صحیح مسلم۔ کتاب الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة ۸۷۹۔ سنن نسائی: ۹۵۶۔ ابن ماجہ: ۸۲۱۔ ابو داؤد:

۱۰۷۵۔ والترمذی: ۵۲۰۔

جمعة المبارک کے دن نماز فجر میں سورہ ﴿الْم تَنْزِيلُ﴾ اور سورہ ﴿هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ کرام جناب بندار اور صفانی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ جمعة المبارک کے دن صبح کی نماز میں سورہ الم تنزیل اور سورہ (هل اتى اعلی الانسان) پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز میں سورہ الجمعہ اور سورہ المنافقون پڑھتے تھے۔ امام صاحب اپنے استاد جناب الفضل بن یعقوب کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ جمعہ والے دن کی صبح کی نماز میں سورہ ﴿الْم تَنْزِيلُ﴾ اور ﴿هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے (یعنی سورہ سجدہ اور سورہ دھر)“

فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْم تَنْزِيلُ، وَهَلْ آتَى، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَخْوَلٍ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ، ح وَ حَدَّثَنَا الصَّنَعَائِيُّ نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - أَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مَخْوَلٌ، قَالَ، سَمِعْتُ مُسْلِمَ الْبَطِينِ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ الْم تَنْزِيلُ وَهَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ، وَفِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّحَامِيُّ بِخَبَرِ عَرِيبٍ عَرِيبٍ. قَالَ حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، نَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْم تَنْزِيلُ وَ ﴿هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

**فوائد:**..... یہ حدیث شافعیہ اور ان کے موافقین کی دلیل ہے کہ جمعہ کے دن نماز فجر میں مذکورہ دو سورتوں کی

تلاوت مستحب فعل ہے اور نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت مکروہ نہیں ہے۔ (شرح النووی: ۱۶۷/۶)

۱۱۷..... بَابُ قِرَاءَةِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ صِدْقُ قَوْلٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمُعَوَّذَتَيْنِ

لَيْسَتَا مِنَ الْقُرْآنِ

نماز میں معوذتین کی قراءت کرنے کا بیان، اس شخص کے قول کے برخلاف جس کا گمان ہے کہ

معوذتین قرآن مجید کا حصہ نہیں ہیں

۵۳۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو عَمَّارٍ وَعَلِيُّ بْنُ سَهْلِ الرَّمْلِيُّ، قَالَا، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ

بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ.....

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ (کی سواری کی تکمیل تھامے آپ کی سواری) کو ان گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چلا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: اے پیارے عقبہ! تم سوار نہیں ہو گے؟ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہونا بڑی بے ادبی خیال کی۔ آپ نے پھر فرمایا: پیارے عقبہ! تم سوار نہیں ہو گے؟ لہذا میں ڈر گیا کہ کہیں آپ کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر گئے اور میں کچھ دیر کے لیے اس پر سوار ہو گیا۔ پھر میں اتر گیا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے (کچھ دیر کے بعد) پھر آپ نے فرمایا: پیارے عقبہ! کیا میں تمہیں ایسی دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں جنہیں لوگوں نے پڑھا ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ضرور سکھا دیں تو آپ نے مجھے (پہ دوسورتیں) پڑھائیں: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر نماز کھڑی کی گئی، آپ نے نماز پڑھائی اور یہی دو سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: پیارے عقبہ! تم نے (ان دو سورتوں کے مقام و مرتبہ کو) کیسے پایا؟ ان دونوں سورتوں کو سوتے وقت اور اٹھتے وقت پڑھا کرو۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حدیث کے یہ الفاظ جب بھی تو سونے لگے یا بیدار ہونے لگے۔“ یہ اسی جنس سے ہے جسے میں نے بیان کیا کہ عرب نسائم کا لفظ لینے والے پر بھی بولتے ہیں اور اس شخص پر بھی بولتے ہیں جس کی عقل سونے کی حالت میں زائل ہو چکی ہوتی

عَنْ عَقِبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ: قَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي نَقَبٍ مِنْ تِلْكَ النَّقَابِ ، فَقَالَ: أَلَا تَرَ كَبُ يَا عُقَيْبُ؟ فَأَجَلْتُ أَنْ أَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَرَ كَبُ يَا عُقَيْبُ؟ فَأَشْفَقْتُ أَنْ تَكُونَ مَعْصِيَةً ، فَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكِبْتُ هُنَيْهَةً ، ثُمَّ نَزَلْتُ ، وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: يَا عُقَيْبُ أَلَا أَعْلَمُكَ سُورَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُورَتَيْنِ قَرَأَ بِهِمَا النَّاسُ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَأَقْرَأَنِي: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ . فَصَلَّيْتُ وَقَرَأُ بِهِمَا . ثُمَّ مَرَّ بِي ، فَقَالَ: كَيْفَ رَأَيْتَ يَا عُقَيْبُ ، إِفْرَأُ بِهِمَا كَلَّمَا نِمْتَ وَقُمْتَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا أَبُو الْخَطَّابِ ، نَا الْوَلِيدُ - بِهَذَا الْإِسْنَادِ - بِمِثْلِهِ ، وَقَالَ عَنِ الْقَاسِمِ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ اللَّفْظَةُ كَلَّمَا نِمْتَ وَقُمْتَ مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ يُوقِعُ اسْمَ النَّائِمِ عَلَى الْمُضْطَجِعِ وَيُوقِعُهُ عَلَى النَّائِمِ الزَّائِلِ الْعَقْلُ ، وَالنَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا أَرَادَ بِقَوْلِهِ فِي هَذَا الْخَبَرِ: إِفْرَأُ بِهِمَا إِذَا نِمْتَ ، أَيْ إِذَا اضْطَجَعْتَ ، إِذِ النَّائِمِ الزَّائِلِ الْعَقْلُ

(۵۳۴) اسنادہ حسن: سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۳۷۔ مسند احمد: ۱/۴۴۴۔ من طری الولید بن مسلم مسندہ، بہ۔

ابو داؤد: ۱۴۶۲۔ سلسلہ صحیحہ: ۸۹۰۔



ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو جب تم سو جاؤ“ سے آپ کی مراد یہ ہے کہ: جب تم سونے کے لیے لیٹو کیونکہ اگر نائم سے مراد ایسا شخص لیں جس کی عقل زائل ہو چکی ہو تو ایسے شخص کو مخاطب کرنا ہی محال و ناممکن ہے کہ اسے یہ کہا جائے کہ جب تم سو جاؤ، اور اس کی عقل زائل ہو جائے، تو معوذتین کو پڑھا کرو۔ اسی طرح حضرت عمران بن حصین سے مروی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی ہے (جس میں ہے) سونے والے کی نماز کا اجر و ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے اجر سے نصف ہے“ اس حدیث میں بھی سونے والے“ سے آپ کی مراد لیٹنے والا ہے۔ وہ نائم مراد نہیں جس کی عقل سونے کی حالت میں زائل ہو چکی ہو۔ کیونکہ ایسا نائم (سونے والا) جس کی عقل زائل ہو چکی ہو، نماز کا مخاطب نہیں ہے اور عقل کے زائل ہونے کی وجہ سے اس کے لیے نماز پڑھنا ممکن بھی نہیں ہے۔“

مُحَالٌ أَنْ يُخَاطَبَ ، فَيُقَالَ لَهُ إِذَا نِمْتَ  
-وَزَالَ عَقْلُهُ- فَأَقْرَأَ بِالْمَعُودَتَيْنِ ، وَكَذَلِكَ  
خَبَرُ ابْنِ بُرَيْلَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ  
صَلَاةُ النَّائِمِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَاعِدِ ،  
وَإِنَّمَا أَرَادَ بِالنَّائِمِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ  
الْمُضْطَجِعِ لَا النَّائِمِ الزَّائِلِ الْعَقْلَ ، إِذْ  
النَّائِمُ الزَّائِلُ الْعَقْلَ غَيْرُ مُخَاطَبٍ  
بِالصَّلَاةِ لَا يُمْكِنُهُ الصَّلَاةُ لِزَوَالِ الْعَقْلِ .

۵۳۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - ، ح وَنَا عَبْسَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَبَابِ كِلَاهُمَا عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - قَالَ عَبْدُهُ: قَالَ حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ الْحَضْرَمِيُّ ، وَقَالَ ابْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ.....

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری (کی ٹکیل تھا) سے چلا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تمہیں پڑھی گئی دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں؟ میں نے عرض کی: ضرور سکھا دیں۔ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ  
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَاحِلَتُهُ فِي السَّفَرِ ، فَقَالَ  
يَا عَقْبَةُ أَلَا أَعَلِمَكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرْتَا؟  
قُلْتُ: بَلَى . قَالَ: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ  
وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، فَلَمَّا نَزَلَ صَلَّى

(۵۳۵) اسنادہ حسن، سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۳۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۶۲۔ مسند احمد: ۱۴۹/۴۔ من طریق زید

بن العباب۔ وروایۃ ابن مہدی فی: ۱۵۳/۴۔

﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر جب آپ اترے اور پڑھاؤ ڈالو تو آپ نے صبح کی نماز میں یہی دو سورتیں تلاوت کیں۔ (پھر آپ نے) فرمایا: اے عقبہ (ان سورتوں کی عظمت کے بارے میں) کیا خیال ہے یہ عبدالرحمن کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اور عبدہ راوی نے ”سفر میں“ کے الفاظ روایت نہیں کیے۔ اور فرمایا: آپ نے دیکھا کہ مجھے یہ دو سورتیں زیادہ پسند نہیں آئیں (ان کی فضیلت و عظمت میرے دل میں نہیں بیٹھی) تو آپ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو یہی دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ پھر مجھے فرمایا: اے عقبہ! کیا خیال ہے؟ (ان کی فضیلت کیسی ہے؟)“

۵۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوقِيُّ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ الْمُؤَقِّقِ، قَالَا، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَ زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ یہ یزید بن ابی الزرقاء کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابواسامہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ قرآن مجید میں سے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان دو سورتوں کے ساتھ ہمیں نماز فجر کی امامت کرائی۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (محدثین) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو روایت کرنے میں امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ امام سفیان ثوری کا معاویہ اور دیگر رواۃ سے یہ حدیث بیان کرنا

بِهِمَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ، قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتَ يَا عُقْبَةُ. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَمْ يَقُولُ عَبْدَةٌ فِي السَّفَرِ. وَقَالَ: فَلَمْ يَرِنِي أَعْجَبْتُ بِهِمَا فَصَلَّيْتُ بِالنَّاسِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِهِمَا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَأَيْتَ؟

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ. وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ أَمِنَ الْقُرْآنُ هُمَا؟ فَأَمَّنَا بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْمَجْرِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَصْحَابُنَا يَقُولُونَ: الثَّوْرِيُّ أَخْطَأَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. وَأَنَا أَقُولُ: غَيْرُ مُسْتَنْبِرٍ لِسُفْيَانَ أَنْ يَرَوِيَ هَذَا عَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَنْ غَيْرِهِ.

باعث عیب نہیں ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ سورۃ فلق اور سورۃ الناس، قرآن حکیم کی سورتیں ہیں، محض دعا اور تعویذ نہیں ہیں اور نماز میں ان کی قراءت مسنون ہے۔

۲۔ نماز فجر میں سفر کی حالت میں قراءت میں تخفیف جائز ہے اور دوران سفر نماز فجر میں معوذتین کی قراءت جائز و مسنون ہے۔

۱۱۸..... بَابُ إِبَاحَةِ تَرَدُّدِ الْمُصَلِّيِّ قِرَاءَةَ السُّورَةِ الْوَاحِدَةِ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ

فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں نمازی کا ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنا جائز ہے

۵۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بِحَبْرٍ عَرِيبٍ عَرِيبٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ ، نَا عَبْدَ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی انہیں مسجد قبا میں نماز پڑھاتے تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ جب بھی نماز میں کسی سورت کی تلاوت کرتے تو قراءت کی ابتداء ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ سے کرتے، حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جاتے تو پھر اس کے ساتھ ایک اور سورت تلاوت کرتے۔ وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ پھر جب نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی۔ آپ نے اس سے پوچھا: اے فلان! ہر رکعت میں اسی سورت کی تلاوت کرنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟ اس نے عرض کی: مجھے اس سے بڑی محبت ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سورت کی محبت تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُؤْمَهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ ، قَالَ: وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الصَّلَاةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ ، افْتَتَحَ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةِ أُخْرَى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ، فَلَمَّا آتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ بِالْحَبْرِ . فَقَالَ: يَا فُلَانُ مَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هَذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ؟ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّهَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُبُّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ .

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سمیت دو سورتوں کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ اور اس

میں پہلی رکعتوں اور آخری دو رکعتوں میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ اس حدیث میں ہر رکعت میں اس عمل کا بیان ہے جو

(۵۳۷) اسنادہ صحیح، صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الجمع بین السورتین فی الركعة والقراءة بالعواتم: ۷۷۴۔ سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ، باب ماجاء فی سورة الاخلاص: ۲۹۰۱۔

آخری دو رکعات کو بھی شامل ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/۲۳۶)

۲۔ تو نماز میں قراءت قرآن کی ترتیب ملحوظ رکھنا واجب نہیں بلکہ یہ حدیث دلیل ہے کہ بلا ترتیب سورتوں کی تلاوت جائز ہے کیونکہ اس صحابی کا معمول تھا کہ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾، پھر کسی اور سورت کی تلاوت کرتے تھے اور نماز فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں لازماً مفصل سورتوں کی قراءت کرتے ہوں گے، جن کی ترتیب لامحالہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ سے پہلے ہے اور اگر ترتیب واجب ہوتی تو نبی ﷺ صحابی کو اسی فعل پر ضرور تنبیہ کرتے۔

۱۱۹..... بَابُ إِبَاحَةِ قِرَاءَةِ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا جائز ہے

۵۳۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ.....

”جناب شقیق روایت بیان کرتے ہیں کہ نہیک بن سنان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: آپ یہ حرف (قراءت) کیسے کرتے ہیں (مساء غیر اسن) یا (یاسن) تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے اس کے علاوہ سارا قرآن محفوظ (یاد) کر لیا ہے؟ تو وہ کہنے لگے: بے شک میں ایک ہی رکعت میں ساری مفصل سورتیں پڑھ لیتا ہوں۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (پھر تو تم) نہایت تیز رفتاری سے پڑھتے ہو گے جیسے شعر تیزی سے پڑھے جاتے ہیں۔ بلاشبہ کچھ لوگ قرآن مجید اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا، لیکن قرآن مجید جب دل میں داخل ہو کر اس میں راسخ ہو جائے تو نفع دیتا ہے۔ اور بے شک بہترین نماز رکوع و سجود (زیادہ) کرنا ہے۔ اور بے شک میں ان ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں

عَنْ شَقِيقٍ ، قَالَ: جَاءَ نُهَيْكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُ هَذَا الْحَرْفَ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ أَسْنٍ أَوْ يَاسِنٍ؟ فَقَالَ: أَكُلُّ الْقُرْآنِ أَحْصَيْتَ إِلَّا هَذَا؟ قَالَ: إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفْصَّلَ فِي رَكْعَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ. إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِالسِّيْتِهِمْ لَا يَغْدُوا وَتَرَاقِبُهُمْ ، وَلَكِنَّهُ إِذَا دَخَلَ فِي قَلْبٍ فَرُسِخَ فِيهِ نَفْعٌ. وَإِنَّ آخِرَ الصَّلَاةِ الرَّكُوعُ وَالسُّجُودُ. وَإِنِّي أَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ ، ثُمَّ أَحَدَهُنَّ بِيَدِ عِلْقَمَةَ فَدَخَلَ ، ثُمَّ خَرَجَ فَعَدَّهِنَّ عَلَيْنَا. قَالَ الْأَعْمَشُ: وَهِيَ عَشْرُونَ سُورَةً عَلَى

(۵۳۸) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب ترتیل القراءة واحتساب الهد: ۸۲۲۔ صحیح البخاری: ۴۹۹۶۔ سنن

الترمذی: ۶۰۲۔ مسند احمد: ۱/۴۲۷، ۳۸۰۔ والنسائی: ۱۰۰۶، ۱۰۰۴۔

رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔ پھر جناب علقمہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے تو ہمیں وہ سورتیں شمار کر کے بتائیں۔ جناب اعمش فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود کی تالیف کے مطابق وہ میں سورتیں ہیں۔ ان میں سے پہلی سورت الرحمن اور آخری سورت الدخان ہے۔ سورة الرحمن اور سورة النجم، سورة الذاریات اور سورة الطور ملتی جلتی سورتیں ہیں۔ (دیگر ملتی جلتی سورتیں یہ ہیں) سورة اقتربت (القمر) اور سورة الحاقہ۔ سورة الواقعة اور سورة ن (القلم)۔ سورة النازعات اور سورة سأل سائل (المعارج) سورة المدثر اور سورة المزمّل۔ سورة ویل للمطففین اور سورة عبس۔ سورة لا اقسام (القیامة) اور هل اتی (الدھر) اور سورة المرسلات اور سورة عم یتساء لون۔ اور سورة اذا الشمس کورت اور سورة الدخان۔ امام صاحب اپنے اساتذہ کرام جناب ابو موسیٰ، یوسف بن موسیٰ اور سلم بن جنادہ کی سند سے اعمش سے روایت بیان کرتے ہیں۔ تمام اساتذہ کرام نے ان الفاظ تک مکمل حدیث بیان کی ہے۔ پھر جب علقمہ اندر گئے اور حضرت عبداللہ سے دریافت کیا۔ پھر ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو فرمایا: (وہ ملتی جلتی سورتیں) حضرت عبداللہ کی تالیف کے مطابق مفصل سورتوں کی ابتداء سے نہیں سورتیں ہیں۔ اس سے زیادہ روایت انہوں نے بیان نہیں کی۔“

تَأْتِيَنَّ عَبْدَ اللَّهِ. أَوْلَهُنَّ الرَّحْمَنُ  
وَأَخْرَجْتَهُنَّ الدُّخَانَ، الرَّحْمَنُ، وَالنَّجْمُ،  
وَالذَّارِيَاتُ، وَالطُّورُ، هَذِهِ النَّظَائِرُ.  
وَأَقْرَبَتْ، وَالْحَاقَّةُ، وَالْوَاقِعَةُ، وَنَ،  
وَالنَّازِعَاتُ، وَسَأَلُ سَائِلُ، وَالْمُدَّثِرُ،  
وَالْمُزْمَلُ، وَيُوَلِّ لِلْمُطَفِّفِينَ، وَعَبَسَ،  
وَلَا أَقْسِمُ، وَهَلْ أَتَى، وَالْمُرْسَلَاتُ،  
وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ،  
وَالدُّخَانَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ،  
نَا أَبُو مُوسَى، نَا الْقَاسِمُ، ح وَحَدَّثَنَا  
يُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَسَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَا،  
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، نَا الْأَعْمَشُ: فَذَكَرُوا  
الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ إِلَى قَوْلِهِ: فَدَخَلَ عَلَقَمَةُ  
فَسَأَلَهُ. ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: عَشْرُونَ سُورَةً  
مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ فِي تَأْلِيْفِ عَبْدِ اللَّهِ، لَمْ  
يَزِيدُوا عَلَيَّ هَذَا.

## ۱۲۰..... بَابُ إِبَاحَةِ جَمْعِ السُّورِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ الْمُفْصَلِ

ایک رکعت میں مفصل سے کئی سورتوں کو جمع کرنے کے جواز کا بیان

۵۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّورَقِيُّ ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، نَا كَهْمَسٌ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، أَنَا وَكَيْعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقِ الْعُقَيْلِيِّ ، قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ السُّورِ فِي الرَّكْعَةِ؟ قَالَتْ: الْمُفْصَلُ. هَذَا حَدِيثٌ وَكَيْعٌ. وَقَالَ الدَّورَقِيُّ فِي حَدِيثِهِ ، قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّحَى؟ قَالَتْ: إِذَا جَاءَ مِنْ مَعِيهِ. قُلْتُ: أَكَانَ يَقْرَأُ السُّورَ؟ قَالَتْ: الْمُفْصَلُ. قُلْتُ: أَكَانَ يُصَلِّي جَالِسًا؟ قَالَتْ: بَعْدَمَا حَطَّمَهُ النَّاسُ.

جناب عبداللہ بن شقیق العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں کئی سورتیں جمع کر کے پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں آپ) مفصل سورتیں (پڑھ لیا کرتے تھے) یہ وکیع کی حدیث ہے۔ جناب دورقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں (عبداللہ بن شقیق العقیلی) نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) جب آپ کسی سفر سے واپس آتے (تو پڑھتے تھے) میں نے عرض کی: کیا آپ سورتوں کو ملا کر پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) آپ مفصل سورتیں (ملا کر پڑھ لیتے تھے) میں نے دریافت کیا: کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) جب لوگوں نے آپ کو بوڑھا اور کمزور کر دیا (تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے)۔

**فوائد**..... یہ احادیث بھی دلیل ہیں کہ ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ کے سوا دو سورتوں کی تلاوت کرنا جائز عمل

ہے۔ نوافل میں تو نمازی کو اختیار ہے کہ حسب منشا قیام طویل کر سکتا ہے۔ لیکن فرض نمازوں میں مقتدیوں کا خیال رکھنا لازم ہے اور اگر مقتدی طول قیام پر راضی ہوں تو قراءت کو لمبا کیا جا سکتا ہے۔

(۵۳۹) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی صلاة القاعد: ۹۵۶، ۱۷۱/۶۔ من طریق عن کھمس، سندہ بہ۔

وصحیح مسلم: ۷۳۲، ۷۱۷۔

۱۲۱..... بَابُ إِبَاحَةِ تَرْدِيدِ الْآيَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الصَّلَاةِ مِرَارًا عِنْدَ التَّدْبِيرِ وَ التَّفَكُّرِ

فِي الْقُرْآنِ إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ

قرآن مجید میں غور و فکر کرتے ہوئے نماز میں ایک ہی آیت کو بار بار پڑھنا جائز ہے،

بشرطیکہ اس سلسلے میں وارد حدیث صحیح ہو

فَإِنَّ جَسْرَةَ بِنْتَ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَيَّةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْآيَةُ ﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة: ۱۱۸)

حضرت جسرہ بنت دجاجہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ نماز میں ایک ہی آیت مبارکہ (ساری رات) بار بار پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ وہ آیت مبارکہ یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدة: ۱۱۸) ”(اے اللہ!) اگر تو انہیں عذاب دے گا تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو بے شک تو ہی غالب نہایت حکمت والا ہے۔“

سنن النسائي، كتاب الافتتاح، باب ترديد الآية: ۱۰۰۰۔ سنن ابن ماجه: ۱۳۴۰۔

۱۲۲..... بَابُ إِبَاحَةِ قِرَاءَةِ السُّورَةِ الْوَاحِدَةِ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ

فرض نماز کی دونوں رکعات میں ایک ہی سورت کی قراءت کرنا جائز ہے

۵۴۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ، نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ - أَوْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۵۴۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ، أَنَا عَمِي أَخْبَرَنِي

عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ.....

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِمُرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: يَا أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ اتَّقِرْ فِي الْمَغْرِبِ بِ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَإِنَّا

”جناب محمد بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے مروان بن حکم سے کہا: اے ابو عبد الملک کیا تم نماز مغرب میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ

أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْتُرَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ زَيْدُ بْنُ نَابِتٍ: فَمَحَلُّوْهُ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَيَبْدَأُ بِأَطْوَلِ الطُّوْلَيْنِ الْمَصْرَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ أَمَلَيْتُ خَبَرَ هِشَامَ عَنِ أَبِيهِ عَنِ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمَغْرَبِ بِسُوْرَةِ الْأَعْرَافِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ كِلْتَابِيهِمَا، بِخَبَرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ فِي قَوْلِهِ: يَقْرَأُ فِيهِمَا، يُرِيدُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ جَمِيعًا.

الْكَوْتُرُ) پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو قسم کھائی جاسکتی ہے، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو طویل ترین سورتوں میں سے ایک طویل تر سورت المص (الاعراف) سے قراءت کی ابتداء کرتے تھے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ہشام کی ان کے والد محترم حضرت عروہ کی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت الماء کراچکا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نماز مغرب کی دونوں رکعتوں میں سورہ اعراف ہی پڑھا کرتے تھے۔ جناب محمد بن عبدالرحمن کی روایت میں یہ ہے: ”آپ دونوں میں (سورہ اعراف) پڑھتے تھے۔ ان کی مراد یہ ہے کہ آپ دونوں رکعتوں میں (ایک ہی سورت) پڑھتے تھے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث کی رو سے فرض نماز میں ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھی جاسکتی ہے اور ہر رکعت میں علیحدہ سورت کی تلاوت لازم نہیں نیز نماز میں ہر سورت کا آغاز شروع سورت سے کرنا لازم نہیں، بلکہ حسب توفیق کہیں سے بھی سورت کی تلاوت کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔

۱۲۳..... بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ بِالْمَسْأَلَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ آيَةِ الرَّحْمَةِ وَالِاسْتِعَاذَةِ

عِنْدَ إِقْرَاءَةِ آيَةِ الْعَذَابِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ قِرَاءَةِ آيَةِ التَّنْزِيهِ.

نماز میں آیت رحمت کی تلاوت کے وقت اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرنے، کسی آیت عذاب کی قراءت کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے اور آیت تنزیہ کی تلاوت کرنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا بیان

۵۴۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، نَا الْأَعْمَشُ عَنِ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ عَنِ صَلَّةٍ.....

(۵۴۱) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة فی المغرب ب المص: ۹۸۹۔ اس کی اصل صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۶۴ میں ہے۔

(۵۴۲) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة فی صلاة اللیل: ۷۷۲۔ سنن الترمذی: ۲۶۲۔ سنن النسائی: ۱۱۳۳۔ سنن ابی داود: ۸۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ۸۹۷۔ مسند احمد: ۳۸۴/۵۔ ۳۹۷۳۸۹۔



”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے قراءت شروع کی تو سو آیات کی تلاوت فرمائی، میں نے (دل میں) کہا: آپ رکوع کریں گے۔ پھر آپ نے قراءت جاری رکھی اور دو سو آیات تک قراءت کی، میں نے (دل میں) کہا: (اب) آپ رکوع کریں گے (لیکن) آپ نے پھر قراءت کی حتیٰ کہ سورت ختم کر دی، میں نے کہا: آپ اب رکوع کریں گے، (مگر) آپ نے پھر سورۃ نساء شروع کر دی، آپ نے (مکمل سورت) تلاوت کرنے کے بعد رکوع کیا تو آپ کا میرے خیال میں رکوع بھی آپ کے قیام کی طرح (طویل) تھا۔ آپ نے اپنے رکوع میں یہ کلمات پڑھے ”سبحان ربی العظیم“ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کا سجدہ بھی آپ کے رکوع کی طرح طویل تھا۔ آپ نے اپنے سجدوں میں یہ تسبیح پڑھی: ”سبحان ربی الاعلیٰ“ آپ جب کسی آیت رحمت کی تلاوت فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرتے، اور جب کسی عذاب والی آیت کی قراءت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے عذاب سے پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں اللہ تعالیٰ کی تزییہ و تقدیس ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔ یہ مولیٰ کی روایت ہے۔“

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْتَحَ النَّبِيُّ قَرَأَ حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَى الْمِائَةِ، فَقُلْتُ يَرْكَعُ. ثُمَّ مَضَىٰ حَتَّىٰ بَلَغَ الْمِائَتَيْنِ. فَقُلْتُ يَرْكَعُ، ثُمَّ قَرَأَ حَتَّىٰ خَتَمَهَا، فَقُلْتُ يَرْكَعُ ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ، فَكَانَ رُكُوعُهُ مِثْلَ قِيَامِهِ، وَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثُمَّ سَجَدَ وَكَانَ سُجُودُهُ مِثْلَ رُكُوعِهِ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ. وَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ تَعَوَّذَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهٌ لِلَّهِ سَبَّحَ. هَذَا لَفْظُ مُؤَمِّلٍ.

۵۴۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا يَحْيَى، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ شُعْبَةَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنِ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ.....

(۵۴۳) اسناد صحیح، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب تعوذ القارئ اذا مر بآية عذاب: ۱۰۰۸۔ سنن ابی داود: ۸۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ۸۹۷ اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔ رقم: ۷۷۲۔

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ جب بھی آیت رحمت تلاوت کرتے تو رک کر اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے اور جس بھی آیت عذاب کو پڑھتے تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ طلب کرتے۔ یہ ابو موسیٰ کی حدیث ہے۔“

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ آیت سوال (یعنی جس آیت میں جنت طلبی کا ذکر ہو) سے گزرتے وقت جنت کا سوال کرنا، جہنم سے پناہ طلبی کی آیت پڑھتے وقت جہنم سے پناہ طلب کرنا اور جس آیت میں تسبیح کا بیان وہ تسبیح کہنا مشروعِ فاضل ہے اور شافعیہ بھی اس عمل کے استحباب کے قائل ہیں اور راوی نے اس مشروعیت کو نوافل سے مقید کیا ہے۔  
(نیل الاوطار: ۲/ ۳۴۴)

### ۱۲۳..... بَابُ إِجَازَةِ الصَّلَاةِ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيلِ

لِمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُرْآنَ.

جو شخص قرآن مجید کی تلاوت نہ کر سکتا ہو اسے تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے  
۵۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ السَّكْرِيِّ - وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ.....

”حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو مجھے قرآن مجید کی قراءت سے کافی ہو جائے کیونکہ میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: تم یہ پڑھ لیا کرو ((سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ))

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمْنِي شَيْئًا يُجْزئُنِي مِنَ الْقُرْآنِ فَإِنِّي لَا أَقْرَأُ ، فَقَالَ: قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ . قَالَ: فَضَمَّ عَلَيْهَا الرَّجُلُ بِيَدِهِ ، قَالَ: هَذَا لِرَبِّي ، فَمَا

(۵۴۴) اسنادہ حسن، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما یجزی الامی والاعجمی من القراءة: ۸۳۲۔ مسند احمد: ۴/ ۳۵۶۔

ابن حبان: ۱۸۰۸۔ الصحیحہ: ۳۴۴۰۔

”اے اللہ! تو پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور نیکی کرنے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت و قدرت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔“ اس شخص نے ان کلمات کے ساتھ اپنا ہاتھ بند کیا اور کہا: یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہو: ((اللهم اغفر لي وارحمني واهدني وارزقي وعافني)) ”اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، اور مجھے ہدایت عطا فرما، اور مجھے رزق نصیب فرما اور مجھے عافیت سے نواز دے۔“ فرماتے ہیں: تو اس شخص نے ان کلمات پر دوسرا ہاتھ بھی بند کیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ یہ مخزومی کی حدیث ہے۔ ہارون نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں: اس شخص نے کہا: مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو مجھے قرآن مجید سے کفایت کر جائے۔“ اور یہ الفاظ روایت نہیں کیے کہ: اس آدمی نے ان کلمات پر اپنا ہاتھ بند کیا۔“ حدیث کے آخر میں انہوں نے فرمایا: مسعر کہتے ہیں: میں جناب ابراہیم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ یہ حدیث بیان کر رہے تھے اور آپ نے اپنے پاس بیٹھے اشخاص سے اس کی تحقیق کی۔“

لِي؟ قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي. قَالَ: فَضَمَّ عَلَيْهَا بِيَدِهِ الْأُخْرَى وَقَامَ. هَذَا حَدِيثُ الْمَخْزُومِيِّ. وَقَالَ هَارُونُ فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ عَلِمَنِي شَيْئًا يُجْزِيَنِي مِنَ الْقُرْآنِ، وَلَمْ يَقُلْ: فَضَمَّ عَلَيْهَا الرَّجُلُ بِيَدِهِ. وَقَالَ فِي الْآخِرِ الْحَدِيثِ، قَالَ مَسْعَرٌ: كُنْتُ عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ وَاسْتَبْتَهُ مِنْ عِنْدِهِ.

۵۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - نَا يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ عَنِ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.....  
”حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے، رفاعہ

بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، - قَالَ

(۵۴۵) اسنادہ صحیح، سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی وصف الصلاة: ۳۰۲۔ سنن ابی داؤد: ۸۵۷۔ مسند احمد:

۳۴۰/۴۔ والحاكم: ۲۴۱/۱۔ ابن حبان: ۷۱۸۷.

کہتے ہیں اور ہم بھی آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو بدوی لگتا تھا، اس نے نماز پڑھی تو مختصر نماز پڑھی، اس نے پھر نماز سے فارغ ہو کر نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو، واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ آدمی واپس گیا، اس نے نماز پڑھی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سلام عرض کیا: آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر نماز ادا کرو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔ اس شخص نے دو یا تین بار اس طرح (ہلکی اور مختصر) نماز پڑھی۔ ہر بار وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتا اور آپ فرماتے: تجھے بھی سلام ہو، واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ صحابہ کرام ڈر گئے اور ان پر یہ بات بڑی گراں گزری کہ جو شخص مختصر نماز پڑھے اس کی نماز ہی نہ ہو۔ بالآخر اس شخص نے عرض کی: آپ مجھے (نماز پڑھ کر) دکھادیں یا مجھے (نماز پڑھنا) سکھادیں، بلاشبہ میں ایک انسان ہوں، مجھ سے غلطی بھی ہو جاتی ہے اور میں صحیح کام بھی انجام دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ضرور (سکھا دیتا ہوں): جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وضو کرو، پھر شہادتین کا اقرار کر پھر اقامت کہہ کر اللہ اکبر کہو پھر اگر تجھے قرآن مجید یاد ہو تو اس کی تلاوت کرو، وگرنہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء (الْحَمْدُ لِلَّهِ) اس کی تکبیر (اللَّهُ أَكْبَرُ) اور تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) بیان کرو۔ پھر رکوع کرو تو خوب اطمینان سے رکوع کرو، پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو تو پوری طرح کرو، پھر پورے اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر (اگلی رکعت کے لیے) کھڑے ہو جاؤ، جب تم اس طرح

رِفَاعَةً: وَنَحْنُ مَعَهُ - إِذْ جَاءَ رَجُلٌ كَالْبُدْوِيِّ فَصَلَّى فَأَخَفَّ صَلَاتَهُ ، ثُمَّ انصَرَفَ ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : وَعَلَيْكَ ، فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ، فَارْجِعْ فَصَلِّ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ ، وَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ . فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ: وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَخَافَ النَّاسُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَنَّ مَنْ أَخَفَّ صَلَاتَهُ لَمْ يُصَلِّ . فَقَالَ الرَّجُلُ فِي إِحْرَارِ ذَلِكَ: فَأَرِنِي أَوْ عَلِّمْنِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِئُ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَلٌ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ . فَتَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ ، ثُمَّ تَشَهَّدَ ، فَأَقَمَ ، ثُمَّ كَبَّرَ ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ بِهِ ، وَإِلَّا فَاحْمِدِ اللَّهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ، ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمِئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ، ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمِئِنَّ جَالِسًا ، ثُمَّ قُمْ . فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ : وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهَا شَيْئًا انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ قَالَ: وَكَانَتْ هَذِهِ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأُولَى أَنْ مَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ

صَلَاتِهِ وَكَمْ يَذْهَبَ كُلُّهَا .

سے (نماز ادا) کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہو جائے گی اور اگر تم نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کی کمی کی تو تمہاری ناقص رہ جائے گی۔“ فرماتے ہیں: تو یہ چیز صحابہ کرام کے لیے آپ کے پہلے فرمان سے آسان تھی کہ جس شخص نے کوئی کمی کی اس کی نماز میں کمی ہو جائے گی اور مکمل نماز ضائع نہیں ہوگی۔“

**فوائد:**..... شارح مصابیح بیان کرتے ہیں: اس واقعہ سے یہ جواز نہیں نکلتا کہ جو سورہ فاتحہ اور تلاوت قرآن کا

استحضار نہ کرے وہ تمام زمانہ مذکورہ کلمات کو نماز میں معمول بنالے۔ کیونکہ جو شخص مذکورہ کلمات سیکھ سکتا ہے وہ لامحالہ سورہ فاتحہ سیکھنے پر بھی قادر ہوگا بلکہ صحابی کے قول کی تاویل یہ ہے کہ اس وقت (جب کے نماز کا وقت ہو چکا تھا) میں قرآن یاد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور نماز سے فراغت کے بعد سورہ فاتحہ سیکھنا اس پر لازم تھا، نیز احادیث الباب دلیل ہیں کہ جو شخص قرآن سیکھ نہ سکے اس کے لیے نماز میں مذکورہ کلمات کہنا کافی ہیں۔ اور ان احادیث میں یہ ثابت نہیں کہ مذکورہ کلمات مکرر کہے جائیں۔ بلکہ ان کلمات کو نماز میں ایک مرتبہ کہنا ہی کافی ہے۔ البتہ بعض علماء کا موقف ہے کہ نماز میں یہ کلمات تین بار کہے جائیں۔ نیز ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے وجوب کے قائلین کا موقف ہے کہ مذکورہ کلمات نماز کی ہر رکعت میں کہے جائیں۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۲۳۳)

۱۲۵..... بَابُ إِبَاحَةِ قِرَاءَةِ بَعْضِ السُّورَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ لِلْعَلَّةِ تَعْرِضُ لِلْمُصَلِّي

نمازی کو کسی عذر کے پیش آنے پر ایک رکعت میں سورت کا کچھ حصہ تلاوت کرنا جائز ہے

۵۴۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَاهِرٍ ، نَأَى أَبُو بَكْرٍ ، نَأَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرِ بْنِ الْحَكِّمِ ، نَأَى حَجَّاجٌ - يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ - قَالَ ، أَخْبَرَنَا ، ابْنُ جُرَيْجٍ : قَالَ ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سَفْيَانَ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو وَ ابْنُ الْعَاصِ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْمُسَيْبِ الْعَابِدِيُّ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ الصُّبْحِ وَاسْتَمْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنُونَ ، حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى - مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ شَكَ أَوْ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ -

”حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھی اور سورہ مومنوں شروع کی۔ حتیٰ کہ جب حضرت موسیٰ اور ہارون یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا (محمد بن عباد کو شک ہے یا ان کے اساتذہ کرام نے اختلاف کیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ کو کھانسی آگئی۔ تو آپ

(۵۴۶) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الجمع بین السورتین فی الركعة، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصبح:

۴۵۵۔ سنن النسائی: ۱۰۰۷۔ سنن ابی داؤد: ۶۴۹۔ مسند احمد: ۴/ ۴۱۱۔

نے رکوع کر دیا۔ حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں ابن سائب رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے۔ امام صاحب اپنے استاد جناب عبدالرحمن کی سند سے ابن جریج سے مذکورہ بالا روایت ہی کی طرح بیان کیا ہے، مگر یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔“ اور کہا: آپ نے قراءت مختصر کر دی اور رکوع میں چلے گئے، اس کے بعد والے الفاظ بیان نہیں کیے۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (یہ عبداللہ) عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی نہیں۔“

أَخَذَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْلَةً ، قَالَ: فَرَكَعَ . قَالَ: وَابْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذَلِكَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: بِمِثْلِهِ سِوَاءَ لَفْظًا وَاحِدًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَقَالَ: فَحَدَّثَ وَرَكَعَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَيْسَ هُوَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ السَّهْمِيِّ .

**فوائد:**..... نماز میں کچھ سورت پڑھنے کے بعد تلاوت منقطع کرنا یا نماز میں بعض سورت کی تلاوت کرنا بلا اختلاف جائز ہے اور اگر تلاوت میں انقطاع کسی عذر کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں اور بلا عذر بھی دوران نماز قراءت منقطع کرنے میں کراہت نہیں لیکن بلا عذر قراءت منقطع نہ کرنا افضل ہے۔ شافعیہ اور جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔ (شرح النووی: ۴/ ۱۷۷)

## ۱۲۶..... بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ وَالْمُخَافَةِ بِهَا.

نماز میں جہری اور سری قراءت کرنے کا بیان

۵۴۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ أَبُو بَكْرٍ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ يَقُولُ سَمِعْتُ.....  
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں قراءت کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو قراءت سنائی، وہ ہم تمہیں سنا دیتے ہیں۔ اور (جن نمازوں میں) ہم سے پوشیدہ قراءت کی، ہم نے بھی وہ قراءت تم سے پوشیدہ رکھی ہے۔ امام ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی بلند آواز سے اور آہستہ آواز سے قراءت کرنے کی بنیاد پر نماز کی

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ . فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَاهُ عَنْكُمْ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ بَيَّنْتُ فِي كِتَابِ الْإِمَامَةِ جَمِيعَ مَا يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّي أَنْ يُغْلِنَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ ، وَمَا عَلَيْهِ أَنْ يُخَافَتْ بِهَا عَلَى

(۵۴۷) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب القراءۃ فی الفجر: ۷۷۲۔ صحیح مسلم: ۳۹۶۔ سنن النسائی: ۹۶۹۔ سنن ابی داؤد:

لیے کن نمازوں میں باواز بلند قراءت کرنی چاہئے اور کن میں آہستہ آواز سے قراءت کرنے کی بنیاد پر نمازی کے لیے کن نمازوں میں باواز بلند قراءت کرنی چاہئے اور کن میں آہستہ سے قراءت کرنی چاہیے، میں یہ تمام بحث کتاب الامامة میں بیان کر دی ہے۔“

**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سری و جبری ہر نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت لازمی ہے اور سری نمازوں (ظہر و عصر) میں امام سری تلاوت کرے گا اور جبری نمازوں (نجر، مغرب، عشاء) میں امام قراءت اونچی آواز سے کرے گا اور جبری اور سری نمازوں کی تقسیم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

۱۲۷ ..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدوں میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے

۵۴۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَاعِلِيُّ بْنُ جَبْرِ السَّعْدِيُّ ، نَاعِلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ - نَاعِلِيُّ بْنُ عُمَيْرٍ ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ - عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے (اپنے حجرہ مبارک کا) پردہ ہٹایا جبکہ صحابہ کرام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے (نماز پڑھ رہے) تھے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی خوش خبریوں میں صرف نیک خواب باقی رہ گئے ہیں جنہیں مسلمان دیکھے گا یا اسے دکھائے جائیں گے، خبردار! بے شک مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قراءت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لہذا رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کیا کرو اور سجدوں میں گڑگڑا کر خوب محنت سے دعائیں مانگو کیونکہ یہ بہت لائق ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔ یہ عبد الجبار کی حدیث ہے۔“

(۵۴۸) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود: ۴۷۹۔ سنن النسائی: ۱۰۴۵۔ سنن ابی

داؤد: ۸۷۶۔ مستند احمد: ۲۱۹/۱۔ سنن الدارمی: ۱۳۲۵۔

**فوائد:**..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ رکوع و سجود میں قرآن کی تلاوت حرام ہے اور رکوع و سجود کی حالت میں قرآن کی تلاوت سے نماز باطل ہوتی ہے یا نہیں، اس بارے علماء کا اختلاف ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/۲۵۸)

۲۔ رکوع و سجود میں قرآن کی تلاوت ممنوع ہے اور رکوع کا وظیفہ تسبیح اور سجود کا وظیفہ تسبیح و دعا ہے۔

(شرح النووی: ۴/۱۹۶)

۱۲۸..... بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ وَبُكَاءِ الشَّيْطَانِ وَدُعَائِهِ

بِالْوَيْلِ لِنَفْسِهِ عِنْدَ سُجُودِ الْقَارِيءِ السَّجْدَةَ

سجدہ کی آیت تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کی فضیلت کا بیان، آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد قاری قرآن کے سجدہ کرنے پر شیطان کے رونے سے اپنے لیے ہلاکت و بربادی کی دعا کرنے کا بیان

۵۴۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، أَنَا جَرِيرٌ، ح وَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم کا بیٹا سجدہ والی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے اس سے الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری بربادی! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا لہذا اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا چنانچہ میرے لیے (جہنم کی) آگ ہے۔ جریر کی حدیث میں ہے۔“

”میں نے اس کی نافرمانی کی۔“

۱۲۹..... بَابُ السَّجْدَةِ، فِي صَ

سورۃ ص میں سجدہ تلاوت کا بیان

۵۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ عَنِّ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقَدِيِّ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَا، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنِ أَيُّوبَ وَقَالَ

(۵۴۹) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة: ۸۱۔ سنن ابن ماجہ: ۱۰۵۲۔ مسند

احمد: ۴۴۳/۲۔



عَبْدُ الْوَهَّابِ: نَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرَمَةَ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سورہ ص کا سجدہ تا کیدی سجدوں میں سے نہیں ہے، اور بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ یہ عبد الوہاب کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

**فوائد:**..... ۱۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تمام علماء کا سجدہ تلاوت کے اثبات پر اجماع ہے جمہور علماء کے نزدیک سجدہ تلاوت سنت اور ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔ (نیل الاوطار: ۳/۱۰۳)

اس بارے جمہور علماء کا موقف راجح ہے۔

۱۳۰..... بَابُ ذِكْرِ الْعَلَّةِ الَّتِي لَهَا سَجَدَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ص

سورہ ص میں نبی اکرم ﷺ کے سجدہ کرنے کے سبب کا بیان

۵۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ، أَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَبُو خَالِدٍ - يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ - عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.....

”حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورہ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ تو انہیں اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدِي﴾۔ وَقَالَ: سَجَدَهَا دَاوُدُ، وَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا ہے لہذا آپ انہی کی ہدایت کی اقتداء کریں۔“ اور فرمایا: (اس آیت پر) حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی سجدہ کیا۔“

۵۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ، قَالَا، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْعَوَّامِ.....

(۵۵۰) صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب سجدة ص: ۱۰۶۹۔ سنن ترمذی: ۵۷۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۹۔ سنن الدارمی: ۱۴۶۷۔

(۵۵۱) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب، سورہ ص رقم: ۴۸۰۶۔ سنن النسائی: ۹۵۷۔

(۵۵۲) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ﴿وَإِذْ كَرَّمْنَا دَاوُدَ إِذْ قَالَ يَا رَبِّ ائْتِنِي بِآيَاتِكَ﴾ باب واو کریمہ نا دارم، رقم: ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۶۳، ۴۷۰، ۴۸۰۔ وابن حبان: ۲۷۵۵۔

”حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: سورہ ص کا سجدہ آپ نے کس دلیل کی بنا پر اخذ کیا ہے؟ کہتے ہیں: تو انہوں نے مجھ پر یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ﴾ ... ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدِيَ﴾ ”اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان اور ایوب ہیں ..... یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت عطا کی ہے، لہذا آپ بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کریں۔“ فرمایا: داؤد رضی اللہ عنہ نے اس میں سجدہ کیا تھا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث واضح نص ہیں کہ سورہ ص میں سجدہ تلاوت مشروع ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱۲۰/۳) ۲۔ عبدالرحمن مبارک پوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعلی عمل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قولی عمل میں کوئی تضاد نہیں۔ اور بہتر ہے بلکہ سورہ ص میں نبی کی اتباع میں نماز اور خارج از نماز سجدہ کرنا معتبر ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۱۲۱/۳)

۳۔ اس سجدہ کی علت یہ ہے کہ داؤد رضی اللہ عنہ نے یہ سجدہ توبہ کے طور پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شکر کیا تھا۔

۱۳۱..... بَابُ السُّجُودِ فِي النُّجْمِ.

سورہ نجم میں سجدہ تلاوت کا بیان

۵۵۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ يُحَدِّثُ.....

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سورہ نجم پڑھی تو اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ دیگر لوگوں نے بھی سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص کے، اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور اسے اپنی پیشانی کی طرف بلند کر کے (اس پر لگا لیا اور سجدہ نہ کیا) اور کہا: مجھے یہی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ : عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ النُّجْمَ فَسَجَدَ فِيهَا وَ سَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصَى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَتَلَ كَافِرًا.

(۵۵۳) صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، باب ماجاء فی سجود القرآن وستہا..... رقم: ۱۰۶۷، ۱۰۷۰، ۲۸۵۳۔ صحیح

مسلم: ۵۷۶۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۶۔ سنن الدارمی: ۱۴۶۵۔

کافی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً میں نے اسے بعد میں دیکھا کہ وہ کافر ہونے کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

**فوائد:**..... ۱۔ سورہ النجم میں سجدہ تلاوت مشروع و مستنون ہے۔

۲۔ آیت سجدہ کی تلاوت کرنے پر قارئین اور سامعین تمام کے لیے سجدہ تلاوت کرنا مستحب فعل ہے۔

۳۔ سجدہ تلاوت نہ کرنے والا مشرک امیہ بن خلف تھا۔

۴۔ وہ شخص جس نے سجدہ نہیں کیا تھا اور مٹی لے کر اپنی پیشانی پر لگا لی تھی اور کفر کی حالت میں مر گیا تھا وہ امیہ بن خلف تھا،

یہ حضرت عبداللہ کا قول ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النجم، حدیث: ۴۸۶۳)

۱۳۲..... بَابُ السُّجُودِ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ وَ ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾

سورہ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ اور سورہ إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ میں سجدہ تلاوت کا بیان

۵۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُهْدِيٍّ، أَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح وَ، حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ جُنَادَةَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ ابْنِ مِينَاءِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ اور سورہ ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ میں سجدہ کیا۔

۵۵۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسْرَ بْنَ الْحَكَمِ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى أَنَّ عَطَاءَ بْنَ مِينَاءِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت عطاء بن میناء سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ اور سورہ ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ میں سجدہ کیا۔ جناب ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک حضرت عطاء بن میناء نیک لوگوں میں سے تھے۔

(۵۵۴) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب سجود التلاوة: ۵۷۸۔ سنن الترمذی: ۵۷۳۔ سنن النسائی:

۹۶۳۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۷۔ سنن ماجہ: ۱۰۵۸۔ سنن الدارمی: ۱۴۷۱۔

(۵۵۵) صحیح مسلم: ۵۷۸۔ سنن النسائی: ۹۶۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۷۔

**فوائد:** ..... یہ احادیث سجدہ تلاوت کی مشروعیت کی دلیل ہیں۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۱۰۴ اور مذکورہ سورتوں میں سجدہ تلاوت کرنا مستحب فعل ہے۔)

۱۳۳..... بَابُ صِفَةِ سُجُودِ الرَّاَكِبِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ

آیت سجدہ کی تلاوت کرتے وقت سوار شخص کے سجدے کی کیفیت کا بیان

۵۵۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى عَرِيْبٍ . أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ مُضْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ نَافِعٍ.....

” حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے سال سجدے والی آیت تلاوت فرمائی تو تمام لوگوں نے سجدہ کیا۔ ان میں سوار لوگ بھی تھے اور زمین پر سجدہ کرنے والے بھی حتیٰ کہ سوار شخص اپنے ہاتھ پر سجدہ کرتا تھا۔“

۱۳۴..... بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الْمُسْتَمِعِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقَارِئِ السَّجْدَةَ إِذَا سَجَدَ

قرآن پڑھنے والا آیت سجدہ پر جب سجدہ کرے تو قرآن مجید کی تلاوت

سننے والے کے لیے سجدہ تلاوت کرنا مستحب ہے

۵۵۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ.....

” حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن مجید کی تلاوت سنایا کرتے تھے، آپ جب کوئی ایسی سورت تلاوت فرماتے جس میں سجدہ ہوتا تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی تھی۔“

۵۵۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

(۵۵۶) اسنادہ ضعیف: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب فی الرجل یسمع السجدة وهو راكب: ۱۴۱۱۔ وفی غیر الصلاة۔

(۵۵۷) صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب من لم یجد موضعا للسجود مع الامام من الازحام، رقم: ۱۰۷۹، ۱۰۷۸۔

صحیح مسلم: ۵۷۵۔ سنن ابی داود: ۱۴۱۲۔ مسند احمد: ۱۴۲/۲۔

عَنْ نَافِعٍ.....

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ السَّجْدَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى يَزْحَمَ بَعْضُنَا بَعْضًا.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آیت سجدہ تلاوت کرتے تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم (جگہ تک ہونے کی بنا پر) ایک دوسرے کو دھکیلتے۔“

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ قاری جب سجدہ کی آیت تلاوت کرے اور سجدہ کرے تو سامع کے لیے بھی سجدہ کرنا مشروع ہے۔

۱۳۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى صِدْقِ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ فِي الْمَفْصَلِ بَعْدَ هِجْرَتِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ.

ان لوگوں کے گمان کے برخلاف دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد مفصل سورتوں میں سجدہ تلاوت نہیں کیا۔

۵۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الزُّبَيْرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ ، نَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - نَا اللَّيْثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.....

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمَّرِ ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَوْقَ هَذَا الْمَسْجِدِ ، فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا ، وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا. قَدْ خَرَجْتُ طُرُقَ هَذَا الْخَبَرِ - فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ كِتَابِ الْكَبِيرِ - مَنْ قَالَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَأَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّمَا قَدِمَ عَلَى

”جناب نعیم بن عبداللہ المجمعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مسجد کے اوپر نماز پڑھی تو انہوں نے سورہ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ پڑھی اور اس میں (آیت سجدہ پر) سجدہ کیا۔ (نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (امام صاحب فرماتے ہیں) میں نے اس حدیث کے طرق کتاب الکبیر کی کتاب الصلاة میں بیان کیے ہیں۔ جس میں راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس سورت میں

(۵۵۹) صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب ازدحام الناس إذا قرأ الامام السجدة، رقم: ۱۰۶۶۔ صحیح مسلم: ۵۷۵۔ مسند احمد: ۱۴۲/۲۔

(۵۵۹) صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، باب سجدة: ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ رقم: ۱۰۷۴۔ صحیح مسلم: ۵۷۸۔ سنن النسائی: ۹۶۱۔ سنن ابی داود: ۱۴۰۸۔ مسند احمد: ۳۴۵۰۴۵۱/۲۔

سجدہ کرتے) دیکھا یا میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کیا۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے کئی سال بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے ہیں۔ جناب عراق بن مالک کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مدینہ منورہ آیا جبکہ نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے، آپ نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین بنایا تھا۔ حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے تین سال نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں گزارے۔ اور انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سورہ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ اور ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اپنی کتابوں میں بہت سارے مقامات پر بیان کیا ہے کہ بے شک وہ مخبر اور شاہد جس کی شہادت اور خبر قبول کرنا واجب اور ضروری ہے وہ وہ ہے جو کسی چیز کے ہونے کی خبر دے یا کسی چیز کو دیکھنے اور سننے کی گواہی دے نہ کہ وہ شخص جو کسی چیز کے ہونے کی نفی کرے اور اس کا انکار کرے۔ اور جو شخص کہے فلاں شخص نے یہ کام نہیں کیا۔ ”تو یہ شخص نہ تو مخبر ہے اور نہ شاہد، بلاشبہ شاہد وہ شخص ہے جو گواہی دے اور کہے: میں نے فلاں شخص کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اسے ایسے ایسے کہتے ہوئے سنا ہے۔ اور یہ بات صاحب علم اور فہم و فراست والے شخص پر مخفی نہیں ہے۔ میں نے یہ مسئلہ اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ اور بعض کم علم لوگوں کو جناب حارث بن عبید کی روایت حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ

النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْلَمَ بَعْدَ الْهَجْرَةِ بَسِينِينَ . قَالَ فِي خَبَرِ عَرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِخَيْبَرَ قَدْ اسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ سِبَاعُ بْنُ عَرْفَطَةَ . وَقَالَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ ، وَقَدْ أَعْلَمَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي ﴿ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴾ وَ ﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾ . وَقَدْ أَعْلَمْتُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِنَا أَنَّ الْمُخْبِرَ وَالشَّاهِدَ الَّذِي يَجِبُ قَبُولُ شَهَادَتِهِ وَخَبَرُهُ مَنْ يُخْبِرُ بِكَوْنِ الشَّيْءِ وَيَشْهَدُ عَلَى رُؤْيِهِ الشَّيْءِ وَسَمَاعِهِ لَا مَنْ يَنْفِي كَوْنَ الشَّيْءِ وَيَنْكُرُهُ ، وَعَنْ قَالَ: لِمَ يَفْعَلُ فُلَانٌ كَذَا ، لَيْسَ بِمُخْبِرٍ وَلَا شَاهِدٍ . وَإِنَّمَا الشَّاهِدُ مَنْ يَشْهَدُ وَيَقُولُ ، رَأَيْتُ فُلَانًا يَفْعَلُ كَذَا ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا . وَهَذَا لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ يَفْهَمُ الْعِلْمَ وَالْفَهْمَ ، وَقَدْ بَيَّنْتُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِنَا . وَتَوَهَّمَ بَعْضُ مَنْ لَمْ يَتَبَحَّرِ الْعِلْمَ أَنَّ خَبَرَ الْحَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ مَطِيرٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَفْصَلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِينَةِ حُجَّةً مَنْ زَعَمَ أَنَّ لَا سُجُودَ فِي الْمَفْصَلِ . وَهَذَا مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْتُ أَنَّ الشَّاهِدَ

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں کیا۔“ سے وہم ہوا ہے کہ یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو گمان کرتے ہیں کہ مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں ہے۔ اور یہ اسی قبیل سے ہے جسے میں نے بیان کیا ہے کہ شاہد وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کو دیکھنے یا سننے کی گواہی دے، نہ کہ وہ شخص جو اس کا انکار اور رد کرے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو سورہ ﴿ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴾ اور ﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾ میں ہجرت مدینہ کے بعد سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیونکہ وہ آپ کی صحبت میں نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد رہے ہیں نہ کہ ہجرت سے پہلے۔“

مَنْ يَشْهَدُ بِرُؤْيَةِ الشَّيْءِ أَوْ سَمَاعِهِ ، لَا مَنْ يُنْكِرُهُ وَيَدْفَعُهُ . وَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَدْ أَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ، وَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ بَعْدَ تَحْوِيلِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ ، إِذْ كَانَتْ صُحْبَتُهُ إِيَّاهُ إِنَّمَا كَانَ بَعْدَ تَحْوِيلِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا قَبْلَ .

**فوائد:** ..... اعظمی رحمہ اللہ کہتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ سے کئی سال پہلے مسلمان ہو چکے تھے، لیکن مدینہ کی طرف ہجرت خیبر کے زمانے میں کی۔ دلیل کے لیے الاستیعاب اور اصابہ میں طفیل بن عمرو دوسی کے حالات زندگی دیکھیں۔

”امام صاحب نے اپنے استاد محترم جناب حارث بن عبید کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔“

۵۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَحْبَرِ الْحَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ ، نَا أَبُو قَدَامَةَ . وَ هُوَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ . وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عُبَيْدٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا مَطَرُ الْوَرَّاقُ عَنْ عِكْرَمَةَ أَوْ غَيْرِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ .

## ۱۳۶..... بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السُّجْدَةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

فرض نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ کرنے کا بیان

صِدْقٌ قَوْلِ بَعْضِ أَهْلِ النَّجْهِلِ وَمَنْ لَا يَفْهَمُ الْعِلْمَ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ السُّجْدَةَ عِنْدَ قِرَاءَةِ السُّجْدَةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ غَيْرَ جَائِزَةٍ

ہمارے عہد کے کچھ جہلا کے دعوے کے خلاف جو علم کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور کہتے ہیں کہ فرض نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۵۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الشَّهِيدِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ وَ أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ الْعَجَلِيُّ قَالُوا ، نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ الشَّهِيدِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي ، قَالَ وَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ أَبِي .....

”حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، انہوں نے ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ کی تلاوت کی تو سجدہ کیا۔ میں نے ان سے عرض کی: یہ کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کے پیچھے اس سورت میں سجدہ کیا ہے۔ صنعانی نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے: میں ہمیشہ اس سورت میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ آپ سے (قیامت والے دن) ملاقات کر لوں۔“ ابوالاشعث کہتے ہیں: عن ابیہ عن بکر بن عبد اللہ - وہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اس سورت میں سجدہ کیا لہذا میں ابوالقاسم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تک مسلسل اس سورت میں سجدہ کرتا رہوں گا۔“

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ ، وَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ فَسَجَدَ . فَقُلْتُ لَهُ : مَا هَذِهِ السُّجْدَةُ ؟ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ . وَقَالَ الصَّنَعَانِيُّ : عَنْ أَبِيهِ وَزَادَ فِي آخِرِ الْخَبَرِ : فَلَا أَرَأَى أَنْ سَجُدَ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ . وَقَالَ أَبُو الْأَشْعَثِ : عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَسَجَدَ بِهَا فَلَا أَرَأَى أَنْ سَجُدَ بِهَا حَتَّى أَلْقَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۵۵۴ کے تحت ملاحظہ کریں۔

(۵۶۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة: ۵۷۸۔ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الجهر فی العشاء: ۷۶۶۔

سنن النسائی: ۹۶۱۔ سنن ابی داود: ۱۴۰۸۔ مسند احمد: ۲/۲۲۹۔



## ۱۳۷..... بَابُ الذِّكْرِ وَالِدُعَاءِ فِي السُّجُودِ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ

سجدہ تلاوت میں ذکر اور دعا پڑھنے کا بیان

۵۶۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ ، قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی: میں نے آج رات خواب میں دیکھا گویا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے دیکھا گویا کہ میں نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے تو میں نے سجدہ کیا، میں نے درخت کو دیکھا کہ وہ بھی میرے سجدے کی وجہ سے سجدہ کر رہا ہے۔ میں نے اسے سجدے کی حالت میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: ((اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي عِنْدَكَ بِهَا أَجْرًا ، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا ، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا ، وَاقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا قَبِلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ)) ”اے اللہ میرے لیے اپنے پاس اس سجدے کے بدلے اجر و ثواب لکھ لے، اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لے، اس کے بدلے میرے گناہ معاف فرما، اور مجھ سے اسے قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول کیا تھا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے آیت سجدہ تلاوت فرمائی پھر سجدہ کیا، میں نے آپ کو سنا آپ سجدے میں وہی دعا پڑھ رہے تھے جو آدمی نے درخت کی دعا بیان کی تھی۔“

حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ فِيمَا بَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي أَصَلَيْتُ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَرَأَيْتُ كَأَنِّي قَرَأْتُ سَجْدَةً ، فَسَجَدْتُ فَرَأَيْتُ الشَّجَرَةَ كَأَنَّهَُا تَسْجُدُ بِسُجُودِي ، فَسَمِعْتُهَا - وَهِيَ سَاجِدَةٌ - وَهِيَ تَقُولُ: اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي عِنْدَكَ بِهَا أَجْرًا ، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا ، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا ، وَاقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا قَبِلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ السَّجْدَةَ ثُمَّ سَجَدَ ، فَسَمِعْتُهُ - وَهُوَ سَاجِدٌ - يَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ الرَّجُلُ عَنْ كَلَامِ الشَّجَرَةِ .

**فوائد:** ..... یہ دعا چونکہ نبی اکرم ﷺ نے پڑھی ہے لہذا اس کا پڑھنا اس وجہ سے مسنون ہے نہ کہ محض درخت کے پڑھنے یا آدمی کے خواب میں سننے کی وجہ سے۔

(۵۶۲) اسنادہ حسن، سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما يقول في سجود القرآن، رقم: ۵۷۹۔ سنن ابن ماجہ: ۱۰۵۳۔

۵۶۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ الْحُلَوَانِيُّ.....

”جناب محمد بن زید بن خمیس بیان کرتے ہیں کہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن ابی یزید نے ہمیں مسجد حرام میں رمضان المبارک کے مہینے میں نماز پڑھائی۔ وہ آیت سجدہ پڑھتے تو سجدہ کرتے اور طویل سجدہ کرتے، انہیں اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ انہیں میرے دادا جناب عبداللہ بن ابی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ پھر اس جیسی روایت ذکر کی۔ اور کہا: ”واحطط عنی بہا وزرا“ (اے اللہ) اس سجدے کے بدلے میرے گناہ معاف فرمادے“ اور یہ الفاظ روایت نہیں کیے: مجھ سے قبول فرما جیسے تم نے اپنے بندے داود سے قبول فرمایا تھا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابوالعالیہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قرآن مجید کے سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: (( سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ )) ”میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا ہے اور اپنی کمال قدرت و طاقت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائی ہیں۔“ کی الملاء ترک کر دی تھی کیونکہ حضرت خالد الخداء اور ابوالعالیہ کے درمیان ایک متعین شخص کا واسطہ ہے جسے عبدالوہاب بن عبدالحجید اور خالد بن عبداللہ واسطی نے ترک کر دیا ہے۔ (اس لیے اس کی سند منقطع ہے۔)

نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْسٍ ، قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ صَلَّى بِنَا فِي هَذَا الْمَسْجِدِ - يَعْنِي الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ - فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ، فَكَانَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ فَيَسْجُدُ فَيُطِيلُ السُّجُودَ ، فَيَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ . فَقَالَ ، قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ ، وَقَالَ: وَاحْطَطُ عَنِّي بِهَا وَزْرًا ، وَلَمْ يَقُلْ: إِقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتُ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَإِنَّمَا كُنْتُ تَرَكْتُ إِمْلَاءَ خَبْرِ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ، لِأَنَّ بَيْنَ خَالِدِ الْحَدَّاءِ وَبَيْنَ أَبِي الْعَالِيَةِ رَجُلٌ مُسْمَى لَمْ يَذْكَرْ الرَّجُلَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ .

۵۶۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَاهُ بَنْدَارٌ ، أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، أَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ الْحَدَّاءُ - عَنِ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ ، نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ

(۵۶۳) اسنادہ حسن، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، والسنة فیہا، باب سجود القرآن: ۱۰۵۳۔ سنن الترمذی: ۳۴۲۴، ۵۷۹۔

الْحَدَّاءُ - عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ.....

”امام صاحب اپنے استاد گرامی جناب بندار سے حضرت ابو العالیہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں۔ حدیث کے راوی جناب ابو بشر نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے: ”رات کے وقت اور ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے کہ: آپ یہ دعائیں بار پڑھتے تھے۔“

عَنْ عَائِشَةَ: غَيْرَ أَنْ أَبَا بَشِيرٍ لَمْ يَقُلْ: بِاللَّيْلِ وَزَادَ: يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

۵۶۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا.....

”امام صاحب اپنے استاد محترم جناب یعقوب بن ابراہیم دورقی کی سند سے جناب ابو العالیہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا بندار کی روایت جیسی روایت بیان کرتے ہیں، فرق یہ ہے کہ اس روایت میں امام صاحب یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: آپ یہ دعا سجدے میں کئی بار پڑھتے تھے۔“ امام ابو بکر بریلوی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ روایت (جس میں خالد حذاء اور ابو العالیہ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ موجود ہے) اس وقت بیان کر دی ہے، اس ڈر سے کہ بعض طالب علم جناب ثقفی اور خالد بن عبد اللہ کی روایت سے غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں اور وہ عبد الوہاب اور خالد بن عبد اللہ کی روایت کو صحیح سمجھے لگیں (حالانکہ وہ منقطع ہے۔)“

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورَقِيُّ ، نَا ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مِثْلَ حَدِيثِ بُنْدَارٍ ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: يَقُولُ فِي السَّجْدَةِ مِرَارًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَإِنَّمَا أَمَلَيْتُ هَذَا الْخَبَرَ وَبَيَّنْتُ عِلَّتَهُ فِي هَذَا الْوَقْتِ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ بَعْضُ طُلَّابِ الْعِلْمِ بِرِوَايَةِ الثَّقَفِيِّ وَخَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَيَتَوَهَّمُ أَنَّ رِوَايَةَ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَخَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَحِيحَةٌ .

**فوائد:**..... سجدہ تلاوت کی یہ دعا ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ

وَقُوَّتِهِ)) صحیح سند سے ثابت ہے۔ (مسند احمد: ۶/۳۰، ترمذی: ۵۸۰، نسائی: ۱۱۲۹) علامہ البانی رحمہ اللہ اور شعیب ارنؤوط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ لہذا سجدہ تلاوت میں مذکورہ دعا کا اہتمام مشروع ہے۔

(۵۶۴) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول الله ﷺ، باب ما يقول في سجود القرآن: ۳۴۲۵، ۵۸۰۔ سنن

النسائی: ۱۱۱۷۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۱۴۔ مسند احمد: ۶/۳۰۔

(۵۶۵) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب الجمعة، عن رسول الله ﷺ، باب ما يقول في سجود القرآن: ۵۸۰۔ سنن النسائی:

۱۱۲۹۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۱۴۔ مسند احمد: ۶/۲۱۷۔

## ۱۳۸..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ السُّجُودَ عِنْدَ قِرَاءَةِ السَّجْدَةِ فَضِيلَةٌ لَا فَرِيضَةٌ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ آیت سجدہ، تلاوت کرنے کے بعد سجدہ کرنا فضیلت کا حامل ہے فرض نہیں ہے  
 إِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ وَسَجَدَ الْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَالْمُشْرِكُونَ جَمِيعًا، إِلَّا الرَّجُلَيْنِ  
 اللَّذَيْنِ أَرَادَا الشُّهْرَةَ. وَقَدْ قَرَأَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَلَمْ يَأْمُرْهُ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ، وَلَوْ كَانَ السُّجُودَ فَرِيضَةً لَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا، وَلَوْ لَمْ تَكُنْ فِي النَّجْمِ سَجْدَةٌ كَمَا تَوَهَّم  
 بَعْضُ النَّاسِ لِعَلَّةِ هَذَا الْخَبَرِ الَّذِي سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَمَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فِي النَّجْمِ

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اور شہرت کے طلب گاروں افراد کے سوا  
 تمام مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سورۃ نجم نبی کریم ﷺ کے پاس پڑھی اور سجدہ نہ کیا اور  
 نبی کریم ﷺ نے انہیں سجدہ کرنے کا حکم نہ دیا۔ اگر سجدہ تلاوت فرض ہوتا تو آپ انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیتے۔ اور اگر  
 سورہ النجم میں سجدہ نہ ہوتا، جیسا کہ بعض لوگوں کو اس حدیث کی علت کی بنا پر جسے ہم عنقریب بیان کریں گے، ان شاء اللہ  
 ، وہم ہوا ہے، تو نبی اکرم ﷺ سورہ النجم میں سجدہ نہ کرتے۔

۵۶۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ،  
 حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ.....

”حضرت خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد بزرگوار سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو  
 سورہ النجم پڑھ کر سنائی تو ہم میں سے کسی نے سجدہ نہ کیا۔  
 جناب ابو صخر فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز اور  
 ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان دونوں نے بھی  
 سجدہ تلاوت نہ کیا۔“

۵۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ عَثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ عَنِ رِبِيعَةَ  
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ التَّيْمِيِّ - قَالَ.....

(۵۶۶) صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳۔ مسلم: ۵۷۷۔ سنن الترمذی:

۵۸۰۔ سنن ابی داؤد: ۱۴۰۵۔ ابن سب میں ((فلم يسجد منا احد)) کی جگہ ((فلم يسجد فيها)) کے الفاظ ہیں۔

(۵۶۷) صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب من رأى ان الله سرجل لم يوجب السجود: ۱۰۷۷۔

”جناب ابوبکر بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ربیعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک کے روز منبر پر سورہ نحل کی تلاوت کی یہاں تک کہ جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو فرمایا: اے لوگو! ہم آیت سجدہ کے پاس سے گزر رہے ہیں تو جس شخص نے سجدہ کیا تو اس نے درست اور اچھا کام کیا۔ اور جس نے سجدہ نہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور آپ نے سجدہ نہ کیا۔“

أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَكَانَ رِبِيعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ مِمَّنْ حَضَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - وَقَالَ رِبِيعَةُ: قَرَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمُنْبَرِ سُورَةَ النَّحْلِ حَتَّى إِذَا آتَى السَّجْدَةَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا نَمُرُ بِالسُّجُودِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَأَحْسَنَ. وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ. وَلَمْ يَسْجُدْ.

۱۳۹..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى الْمُنْصِبِ السَّمْعِ قِرَاءَةَ السَّجْدَةِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ السُّجُودُ

إِذَا لَمْ يَسْجُدِ الْقَارِئُ، صِدْقُ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّ السَّجْدَةَ عَلَى مَنْ اسْتَمَعَ لَهَا وَأَنْصَتَ اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب آیت سجدہ پر قاری قرآن سجدہ نہ کرے تو خاموشی سے سننے والے کے لیے سجدہ تلاوت کرنا واجب نہیں ہے، اس شخص کے قول کے برخلاف جو گمان کرتا ہے کہ آیت سجدہ کی تلاوت غور سے اور خاموشی کے ساتھ سننے والے شخص پر سجدہ تلاوت واجب ہے

۵۶۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ، نَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ ذُنَيْبٍ، ح وَحَدَّثَنَا بَنْدَارٌ مَرَّةً، حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذُنَيْبٍ عَنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ النجم کی تلاوت کر کے سنائی تو آپ نے سجدہ تلاوت نہ کیا۔“ امام صاحب اسی روایت ابو صخر سے دو مختلف سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ جناب عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک انہوں نے رسول

عَنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَرَوَى أَبُو صَخْرٍ هَذَا الْخَبَرَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ جَمِيعًا. حَدَّثَنَا بِهِمَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ، نَا عَمِّي عَنْ

(۵۶۸) صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳۔ سنن الترمذی: ۵۷۸۔ سنن ابی

داؤد: ۱۴۰۴۔ مسند احمد: ۱۸۶، ۱۸۳/۵۔ صحیح مسلم: ۹۰۳۔

اللہ ﷻ کو (والنجم اذا هوى) پڑھ کر سنائی تو آپ نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔“

أَبِي صَخْرٍ بِإِسْنَادَيْنِ مُتَّفَرِّدَيْنِ . وَرَوَاهُ  
يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ  
سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ، وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ﴿ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ﴾ فَلَمْ  
يَسْجُدْ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ  
عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ  
عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفٍ .

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں، بلکہ مستحب فعل ہے اور قاری وسامع کا سجدہ تلاوت ترک کرنا گناہ نہیں ہے البتہ سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ کرنا اولیٰ افضل ہے۔

۱۳۰..... بَابُ الْجَهْرِ بِأَمِينٍ عِنْدَ انْقِضَاءِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي يَجْهَرُ

الْإِمَامُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ

جن نمازوں میں امام جہری قراءت کرتا ہے ان میں سورہ فاتحہ کے اختتام پر

بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان

۵۶۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْمَخْزُومِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُشْرِمٍ . وَهَذَا حَدِيثُ الْمَخْزُومِيِّ - نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيْبِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قاری آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ لہذا جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِنُوا فَإِنَّ  
الْمَلَائِكَةَ تُؤْمِنُ ، فَمَنْ وَاَفَّقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينِ  
الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . قَالَ  
الْمَخْزُومِيُّ مَرَّةً ، قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ .

۵۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي بِنَ

(۵۶۹) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التامین: ۶۴۰۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۱۰۔ سنن ترمذی: ۲۵۰۔ سنن النسائی:

۹۲۵۔ سنن ابن ماجہ: ۸۵۱۔ مسند احمد: ۲۳۸/۲۔ موطا: ۱۸۰۔

مُحَمَّدَ الدَّرَاوَزْدِيَّ - عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ أَبِيهِ.....  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَمَنْ  
 وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ  
 مِنْ ذَنْبِهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:  
 إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا مَا بَانَ وَتَبَتَ أَنَّ الْإِمَامَ  
 يَجْهَرُ بِأَمِينٍ إِذْ مَعْلُومٌ عِنْدَ مَنْ يَفْهَمُ الْجَلْمَ  
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْمُرُ  
 الْمَأْمُومَ أَنْ يَقُولَ أَمِينَ عِنْدَ تَأْمِينِ الْإِمَامِ  
 إِلَّا وَالْمَأْمُومُ يَعْلَمُ أَنَّ الْإِمَامَ يَقُولُهُ، وَلَوْ  
 كَانَ الْإِمَامُ يُسِرُّ أَمِينَ لَا يَجْهَرُ بِهِ، لَمْ  
 يَعْلَمْ الْمَأْمُومُ أَنَّ إِمَامَهُ قَالَ أَمِينَ أَوْ لَمْ  
 يَقُلْهُ. وَمَحَالٌ أَنْ يُقَالَ لِلرَّجُلِ إِذَا قَالَ  
 قُلَانٌ كَذَا فَقُلْ مِثْلَ مَقَالَتِهِ وَأَنْتَ لَا تَسْمَعُ  
 مَقَالَتَهُ، هَذَا عَيْنُ الْمَحَالِ، وَمَا لَا  
 يَتَوَهَّمُهُ عَالِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُ الْمَأْمُومَ أَنْ  
 يَقُولَ أَمِينَ إِذَا قَالَهُ إِمَامُهُ وَهُوَ لَا يَسْمَعُ  
 تَأْمِينَ إِمَامِهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ، فَاسْمَعِ الْخَبَرَ  
 الْمُصْرِحَ بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْتُ أَنَّ الْإِمَامَ يَجْهَرُ  
 بِأَمِينٍ عِنْدَ قِرَاءَةِ قَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو تو جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔“ میں اس بات کی دلیل ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام بلند آواز سے آمین کہے گا، کیونکہ علم کو سمجھنے والا شخص بخوبی جانتا ہے کہ نبی ﷺ نے مقتدی کو امام کی آمین کے وقت آمین کہنے کا حکم اسی وقت دیا ہے جب وہ اپنے امام کو آمین کہتے ہوئے سنے گا۔ اور اگر امام آہستہ آواز سے آمین کہے اور اسے بلند آواز سے نہ کہے تو مقتدی کو پتہ نہیں چلے گا کہ اس کے امام نے آمین کہا ہے یا نہیں اور یہ بات محال و ناممکن ہے کہ کسی شخص سے کہا جائے کہ فلاں شخص جب ایسے کہے تو تم بھی ویسے ہی کہنا حالانکہ تم اس کے قول کو سن نہ سکو۔ یہ تو بالکل ہی ناممکن اور محال بات ہے۔ ایسی محال بات کسی عالم شخص کے وہم میں بھی نہیں آسکتی کہ نبی اکرم ﷺ مقتدی کو حکم دیں کہ وہ اپنے امام کی آمین کے وقت آمین کہے حالانکہ وہ اپنے امام کی آمین کو سنتا ہی نہ ہو۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لیجیے اب وہ صریح اور واضح حدیث سنیں جو ہماری بات کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کہ امام سورہ فاتحہ کی قراءت کرنے کے بعد بلند آواز سے آمین کہے گا۔“

۵۷۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَهُوَ ابْنُ

(۵۷۰) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب جهر الامام بالثامین: ۷۸۰۔ صحیح مسلم: ۴۱۰۔ سنن ترمذی: ۲۵۰۔ سنن النسائی:

۹۲۵۔ مسند احمد: ۲۷۸/۲۔ موطا: ۱۸۰۔

العلاء الزبیدی - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، قَالَ ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَ سَعِيدٌ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ام القرآن کی قراءت سے فارغ ہوتے تو اپنی بلند آواز سے آمین کہتے۔“

۵۷۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو سَعِيدٍ الْجُعْفِيُّ ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - عَنْ نَافِعٍ.....

”جناب نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ ہوتے اور وہ ام القرآن پڑھتا تو لوگ آمین کہتے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی آمین کہتے اور وہ اسے سنت سمجھتے تھے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے اختتام پر، امام و ماموم اور منفرد کا آمین کہنا مستحب فعل ہے۔ نیز امام و ماموم ایک ساتھ آمین کہیں۔ ان کی آمین میں تقدیم و تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ ”جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جس روایت میں إِذَا آمَنَ فَاصْبِرُوا کے الفاظ ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جب امام آمین کہنے کا ارادہ کرے تو تم آمین کہو۔ (یوں امام و ماموم کی تائین میں موافقت پیدا ہوگی۔)

۲۔ امام و منفرد کا اونچی آواز سے آمین کہنا مسنون ہے۔ اسی طرح راجح مذہب کے مطابق مقتدی بھی اونچی آواز سے آمین کہے گا۔ اور امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے، منفرد اور امام و ماموم سری نماز میں آمین کہیں گے اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ جہری نماز میں بھی آمین کہنا مشروع ہے۔ لیکن امام مالک کا مذہب ہے کہ جہری نماز میں امام آمین نہ کہے اور ابو حنیفہ، مالک و کوفہ اور ایک روایت کے مطابق مالک کا موقف ہے کہ بلند آواز سے آمین نہ کہی جائے۔

(شرح النووی: ۱۲۹/۴)

۳۔ احادیث الباب سورۃ فاتحہ کے آخر پر آمین کہنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں، جمہور علماء کے نزدیک آمین کہنے کا حکم سری ہے استحباب و ندب پر محمول ہے اور ابن بزیڑ نے بعض علماء سے نقل کیا

(۵۷۱) اسنادہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۱۸۰۶۔ والبیہقی: ۵۸/۲۔ والحاکم: ۲۲۳/۱۔ وصحیحہ علی شرط الشیخین و والفقہ الذہبی، الصحیحہ: ۴۶۴۔ الدار قطنی: ۳۳۵/۱۔  
(۵۷۲) اسنادہ صحیح، بیہقی: ۵۹/۲۔



ہے کہ بظاہر اس حکم کی تعمیل میں مقتدی پر آمین کہنا واجب ہے اور اہل ظاہر نے ہر نماز پر آمین کہنا واجب قرار دیا ہے، لیکن احادیث کے ظاہری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین کہنا صرف مقتدیوں پر واجب ہے وہ بھی مقید کہ امام آمین کے تو مقتدیوں پر آمین کہنا واجب ہوگا اور امام اور منفرد شخص کے لیے آمین کہنا محض مندوب ہے۔

(نیل الاوطار: ۲/ ۲۳۰-۲۳۱)

۵۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الْأَزْرَقِيُّ بِخَبَرٍ غَرِيبٍ غَرِيبٍ ، إِنْ كَانَ حَفِظَ إِتِّصَالَ الْإِسْنَادِ ، حَدَّثَنَا بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ.....  
عَنْ بِلَالٍ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبِقُنِي بِأَمِينٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَكَذَا أَمَلَى عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَصْلِهِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ بِلَالٍ . وَالرَّوَاةُ إِنَّمَا يَقُولُونَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ أَنَّ بِلَالَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: آپ مجھ پر آمین (کہنے) میں سبقت نہ لیا جائیں امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جناب محمد بن حسان نے یہ حدیث ہمیں اسی طرح املاء کروائی ہے کہ یہ روایت امام سفیان ثوری اپنے استاد عاصم سے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جبکہ دیگر رواۃ اس سند میں جناب عاصم کے استاد ابو عثمان کا اضافہ کرتے ہیں (اور وہ کہتے ہیں کہ) ان بلا لاقال للنبي ﷺ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی

اکرم ﷺ سے عرض کی۔“

۱۴۱..... بَابُ ذِكْرِ حَسَدِ الْيَهُودِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى التَّامِينَ أَنْ يَكُونَ زَجْرَ بَعْضِ الْجُهَالِ الْأَيْمَةِ وَالْمَأْمُومِينَ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ شُعْبَةً مِنْ فِعْلِ الْيَهُودِ وَحَسَدٍ مِنْهُمْ لِمَتَّبِعِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مؤمنوں کے آمین کہنے پر یہودیوں کے حسد کرنے کا بیان، امام کی قراءت کے بعد بعض جاہل ائمہ اور مقتدیوں کا آمین کرنے سے روکنا یہودیوں کے طرز عمل کا حصہ اور نبی اکرم ﷺ کے پیروکاروں کے بارے میں ان کے حسد کی نشانی ہے۔

۵۷۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ ، نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ سُهَيْلٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي صَالِحٍ - عَنْ أَبِيهِ.....

(۵۷۳) اسنادہ ضعیف: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب التامین وراء الامام: ۹۳۷۔ مسند احمد: ۱۵، ۱۲/۶۔

(۵۷۴) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام وکيف یرد علیہم: ۲۱۶۵۔ صحیح بخاری:

۶۰۲۶۔ سنن ترمذی: ۲۷۰۱۔ مسند احمد: ۱۳۵، ۱۳۴/۶۔

اذان اور اقامت کے ابواب

” حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا: ”السام عليك يا محمد“ اے محمد تم پر موت (نازل) ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور تم پر بھی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے بات کرنے کا ارادہ کیا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی معلوم ہونے پر خاموش رہی۔ پھر ایک اور یہودی آپ کے پاس آیا تو اس نے بھی کہا: آپ پر موت طاری ہو۔ آپ نے جواباً فرمایا: تم پر ہی ہو۔ میں نے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا لیکن میں جان گئی کہ آپ اسے برا سمجھتے ہیں (لہذا میں خاموش رہی) پھر تیسرا (یہودی) داخل ہوا تو اس نے کہا: آپ پر موت (نازل) ہو۔ اس بار مجھ سے رہانہ جاسکا یہاں تک کہ میں نے کہا: تجھ ہی پر موت نازل ہو، تجھ پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت نازل ہو، اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے الفاظ کے ساتھ سلام کرتے ہوئے جن الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام نہیں کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ عیش گوئی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتے، انہوں نے جیسے ہمیں سلام کیا، ویسے ہی ہم نے انہیں جواب دے دیا تھا۔ بلاشبہ یہودی بہت زیادہ حسد کرنے والی قوم ہے اور وہ ہم پر کسی چیز میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ ہمارے سلام اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس قصے کے متعلق ابن ابی ملیکہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ”کتاب الکبیر“ میں بیان کر دی ہے۔“

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ الْيَهُودُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : وَعَلَيْكَ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ . فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذَلِكَ فَسَكَتُ . ثُمَّ دَخَلَ آخَرَ ، فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ . فَقَالَ: عَلَيْكَ . فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذَلِكَ . ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ . فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَعَظَبُ اللَّهِ وَلَعْنَتُهُ ، إِخْوَانُ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ . أَتَحْيُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَا لَمْ يُحْيِهِ اللَّهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ . قَالُوا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ . إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ حَسِدٌ وَهُمْ لَا يَحْسُدُونَا عَلَى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُونَا عَلَى السَّلَامِ وَعَلَى آمِينٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ خَبْرُ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَدْ خَرَّجْتُهُ فِي كِتَابِ الْكَبِيرِ .

**فوائد:**..... یہ حدیث واضح نص ہے کہ امام و ماموم بلند آواز سے آمین کہیں کیونکہ اگر عہد رسالت میں آمین

آہستہ آواز سے کہنا معمول ہوتا تو یہود کو اس عمل سے چڑنے کی کیا ضرورت تھی، لہذا یہ اٹل حقیقت ہے کہ عہد رسالت

میں امام اور مقتدی کبھی بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔

۱۳۲..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا جَهَلَ فَلَمْ يَقُلْ آمِينَ أَوْ نَسِيَهُ كَانَ عَلَى الْمَأْمُومِ إِذَا سَمِعَهُ يَقُولُ وَلَا الضَّالِّينَ عِنْدَ خْتِمِهِ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَنْ يَقُولَ آمِينَ. إِذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ الْمَأْمُومَ أَنْ يَقُولَ: آمِينَ، إِذَا قَالَ إِمَامُهُ وَلَا الضَّالِّينَ كَمَا أَمَرَهُ أَنْ يَقُولَ آمِينَ إِذَا قَالَهُ إِمَامُهُ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب امام لاعلمی یا بھول جانے کی وجہ سے آمین نہ کہے تو مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ سورہ فاتحہ کی قراءت کے اختتام پر امام کو (ولا الضالین) کہتے ہوئے سنے تو آمین کہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مقتدی کو آمین کہنے کا حکم دیا ہے جب اس کا امام (ولا الضالین) پڑھے جیسا کہ آپ نے مقتدی کو امام کے آمین کہنے کے وقت آمین کہنے کا حکم دیا ہے۔

۵۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا، حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْجٍ - أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھے تو، تم آمین کہو، بلاشبہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے، تو جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ یہ صنعانی کی حدیث ہے۔

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل کہ اگر امام عمداً یا بلا عمد آمین نہ کہے، تب بھی مقتدی آمین کہیں گے۔ کیونکہ اس روایت میں حکم ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو مقتدی آمین کہیں، یہاں امام کی آمین سے مقتدی کی آمین مشروط نہیں ہے۔

۱۳۳..... بَابُ ذِكْرِ خَيْرِ رُؤْيَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَكْبِيرِهِ فِي الصَّلَاةِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفَعٍ بَلْفِظِ عَامٍ مُرَادُهُ خَاصٌّ.

اس حدیث کا بیان جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نماز میں ہر اٹھتے اور جھکتے وقت ”اللہ اکبر“ کہتے تھے، اس کے الفاظ عام ہیں اور مراد خاص ہے

(۵۷۵) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب جهر الامام بامین: ۹۲۷۔ یہ روایت کچھ الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ صحیح بخاری ۶۶۰۲، ۷۸۰ اور صحیح مسلم ۴۱۰۔ ابن ماجہ: ۲۵۱۔ احمد: ۲۳۳/۲ میں بھی موجود ہے۔

۵۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، نَا رَوْحُ بْنُ جُرَيْجٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَيْضًا الزَّعْفَرَانِيُّ ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَيَّانَ عَنْ عَمِّهِ .....

”جناب واسع بن حیان: اُسے سہ مہر سے کہتے تھے۔“ اور یہ اضافہ بیان کیا ہے: پھر آپ اپنی دائیں جانب ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ کہتے اور اپنی بائیں جانب بھی ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ فرماتے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جناب عمرو بن یحییٰ کے شاگردوں نے اس سند میں اختلاف کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: کہ انہوں نے عبداللہ بن زید بن عاصم سے سوال کیا میں نے اس کو کتاب الکبیر میں بیان کیا ہے۔

وَإِسْعَاقُ بْنُ حَيَّانَ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَمْرٍو عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا وَضَعَ ، اللَّهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ . وَقَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: عَنِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَوَضَعَ ، وَزَادَ ثُمَّ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَنْ يَمِينِهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَنْ يَسَارِهِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: اِخْتَلَفَ أَصْحَابُ عَمْرٍو بَنَ يَحْيَى فِي هَذَا الْإِسْنَادِ ، فَقَالَ: إِنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ ، خَرَجْتُهُ فِي كِتَابِ الْكَبِيرِ .

۵۷۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ ..... ”حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو مقام ابراہیم کے پاس (نماز میں) ہراٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہتے ہوئے دیکھا تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے وہ ہراٹھتے اور جھکتے وقت ”اللہ اکبر“ کہتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: تیری ماں مر جائے کیا یہ رسول اللہ ﷺ

(۵۷۶) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب السہو، باب کیف السلام علی الیمین: ۱۳۲۰، ۱۳۲۱۔ مسند احمد: ۳۰۵۵۔

(۵۷۷) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اتمام التکبیر فی السجود: ۷۸۶۔

کی نماز نہیں ہے؟“

۱۳۴..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ هَذِهِ اللَّفْظَةَ الَّتِي ذَكَرْتَهَا لَفْظُ عَامِّ مُرَادُهُ خَاصٌّ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا كَانَ يُكَبِّرُ فِي بَعْضِ الرَّفْعِ، لَا فِي كُلِّهَا، لَمْ يُكَبِّرِ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ رَفْعِهِ رَأْسَهُ عَنِ الرُّكُوعِ وَإِنَّمَا كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ خِلاَ عِنْدَ رَفْعِهِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جو الفاظ میں نے ذکر کیے ہیں، یہ عام ہیں، ان سے مراد خاص ہے،

نبی اکرم ﷺ ہر مرتبہ اٹھتے وقت اللہ اکبر نہیں کہتے تھے بلکہ بعض دفعہ کہتے تھے، آپ رکوع سے

سراٹھاتے وقت ”اللہ اکبر“ کہتے تھے بلکہ آپ رکوع سے سراٹھانے کے سوا ہر مرتبہ اٹھتے وقت ”اللہ اکبر“ کہتے ہیں۔

۵۷۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے:

پھر جب رکوع کرتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر جب رکوع

سے اپنی کرسی دی کرتے تو ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمِدَهُ“ (جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان

کی ہے اللہ نے اس کی آواز سن لی ہے۔) کہتے اور پھر

کھڑے کھڑے فرماتے: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پھر جب

سجدے کے لیے جھکتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر جب

سجدے سے اپنا سراٹھاتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، پھر جب

(دوسرا) سجدہ کرتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ پھر جب اپنا

سراٹھاتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ پھر آپ نماز مکمل کرنے

تک پوری نماز میں اسی طرح کرتے۔ اور جب آپ دو رکعت

کے بعد تشهد سے اٹھتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ پھر حضرت

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ

حِينَ يَرُكِعُ ، ثُمَّ يَقُولُ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمِدَهُ“ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ،

يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ

حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ

رَأْسَهُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ

حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ، ثُمَّ يَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ فِي

الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا ، وَيُكَبِّرُ حِينَ

يَقُومُ مِنَ الْمَنَى بَعْدَ الْجُلُوسِ . ثُمَّ يَقُولُ

أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي لَا أَشْبَهُكُمْ صَلَاةَ بِرَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(۵۷۸) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلاة ۳۹۲۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان،

باب التكبير اذا قام من السجود: ۷۸۷، ۷۸۹۔ سنن النسائي: ۱۰۲۳۔ ابو داؤد: ۸۳۶۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز ادا کرنے والا ہوں۔“

۵۷۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

”جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، اور جب رکوع کو جاتے، اور جب رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ اور جب پہلا سجدہ کرنے کے بعد سر اٹھاتے تو (دوسرا) سجدہ کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب (دوسرے سجدے کے بعد) بیٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، وہ اسی طرح دوسری دو رکعتوں میں بھی تکبیر کہتے، پھر جب سلام پھیرا تو فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے قریب نماز ادا کرنے والا ہوں۔ اس دنیا سے رخصت ہونے تک آپ کی نماز اسی طرح تھی۔“

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُصَلِّي بِنَا ، فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ، وَحِينَ يَرُكُّعُ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ مِنَ السُّجُودِ ، وَإِذَا جَلَسَ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ ، وَيُكَبِّرُ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ . فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبْهًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي صَلَاتَهُ - مَا زَالَتْ هَذِهِ صَلَاتُهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا .

۵۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ ، نَا أَبُو عَامِرٍ ، أَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ.....

”جناب سعید بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے، یا کسی سفر پر چلے گئے تو ہمیں حضرت ابوسعید خدری

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ ، قَالَ : اشْتَكَيْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَوْ غَابَ فَصَلَّى بِنَا أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ ،

(۵۷۹) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب یھوی بالتکبیر حین یسجد: ۷۸۵، ۸۰۳۔ مسند احمد: ۲/۲۷۰۔ ومسلم: ۳۹۲۔

(۵۸۰) اسنادہ صحیح، مسند احمد بن حنبل: ۱۸/۳۔ الحاکم: ۲۲۳/۱۔ وصححه و وافقه الذہبی، والبیہقی فی الکبری:

۱۸/۲۔ من طریق لیکن اس کی اصل اختصار کے ساتھ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب یتکبر وینهض من السجدتين: ۸۲۵ میں ہے۔

خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، انہوں نے جب نماز شروع کی تو بلند آواز سے ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا۔ اور جب آپ رکوع کو گئے تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا، اور جب سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا تو تکبیر کہی (یعنی سجدے کو جاتے وقت) سجدوں کو جاتے اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت بھی اللہ اکبر کہا، اور جب (دوسرے سجدے کے بعد سر) اٹھایا تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا، اور جب دو رکعت کے بعد (تشہد بیٹھنے کے بعد) کھڑے ہوئے تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا، حتیٰ کہ انہوں نے وہ نماز اسی طرح مکمل کی۔ ان سے عرض کی گئی: لوگ آپ کی نماز کے متعلق اختلاف کر رہے ہیں۔ وہ باہر تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! اللہ کی قسم! مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں ہے کہ تمہاری نماز (میری نماز سے) مختلف ہے یا مختلف نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کا یہ کہنا کہ جب آپ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہتے تھے تو ان کی مراد یہ ہے کہ جب وہ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور سجدے کے لیے جھکنے کا ارادہ کرتے تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہتے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہتے تھے (بلکہ اس وقت تو سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ ہی کہتے تھے)۔ اسی طرح حضرت عمران بن حصین کی روایت میں جب انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے اپنی نماز کا تذکرہ کیا تو فرمایا: ”جب انہوں نے رکوع سے سر اٹھایا تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا: ان کی مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے رکوع سے سر اٹھایا اور سجدے کے لیے جھکنے کا ارادہ فرمایا تو ”اللہُ اکْبَرُ“ کہا۔“

فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ افْتَتَحَ ، وَحِينَ رَكَعَ ، وَحِينَ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ، وَحِينَ سَجَدَ ، وَحِينَ رَفَعَ ، وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ ، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ عَلَى ذَلِكَ . فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي صَلَاتِكَ . فَخَرَجَ ، فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَبَالِي اخْتِلَافَ صَلَاتِكُمْ أَوْ لَمْ تَخْتَلِفْ ، هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ وَحِينَ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، إِنَّمَا أَرَادَ حِينَ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَأَرَادَ الْإِهْوَاءَ لِلسُّجُودِ كَبْرَ ، لَا أَنَّهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ كَبَّرَ وَكَذَلِكَ أَرَادَ فِي خَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حِينَ ذَكَرَ صَلَاةَ تَخَلَّفَ عَلَيَّ بَنِي أَبِي قَتَابَةَ فَقَالَ: وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكُوعِ فَأَرَادَ الْإِهْوَاءَ إِلَى السُّجُودِ كَبْرَ .

”میں نے جو وضاحت کی ہے اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ روایت ہے جسے ہمارے استاد محترم جناب ہارون بن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جناب مطرف بن عبد اللہ بن ظہیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ جب سجدہ کرتے اور جب اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمران بن حصین نے مجھے فرمایا: ”انہوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ الفاظ جو حماد بن زید نے غیلان بن جریر سے روایت کیے ہیں کہ: ”جب آپ رکوع سے اٹھتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے“ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ آپ رکوع سے اٹھتے اور سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے، جیسا کہ امام زہری رضی اللہ عنہ نے ابو بکر عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام سے روایت کیا ہے پھر آپ جب رکوع سے اپنی کمر سیدھی کرتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر آپ کھڑے کھڑے رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے، پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ اسی طرح جناب ابو عامر کی روایت میں ہے جسے وہ فلیح سے اور وہ سعید بن الحارث سے اور وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے اس روایت میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے وقت تکبیر کہنے کا تذکرہ کیا کہ وہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ اور سجدہ کے لیے جھکتے وقت ایک مرتبہ پھر تکبیر کہنے کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر جب انہوں نے سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر کیا جو کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کی

۵۸۱۔ وَالذَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ مَا تَأَوَّلْتُ أَنَّ هَارُونَ بْنَ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيَّ ، حَدَّثَنَا ، قَالَ ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ - يَعْنِي الْحَدَّاءَ - عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ ، قَالَ : صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيٍّ فَكَانَ يُكَبِّرُ إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ ، فَلَمَّا انصَرَفَ ، قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ : صَلَّيْتُ بِنَا هَذَا مِثْلَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَفِي هَذَا النَّخْبِ مَا دَلَّ عَلَيَّ أَنَّ اللَّفْظَةَ الَّتِي ذَكَرَهَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِي هَذَا النَّخْبِ : وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ كَبَّرَ ، إِنَّمَا أَرَادَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ فَأَرَادَ السُّجُودَ كَبَّرَ ، عَلَيَّ مَا ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا . وَكَذَلِكَ خَبَّرَ أَبِي عَامِرٍ عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ، ذَكَرَ التَّكْبِيرَ حِينَ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَيَّ أَنَّهُ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكْعَةِ ، ذَكَرَ تَكْبِيرَ أُخْرَى عِنْدَ الْإِهْوَاءِ إِلَى السُّجُودِ ، فَلَمَّا ذَكَرَ التَّكْبِيرَ عِنْدَ رَفْعِ



تکبیر کے بعد ہے تو اس سے ثابت ہو گیا کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے وقت تکبیر کہنے سے ان کی مراد سجدے کے لیے جھکتے وقت تکبیر کہنا ہے۔ اسی طرح جناب ابوسلمہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے، فرمایا: اور جب رکوع کرتے، اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو ”السَّلَةُ الْكَبِيرُ“ کہتے۔ اس روایت نے بھی یہ بیان کر دیا ہے کہ آپ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور اگر ہم نمازی کے لیے ہر جھکنے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا جائز قرار دے دیں تو نمازی کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہے اور پھر سجدے کو جاتے ہوئے بھی تکبیر کہے۔ اس طرح چار رکعات میں کل چھبیس تکبیریں ہوں گی نہ کہ بائیس تکبیریں حالانکہ عکرمہ کی حضرت ابن عباس سے روایت میں یہ بات بالکل واضح اور ثابت ہے کہ چار رکعات میں کل بائیس تکبیریں ہیں، اس سے زائد نہیں ہیں۔“

الرَّأْسِ مِنَ السُّجُودِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ جِئِنَ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ بَانَ وَوَبَّتْ أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ التَّكْبِيرَ جِئِنَ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ إِذَا أَرَادَ الْإِهْوَاءَ إِلَى السُّجُودِ ، وَكَذَلِكَ فِي خَبَرِ أَبِي سَلَمَةَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . قَالَ: وَجِئِنَ يَرْكَعُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ بَعْدَمَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوعِ ، فَفِي هَذَا مَا بَانَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ السُّجُودَ . لَا أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَوْ أَبْحَنَّا لِلْمُصَلِّي أَنْ يُكَبِّرَ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفَعٍ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يُكَبِّرَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يُكَبِّرُ عِنْدَ الْإِهْوَاءِ إِلَى السُّجُودِ لَكَانَ عَدَدُ التَّكْبِيرِ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ سِتَّةً وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً . لَا اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً وَفِي خَبَرِ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا بَانَ وَوَبَّتْ أَنَّ عَدَدَ التَّكْبِيرِ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً لَا أَكْثَرَ مِنْهَا .

۵۸۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ ، حَدَّثَنَا بِخَبَرِ عِكْرَمَةَ نَصْرُبْنُ عَلِيَّ الْجَهْضَمِيُّ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ سَعِيدٍ ، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ.....  
عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّيْتُ ”جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

(۵۸۱) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب یکبر وینهض من السجدة: ۷۸۶، ۸۲۶۔ صحیح مسلم: ۳۹۳۔ سنن نسائی:

۱۰۷۴۔ سنن ابی داؤد: ۸۳۵۔

(۵۸۲) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب التکبیر اذا قام من السجود: ۷۸۷، ۷۸۸۔ الفتح الربانی: ۲/۲۴۶۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے ظہر کی نماز (وادی) بطحاء میں ایک کم عقل بوڑھے کے پیچھے پڑھی ہے تو اس نے بائیس تکبیریں کہی ہیں۔ جب اس نے سجدہ کیا، اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا (تو اس نے تکبیر کہی) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تو ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ “ابن خشرم نے اپنی روایت میں اس طرح بیان کیا: ”یہ تو ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی سنت ہے یا ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نماز ہے۔“ جناب سعید نے شک کے ساتھ یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔ جبکہ جناب نصر نے بغیر شک کے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ: ”یہ تو ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نماز ہے۔“

الظُّهْرَ بِالْبَطْحَاءِ خَلْفَ شَيْخٍ أَحْمَقٍ فَكَبَّرَ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً ، إِذَا سَجَدَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ . هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى . وَقَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ : تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ - أَوْ صَلَاةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَّ سَعِيدٌ . وَقَالَ نَصْرٌ : تِلْكَ صَلَاةُ أَبِي الْقَاسِمِ وَلَمْ يَشْكُ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

**فوائد:**..... ان احادیث میں رکوع سے اٹھتے وقت کے سوا (نماز کے ہر رکن میں) اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہنے کا ثبوت ہے۔ البتہ رکوع سے اٹھتے وقت ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہنا مشروع ہے اس مسئلہ پر موجودہ اور گزشتہ دور سے اجماع ثابت ہے۔ البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اس دور میں بعض لوگ تکبیر تحریمہ ہی کو مشروع خیال کرتے تھے اور کچھ لوگ اس سے کچھ تکبیروں میں اضافہ درست مانتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا علم نہیں تھا۔ اسی لیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ تمہاری نسبت میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق عمل قرار پا چکا ہے۔ چنانچہ ہر دو رکعت نماز میں تکبیرات کی تعداد گیارہ ہے۔ اور یہ تعداد اس طرح ہے تکبیر تحریمہ اور ہر رکعت میں پانچ تکبیرات (یوں دو رکعت نماز میں گیارہ تکبیرات بنتی ہیں) تین رکعات نماز کی تکبیرات سترہ ہیں۔ (یعنی تکبیر تحریمہ، تشہد سے اٹھتے وقت کی تکبیر اور ہر رکعت کی پانچ تکبیرات اور چار رکعت نماز کی تکبیرات کی تعداد بائیس بنتی ہے۔ پانچ فرض نمازوں کی تکبیرات ۹۴ چورانوے ہیں، نیز تکبیر تحریمہ واجب ہے اور باقی تکبیرات مسنون ہیں۔ بالفرض تکبیر تحریمہ کے سوا کوئی تکبیر ترک کی جائے تو نمازی کی نماز درست ہوگی۔ لیکن اس سے فضیلت اور سنت کی موافقت چھوٹ جائے گی۔ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے سوا تمام علماء کا یہی موقف ہے۔ البتہ احمد بن حنبل کا موقف ہے کہ تمام تکبیرات واجب ہیں۔ جمہور علماء کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی شخص کو نماز سکھائی اور اسے نماز کے تمام واجبات کی تعلیم دی تھا اور ان واجبات میں تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے، تکبیر تحریمہ کے سوا آپ نے کسی اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا ہے اور یہ بیان کا وقت تھا اور اس سے تاخیر روا نہیں تھی۔ (شرح النووی: ۴/ ۹۶-۹۷)

۱۳۵..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ إِزَادَةِ الْمُصَلِّيِ الرُّكُوعَ وَيَعْدُ رَفْعَ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ

نمازی کے رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان

۵۸۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ النَّجَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ ، نَا سُفْيَانُ قَالَ ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ ، سَمِعْتُ سَالِمًا يُخْبِرُ عَنْ أَبِيهِ ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَسَعْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَعُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيدِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْأَزْهَرِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سُهَيْبٍ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.....

”حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے وقت اور جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“ یہ ابن رافع کی روایت کے الفاظ ہیں۔ میں نے مخزومی کو فرماتے ہوئے سنا: اس سند سے زیادہ صحیح اور کونی سند ہو سکتی ہے۔ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ سند اس ستون کی طرح (مضبوط و پائیدار) ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ ، وَيَعْدَمَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوعِ . وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ . هَذَا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ سَمِعْتُ الْمَخْزُومِيَّ يَقُولُ: أَيُّ إِسْنَادٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَحْكِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ، قَالَ سُفْيَانُ هَذَا الْإِسْنَادُ مِثْلَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ .

۵۸۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ ، وَبَحْرُ بْنُ نَصْرِ الْحَوْلَانِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

(۵۸۳) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع ۷۳۶۔ صحیح مسلم: ۳۹۰۔ سنن الترمذی:

۲۵۵۔ سنن نسائی: ۸۷۶۔ سنن ابی داؤد: ۷۲۱۔ سنن ابن ماجہ: ۸۵۸۔

(۵۸۴) اسنادہ حسن صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب من ذکر انه یرفع یدیه اذا قام من الثنین: ۷۴۴۔ سنن ابن ماجہ:

۸۶۴۔ والترمذی: ۳۴۲۳۔ وأحمد: ۹۳/۱۔

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ آپ اپنی قراءت مکمل ہونے کے بعد اور رکوع کا ارادہ کرتے وقت بھی اسی طرح رفع الیدین کرتے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع الیدین کرتے اور آپ اپنی نماز میں بیٹھنے کی حالت میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ اور جب دو رکعت (کے تشہد) کے بعد کھڑے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ ، وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَع ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ .

ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔“

۱۳۶..... بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِرُفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ

إِرَادَةِ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ نے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم دیا ہے۔

۵۸۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو بَشِيرٍ الْوَاسِطِيُّ ، أَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَدَّاءُ - .....

”حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند فرماتے، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے، اور انہوں نے بیان فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔“

عَنْ أَبِي قَلَابَةَ: أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي هَكَذَا .

۵۸۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ -

(۵۸۵) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع: ۷۲۷۔ صحیح مسلم: ۳۹۱۔ وابن حبان:

۱۸۷۳۔ والبیہقی: ۷۱/۲۔

وَهُوَ التَّقْفِيُّ - حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، .....

”حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ ہم تقریباً ایک ہی عمر کے نوجوان تھے، ہم نے آپ کے پاس بیس راتیں قیام کیا اور آپ نہایت رحمدل اور مہربان تھے، پھر جب آپ نے سمجھا کہ ہم اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتے ہیں اور ان کی ملاقات کے مشتاق ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے پیچھے کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تو ہم نے آپ کو (ان کے متعلق) بتایا۔ لہذا آپ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلے جاؤ، ان کے ساتھ رہو، انہیں دین کی باتیں سکھاؤ اور (ان پر عمل کرنے کا) انہیں حکم دو۔ (حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں: حضرت مالک نے) کئی چیزیں ذکر کیں جو مجھے یاد ہیں اور کئی یاد نہیں رہیں۔ اے آپ نے یہ بھی فرمایا: ”اور تم نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان کہے اور تم میں سے بڑا شخص تمہاری امامت کروائے۔“ یہ بندار کی حدیث کے الفاظ ہیں: امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بلا شبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت مالک اور ان کے ساتھی نوجوانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ نماز اسی طرح پڑھیں جیسا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں تکبیر کہتے، اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَا قَدْ اشْتَهَيْنَا أَهْلِيْنَا وَاشْتَفْنَا سَأَلْنَا عَمَّا تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرَنَا، فَقَالَ: اِرْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، - وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا وَأَشْيَاءَ لَا أَحْفَظُهَا - وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤَمِّمْكُمْ أَكْبَرُكُمْ. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ بَنْدَارٍ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ وَالشَّبَابَةَ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ أَنْ يُصَلُّوا كَمَا رَأَوْا النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي. وَقَدْ أَعْلَمَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَفِي هَذَا مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ، إِذَا أَرَادَ الْمُصَلِّي الرُّكُوعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَكُلُّ لَفْظَةٍ رُوِيَتْ فِي هَذَا الْبَابِ

(۵۸۶) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین اذا كانوا جماعة والاقامة: ۶۶۶، ۶۳۱۔ صحیح مسلم: ۶۷۴۔ سنن

النسائی: ۶۳۰۔ مسند احمد: ۴۳۶/۳۔ سنن الدارمی: ۱۲۵۳۔

اٹھاتے تھے۔ لہذا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھانے (رفع الیدین کرنے) کا حکم دیا ہے، جب نمازی رکوع کو جائے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھائے۔ اس مسئلے کے متعلق مروی وہ تمام الفاظ کہ نبی اکرم ﷺ رکوع کرتے وقت رفع الیدین کرتے تھے تو وہ اسی قبیل سے ہیں جو میں نے بیان کی ہے کہ عرب لوگ کبھی کبھار اسم فاعل کا اطلاق کسی کام کا ارادہ کرنے والے شخص پر بھی کرتے ہیں، اس کے وہ کام کرنے سے پہلے ہی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے دھو لو۔“ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آدمی جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو اعضائے وضو دھولے یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز میں کھڑے ہونے کے بعد اعضائے وضو دھولے، لہذا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو“ کا معنی یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو۔“ اسی طرح حدیث کے یہ الفاظ جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے“ تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب رکوع کرنے کا

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ فَهُوَ مِنَ الْجِنْسِ الَّذِي أَعْلَمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ قَدْ تَوَقَّعَ اسْمَ الْفَاعِلِ عَلَى مَنْ أَرَادَ الْفِعْلَ قَبْلَ أَنْ يَفْعَلَهُ كَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ الْآيَةَ ، فَإِنَّمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِغَسْلِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ الْمَرْءُ إِلَى الصَّلَاةِ لَا بَعْدَ الْفِيَامِ إِلَيْهَا ، فَمَعْنَى قَوْلِهِ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ أَيْ إِذَا أَرَدْتُمْ الْفِيَامَ إِلَيْهَا ، فَكَذَلِكَ مَعْنَى قَوْلِهِ: يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ ، أَيْ إِذَا أَرَادَ الرَّكُوعَ . كَخَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَابْنِ عُمَرَ الَّذِينَ ذَكَرَاهُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ . خَرَجْنَا هَذِهِ الْأَخْبَارَ بِتَمَامِهَا فِي كِتَابِ الْكَبِيرِ وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ إِنَّمَا أَمَرَ بِالسَّلَامِ إِذَا أَرَادَ الدُّخُولَ لَا بَعْدَ دُخُولِ الْبَيْتِ ، هَذِهِ لَفْظَةٌ إِذَا جُمِعَتْ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ طَالَ الْكِتَابُ بِتَفْصِيلِهَا .

ارادہ کرتے تو رفع الیدین کرتے“ جیسا کہ حضرت علی بن طالب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث میں مذکور ہوا ہے کہ جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے (تو رفع الیدین کرتے تھے) ہم نے یہ تمام روایات کتاب الکبیر میں بیان کی ہیں۔ اسی طرح اس فرمان میں ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ (سورہ نور: ۶۱) ”اور جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کہو“ گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ گھروں میں داخل ہونے کے بعد۔ اس مسئلے کے متعلق کتاب وسنت سے مثالیں جمع کی جائیں تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی۔

**فوائد:**.....۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرنا ثابت شدہ فعل ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت حدیث ۴۵۶ کے تحت بیان ہوئی ہے، نیز رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع

الیدین کے رخ کے تمام دعوے باطل ہیں۔

۱۴۷..... بَابُ الْإِعْتِدَالِ فِي الرُّكُوعِ وَالْتَجَافِي وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

رکوع میں اعتدال، ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھنے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا بیان

۵۸۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ - وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ نَسَبُهُ إِلَى جَدِّهِ - .....

”حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ إذا قام إلى الصلاة اعتدل قائماً، فذكر بعض الحديث. وقال: ثم قال: الله أكبر وركع، ثم اعتدل ولم يصب رأسه ولم يسنع ووضع يديه على ركبتيه، ثم قال: سمع الله لمن حمده ورفع يديه واعتدل حتى يرجع كل عظم إلى موضعه معتدلاً، ثم هوى إلى الأرض ساجداً ثم قال: الله أكبر ثم تجافى عضديه عن إنطيه وفتح أصابع رجليه، ثم ننى رجله اليسرى وقعد عليها، ثم اعتدل حتى يرجع كل عظم إلى موضعه معتدلاً، ثم هوى ساجداً، ثم قال الله أكبر ثم ننى رجله وقعد واعتدل حتى يرجع كل عظم في موضعه، ثم نهض ثم صنع في الركعة الثانية مثل ذلك، حتى إذا قام من السجدةتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بها منكبيه كما صنع حين افتتح الصلاة،

”حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے (پھر حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا) اور کہا: پھر آپ اللہ اکبر کہتے اور رکوع کرتے پھر میانہ روی رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے (بلکہ بالکل برابر رکھتے) اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر آپ سمع الله لمن حمده کہتے اور بالکل کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہڈی اپنی جگہ پر سیدھی ہو جاتی۔ پھر سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکتے پھر فرماتے اللہ اکبر، پھر آپ اپنے دونوں بازو اپنی بغلوں سے الگ کرتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو موڑ لیتے۔ پھر اپنے دائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر اعتدال کے ساتھ بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر سیدھی ہو جاتی، پھر آپ سجدے کے لیے جھکتے پھر فرماتے: اللہ اکبر۔ پھر اپنے دونوں کہنیاں اپنی بغلوں سے علیحدہ کرتے اور اپنے پاؤں کی انگلیاں کھول کر رکھتے۔ پھر اپنے پاؤں کو موڑ کر بیٹھ جاتے اور اعتدال کے ساتھ بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ جاتی۔ پھر اٹھتے پھر آپ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ حتیٰ کہ جب دو

(۵۸۷) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد: ۸۲۸۔ سنن الترمذی: ۳۰۴۔ سنن ابی داؤد: ۷۳۰۔ سنن

ابن ماجہ: ۱۰۶۱۔ وابن حبان: ۱۸۶۲، ۱۸۶۴۔ سنن الدارمی: ۱۳۵۶۔

رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر کرتے جیسا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا، پھر آپ نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ جب وہ رکعت آگئی جس میں نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو پیچھے کیا اور تورک کرتے ہوئے اپنے پہلو پر بیٹھ گئے، پھر (تشہد کے بعد) سلام پھیرا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محمد بن عطاء وہ محمد بن عمرو بن عطاء ہیں۔

ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ، وَحَتَّى إِذَا كَانَتْ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقُضِي فِيهَا الصَّلَاةَ أَخْرَجَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَهَكَذَا قَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ.

۵۸۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيُّ، قَالُوا، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ.....

”جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام کی موجودگی میں فرماتے ہوئے سنا، ان میں ایک حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جاننے والا ہوں پھر (امام صاحب کے) اساتذہ نے پوری حدیث بیان کی اور حدیث کے آخر میں یہ الفاظ روایت کیے: (دس صحابہ کرام نے کہا) آپ نے سچ فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔“

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدِ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ أَحَدَهُمْ أَبُو قَتَادَةَ، قَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَّرُوا الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ، وَقَالُوا فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي النَّبِيُّ.

۵۸۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُوْن دَارٌ، نَا أَبُو دَاوُدَ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي..... جناب عباس بن سهل الساعدی بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ افراد جمع ہوئے، ان میں حضرت سهل بن سعد الساعدی، ابو حمید الساعدی اور ابو اسید الساعدی بھی تھے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا، تو حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اجازت دو میں تمہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

الْعَبَّاسُ اجْتَمَعَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ وَأَبُو حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ وَأَبُو أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ ذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَبُو حَمِيدٍ: دَعُونِي أُحَدِّثُكُمْ وَأَنَا أَعْلَمُكُمْ بِهِذَا. قَالُوا:



نماز) بیان کرتا ہوں اور میں تم سے اسے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: (اگر ایسی بات ہے تو) بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہترین وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نماز میں داخل ہوئے اور تکبیر کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر بلند کیے، پھر آپ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں پر ایسے رکھے جیسے آپ ان کو پکڑے ہوئے ہوں۔ (رکوع میں) اپنے سر کو نہ اٹھایا اور نہ بہت جھکایا (بلکہ درمیانی حالت میں کمر کے برابر رکھا) اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا، پھر (رکوع سے) اپنا سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ میں لوٹ گئی۔ پھر جناب بندار نے باقی حدیث بیان کی اور حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بیان کیے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی طرح ہوتی تھی۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جناب محمد بن یحییٰ کو سنا وہ فرما رہے تھے: جس شخص نے یہ حدیث سننے کے بعد رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کیا تو اس کی نماز ناقص ہے۔

**فوائد:** ..... ۱۔ صحت رکوع کے لیے رکوع میں اعتدال شرط ہے اور اس کا شروع طریقہ یہ ہے کہ رکوع عین پشت بالکل برابر ہو۔ سر نہ جسم سے بلند ہو، نہ جھکا ہوا ہو اور بازو گھٹنے پر مضبوطی سے نیچے ہوں کہ بازوؤں میں کوئی خم نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ ابن قدامہ حنبلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حالت رکوع میں رکوع کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔

۳۔ اور رکوع میں اپنے پہلوؤں سے اپنے بازوؤں کو دور رکھنا بھی مستحب فعل ہے۔

(المعنی مع الشرح البکیر: ۱/ ۵۷۷)

(۵۸۹) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد: کتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة: ۷۳۴۔ سنن الترمذی: ۲۶۰۔ سنن الدارمی: ۱۳۰۷۔

۱۳۸..... بَابُ الْأَمْرِ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ إِذَا لَمْ يَطْمَئِنِّ الْمُصَلِّيُّ فِي الرُّكُوعِ أَوْ لَمْ يَعْتَدِلْ

فِي الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

جب نمازی رکوع میں اطمینان و سکون اختیار نہ کرے یا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں

اعتدال نہ کرے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم ہے

۵۹۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ - وَ هَذَا حَدِيثٌ بَنْدَارٍ - نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، (پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور) آپ کو سلام کیا، آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتیٰ کہ اس نے تین بار اسی طرح نماز پڑھی (اور آپ نے اسے واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا) بالآخر اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مجھ کو فرمایا ہے! میں اس کے علاوہ (نماز کا طریقہ) نہیں جانتا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: آپ نے (اسے نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے) فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر قرآن مجید سے تمہیں جو یاد ہو۔ اس کی تلاوت کرو، پھر رکوع کرو تو پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر رکوع سے سر اٹھاؤ تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جائے، پھر سجدہ کرو تو مکمل اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر (سجدے سے سر اٹھاؤ تو) بالکل سیدھے بیٹھ جاؤ، اپنی پوری نماز میں اسی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ فَرَدَّ عَلَيْهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَارٍ ، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَعْلَمُ غَيْرَ هَذَا . قَالَ: فَقَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ جَالِسًا وَافْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا . قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: عَنْ سَعِيدٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَارُ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ، خَرَجَتْهُ فِي كِتَابِ الْكَبِيرِ .

(۵۹۰) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم في الصلوات كلها: ۷۸۷۔ صحیح مسلم: ۳۹۷۔

سنن ترمذی: ۳۰۳۔ سنن نسائی: ۸۸۴۔ سنن ابی داؤد: ۸۵۶۔ سنن ابن ماجہ: ۱۰۶۰۔

طرح (کمل اطمینان اور سکون اختیار) کرو۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:، میں نے یحییٰ بن خالد کی رفاعہ بن رافع سے روایات کو کتاب الکبیر میں بیان کیا ہے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے روایت کرنے والے راویوں میں سے یحییٰ بن سعید کے سوا کسی راوی نے اسے عبید اللہ بن عمر عن سعید عن ایبہ سے بیان نہیں کیا بلکہ وہ سب اسے حضرت سعید کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مَّا رَوَى هَذَا  
الْحَبْرَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ  
عَنْ أَبِيهِ عَيْرِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، إِنَّمَا قَالُوا:  
عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ .

۱۳۹..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ صَلَاةَ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ غَيْرُ مُجْزِئَةٍ ، لَأَنَّهَا نَاقِصَةٌ مُجْزِئَةٌ كَمَا تَوَهَّمُ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي الْعِلْمَ

اس بات کا بیان کہ جو شخص رکوع سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز کافی نہیں ہوتی۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ نماز ناقص ہوتی ہے لیکن کفایت کر جاتی ہے جیسا کہ علم کے دعوے دار بعض لوگوں کا خیال ہے

۵۹۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، نَا مُعَاوِيَةُ ، نَا الْأَعْمَشُ ، وَنَاهَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الهَمْدَانِيُّ ، أَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ، نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمَّارَةَ بِنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ .....

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجْزِي صَلَاةَ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

” حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز کفایت نہیں کرتی۔“

۵۹۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ .....

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجْزِي صَلَاةَ

” حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کی یا کسی آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی جو

(۵۹۱) اسنادہ صحیح، سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن لا یقیم صلیبہ فی الرکوع والسجود، رقم: ۲۶۵۔ سنن نسائی:

۱۰۲۷۔ ابوداؤد: ۸۵۵۔ سنن ابن ماجہ: ۸۷۰۔ مسند احمد: ۴/۲۳، ۱۹، ۱۲۲۔ سنن الدارمی: ۱۳۲۷۔

(۵۹۲) سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی من لا یقیم صلیبہ فی الرکوع والسجود، رقم: ۲۶۵۔ سنن نسائی: ۱۰۲۷۔

ابوداؤد: ۸۵۵۔ سنن ابن ماجہ: ۸۷۰۔ مسند احمد: ۴/۲۲۔ سنن الدارمی: ۱۳۲۷۔

رکوع اور سجود میں اپنی کمر برابری نہیں کرتا۔“ امام صاحب اپنے استاد جناب بشر بن خالد عسکری کی سند سے مذکورہ بالا کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔ ”رکوع اور سجود میں (اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔)“

لَا حِدَ - أَوْ لِرَجُلٍ - لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي رُكُوعٍ  
وَلَا فِي سُجُودٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَابِشُرُ  
بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِيِّ ، نَا مُحَمَّدًا - يَعْنِي ابْنَ  
جَعْفَرٍ - عَنْ شُعْبَةَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ،  
قَالَ سَمِعْتُ عَمَارَةَ بْنَ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ :  
مِثْلَهُ . وَقَالَ : فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

۵۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ ، قَالَا ،  
حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو ، حَدَّثَنِي جَدِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ .....

”جناب عبدالرحمان بن علی بن شیبان اپنے والد محترم حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ، اور وہ (نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے) وفد کے ایک رکن تھے۔ وہ فرماتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی تو آپ نے کن اکھیوں سے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کر رہا تھا، پھر جب اللہ کے نبی ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! بے شک اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔“ یہ احمد بن المقدم کی حدیث ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ  
أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ - وَكَانَ أَحَدَ الْوَفْدِ -  
قَالَ: صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنَيْهِ إِلَى رَجُلٍ لَا  
يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ، فَلَمَّا  
قَضَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ  
الْمُسْلِمِينَ إِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ  
فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ . هَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ  
بْنِ الْمُقَدَّمِ .

**فوائد:**..... ۱۔ (یہ احادیث دلیل ہیں کہ) رکوع میں اطمینان واجب ہے اور رکوع میں طمانیت سے مقصود یہ ہے

کہ رکوع کرنے والا رکوع میں کچھ دیر ٹھہراؤ پیدا کرے۔ شافعی رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ رکوع میں طمانیت کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ (المعنی مع الشرح الكبير: ۱/ ۵۷۷)

۲۔ رکوع سے اٹھتے وقت اعتدال اور دو رکعتوں کے درمیان بیٹھنے میں اعتدال واجب ہے۔ نیز رکوع و سجود اور دو

سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں طمانیت واجب ہے۔ شافعیہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ لیکن ابوحنیفہ اور ایک

(۵۹۳) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الركوع في الصلاة: ۸۷۱۔ مسند احمد: ۴/ ۲۳۔  
والبيهقي في الكبرى: ۱۰۵/۳۔ ابن حبان: ۱۸۹۱۔

قلیل گروہ اس وجہ کا قائل نہیں ہے اور یہ (مذکورہ احادیث) ابوحنیفہ کے موقف کے خلاف حجت ہیں اور

ابوحنیفہ سے (ان احادیث کا) کوئی موزوں اور صحیح جواب بن نہیں پڑا۔ (شرح النووی: ۴/۱۰۷)

۱۵۰..... بَابُ تَفْرِيجِ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ وَضْعِهِمَا عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں کھولنے کا بیان

۵۹۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبِزْزَاؤُ ، حَدَّثَنِي

أَبُو الْحَسَنِ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ - يُعْرَفُ بِإِبْنِ الْحَازِنِ - ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

كُلَيْبٍ.....

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَجَّ

أَصَابِعَهُ.

”جناب علقمہ بن واہل اپنے والد حضرت واہل رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنی انگلیوں کو کھول کر رکھتے تھے۔“

۱۵۱..... بَابُ ذِكْرِ نَسْخِ التَّطْبِيقِ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں تطبیق (دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا) کے منسوخ ہونے کا بیان

أَبُو الْبَيَّانِ عَلَى أَنَّ وَضَعَ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ نَاسِخٌ لِلتَّطْبِيقِ ، إِذِ التَّطْبِيقُ كَانَ مُقَدِّمًا وَوَضَعَ الْيَدَيْنِ

عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ مُؤَخَّرًا بَعْدَهُ ، فَالْمُقَدَّمُ مَنْسُوخٌ وَالْمُؤَخَّرُ نَاسِخٌ .

اور اس بات کا بیان کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھنا تطبیق کے لیے ناسخ ہے۔ کیونکہ تطبیق کا عمل پہلے تھا اور دونوں

ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا عمل اس کے بعد ہے لہذا مقدم عمل منسوخ ہے اور مؤخر عمل ناسخ ہے۔

۵۹۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَزْدِيُّ: - قَالَ

أَبُو بَكْرٍ: هُوَ ابْنُ إِدْرِيسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَزْدِيِّ نِسْبَةً إِلَى جَدِّهِ - قَالَ ، نَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَلْقَمَةَ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ، قَالَ: فَكَبَّرَ

وَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرُكَّعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی تو اللہ اکبر کہا۔ اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے گھٹنوں کے

(۵۹۴) اسنادہ صحیح، مستدرک حاکم: ۱/۲۲۷۔ احمد: ۴/۱۲۰۔ وابن حبان: ۱۸۸۸۔ الصحیحۃ: ۲۰۳۶۔

(۵۹۵) سنن النسائی، کتاب التَّطْبِيقِ، باب التَّطْبِيقِ، رقم: ۱۰۳۱۔ اس روایت کی اصل صحیح مسلم، کتاب المساجد: ۵۳۵۔

وبخاری ۷۹۰۔ مسند احمد: ۱/۴۱۸۔ وابدوداؤد: ۷۴۷۔

فَرَكَعَ ، قَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا ، فَقَالَ صَدَقَ ، فَرَمِيَان رَكْعَ ، پھر رکوع کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہما کو یہ خبر ملی تو  
أَحْيَى كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهِدَا - يَعْنِي انہوں نے فرمایا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے، ہم اسی طرح  
الْإِمْسَاكِ بِالرُّكْبِ - کیا کرتے تھے پھر ہمیں اس کا حکم دے دیا گیا یعنی (دونوں

ہاتھوں کے ساتھ) گھٹنوں کو پکڑنے کا۔“

۱۵۲..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ التَّطْبِيقَ غَيْرُ جَائِزٍ بَعْدَ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ

بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

اس بات کا بیان کہ نبی اکرم ﷺ کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کے حکم کے بعد تطبیق جائز نہیں ہے  
وَأَنَّ التَّطْبِيقَ مُنْهَى عَنْهُ لَا أَنَّ هَذَا مِنْ فِعْلِ الْمُبَاحِ فَيَجُوزُ التَّطْبِيقُ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ  
جَمِيعًا كَمَا ذَكَرْنَا أَخْبَارَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَوَاتِ وَاخْتِلَافِهِمْ فِي  
السُّورِ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ وَكَاخْتِلَافِهِمْ فِي عَدَدِ غَسْلِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْضَاءَ الْوُضُوءِ ، وَكُلُّ ذَلِكَ مُبَاحٌ ، فَأَمَّا التَّطْبِيقُ فِي الرُّكُوعِ فَمَنْسُوخٌ  
مُنْهَى عَنْهُ ، وَالسُّنَّةُ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ .

اور بلاشبہ تطبیق کا عمل ممنوع ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ تطبیق اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا دونوں عمل ہی درست ہوں جیسا کہ ہم  
نے نمازوں میں نبی اکرم ﷺ کی قراءت کے متعلق (مختلف) احادیث بیان کی ہیں۔ اور ان سورتوں کے بارے میں  
صحابہ کرام کا اختلاف ذکر کیا ہے جو نبی کریم ﷺ نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ یا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے اعضاء  
وضو کو دھونے کی تعداد کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف ذکر کیا ہے۔ یہ سب طریقے جائز ہیں جبکہ رکوع میں تطبیق کا  
عمل منسوخ اور منع ہو چکا ہے۔ اور سنت طریقہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا ہے۔

۵۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكَيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ - وَهُوَ  
إِسْمَاعِيلُ - ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا وَكَيْعٌ وَابْنُ أُسَامَةَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ  
أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيِّ.....

عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا رَكَعْتُ ”جناب مضعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں جب رکوع  
وَضَعْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيْ فَرَأَيْتُ أَبِي سَعْدَ کرتا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیتا۔  
فَنَهَانِي وَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ ثُمَّ نُهَيْنَا ثُمَّ أَمَرْنَا میرے والد محترم حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے (ایسے کرتے

(۵۹۶) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وضع الاكف على الركبتين في الركوع: ۷۹۰۔ صحیح مسلم: ۵۳۵۔ سنن نسائی:

۱۰۳۲۔ سنن ابی داؤد: ۸۶۷۴۔ مسند احمد: ۳۱۶، ۱۲۰، ۱۱۹/۴۔ سنن الدارمی: ۱۳۰۳۔

ہوئے) دیکھا تو مجھے منع کیا اور فرمایا: بے شک ہم اسی طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں منع کر دیا گیا، پھر ہمیں حکم دے دیا گیا کہ ہم انہیں اپنے گھٹنوں کی طرف اٹھایا کریں (یعنی گھٹنوں پر رکھا کریں)“

۵۹۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مَوْلَى بَنِ هِشَامِ الْيَشْكِرِيُّ ، نَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ عَلِيَّةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ.....

”حضرت رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا تو اس نے نماز پڑھی، پھر مکمل حدیث بیان کی۔ کہتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جب تم رکوع کرو تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جما کر رکھو حتیٰ کہ تیری ہر ہڈی (رکوع میں) مطمئن ہو جائے۔“

**فوائد:**..... شافعیہ اور جمع علماء کا موقف ہے کہ رکوع میں دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا سنت اور رکوع میں تطبیق (ایک ہاتھ کی انگلیوں میں دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ڈال کر دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان رکھنا) مکروہ فعل ہے۔ البتہ ابن مسعود، علقمہ اور اسود رکوع میں تطبیق کے قائل ہیں، کیونکہ انہیں تطبیق کی ناخ (حدیث سعد بن ابی وقاص نہیں پہنچی تھی۔ نیز جمہور علماء کا موقف رائج ہے کیونکہ حدیث سعد میں تطبیق کی واضح تفسیح ہے۔ (شرح النووی: ۱۴/۵)

۱۵۳..... بَابُ وَضْعِ الرَّاحَةِ عَلَى الرُّكْبَةِ فِي الرُّكُوعِ وَأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ عَلَى أَعْلَى السَّاقِ الْوَدْيِ يَلِي الرُّكْبَتَيْنِ.

رکوع میں ہتھیلی گھٹنے پر رکھنے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو گھٹنوں سے متصل پنڈلی کے بالائی حصے پر رکھنے کا بیان

۵۹۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ.....

”حضرت سالم البراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو مسعود اور عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہم

(۵۹۷) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود: ۸۵۷، ۸۶۱۔ مسند

احمد: ۳۴۰/۴۔ من حدیث علی بن یحییٰ بہ۔ الحاکم: ۲۴۲/۱.

(۵۹۸) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب التطبیق، باب موضع الراحتین فی الرکوع: ۱۰۳۶۔ وابو داؤد: ۸۶۳۔ والحاکم:

۳۴۷/۱۔ مسند احمد: ۱۶۴۵۹.

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَامَ  
 بَيْنَ أَيْدِينَا فِي الْمَسْجِدِ ، وَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ  
 كَبَّرَ ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَجَعَلَ  
 أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ ، ثُمَّ جَافَى  
 بِسِرْفَقِيهِ ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي .

نے عرض کی: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کی کیفیت) بیان فرمائیے۔ تو وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہو گئے (اور نماز پڑھ کر دکھانے لگے) انہوں نے اللہ اکبر کہا، پھر جب رکوع کیا تو اللہ اکبر کہا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔ اور اپنی انگلیوں کو ان کے نیچے (پنڈلی کے بالائی حصے پر) رکھا، پھر انہوں نے کہنیوں کو (پہلوؤں سے) دور کیا، پھر (آخر میں) فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۵۸۷ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۱۵۳..... بَابُ الْأَمْرِ بِتَعْظِيمِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں رب عزوجل کی عظمت بیان کرنے کا حکم ہے

۵۹۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظَّمُوا فِيهِ الرَّبَّ .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رہا رکوع تو اس میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کی وضاحت حدیث ۶۰۲ کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔

۶۰۰- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ ، نَا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَمِيَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ ، سَمِعْتُ.....

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب (یہ آیت) ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ اپنے عظمت

(۵۹۹) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراءة القرآن في الركوع والسجود: ۴۷۹، ۲۰۷- سنن النسائی: ۱۰۴۵۔

سنن ابی داؤد: ۸۷۶- مسند احمد: ۱/۲۴۸۰، ۲۱۹- سنن الدارمی: ۱۳۲۵۔

(۶۰۰) اسنادہ ضعیف: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، رقم: ۸۶۹- سنن ابن ماجہ:

۸۸۷- سنن الدارمی: ۱۳۰۵۔



والے رب کے نام کی تسبیح بیان کرو، نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ تم اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو۔“

”امام صاحب نے اپنے استاد محترم جناب محمد بن عیسیٰ کی سند سے حضرت عقبہ بن عامر سے مذکورہ بالا کی طرح روایت بیان کی ہے۔“

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلُوا فِي رُكُوعِكُمْ.

٦٠١- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمِثْلِهِ.

٦٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (اپنے حجرہ مبارک کا) پردہ ہٹایا تو آپ نے صحابہ کرام کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے (دین) پہنچا دیا ہے۔ بے شک نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف نیک خواب ہی باقی رہ گئے ہیں جنہیں کوئی مسلمان اپنے لیے دیکھتا ہے یا اسے (دوسروں کے متعلق خواب) دکھائے جاتے ہیں۔ اور بلاشبہ مجھے رکوع اور سجدے کی حال میں قراءت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لہذا رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو جبکہ سجدوں میں بکثرت دعا مانگو کیونکہ یہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔“ جناب ابو عاصم نے ایک مرتبہ یہ الفاظ بیان کیے: ”نبی کریم ﷺ نے پردہ اٹھایا جبکہ صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔“ اسماعیل اور ابن عیینہ کی حدیث صرف انہی الفاظ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَشَفَ السِّتْرَ فَرَأَى النَّاسَ قِيَامًا وَرَأَى أَبِي بَكْرٍ يُصَلُّونَ ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ، أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مَبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ لِنَفْسِهِ أَوْ تُرَى لَهُ . وَإِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظَمُوا فِيهِ الرَّبَّ ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَأَكْثَرُوا فِيهِ الدُّعَاءَ ، فَأَنَّهُ فَمَنْ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ . قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ أَبُو عَاصِمٍ مَرَّةً: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ السِّتْرَ وَالنَّاسُ قِيَامًا يُصَلُّونَ وَرَأَى أَبِي بَكْرٍ . وَخَبِرُ إِسْمَاعِيلَ وَ ابْنِ عِيْنَةَ لَيْسَا هُوَ هَذَا التَّمَامُ وَأَنَا اخْتَصَرْتُهُ .

(٦٠١) اسنادہ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده، رقم: ٨٧٠۔ سنن ابن ماجہ: ٨٨٧۔ سنن

الدارمی: ١٣٠٥۔

(٦٠٢) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب النهی عن قراءۃ القرآن فی الركوع والسجود: ٤٧٩۔ سنن النسائی: ١٠٤٥۔ سنن ابی

داؤد: ٨٧٦۔ مسند احمد: ٢١٩/١۔ سنن الدارمی: ١٣٢٥۔

پر مکمل نہیں ہوتی، میں نے اسے مختصر بیان کیا ہے۔

## ۱۵۵..... بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ

رکوع میں تسبیح کرنے کا بیان

۶۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مَوْمِلُ بْنُ هِشَامِ الْيَشْكِرِيُّ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، أَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ.....

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کی طرح (طویل) تھا آپ اپنے رکوع میں یہ تسبیح پڑھتے تھے: ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ ”میرا عظمت والا رب پاک ہے۔“ جناب سلم نے اعمش سے ”عن“ کے ساتھ روایت بیان کی ہے۔ امام صاحب اپنے استاد گرامی جناب ابو موسیٰ اور یعقوب بن ابراہیم کی سند سے اعمش کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: ”میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنے رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ پڑھتے تھے۔“

عَنْ صَلَّةٍ عَنِ حُدَيْفَةَ ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ، فَكَانَ رُكُوعُهُ مِثْلَ قِيَامِهِ ، فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ . قَالَ سَلْمٌ: عَنِ الْأَعْمَشِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ: قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ، ح وَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ بِهَذَا نَحْوَهُ .

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں تین بار ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ پڑھتے

۶۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ

(۶۰۳) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل: ۷۷۲۔ سنن ترمذی: ۲۶۳۔ سنن

النسائی: ۱۰۴۶۔ سنن ابی داؤد: ۸۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ۸۸۸۔ مسند احمد: ۳۸۴/۵۔

(۶۰۴) اسنادہ صحیح، سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی التسبیح فی الركوع والسجود: ۲۶۲۔ سنن ابن ماجہ: ۸۸۸۔

أَبَانٌ وَسَلَّمَ بِنُ جُنَادَةَ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا ، حَدَّثَنَا “تھے۔“  
 حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى  
 عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُدَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي  
 رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا .

**نوٹ:**.....۱۔ رُكُوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو، یعنی رُكُوع میں اللہ کی تسبیح، تنزیہ اور عظمت بیان کرو اور شافعی و دیگر علماء نے پسند کیا ہے کہ رُكُوع میں تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ اور سجدہ میں تین بار ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ کہا جائے۔ (شرح النووی: ۱۹۶/۴)

۲۔ رُكُوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کہنا مستحب فعل ہے۔ واجب نہیں، کیونکہ رُكُوع کی اور مسنون دعائیں بھی ثابت ہیں۔ جن کی تفصیل آئندہ احادیث میں مذکور ہے۔

۱۵۶..... بَابُ التَّحْمِيدِ مَعَ التَّسْبِيحِ وَمَسْأَلَةِ اللَّهِ الْغُفْرَانَ فِي الرُّكُوعِ

رُكُوع میں تسبیح کے ساتھ حمد و ثنا بیان کرنے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرنے کا بیان

۶۰۵۔ وَأَنَا الْفَقِيهُ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى ، قَالَا ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رُكُوع اور سجدوں میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)) ”اے اللہ! اے ہمارے رب تو اپنی حمد و ثنا کے ساتھ پاک و مقدس ہے، اے اللہ! مجھے معاف فرما۔“ (اس طرح) آپ قرآن مجید کی تفسیر کرتے تھے۔ امام صاحب اپنے استاد محترم جناب سلم بن جنادہ کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں اور فرمایا: ”آپ بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے: عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهِذَا وَقَالَ: مِمَّا يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ .

(۶۰۵) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب التسبیح فی الدعاء السجود: ۷۷۵۔ صحیح مسلم: ۷۴۶۔ سنن النسائی: ۱۱۱۰۔

سنن ابی داؤد: ۷۴۳۔ سنن ابن ماجہ: ۸۷۹۔ مسند احمد: ۲۳۰۳۴۔

”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ“

**فوائد:**..... ۱۔ رکوع و سجود میں مذکورہ دعا کا بکثرت استعمال اولیٰ و افضل اور مستحب فعل ہے۔

۲۔ **يُتَاوَلُ الْقُرْآنَ** کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کو یہ حکم صادر ہوا تھا کہ آپ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (النصر: ۳) اپنے رب کی حمد بیان کرے اور اس سے استغفار کریں چنانچہ آپ اس حکم کی تعمیل رکوع و سجود میں مذکورہ دعا کا اہتمام کرتے تھے۔

۱۵۷..... **بَابُ التَّقْدِيسِ فِي الرُّكُوعِ**

رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرنا

۶۰۶۔ **أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الصَّنَعَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ أَنبَأَنِي قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ .....**

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ)) (ہمارا رب) تمام عیوب سے پاک و برتر ہے، وہ مقدس و اعلیٰ ہے فرشتوں اور جبرائیل کا رب ہے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رکوع میں پڑھی جانے والی دعاؤں کے متعلق یہ اختلاف جائز قسم سے ہے۔ اس لیے نمازی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے رکوع میں ہر وہ دعا پڑھ سکتا ہے جس کے بارے میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اسے اپنے رکوع میں پڑھتے تھے۔“

**فوائد:**..... رکوع میں مذکورہ دعا کا وظیفہ بھی مشروع ہے لہذا رکوع میں اس دعا کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

۱۵۸..... **بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صِدْقِ قَوْلِ مَنْ رَعِمَ أَنَّ الْمُصَلِّيَ إِذَا دَعَا**

**فِي صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ أَنَّ صَلَاتَهُ تُفْسِدُ**

اس شخص کے دعوے کے خلاف دلیل کا بیان جو کہتا ہے کہ اگر نمازی نے فرض نماز میں غیر قرآنی دعا پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی

(۶۰۶) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود: ۴۸۷۔ سنن نسائی: ۱۱۳۴۔ سنن ابی داؤد: ۸۷۲۔

مسند احمد: ۱۷۶۰۹۴/۶

٦٠٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ((اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسَلْتُ ، أَنْتَ رَبِّي خَشَعْتُ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخْيَ وَعَظْمِي وَعَصْبِي وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ قَدَمِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.))

”اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور میں تیرے لیے فرمانبردار ہوں، تو ہی میرا رب ہے، میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں، میرے اعصاب اور جسے میرے قدموں نے اٹھایا ہوا ہے، (سب اللہ کے لیے) جھک گئے ہیں۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: مسروق کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت اسی مسئلے کے متعلق ہے۔ اسی طرح جناب مطرف کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور ابراہیم بن عبد اللہ بن معبد بن عباس اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سجد میں خوب محنت سے دعا کرو۔“ اس سے ثابت ہوا کہ فرض نماز پڑھنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے سجدوں میں دعا مانگے اور دعا میں محنت و کوشش کرے اگرچہ وہ دعائیں قرآن مجید میں موجود نہ ہوں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جب صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس بات کا حکم دیا تھا تو وہ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَكَعَ ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسَلْتُ ، أَنْتَ رَبِّي خَشَعْتُ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخْيَ وَعَظْمِي وَعَصْبِي وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ قَدَمِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . جَمِيعُهُمَا لَفْظًا وَاحِدًا غَيْرَ أَنَّ مُحَمَّدًا قَالَ ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، وَقَالَ: وَعِظَامِي . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَخَبَرُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ هَذَا الْبَابِ . وَكَذَلِكَ خَبَرُ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ . وَفِي خَبَرِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهَدُوا فِي الدُّعَاءِ مَا بَانَ وَبَيَّتَ أَنَّ لِلْمُصَلِّيِّ فَرِيضَةً أَنْ يَدْعُوَ أَوْ يَجْتَهِدَ فِي سُجُودِهِ وَإِنْ كَانَ مَا يَدْعُو بِهِ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ ، إِذِ النَّبِيُّ ﷺ إِتْمَا خَاطَبَهُمْ بِهَذَا الْأَمْرِ وَهُمْ فِي مَكْتُوبَةٍ يُصَلُّونَهَا خَلْفَ الصُّدُوقِ ، لَا فِي تَطْوِيعٍ . وَفِي خَبَرِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ وَعَنْ

(٦٠٧) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة النبی ﷺ ودعاہ باللیل: ١٢٩٠۔ سنن ترمذی: ٣٤٢٣۔ سنن

ابی داؤد: ٧٤٤٠٦١۔ مسند احمد: ١/١١٩٠٩٣۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے فرض نماز پڑھ رہے تھے، وہ نقلی نماز نہیں تھی۔ اور جناب ابن ابی زناد کی روایت میں ہے، جسے وہ اپنی سند سے حضرت علی بن ابی طالب سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر یہ دعا پڑھتے: ((وَجَهَّتْ وَجْهِيَ لِذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ)) "میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا ہے۔" پھر پوری دعا بیان کی۔ اس سے واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ فرض نماز میں یہ دعا جائز ہے اگرچہ دعا قرآن مجید میں نہ ہو۔ اس شخص کے گمان کے برخلاف جو کہتا ہے کہ جس شخص نے فرض نماز میں ایسی دعا مانگی جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ جس شخص نے فرض نماز میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" پڑھا، اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس کا یہ دعویٰ اس لیے ہے کہ یہ "لَا حَوْلَ" کے الفاظ قرآن مجید میں نہیں ہیں اس کا گمان ہے کہ اگر نمازی صرف "لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" پڑھے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ یہ الفاظ جو ہم نے ذکر کیے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں پڑھتے تھے، اور وہ الفاظ جو معترب ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ سے بیان کریں گے وہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت، سجدوں میں اور دو سجدوں کے درمیان اور سلام سے پہلے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازی کو حکم دینا کہ وہ تشہد کے بعد جو دعا

مُوسَىٰ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ . فَذَكَرَ الدُّعَاءَ بِتَمَامِهِ ، مَا بَانَ وَثَبَتَ أَنَّ الدُّعَاءَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ - وَإِنْ لَيْسَ ذَلِكَ الدُّعَاءُ فِي الْقُرْآنِ - جَائِزٌ ، لَا كَمَا قَالَ مَنْ زَعَمَ : أَنَّ مَنْ دَعَا فِي الْمَكْتُوبَةِ بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ ، حَتَّى زَعَمَ أَنَّ مَنْ قَالَ : لَا حَوْلَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فِي الْمَكْتُوبَةِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ ، وَزَعَمَ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ لَا حَوْلَ ، وَزَعَمَ أَنَّهُ إِنْ انْفَرَدَ فَقَالَ : لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ جَازٌ ، لِأَنَّ فِي الْقُرْآنِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ . فَيَقَالُ لَهُ : فَهَذِهِ الْأَلْفَاظُ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ فِي الرُّكُوعِ ، وَمَا سَنَدُكُرُّهُ بِمَشِيئَةِ اللَّهِ وَإِرَادَتِهِ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَفِي السُّجُودِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْفِرَاقِ مِنَ التَّشَهُدِ قَبْلَ السَّلَامِ ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُصَلِّيَ بِأَنْ يَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ مَا أَحَبَّ بَعْدَ التَّشَهُدِ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْقُرْآنِ ؟ وَقَدْ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فِي أَوَّلِ صَلَاةٍ فِيهِ وَفِي الرُّكُوعِ ، وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ

چاہے مانگ لے تو یہ ساری دعائیں قرآن مجید میں کس جگہ ہیں؟ یقیناً نبی کریم ﷺ نے نماز کے شروع میں، رکوع میں، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد، سجدوں میں، اور دو سجدوں کے درمیان ایسے الفاظ کے ساتھ دعائیں مانگی ہیں جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہیں۔ یہ تمام دلائل اس شخص کے دعویٰ کے خلاف نصوص ہیں جو کہتا ہے کہ غیر قرآنی دعائیں مانگنے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔“

الرُّكُوعُ وَفِي السُّجُودِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ بِاللَّفَاطِظِ لَيْسَتْ تِلْكَ الْأَلْفَاطُ فِي الْقُرْآنِ ، فَجَمِيعُ ذَلِكَ يَنْصُ عَلَى ضِدِّ مَقَالَةٍ مَنْ زَعَمَ أَنَّ صَلَاةَ الدَّاعِي بِمَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ تُفْسِدُ .

**فوائد:**..... رکوع میں اس دعا کا اہتمام کرنا مسنون فعل ہے۔ نیز رکوع کی مذکورہ ادعیہ میں سے کسی ایک یا ایک

سے زائد دعاؤں کا اہتمام کرنا مسنون فعل ہے۔

۱۵۹..... بَابُ الْإِعْتِدَالِ وَطُولِ الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكُوعِ

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھے کھڑے ہونے اور لمبا قیام کرنے کا بیان

۶۰۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ.....

” حضرت عباس بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ چند انصاری لوگ جمع ہوئے، ان میں حضرت سہل بن سعد ساعدی نے ابو حمید کی نماز کا تذکرہ کیا، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اجازت دو میں تمہیں (رسول اللہ ﷺ کی نماز) بیان کرتا ہوں کیونکہ میں تم سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: (اگر یہ بات ہے۔) تو بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے بہترین وضو کیا۔ پھر نماز میں داخل ہوئے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے، پھر رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر ایسے رکھے جیسے ان دونوں کو پکڑ رکھا ہو۔ آپ نے اپنا سر نہ بہت اٹھا کر رکھا اور نہ بہت جھکایا، اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھا، پھر اپنا سر اٹھایا

حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ ، قَالَ : اجْتَمَعَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ وَ أَبُو حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ وَ أَبُو أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَ حُمَيْدٌ : دَعُونِي أُحَدِّثُكُمْ فَأَنَا أَعْلَمُكُمْ بِهَذَا . قَالُوا : فَحَدَّثَ . قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ ، ثُمَّ دَخَلَ الصَّلَاةَ وَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ ، ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَالْقَابِضِ عَلَيْهَا فَلَمْ يَصُبَّ رَأْسَهُ وَ لَمْ يَقْنَعَهُ ، وَنَحَى يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاسْتَوَى قَائِمًا حَتَّى عَادَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلَى

مَوْضِعِهِ ، ثُمَّ ذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ ، فَقَالَ : الْقَوْمُ كُلُّهُمْ : هَكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

تو بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ آپ کی ہڈی اپنی جگہ لوٹ گئی۔ پھر باقی حدیث بیان کی۔ تمام لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی طرح تھی۔“

٦٠٩ - أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، نَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْعَفْدَامِ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ ، قَالَ ، قَالَ لَنَا.....

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کہ بے شک میں نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، تمہیں (ویسی ہی) نماز پڑھانے میں کوئی کمی و کوتاہی نہیں کرتا۔“ حضرت ثابت فرماتے ہیں: حضرت انس جو (دوران نماز کچھ اعمال) کرتے تھے، میں تمہیں وہ اعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ آپ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو (دیر تک) سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہم (دل میں) کہتے کہ وہ بھول گئے ہیں۔“

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: إِنِّي لَا أَلُوَأ أَن أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي . قَالَ ثَابِتٌ: وَكَانَ أَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَأَكُمْ تَصْنَعُونَهُ . كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتَّى نَقُولَ قَدْ نَسِيَ .

**فوائد:**..... رکوع سے اٹھنے کے بعد اعتدال اور دو سجدوں کے درمیان قعدہ کے اعتدال میں طمانیت واجب

ہے۔ عشرہ، شافعی، احمد، اہلق اور داؤد ظاہری کا یہی موقف ہے۔ اور اکثر علماء کہتے ہیں: جو شخص ان دو ارکان میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا یعنی (صحیح اعتدال اور طمانیت حاصل نہ ہو) تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے اور احادیث الباب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ابو حنیفہ اور مالک سے منقول ہے کہ ان دو جگہوں میں طمانیت واجب نہیں، بلکہ رکوع ہی سے سجدہ میں گر پڑنا اور سجدہ سے معمولی سر اٹھانا ہی صحت نماز کے لیے کافی ہے۔ (نبیل الاوطار: ٢ / ٢٦٦)

١٦٠..... بَابُ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں برابری کا بیان

٦١٠ - أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بِنْدَارٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.....

(٦٠٩) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب المکتب بین السجدةین: ٨٢١۔ صحیح مسلم: ٤٧٢۔ مسند احمد: ٢٢٦/٣۔ ابن حبان: ١٨٨٢۔

(٦١٠) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الطمانیة حین یرفع راسه من الرکوع: ٨٠١۔ صحیح مسلم: ٤٧١۔ سنن ترمذی: ٢٧٩۔ سنن النسائی: ١٠٦٥۔ ابوداؤد: ٨٥٢۔ الدارمی: ١٣٣٣۔ والنسائی: ١٠٦٥۔



”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، رکوع سے سر اٹھانے (کے قیام) سجدہ، اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتا تھا۔“ یہ وکیع کی حدیث ہے۔ امام صاحب اپنے استاد محترم جناب احمد بن المقدم کی سند سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کا رکوع، رکوع سے سر اٹھانے (کے بعد قیام) آپ کے سجود اور دو سجدوں کے درمیان (بیٹھنا) تقریباً برابر ہوتا تھا۔“

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ: كَانَ رُكُوعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُهُ رَأْسُهُ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَجُلُوسُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ . هَذَا حَدِيثٌ وَكَيْعٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ ، نَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - أَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رُكُوعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَسُجُودِهِ ، وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ .

**فوائد:** ..... ۱۔ مذکورہ ارکان میں معمولی فرق تھا جو متعین نہیں ہے اور احادیث الباب دلیل ہیں کہ رکوع سے اٹھنے (قومہ) میں اعتدال اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں اعتدال طویل ہوتا تھا۔ (عون المعبود: ۳/۸۶) یہ احادیث دلیل ہیں کہ رکوع کے بعد کا قیام ایک طویل رکن ہے اس میں اعتدال اور ٹھہراؤ لازم ہے۔ نیز آپ کے فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز کا باقاعدہ رکن ہے، جس میں اعتدال لازم ہے لہذا اس اعتدال کا اہتمام صحت نماز کے لیے ضروری ہے اور یہ واجبات نماز میں سے ہے۔

۱۶۱..... بَابُ قَوْلِ الْمُصَلِّي سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مَعَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ مَعًا

نمازی کے رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ ہی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کا بیان  
۶۱۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی کمر اٹھاتے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا کرتے تھے۔ پھر آپ کھڑے کھڑے ”رَبَّنَا وَلَكَ الرُّكُوعُ ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا وَلَكَ“

الْحَمْدُ“ پڑھتے۔“

الْحَمْدُ.

**فوائد:**..... نمازی رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا شروع کرے اور برابر کھڑے ہونے تک ان کلمات کو طول دے، پھر حالت اعتدال پر ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہنا شروع کرے۔

۲۔ یہ حدیث مذہب شافعی کی دلیل ہے کہ امام وماموم اور منفرد ہر نمازی کے لیے مستحب ہے کہ ہر نمازی یہ دونوں کلمات ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“، ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہے چنانچہ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ رکوع سے اٹھتے وقت اور ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ حالت اعتدال میں برابر کھڑا ہونے پر کہا جائے۔

(شرح النووی: ۴/۹۸)

۱۲۲..... بَابُ التَّحْمِيدِ وَالِدُعَاءِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرَّكُوعِ.

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے اور دعا مانگنے کا بیان

۶۱۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مِنْهَالٍ وَأَبُو صَالِحٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، أَنَا حَجَّيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى أَبُو عُمَرَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔“ (امام صاحب کے) دونوں اساتذہ کرام نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور کہا: پھر جب آپ رکوع سے اپنا سر بلند کرتے تو آپ یہ دعا پڑھتے: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَمِلءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی (دعا) سن لی جس نے اس کی حمد و ثنا بیان کی، اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، اور آسمان بھر کر، اور زمین بھر کر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر کر (تیری تعریف ہے)“

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ ، وَقَالَ: فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ - يَعْنِي فِي الرَّكُوعِ - قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَمِلءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

(۶۱۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، المسافرين، باب صلاة النبي ودعائه بالليل، باب ۷۷۱۔ سنن ابو داؤد: ۷۶۰۔ والترمذی:

۶۱۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبَانَ وَ أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَلِيْلٍ الْمُقْرَعَاءُ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ، نَا سَعِيدٌ - يَعْنِي عَبْدَ الْعَزِيزِ - عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيَى .....

” حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَمِلءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ ، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. )) ” اے اللہ! اے ہمارے رب تیرے ہی لیے تمام تعریف و توصیف ہے، آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر کر (تیری تعریف ہے) تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ بندے نے جو نہایت سچی بات کہی ہے، اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں، (وہ یہ ہے کہ) جو چیز تو عطا فرما دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے، اور تجھ سے مال و دولت والے کو مال و دولت کچھ نفع نہیں دے گی۔ (امام صاحب کے) دونوں اساتذہ کرام نے ایک ہی طرح کی روایت بیان کی ہے، مگر جناب احمد نے کہا: ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (یعنی انہوں نے اللّٰهُمَّ اور وَاوَّ کے بغیر روایت بیان کی ہے) امام صاحب نے اپنے استاد جناب محمد بن یحییٰ کی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔ اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔“ وَاوَّ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ” جو چیز تو روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔“

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ، إِذَا قَالَ - سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَمِلءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ ، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. لَفْظًا وَاحِدًا ، غَيْرَ أَنَّ أَحْمَدَ قَالَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسَهَّرٍ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهَذَا وَزَادَ ، وَقَالَ: وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ أَيْضًا ، نَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهَذَا.

(۶۱۳) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقول اذا رفع رأسه من الركوع: ۴۷۷۔ سنن ابو داؤد: ۸۴۸۔ وابن حبان: ۱۹۰۲۔

والبيهقي: ۹۴/۲۔

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ رکوع کے بعد کے قیام (میں حالت اعتدال میں) طوالت اور مذکورہ

کلمات کہنا مشروع ہیں۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۲۶۱)

۲۔ رکوع کے بعد حالت قیام میں مذکورہ دعا کا اہتمام مستحب فعل ہے۔

۳۔ رکوع کے بعد اعتدال اور اس میں طمانیت واجب ہے۔

۳۔ امام، مقتدی اور منفرد میں سے ہر نمازی کے لیے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ دونوں

کلمات کہنا مستحب فعل ہے۔ (شرح النووی: ۴/ ۱۹۲)

۱۲۳..... بَابُ فَضِيلَةِ التَّحْمِيدِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کی فضیلت

مَعَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرْذِ بِقَوْلِهِ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَزِيدَ بَعْدَ الرَّفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ عَلَى قَوْلِهِ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

اس دلیل کے ساتھ کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان: ”جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔“ اس سے آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ امام رکوع سے سر اٹھانے کے بعد: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے زائد کچھ نہیں پڑھ سکتا۔

۶۱۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَافِقِيُّ ، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ يَحْيَى الزُّرْقِيَّ حَدَّثَهُ ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرْقِيَّ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا رُوْحُ بْنُ عَبَادَةَ ، نَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ يَحْيَى الزُّرْقِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ رُقَاعَةَ بِنِ رَافِعٍ ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . فَقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: ”حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . تو آپ کے پیچھے کھڑے ایک شخص نے

(۶۱۴) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل: اللهم ربنا لك الحمد: ۷۹۹۔ سنن نسائی: ۱۰۶۲۔ سنن ابی داؤد: ۷۰۔

والترمذی: ۴۰۴۔ وابن حبان: ۱۹۰۷۔

یہ دعا پڑھی: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. ”اے ہمارے رب تیرے ہی لیے تمام تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریفیں (تیرے لیے ہیں) پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو پوچھا: ابھی ابھی کس شخص نے گفتگو کی ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے تم سے زائد فرشتوں کو جلدی کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ کون ان کلمات کو پہلے لکھے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ نماز میں مذکورہ کلمات کی فضیلت کا بیان ہے اور مقتدی رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، کے علاوہ بھی

تعلیفی کلمات کہہ سکتا ہے۔ (فتح الباری لابن رجب: ۶/۲۳)

۲۔ نماز میں چھینک آنے پر ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہنا شروع فعل ہے۔

۱۶۳..... بَابُ الْقُنُوتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ لِلْأَمْرِ بِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ إِلَّا

فِي الْقُنُوتِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرُّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ

رُكُوعٍ مِنْ سِرَاثَانِ كَيْفَ بَعْدَ كَسْبِ الْهَيْكَلِ حَالَتِ كَيْفَ مِنْ دَعَاةِ قُنُوتٍ بِرُحْنِ كَيْفَ، لِهَذَا إِمَامُ

فَرْضِ نَمَازِ كَيْفَ آخِرِي رُكْعَتِ كَيْفَ رُكُوعٍ مِنْ سِرَاثَانِ كَيْفَ حَالَتِ كَيْفَ دَعَاةِ كَيْفَ

۶۱۵۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا سُفْيَانُ، قَالَ: مَا حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ إِلَّا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى الصُّبْحَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدَةَ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَا، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری (رکعت کے) رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا مانگی:

اے اللہ ابولید بن الولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ مکرمہ (میں موجود) بے بس و کمزوروں کو نجات عطا فرما۔“ جناب احمد نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بیان کیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رُكْعَةٍ قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْجِ

الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رِبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ. زَادَ أَحْمَدُ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَقَالُوا: اللَّهُمَّ

(۶۱۵) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب یھوی بالکبیر حین یسجد: ۸۰۴، ۶۲۰۰۰، صحیح مسلم: ۶۷۵۔ سنن نسائی:

۱۰۷۳۔ سنن ابن ماجہ: ۱۲۴۴۔ الصحیحۃ: ۶۳۹۔ ابن حبان: ۱۹۶۹۔

”مسلمانوں میں سے ( کمزور مضر کے لوگوں پر اپنا سخت عذاب نازل فرما اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد) کی قحط سالی کی طرح قحط سالی مسلط کر دے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ پورا باب کتاب الکبیر کی کتاب الصلاة میں بیان کیا ہے۔“

### ۱۶۵..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

نماز مغرب میں قنوت کرنے کا بیان

۶۱۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

”حضرت ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سنا کہ رسول اللہ ﷺ مغرب اور صبح کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے۔“

### ۱۶۶..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْأَخِيرَةِ

نماز عشاء میں قنوت کرنے کا بیان

۶۱۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ سَلَمَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھتے تو رکوع سے سر اٹھاتے اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، پھر قنوت کرتے، آپ یہ دعا مانگتے: ”اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات نصیب فرما۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو آزادی نصیب فرما، اے اللہ! ولید بن الولید کو رہائی عطا فرما، اے اللہ! اہل مکہ میں سے کمزور“

(۶۱۶) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة اذا نزلت بالمسلمین نازلة..... : ۱۶۷۵۔ ترمذی:

۴۰۱۔ نسائی: ۱۰۷۶۔ ابوداؤد: ۱۴۴۱۔ مسند احمد: ۲۸۰/۴۔ وابن حبان: ۱۹۸۰.

(۶۱۷) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد: ۷۹۷، ۶۲۰۰۔ سنن نسائی: ۱۰۷۵۔ ابی داؤد: ۱۴۴۲۔

وابن حبان: ۱۹۸۶۔ ومسلم: ۶۷۵.

اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ أَهْلِ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سَيْنِينَ كَسَيْنِي يَوْسُفَ .

مومنوں کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے، اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی قحط سالی جیسی قحط سالی مسلط کر دے۔“

۱۶۷..... بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا وَتَأْمِينِ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَ دُعَاءِ الْإِمَامِ

فِي الْقُنُوتِ ضِدُّ مَا يَفْعَلُهُ الْعَامَّةُ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ فَيَضْبَحُونَ بِاللُّدْعَاءِ مَعَ دُعَاءِ الْإِمَامِ

تمام نمازوں میں قنوت کرنے اور قنوت میں دعا پڑھتے وقت امام کے ساتھ مقتدیوں کے آئین کہنے کا بیان قنوت وتر میں امام کی دعا کے ساتھ مقتدیوں کا دعا پڑھ کر شور وغل مچانا درست نہیں ہے

۶۱۸۔ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ السَّلْمِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ، أَخْبَرَنَا الْأَسْتَاذُ الْإِمَامُ أَبُو عَثْمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّصَابُونِيُّ قَرَأَ آةَ عَلَيْهِ قَالَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى، أَنَا أَبُو النُّعْمَانَ، أَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو زَيْدِ الْأَحْوَلِ، حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ حَبَّابٍ عَنْ عِكْرَمَةَ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ تک مسلسل ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح میں ہر نماز کے بعد، آخری رکعت میں جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو قنوت کرتے آپ بنی سلیم کے ایک قبیلے رعل، ذکوان اور عصبہ پر بددعا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے مقتدی صحابہ آئین کہتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ان کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے (کچھ قراء کرام) بھیجے تھے تو انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ عکرمہ کہتے ہیں: یہ حدیث دعائے قنوت (کی مشروعیت کی) کنجی ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ مصائب کے نزول کے وقت یا نچوں نمازوں میں قنوت نازلہ مشروع ہے۔ (فقہ السنہ: ۱/۱۸۶)

۲۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب مسلمانوں پر مصائب نازل ہوں تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ مستحب فعل ہے۔

(عون المعبود: ۴/۲۰۶)

(۶۱۸) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلوة رقم: ۱۴۴۳۔ مسند احمد: ۳۰۱/۱۔ البخاری والحاکم علی شرط: ۲۲۵/۱۔ ووافقه الذہبی.

۳۔ ابن قیم کہتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ”اللہ کی قسم! تمہاری نسبت میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب تر ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولا قنوت نازلہ کا اہتمام کیا پھر اسے ترک کر دیا۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ پسند کیا کہ وہ لوگوں کو آگاہ کریں کہ یہ قنوت نازلہ مسنون فعل ہے۔ نیز اس میں ان لوگوں کے موقف کی تردید ہے۔ جو نماز فجر میں مطلق قنوت کو مکروہ خیال کرتے ہیں اور قنوت نازلہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ البتہ اہل حدیث قنوت نازلہ کو مکروہ و مستحب قرار دینے والوں میں سے متوسط ہیں اور وہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت کی ہے وہاں قنوت کرتے ہیں اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت ترک کی ہے وہاں ترک کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و ترک کی کامل اقتدا کرتے ہیں۔

(عون المعبود: ۴/۲۰۷)

۱۶۸..... بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ دَهْرَهُ

كُلَّهُ وَإِنَّهُ إِنَّمَا كَانَ يَقْنُتُ إِذَا دَعَا لِأَحَدٍ أَوْ يَدْعُو عَلَى أَحَدٍ

اس بات کا بیان کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ دعائے قنوت نازلہ نہیں پڑھی بلکہ آپ (صرف اس وقت) قنوت کرتے تھے جب کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف دعا فرما کر

۶۱۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا أَبُو دَاوُدَ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدٍ وَ أَبِي سَلَمَةَ.....

” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی وقت قنوت نازلہ کرتے تھے جب کسی کے لیے دعا کرنا ہوتی یا کسی کو بد دعا دینی ہوتی۔ آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ربنا ولك الحمد کہنے کے بعد دعا مانگتے: اے اللہ (فلاں کو) نجات دے دے۔“ پھر پوری حدیث بیان کی۔

۶۲۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْزُوقِ الْبَاهِلِيِّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ.....

(۶۱۹) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ﴿يَسْ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾: ۷۹۷، ۴۵۶۰۔ مسند احمد: ۲/۲۵۵۔ سنن الدارمی: ۱۰۹۵۔

(۶۲۰) اسنادہ صحیح، صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، رقم: ۳۰۶۴، ۱۰۰۱۔ الصحیحۃ: ۶۳۹۔ الفتح الربانی: ۳/۳۰۴۔



عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ.

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (مسلل و ہمیشہ) قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے مگر جب کسی قوم کے حق میں دعائے خیر کرنا ہوتی یا کسی قوم کو بددعا دینی ہوتی (قنوت کرتے تھے)“

۱۶۹..... بَابُ تَرَكَ الْقُنُوتَ عِنْدَ زَوَالِ الْحَادِثَةِ الَّتِي لَهَا يَقْنُتُ

جس مصیبت کی وجہ سے قنوت کی جا رہی تھی اس کے ختم ہو جانے پر قنوت ترک کر دینے کا بیان والدلیل علی أن النبي ﷺ إنما ترك القنوت بعد شهر ليزوال تلك الحادثة التي كان لها يقنن، لا نسخاً للقنوت، ولا كما توهم من قال إنه لا يقنن أكثر من شهر.

اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نبی کریم ﷺ نے جس مصیبت کے نازل ہونے کی وجہ سے قنوت کر رہے تھے اس کے ختم ہونے پر ایک ماہ کے بعد قنوت چھوڑ دی تھی۔ قنوت کے منسوخ ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑی تھی۔ اور نہ اس لیے چھوڑی تھی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک ماہ سے زائد قنوت جائز نہیں ہے۔

۶۲۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمَلِيُّ ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک نماز میں قنوت نازلہ پڑھی آپ اپنی دعائیں یہ فرماتے: اے اللہ! ولید بن الولید کو نجات عطا فرما، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو رہائی نصیب فرما، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو آزادی دے دے، اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات عطا فرما دے، اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل فرما، اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط کی طرح کا قحط مسلط کر دے۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز صبح کے وقت آپ نے ان کے لیے دعائے خیر کی تو میں نے آپ کو یاد دلایا، آپ نے فرمایا: کیا تم نے انہیں دیکھا نہیں کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَنَّ فِي صَلَاةِ شَهْرًا، يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ: اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ، اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ، اللَّهُمَّ أَشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِينَى يُوسُفَ . قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ: أَوْ مَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا؟ .

(۶۲۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات، اذا نزلت بالمسلمین نازلہ..... : ۶۷۵۔ سنن

ابی داؤد: ۱۴۴۲.

وہ (آزادی پانے کے بعد) آپکے ہیں (لہذا اب قنوت کی ضرورت باقی نہیں رہی)“

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ نبی ﷺ قنوت نازلہ کسی مصیبت کے نازل ہونے کے وقت کرتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ مجاہدین و اسیران کی نصرت و مدد اور رہائی کے لیے قنوت نازل کرتے یا حملہ آور دشمنوں کے خلاف قنوت نازل کرتے تھے اور اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو آپ ﷺ قنوت ترک کر دیتے تھے۔ نیز ترک قنوت سے صحیح قنوت کا استدلال کرنا درست نہیں۔

۱۷۰..... بَابُ ذِكْرِ أَخْبَارِ غَلَطٍ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِهَا بَعْضُ مَنْ لَمْ يَنْعَمِ النَّظَرَ فِي الْفَاطِ الْأَخْبَارِ وَلَمْ يَسْتَوْعِبْ أَخْبَارَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقُنُوتِ فَاحْتَجَّ بِهَا وَزَعَمَ أَنَّ الْقُنُوتَ فِي الصَّلَاةِ مَنْسُوخٌ مِنْهُ عِنْدَهُ

ان احادیث کا بیان جن سے استدلال کرتے ہوئے اس شخص کو غلطی لگی ہے جس نے احادیث کے الفاظ میں خوب غور و فکر نہیں کیا اور نہ قنوت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے مروی تمام احادیث کا احاطہ کیا ہے، تو اس شخص نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے اور اس کا گمان ہے کہ نماز میں قنوت کرنا منسوخ اور منجح ہے ۶۲۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں سنا کہ آپ نے آخری رکعت میں جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو ربنا و لک الحمد پڑھا، پھر یہ دعا مانگی: اے اللہ! فلاں فلاں شخص پر لعنت فرما، آپ نے کچھ منافقین کو بدعا دی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (۳: ۱۲۸) ”اے نبی) آپ کا اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے، چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ قُلَانَا وَقُلَانَا ، دَعَا عَلَى نَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾.

(۶۲۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ رقم: ۴۰۶۹، ۴۰۰۹۔ سنن نسائی: ۱۰۷۸۔ مسند

۶۲۳۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيِّ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ نَافِعٍ.....

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار افراد پر بد دعا کیا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلْيَتُوبَ عَلَيْهِمْ﴾ (۳: ۱۲۸) ”اے نبی آپ کا اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“ فرماتے ہیں: تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی ہدایت نصیب فرمادی۔ ”امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی غریب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرب کے کچھ قبائل کو بد دعا دیا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلْيَتُوبَ عَلَيْهِمْ﴾ (۳: ۱۲۸) ”(اے نبی) آپ کو اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرما لے چاہے تو ان کو عذاب دے دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“ فرماتے ہیں: پھر (اللہ تعالیٰ نے) انہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمادی۔ ”امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت کے ساتھ (کفار پر) لعنت کرنا منسوخ ہو گیا، لیکن وہ دعا منسوخ نہیں ہوئی جسے نبی کریم ﷺ اہل مکہ کے پاس قید مسلمانوں کی آزادی کے لیے کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان (کمزور مسلمانوں) کو ان سے نجات عطا فرمادے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلْيَتُوبَ عَلَيْهِمْ ﴾ قَالَ : فَهَدَاهُمُ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ أَيْضًا . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ الْعَجَلِيُّ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلْيَتُوبَ عَلَيْهِمْ ﴾ . قَالَ : ثُمَّ هَدَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَفِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ اللَّعْنَ مَنْسُوخٌ بِهَذِهِ الْآيَةِ ، لَا أَنَّ الدُّعَاءَ الَّذِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو لِمَنْ كَانَ فِي أَيْدِي أَهْلِ مَكَّةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُنَجِّيَهُمُ اللَّهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ ، إِذْ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ تَكُونَ الْآيَةُ نَزَلَتْ : ﴿ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَلْيَتُوبَ عَلَيْهِمْ ﴾ فِي قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ، فِي يَدِي

(۶۲۳) حسن صحیح، سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورة آل عمران، رقم: ۳۰۰۵۔ وأحمد:

۲/۷۱۔ ۲۰۰۴، ۱۰۴/۲۰۰۵۔ وابن حبان: ۱۹۸۵۔ الدر المنثور: ۲/۷۱۔

کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت ﴿أَوْ يُتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ ان مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو، جو کفار کے پاس ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿أَوْ يُتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ ان کافروں اور منافقوں کے متعلق نازل فرمائی ہے جن پر نبی کریم ﷺ بددعا کرتے ہوئے لعنت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ جن لوگوں کو نبی کریم ﷺ اپنی دعائے قنوت میں لعنت کرتے ہیں ان کے معاملے میں نبی کریم ﷺ کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دے دی کہ اگر اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر کے انہیں اسلام کی ہدایت نصیب فرمادے یا انہیں ان کے کفر و نفاق کی وجہ سے عذاب سے دو چار کر دے تو وہ اپنے کفر اور نفاق کی حالت میں ظالم ہیں۔ اس سے مراد وہ مومن لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کفار کے ظلم و ستم سے آزادی نصیب فرمادے۔ اس لیے ولید بن الولید، سلم بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور اہل مکہ میں سے کمزور مسلمان ان دشمن کفار کے قبضہ سے ان کی نجات کے لیے نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کی قید سے ان کی رہائی تک ان کی آزادی کی دعا ترک نہیں کی، آپ نے ان کے حق میں دعا اس آیت کے نزول کی وجہ سے ترک نہیں کی جو کفار اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو ظالم تھے، مظلوم نہیں تھے۔ کیا آپ نے یحییٰ بن ابی کثیر کی حضرت ابوسلمہ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں ان کے لیے دعا نہ کی تو میں

قَوْمِ كُفَّارٍ يُعَذِّبُونَ ، وَإِنَّمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿أَوْ يُتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ فِيمَنْ كَانُوا يَدْعُونَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْهِم بِاللَّعْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَفَّارِ ، فَأَعْلَمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ لَيْسَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَانِ النَّبِيُّ ﷺ يَلْعَنُهُمْ فِي قُنُوتِهِ ، وَأَخْبَرَ أَنَّهُ مِنْ إِنْ تَابَ عَلَيْهِمْ فَهَدَاهُمْ لِلْإِيمَانِ أَوْ عَذَّبَهُمْ عَلَى كُفْرِهِمْ وَنِفَاقِهِمْ فَهُمْ ظَالِمُونَ وَوَقَّتْ كُفْرِهِمْ وَنِفَاقِهِمْ ، لَا مَنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو لَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يُنَجِّيَهُمْ مِنْ أَيْدِي أَعْدَائِهِمْ مِنَ الْكُفَّارِ ، قَالَوَلَيْدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَسَلْمَةُ بْنُ هِشَامٍ وَعِيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفُونَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَمْ يَكُونُوا ظَالِمِينَ فِي وَقْتِ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِأَنْ يُنَجِّيَهُمْ مِنْ أَيْدِي أَعْدَائِهِمُ الْكُفَّارِ . وَلَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ ﷺ الدُّعَاءَ لَهُمْ بِالنَّجَاةِ مِنْ أَيْدِي كُفَّارِ أَهْلِ مَكَّةَ إِلَّا بَعْدَ مَا نَجَّوْا مِنْ أَيْدِيهِمْ ، لَا لِمَنْزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ كَانُوا ظَالِمِينَ لَا مَظْلُومِينَ . أَلَا تَسْمَعُ خَبَرَ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ : أَوْ مَا تَرَاهُمْ قَدْ

نے آپ کو یاد دلایا تو آپ نے فرمایا: کیا تم انہیں دیکھ نہیں رہے کہ وہ (آزادی پانے کے بعد مدینہ منورہ) آچکے ہیں؟“ اے نبی! آپ کا اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کو توبہ قبول کر لے چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ فرماتے ہیں: تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی ہدایت نصیب فرمادی۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی غریب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے کچھ قبائل کو بددعا دیا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (۳: ۱۲۸) ”(اے نبی) آپ کو اس معاملے میں کچھ اختیار نہیں، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرمالے چاہے تو ان کو عذاب دے دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔“ فرماتے ہیں: پھر (اللہ تعالیٰ نے) انہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمادی۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت کے ساتھ لہذا جو میں نے بیان کیا اسے خوب سمجھ لو، اور اپنے خالق و مالک کی توفیق سے یقین کر لو کہ جس شخص نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ صبح کی نماز میں قنوت کرنا اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو چکا ہے، اس کا استدلال غلط ہے۔“

**فوائد:**..... قنوت نازل کو مکروہ خیال کرنے والے علماء ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ قنوت نازل منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن ان احادیث میں تفسیح کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قنوت ثابت ہے، بلکہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار پر بددعا جائز ہے۔ البتہ کسی معین کا فریا معین مشرک کا نام لے کر بددعا کرنا ممنوع ہے کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت سے سرفراز کر دے، لہذا بلا تعین کفار و مشرکین پر بددعا کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ علامہ سندھی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے بظاہر معلوم ہوتا ہے

قَدِمُوا؟ فَأَعْلَمَ ﷺ أَنَّهُ إِنَّمَا تَرَكَ الْقُنُوتَ وَالِدُعَاءَ بِأَنَّ نَجَّاهُمُ اللَّهُ، إِذِ اللَّهُ قَدِ اسْتَجَابَ لَهُمْ فَجَّاهُمْ، لَا لِنُزُولِ الْآيَةِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي غَيْرِهِمْ مِمَّنْ هُوَ ضِدُّهُمْ، إِذْ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِأَنَّ يُنَجِّبَهُمْ، مُؤْمِنُونَ مَظْلُومُونَ، وَمَنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو عَلَيْهِمْ بِاللَّعْنِ، كُفَّارٌ وَمُنَافِقُونَ ظَالِمُونَ، فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِأَنْ يَتْرُكَ لَعْنَ مَنْ كَانَ يَلْعَنُهُمْ وَأَعْلَمَ أَنَّهُمْ ظَالِمُونَ، وَأَنَّ لَيْسَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَمْرِهِمْ شَيْءٌ، وَأَنَّ اللَّهَ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ أَوْ تَابَ عَلَيْهِمْ، فَتَفَهَّمُوا مَا بَيْنَهُ تَسْتَيْقِنُوا بِتَوْفِيقِ خَالِقِكُمْ عَلَّطَ مِنْ احْتِجَ بِهِذِهِ الْأَخْبَارُ أَنَّ الْقُنُوتَ مِنْ صَلَاةِ الْعِدَاةِ مَنْسُوخٌ بِهِذِهِ الْآيَةِ.

کہ وہ معین کفار پر لعنت کو منسوخ خیال کرتے تھے اور مطلق کفار پر لعنت کو جائز خیال کرتے تھے۔

(شرح سنن نسائی: ۲/۲۶۳)

۱۷۱..... بَابُ التَّكْبِيرِ مَعَ الْإِهْوَاءِ لِلسُّجُودِ

سجدے کے لیے جھکتے وقت ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنے کا باب

۶۲۴۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّهُ سَمِعَ.....

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْبِرُ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جِئِنَ يَهُوَى سَاجِدًا. سجدے کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ میں جھکتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔ حالت قیام میں یا سجدہ میں پہنچ کر تکبیر

کہنا مسنون طریقہ نہیں ہے۔ نووی کہتے ہیں: سجدہ کے لیے جھکتے وقت تکبیر کا آغاز کیا جائے اور تکبیر کے الفاظ کو طول دیا جائے حتیٰ کہ پیشانی زمین پر لگ جائے۔ (شرح النووی: ۴/۹۸)

۱۷۲..... بَابُ التَّجَافِي بِالْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِهْوَاءِ إِلَى السُّجُودِ

سجدے کے لیے جھکتے وقت دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھنے کا بیان

۶۲۵۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيِّ - وَ هَذَا لَفْظُ بُنْدَارٍ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍ وَ.....

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ ، فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، فِيهِمْ

أَبُو قَتَادَةَ ، قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ

إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ

وَقَالَ ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، ثُمَّ يَهُوَى

إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ .

”جناب عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام کی موجودگی میں جن میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، سنا۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔“ پھر حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اور کہا: ”پھر آپ اللہ اکبر کہتے، پھر آپ زمین کی طرف جھکتے اور اپنے دونوں

(۶۲۴) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب یہوی بالتکبیر حين يسجد: ۸۰۳۔ صحیح مسلم: ۳۹۲۔ سنن الترمذی: ۲۵۴۔ سنن

نسائی: ۱۰۲۳۔ مسند احمد: ۲/۲۷۰۔ الصحیحۃ: ۶۰۴۔

(۶۲۵) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة: ۹۶۳، ۷۳۰۔ سنن ترمذی: ۳۰۴۔ سنن الدارمی:

۱۳۵۶۔ وابن ماجہ: ۱۰۶۱۔ وابن حبان: ۱۸۶۷۔



۷۴..... بَابُ ذِكْرِ خَبَرِ رُوِيَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَدَنِهِ بَوَاضِعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ  
عِنْدَ اِهْوَائِهِ اِلَى السُّجُودِ مَنْسُوخٌ، غَلَطَ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ بَعْضُ مَنْ لَمْ يَفْهَمْ مِنْ اَهْلِ  
الْعِلْمِ اَنَّهُ مَنْسُوخٌ. فَرَأَى اسْتِعْمَالَ الْخَبَرِ وَالْبَدْوِ بَوَاضِعِ الْيَدَيْنِ عَلٰى الْاَرْضِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ.  
نبی کریم ﷺ سے مروی اس منسوخ حدیث کا بیان جس میں ہے کہ آپ سجدے کے لیے ٹھکتے وقت اپنے  
گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے۔ جو اہل علم اس کے منسوخ ہونے کو سمجھ نہیں سکے،  
انہیں اس حدیث سے استدلال کرنے میں غلطی لگی ہے۔ تو اس نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دونوں  
گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے کو درست قرار دیا ہے۔

۶۲۷۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَبْنِ تَمَّامِ الْمِصْرِيِّ ، حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ  
، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ .....  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ  
رُكْبَتَيْهِ، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.  
”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنے  
گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے تھے اور فرماتے تھے:  
”رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ میں ٹھکتے وقت پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور ہاتھ رکھنے کے بعد  
گھٹنے زمین پر لگانے چاہئیں۔ نیز نبی ﷺ نے سجدہ میں جاتے وقت ہاتھوں سے قبل گھٹنے زمین پر رکھنے سے منع فرمایا  
ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا  
يَبْرُكُ الْبَغِيضُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)) ”جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ اونٹ کی طرح (ہاتھوں  
سے قبل گھٹنے لگا کر) نہ بیٹھے، بلکہ وہ اپنے گھٹنوں سے قبل اپنے ہاتھ زمین پر رکھے۔“

(ابوداؤد: ۸۴۰، نسائی: ۱۰۹۲، صحیح الجامع: ۵۹۵، صحیح)

ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سجدہ میں گھٹنوں سے قبل ہاتھ زمین پر رکھنے کی  
مشروعیت کی دلیل ہے اور اوزاعی، مالک، ابن حزم اور ایک قول کے مطابق احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے نیز حازمی  
نے اوزاعی سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ سجدہ میں اپنے گھٹنوں سے قبل اپنے ہاتھ  
زمین پر رکھتے تھے۔

(۶۲۷) اسنادہ صحیح، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ترجمہ النہاہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کا فعل نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری، کتاب  
الاذان، باب بھوی بالتکبیر حین یسجد والحاکم: ۱/۲۲۵۔ الدارقطنی: ۱/۳۴۴۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ۲/۱۰۰۔ وابن شبیبہ فی  
”مصنفہ“: ۱/۲۶۳۔



پیشانی کے کچھ حصہ پر سجدہ کافی ہے۔ ناک پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اگر سجدہ میں ناک زمین پر نہ لگایا جائے تو بھی جائز ہے، لیکن اگر سجدہ میں فقط ناک پر سجدہ کیا جائے اور پیشانی کو چھوڑ دیا جائے تو یہ عمل ناجائز ہے، شافعی اور مالک رحمہما کا یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور ابن قاسم مالکی رحمہما کا موقف ہے کہ ناک اور پیشانی میں سے کسی ایک پر سجدہ کرنا کافی ہے اور احمد اور ابن حبیب مالکی رحمہما کہتے ہیں کہ پیشانی اور ناک دونوں اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث کی رو سے پیشانی اور ناک ایک ہی عضو ہیں۔ (شرح النووی: ۴/ ۲۰۷)

اس بارے امام احمد کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں اعضاء پر سجدہ کرنا راجح ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۲/ ۱۰۵)

۱۷۵..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ السُّجُودِ مَنْسُوخٌ، وَأَنَّ وَضْعَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ نَاسِخٌ، إِذَا كَانَ الْأَمْرُ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ مُقَدِّمًا وَالْأَمْرُ بِوَضْعِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ مُؤَخَّرًا، فَالْمُقَدِّمُ مَنْسُوخٌ وَالْمُؤَخَّرُ نَاسِخٌ

اس بات کی دلیل کا بیان کہ سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے کا حکم منسوخ ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے (کا حکم) ناسخ ہے۔ کیونکہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم مقدم ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے کا حکم متاخر ہے، لہذا مقدم حکم منسوخ ہوگا اور متاخر حکم ناسخ ہوگا۔

۶۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كَهْلِيلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعِيدٍ.....

عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: كُنَّا نَضَعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَمَرَنَا بِالرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ. ”حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھا کرتے تھے، پھر ہمیں دونوں ہاتھوں سے پہلے دونوں گھٹنے رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔“

۱۷۶..... بَابُ الْبَدْءِ بَرْفَعِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ السُّجُودِ.

سجدہ سے سر اٹھاتے وقت گھٹنوں سے قبل دونوں ہاتھ زمین سے اٹھانے کا بیان

۶۲۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ سَنَانَ وَرِجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدْرِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالُوا، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

(۶۲۸) اسنادہ ضعیف جدًا: البيهقي في الكبرى: ۲/ ۱۰۰۔ من طريق خزيمه، به.

(۶۲۹) اسنادہ ضعیف: سنن النسائي، کتاب التطبیق، باب اول ما یصل الی الارض من الانسان فی سجوده: ۱۰۸۹۔ سنن

الترمذی: ۲۶۸۔ سنن ابی داود: ۸۳۸۔ سنن ابن ماجه: ۸۸۲۔ سنن الدارمی: ۱۳۲۰۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ ، وَيَرَفُّعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ إِذَا رَفَعَ .

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (سجدہ کرتے وقت) اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے اپنے دونوں گھٹنے رکھتے تھے اور جب (سجدے سے سر) اٹھاتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔“

۱۷۷..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْأَرْضِ فِي السُّجُودِ إِذْ هُمَا يَسْجُدَانِ كَسُّجُودِ الْوَجْهِ

سجدے میں دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے کا بیان کیونکہ وہ دونوں چہرے کے سجدے کی طرح سجدہ کرتے ہیں

۶۳۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجُ وَ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَ مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، أَنَا أَيُّوبُ . وَقَالَ الْمُؤَمِّلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ .....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع روایت بیان کرتے ہیں:“

بلاشبہ دونوں ہاتھ سجدہ کرتے ہیں جس طرح چہرہ سجدہ کرتا ہے۔ لہذا جب تم میں سے کوئی شخص اپنا چہرہ (زمین پر) رکھے تو اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب چہرے کو اٹھائے تو اسے ان دونوں کو بھی اٹھانا چاہیے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ دونوں ہاتھ اور سجدہ اعضائے سجود میں شامل ہیں اور صحت نماز کے لیے ہاتھوں اور چہرہ کا سجدہ لازم ہے۔

۱۷۸..... بَابُ ذِكْرِ عَدَدِ الْأَعْضَاءِ الَّتِي تَسْجُدُ مِنَ الْمُصَلِّي فِي صَلَاتِهِ إِذَا سَجَدَ الْمُصَلِّي .

جب نمازی سجدہ کرے تو ان اعضاء کی تعداد کا بیان جو نمازی کی نماز میں سجدہ کرتے ہیں

۶۳۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ .....

”حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء بھی سجدہ کرتے

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةٌ أَرَابٍ .

(۶۳۰) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب التطبيق، باب وضع اليدين مع الوجه في السجود: ۱۰۹۲۔ سنن ابی داود: ۸۹۲۔  
والحاكم: ۲۲۵/۱۔ موطا امام مالك: ۳۵۲۔  
(۶۳۱) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، اعضاء السجود، والنهي عن كف الشعر والثوب: ۴۹۱۔ سنن الترمذی: ۲۷۲۔ سنن النسائی: ۱۰۹۴۔ سنن ابی داود: ۸۹۱۔ سنن ابن ماجه: ۸۸۵۔

ہیں: (یعنی) اس کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ، اس کے  
وَجْهَهُ وَكَفَاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ.

دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔“

۱۷۹..... بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّجُودِ عَلَى الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ اللَّوَاتِي يُسْجُدْنَ مَعَ

الْمُصَلِّي إِذَا سَجَدَ

جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کی نماز میں سجدہ کرنے والے نمازی کے اعضاء کی تعداد کا بیان

۶۳۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَشْرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقْدِيِّ ، أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ

طَاوُسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا أَكْفُ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

۶۳۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ الْعَجَلِيُّ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَرَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ.....

عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا أَكْفُ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

۱۸۰..... بَابُ ذِكْرِ تَسْمِيَةِ الْأَعْضَاءِ السَّبْعَةِ الَّتِي أُمِرَ الْمُصَلِّي بِالسُّجُودِ عَلَيْهِنَّ

ان سات اعضاء کے ناموں کا بیان جس پر نمازی کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے

۶۳۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرُو بْنِ

دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ.....

(۶۳۲) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب لا یکف ثوبه فی الصلاة: ۸۱۶۔ صحیح مسلم: ۴۹۰۔ سنن الترمذی: ۲۷۳۔ سنن

النسائی: ۱۱۱۳۔ سنن ابی داؤد: ۸۸۹۔ سنن ابن ماجہ: ۸۸/۴۔ مسند احمد: ۲۵۵/۱۔ سنن الدارمی: ۱۳۱۸۔

(۶۳۳) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم: ۸۱۰۔ صحیح مسلم: ۴۹۰۔ سنن ترمذی: ۲۷۳۔ سنن

النسائی: ۱۱۱۳۔ مسند احمد: ۲۵۵/۱، ۲۸۵، ۳۲۴۔

(۶۳۴) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعة اعظم: ۸۰۹۔ سنن نسائی: ۱۰۹۳۔ مسند احمد:

۲۷۰۰۲۲۱/۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ ؛ عَلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَقَدَمَيْهِ وَنَهَى أَنْ يَكْفَ شَعْرًا أَوْ ثَوْبًا .

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو سات (اعضا) پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا؛ اپنے چہرے، اپنے دونوں ہاتھوں، اپنے دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں پر؛ اور آپ کو بالوں یا کپڑوں کو سینے سے منع کر دیا گیا۔“

۶۳۵۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْمُخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنِ أَبِيهِ.....

”امام صاحب نے اپنے استاد گرامی جناب مخزومی کی سند سے حضرت ابن عباس کی مذکورہ بالا روایت کی طرح روایت بیان کی ہے، مگر انہوں نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”یا آپ اپنے کپڑوں یا بالوں کو سمیٹیں“ (اس سے منع کر دیا گیا) جناب طاؤس رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی اور ناک پر پھیر کر فرمایا کرتے تھے: یہ ایک ہی عضو ہے۔“

۶۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں، اور اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں، (وہ سات اعضاء یہ ہیں) پیشانی اور ناک دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔“

## ۱۸۱..... بَابُ إِمْكَانِ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ مِنَ الْأَرْضِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھنے کا بیان

۶۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بَنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، حَدَّثَنِي.....

- (۶۳۵) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب: ۴۹۰۔ سنن نسائی: ۱۰۸۶۔  
 (۶۳۶) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب: ۴۹۰۔ سنن نسائی: ۱۰۹۶۔  
 (۶۳۷) اسنادہ صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة: ۷۳۰، ۷۳۴۔ سنن ترمذی: ۲۶۰۔ وابن حبان: ۱۸۷۱۔ سنن الدارمی: ۱۳۰۷۔

”حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چند انصاری صحابہ کرام (ایک جگہ) جمع ہوئے، ان میں حضرت سہل بن سعد ساعدی ابو حمید ساعدی، اور ابو اسید ساعدی بھی تھے۔ تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اجازت دو میں تمہیں (اس کے متعلق) بیان کرتا ہوں کیونکہ میں تم سب سے زیادہ اسے جاننے والا ہوں۔ انہوں نے کہا: تو پھر بیان کرو۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بہت اچھا وضو کیا، پھر آپ نے نماز شروع کر دی، اس طرح انہوں نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اور فرمایا: پھر آپ نے سجدہ کیا تو اپنی پیشانی اور اپنی ناک کو زمین پر اچھی طرح جما کر رکھا، اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا، پھر آپ نے اپنے سر کو (سجدے سے) اٹھایا۔“ (یہ بیان سننے کے بعد) تمام صحابہ کرام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نماز اس طرح ہوتی تھی۔“

الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فِيهِمْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ وَابْنُ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ وَابْنُ أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: دَعُونِي أَحَدِيكُمْ فَأَنَا أَعْلَمُكُمْ بِهَذَا. قَالُوا: فَحَدَّثَ. قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ دَخَلَ الصَّلَاةَ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ، وَقَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَكَنَ جَبْهَتَهُ وَأَنْفَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ: هَكَذَا كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ اعضائے سجدہ سات ہیں اور سجدہ کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان اعضاء پر سجدہ کرے اور پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرے۔ البتہ سجدہ میں نگلی پیشانی زمین پر رکھنا واجب ہے اور پیشانی کے کچھ حصہ پر سجدہ کافی ہے۔ ناک پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اگر سجدہ میں ناک زمین پر نہ لگایا جائے تو بھی جائز ہے، لیکن اگر سجدہ میں فقط ناک پر سجدہ کیا جائے اور پیشانی کو چھوڑ دیا جائے تو یہ عمل ناجائز ہے۔ شفعی اور مالک کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور ابن قاسم مالکی کا موقف ہے کہ ناک اور پیشانی میں کسی ایک پر سجدہ کرنا کافی ہے اور احمد اور ابن حنیفہ مالکی کہتے ہیں کہ پیشانی اور ناک دونوں اعضاء پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث کی رو سے پیشانی اور ناک ایک ہی عضو ہیں۔ (شرح النووی: ۴/ ۲۰۷)

اس بارے میں امام احمد کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری کہتے ہیں: میرے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں اعضاء پر سجدہ کرنا راجح ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۲/ ۱۰۵)

۱۸۲..... بَابُ إِثْبَاتِ الْيَدَيْنِ مَعَ الْوَجْهِ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ كُلُّ عَظْمٍ  
مِنَ الْمُصَلِّيِّ إِلَى مَوْضِعِهِ

چہرے کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو زمین پر خوب جمانے کا بیان حتیٰ کہ نمازی کی ہر ہڈی  
اپنی جگہ پر پرسکون ہو جائے

۶۳۸۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، مُؤَمِّلٌ بِنُ هِشَامٍ ، اَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ عَلِيَّةَ - عَنِ مُحَمَّدِ  
بْنِ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ.....

عَنْ رِفَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي صَلَّى وَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ قَالَ: ثُمَّ إِذَا أَنْتَ سَجَدْتَ فَأَثْبِتْ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ حَتَّى يَطْمَئِنَّ كُلُّ عَظْمٍ مِنْكَ إِلَى مَوْضِعِهِ.

”حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو فرمایا تھا جس نے نماز پڑھی تھی اور نبی کریم ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا تھا: ”پھر جب تم سجدہ کرو تو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو خوب جماؤ، یہاں تک کہ تیرے (جسم کی ہر) ہڈی اپنی جگہ مطمئن اور پرسکون ہو جائے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ میں اچھی طرح ہاتھ زمین پر جمانے چاہئیں اور یہ عمل سجدہ میں واجب ہے۔

۱۸۳..... بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْيَدَيْنِ الْكُفِّ

ہاتھ کے دونوں ایوں پر سجدہ کرنے کا بیان

۶۳۹۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ، نَا عَلِيُّ - يَعْنِي ابْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ.....

الْبَرَاءَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ عَلَى الْيَدَيْنِ الْكُفِّ .

”حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ کے انگوٹھے اور چھگی کی جڑ پر سجدہ کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ میں سیدھے ہاتھ زمین پر لگانے چاہئیں اور ہاتھوں کے سجدہ سے مراد

تھیلیوں کا سجدہ ہے۔

(۶۳۸) اسنادہ حسن: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقم صلبه في الركوع والسجود: ۸۶۰۔ مسند احمد:

۳۴۰/۴

(۶۳۹) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۴/۴۹۴، ۲۹۵۔ وابن حبان: ۱۹۱۵۔ الصحیحة: ۲۹۶۶۔ والحاکم: ۲۲۷/۱۔ مجمع

الروائد: ۱۲۵/۲

## ۱۸۴..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوِ الْمَنْكِبَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدوں میں دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر رکھنے کا بیان

۶۴۰- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا أَبُو عَامِرٍ ، أَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ.....  
 حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ ، قَالَ :  
 اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ ، وَ أَبُو أُسَيْدُ  
 السَّاعِدِيُّ وَ سَهْلُ بْنُ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ  
 مَسْلَمَةَ ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ : أَنَا أَعْلَمُكُمْ  
 بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . فَقَامَ فَكَبَّرَ ، فَذَكَرَ  
 بَعْضَ الْحَدِيثِ . وَقَالَ : ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَكَنَ  
 أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ ،  
 وَوَضَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ  
 حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى  
 فَرَغَ .

”حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ  
 (ایک دفعہ) حضرت ابو حمید ساعدی، ابو اسید ساعدی، سہل بن  
 سعد ساعدی اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے تو  
 حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو  
 تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض  
 کی تو پھر آپ رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کریں۔ انہوں  
 نے فرمایا: آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ”اللہ اکبر“  
 کہتے۔ پھر کچھ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا: ”پھر آپ  
 نے سجدہ کیا تو اپنی پیشانی اور اپنی ناک کو خوب جما کر رکھا اور  
 اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور اور اپنے دونوں ہاتھوں  
 کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا حتی  
 کہ ہر ہڈی اپنی جگہ میں لوٹ گئی (پھر آپ اسی اطمینان و سکون  
 کے ساتھ نماز پڑھتے رہے) حتی کہ آپ فارغ ہو گئے۔“

## ۱۸۵..... بَابُ إِبَاحَةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ وَهَذَا اخْتِلَافُ الْمُبَاحِ

سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنا جائز ہے اور یہ جائز اختلاف کی قسم سے ہے

۶۴۱- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، حَدَّثَنَا  
 عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ  
 آیا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا: میں ضرور رسول  
 اللہ ﷺ کی نماز کو (غور سے) دیکھوں گا۔ تو میں نے آپ  
 عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ،  
 فَقُلْتُ : لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .  
 فَرَأَيْتُهُ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، كَبَّرَ فَرَغَ -

(۶۴۰) اسنادہ صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة: ۷۳۴۔ سنن ترمذی: ۲۶۰۔ البیہقی فی الکبری:

يَعْنِي يَدَيْهِ - فَرَأَيْتُ إِبَاهَامِيَه بِحَدَاءِ أُذُنَيْهِ .  
فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ . وَقَالَ: ثُمَّ هَوَى ،  
فَسَجَدَ فَصَارَ رَأْسُهُ بَيْنَ كَفَيْهِ مِقْدَارَ حِينٍ  
افْتَتَحَ الصَّلَاةَ .

کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا اور اپنے  
دونوں ہاتھوں کو بلند کیا، تو میں نے آپ کے دونوں انگلیوں کو  
آپ کے دونوں کانوں کے برابر دیکھا۔ پھر کچھ حدیث بیان  
کی اور فرمایا: پھر آپ بچکے اور سجدہ کیا تو آپ کا سر مبارک  
آپ کے ہاتھوں کے درمیان اسی مقدار میں ہو گیا جتنی مقدار  
اس وقت تھی جب آپ نے نماز شروع کی تھی۔ (یعنی کانوں  
کے برابر)“

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ سجدہ میں ہاتھ کانوں یا کندھوں کے برابر ہونے چاہئیں اور بعض علماء نے  
ان دو روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کے کنارے کانوں کے برابر اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہونی  
چاہئیں۔ (فقہ السنۃ: ۱/۱۵۵)

### ۱۸۶..... بَابُ صَمِّ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنے کا بیان

٦٤٢- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزَّازُ ، حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ - يُعْرَفُ بِإِبْنِ الْخَازِنِ - حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ .....  
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ صَمَّ  
أَصَابِعَهُ .  
”حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد محترم حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی  
انگلیوں کو ملا لیتے تھے۔“

### ۱۸۷..... بَابُ اسْتِقْبَالِ أَطْرَافِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں ہاتھوں کی انگلیوں کے کناروں کو قبلہ رخ کرنے کا بیان

٦٤٣- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عِيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ الْمِصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ  
عَنِ السَّيِّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيزِيدُ بْنُ أَبِي حَنِيفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ  
حَلْحَلَةَ.....

(٦٤١) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب التطبیق، باب مکان الیدین من السجود: ١١٠٢۔ و ابو داؤد: ٧٢٦۔ ابن ماجہ: ٨٦٧۔

وأحمد: ٣١٨/٤۔ ابن حبان: ١٨٦٠۔

(٦٤٢) اسنادہ صحیح، صحیح ابن حبان: ١٩٢٠٠۔ والحاکم: ٨٢٦۔ البیہقی فی الکبری: ١١٢/٢۔ والطبرانی فی الکبیر:

١٩/٢٢۔ من طریق حارث بن عبد اللہ عن ہشیم۔



”جناب محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ جب اللہ اکبر کہتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر (بلند) کرتے۔ پھر جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر خوب جما کر رکھتے پھر اپنی کمر جھکا لیتے۔ پھر جب اپنا سر مبارک اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ جاتی۔ پھر جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ نہ تو پھیلا کر رکھتے اور نہ انہیں بالکل بند کر کے رکھتے اور اپنی انگلیوں کے کناروں کو قبلہ رخ کیا۔ پھر جب آپ دو رکعتوں میں (تشہد میں) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو بائیں پاؤں کو آگے بڑھایا اور اپنی سرین پر بیٹھ گئے۔“

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى. فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكَعَةِ الْأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتَيْهِ.

**فوائد:**..... اس حدیث میں سجدہ کے آداب کا بیان ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہونی چاہئیں۔

(فقہ السنہ: ۱/۱۵۵)

۱۸۸..... بَابُ الْإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْفِتْرَاشِ الدِّرَاعَيْنِ الْأَرْضِ

سجدہ میں اعتدال اختیار کرنے اور دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھانے کی ممانعت کا بیان

۶۴۴- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ وَالْأَشْجُ، قَالَا، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ الْقَطَوَانِيُّ، نَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ

(۶۴۳) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد: ۸۲۸۔ وابن حبان: ۱۸۶۹۔ والبيهقي في الكبرى:

۱۲۸/۲۔ من طريق الليث، به۔

بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَوَكَيْعٌ كُلُّهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ.....

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعِيهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ .  
 ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اسے چاہیے کہ اعتدال (کے ساتھ سجدہ) کرے، اور اپنے بازوؤں کو درندے کی طرح نہ بچھائے۔“

٦٤٥- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي ، أَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مَسْعَرُ بْنُ كَدَامِ الْهَلَالِيُّ عَنْ أَدَمَ بْنِ عَلِيٍّ الْبَكْرِيِّ.....  
 ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بازوؤں کو درندے کی طرح مت پھیلاؤ اور اپنی ہتھیلیوں کو ٹنکا لو اور اپنے بازوؤں کو (پہلوؤں سے دور رکھ، پس بے شک جب تم یہ کام کر لو گے تو تمہارے جسم کے تمام اعضاء سجدہ کر لیں گے۔“

**فوائد**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ حالت سجدہ میں بازو پہلوؤں سے دور اور زمین سے بلند ہونے چاہئیں نیز سجدہ میں درندے کی طرح زمین پر بازو بچھانا ممنوع فعل ہے۔

١٨٩..... بَابُ رَفْعِ الْعَجِيزَةِ وَالْبَالِغِينَ فِي السُّجُودِ

سجدے میں سرین اٹھا کر رکھنے کا بیان

٦٤٦- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكَ.....

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبِ السُّجُودَ ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ .  
 ”جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کی کیفیت بیان کی تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اپنی سرین اوپر اٹھائی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح (سجدہ) کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(٦٤٤) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الاعتدال فی السجود، رقم: ٢٧٥۔ ابن ماجہ: ٩١۔ مسند احمد: ٣/٣٠٥، ٣٠٥۔ من طریق وکیع، بہ۔

(٦٤٥) اسنادہ صحیح، صحیح ابن حبان: ١٩١٤۔ والحاکم: ٢٧٧/١۔ من طریق معمر بن کرام، بہ۔ مجمع الزوائد: ١٢٦/٢۔

(٦٤٦) اسنادہ ضعیف: سنن النسائی، کتاب التطبيق، باب صفة السجود: ١١٠٤۔ سنن ابی داود: ٨٩٦۔ والبیہقی فی الکبریٰ: ١١٥/٢۔ وابن شیبہ: ٢٣١/١۔ من طریق نریک، بہ۔

۱۹۰..... بَابُ تَرْكِ التَّمَدُّدِ فِي السُّجُودِ وَاسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخْدَيْنِ

سجدے میں پھیلاؤ ترک کرنے اور پیٹ کو رانوں سے اٹھا کر رکھنے کے استحباب کا بیان

۶۴۷- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيِّ وَ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ الْيَسْرِيُّ بْنُ مَزِيدٍ قَالُوا ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شَمِيلٍ - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ .....  
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى جَخَى . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ سَمِعْتُ الْيَسْرِيَّ ، يَقُولُ: قَالَ النَّضْرُ: جَخَّ الَّذِي لَا يَتَمَدَّدُ فِي رُكُوعِهِ وَلَا فِي سُجُودِهِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيَّ يَقُولُ ، قَالَ النَّضْرُ: وَالْعَرَبُ تَقُولُ: هُوَ جَخٌ .

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے پیٹ کو رانوں اور بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔ جناب سری بیان کرتے ہیں کہ جخ اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے رکوع و سجود میں پھیلاؤ اختیار نہیں کرتا۔ جناب نضر فرماتے ہیں: عرب کہتے ہیں: ہو جنح وہ گہرا ہے۔“

۱۹۱..... بَابُ التَّجَافِي فِي السُّجُودِ

سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھنے کا بیان

۶۴۸- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدٌ وَسَعْدُ ابْنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ الْمِصْرِيَّانِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبِي ، أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ وَهَّابِ بْنِ رَيْبَعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ .....  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ إِنْطَاةً .  
”حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو (اس قدر) کھول کر رکھتے کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہو جاتیں۔“

۶۴۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسْرِ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.....

(۶۴۷) اسنادہ صحیح، سنن النسائی، کتاب الطبیق، باب صفة السجود: ۱۱۰۵- والحاکم: ۸۲۸- والبیہقی: ۱۱۵/۲- من طریق عن النضر بن شميل، به.

(۶۴۸) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب یدی ضبعیہ ویحافی فی السجود: ۸۰۷، ۳۹۰- صحیح مسلم: ۴۹۵- سنن النسائی: ۱۱۰۶- واحمد: ۳۴۵/۵.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطِيهِ .  
 ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے (تو اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے) دور رکھتے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔“

٦٥٠- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيُّ ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ: هَذَا مِمَّا كُنْتُ قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حُرَيْرٍ ، وَحَدَّثَنِي أَبُو حُرَيْرٍ ، أَنَّ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَهُ ، أَنَّ.....

عَدِيَّ بْنِ عُمَيْرَةَ الْحَضْرَمِيِّ حَدَّثَهُ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ يُرَى بَيَاضُ إِبْطِيهِ . أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا الْمُعْتَمِرُ ، قَالَ قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حُرَيْرٍ بِمِثْلِهِ ، وَقَالَ: يُرَى بَيَاضُ إِبْطِهِ .  
 ”حضرت عدی بن عمیرہ الحضرمی بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ امام صاحب کے استاد جناب محمد بن عبدالاعلیٰ صنعانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔“

**فوائد:**..... سجدہ کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ سجدہ میں اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھے اور وہ اپنی کہنیاں زمین سے اور اپنے پہلوؤں سے خوب بلند رکھے کہ اگر وہ بغلیں ڈھکی نہ ہوں تو بغلوں کو اندرونی حصہ واضح نظر آئے۔ سجدے کے اس ادب کے استحباب پر علماء کا اتفاق ہے اور اگر نمازی یہ طریقہ ترک کر دے وہ خطا کا مرتکب ہوگا، لیکن اس کی نماز صحیح ہوگی۔ یہ نبی تنزیہی ہے۔ علماء بیان کرتے ہیں: مذکورہ فعل کی حکمت یہ ہے کہ اس عمل میں انتہائی تواضع اور انکساری ہے۔ نیز اس طرح چہرہ اور پیشانی اچھی طرح زمین پر لگتے ہیں اور یہ سستی دکاہلی کی صورتوں سے بعید تر ہے۔ نیز سجدہ میں بازو پھیلاتا کتے سے مشابہت ہے اور اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی نماز میں سستی اور عدم اہتمام کا شکار ہے۔

(شرح النووی: ٤/٣٠٨)

(٦٤٩) اسنادہ صحیح، والبیہقی فی الکبریٰ: ١١٥/٢ - رقم: ٢٧١٠ - والبطرانی فی "الصغیر": ٥٤ - وفی "الکبیر" و "الأوسط" ایضاً۔ کما فی "المجمع": ١٢٥/٢ - من طریق معمر عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عنہ، صفة الصلاة النبوی ﷺ - مسند احمد: ٢٩٤/٣ - عن عبدالرزاق، بہ.

(٦٥٠) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ١٩٣/٤ - رقم: ١٧٦٥٦ - وصفة الصلاة النبوی، ص: ٧٥١.

۱۹۲..... بَابُ فَتْحِ أَصَابِعِ الرَّجُلَيْنِ فِي السُّجُودِ وَالْإِسْتِئْذَانِ بِأَطْرَافِهِنَّ الْقِبْلَةَ

سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو کھولنے اور ان کے کناروں کو قبلہ رخ کرنے کا بیان

۶۵۱- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ إِمْلَاءً ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ.....

”جناب محمد بن عطاء سے روایت ہے وہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں دس صحابہ کرام میں سنا، ان میں ایک حضرت ابوقادہ بن ربعی بھی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔“ اور حدیث کا کچھ حصہ بیان کر کے فرمایا: ”پھر آپ سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے پھر اللہ اکبر کہا، پھر اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بگلوں سے دور رکھا اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو کھولا۔“

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا ، وَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ وَقَالَ: ثُمَّ هَوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ، ثُمَّ جَافَى عَضْدِيهِ عَنْ إِبْطِيهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ .

۶۵۲- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو زُهَيْرٍ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ إِبرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى التُّجَيْبِيَّ - نَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ حَلْحَلَةَ.....

”جناب محمد بن عمرو بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق گفتگو کی۔ تو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں (میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے (نماز شروع کرنے کے لیے) اللہ اکبر کہا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر (بلند) کیے۔

حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لِمُصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ جِذَاءَ مَنْكَبَيْهِ ، فَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ، ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ ،

(۶۵۱) اسنادہ صحیح، سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب منه ماجاء فی وصف الصلاة: ۳۰۴۔ سنن ابی داؤد: ۷۳۰۔ سنن ابن

ماجہ: ۱۰۶۱۔ مسند احمد: ۴/۴۲۴۔

(۶۵۲) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب سنة الجلوس فی التشهد: ۸۲۸۔ سنن ابی داؤد: ۷۳۱۔

فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مِنْهُ مَكَانَهُ ، وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ .

پھر جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر خوب جما کر رکھے۔ پھر اپنی کمر جھکا لی۔ پھر جب اپنا سر مبارک اٹھایا تو بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ گئی۔ اور جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ زیادہ پھیلا کر رکھا اور نہ بالکل بند کر کے رکھا اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا۔“

### فوائد..... مکرر ۶۴۳۔

۱۹۳..... بَابُ ضَمِّ الْفَخِذَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں دونوں رانوں کو ملا کر رکھنے کا بیان

۶۵۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، نَا أَبِي ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ دَرَّاجِ أَبِي السَّمْحِ عَنِ ابْنِ حُجْرَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی دونوں رانوں کو ملا لے۔“

۱۹۴..... بَابُ ضَمِّ الْعَقَبَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں دونوں ایڑیوں کو ملانے کا بیان

۶۵۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْكُوفِيُّ ، - سَكَنَ الْفُسْطَاطَ - قَالَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ، حَدَّثَنِي عَمَّارَةُ بْنُ عَزِيَّةَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يَقُولُ ، سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ، قَالَتْ.....

(۶۵۳) اسنادہ ضعیف: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب صفة السجود: ۹۰۱۔ البیہقی فی الکبریٰ: ۱۱۴/۲۔ وابن حبان: ۱۹۱۷۔

(۶۵۴) اسنادہ صحیح، ابن حبان: ۱۹۳۳۔ والحاکم: ۳۵۲/۱۔ والبیہقی: ۱۱۶/۲۔ من طریق سعید بن ابی مریم، بہ۔ وابو داؤد: ۸۷۹۔

”نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک رات) میں نے رسول اللہ ﷺ کو گم پایا جبکہ آپ میرے ساتھ میرے بستر پر تشریف فرما تھے۔ (میں نے آپ کو تلاش کیا تو) میں نے آپ کو سجدے کی حالت میں پایا، آپ نے اپنی ایڑیاں خوب ملائی ہوئی تھیں اور انگلیوں کے کناروں کو قبلہ رخ کیا ہوا تھا۔ میں نے آپ کو سنا کہ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: ((أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَبِكَ مِنْكَ ، أَتْنِي مِنْكَ ، لَا أَبْلُغُ كُلَّ مَا فِيكَ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَخَذَكِ شَيْطَانُكَ . فَقَالَتْ: أَمَا لَكَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ: مَا مِنْ أَدَمِي إِلَّا لَهُ شَيْطَانٌ . فَقُلْتُ: وَأَنْتِ يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ: وَأَنَا ، وَلِكِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ .

ہوں، میں تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ میں تیری تمام خوبیوں کی حمد ثنا کرنے سے قاصر ہوں۔“ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے عائشہ تجھے تیرے شیطان نے پریشان کر دیا تھا۔ تو انہوں نے دریافت کیا: کیا آپ کا شیطان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر انسان کا ایک شیطان ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کا بھی شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میرا بھی ہے لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو گیا ہے۔“

۱۹۵..... بَابُ نَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي الشُّجُودِ ، فِي خَبَرِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ وَهُمَا مُنْتَصِبَانِ

سجدے میں پاؤں کھڑے کرنے کا بیان، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی

روایت میں ہے: ”میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا جبکہ آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے

۶۵۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيِّ وَعَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

الأعرج.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْفِرَاشِ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُهُ بِيَدِي ، فَوَقَعْتُ يَدِي عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ وَهُمَا مُتَّصِبَتَانِ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَأَعُوذُ بِمَعْفَاتِكَ مِنْ عِقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أَحْصِي مَدْحَكَ وَلَا ثَنَاءَ عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ .

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ کے ساتھ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا جبکہ آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ میں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَأَعُوذُ بِمَعْفَاتِكَ مِنْ عِقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا أَحْصِي مَدْحَكَ وَلَا ثَنَاءَ عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) اے اللہ! میں تیرے غصے اور ناراضگی سے تیری رضا اور خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری سزا اور عذاب سے تیری معافی اور بخشش کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ میں تیری حمد و ثناء کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ تیری تعریف و توصیف دیسے ہی ہے جیسی تو نے اپنے لیے خود بیان فرمائی ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ سجدہ میں پاؤں کھڑے ہونے چاہئیں اور آپس میں اچھی طرح ملے

ہونے چاہئیں۔ یہ مسنون طریقہ ہے، اس کے برعکس سجدہ میں پاؤں بچھانا اور کھلے چھوڑنا خلاف سنت ہے۔

۲۔ عورت کا مطلق چھوڑنا قاض و ضو نہیں ہے۔

۳۔ سجدہ میں مذکورہ دعا کا اہتمام مسنون و مستحب فعل ہے۔

۱۹۶..... بَابُ وَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور دونوں کہنیوں کو زمین سے اٹھانے کا بیان

۶۵۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَيَادٍ بْنِ لَقَيْطٍ عَنْ أَبِيهِ.....

(۶۵۵) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ۴۸۶۔ سنن النسائی: ۱۱۰۰۔ سنن ابی داؤد:

۸۷۷۔ سنن ابن ماجہ: ۳۸۴۱۔ مسند احمد: ۲۰۱/۴۔



عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفْيَكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ .

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھو اور اپنی دونوں کہنیوں کو اوپر اٹھا کر رکھو۔“

٦٥٧- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ الشَّيْبَانِيُّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحِيْقَ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ عَمِّهِ .....

عَنْ خَالَاتِهِ مَيْمُونَةَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ ، لَوْ أَنَّ بِهِمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ مِنْ تَحْتِ يَدَيْهِ مَرَّتْ . وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ ، وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بِهِمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَهَا مَرَّتْ .

حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا مینا آپ کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔“ جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن الاصم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھتے حتیٰ کہ اگر کوئی مینا ان کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔“

٦٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينَةٌ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ . قَالُوا: وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ: وَإِيَّايَ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ .

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن ساتھی اور ایک فرشتہ ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی مقرر کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ بھی مقرر کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے، حتیٰ کہ وہ فرمانبردار اور

(٦٥٦) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتدال فی السجود و وضع الکفین علی الارض: ٤٩٤۔ وابن حبان: ١٩١٣۔ مسند

احمد: ٤/٢٨٣، ٢٩٤۔ من طریق عبید اللہ بن ابیاد بن لقیط والبیہقی: ١١٣/٢۔ والطیالسی: ١٠١۔ وابو عوانة: ١٨٣/٢۔

(٦٥٧) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتدال فی السجود و وضع الکفین علی الارض: ٤٩٦۔ سنن ابی داؤد:

٨٩٨۔ سنن ابن ماجة: ٨٨٠۔ مسند احمد: ٣٣١/٦۔ والدارمی: ١٣٣٧۔

(٦٥٨) صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین باب تحریش الشیطان وبعثه سراياه لفتنة الناس: ٢٨١٤۔ مسند احمد:

٤٠١٠، ٣٩٧، ٣٨٥/١۔ والدارمی: ٢٧٣٤۔ وابن حبان: ٦٣٨٣۔

مطبع ہو گیا ہے لہذا وہ مجھے صرف خیر و بھلائی کا ہی مشورہ دیتا ہے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۶۳۷ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۱۹۷..... بَابُ طُولِ السَّجْدَةِ وَالتَّسْوِيَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرُّكُوعِ

وَبَيْنَ الْقِيَامِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

طویل سجدے، سجدے اور رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام کے درمیان برابری کا بیان

۶۵۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بُنْدَارٌ، نَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.....  
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رُكُوعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفْعُ رَأْسِهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَسُجُودِهِ وَجُلُوسُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.  
”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، رکوع کے بعد سر اٹھانا (اور قیام کرنا) آپ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتا تھا۔“

۶۶۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ الْيَشْكِرِيُّ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صَلَّة.....

عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَذَكَرَ: أَنَّهُ قَرَأَ فِي رُكْعَةِ الْبَقْرَةِ وَالنِّسَاءِ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ مِثْلَ قِيَامِهِ، ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ مِثْلَ رُكُوعِهِ.  
”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر بقیہ حدیث بیان کی اور بیان کیا کہ: ”آپ نے ایک رکعت میں سورہ بقرہ اور سورہ نساء پڑھی، پھر رکوع کیا تو آپ کا رکوع آپ کے قیام کی طرح (طویل) تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ آپ کے رکوع کی طرح (طویل) تھا۔“

۶۶۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عُبَيْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ

(۶۵۹) صحیح بخاری، کتاب الاذان، المکتب بین السجدتین: ۸۲۰۔ صحیح مسلم: ۹۹۱۔ سنن ابی داؤد: ۸۵۲۔ مسند احمد:

۲۸۰/۲۸۰۔۲۸۳۔۱۳۳۳۔

(۶۶۰) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، رقم الحدیث: ۷۷۲۔ سنن نسائی، رقم الحدیث: ۱۱۳۳۔ مسند احمد:

رقم الحدیث: ۵۸۴/۵۔

يُسْعِرُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.....

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا قیام، آپ کا رکوع، آپ کا سجدہ، اور آپ کے قعدے میں کون سی چیز طویل ہوتی تھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: افضل سے اطول (طویل ترین) مراد ہے۔“

**فوائد** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ سجدہ میں اعتدال اور ٹھہراؤ طویل ہوتا تھا اور سجدہ میں ٹھونگے مارنا اور سجدہ میں بے اعتدالی اور جلد بازی مکروہ فعل ہے۔

۱۹۸..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَقْرَةِ الْغُرَابِ فِي السُّجُودِ

سجدوں میں کوئے کی طرح ٹھونگیں مارنا منع ہے

۶۶۲۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى وَ أَبُو عَاصِمٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَ كَيْعٌ.....

”جناب عبدالحمید بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے منع کیا ہے۔ جناب سلم بن جنادہ کہتے ہیں: ”فرض نمازوں میں (ٹھونگیں مارنا منع ہے) امام صاحب کے دونوں اساتذہ کرام جناب سلم بن جنادہ اور بندار نے کہا: ”(آپ نے) درندے کی طرح (بازو) بچھا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، اور اونٹ کی طرح ایک ہی جگہ مقرر کرنے سے آدنی کو روکا ہے۔“

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ نَقْرَةِ الْغُرَابِ . قَالَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: فِي الْفَرَائِضِ . وَقَالَا جَمِيعًا: وَأَفْتِرَاشُ السَّبْعِ وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ كَمَا يُوْطِنُهُ الْبَعِيرُ .

(۶۶۱) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب المکث بین السجدتین، حدیث: ۸۲۱۔ مسند احمد: ۴/۲۹۸۔ عن طریق مسعر بهذا

الاسناد وانظر ما تقدم برقم: ۶۰۹، ۶۱۰.

(۶۶۲) صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب صلاة من لا یقیم صلبه فی الركوع والسجود، حدیث: ۸۶۲۔ سنن نسائی:

۱۱۱۳۔ سنن ابن ماجہ: ۱۴۲۹۔ مسند احمد: ۳/۴۲۸۔ صحیح ابن حبان: ۲۲۷۳۔ وسیاتی برقم: ۱۳۱۹.

۱۹۹..... بَابُ اِتِّمَامِ السُّجُودِ وَالزَّجْرِ عَنِ اِنْتِقَاصِهِ وَتَسْمِيَةِ الْمُنتَقِصِ رُكُوعَهُ  
وَسُجُودَهُ سَارِقًا اَوْ هُوَ سَارِقٌ مِنْ صَلَاتِهِ  
سجدوں کو مکمل کرنے اور اس میں کمی کرنے پر سختی کا بیان، اپنے رکوع و سجود میں کمی کرنے والے کو  
چور کا نام دینے یا وہ اپنی نماز کا چور ہے، کا بیان۔

۶۶۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، نَا الْحَكَمُ بْنُ  
مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ.....

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز چوری  
کرتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ  
اپنی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا  
رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا۔“

۶۶۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ مُحَمَّدِ  
بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ  
نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، تو ایک شخص کو آپ نے نماز  
پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اے فلان! اللہ سے  
ڈرو، اپنی نماز کو عمدہ طریقے سے ادا کرو، تمہارا کیا خیال ہے کہ  
میں تم کو دیکھتا نہیں ہوں، بے شک میں (تمہیں) اپنے پیچھے  
سے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے میں اپنے سامنے دیکھتا  
ہوں۔ اپنی نمازوں کو بہترین طریقے سے ادا کرو اور اپنے  
رکوع و سجود کو مکمل کیا کرو۔“

(۶۶۳) صحیح، مسند احمد: ۵ / ۳۱۰۔ مستدرک حاکم: ۱ / ۲۲۹۔ سنن الدارمی: ۱۳۳۴۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۲ / ۳۵۸۔

(۶۶۴) صحیح، صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بتحسين الصلاة واتمامها، حديث: ۴۲۳۔ وسنن نسائي: ۸۷۳۔ مختصرًا

من طريق سعيد بن ابي سعيد به وقد تقدم: ۴۷۴۔

۶۶۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ الْأَخْنَفِ الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَامٍ الْأَسْوَدُ ، نَا أَبُو صَالِحٍ الْأَشْعَرِيُّ.....

”حضرت ابو عبد اللہ الاشعری بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی پھر ان کی ایک جماعت میں بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں ایک شخص (مسجد میں) داخل ہوا تو اس نے نماز پڑھی، تو اس نے رکوع کرنا شروع کیا اور اپنے سجدوں میں ٹھونگیں مارنے لگا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو، جو شخص اس حالت میں مر گیا تو وہ محمد ﷺ کی ملت و دین پر نہیں مرے گا۔ یہ شخص نماز میں اس طرح ٹھونگیں مار رہا ہے جیسے کو خون کو ٹھونگیں مارتا ہے۔ بلاشبہ اس شخص کی مثال جو رکوع کرتا ہے اور اپنے سجدوں میں ٹھونگیں مارتا ہے، اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے تو بھلا وہ اسے کیا فائدہ دیں گی؟ اس کے لیے کھل وضو کیا کرو (خشک رہ جانے والی) ایزویں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ رکوع اور سجود کو کھل کیا کرو۔“ جناب ابوصالح کہتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ الاشعری سے پوچھا: آپ کو یہ حدیث کس نے بیان کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: (مجھے یہ حدیث) سپہ سالاروں حضرت عمرو بن العاص، خالد بن الولید، یزید بن ابی سفیان اور شریک بن حسنہ رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہے۔ ان سب نے یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہے۔“

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّي ، فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَرُونَ هَذَا ، مَنْ مَاتَ عَلَى هَذَا مَاتَ عَلَى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ، يَنْقُرُ صَلَاتَهُ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ ، إِنَّمَا مِثْلُ الذِّبْقِ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ ، فَأَسْبَغُوا الوُضُوءَ وَنَبِلُ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أْتَمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ . قَالَ أَبُو صَالِحٍ ، فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ ؟ فَقَالَ: أَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ وَشَرْحِبِيلُ بْنُ حَسَنَةَ كُلُّ هَؤُلَاءِ سَمِعُوهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

**فوائد:** .....۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ رکوع و سجود میں اعتدال اور انہیں خوب اچھے طریقے سے ادا کرنا واجب

ہے۔ نیز رکوع و سجود میں جلد بازی اور ان ارکان میں نقص صحت نماز کے خلاف ہے۔

۲۔ ان احادیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم رکوع و سجود کو ان کی شروط، سنن اور آداب کے ساتھ مکمل ادا کرو اور ان میں طمانیت کو کا حقہ پورا کرو۔ نیز رکوع و سجود میں طمانیت فرض ہے اور طمانیت سے مقصود یہ ہے کہ رکوع و سجود میں اعضاء ٹھیک قرار پکڑ لیں۔ (فیض القدیر: ۱/ ۱۸۸)

۲۰۰..... بَابُ إِبْجَابِ إِعَادَةِ الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يَتِمُّ الْمَصْلِيُّ فِيهَا سُجُودَهُ ، إِذِ الصَّلَاةِ

الَّتِي لَا يَتِمُّ لِلْمَصْلِيِّ رُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا غَيْرَ مُجْرِيَةٍ عَنْهُ

جس نماز میں نمازی سجدے کو مکمل ادا نہ کرے اسے دوبارہ پڑھنے کا بیان،

کیونکہ وہ نماز جس میں نمازی رکوع و سجود مکمل نہ کرے وہ اسے کافی نہیں ہوتی

۶۶۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، ح وَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَ كَيْعٌ ، ح وَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ، ح وَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ، ح وَ حَدَّثَنَا الدَّوْرَقِيُّ ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، أَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ.....

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُجْزِي صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. ”حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز کافی نہیں ہوتی جس میں آدمی رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی اور برابر نہیں کرتا۔“

۶۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّامِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو ، حَدَّثَنِي جَدِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ أَبِيهِ.....

عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ - وَ كَانَ أَحَدُ الْوَفْدِ - قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ إِلَى رَجُلٍ لَا يُقِيمُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ، فَلَمَّا قَضَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. هَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ بْنِ الْمُقَدَّامِ. ”حضرت علی بن شیبان، جو کہ (خدمت نبوی میں حاضر ہونے والے) وفد کے رکن تھے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اپنی ترچھی آنکھوں سے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود میں اپنی کمر کو برابر نہیں کر رہا تھا، پھر جب اللہ کے نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت: بے شک اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجود (میں اپنی کمر برابر نہیں کرتا۔“ یہ احمد بن المقدم کی حدیث ہے۔

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۵۹۰ کے ضمن میں بیان ہوئی ہے۔

۲۰۱..... بَابُ التَّسْبِيحِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں تسبیح کا بیان

۶۶۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ - وَهُوَ ابْنُ غِيَاثٍ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ صَلَّةٍ.....

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور اپنے سجدے میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھا کرتے تھے۔“

۶۶۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ وَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ عَنْ صَلَّةِ بْنِ زُفَرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ، وَقَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى . قَالَ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: عَنِ الْأَعْمَشِ .

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ رکوع و سجود میں تسبیح کہنا مشروع ہے اور شافعی مالک، ابو حنیفہ اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ رکوع و سجود میں تسبیح کہنا (یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا سنت ہے واجب نہیں۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۲۵۴)

اس حدیث کی مزید وضاحت حدیث ۶۰۳ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۶۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو مُوسَى ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ ، نَا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ ، قَالَ ، سَمِعْتُ عَوِيْقَ إِيسَى بْنِ عَابِرٍ ، يَقُولُ ، سَمِعْتُ.....

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ”بلند شان والے اپنے رب کے نام کی تسبیح بیان کریں“ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ اسے اپنے سجدے میں پڑھا کرو۔“ امام صاحب کے استاد محمد بن عیسیٰ کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند ہی مروی ہے لیکن ان کی روایت میں ”لنا“ ہمیں فرمایا کے الفاظ نہیں ہیں۔

عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ، قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ. أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى عَنِ ابْنِ الْمُبَارِكِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِمِثْلِهِ ، وَلَمْ يَقُلْ: لَنَا .

### ۲۰۲..... بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ

سجدے میں دعا مانگنے کا بیان

۶۷۱۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَيَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَاعِرِجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا تو میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میرا ہاتھ آپ کے گلوں پر پڑا جبکہ آپ کے دونوں قدم کھڑے تھے، میں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَأَعُوذُ بِمَعَافَاتِكَ مِنْ عِقُوبَتِكَ ، أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) ”اے اللہ میں تیرے غمے اور ناراضگی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں، میں تیرے عذاب سے تیری بخشش و مغفرت کی پناہ میں آتا ہوں، میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری ثناء کا حق ادا کرنے سے عاجز ہوں۔ تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثناء فرمائی ہے۔“ یہ جنات دورقی کی حدیث ہے۔ جناب علی بن شعیب نے عبید اللہ سے روایت کرتے ہوئے یہ الفاظ بیان کیے: ”میں تیری

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْفِرَاشِ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُهُ بِيَدِي ، فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ وَهُمَا مُتَّصِبَتَانِ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَأَعُوذُ بِمَعَافَاتِكَ مِنْ عِقُوبَتِكَ ، أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ . هَذَا حَدِيثُ الدَّورَقِيِّ . وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ: عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ . وَقَالَ: لَا أُحْصِي مَدْحَكَ وَلَا ثَنَاءَ عَلَيْكَ .



حمد و ثناء کو شمار کرنے سے قاصر ہوں۔“

۶۷۲۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عَزِيَّةَ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ ، دِقَّةُ وَجِلَّتُهُ ، وَأَوَّلُهُ وَآخِرُهُ ، وَعَلاَيَتُهُ وَسِرَّهُ.)) ”اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، اگلے اور پچھلے، علانیہ اور پوشیدہ، تمام گناہ معاف فرمادے۔“

۶۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَبَحْرُ بْنُ نَصْرِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر بقیہ حدیث بیان کی اور فرمایا: پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے سجدے میں یہ دعا مانگی اللھمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسَلْتُ ، وَأَنْتَ رَبِّي ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. ”اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے ہی لیے مطیع و فرمانبردار ہوا، اور تو ہی میرا پروردگار ہے، میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا، اس کے

(۶۷۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، حديث: ۴۸۳۔ سنن ابی داود: ۸۷۸۔ صحیح ابن حبان: ۱۹۳۱۔

(۶۷۳) سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حديث: ۷۶۱۔ سنن ابن ماجه: ۸۶۴۔ ۱۰۵۴۔ مسند احمد: ۹۳/۱ من طريق ابن ابی الزناد بهذا الاسناد۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين باب صلاة النبي صلی اللہ علیہ وسلم ودعاؤه بالليل، حديث: ۷۷۱۔ سنن ترمذی: ۳۴۲۱۔ سنن نسائی: ۱۱۲۷۔ من طريق عبدالرحمن الاعرج۔

کان اور آنکھیں بنائیں، بہت بابرکت ہے اللہ، بہترین صورت میں پیدا کرنے والا۔“

**فوائد:**..... ان احادیث الباب میں مذکور سجدہ کی دعاؤں کا اہتمام مستحب فعل ہے۔ نیز ان میں سے کسی ایک دعا کا التزام بھی تکمیل سجدہ کے لیے کافی ہے۔ نیز سجدہ میں عام طلب کا حکم ہے لیکن اس اذن کے باوجود مسنون اذکار وادعیا کا اہتمام افضل ہے۔

۲۰۳..... بَابُ الْقَامِرِ فِي الْاجْتِهَادِ فِي الدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ ، وَمَا يُرْجَى فِيهِ ذَلِكَ الْوَقْتُ مِنْ اجَابَةِ الدُّعَاءِ

فرض نماز کے سجدوں میں محنت و کوشش کے ساتھ دعا مانگنے اور اس وقت میں دعا کی قبولیت کی امید کا بیان ۶۷۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ سَفْيَانُ بْنُ عِيْنَةَ ، وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے حجرہ مبارک کا) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: رہے سجدے تو ان میں خوب محنت و کوشش کے ساتھ دعا کیا کرو تو یہ زیادہ لائق ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث میں سجدہ میں کثرت سے دعا کرنے کی ترغیب ہے اور صحیح مسلم میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) ”سجدہ میں انسان اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے (حالت سجدہ میں) کثرت سے دعا کرو۔“ (مسلم: ۴۸۲)

۲۔ سجدہ میں تسبیح سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور دیگر ادعیا کو ملا کر پڑھنا مستحب فعل ہے۔ اس سے سجدہ کے بارے میں منقول احادیث پر بہتر طریقے سے عمل ہوگا، نیز رکوع میں تعظیم اور سجدہ میں اجتہاد کا حکم جمہور علماء کے نزدیک استحباً پر محمول ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۲۵۹)

۲۰۴..... بَابُ إِبَاحَةِ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ اتِّقَاءَ الْحَرِّ وَالْبُرْدِ

سخت گرمی اور شدید سردی سے بچنے کیلئے کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے

۶۷۵۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَعْقُوبُ الدَّورَقِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، قَالَا ، نَا بَشْرُ بْنُ مَفْضَلٍ ، نَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ .....

”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شدید گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، تو جب ہم میں سے کوئی شخص سجدہ کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ اپنا کپڑا شدید گرمی کی وجہ سے بچھا لیتا اور اس پر سجدہ کر لیتا۔“ اور صنعانی کی روایت میں ہے: لہذا جب ہم میں سے کوئی شخص زمین پر اپنا چہرہ نہ جما سکتا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ گرم زمین سے بچاؤ کی خاطر کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

(نبیل الاوطار: ۱ / ۲۷۰)

۲۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے موقف کی دلیل ہے، جو جسم پر پہنے ہوئے کپڑے کے کنارے پر سجدہ کے جواز کے قائل ہیں۔ اور ابویوسف رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے لیکن شافعی رحمہ اللہ اسے جائز قرار نہیں دیتے بلکہ وہ ایسی احادیث میں تاویل کرتے ہیں کہ یہ جسم پر پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ کپڑا تھا جس پر سجدہ کیا جاتا تھا۔

۶۷۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّنَعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيَمَ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ .....

”حضرت عبدالرحمان بن ثابت بن صامت اپنے والد بزرگوار اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشھل کی مسجد میں نماز پڑھی، آپ پر ایک چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے، آپ اپنے ہاتھ اس کے اوپر رکھتے، یہ چادر آپ کو کنکریوں کی ٹھنڈک سے محفوظ کرتی تھی۔“

(۶۷۵) صحیح بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب بسط الثوب فی الصلاة للسجود، حدیث: ۱۲۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب استحباب تقدیم الظہر فی اول الوقت حدیث: ۶۲۰۔ سنن ابی داؤد: ۶۶۰۔ سنن ترمذی: ۵۸۴۔ سنن نسائی:

۱۱۱۷۔ سنن ابن ماجہ: ۱۰۲۲

(۶۷۶) ضعیف، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلوات، باب السجود علی الثياب فی الحر والبرد، حدیث: ۱۰۳۲۔ مسند احمد:

۴ / ۳۳۴۔ من طریق اخر منه۔ اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل اہلبلی راوی ضعیف ہے۔

## ۲۰۵..... بَابُ السُّنَّةِ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ

۶۷۷- وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ مُحَمَّدٍ السُّلَمِيُّ ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَحْمَدَ الْكَتَّانِي ، قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَسْتَاذُ الْإِمَامُ أَبُو عَثْمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّابُونِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ ، قَالَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، نَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمُسَمِعِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرِ الْمَدَنِيُّ .....

”جناب محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما کو سنا، وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: نہ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری رفاقت ہم سے پرانی ہے اور نہ تم آپ کی اقتداء اور پیروی میں ہم سے زیادہ ہو۔ وہ فرماتے ہیں: کیوں نہیں (میں تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں) انہوں نے کہا: (اگر یہ بات ہے) تو پھر پیش کرو (آپ کی نماز بیان کرو) وہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر آپ بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر سکون کر جاتی۔ پھر آپ قراءت کرتے، پھر دونوں ہاتھ بلند کرتے اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے، اپنے سر کو نہ اٹھا کر رکھتے اور نہ زیادہ جھکاتے (بلکہ درمیانی حال میں برابر رکھتے) پھر آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پورے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ ، قَالَ سَمِعْتُ: أَبَا حُمَيْدَ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالُوا: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً وَلَا أَطَوْلْنَا لَهُ تَبَاعَةً. قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَأَعْرِضْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ ، وَاعْتَدَلَ قَائِمًا حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ، ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَكْبِرُ وَيَرْكَعُ فَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَلَا يَضُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يَقْنَعُهُ ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ، حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ، ثُمَّ يَكْبِرُ وَيَسْجُدُ فَيُجَافِي جَنْبَيْهِ ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ الْيُمْنَى ، ثُمَّ يَقُومُ

اعتدال کے ساتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے۔ حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ قرار پالیتی۔ پھر آپ اللہ اکبر کہتے اور سجدہ کرتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے دور رکھتے، پھر آپ (سجدے سے) سر اٹھاتے تو اپنا بائیں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں کھول کر رکھتے۔ پھر آپ کھڑے ہوتے تو دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے، پھر آپ دو رکعت (کے تشهد) سے اٹھتے تو اسی طرح کرتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا (یعنی اللہ اکبر کہہ کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے۔)“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور اس میں اعتدال سنت ہے۔ اس کی مزید

وضاحت حدیث ۵۹۰ کے ضمن میں ملاحظہ کریں۔

۶۷۸۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو كُرَيْبٍ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ الْقَاشِجِ ، قَالَا ، أَنَا أَبُو خَالِدٍ ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ، ح وَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَ كَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ، يَقُولُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب تم نماز میں بیٹھو تو اپنے بائیں پاؤں کو لٹا لو اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لو۔“

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَضْجَعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى ، وَتَنْصَبَ الْيُمْنَى إِذَا جَلَسْتَ فِي الصَّلَاةِ . هَذَا حَدِيثُ ابْنِ فُضَيْلٍ . وَقَالَ الْآخَرُونَ: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ .

۶۷۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ

(۶۷۸) اسنادہ صحیح، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب کیف الجلوس فی التشهد، حدیث: ۹۵۹۔ سنن نسائی: ۱۱۵۸۔ من طریق یحییٰ بن سعید بهذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب سنة الجلوس فی التشهد، حدیث: ۸۲۷۔ موطا امام مالک: ۸۹/۱۔ من طریق عبداللہ بن عبداللہ بن عمر۔

سَعِيدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضَجَّعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى وَتَنْصَبَ الْيُمْنَى ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ، أَضَجَعَ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ الَّتِي فِي خَبَرِ ابْنِ عُيَيْنَةَ لَا أَحْسِبُهَا مُحْفُوظَةً . أَعْنَى قَوْلُهُ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَضَجَعَ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى .

” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز کے مسنون طریقے میں سے یہ ہے کہ تم اپنے بائیں پاؤں کو بچھالو اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھو اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھے تھے تو آپ اپنے بائیں پاؤں کو لٹا لیتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ” امام ابن عیینہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ میرے خیال میں ثابت نہیں کہ: ” نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھے تھے تو آپ اپنا بائیں پاؤں لٹا لیتے تھے اور دائیں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔“

### ۲۰۶..... بَابُ إِبَاحَةِ الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان اقعاء کی شکل میں دونوں قدموں پر بیٹھنا جائز ہے

وَهَذَا مِنْ جِنْسِ اخْتِلَافِ الْمُبَاحِ ، فَجَائِزٌ أَنْ يُفْعَى الْمُصَلِّي عَلَى الْقَدَمَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ، وَجَائِزٌ أَنْ يَفْتَرِشَ الْيُسْرَى وَيَنْصَبَ الْيُمْنَى .

یہ جائز اختلاف کی جنس سے ہے، نمازی کے لیے جائز ہے کہ وہ دوسجدوں کے درمیان اقعاء کرتے ہوئے اپنے قدموں پر بیٹھ جائے اور اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ بائیں پاؤں کو بچھالے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لے۔

۶۸۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ.....

طَاوُسًا ، يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟ فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ . فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جُفَاءً بِالرِّجْلِ ، فَقَالَ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

” جناب طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اقعاء کرتے ہوئے دونوں قدموں پر بیٹھنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔ ہم نے عرض کی: ہم تو اسے پاؤں پر ظلم و ستم خیال کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلکہ یہ تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔“

(۶۷۹) انظر الحديث السابق.

(۶۸۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الاقعاء علی القدمین، حدیث: ۵۳۶۔ سنن ترمذی: ۲۸۳۔ مسند احمد: ۱/

۳۱۲۔ من طریق عبدالرزاق بهذا الاسناد؛ سنن ابی داؤد: ۸۴۵۔ من طریق ابن جریر بہ۔

۶۸۱۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ - وَكَتَبْتُهُ مِنْ أَصْلِهِ - اَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
بْنِ سَعْدٍ ، نَا أَبِي.....

”جناب ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عباس بن سہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بیان کیا۔ جب عباس بن سہل بن سعد بن مالک بن ساعد نے سجدہ کیا (یعنی نماز پڑھی) تو فرمایا: میں چاشت کے وقت مدینہ منورہ کے بازار میں حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حضرت ابوحمید اور یہ دونوں نبی ساعدہ قبیلہ سے ہیں، اور حضرت ابووقادہ حارث بن ربیع کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اور میں سن رہا تھا، میں تم دونوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں۔ ہر ایک اپنے ساتھی سے یہی کہہ رہا تھا۔ تو انہوں نے ایک ساتھی سے کہا: تو کھڑے ہو کر ہمیں نماز پڑھائیے تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز درست طریقے سے ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ تو ان میں سے ایک کھڑا ہوا تو اس نے قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہا پھر قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھا، پھر رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر خوب جما کر رکھا۔ حتیٰ کہ ان کی ہڈی پر سکون ہو گئی پھر انہوں نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ان کی ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ گئی۔ پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر وہ اپنی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، اپنے دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے اگلے حصے کے بل پر سجدہ ریز ہو گئے، انہوں نے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھا حتیٰ کہ میں نے ان کے کندھوں کے نیچے ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، پھر انہوں نے سکون سے

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ ، حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ إِذَا سَجَدَ الْعَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ سَاعِدٍ قَالَ: جَلَسْتُ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ فِي الضُّحَى مَعَ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ وَمَعَ أَبِي حُمَيْدٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُمَا مِنْ رَهْطٍ مِنْ بَنِي سَاعِدَةَ وَمَعَ أَبِي قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رَبِيعٍ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَنَا أَعْلَمُ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ ، كُلُّ يَقُولُهَا لِصَاحِبِهِ ، فَقَالُوا لِأَحَدِهِمْ ، فَمَنْ فَصَلَ بِنَا حَتَّى نَنْظُرَ أَتَصِيبُ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا ، فَقَامَ أَحَدُهُمَا فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ بَعْضَ الْقُرْآنِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَثَبَتْ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ حَتَّى اطْمَأَنَّ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاعْتَدَلَ حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ ، ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا عَلَى جَانِبَيْهِ وَرَأْسِهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ رَاجِلًا بِيَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِئِهِ مَا تَحْتَ مَنْكَبَيْهِ ، ثُمَّ ثَبَّتَ حَتَّى اطْمَأَنَّ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ ، ثُمَّ رَفَعَ

رَأْسَهُ فَأَعْتَدَلَ عَلَى عَقْبِيهِ وَصَدُورِ قَدَمِيهِ ،  
 حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلَى مَوْضِعِهِ ، ثُمَّ  
 عَادَ لِمِثْلِ ذَلِكَ ، قَالَ ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أُخْرَى  
 وَمِثْلَهَا ، قَالَ ، ثُمَّ سَلَّمَ . فَأَقْبَلَ عَلَى  
 صَاحِبِيهِ ، فَقَالَ لَهُمَا : كَيْفَ رَأَيْتُمَا ؟ فَقَالَا  
 لَهُ : أَصَبْتَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . هَكَذَا  
 كَانَ يُصَلِّي .

سجدہ کیا حتیٰ کہ ان کی ہر ہڈی مطمئن ہوگئی پھر انہوں نے اپنا  
 سر اٹھایا تو اپنی دونوں ایڑیوں اور دو قدموں کے پنجوں پر  
 سیدھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک ان کی ہر ہڈی اپنی جگہ میں لوٹ  
 گئی، پھر انہوں نے دوبارہ اسی طرح کیا، پھر انہوں نے  
 کھڑے ہو کر اسی طرح دوسری رکعت پڑھی، پھر سلام پھیر دیا،  
 پھر وہ دونوں ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان دونوں سے  
 کہا: تمہارا کیا خیال ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: تم نے رسول  
 اللہ ﷺ کی نماز درست طریقے سے ادا کی ہے، آپ اسی  
 طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔“

**فوائد:**..... دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے دو طریقے شروع ہیں:

- 1- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔
- 2- دو سجدوں کے درمیان اقعاء بھی مستحب ہے اور اقعاء یہ ہے کہ انسان اپنے دونوں پاؤں کھڑے رکھے اور ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ (فقہ السنہ: ۱/۱۵۸)

۲۰۷..... بَابُ طَوْلِ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان دیر تک بیٹھے رہنے کا بیان

۶۸۲- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، حَدَّثَنَا.....

ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ ، قَالَ ، قَالَ لَنَا أَنَسُ بْنُ  
 مَالِكٍ : إِنِّي لَا أَلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي  
 بِنَا . قَالَ ثَابِتٌ : فَكَانَ أَنَسُ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا  
 أَرَأَيْكُمْ تَصْنَعُونَهُ . كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ  
 السُّجُودِ ، قَعَدَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ  
 الْقَائِلُ : قَدْ نَسِيَ .

”جناب ثابت البنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت  
 انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں ایسی نماز پڑھانے  
 میں کوئی کمی و کوتاہی نہیں کروں گا جیسی نماز میں نے رسول  
 اللہ ﷺ کو ہمیں پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ جناب ثابت  
 کہتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ (نماز میں) کچھ عمل کرتے تھے  
 میں تمہیں وہ کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ وہ جب سجدے سے  
 اٹھتا تھا تو دو سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے حتیٰ کہ



کوئی کہنے والا کہتا: یقیناً وہ بھول گئے ہیں۔“

۲۰۸..... بَابُ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ السُّجُودِ وَبَيْنَ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ أَوْ مُقَابَرَةِ مَا بَيْنَهُمَا

دونوں سجدوں اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں برابری یا (ان کی مقدار کو)

قریب قریب کرنے کا بیان

۶۸۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا أَبُو أَحْمَدَ - يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ - نَا مِسْعَرُ عَنِ

الْحَكَمِ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى .....

” حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ، آپ کا رکوع اور دو سجدوں کے درمیان

وَقَعُودُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ . آپ کا بیٹھنا تقریباً برابر ہوتا تھا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ دو سجدوں کے درمیان زیادہ دیر تک بیٹھنا مسنون ہے اور اس بیٹھنے میں

طوالت مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۲۰۹..... بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان دعا مانگنے کا بیان

۶۸۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، نَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ حَدِيثِهِ ، وَالْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ

بْنِ الْأَخْتَفِ عَنْ صَلَّةَ بْنِ زُفَرَ.....

” حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی تو میں آیا اور

آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے سورہ البقرہ شروع کی

تو میں نے دل (میں) کہا: آپ سو آیات تلاوت کریں گے

مگر آپ آگے بڑھ گئے، پھر میں نے سوچا کہ آپ دو سو

آیات پڑھیں گے، لیکن آپ اس سے بھی آگے بڑھ گئے، پھر

میں نے کہا: آپ سورت ختم کریں گے، تو آپ نے سورت ختم

کر لی پھر سورہ نساء شروع کر دی تو اسے بھی مکمل پڑھ لیا، پھر

عَنْ حَدِيثِهِ ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي فَجَنَّتْ

فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَافْتَتَحَ الْبَقْرَةَ فَقُلْتُ: يُرِيدُ

الْمِائَةَ فَجَاوَزَهَا ، فَقُلْتُ: يُرِيدُ الْمِائَتَيْنِ

فَجَاوَزَهَا ، فَقُلْتُ: يَخْتَمُ ، فَخْتَمَ ، ثُمَّ

افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ، ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ ،

ثُمَّ رَكَعَ قَرِيبًا مِمَّا قَرَأَ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَالَ:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

قریباً مِمَّا رَكَعَ ، ثُمَّ سَجَدَ نَحْوًا مِمَّا رَفَعَ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي نَحْوًا مِمَّا سَجَدْتُ ثُمَّ سَجَدَ نَحْوًا مِمَّا رَفَعَ ، ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ . قَالَ الْأَعْمَشُ: فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ تَخْوِيفٍ إِلَّا اسْتَعَاذَ أَوْ اسْتَجَارَ ، وَلَا آيَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا سَأَلَ ، وَلَا آيَةَ - يَعْنِي تَنْزِيهِهِ - إِلَّا سَبَّحَ .

آل عمران کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے رکوع کیا جو قراءت کے برابر تھا۔ پھر (رکوع سے) سراٹھایا تو کہا: ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ (اللہ تعالیٰ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف بیان کی، اے ہمارے رب تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں) (پھر آپ کھڑے ہو گئے) تقریباً رکوع (کی مقدار) کے برابر، پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد قیام کے برابر سجدہ کیا، پھر آپ نے سراٹھایا، تو یہ دعا پڑھی، رب اغفر لی اے میرے رب میری بخشش فرما ”تقریباً سجدے کے برابر (آپ دعا مانگتے رہے) پھر سجدے سے اٹھ بیٹھنے کی مقدار کے برابر دوسرا سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے۔“ اعمش کہتے ہیں: آپ جب بھی کسی ڈرانے والی آیت کی تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے، اور جب کسی آیت رحمت کو پڑھتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا سوال کرتے، اور جب کسی آیت تزیہ کی تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔“

**فوائد:**..... دو سجدوں کے درمیان یہ کلمات رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي ، کہنا شروع ہیں اور ان کے تکرار کا تعین نہیں، بلکہ حسبِ نشان کا ورد جائز ہے۔

۲۱۰..... بَابُ الْجُلُوسِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ السُّجْدَةِ الثَّانِيَةِ قَبْلَ الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَةِ

الثَّانِيَةِ وَإِلَى الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ

دوسرے سجدے سے سراٹھانے کے بعد، دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے بیٹھنے کا بیان

۶۸۵- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا.....

”جناب محمد بن عطاء حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں فرماتے ہوئے سنا، ان میں ایک حضرت ابو قتادہ بھی تھے۔“ وہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی، فرمایا: پھر آپ سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے پھر کہا: اللہ اکبر، پھر اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں

مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ: قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ ، وَقَالَ: ثُمَّ هَوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا ، ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ جَافَى

سے دور رکھا اور اپنے پاؤں کی انگلیاں کھولیں، پھر آپ نے اپنا بائیں پاؤں موڑا اور اس پر بیٹھ گئے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے حتیٰ کہ آپ کی ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ گئی، پھر آپ (دوسرے) سجدے کے لیے جھکے اور اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور اعتدال کے ساتھ بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پلٹ گئی پھر آپ اٹھے۔“

عَضُدِيهِ عَنْ إِبْطِيهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ، ثُمَّ نَسِيَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ، وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ هَوَى سَاجِدًا ، وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ نَسِيَ رِجْلَهُ وَقَعَدَ فَاعْتَدَلَ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ نَهَضَ .

۶۸۶۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ.....

”حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو آپ جب اپنی نماز کی وتر (طاق) رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک آپ برابر نہ بیٹھ جاتے۔“

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ، فَإِذَا كَانَ فِي وَتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا .

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ جلسہ استراحت پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد اگلی رکعت کے لیے اٹھنے سے قبل بیٹھنا مشروع و مسنون فعل ہے اور شافعی اور بعض محدثین کا موقف ہے۔ (نیل الاوطار: ۲ / ۲۸۰) ۲۔ حدیث مالک بن حویرث ان لوگوں کے موقف کی قوی دلیل ہے، جو جلسہ استراحت کی مشروعیت کے قائل ہیں اور اس کی مشروعیت کا موقف ہی راجح ہے نیز اس بارے میں احناف کے اعتراضات ناقابل التفات ہیں۔

(تحفة الاحوذی: ۲ / ۱۲۱)

۲۱۱..... بَابُ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدَيْنِ عِنْدَ النَّهْضِ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَإِلَى الرَّابِعَةِ

دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کا سہارا لینے کا بیان

۶۸۷۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو مُوسَى ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ.....

(۶۸۶) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من استوی قاعدافی وتر من صلاتہ ثم نهض، حدیث: ۸۲۳۔ سنن ابی داؤد: ۸۴۴۔ سنن ترمذی: ۲۸۷۔ سنن نسائی: ۱۱۵۳۔

(۶۸۷) سنن کبریٰ نسائی: ۷۴۳۔ عن محمد بن بشار بهذا الاسناد۔ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من صلی بالناس وهو لا یرید یعلمہم صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث: ۶۷۷، ۸۰۲۔ سنن ابی داؤد: ۸۴۲۔ سنن نسائی: ۱۱۵۲۔ من طریق ابوب عن ابی قلابہ بہ۔

”حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بیان کروں؟ چنانچہ انہوں نے نماز کے وقت کے بغیر نماز پڑھی (اور ہمیں دکھائی) پھر جب آپ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اپنا سر اٹھایا تو سیدھے بیٹھ گئے، پھر آپ کھڑے ہوئے اور زمین پر ہاتھوں سے سہارا لیا۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایوب کی ابو قلابہ سے روایت کو کتاب الکبیر میں بیان کیا ہے۔“

**فوائد:**..... دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کی کیفیت کے بارے علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ جمہور علماء کے نزدیک دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت پہلے ہاتھ اٹھانا اور بعد میں گھٹنے اٹھانا مستحب فعل ہے جب کہ دیگر علماء کے نزدیک پہلے ہاتھ اٹھانے سے قبل گھٹنے اٹھانے چاہئیں۔ (فقہ السنہ: ۱/۱۵۵)

حدیث الباب دوسرے موقف کی تائید کرتی ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھنا مشروع ہے۔ نیز مالک اور شافعی کا قول ہے کہ ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھنا مسنون ہے۔ (المغنی: ۲/۴۲۳)

۲۱۲..... بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ النَّهْوِ مِنَ الْجُلُوسِ مَعَ الْقِيَامِ مَعًا

قعدہ سے اٹھتے وقت قیام کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہنے کا بیان

۶۸۸۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ ، ثَنَا عَمِّي ، أَخْبَرَنِي حَبِوَةٌ ، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ.....

”جناب نعیم المجمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی پھر ام القرآن کی تلاوت کی حتیٰ کہ (وَلَا الضَّالِّیْنَ) پر پہنچے تو آمین کہی، تو متقدموں نے بھی آمین کہی، پھر جب انہوں نے رکوع کیا تو اللہ اکبر کہا، پھر

عَنْ نَعِيمِ الْمُجَمِّرِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ ، فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . ثُمَّ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى بَلَغَ وَلَا الضَّالِّیْنَ . فَقَالَ: آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِينَ ، فَلَمَّا رَكَعَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ:

(۶۸۸) اسنادہ ضعیف۔ صحیح ابن حبان: ۱۷۹۷۔ من طریق عبد اللہ بن وہب بهذا الاسناد۔ وقد تقدم برقم: ۴۹۹۔ ابن ابی ہلال غلط اور احمد بن عبد الرحمن راوی میں ضعف ہے۔

جب اپنا سر اٹھایا تو کہا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، پھر  
اللَّهُ أَكْبَرُ کہا، پھر سجدہ کیا، پھر جب سجدے سے سر اٹھایا تو  
اللَّهُ أَكْبَرُ کہا، پھر جب دوسرا سجدہ کیا تو اللہ أَكْبَرُ کہا: پھر  
اللَّهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے (دوسری رکعت کے لیے) قبلہ رخ  
کھڑے ہو گئے، پھر جب دو رکعت سے کھڑے ہوئے تو اللہ  
اکبر کہا، پھر جب سلام پھیرا تو کہا: اس ذات کی قسم جس کے  
ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں تم سب سے زیادہ رسول  
اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہ ہوں۔“

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ. ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ  
أَكْبَرُ. ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمَّا رَفَعَ، قَالَ: اللَّهُ  
أَكْبَرُ، فَلَمَّا سَجَدَ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ  
اسْتَقْبَلَ قَائِمًا مَعَ التَّكْبِيرِ، فَلَمَّا قَامَ مِنْ  
السُّنَّتَيْنِ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ:  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةَ  
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

### ۲۱۳..... بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ الْأَوَّلِ

پہلے تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

۶۸۹- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ - وَ هَذَا حَدِيثٌ بَنْدَارٍ - حَدَّثَنَا  
أَبُو عَامِرٍ، أَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَدَنِيُّ.....  
”حضرت عباس بن کھل الساعدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت  
ابو حمید ساعدی، ابو اسید ساعدی، کھل بن سعد اور محمد بن  
مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے تو حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں  
رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ پھر  
طویل حدیث بیان کی، اور فرمایا: آپ بیٹھے تو آپ نے اپنا  
بایاں پاؤں بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کے نیچے کو قبلہ رخ  
کیا، اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھا اور بایاں ہاتھ بائیں  
گھٹنے پر رکھا اور اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔“  
حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلِ السَّاعِدِيُّ قَالَ:  
اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدِ  
السَّاعِدِيُّ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ  
مَسْلَمَةَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ  
بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ  
بِطَوِيلِهِ. وَقَالَ: جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ  
الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ،  
وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى،  
وَوَضَعَ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى،  
وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ.

**فوائد:**..... سبابہ، شہادت کی انگلی کو کہا جاتا ہے۔

۶۹۰- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَسْجَحِ، نَا ابْنُ إِدْرِيسَ، نَا عَاصِمُ بْنُ

كُتِبَ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ ، فَقُلْتُ: لَا نَظَرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ، وَقَالَ: وَثَنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى .

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے (دل میں) کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بغور مشاہدہ ضرور کروں گا۔“ پھر بقیہ حدیث بیان کی۔ اور فرمایا: ”اور آپ نے بائیں پاؤں موڑ لیا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیا۔“

٦٩١- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ؟ نَاهُ الْمَحْزُومِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ كُتَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى .

”حضرت وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ نماز میں بیٹھے تو آپ نے اپنا بائیں پاؤں بچھایا اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کیا۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ احادیث میں جمہور علماء کے موقف کی دلیل ہے کہ درمیانی تشہد میں اقتدا (یعنی بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا) سنت ہے، ابن قیم کہتے ہیں: درمیانی تشہد میں نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ مروی نہیں ہے۔ (نیل الاوطار: ۲/۲۸۳)

۲۔ پہلے تشہد میں افتراشی اور آخری تشہد میں تورک (سرین پر بیٹھنا) مشروع ہے۔ (فقہ السنہ: ۱/۱۶۱)

٢١٣..... بَابُ الزَّجْرِ عَنِ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بیٹھتے ہوئے ہاتھ پر ٹیک لگانا منع ہے

٦٩٢- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنِ عَسْكَرٍ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ عَنْ نَافِعٍ.....

(٦٩٠) اسنادہ صحیح، جزء رفع الیدین للبخاری: ٧١۔ وسنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب کیف الجلوس فی التشهد، حدیث: ٢٩٢۔ سنن نسائی: ١١٠٣۔ سنن ابن ماجہ: ٨١٠، ٩١٢۔ من طریق عبداللہ بن ادريس بهذا الاسناد.

(٦٩١) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب التطبيق، باب موضع الیدین عند الجلوس للتشہد الاول، حدیث: ١١٦٠۔ مسند احمد: ٤/٣١٦، ٣١٧۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد، وانظر الحدیث السابق.

(٦٩٢) اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب کراهیة الاعتقاد علی الید فی الصلاة، حدیث: ٩٩٢۔ مسند احمد: ٢/

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَعْتَمِدَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی جب نماز میں بیٹھے تو وہ اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے۔“ جناب حسین بن مہدی کی روایت میں ہے: نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے۔“

۲۱۵..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الْجَلْسَةِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لِلتَّشَهُدِ

دورکعت کے تشہد میں بیٹھنے کے بعد اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَكَذَلِكَ فِي خَبَرِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ وَخَبَرِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ.

امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مروی روایت میں ہے کہ جب آپ دورکعت سے کھڑے ہوتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے۔ اور اسی طرح حضرت ابو حمید ساعدی اور عبد الحمید بن جعفر کی روایت میں مذکور ہے۔

۶۹۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا الصَّنَعَانِيُّ، أَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ.....

عَنِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ.

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے، اور جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اور جب دورکعتوں (کے تشہد) سے اٹھتے ان تمام مواقع پر آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔“

۶۹۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو زُهَيْرٍ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَصْرِيُّ، نَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ يَحْيَى التَّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ.....

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھاتے، اور جب آپ رکوع کرتے تو اسی طرح (رفع الیدین) کرتے، اور جب سجدہ کرتے تو اسی طرح کرتے، اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین نہیں کرتے تھے، اور جب دو رکعتوں کے (تشہد کے) بعد کھڑے ہوتے تو اسی طرح (رفع الیدین) کرتے۔“

أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَإِذَا سَجَدَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ .

٦٩٥- وَرَوَاهُ عُمَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْجَدَامِيُّ ، قَالَ ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ ، وَقَالَ: كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ . حَدَّثَنِي أَبُو الْيَمَنِ يَاسِينُ بْنُ أَبِي زُرَّارَةَ الْمِصْرِيُّ الْقُتَيْبَانِيُّ.....

”جناب عثمان بن الحکم الجذامی اپنی سند سے امام ابن شہاب سے اسی کی مثل بیان کرتے ہیں۔ اور فرمایا: آپ نے اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں کندھوں کے برابر دونوں ہاتھ بلند کیے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مصر میں سب سے پہلے ابن جریج یا مالک رضی اللہ عنہ کا علم لے کر جناب عثمان بن الحکم الجذامی آئے ہیں۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں: میں نے احمد بن عبد اللہ بن عبد الرحیم برقی کو فرماتے ہوئے سنا: ہمیں ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں: مجھے عثمان بن الحکم الجذامی نے حدیث بیان کی اور وہ بہترین لوگوں میں سے تھے۔“

عَنْ عُمَانَ بْنِ الْحَكَمِ الْجَدَامِيِّ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ يُونُسَ يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ مِصْرَ ، يَعْلَمُ ابْنَ جُرَيْجٍ أَوْ يَعْلَمُ مَالِكِ ، عُمَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْجَدَامِيُّ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيِّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، حَدَّثَنِي عُمَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْجَدَامِيُّ وَكَانَ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ .

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع الیدین مستحب فعل ہے۔ اس کی مزید

وضاحت حدیث ۳۵۶ کے تحت ملاحظہ کریں۔ ۲۔ سجدوں میں رفع الیدین مشروع نہیں ہے۔

٢١٦..... بَابُ إِدْخَالِ الْقَدَمِ الْيُسْرَى بَيْنَ الْفَخْذِ الْيَمْنِيِّ وَالسَّاقِ فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ

تشہد میں بیٹھتے وقت بائیں قدم کو دائیں ران اور پندلی کے درمیان داخل کرنے کا بیان

(٦٩٤) صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: ٧٣٨۔ بهذا اللفظ.

(٦٩٥) اسنادہ جید، انظر السابق.



۶۹۶۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ .....

”جناب عامر بن عبد اللہ بن الزبیر اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں (تشهد) بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان کر لیتے، اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔“ عبد الواحد نے اپنی سببہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخْذِهِ وَسَاقِهِ ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى ، وَأَشَارَ بِإصْبَعِهِ . وَأَشَارَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بِإصْبَعِهِ السَّبَابَةَ .

**فوائد:**..... ۱۔ رسول اللہ ﷺ کا تشهد میں بیٹھنے کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ پہلے تشهد میں بائیں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور آخری تشهد میں تورک کرتے، بائیں پاؤں دائیں ٹانگ کے نیچے سے نکال کر بائیں سرین پر بیٹھتے تھے۔ لیکن اس حدیث میں تشهد میں بیٹھنے کا ایک تیسرا طریقہ ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی اور ران کے درمیان داخل کیا جائے اور دایاں پاؤں باہر کی طرف بچھایا جائے۔ یہ طریقہ بھی مسنون ہے۔

۲۔ تشهد میں دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھنا مستحب ہے اور دوران تشهد انگشت شہادت کو مسلسل حرکت دینا بھی مستحب فعل ہے۔

۲۱۷..... بَابُ وَضْعِ الْفَخْذِ الْيُمْنَى عَلَى الْفَخْذِ الْيُسْرَى فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ

تشہد میں بیٹھتے وقت دائیں ران کو بائیں ران پر رکھنے کا بیان

۶۹۷۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ جب نماز میں داخل ہوئے تو آپ نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کی۔ اور جب

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَبَّرَ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَحِينَ أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ

(۶۹۶) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حدیث: ۵۷۹۔ سنن ابی داؤد: ۹۷۵۔ من طریق

عبد الواحد بهذا الاسناد، سنن نسائی: ۱۲۷۶۔

(۶۹۷) اسنادہ صحیح۔ مسند احمد: ۴/۳۱۶۔ عن محمد بن جعفر بهذا الاسناد، جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۶۔ من طریق شعبہ،

صحیح ابن حبان: ۱۹۴۳۔

رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو رفع الیدین کی، اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع الیدین کی، سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے دور کیا، اور اپنی بائیں ران کو بچھایا، اور اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ کیا یعنی تشہد میں بیٹھ کر۔“ امام ابو بکر فرماتے ہیں: ان کا یہ فرمان اپنی بائیں ران کو بچھایا اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ بائیں ران کو دائیں ران کے لیے بچھایا۔ میرے والد نے اپنی بائیں ران کو بچھایا تاکہ اپنی دائیں ران کو بائیں ران پر رکھیں۔ جیسا کہ آدم بن ابی ایاس کی روایت میں ہے کہ: ”آپ نے اپنی دائیں ران کو اپنی بائیں ران پر رکھا۔“

، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ،  
وَوَضَعَ كَفَّيْهِ وَجَافَى - يَعْنِي فِي السُّجُودِ -  
وَفَرَشَ فِخْذَهُ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةَ  
- يَعْنِي فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ . - قَالَ  
أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ وَفَرَشَ فِخْذَهُ الْيُسْرَى وَأَشَارَ  
بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةَ يَعْنِي فِي الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ  
قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ: وَفَرَشَ فِخْذَهُ الْيُسْرَى  
يُرِيدُ لِيَمْنَى . أَبِي فَرَشَ فِخْذَهُ الْيُسْرَى  
لِيَضَعَ فِخْذَهُ الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى كَخَبَرِ  
أَدَمَ بْنِ أَبِي إِيَّاسٍ: وَضَعَ فِخْذَهُ الْيَمْنَى  
عَلَى الْيُسْرَى .

٦٩٨- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ  
بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ اکبر کہا تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے، اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھایا (تو رفع الیدین کی) اور جب سجدہ کیا تو فرمایا: اس طرح سے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی بظلوں سے دور کیا، اور اپنی دائیں ران کو اپنی بائیں ران پر رکھا، اور فرمایا: اس طرح سے (رکھا کرو)“ جناب وہب نے اپنی شہادت کی انگلی کو کھڑا کیا اور درمیان انگلی سے گرہ لگائی۔ جناب محمد بن یحییٰ نے بھی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا، درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور درمیانی انگلی کے ساتھ گرہ لگائی۔“

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ  
كَبَّرَ ، وَحِينَ رَكَعَ ، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ  
الرُّكُوعِ ، وَقَالَ حِينَ سَجَدَ: هَكَذَا ،  
وَجَافَى يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ ، وَوَضَعَ فِخْذَهُ  
الْيَمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى . وَقَالَ: هَكَذَا .  
وَنَصَبَ وَهْبٌ السَّبَابَةَ وَعَقَدَ بِالْوُسْطَى .  
وَأَشَارَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَيْضًا بِسَبَابَتِهِ وَحَلَقَ  
بِالْوُسْطَى وَالْإِنْهَامِ وَعَقَدَ بِالْوُسْطَى . قَالَ  
أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ وَوَضَعَ فِخْذَهُ الْيَمْنَى عَلَى  
فِخْذِهِ الْيُسْرَى ، يُرِيدُ فِي التَّشَهُدِ .

۶۹۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ.....  
 عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: التَّحِيَّةُ ، وَكَانَ يَفْرُسُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ الْيُمْنَى .

” حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ہر) دو رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے اور آپ اپنی دائیں ٹانگ کو بائیں ٹانگ کے نیچے بچھاتے تھے۔“

**فوائد:** ..... ان احادیث میں تشہد اول میں بیٹھنے کا طریقہ بیان ہوا ہے کہ تشہد اول میں بایاں پاؤں بچھا کر دائیں ٹانگ کے نیچے داخل کرنا اور دایاں پاؤں زمین پر کھرا رکھنا مسنون ہے۔ نیز حافظ ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ان احادیث جو استدلال کیا کہ تشہد میں دائیں ران بائیں ران پر رکھنا جائز ہے ایک تو عقلاً محال ہے کہ ایسا ناممکن ہے۔ دوسرا وائل بن حجر رحمہ اللہ سے مروی تمام روایات میں وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى (آپ ﷺ نے اپنی دائیں ران بائیں ران پر رکھی) کے بجائے وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى . آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا) کے الفاظ ہیں۔ لہذا ابن خزیمہ کا یہ استدلال ان الفاظ کے شدوذ کی وجہ سے درست نہیں۔

۲۱۸..... بَابُ السُّنَّةِ فِي الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يُسَلِّمُ فِيهَا

جس رکعت میں سلام پھیرا جاتا ہے اس میں بیٹھنے کے مسنون طریقے کا بیان

۷۰۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ.....  
 حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ، قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشْرِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَتْ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقُضِي فِيهَا الصَّلَاةَ آخِرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا تَمَّ سَلَامٌ . وَفِي

” جناب محمد بن عطاء حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دس صحابہ کرام کی موجودگی میں فرماتے ہوئے سنا، ان میں ایک حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اس رکعت میں ہوتے جس میں نماز پوری ہو جاتی ہے تو آپ اپنی بائیں ٹانگ (بائیں قدم) کو پیچھے کرتے اور تورا رک کرتے

(۶۹۹) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، حديث: ۴۹۸۔ سنن ابی داؤد: ۷۸۳۔ سنن ابن ماجہ: ۸۹۳۔

مسند احمد: ۳۱/۶۔ من طريق حسين المعلم بهذا الاسناد.

(۷۰۰) تقدم برقم: ۵۸۷.

ہوئے اپنے پہلو میں بیٹھ جاتے پھر سلام پھیرتے۔“ ابو عاصم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: آپ نے اپنا پایاں پاؤں پیچھے کیا اور تو رک کرتے ہوئے اپنے بائیں پہلو میں بیٹھ گئے۔“ جناب محمد بن عمرو بن حنبلہ کی حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”پھر جب آپ چوتھی رکعت میں بیٹھے تو اپنے دونوں پاؤں باہر نکال کر اپنی سرین پر بیٹھ گئے۔“ اور یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”جب آپ آخری رکعت میں بیٹھے تو بائیں پاؤں کو باہر نکالا اور دوسرے کو کھڑا کیا اور اپنی سرین پر بیٹھ گئے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے یہ احادیث اس باب کے علاوہ باب میں بیان کر دی ہے۔“

خَبَرَ أَبِي عَاصِمٍ: أَخْرَجَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى شِقِيهِ الْأَيْسَرِ مُتَوَرِّكًا. وَفِي خَبَرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ: فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّابِعَةِ أَخْرَجَ رِجْلَيْهِ فَجَلَسَ عَلَى وَرِكِهِ. هَذَا فِي خَبَرِ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. وَقَالَ اللَّيْثُ فِي خَبَرِهِ: عَنْ خَالِدِ بْنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ: إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ خَرَّجْتُ هَذِهِ الْأَخْبَارَ فِي غَيْرِ هَذَا الْبَابِ.

۷۰۱۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ الْجَوْهَرِيِّ ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ.....  
” حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے آخر میں اپنی بائیں سرین پر بیٹھے تھے۔“

۷۰۲۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا الْقُطَيْبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ ، أَنَا.....  
” حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز میں تشہد پڑھنا سکھایا۔ (جناب

(۷۰۱) اسنادہ حسن، مسند احمد: ۱/ ۴۵۹۔ معجم کبیر طبرانی، مجمع الزوائد: ۲/ ۱۴۰۔

(۷۰۲) اسنادہ حسن، مسند احمد: ۱/ ۴۵۹۔ معجم کبیر طبرانی: ۱۰/ ۵۳۔ من طریق محمد بن اسحاق، بہ۔ مجمع الزوائد: ۲/ ۱۴۰۔

اسود) فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسے اسی طرح یاد کرتے تھے جیسے قرآن مجید کے حروف واو اور الف کو یاد کرتے تھے۔ پس جب آپ اپنی بائیں سرین پر بیٹھے تو پڑھتے: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ”تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکات آپ پر نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر آپ اپنے لیے دعا مانگتے، پھر سلام پھیرتے اور نماز سے فارغ ہو جاتے۔“

الصَّلَاةُ. قَالَ: كُنَّا نَحْفَظُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، كَمَا نَحْفَظُ حُرُوفَ الْقُرْآنِ الْوَاوَ وَالْأَلِفَ، فَإِذَا جَلَسَ عَلَى وَرِكِهِ الْيَسْرَى قَالَ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَدْعُوا لِنَفْسِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ.

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث آخری قعدہ میں تورک بایاں پاؤں دائیں ٹانگ کے نیچے سے نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا مسنون ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، (یہ احادیث) مذہب شافعی کی قوی دلیل ہیں کہ پہلے تشهد میں بیٹھنے کا طریقہ آخری تشهد میں بیٹھنے کی ہیئت سے مختلف ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۲/ ۱۰۱)

۲۔ یہ احادیث تشهد اول اور تشهد اخیر میں فرق کی صریح دلیل ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: تورک اور افتراش کے بارے مروی روایات مطلق ہیں، ان میں یہ صراحت نہیں کہ بیٹھنے کا یہ طریقہ دونوں تشهدوں میں مشروع ہے یا ایک میں، البتہ ابو حمید ساعدی اور ان کے رفقاء صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ افتراش تشهد اول اور تورک تشهد اخیر میں مشروع ہے۔ اور ان روایات میں مجمل روایات کا بیان ہے۔ لہذا مجمل روایات کو ان روایات پر محمول کیا جائے گا۔ (شرح النووی: ۵/ ۸۰)

۲۱۹..... بَابُ التَّشْهُدِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَفِي الْجُلُوسِ الْأَخِيرَةِ

دور رکعت کے بعد اور جلسہ اخیر (آخری رکعت) میں تشهد پڑھنے کا بیان

۷۰۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا بَنْدَارٌ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَا، حَدَّثَنَا يَحْيَى، نَا الْأَعْمَشُ،

نَا شَقِيقٌ، نَا عَبْدُ اللَّهِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَنَا هَارُونَ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ، ح وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، نَا وَكِيعٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبَّسٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ.....

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشہد میں بیٹھے تو ہم کہتے: اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو، فلاں فلاں شخص پر سلام ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح مت کہو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہیں۔ لیکن جب تم میں سے کوئی شخص بیٹھے تو یوں کہے: تمام زبانی، جسمانی او مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، کیونکہ تم جب یہ کلمات کہہ لو گے تو آسمان و زمین میں موجود تمام نیک بندوں کو سلام پہنچ جائے گا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر تم سے کسی شخص کو جو دعا پسند ہو اسے چن کر اس کے ساتھ وہ دعا مانگ لے۔ یہ بندہ کی حدیث ہے، جبکہ ابن فضیل عبس اور ابن اوریس کی حدیث ”ورسولہ“ (اور اس کے رسول ہیں) پر ختم ہو گئی تھی۔ انہوں نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے کہ ”پھر تم میں سے کوئی شخص اپنی پسندیدہ دعا اختیار کر کے مانگ لے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّشْهِدِ، قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامَ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. فَإِنَّكُمْ إِذْ قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ لِيَتَّخِيزَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهِ. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ بُنْدَارٍ. وَأَنْتَهَى حَدِيثُ ابْنِ فَضِيلٍ وَعَبَّسٍ وَابْنِ إِدْرِيسَ عِنْدَ قَوْلِهِ: وَرَسُولُهُ. وَلَمْ يَقُولُوا: ثُمَّ لِيَتَّخِيزَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَى الْآخِرِ.

۷۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو حُصَيْنٍ، حَدَّثَنَا عَبَّسٌ، نَا حُصَيْنٌ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ

(۷۰۳) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، حدیث: ۸۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، حدیث: ۴۰۲۔ سنن ابی داود: ۹۶۸۔ سنن نسائی: ۱۲۷۸۔ سنن ابن ماجہ: ۸۹۹۔ مسند احمد: ۱/۳۸۲۔ من طریق الاعمش بهذا الاسناد.

جَنَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَوْسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَنْصُورٍ أَيْضًا، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ الْمَغِيرَةِ، كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي وَائِلٍ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهِدِ. وَحَدِيثُ الْأَعْمَشِ إِلَى قَوْلِهِ: وَرَسُولُهُ، وَزَادَ فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ: ثُمَّ يَتَخَيَّرُ فِي الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ.

”حضرت عبداللہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے تشہد کے بارے میں روایت بیان کرتے ہیں۔ جناب اعمش کی روایت ”ورسولہ“ تک ہے اور منصور کی حدیث میں یہ اضافہ ہے، پھر وہ جو دعا چاہے مانگ لے۔“

٧٠٥- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، تَابُوا أَبُو بَكْرٍ، نَا الرُّبَيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، نَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ - حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا التَّشْهُدَ كَمَا يَعْلَمُنَا الْقُرْآنَ، وَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اسی طرح (اہتمام کے ساتھ) سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید (پورے اہتمام کے ساتھ) سکھاتے تھے۔ آپ (تشہد کے الفاظ یوں) فرماتے تھے: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.“

بارکت قوی، جسمانی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“

(٧٠٤) صحیح بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب من سعى قوما او سلم فی الصلاة، حدیث: ١٢٠٢۔ من طریق حصین و حدیث: ٧٣٨١۔ من طریق المغیرة و حدیث: ٦٣٢٨ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، حدیث: ٤٠٢۔ من طریق جریر بھذا الاسناد۔

(٧٠٥) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة، حدیث: ٤٠٣۔ سنن ابی داؤد: ٩٧٤۔ سنن ترمذی: ٢٩٠۔ سنن نسائی: ١١٧٥۔ سنن ابن ماجہ: ٩٠٠۔ مسند احمد: ٢٩٢/١۔

**فوائد:** ..... ۱۔ نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تشہد سنت ہے یا واجب ہے۔ چنانچہ شافعی اور بعض علماء کا مذہب ہے کہ پہلا تشہد سنت اور دوسرا تشہد واجب ہے۔ جمہور محدثین کا موقف ہے کہ دونوں تشہد واجب ہیں۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: تشہد اول واجب اور تشہد ثانی فرض ہے۔ اور ابوحنیفہ، مالک اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ دونوں تشہد سنت ہیں۔ (شرح النووی: ۴/ ۱۱۵) اس بارے راجح موقف جمہور محدثین کا ہے۔

۲۔ سلام پھیرنے سے قبل تشہد کے آخر میں دعا کرنا مستحب فعل ہے اور حسب منشا دنیاوی و اخروی امور کی بہتری کے بارے میں کوئی بھی دعا کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو، بشافیہ اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلام پھیرنے سے قبل قرآن و سنت میں وارد ادعیہ میں ماثور ہیں۔

(شرح النووی: ۴/ ۱۱۶)

### ۲۲۰..... بَابُ إِخْفَاءِ التَّشْهَدِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ بِهِ

تشہد آہستہ آواز سے پڑھنے اور بلند آواز سے نہ پڑھنے کا بیان

۷۰۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْأَشْجِ ، نَا يُونُسُ بْنُ بَكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: مِنَ السَّنَةِ أَنْ تُخْفِيَ

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے

التَّشْهَدَ .

کہ تو تشہد کو آہستہ آواز کے ساتھ پڑھے۔“

**فوائد:** ..... یہ حدیث دلیل ہے کہ تشہد آہستہ آواز میں پڑھنا مشروع ہے۔

۷۰۷۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا حَفْصُ - يَعْنِي ابْنَ غِيَاثَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت تشہد کے

التَّشْهَدِ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ

بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا

بِهَآءِ﴾ .

تُخَافُتْ بِهَآءِ﴾ (۱۷ : ۱۱۰) ”اور اپنی نماز کو نہ بلند

آواز سے پڑھیں نہ بالکل پست آواز سے۔“

(۷۰۶) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب اخفاء التشهد، حدیث: ۹۸۶۔ سنن ترمذی: ۲۹۱۔ مستدرک حاکم: ۲۳۰/۱

(۷۰۷) اسنادہ صحیح، مستدرک حاکم: ۱/ ۲۳۰۔ و تفسیر ابن جریر: ۸/ ۱۶۵۔ بهذا اللفظ، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة بنی اسرائیل، باب (ولا تجهر بصلاتك.....) حدیث: ۴۷۲۳، ۷۵۲۶۔ صحیح مسلم: ۴۴۷۔ وفيهما نزلت في الدعاء.



۲۲۱..... بَابُ الْإِقْتِصَارِ فِي الْجُلُوسَةِ الْأُولَى عَلَى التَّشَهُدِ وَتَرْتِيبِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُدِ الْأَوَّلِ  
جلسہ اولیٰ میں صرف تشهد پڑھنے اور پہلے تشهد کے بعد دعائے مانگنے کا بیان

۷۰۸- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا.....

”جناب ازہر ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے نماز کے درمیان میں اور آخر میں تشهد کے بارے میں بیان کیا، جناب عبدالرحمان بن الاسود بن یزید نخعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشهد کے کلمات (اسی اہتمام کے ساتھ) یاد کرتے تھے جیسے قرآن مجید کے کلمات سیکھتے اور یاد کرتے تھے، جب انہوں نے ہمیں بتایا کہ یہ کلمات انہیں خود رسول اللہ ﷺ نے سکھائے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: چنانچہ وہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) جب نماز کے درمیان اور نماز کے آخر میں اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے تو یہ کلمات پڑھتے: ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ”تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادت اللہ کے لیے ہیں۔ نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ وہ فرماتے ہیں: پھر اگر وہ نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشهد سے فارغ ہونے کے

أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ - وَكُتِبَتْهُ مِنْ أَصْلِهِ - حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ ، وَحَدَّثَنِي عَنْ تَشَهُدِ رَسُولِ اللَّهِ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِي آخِرِهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: وَكُنَّا نَحْفَظُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَمَا نَحْفَظُ حُرُوفَ الْقُرْآنِ حِينَ ، أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ إِيَّاهُ ، قَالَ ، فَكَانَ يَقُولُ - إِذَا جَلَسَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِي آخِرِهَا عَلَى وَرِكِهِ الْيُسْرَى: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، قَالَ: ثُمَّ إِذَا كَانَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُدِهِ ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُدِهِ بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ يُسَلِّمُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ وَفِي آخِرِهَا عَلَى وَرِكِهِ الْيُسْرَى ، إِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُهَا فِي آخِرِ صَلَاتِهِ لَا فِي وَسْطِ صَلَاتِهِ ، وَفِي آخِرِهَا كَمَا رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى

(۷۰۸) اسنادہ حسن، تقدم برقم: ۷۰۱، ۷۰۲.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدِ الْجَوْهَرِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ .

بعد کھڑے ہو جاتے، اور اگر نماز کے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جو اللہ چاہتا دعا مانگتے پھر سلام پھیرتے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کا یہ فرمان اور نماز کے آخر میں اپنی بائیں سرین پر بیٹھتے تھے۔“ اس طرح تو وہ نماز کے آخر میں بیٹھتے تھے نہ کہ درمیانی (تشہد کے وقت)“

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ تشہد اول واجب ہے۔ البتہ تشہد اول میں صرف تشہد پر اکتفا کرنا اور تشہد کے آخر پر سنون ادعیہ کا اہتمام نہ کرنا بھی جائز ہے البتہ ادعیہ کا اہتمام مستحب عمل ہے۔

۲۲۲..... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُدِ

تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بیان

۷۰۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبِ الْقُرَشِيِّ ، حَدَّثَنَا عَمِي ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ.....

” حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سنا جس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی تھی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی تم نے جلد بازی کی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (دعا مانگنا) سکھایا۔ اور آپ نے ایک شخص کو سنا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی! دعا مانگو، (تمہاری دعا) قبول ہو جائے گی،

فُصَالَةَ بْنِ عَبِيدٍ ، يَقُولُ : سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاةٍ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : عَجَلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي . ثُمَّ عَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَمِعَ رَجُلًا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي أَدْعُ تُجِبْ ، وَسَلْ تُعْطَ .

اور (اللہ سے) سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔“

۷۱۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرِ ، نَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ الْحُجَّاجِ بْنِ هَارُونَ الْمُقْرِي ، نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِي عَنْ أَبِي هَانِيءٍ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ عَمْرٍو بْنِ مَالِكِ الْجَنْبِيَّ.....

(۷۰۹) حسن، سنن نسائی، کتاب السنو، باب التمجید والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلاة، حدیث: ۱۲۸۴۔ معجم کبیر طبرانی: ۳۰۹/۱۔ و کتاب الدعاء له: ۹۰۔ من طریق عبد اللہ بن وہب بهذا الاسناد وانظر الحدیث الآتی.

(۷۱۰) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب الدعاء، حدیث: ۱۴۸۱۔ سنن ترمذی: ۳۴۷۷۔ مسند احمد: ۱۸/۶۔ من طریق ابی عبدالرحمن المقرئ عن حیوة بن شریح عن ابی ہانی بهذا الاسناد، وانظر الحدیث السابق.

”حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا اور بزرگی بیان کی اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا اور پھر وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی نے جلدی کی ہے۔“

پھر آپ نے اسے بلایا اور اسے اور دیگر لوگوں سے کو فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور حمد ثناء بیان کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے پھر جو چاہے دعائے مانگے۔“

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي لَمْ يَحْمِدِ اللَّهَ وَلَمْ يُمَجِّدْهُ ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَأَنْصَرَفَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَلٌ هَذَا . فَدَعَاهُ وَقَالَ لَهُ وَلِغَيْرِهِ: إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَتُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُو بِمَا شَاءَ .

**فوائد:**..... نمازی کے لیے تشہد میں نبی ﷺ پر درود بھیجنا مسنون ہے۔

۲۲۳..... بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهِيدِ

تشہد میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کی کیفیت کا بیان

وَالدَّلِيلُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سُئِلَ: قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ ، وَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ فِي التَّشْهِيدِ ؟

اور اس دلیل کا بیان کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تھا کہ آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے، اور تشہد میں آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟

۷۱۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو الْأَزْهَرِ - وَكَتَبْتُهُ مِنْ أَصْلِهِ - نَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ ، وَحَدَّثَنِي فِي الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ صَلَّي عَلَيْهِ فِي صَلَاتِهِ ، مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ.....

”حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا جبکہ ہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے، تو اس نے عرض کی: اے اللہ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ

(۷۱۱) اسنادہ حسن، مستند احمد: ۱۱۹/۴۔ عن يعقوب بهذا الاسناد، سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث: ۹۸۱۔ عمل اليوم والليلة للنسائي: ۴۹۔ من طريق ابن اسحاق به، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث: ۴۰۵۔ سنن ترمذی: ۳۲۲۰۔ من طريق محمد بن ابراهيم به.

کے رسول! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں لیکن جب ہم اپنی نماز میں آپ پر درود پڑھنا چاہیں تو آپ پر کیسے درود پڑھیں، اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ کہتے ہیں: (اس سوال پر) آپ (دیر تک) خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے پسند کیا کہ (کاش) یہ شخص آپ سے سوال نہ کرتا۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھنا چاہو تو کہو: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . ”اے اللہ محمد امی نبی پر رحمتیں نازل فرما، اور محمد ﷺ کی آل پر بھی رحمتیں بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر رحمتیں بھیجی ہیں۔ اور محمد امی نبی پر اپنی برکتیں نازل فرما اور محمد کی آل اولاد پر بھی جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور ابراہیم علیہ السلام کی آل اولاد پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک تو بہت زیادہ تعریف والا نہایت بزرگی والا ہے۔“

**فوائد:**..... نماز میں مذکورہ درود ابراہیمی اور اس جیسے درود کے دیگر مسنون کلمات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۲۲۲..... بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَي الرُّكْبَتَيْنِ فِي الشَّهَادَةِ الْأُولَى وَالثَّانِي

وَالْإِشَارَةَ بِالسَّبَابَةِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنَى

پہلے اور دوسرے تشهد میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنے اور دائیں ہاتھ کی

سبابہ انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان

۷۱۲۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ مُسْلِمٍ ، ثُمَّ لَقِيْتُ مُسْلِمًا ، فَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيُّ ، قَالَ ، صَلَّيْتُ الظُّهْرَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِي ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ: ” جناب علی بن عبدالرحمان انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی، تو میں نے کنکریوں کو الٹ پلٹ کیا تو انہوں نے فرمایا: کنکریوں کو مت ہٹاؤ بلکہ ویسے ہی کرو جیسا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا، میں نے عرض کی: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: اس طرح سے، تو انہوں نے اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ دائیں ران پر رکھا اور اپنی سبابہ انگلی کو اٹھایا (اور اشارہ کیا) یہ یحییٰ بن حکیم کی حدیث ہے۔ مخزومی کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں: تو انہوں نے اپنا دائیں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور دونوں انگلیوں کو جوڑا اور درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ بنایا اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت کی) انگلی سے اشارہ کیا، اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی ران پر رکھا۔“

عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصَا فَقَالَ: لَا تُقَلِّبِ الْحَصَا وَلَكِنْ أَفْعَلْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ. قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَهُ يَفْعَلُ؟ قَالَ: هَكَذَا فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى ، وَيَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى ، وَرَفَعَ إصْبَعَهُ السَّبَابَةَ. هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ. وَزَادَ يَحْيَى أَيْضًا: قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِهِذَا الْحَدِيثِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ فَلَقَيْتُ أَنَا مُسْلِمًا فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ. وَقَالَ الْمَخْزُومِيُّ فِي حَدِيثِهِ: فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى ، وَعَقَدَ إِصْبَعَيْنِ ، وَحَلَّقَ الْوُسْطَى وَأَشَارَ بِأَلْتِي تَلَى الْبَاهِمَ ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى.

**فوائد:**..... اس حدیث میں تشہد میں بیٹھنے کے مسنون طریقہ کا بیان ہے کہ تشہد میں دائیں ہاتھ دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا مسنون ہے نیز دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے مسلسل اشارہ کرنا مشروع ہے۔

۲۲۵..... بَابُ التَّحْلِيقِ بِالْوُسْطَى وَالْبَاهِمَ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ فِي التَّشْهُدِ

تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے وقت انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنانے کا بیان

۷۱۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، نَا ابْنُ فَضِيلٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْأَشْجَعُ ، نَا

(۷۱۲) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حدیث: ۱۱۶ / ۵۸۰۔ سنن نسائی: ۱۲۶۷۔ مسند الحمیدی:

۶۴۸۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد، سنن ابی داؤد: ۹۸۷۔ موطا امام مالک: ۱ / ۸۸، ۸۹۔ من طریق مسلم بن ابی مریم: ۹۰

ابنِ إِدْرِيسَ ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ ، حَدَّثَنَا: كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ - وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ قُضَيْبٍ - قَالَ: كُنْتُ فِي مَنْ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ ، فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟ فَلَمَّا جَلَسَ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى ، ثُمَّ وَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ، ثُمَّ عَقَدَ - يَعْنِي نَتْنَيْنِ - ثُمَّ حَلَقَ وَجَعَلَ يُشِيرُ بِالسَّبَّاحَةِ يَدْعُو . وَقَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ: وَحَلَقَ بِالْوُسْطَى وَالْإِنِّهَامِ وَرَفَعَ النَّبِيَّ بَيْنَهُمَا يَدْعُو بِهَا - يَعْنِي الْمُسَبَّحَةَ .

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابن فضیل کی روایت کے الفاظ ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ تو میں نے (دل میں) کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز بغور دیکھوں گا کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ (لہذا میں نے آپ کو دیکھا) پھر جب آپ بیٹھے تو آپ نے اپنا پایا پاؤں بچھا لیا، پھر اپنا پایا ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا، پھر اپنی دائیں کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا، پھر دو انگلیوں کو جوڑ لیا پھر حلقہ بنایا اور تسبیح کرنے والی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دعا مانگنے لگے: ابن خشرم نے (اپنی روایت میں) کہا: آپ نے اپنی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور ان کی درمیانی انگلی یعنی سباحہ کو اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔“

۲۲۶..... بَابُ صِفَةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي التَّشَهُدِ وَتَحْرِيكُ السَّبَّابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا

تشہد میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنے اور سبابہ انگلی کو اشارہ کے وقت حرکت دینے کی کیفیت کا بیان

۷۱۴- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ ، نَا عَاصِمُ بْنُ كُثَيْبِ الْجَرْمِيِّ ، أَخْبَرَنِي أَبِي.....

”حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا: میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے (نماز شروع کرتے وقت) اللہ اکبر

أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ ، قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ ، فَتَنَظَرْتُ إِلَيْهِ يُصَلِّي ، فَكَبَّرَ ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ

(۷۱۳) تقدم برقم: ۶۹۰، ۷۰، ۷۱۳

(۷۱۴) اسنادہ صحیح، جزء رفع الیدین للبخاری: ۳۰۔ سنن نسائی، کتاب الافتاح، باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاة،

حدیث: ۸۹۰۔ مسند احمد: ۴/۳۱۸۔ سنن الدارمی: ۱۳۵۷۔ صحیح ابن حبان: ۱۸۶۰۔

کہا پھر حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اور فرمایا: پھر آپ بیٹھے تو آپ نے اپنا بائیں پاؤں بچھا لیا، اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران اور بائیں گھٹنے پر رکھا، اور اپنی دائیں کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا، پھر اپنی دو انگلیوں کو ملا لیا اور ایک حلقہ بنایا، پھر اپنی انگلی اٹھائی تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت کے سوا کسی روایت میں یہ الفاظ بیان نہیں ہوئے، کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے۔“ یہ الفاظ زائد ذکر ہوئے ہیں۔

وَقَالَ: ثُمَّ قَعَدَ فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ،  
وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ  
الْيُسْرَى ، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى  
فَخِذِهِ الْيُمْنَى ، ثُمَّ قَبَضَ ثُنْتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ  
وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إصْبَعَهُ ، فَرَأَيْتُهُ  
يُحَرِّكُهَا ، يَدْعُو بِهَا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَيْسَ  
فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْأَخْبَارِ يُحَرِّكُهَا إِلَّا فِي هَذَا  
الْخَبَرِ زَائِدٌ ذِكْرُهُ .

**فوائد:**..... اس حدیث میں تشہد اول میں بیٹھنے کے مشروع طریقہ کا بیان ہے اور اس میں دوران تشہد دائیں ہاتھ کی کیفیات میں سے ایک کیفیت کا بیان ہے یہ تشہد میں مسلسل انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کا بیان ہے۔ نیز تشہد میں دائیں ہاتھ کی کئی کیفیات ہیں ان میں ایک کیفیت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ دوران تشہد دائیں ہاتھ کی چھنگلی اور ساتھ والی انگلی اکٹھی کر لی جائے، انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھ کر حلقہ بنایا جائے اور انگشت شہادت کو اٹھا کر حرکت دی جائے۔ یہ طریقہ بھی مشروع ہے۔

۲۲۷..... بَابُ حَنِي السَّبَابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا فِي التَّشَهُدِ

تشہد میں سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے وقت اسے جھکانے کا بیان

۷۱۵..... أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونَ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ بَهْزٍ عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ.....  
عَنْ مَالِكِ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ  
وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ،  
وَهُوَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا  
أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حَدَّثَنَا  
يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ عِصَامِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ .

”حضرت مالک خزاعی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا ہے جبکہ آپ اپنی (سبابہ) انگلی سے اشارہ کر رہے تھے۔“

(۷۱۵) صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاشارة في التشهد، حديث: ۹۹۱۔ سنن نسائی: ۱۲۷۲۔ سنن ابن ماجہ:

۹۱۱۔ مسند احمد: ۴۷۱/۳۔

۷۱۶۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى ، نَا الْفَضْلُ ، نَا عَصَامُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَدَلِيُّ.....

”حضرت مالک بن نمیر خزاعی بصری اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اسے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بیٹھے ہوئے دیکھا، آپ نے اپنا دایاں بازو اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا تھا اور اپنی سبابہ انگلی کو اٹھایا ہوا تھا، اسے قدرے جھکا کر آپ دعا مانگ رہے تھے۔“

۲۲۸..... بَابُ بَسْطِ يَدِ الْيُسْرَى عِنْدَ وَضْعِهِ عَلَى الرُّكْبَةِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بائیں گھٹنے پر بائیں ہاتھ کو کھول کر رکھنے کا بیان

۷۱۷۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ.....

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز میں بیٹھے تھے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھا کر دعا مانگتے جبکہ آپ کا بائیں ہاتھ آپ کے گھٹنے پر ہوتا تھا آپ اسے اس پر کھول کر رکھتے۔“

**فوائد:**..... دوران تشہد دائیں ہاتھ کو بند رکھنا اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر کھلا چھوڑ کر پھیلا نا مشروع ہے۔

تشہد میں بائیں ہاتھ کی یہی ایک ہیئت کا بیان ہے اور یہی ہیئت مستحب ہے۔

۲۲۹..... بَابُ النَّظَرِ إِلَى السَّبَابَةِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ بِهَا فِي التَّشْهِدِ

تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے وقت اسے دیکھنے کا بیان

۷۱۸۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ.....

(۷۱۶) صحیح دون قولہ ”فقد احنأها شيئا“ انظر الحديث السابق.

(۷۱۷) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حديث: ۱۱۴ / ۵۸۰۔ سنن ترمذی: ۲۹۴۔ سنن نسائی:

۱۲۷۰۔ سنن ابن ماجہ: ۹۱۳۔ من طريق عبدالرزاق بهذا الاستناد.



عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ ، لَا يَجَاوِزُ بَصْرَهُ إِشَارَتَهُ .

”حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ جب تشهد بیٹھے تو اپنا بائیں ہاتھ اپنے بائیں ران پر رکھتے اور اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے، آپ کی نظر آپ کے اشارے سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔“

۲۳۰..... بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَّابَةِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي التَّشَهُدِ

تشہد میں سبابہ انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرنے کا بیان

۷۱۹- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - نَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرِيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُحَرِّكُ الْحَصَا بِيَدِهِ ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: لَا تُحَرِّكِ الْحَصَا وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ، وَلَكِنْ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ . قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَرَمَى بِبَصْرِهِ إِلَيْهَا أَوْ نَحْوَهَا ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ .

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو اپنے ہاتھ کے ساتھ کنکریوں کو ہٹاتے ہوئے دیکھا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے اسے کہا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو تو کنکریوں کو مت چھیڑا کرو، کیونکہ یہ شیطانی حرکت ہے، لیکن تم اسی طرح کیا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے: آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی ران پر رکھا اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کے ساتھ قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور نظر بھی اس طرف رکھی یا اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

**فوائد:**..... ۱۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسنون طریقہ یہ ہے کہ دوران تشهد انگشت شہادت کو حرکت دیتے وقت نظر اشارے سے تجاوز نہ کرے اور ابوداؤد کی صحیح حدیث میں ہے کہ اشارہ کرنے وقت انگشت شہادت کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا تھا اور اس اشارہ میں توحید و اخلاص کی نیت ملحوظ ہونی چاہیے۔ (نووی: ۵ / ۸۰)

(۷۱۸) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاشارة فی التشهد، حدیث: ۹۹۰۔ عن بندار بهذا الاسناد، سنن نسائی:

۱۲۷۶۔ مسند احمد: ۳ / ۴۔ من طریق یحیی بن سعید بہ.

(۷۱۹) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب التطبيق، باب موضع البصر فی التشهد، حدیث: ۱۱۶۱۔ عن علی بن حجر بهذا الاسناد

وقد تقدم برقم: ۷۱۲.

۲۔ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ، آپ کی نگاہ اشارے سے بلند نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ ﷺ اپنی نگاہ انگلی کے اشارے کے پیچھے لگاتے تھے، کیونکہ یہ خضوع کے موافق ادب ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اشارہ توحید کے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے، جیسے کچھ لوگوں کی عادت ہے، بلکہ آپ ﷺ اپنے انگلی پر نظر رکھتے اور اس سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ (عون المعبود: ۱۹۷/۳)

۲۳۱..... بَابُ إِبَاحَةِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُدِ وَقَبْلَ السَّلَامِ بِمَا أَحَبَّ الْمُصَلِّي

صِدْقٌ قَوْلٍ مَنْ رَزَعَهُ أَنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُدْعَى فِي الْمَكْتُوبَةِ إِلَّا بِمَا فِي الْقُرْآنِ  
تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے نمازی کے لیے اپنی پسندیدہ دعا مانگنا جائز ہے  
اس شخص کے گمان کے برخلاف جو کہتا ہے کہ فرض نماز میں غیر قرآنی دعا مانگنا جائز نہیں ہے

۷۲۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ،  
قَالَ ، سَمِعْتُ أَبَا الْأَخْوَصِ يُحَدِّثُ.....

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خبردار! بلاشبہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم ہر دو رکعتوں (کے تشہد) میں کیا پڑھیں سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر اور حمد و ثناء بیان کرتے تھے۔ اور بے شک محمد ﷺ نے خیر و بھلائی کے دروازے کھولنے والی اور جامع دعائیں سکھائی ہیں۔ لہذا آپ نے فرمایا: جب تم ہر دو رکعتوں (کے تشہد) میں بیٹھو تو یہ کلمات پڑھو: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.“ تمام قولی اور پاکیزہ جسمانی عبادات اللہ کے لیے ہیں، اے نبی آپ پر سلام ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، ہم پر بھی اور اللہ کے تمام

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: أَلَا وَإِنَّا كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ إِلَّا أَنْ نُسَبِّحَ وَنُكَبِّرَ وَنُحَمِّدَ رَبَّنَا وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَلَّمَهُ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَجَوَامِعَهُ ، فَقَالَ: إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . ثُمَّ يَتَخَيَّرُ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ فَلْيَدْعُ بِهِ .

(۷۲۰) اسنادہ صحیح، سنن نسائی، کتاب التطبيق، باب کیف التشهد الاول، حدیث: ۱۱۶۴۔ مسند احمد: ۴۳۷/۱۔ من طریق

محمد بن جعفر بہذا الاسناد، سنن ابی داؤد: ۹۶۹۔ سنن ترمذی: ۱۱۰۵۔ من طریق ابی اسحاق بہ۔

نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر تم میں سے کوئی شخص اپنی پسندیدہ دعا چن لے اور اس کے ساتھ دعا مانگ لے۔“

**فوائد:**..... مکرر ۷۰۳۔

۲۳۲..... بَابُ الْأَمْرِ بِالتَّعَوُّذِ بَعْدَ التَّشْهِيدِ وَقَبْلَ السَّلَامِ

تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا بیان

۷۲۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ، ح وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْحَرَانِيُّ جَمِيعًا عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ لے تو اسے چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ وہ اس طرح دعا مانگے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.“ اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے اور زندگی و موت کے فتنے کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“ یہ دُکُوع کی حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ . يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ . هَذَا حَدِيثٌ وَكِيعٌ . وَفِي حَدِيثِ عَيْسَى: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ . أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ ، نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

(۷۲۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما يستعاض منه في الصلاة، حديث: ۱۳۰ / ۵۸۸ (۱۳۲۷) سنن نسائی: ۱۳۱۱۔ عن علي بن خشرم بهذا الاسناد، سنن ابی داود: ۹۸۳۔ سنن ابن ماجه: ۹۰۹۔ مسند احمد: ۴۷۷ / ۲۔ من طريق الاوزاعي بهذا الاسناد.

**فوائد:**..... ۱۔ حدیث مطلق تشہد پر دلالت کرتی ہے، لیکن آئندہ حدیث دلیل ہے کہ مذکورہ استعاذہ کا محل آخری تشہد ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشْهِدِ الْآخِرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ)) ”جب تم میں سے کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہو تو وہ چار چیزوں عذابِ نَم، عذابِ قبر، زندگی موت کا فتنہ اور مسیحِ دجال کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔“

(مسلم: ۵۸۸، ابوداؤد: ۹۸۳، ابن حبان: ۱۹۶۷، مسند احمد: ۲/۲۳۷)

**فوائد:**..... امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس حدیث میں اس استعاذہ کے محل کی تعیین ہے کہ اس کا محل آخری تشہد کے بعد ہے اور یہ حدیث مقید ہے اور حدیث عائشہ مطلق ہے۔ لہذا حدیث عائشہ کو اس مقید روایت پر محمول کیا جائے گا اور اس حدیث میں ابن حزم کے اس موقف کی بھی تردید ہے کہ تشہد اول پر بھی یہ مسئلہ مذکورہ (استعاذہ) واجب ہے، نیز جن روایات میں نمازی کو اجازت ہے کہ وہ تشہد کے بعد حسب منشا جس مرضی دعا کا انتخاب کر لے، اس دعا کی اس استعاذہ کے بعد اجازت ہے۔

فلیتعوذ اس امر سے مذکورہ استعاذہ کے وجوب پر استدلال کیا گیا ہے اور بعض اہل ظاہر اس استعاذہ کے وجوب کے قائل ہیں اور طاؤس سے بھی یہی منقول ہے۔ اور راجح موقف یہی ہے کہ اگر یہ حکم حدیث مسیء الصلاة کے بعد کا ہو تو مذکورہ استعاذہ کا اہتمام واجب ہے۔ (نبیل الاوطار: ۲/۳۰۴-۳۰۵)

۷۲۲۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الزَّعْفَرَانِيِّ، نَا رَوْحٌ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي.....

”حضرت ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ تشہد کے بعد چند کلمات پڑھا کرتے تھے اور انہیں بڑی اہمیت دیتے تھے، میں نے پوچھا: دونوں تشہدوں میں پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: (نہیں) بلکہ صرف آخری دو رکعتوں میں تشہد پڑھنے کے بعد پڑھتے تھے۔ میں نے عرض کی: وہ کلمات کون سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ

(۷۲۲) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۶/۲۰۰۔ من طریق ابن جریر بھذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: ۸۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حدیث: ۵۸۹۔ من طریق آخر عنها۔

إِلَى الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ . قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ . ” میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ، اور میں جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ، اور میں دجال کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں ، اور میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ، اور میں زندگی و موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ “ فرماتے ہیں: وہ ان کلمات کو بڑی اہمیت دیتے تھے (اور نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھتے تھے) جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے۔

۲۳۳..... بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّشَهُدِ وَقَبْلَ السَّلَامِ.

تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے استغفار کرنے کا بیان

۷۲۳- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، نَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ حَسَّانٍ - نَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَاجِشُونَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ.....

” حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تشہد اور سلام کے درمیان آخری دعاؤں میں سے ایک یہ ہے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي . أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ .

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُدِ وَالتَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي . أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ .

پچھلے گناہ ، پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ ، اور جو میں نے (اپنی جان پر) ظلم و زیادتی کی اور وہ خطائیں جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا

(۷۲۳) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعاؤه بالليل، حدیث: ۷۷۱۔ سنن ترمذی: ۳۴۲۲۔ مر۔

طریق یوسف الماجشون بهذا الإسناد۔ سنن ابی داؤد: ۱۵۰۹۔ صحیح ابن حبان: ۱۹۶۳۔

ہے، معاف فرمادے، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“

۷۲۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ ، حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ.....

”حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو اچانک آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تشہد میں ان کلمات کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.“ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس اللہ کے واسطے سے جو اکیلا ہے، بے نیاز و بے پروا ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ ہی اس کا کوئی ہم پلہ وہم سر ہے، کہ تو میرے گناہ معاف فرمادے، بے شک تو نہایت بخشش والا نہایت رحم کرنے والا ہے، (یہ دعا سن کر) نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: بے شک اسے معاف کر دیا گیا، بلاشبہ اسے بخش دیا گیا۔“

۲۳۳..... بَابُ مَسْأَلَةِ اللَّهِ الْجَنَّةَ بَعْدَ التَّشَهُدِ وَقَبْلَ التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِعَاذَةَ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ.

تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے

اور جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا بیان

۷۲۵۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى ، نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ.....

(۷۲۴) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۴/ ۳۳۸۔ سنن نسائی، کتاب السہو، باب الدعاء بعد الذکر، حدیث: ۱۳۰۲۔ من طریق

عبدالصمد بهذا الاسناد، سنن ابی داود: ۹۸۵۔

(۷۲۵) اسنادہ صحیح، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلوات، باب ما يقال في التشهد والصلوة على النبي ﷺ، حدیث: ۹۱۰۔ عن

يوسف بن موسى بهذا الاسناد، صحیح ابن حبان: ۸۶۸۔ عن جرير به، سنن ابی داود: ۷۹۲۔ مسند احمد: ۳/ ۴۷۴۔ من طریق ابی

صالح عن بعض اصحاب النبي ﷺ.

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے پوچھا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں تشهد پڑھتا ہوں، پھر یہ دعا مانگتا ہوں: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔“ اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ (پھر اس آدمی نے کہا) اللہ کی قسم! مجھے نہ آپ کی طرح اور نہ حضرت معاذ کی طرح گنگناٹا آتا ہے (یعنی آپ کی طرح جامع دعائیں نہیں آتیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بھی انہیں دو چیزوں کے ارد گرد گنگناٹے ہیں (یعنی ہم بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دو دعائیں مانگتے ہیں) امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دندنہ سے مراد وہے کلام سے جو کبھی نہ جاسکے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ: مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: أَتَشْهَدُ، ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ، أَمَا وَاللَّهِ مَا أَحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مَعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوْلَهُمَا نَدْنَدُنٌ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الدَّنْدَنَةُ: الْكَلَامُ الَّذِي لَا يُفْهَمُ.

**فوائد:**..... تشهد اول و آخر میں ان دعاؤں کا اہتمام مسنون و مستحب عمل ہے، اس کے علاوہ بھی سلام سے قبل کئی دعائیں منقول ہیں لہذا مسنون دعاؤں کا التزام افضل عمل ہے۔ نیز اس کی مزید وضاحت کے لیے حدیث ۷۰۳ء ملاحظہ کریں۔

### ۲۳۵..... بَابُ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ انْقِصَائِهَا

نماز مکمل ہونے پر سلام پھیرنے کا بیان

۷۲۶۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بِنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الزُّهْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ .....  
عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْلِمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ ، وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ .

”حضرت عامر بن سعد اپنے والد محترم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سلام پھیرتے (تو اس قدر گردن موڑتے) کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آنے لگتی، اور اپنی بائیں جانب بھی سلام پھیرتے

(۷۲۶) مسند احمد: ۱/ ۱۷۲۔ عن عبدالرحمن بن مهدي بهذا الاسناد، صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة، حديث: ۵۸۲۔ سنن نسائي: ۱۳۱۸۔ سنن الدارمي: ۱۳۴۵۔ من طريق عبدالله بن جعفر به.

حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی دکھائی دینے لگتی۔“

۷۲۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عُبَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمِيدِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، أَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرٍ .....

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے دیکھا، (آپ اپنے چہرے کو اس قدر موڑتے کہ) آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی۔“ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے نہیں سنی، تو (حدیث کے راوی) جناب اسماعیل نے پوچھا: کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کی تمام احادیث سن لی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے دریافت کیا: (کیا) دو تہائی سنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ جناب اسماعیل نے سوال کیا: کیا آدھی احادیث سنی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ جناب اسماعیل نے کہا: یہ حدیث ان آدھی احادیث میں سے ہے جو آپ نے نہیں سنی۔“

### ۲۳۶..... بَابُ صِفَةِ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سلام پھیرنے کی کیفیت کا بیان

۷۲۸۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ، وَقَالَ زِيَادُ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِيسِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ .....

(۷۲۷) صحیح دون القصۃ، مسند احمد: ۱/ ۱۸۰۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، باب التسليم، حدیث: ۹۱۵۔ مختصراً من طریق مصعب بن ثابت بهذا الاسناد، وانظر الحديث السابق.

(۷۲۸) صحیح لغيره دون (وبركاته) التسليم الثانية، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب فی السلام، حدیث: ۹۹۶۔ عن زیاد بن ایوب بهذا الاسناد، سنن نسائی: ۱۳۲۴۔ سنن ترمذی: ۲۹۵۔ مسند احمد: ۱/ ۴۴۸۔ من طریق ابی اسحاق به.



” حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) کہتے ہوئے سلام پھیرتے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ اور اپنی بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے سلام پھیرتے حتیٰ کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔“

عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْلِمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضَ خَدِهِ ، اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى يَبْدُو بَيَاضَ خَدِهِ ، اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ .

**فوائد:**..... مذکورہ احادیث شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی دلیل ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے جب کہ مالک اور علماء کی قلیل تعداد کا موقف ہے کہ ایک طرف سلام پھیرنا ہی سنت ہے۔ لیکن ان کے موقف کے ضعیف دلائل مذکورہ صحیح احادیث کے مقابل بے حیثیت ہیں۔ اور بالفرض ایک طرف سلام پھیرنے کے بارے احادیث ثابت ہوں بھی تو انہیں بیان جواز پر محمول کیا جائے گا۔ نیز تمام علماء کا اجماع ہے کہ نماز میں ایک سلام واجب ہے۔ پھر اگر نمازی نے ایک سلام کا اہتمام کرنا ہو تو وہ قبلہ رو سلام کہے اور اگر اس نے دونوں طرف سلام پھیرنا ہو تو ایک سلام دائیں طرف اور دوسرا سلام بائیں طرف پھیرے۔ نیز ہر سلام میں اس قدر منہ پھیرے کہ اس کی اس جانب والا شخص اس کے رخسار دیکھ سکے۔ یہی موقف راجح ہے۔ (نووی: ۸۲/۵)

### ۲۳..... بَابُ اِبَاحَةِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى تَسْلِيْمَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز میں صرف ایک طرف سلام پھیرنے پر اکتفا کرنا جائز ہے

وَالدَّلِيلُ عَلٰى اَنَّ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً تُجْزِي ، وَهَذَا مِنْ اِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ ، قَالَ مُصَلِّقٌ مُخَيَّرٌ بَيْنَ اَنْ يُسَلِّمَ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً وَبَيْنَ اَنْ يُسَلِّمَ تَسْلِيْمَتَيْنِ كَمَا ذَهَبَ الْحِجَازِيُّنَ . اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ ایک سلام کافی ہے، اور یہ جائز اختلاف کی قبیل سے ہے۔ لہذا نمازی کو اختیار ہے کہ وہ صرف ایک طرف سلام پھیرے یا دونوں طرف سلام پھیرے جیسا کہ حجازیوں کا مذہب ہے۔

۷۲۹۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفِ الْعَسْقَلَانِيّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَهْدِيّ الْعَطَّارُ ، قَالُوا ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ الْمَكِّيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ.....

(۷۲۹) حسن، سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب: ۱۰۶، منہ ایضاً، حدیث: ۲۹۶۔ عن محمد بن یحییٰ بهذا الاسناد، سنن ابن ماجہ: ۹۱۹۔ مختصراً من طریق عمرو بن ابی سلمة به.

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں اپنی دائیں جانب تھوڑا سا جھکتے ہوئے اپنے چہرے کی جانب (یعنی سامنے) ایک سلام پھیرتے تھے۔“

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تَلْقَاءَ وَجْهِهِ يَمِينُ إِلَى الشِّمَالِ الْأَيْمَنِ شَيْئًا. وَقَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ: قَالَ ، أَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ .

۷۳۰۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدِ الْعَمِيِّ ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ.....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چہرے کے سامنے السلام علیکم کہتے ہوئے ایک ہی سلام کہتی تھیں۔“

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا كَانَتْ تُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً قِبَالَ وَجْهِهَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

۷۳۱۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدٌ ، نَا مُعَلَّى ، نَا وَهَيْبٌ.....

”حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ السلام علیکم کہتے ہوئے ایک ہی سلام پھیرتے تھے۔“

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ وَاحِدَةً السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

”حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک سلام پھیرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے استاد محترم جناب بندار کی سند سے حضرت عبید اللہ سے اسی کی مثل روایت بیان کرتے ہیں، اور اس میں یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”اور وہ (حضرت عائشہ) سلام پھیرتے وقت اپنی دائیں اور بائیں جانب التفات نہیں کرتی تھیں۔“

۷۳۲۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَاسِمِ ، قَالَ: رَأَيْتُ عَائِشَةَ تُسَلِّمُ وَاحِدَةً. أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ: بِهَذَا مِثْلَهُ: وَزَادَ وَلَا تَلْتَفِتُ عَنْ يَمِينِهَا وَلَا عَنْ شِمَالِهَا .

**فوائد:**..... یہ احادیث دلیل ہیں کہ نماز ختم کرنے کے لیے ایک سلام پھیرنا ہی کافی ہے۔ نیز اس کی دو

صورثیں ہیں:

(۷۳۰) اسنادہ صحیح، سنن کبریٰ بیہقی: ۱۷۹/۲.

(۷۳۱) اسنادہ صحیح، سنن کبریٰ بیہقی: ۱۷۹/۲.

(۷۳۲) اسنادہ صحیح، سنن کبریٰ بیہقی: ۱۷۹/۲.

- (۱)..... قبلہ رخ ہی سلام کے الفاظ ادا کیے جائیں اور دائیں جانب معمولی سے چہرہ جھکایا جائے۔
- (۲)..... قبلہ رخ ہی سلام کے کلمات کہے جائیں اور دائیں بائیں التفات نہ کیا جائے۔ سلام پھیرنے کی یہ دونوں صورتیں مشروع ہیں۔ نیز صحابہ و تابعین کا عمل بھی اس طریقہ سلام کی مشروعیت کو تقویت دیتا ہے۔

۲۳۸..... بَابُ الزَّجْرِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ يَمِينًا وَشِمَالًا عِنْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنا منع ہے

۷۳۳- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ ، ح وَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ مِسْعَرَ بْنِ كُدَامٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَيْضًا ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْقُبَيْطِيِّ.....

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام علیکم کہتے ہوئے یا ہاتھوں سے اشارہ کرتے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوا ہے کہ میں تمہارے ہاتھوں کو (حرکت کرتے ہوئے) دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دھمکی ہیں۔ تم میں سے کسی شخص کو چاہیے کہ وہ نماز میں پرسکون رہے۔“ یہ ہندار کی روایت ہے۔ دیگر راویوں نے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ”کیا تم میں سے کسی شخص کو یہ کافی نہیں ہے وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر لے۔“ ابن خشرم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں: ”پھر اپنی دائیں جانب سے اور اپنی بائیں جانب سے سلام پھیر دے۔“ وکیع کی روایت میں ہے۔ پھر اپنے دائیں جانب والے بھائی اور اپنے بائیں جانب والے بھائی پر سلام کہے۔“ جناب حسن محمد نے یزید کی حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بِأَيْدِينَا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِي أَرَى أَيْدِيَكُمْ كَمَا نَهَا أَذْنَابُ خَيْلِ شُمْسٍ. لَيْسَكُنَّ أَحَدَكُمْ فِي الصَّلَاةِ. هَذَا حَدِيثُ بُنْدَارٍ. وَقَالَ الْآخَرُونَ: أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ يَسْلِمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، إِلَّا أَنَّ ابْنَ خَشْرَمٍ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: ثُمَّ يَسْلِمُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ. وَفِي حَدِيثٍ وَكِيعٍ: عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ. قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۷۳۳) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بالسكون في الصلاة، حديث: ۴۳۱- سنن ابی داود: ۹۹۸- مسند احمد: ۷/۵-

من طريق وكيع بهذا الاسناد، جزء رفع اليدين للبخاري: ۳۶- سنن نسائي: ۱۳۱۹- من طريق مسعر به.

وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، وَأَشَارَ أَبُو خَالِدٍ - يَعْنِي يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ بِيَدِهِ فَرَمَى بِهَا يَمِينًا وَشِمَالًا. قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ يَعْنِي نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ.

میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے: السلام علی اللہ، (اللہ پر سلام ہو) السلام علی جبرائیل (جبرائیل پر سلام ہو) السلام علی میکائیل (میکائیل پر سلام ہو) اور ابو خالد بن ہارون نے اپنے ہاتھ کے ساتھ دائیں اور بائیں اشارہ کیا۔“

**فوائد:**.....۱۔ سلام پھیرتے وقت دونوں جانب ہاتھ اٹھانا ممنوع ہے۔ (نووی: ۴/۸۵۲)

بلکہ سلام پھیرتے وقت دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر جمے ہوں اور سلام پھیرتے وقت فقط گردن گھما کر سلام کے کلمات کہے جائیں۔

۲۔ دونوں جانب سلام پھیرنا مستحب فعل ہے شافعیہ اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ (نووی: ۴/۱۵۳)

اس حدیث سے قبل از رکوع و بعد از رکوع رفع الیدین کی تنبیہ کا استدلال باطل ہے کیونکہ یہ مقید روایت ہے اور اس میں کھلا بیان ہے کہ یہ مکروہ و ممنوع عمل سلام پھیرتے وقت ممنوع ہے۔ اس کے برعکس رکوع سے قبل و بعد رفع الیدین نبی ﷺ کا ذاتی فعل ہے اور کتب احادیث میں اس مسنون فعل کی تخریر کا کہیں بیان نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث سے ترک رفع الیدین کا مطلق استدلال کالعدم ہے۔

### ۲۳۹..... بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز میں سلام کو مختصر کہنے کا بیان

۷۳۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرِيَابِيِّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ.

ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”سلام کو مختصر کہنا سنت ہے۔“

۷۳۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا.....

(۷۳۴) اسنادہ ضعیف، مسند احمد: ۲/۵۳۲۔ عن محمد بن يوسف الفريابي وعنه ابو داود في كتاب الصلاة، باب حذف السلام، حديث: ۱۰۰۴۔ قره بن عبد الرحمن راوی خراب حافظے کی بنا پر ضعیف ہے۔

(۷۳۵) اسنادہ ضعیف، انظر الحديث السابق، سنن ترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء ان حذف السلام سنة، حديث: ۲۹۷۔ موقوفاً علی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

عَمَّارَةُ بِنْتُ بَشِيرِ الْمِصْنَعِيِّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: "جنا ب اوزاعی مذکورہ سند سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: سلام کو مختصر کرنا سنت ہے۔" امام ابو بکر فرماتے ہیں: اس روایت کو عیسیٰ بن یونس، ابن المبارک اور محمد بن یحییٰ نے فریابی کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "سلام کو مختصر کرنا سنت ہے۔"

كُلُّهُمْ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ، نَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَّارَةَ قَالَا، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ.

### ۲۳۰..... بَابُ الشَّاءِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا

۷۳۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ الدَّورَقِيُّ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَوْسَجَةَ بِنِ الرَّمَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْهَدَيْلِ.....

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، لَا يَجْلِسُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو صرف یہ کلمات پڑھنے کی مقدار کے برابر بیٹھتے: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ." اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے عظمت

و عزت والے تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔"

### ۲۳۱..... بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ مَعَ الشَّاءِ عَلَى اللَّهِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ استغفار کرنے کا بیان

۷۳۷۔ أَنَا الْأُسْتَاذُ الْإِمَامُ أَبُو عَثْمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الصَّبَّائِيُّ قَرَأَهُ عَلَيْهِ، قَالَ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْكِينِ الْيَمَامِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ إِسْرَائِيلَ اللَّؤْلُؤِيُّ الرَّمَلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ اللَّؤْلُؤِيُّ: قَالَ، حَدَّثَنِي. وَقَالَ الْيَمَامِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ،

(۷۳۶) اسنادہ صحیح لغیرہ، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۹۸۔ صحیح ابن حبان: ۱۹۹۹۔ من طریق عاصم الاحول بهذا الاسناد.

قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَارٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحْمِيُّ .....

”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفر اللہ پڑھتے پھر کہتے: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ .“

”اے اللہ تو سلام ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے، اے بلند یوں اور عزتوں والے تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔“ جناب عمرو بن ہشام نے امام اوزاعی سے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے یہ دعا سلام پھیرنے سے پہلے ذکر کی۔“

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَيْلِي الْعَنْزِيُّ الْمِصْرِيُّ ، قَالُوا ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَمِثْلَهُ سِوَاهُ . وَرَوَى عَمْرُو بْنُ هِشَامِ الْبَيْرُوتِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ، فَقَالَ: ذَكَرَ هَذَا الدُّعَاءَ قَبْلَ السَّلَامِ .

۷۳۸۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْمَكِّيُّ ، نَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمِ الْبَيْرُوتِيُّ ، حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمَارٍ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَّيِّ .....

”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرنے کا ارادہ کرتے تو تین بار استغفار کرتے پھر یہ کلمات پڑھتے: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ .“

”اے اللہ تو سلام ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی نصیب ہوتی ہے، اے بلند یوں اور عزت والے تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگرچہ عمرو بن ہاشم یا محمد بن ميمون نے سلام سے پہلے یہ

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ مِنَ الصَّلَاةِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ثُمَّ يُسَلِّمُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَإِنْ كَانَ عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ لَمْ يَغْلَطْ فِي هَذِهِ اللَّفْظَةِ - أَعْنِي

(۷۳۷) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حديث: ۵۹۱۔ سنن ترمذی: ۳۰۰۔ سنن نسائی: ۱۳۳۸۔ سنن ابن ماجہ: ۹۲۸۔ مسند احمد: ۲۷۵/۵۔ من طريق الاوزاعي بهذا الاسناد.

(۷۳۸) انظر الحديث السابق.

قَوْلُهُ: قَبْلَ السَّلَامِ - فَإِنَّ هَذَا الْبَابَ يُرَدُّ إِلَى دعا پڑھنے کے الفاظ روایت کرنے میں غلطی نہیں کی کیونکہ یہ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ . باب سلام سے پہلے دعا پڑھنے کی طرف لوٹایا جائے گا۔“

**فوائد:**.....۱۔ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ کہنا مستحب فعل ہے۔ امیر صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار کہنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ اپنے مولا کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا کہ دوران نماز وہ وساوس و خیالات میں الجھا رہا ہے، لہذا اس کو تباہی کے تدارک کے لیے بعد از سلام تین مرتبہ استغفار مشروع ہے۔ (سبل السلام: ۱۹۶/۲)

۲۔ بعد از سلام تین بار استغفار کرنے کے بعد اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، کہنا بھی مسنون و مستحب ہے۔

۲۳۲..... بَابُ التَّهْلِيلِ وَالشَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کا بیان

۷۴۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، حَدَّثَنِى الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُمَانَ.....

”جناب ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر لیتے تو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ أَهْلُ النَّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالشَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں جو نعمتوں والا، سارے فضل و کرم کا مالک اور بہترین حمد و ستائش کا حق دار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے، ہم خالص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں، اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔“

(۷۴۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حدیث: ۵۹۴ (۱۳۴۵) سنن ابی داؤد: ۱۵۰۶۔ سنن

نسائی: ۱۳۴۰۔ مسند احمد: ۵/۴۔

۷۴۱۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفِ الْعَسْقَلَانِيُّ ، نَا آدَمُ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي إِيَّاسٍ - ، نَا أَبُو عَمْرٍ الصَّنَعَانِيُّ - وَهُوَ حَفْصُ بْنُ مَيْسِرَةَ - عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ.....

”حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز مکمل ہونے پر اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ وَالثَّنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ“۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، اللہ کی توفیق و مدد کے بغیر (سبکی کرنے کی) طاقت نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں سب احسانات اور فضل و کرم اور عمدہ تعریف و توصیف کا حق دار وہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں ہم اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہیں اگرچہ کافروں کو ناپسند ہی لگے۔“

۷۴۲۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ ، نَا سُفْيَانُ ، قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي لُبَانَةَ - سَمِعْتُهُ مِنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ، ح وَحَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا.....

(۷۴۱) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حدیث: ۱۴۱ / ۵۹۴۔ وانظر الحديث السابق.

(۷۴۲) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حدیث: ۱۳۸ / ۵۹۳۔ مسند الحمیدی: ۷۶۲۔ سنن

نسائی: ۱۳۴۲۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب القدر، باب لا مانع لما اعطى الله، حدیث: ۶۶۱۵۔ مسند

احمد: ۲۴۵ / ۴۔ من طریق عبده به، سنن ابی داود: ۱۵۰۵۔ من طریق وراد به.



جناب عبدہ بن ابی لہابہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب و راد سے سنا، وہ فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسا مسئلہ بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو، تو انہوں نے جواباً فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز مکمل کر لیتے (تو یہ دعا پڑھتے)..... عبد الملک کی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے و راد کو بیان کرتے ہوئے سنا، جبکہ اسباط اور سفیان و راد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ . ” اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے اللہ جو چیز تو عطا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا اور تیرے نزدیک کسی مالدار کو اس کا مال کچھ نفع نہیں دے گا۔“ عبد الرحمن کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ کلمات الملاء کروائے تو میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ کر ارسال کیے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔“ جناب ابو ہاشم کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز لکھ کر ارسال کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں

عَبْدُ الْمَلِكِ ، قَالَ سَمِعْتُ وَرَادًا يُحَدِّثُ وَفِي حَدِيثِ اسْبَاطٍ وَسُفْيَانَ عَنْ وَرَادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ . وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَالَ أَمَلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ ، فَكَتَبْتُ إِلَيْهَا مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةً . فَأَمَّا أَبُو هَاشِمٍ فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا بِحَدِيثِ هُشَيْمٍ فِي عَقِبِ خَبَرِ مُغِيرَةَ وَ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَادٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةَ أَنْ اكْتُبَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، قَالَ ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . قَالَ: وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلٍ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَمَنْعَ وَهَابٍ وَعُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ . أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بِهِدَا الْحَبْرِيُّ الدُّورِيُّ وَأَبُو هَاشِمٍ ، قَالَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ الْمُغِيرَةَ

وَمُجَالِدٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا كُتِبَ عَنْ الشَّعْبِيِّ ، ثُمَّ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ فِي عَقَبٍ هَذَا النَّخْبَرِ ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَادًا يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُغْبِرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

جواب میں لکھا: بے شک میں نے آپ کو نماز سے فارغ ہونے پر یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، ساری بادشاہت اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ آپ یہ کلمات تین بار پڑھتے تھے۔“

کہتے ہیں: اور نبی کریم ﷺ قیل وقال (بے مقصد گفتگو)، بکثرت سوال کرنے، مال و دولت کو ضائع کرنے، بخل و کجوسی اور حرص، ماؤں کی نافرمانی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

**فوائد:**..... مذکورہ احادیث دلیل ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد مذکورہ اذکار کا اہتمام مشروع ہے، لہذا بعد از سلام اذکار کا خاص اہتمام کیا جائے۔

۲۳۳..... بَابُ جَمَاعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي دُبْرِ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا پڑھنے کا بیان

۷۴۳- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ وَ أَبُو صَالِحٍ كَاتِبُ السِّيْتِ جَمِيعًا ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ - وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمَزٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ .....

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ .“ اے اللہ میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور علانیہ گناہ اور

جو میں نے اپنی جان پر ظلم و زیادتی کی ہے اور وہ گناہ جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سب معاف فرما دے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی سچا اللہ نہیں ہے۔“ ابو صالح کی روایت میں ہے: ”تیرے سوا میرا کوئی اللہ نہیں ہے۔“

أَبُو صَالِحٍ: لَا إِلَهَ لِي إِلَّا أَنْتَ.

**فوائد:**..... مذکورہ دعا کا اہتمام قبل از سلام اور بعد از سلام مشروع و مسنون ہے، لہذا دونوں مقامات پر یہ ورد

مستحب ہے۔

۷۴۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ أَدَمَ الْبَصْرِيُّ ، أَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ.....

”حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو مرد اور عورتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھتیں۔ اے اللہ کے رسول! جب میں نماز پڑھ لوں تو کون سی دعا پڑھوں۔ آپ نے فرمایا: یہ پڑھا کرو۔“ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي . اے اللہ مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے عافیت سے نواز دے اور مجھے رزق عطا فرما دے۔“

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: كُنَّا نَعْتَدُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَجِيءُ الرَّجُلُ وَتَجِيءُ الْمَرْأَةُ ، فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُ؟ قَالَ: قُلْ ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي . فَقَدْ جَمَعَ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ .

**فوائد:**..... نو مسلم افراد کو ان کلمات کی تعلیم دینا مشروع فعل ہے۔ نیز دوران نماز اور بعد از نماز ان کلمات کا

اہتمام مسنون عمل ہے۔

۷۴۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدْفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى عَنْ عُقْبَةَ.....

(۷۴۴) الادب المفرد للبخاری: ۶۵۱۔ من طریق مروان بهذا الاسناد، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حدیث: ۲۶۹۷۔ و سنن ابن ماجہ: ۳۸۴۵۔ و مسند احمد: ۴۷۲/۳۔ من طریق ابی مالک بہ۔ (۷۴۵) اسنادہ ضعیف، سنن نسائی، کتاب السہو، باب نوع آخر من الدعاء عند الانصراف من الصلاة، حدیث: ۱۳۷۶۔ و عمل اليوم والليلة: ۱۳۷۔ ابو مروان مجہول دستور راوی ہے۔



## ۲۴۴..... بَابُ التَّعْوِذِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پناہ طلب کرنے کا بیان

۷۴۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْعَجَلِيُّ ، نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ.....

”حضرت مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون ازادی دونوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو یہ کلمات دعا اسی طرح سکھاتے تھے جس طرح استاد اپنے شاگردوں کو سکھاتا ہے، وہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے تھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

”اے اللہ! میں بخل و کجی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور میں بزودی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں بے کار عمر کی طرف لوٹائے جانے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، میں دنیا کے فتنے میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَزْدِيِّ ، قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَيْنَهُ هُوَلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمَكْتَبُ الْغُلَمَانَ ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبْرَ الصَّلَاةِ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

**فوائد:**..... دیگر مسنون ادعیہ کی طرح نماز کے آخر میں اس مسنون دعا کا اہتمام بھی مستحب فعل ہے۔ نیز نماز

کے آخر میں اور بعد از سلام ادعیہ نہایت اثر انگیز اور دینی اور دنیوی فلاح پر مشتمل ہیں اور ان ادعیہ واذکار کا اہتمام انسانی زندگی پر خوشگوار اثرات چھوڑتا ہے۔ لہذا اس عمل میں سستی و کاہلی کے بجائے نہایت انہماک سے ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

۷۴۷۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَخْمَسِيُّ ، نَا وَكِيعٌ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَامِ.....

(۷۴۶) اسنادہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۲۰۲۲۔ عن ابن خزيمة بهذا الاسناد، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی ﷺ وتعوذہ فی دبر کل صلاة، حدیث: ۳۵۶۷۔ سنن نسائی: ۵۴۸۱۔ من طریق عبدالملک بهذا الاسناد، مسند احمد: ۱/ ۱۸۳۔ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، حدیث: ۶۳۶۵۔ من طریق عبدالملک عن مصعب وحده بہ۔

”حضرت مسلم بن ابی بکرہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. ”اے اللہ! میں کفر، فقر و فاقے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

**فوائد:**..... سلام کے بعد اس ذکر کا اہتمام بھی مشروع اور سنت ہے۔

۲۳۵..... بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۷۴۸۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اہل ثروت اور مال دار لوگ (بہت زیادہ) اجر و ثواب لے گئے ہیں۔ وہ ہماری طرح (قرآن مجید اور دیگر اذکار و اواراد) پڑھتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ بھی کرتے ہیں اور ہم (فقراء) خرچ نہیں کرتے، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو اپنے سے پہلے لوگوں (کے اجر و ثواب) کو پالو گے اور اپنے سے بعد والے لوگوں سے آگے نکل جاؤ گے، سوائے اس شخص کے جس نے تمہاری طرح وہ وظیفہ پڑھا: تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، اور اتنی ہی بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، اور جب (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جاؤ (تو اسی طرح پڑھ لیا کرو۔)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ الدُّنُورُ بِالْأَجُورِ ، يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ وَيَنْفِقُونَ وَلَا نُنْفِقُ . قَالَ: أَوْ لَا أُخْبِرُكَ بِعَمَلٍ إِذَا أَنْتَ عَمِلْتَهُ أَدْرَكْتَ مِنْ قَبْلِكَ وَفَتَّ مَنْ بَعْدَكَ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِكَ ؟ تَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: تُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُحَمِّدُ وَتُكَبِّرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَإِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ .

(۷۴۷) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۵ / ۳۶۔ عن وکیع بهذا الاسناد، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۸۳۔ حدیث: ۳۵۰۳۔

سنن نسائی: ۵۴۶۷۔ من طریق عثمان بہ۔

(۷۴۸) اسنادہ صحیح، مسند الحمیدی: ۱۳۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلوات، باب ما یقال بعد التسليم، حدیث: ۹۲۷۔

من طریق سفیان بهذا الاسناد، مسند احمد: ۵ / ۱۵۸۔ من طریق بشر بن عاصم بہ۔

۷۴۹۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ ، نَا الْمُعْتَمِرُ ، قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ سُمَى عَنْ أَبِي صَالِحٍ .....  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالْذَرَجاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ ، يُصَلُّونَ كَمَا نَصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نَصُومُ ، وَلَهُمْ فُضُولٌ يَحْجُونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ ، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدِرْكُكُمْ أَحَدٌ مِنْ بَعْدِكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَمَّ بَيْنَ ظَهْرِيهِ إِلَّا أَحَدًا عَمِلَ بِمِثْلِ أَعْمَالِكُمْ ، نُسِّحُونَ وَتُحْمَدُونَ وَتُكَبَّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ قَالَ: فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا ، فَقَالَ بَعْضُنَا: نُسِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ ، فَقَالَ: تَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ حَتَّى تَتِمَّ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ .

”حضرت ابو ہریرہ بیان فرماتے کرتے ہیں کہ فقراء صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی: (اے اللہ کے رسول) مالدار لوگ اپنے مال کی بدولت بلند درجات اور ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کر گئے ہیں، وہ ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں، اور ان کے پاس زائد مال و دولت بھی ہے، وہ اس سے حج کرتے، عمرہ ادا کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل پیرا ہو جاؤ تو تم اپنے سے آگے بڑھ جانے والوں کو پا لو گے اور تمہارے بعد آنے والے تمہیں نہیں پاسکیں گے۔ (تم ان سے اجر و ثواب میں بلند ہی رہو گے) ہر نماز کے بعد تینتیس بار سُبْحَانَ اللَّهِ ، تینتیس بار الْحَمْدُ لِلَّهِ اور تینتیس بار اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھ لیا کرو فرماتے ہیں: پھر ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا، ہم میں بعض کہنے لگے کہ ہم تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ اور پچوتیس بار اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھیں گے لہذا میں آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اور اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھتے رہو حتیٰ کہ تم ان سب کو تینتیس تینتیس بار مکمل پڑھ لو۔

(۷۴۹) صحیح ابن حبان عن ابن خزیمہ بهذا الاسناد۔ سنن کبریٰ نسائی: ۹۸۹۸۔ عن محمد بن عبد الاعلیٰ بہ، صحیح بخاری،

کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: ۸۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، حدیث:

۵۹۔ من طریق المعتسر بہ.

۲۳۶..... بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ  
تَكْمِلَةَ الْمِائَةِ وَمَا يُرْجَى فِي ذَلِكَ مِنْ مَغْفِرَةِ الذُّنُوبِ السَّالِفَةِ إِنْ كَانَتْ كَثِيرَةً  
نماز سے سلام پھیرنے کے بعد سبحان اللہ الحمد لله اور اللہ اکبر پڑھنے کے بعد سو کی گنتی پوری  
کرنے کے لیے لا الہ الا اللہ پڑھنا مستحب ہے، اور ان کی وجہ سے گناہوں کی بخشش کی امید کا بیان  
اگرچہ گناہ بہت زیادہ ہوں

۷۵۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو بَشِيرٍ، نَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي  
عَبِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے  
ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس شخص نے نماز کے بعد تینتیس مرتبہ  
سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ الحمد لله پڑھا تو  
یہ ننانوے بار ہو گیا، پھر سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے لا الہ  
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی  
عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک  
نہیں، ساری بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ  
ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے) پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر  
دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں  
نہ ہوں۔“

**فوائد:**..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ ذکر بہترین عمل ہے

- ۲۔ ان احادیث میں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ، ۳۳ مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ کہنے کی  
فضیلت کا بیان ہے۔ (فتح الباری لابن رجب: ۱۰۶/۶)
- ۳۔ بسا اوقات سہل عمل سے انسان مشکل عمل کی فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔
- ۴۔ مذکورہ احادیث نمازوں کے بعد ذکر کی فضیلت کا بیان ہے۔ (فتح الباری: ۲/۴۲۸)

(۷۵۰) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حدیث: ۵۹۷۔ مسند ابی یعلیٰ: ۶۳۶۲۔ وعنہ صحیح  
ابن حبان: ۲۰۱۶۔ من طریق خالد بن عبد اللہ بهذا الاسناد۔ مسند احمد: ۲/۴۸۳۔ من طریق سہیل بہ۔



۲۳۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِمَسْأَلَةِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذُبْرِ الصَّلَوَاتِ

الْمُعُونَةَ عَلَى ذِكْرِهِ وَشُكْرِهِ وَحُسْنِ عِبَادَتِهِ وَالْوَصِيَّةَ بِذَلِكَ

نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کا شکر ادا کرنا اور اس کی عبادت عمدہ طریقے سے

ادا کرنے کے لیے رب عزوجل سے مدد و توفیق مانگنے کے حکم اور اس کی وصیت کرنے کا بیان

۷۵۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا الْمُفْرِيُّ، حَدَّثَنَا حَيَوَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَبَلِيِّ عَنِ الصَّنَابِجِيِّ.....

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِيَدِي فَقَالَ لِي: يَا مُعَاذُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. قَالَ: يَا مُعَاذُ إِنِّي أَوْصِيكَ لَا تَدَعَنَّ أَنْ تَقُولَ ذُبْرَ كُلِّ صَلَاةٍ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. وَأَوْصِي بِذَلِكَ مُعَاذُ الصَّنَابِجِيُّ، وَأَوْصَى بِهِ الصَّنَابِجِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَبَلِيِّ وَأَوْصَى بِهِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ.

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! بے شک مجھے تم سے محبت ہے۔ تو میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ کی قسم! بلاشبہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے، آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنا ہرگز نہ چھوڑنا: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ”اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت کرنے کے لیے میری مدد فرما۔“ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے (اپنے شاگرد) صنابجی کو اس کی وصیت کی، اور جناب صنابجی نے (اپنے شاگرد) ابو عبد الرحمن حبلی کو اس کی وصیت کی اور ابو عبد الرحمن نے عقبہ بن مسلم کو اس کی وصیت کی۔“

**فوائد:**..... ۱۔ جس شخص کے لیے اللہ کی خاطر محبت ہو اسے محبت سے آگاہ کرنا درست ہے۔

۲۔ نماز کے بعد اس دعا کا بطور خاص اہتمام کرنا مستحب فعل ہے کیونکہ اس کی خاص تاکید بیان ہوتی ہے۔

۲۳۸..... بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّهْلِيلِ مَعَ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ

تَمَامَ الْمِائَةِ وَأَنْ نَجْعَلَ كُلَّ وَاحِدٍ خَمْسًا وَعِشْرِينَ تَكْمِلَةَ الْمِائَةِ.

سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے تسبیح، تکبیر اور تحمید کے ساتھ تہلیل کا اضافہ کرنا مستحب ہے، اور اس بات

(۷۵۱) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۵/۲۴۴۔ مسند عبد بن حمید: ۱۲۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار،

حدیث: ۱۰۲۲۔ عمل الیوم والليلة للنسائی: ۱۰۹۔ سنن نسائی: ۱۳۰۴۔

کا بیان کہ سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے ہم ان سب کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھیں گے  
 ۷۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَبُو قُدَامَةَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ ،  
 أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ ، ح وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحٍ.....

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھنے کا حکم دیا گیا، پھر ایک انصاری شخص کو خواب آیا تو اسے کہا گیا: تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اتنی اتنی بار تسبیح پڑھو؟ اس نے کہا: ہاں (خواب میں آنے والے شخص نے) کہا: تم اسے پچیس پچیس بار پڑھا کرو اور اس میں تہلیل (لا الہ الا اللہ) کو شامل کرلو، پھر جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو تمام بات بتادی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح کرلو۔“

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَنَحْمِدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ، فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي نَوْمِهِ ، فَقِيلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَعِشْرِينَ. وَاجْعَلُوا فِيهِ التَّهْلِيلَ. فَلَمَّا أَصْبَحَ ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَافْعَلُوا. هَذَا حَدِيثُ الثَّقَفِيِّ. وَقَالَ أَبُو قُدَامَةَ: فَأَتَى رَجُلٌ فِي مَنَامِهِ فَقِيلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَتَحْمِدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. وَذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ.

**فوائد:**..... ۱۔ نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ ۳۳ مرتبہ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ اور ۳۴ مرتبہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا مستحب ہے واجب نہیں۔ نیز تسبیحات، تحمیدات اور تکبیرات کی یہ تعداد بھی مشروع ہے اور نماز کے بعد ۲۵ بار ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ ۲۵ بار ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ۲۵ مرتبہ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ اور ۲۵ مرتبہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا بھی مشروع و مسنون ہے۔

(۷۵۲) اسنادہ صحیح، سند صحیح: ۱۸۴ / ۵۔ سنن الترمذی: ۱۳۵۴۔ عن عثمان بن عمر بهذا الاسناد، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ۲۵۔ حدیث: ۳۴۱۳۔ سنن نسائی: ۱۳۵۱۔ من طریق هشام بن حسان بہ۔

۲۳۹..... بَابُ فَضْلِ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ يُوصَفُ بِالْعَدَدِ الْكَثِيرِ

مِنْ خَلْقِ اللَّهِ أَوْ غَيْرِ خَلْقِهِ

تحمید، تسبیح اور تکبیر کی فضیلت کا بیان کہ ان کی صفت اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور غیر مخلوق

کی کثیر تعداد کے ساتھ بیان کی گئی ہے

۷۵۳۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ  
بْنُ الْعَلَاءِ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - وَهُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ - عَنْ كُرَيْبٍ.....

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ بنت  
الحارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، ان کا نام برہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ نام رکھا اور آپ یہ بات  
ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے۔ آپ برہ (سبکی) کے ہاں سے  
نکلے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے  
جبکہ میں اپنی نماز گاہ میں (بیٹھی ذکر کر رہی) تھی۔ پھر آپ  
دن چڑھے واپس تشریف لائے جبکہ میں ابھی تک جائے نماز  
ہی میں بیٹھی (ذکر کر رہی) تھی۔ آپ نے پوچھا: جب سے  
میں گیا ہوں تم (اس جگہ) اپنی نماز گاہ میں مسلسل بیٹھی ہوئی  
ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں نے  
(تیرے پاس سے جانے کے بعد) صرف چار کلمات تین  
مرتبہ پڑھے ہیں۔ اگر ان کا وزن تیرے سارے ذکر کے  
ساتھ کیا جائے تو وہ ان پر بھاری ہوں گے۔ (وہ کلمات یہ  
ہیں) ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا  
نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ“ ”میں اللہ تعالیٰ کی  
پاکی اور حمد و ثناء اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ  
الْحَارِثِ - وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ ، فَحَوَّلَ  
النَّبِيُّ ﷺ اسْمَهَا وَسَمَّاهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَرِهَ أَنْ  
يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ - قَالَتْ: خَرَجَ  
النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا فِي مُصَلَايَ فَرَجَعَ حِينَ  
تَعَالَى النَّهَارُ وَأَنَا فِيهِ ، فَقَالَ: لَمْ تَزَالِي فِي  
مُصَلَاكِ مَنْدُ خَرَجْتُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: قَدْ  
قُلْتُ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَ  
بِمَا قُلْتُ لَوَزَنَتْهُنَّ. سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ  
عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ  
كَلِمَاتِهِ. هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ.  
وَقَالَ عَبْدُ الْجَبَّارِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ وَ  
جُوَيْرِيَةُ جَالِسَةٌ فِي الْمَسْجِدِ ، فَذَكَرَ  
الْحَدِيثَ. وَلَمْ يَذْكَرْ مَا قَبْلَ هَذَا مِنْ  
الْكَلَامِ.

(۷۵۳) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح اول النهار وعند النوم، حدیث: ۲۷۲۶۔ الادب المفرد للبخاری:

۶۴۷۔ من طریق سفیان بن عیینة بهذا الاسناد، مسند احمد: ۶/۳۲۴۔ سنن ترمذی: ۳۵۵۵۔ سنن نسائی: ۱۳۵۳۔ من طریق

محمد بن عبد الرحمن.

ہوں۔ اور اس کے نفس کی رضا اور خوشنودی کے برابر، اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔“ یہ یحییٰ بن حکیم کی روایت ہے۔ عبد الجبار کی روایت میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مسجد میں بیٹھی ہوئی تھیں، پھر باقی حدیث بیان ذکر کری۔ اور اس سے پہلے والا کلام ذکر نہیں کیا۔

۷۵۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُعِينَةِ الْمِصْرِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَجَلَانَ عَنِ الْمُضْعَبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شُرْحَبِيلَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ.....

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے (یعنی کچھ پڑھ رہے تھے) آپ نے پوچھا: اے ابو امامہ! کیا پڑھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں اپنے رب کا ذکر کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہارے رات کے دن سمیت ذکر اور دن کے رات سمیت ذکر سے زیادہ یا افضل و اعلیٰ ذکر نہ بتاؤں؟ تم یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔ ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ ،“ ”میں اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، میں اللہ کی پاکی اس کی مخلوق

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُحْرِكُ شَفْتَيْهِ ، فَقَالَ: مَاذَا تَقُولُ يَا أبا أُمَامَةَ؟ قَالَ: أَذْكُرُ رَبِّي . قَالَ: أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِأَكْثَرَ - أَوْ أَفْضَلَ - مِنْ ذِكْرِكَ اللَّيْلِ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارِ مَعَ اللَّيْلِ؟ أَنْ تَقُولَ: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَتَقُولَ الْحَمْدُ مِثْلَ ذَلِكَ .

کی بھرائی کے برابر بیان کرتا ہوں۔ میں اللہ کی بڑائی اور عظمت زمین و آسمان میں موجود مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کی بھرائی کے برابر، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے برابر جسے اللہ کی کتاب نے شمار کیا ہے۔ میں اللہ کی پاکی ہر چیز کی تعداد کے برابر اور اللہ کی پاکی ہر چیز کی بھرائی کے برابر بیان کرتا ہوں۔“ اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بھی اسی طرح بیان کر لیا کرو۔“

**فوائد:**..... ۱۔ ان احادیث میں مذکورہ کلمات کی فضیلت کا بیان ہے اور بلا تعین و تخصیص اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں تصنع اور ریا کاری کا عمل دخل نہ ہو اور مکرر تسبیح کے برابر بلا تعین تسبیحات کا اجر مل جاتا ہے۔ نیز تسبیحات میں مبالغہ جائز ہے۔

۲۔ بلا تعین و تخصیص تسبیحات کے جواز کے برعکس بعد از نماز سابقہ احادیث میں مذکورہ معین تسبیحات، تحمیدات و تکبیرات پر عمل ہی مسنون و مستحب ہے اور احادیث میں مذکورہ اجر و ثواب اسی عمل کی صورت پر ممکن ہے۔

۲۵۰..... بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد میں معوذتین (سورہ الفلق اور سورہ الناس) پڑھنے کے حکم کا بیان

”حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ہر نماز کے بعد معوذات ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھو۔“ جناب حسن بن محمد نے ”لی“ (مجھے فرمایا) کے الفاظ روایت نہیں کیے۔“

۷۵۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: قَبَرْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ - يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ - حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ حُنَيْنِ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ

(۷۵۵) اسنادہ صحیح، مسند احمد: ۴/ ۲۰۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، حدیث: ۱۰۲۳۔ سنن نسائی:

۱۳۳۷۔ من طریق لیث بهذا الاسناد، سنن ترمذی: ۲۹۰۳۔

﴿قُرْءُوا الْمُعَوَّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ﴾

لَمْ يَقُلِ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ لِي .

**فوائد:**..... نماز کے بعد معوذات سورتوں سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت مستحب فعل ہے۔

۲۵۱..... بَابُ فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ مُتَطَهِّرًا

نماز کے بعد مسجد میں با وضو بیٹھنے کی فضیلت کا بیان

۷۵۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا هَارُونَ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، ح وَحَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ ، كِلَاهُمَا ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ لے پھر اپنی اسی جگہ میں بیٹھا رہے جس میں اس نے نماز پڑھی تھی تو فرشتے مسلسل اس کے لیے رحمت کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔“ اے اللہ! اسے بخش دے! اے اللہ! اس پر رحم فرما (فرشتے یہ دعائیں مسلسل کرتے رہتے ہیں) جب تک وہ بے وضو نہیں ہو جاتا۔“ یہ ابن فضیل کی حدیث ہے۔ اور ابن وہب کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان شخص نماز پڑھنے کے بعد اپنی نماز گاہ میں بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اس کا وضو نوٹنے یا اس کے کھڑے ہونے تک مسلسل اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں“ اے اللہ! اسے معاف فرما دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ مَجْلِسَهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ . هَذَا حَدِيثُ ابْنِ فَضِيلٍ ، وَفِي خَبَرِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى الْمُسْلِمُ ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ ، لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَدْعُو لَهُ ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ ، مَا لَمْ يَحْدَثْ أَوْ يَقُمْ .

**فوائد:**..... مکرر ۳۵۷۔

۲۵۲..... بَابُ اسْتِحْبَابِ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ

نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں بیٹھنا مستحب ہے

۷۵۷۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَنْدَارٌ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَا ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.....

”جناب سماک سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو پھر آپ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی جائے نماز ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔“ یہ بندار کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ؟ قَالَ: كَانَ يَقْعُدُ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ بَنْدَارٍ.

**فوائد:**..... اگرچہ سلام پھیرنے کے معا بعد مسجد سے نکلنے کی رخصت ہے۔ لیکن نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک جائے نماز پر بیٹھے رہنا مستحب فعل ہے۔



(۷۵۷) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، حدیث: ۶۷۰۔ (۱۵۲۶) عن بندار، محمد بن بشار بهذا الاسناد، مستند احمد: ۸۸ / ۵۔ عن محمد بن جعفر به، سنن ابی داود: ۱۲۹۴، ۴۸۵۰۔ سنن ترمذی: ۵۸۵۔ سنن نسائی: ۱۳۵۹۔ من طریق سماک به۔

## جَمَاعُ أَبْوَابِ اللَّبَاسِ فِي الصَّلَاةِ

### نماز میں لباس کے متعلق ابواب کا مجموعہ

۲۵۳..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ الْوَاحِدِ

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

۷۵۸۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.....

” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سائل سے کہا: کیا تم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جانتے ہو؟ کیونکہ وہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ (ان کے دیگر) کپڑے کھوٹی (Hanger) پر لٹکے ہوتے ہیں۔“ یہ سعید بن عبد الرحمان کی حدیث ہے۔

۷۵۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ.....

(۷۵۸) سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، باب الصلاة فی الثوب الواحد، حدیث: ۱۰۴۷۔ مسند احمد: ۲/۲۳۸۔ مسند الحمیدی: ۹۳۷۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الثوب الواحد، حدیث: ۳۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الثوب الواحد، حدیث: ۵۱۵۔ سنن نسائی: ۷۶۴۔ من طریق مالک عن ابن شہاب بہ۔ (۷۵۹) اسنادہ صحیح۔



”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ یقیناً میں نے خود کو دیکھا اور بے شک میں مسجد میں دیکھتا تھا کہ تقریباً کسی شخص کو نہیں دیکھتا تھا کہ وہ دو کپڑوں میں نماز پڑھ رہا ہو، جبکہ تم آج دو دو اور تین تین کپڑوں میں نماز پڑھتے ہو۔“

۷۶۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَيْسَى بْنُ إِبرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ ، نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَحْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو صرف ایک قمیص میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے جسم پر (تہ بند) ازار نہیں ہوتا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جب وہ ستر کو ڈھانپنے والی ہو۔“ یہ عمرو بن شعیب کا قول ہے۔ جبکہ بکیر کہتے ہیں، حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک ہم ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں (بکثرت) کپڑے عطا کر دیے۔ تو آپ نے فرمایا: دو کپڑوں ہی میں نماز پڑھا کرو۔“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ ہمارے پاس دو کپڑے بھی ہوتے تھے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اور وہ ان کے ساتھ ہی تھے: کیا آپ ان حضرات میں فیصلہ نہیں فرمائیں گے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے (موقف کے) ساتھ ہوں۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ: وَسُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَيْهِ إِزَارَةٌ. فَقَالَ: لَيْسَ بِذَلِكَ بَأْسٌ إِذَا كَانَ يُوَارِيهِ. وَقَالَ ذَلِكَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ. وَقَالَ بَكِيرٌ ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ ، قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: قَدْ كُنَّا نَصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ حَتَّى جَاءَنَا اللَّهُ بِاللِّيَابِ ، فَقَالَ لَا تُصَلُّوا إِلَّا فِي ثَوْبَيْنِ. فَقَالَ أَبُو بَنُ كَعْبٍ: لَيْسَ فِي هَذَا شَيْءٌ. قَدْ كُنَّا نَصَلِّي فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَكُنَّا ثَوْبَانِ. فَقِيلَ لِعَمْرٍو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا تَفْضِي بَيْنَ هَذَيْنِ - وَهُوَ مَعَهُمْ - قَالَ: أَنَا مَعِي .

**فوائد:** ..... یہ احادیث دلیل ہے کہ بلا اختلاف ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور علماء کا اس مسئلہ پر

اجماع ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص دو کپڑوں کے حصول پر قادر نہیں ہو سکتا پھر اگر دو کپڑوں میں نماز واجب قرار دی جاتی تو جو شخص دو کپڑوں کی قدرت نہ رکھتا وہ ادائیگی نماز سے عاجز آجاتا اور اس میں فریضہ نماز بھی کی پابندی میں بھی کافی دشواری ہوتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس نے دینی معاملات میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ (سورۃ آل حج: ۸۷) نیز نبی ﷺ کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک وقت ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کپڑوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے اور ایک وقت کپڑوں کی دستیابی کے باوجود ایک کپڑے میں نماز پڑھنا بیان جواز کے لیے تھا۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک کپڑے میں اس لیے نماز پڑھی تاکہ جاہل اور گنوار لوگ دیکھیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ورنہ دو کپڑوں میں نماز افضل ہے۔ (شرح النووی: ۴ / ۲۳۰)

۲۵۴..... بَابُ الْمُخَالَفَةِ بَيْنَ طَرَفَيْ التَّوْبِ إِذَا صَلَّى الْمُصَلِّي فِي الرَّدَائِ  
الْوَّاحِدِ أَوْ الْبَازَارِ الْوَّاحِدِ

جب نمازی ایک چادر یا تہ بند میں نماز پڑھے تو کپڑے کے کناروں کو الٹنے کا بیان

۷۶۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ - ، ح وَحَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَيَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ ، وَحَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكَيْعٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، نَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ - يَعْنِي ابْنَ نَدْبَةَ - حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ .

” حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ نے اس کے کناروں کو الٹا کر (کنڈھوں پر) ڈال دیا تھا۔“

۲۵۵..... بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَّاحِدِ وَبِحَضْرَةِ الْمُصَلِّي

فِيَابُ لَهُ غَيْرِ التَّوْبِ الْوَّاحِدِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے حالانکہ نمازی کے پاس اس ایک کپڑے کے سوا جس میں وہ نماز پڑھ رہا ہو، دیگر کپڑے بھی موجود ہوں

(۷۶۱) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة في التوب الواحد، حديث: ۳۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة في التوب الواحد، حديث: ۵۱۷۔ سنن نسائی: ۷۶۵۔ مسند احمد: ۴ / ۲۶۔ مسند الحمیدی: ۵۷۱۔ من طرق عن هشام بن عروة بهذا الاسناد.

۷۶۲۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدِ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي.....

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں، اس کے کناروں کو الٹ کر اپنے کندھوں پر ڈالے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کے (دوسرے) کپڑے کھوٹی پر لٹکے ہوئے تھے۔“

**فوائد:**..... علماء بیان کرتے ہیں کہ ایک کپڑے کی صورت میں اسے کندھوں پر ڈالنے کی حکمت یہ کہ ازار بند لینے کے بعد اگر کندھوں پر کپڑا نہ ہو شرمگاہ کے کھلنے کا اندیشہ رہتا ہے، اس کے برعکس کندھوں پر کپڑا ہوا تو شرمگاہ کے کھلنے کا ڈر نہیں ہوتا۔ نیز اگر کندھوں سے گزار کر گردن کے پیچھے کپڑا نہ باندھا ہو تو دوران نماز ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں سے کپڑا پکڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کندھوں پر کپڑا نہ ڈالنے کی صورت میں بالائی بدن کا ستر اور موضع زینت بھی متروک رہتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

مالک، ابو حنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ یہ نئی تزیینی ہے، تحریمی نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ستر بند باندھ کر اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں تو کراہت کے باوجود اس کی نماز درست ہے، خواہ وہ کندھوں پر کپڑا ڈالنے پر قادر ہو یا نہ۔

اور احمد اور بعض سلف کا موقف ہے کہ اگر انسان کندھے پر کپڑا رکھنے کی قدرت رکھنے کے باوجود کندھے ننگے رکھے تو ظاہر احادیث کی رو سے اس کی نماز باطل ہے۔ (شرح النووی: ۴ / ۲۳۱)

موخر الذکر موقف راجح ہے۔

۲۵۶..... بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْعَاتِقَيْنِ إِذَا صَلَّى الْمُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ ضَيِّقٍ

جب نمازی ایک ہی تنگ تہبند میں نماز پڑھے تو تہبند کو کندھوں پر باندھنے کا بیان

۷۶۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو قُدَامَةَ، نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ.....

(۷۶۲) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد، حديث: ۵۱۸ / ۲۸۳ من طريق ابن وهب بهذا الأسناد، مسند احمد: ۲۹۳ / ۲۔ مسند عبد بن حميد: ۱۰۵۱۔ من طريق أبي الزبير به، صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب عقد الازار على الفقاء

في الصلاة: ۳۵۲۔ من طريق آخر عن جابر رضی اللہ عنہ۔

(۷۶۳) صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقا، حديث: ۳۶۲۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب امر النساء

المصليات وراء الرجال..... حديث: ۴۴۱۔ سنن ابى داود: ۶۳۵۔ سنن نسائي: ۷۶۷۔ مسند احمد: ۴۳۳ / ۳۔ من طريق سفیان

بهذا الاسناد.

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنے تہبند اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔ تو عورتوں کو کہا جاتا۔ جب تک مرد سیدھے بیٹھے نہ جائیں تو اپنے سر (سجدے سے) ہرگز نہ اٹھانا۔“ جناب سلم بن جنادہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ”تہبند کے تنگ اور مختصر ہونے کی وجہ سے (عورتوں کو سر جلدی نہ اٹھانے کا حکم دیا جاتا تھا۔)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، قَالَ : كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَاقِدِينَ أُرُرَهُمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصَّبِيَّانِ ، فَيَقَالُ لِلنِّسَاءِ : لَا تَرَفَعْنَ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرَّجَالُ جُلُوسًا . أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بِنَحْوِهِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، وَزَادَ ، قَالَ : مِنْ ضَيْقِ الْأُرْرِ .

۷۶۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ستر اصحاب صفہ میں سے ایک فرد تھا۔ ان میں سے کسی شخص پر (جسم کے بالائی حصے کو ڈھانپنے والی) چادر نہیں ہوتی تھی۔ یا دھاری دار اوڑھنی ہوتی یا کبیل وغیرہ ہوتا ہے جسے انہوں نے اپنی گردنوں میں باندھنا ہوتا تھا۔ ان میں سے بعض پنڈلی تک پہنچ جاتے اور بعض ٹخنوں تک پہنچ جاتے تو وہ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ اکٹھا کر لیتا، اس ڈر سے کہ کہیں اس کی شرم گاہ نہ نظر آجائے۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابو حازم مدنی کا نام سلمہ بن دینار ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابو حازم کا نام سلمان اشجعی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : كُنْتُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ ، إِلَّا بَرْدَةٌ أَوْ كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوهَا فِي أَعْنَاقِهِمْ . فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ السَّاقَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَبُو حَازِمٍ مَدَنِيٌّ ، اسْمُهُ سَلْمَةُ بْنُ دِينَارِ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَالَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَلْمَانُ الْأَشْجَعِيُّ .

**فوائد:**..... ۱۔ دوران نماز کھلا ایک کپڑا میسر ہو ایسے کندھوں سے مخالف سمت میں گزار کر گردن کے پیچھے باندھنا درست ہے۔ اس سے بہتر ستر پوشی ہوئی ہے اور شرم گاہ کے کھلنے کا خوف نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کپڑا تنگ ہو تو فقط تہبند

(۷۶۴) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب نوم الرجال فی المسجد، حدیث: ۴۴۲۔ من طریق محمد بن فضیل بهذا الاسناد، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۱۴۔ رقم الحدیث: ۳۱۹۲۔ صحیح ابن حبان: ۶۸۲۔ من طریق فضیل بہ۔

باندھنا کافی ہے۔

۲۔ عورتوں کو مردوں کے بعد ارکانِ نماز میں منتقل ہونا چاہیے بالخصوص جب مردوں کا لباس محدود اور اور مکمل ستر پوشی نہ ہو۔

۲۵۷..... بَابُ الرَّجْرِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ الْوَاسِعِ لَيْسَ

عَلَى عَاتِقِ الْمُصَلِّي مِنْهُ شَيْءٌ ، بِذِكْرِ خَيْرٍ مُجْمَلٍ غَيْرِ مُفَسَّرٍ .

مجمل غیر مفسر روایت کے ذکر کے ساتھ ایک ایسے کھلے کپڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

جس کا کوئی حصہ نمازی کے کندھے پر نہ ہو

۷۶۵۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ النَّجَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ، ح وَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ ، حَدَّثَنَا وَ كَيْعُ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ .....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس حال میں ایک ہی کپڑے میں ہرگز نماز نہ پڑھے کہ اس کا کوئی حصہ اس کے کندھے پر نہ ہو۔ جناب عبدالجبار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع یبلغ بہ .

حدیث بیان کرتے ہیں۔“

۲۵۸..... بَابُ ذِكْرِ الْخَيْرِ الْمُفَسَّرِ لِلْفُظَّةِ الْمُجْمَلَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا

اس مجمل روایت کی تفسیر کرنے والی روایت کا بیان جو میں نے بیان کی ہے

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الرَّجْرَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِ الْمُصَلِّي مِنْهُ شَيْءٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ وَاسِعًا . إِذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبَاحَ الصَّلَاةَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ الضَّيِّقِ إِذَا شَدَّهُ الْمُصَلِّي عَلَى حَقْوِهِ .

اور اس دلیل کا بیان کہ ایک کپڑے میں، جس کا کوئی حصہ نمازی کے کندھے پر نہ ہو، نماز کی ممانعت اس وقت ہے جب

(۷۶۵) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد، حديث: ۵۱۶۔ سنن ابی داؤد: ۶۲۶۔ سنن نسائی: ۷۶۷۔

مسند احمد: ۲/۲۴۳۔ مسند الحمیدی: ۹۶۲۔ من طریق سفیان بهذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب اذا صلى في

الثوب الواحد، حديث: ۳۵۹ من طریق ابی الزناد به.

کپڑا کھلا اور وسیع ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک تنگ کپڑے میں نماز پڑھنا جائز قرار دیا ہے جبکہ نمازی نے اسے اپنی کمر پر باندھ لیا ہو۔

۷۶۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَثْمَانَ الْبَكْرَاوِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَةَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ.....

”حضرت نافع کہتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا میں نے تمہیں دو کپڑے پہننے کے لیے نہیں دیے تھے؟ میں نے عرض کی: ضرور دیے تھے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں کسی کام کے لیے بھیجوں تو کیا تم ایک ہی کپڑے میں جاؤ گے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ تم اس کے لیے زیب و زینت اختیار کرو۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی شخص کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنی کمر کے ساتھ باندھ لے اور یہودیوں کی طرح اس میں نہ لپٹے۔“ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ روایت بھی مجمل اور غیر مفسر ہے۔ جس کپڑے کو نبی کریم ﷺ نے اپنی کمر کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا ہے وہ کھلے اور وسیع کی بجائے تنگ کپڑا ہے۔ اور ان دو مجمل حدیثوں کی تفسیر کرنے والی روایت درج ذیل ہے۔“

۷۶۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ، وَهُوَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا شَرِيحٌ عَنِ النَّعْمَانَ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ.....

(۷۶۶) اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقاً يزره، حدیث: ۶۳۵۔ مسند احمد: ۲/۱۴۸۔

مختصراً بذكر المرفوع فقط، وانظر: ۷۶۹۔

(۷۶۷) صحیح ابن حبان: ۲۳۰۲۔ من طریق ابن خزیمہ بهذا الاسناد، صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقاً،

حدیث: ۳۶۱۔ مسند احمد: ۳/۳۲۸۔ من طریق فلیح بہ۔

”حضرت سعید بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک جماعت جن کے نام انہوں نے لیے تھے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے، جس کے کناروں کو انہوں نے لٹا کیا ہوا تھا، نماز پڑھتے ہوئے پایا، جبکہ (بالائی حصے پر اوڑھنے والی) چادر ان کے قریب ہی رکھی تھی۔ اگر آپ اسے پکڑنا چاہتے تو پکڑ سکتے تھے۔ کہتے ہیں۔ پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو ہم نے ایک ہی کپڑے میں ان کی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ تم جیسے نادان مجھے دیکھ لیں، تاکہ جابر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی رخصت (لوگوں میں) پھیل جائے اور عام ہو جائے جو رخصت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر میں آپ کے ساتھ گیا۔ پس میں اپنے کسی کام کے لیے رات کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ میرے اوپر ایک ہی کپڑا تھا۔ جسے میں نے لپیٹا ہوا تھا تو میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: جابر! رات کے وقت کیسے آتا ہوا؟ تو میں نے آپ کو اپنی ضرورت و حاجت بتائی۔ پھر جب میں فارغ ہوا تو فرمایا: جابر! یہ چادر کیسے لپیٹی ہوئی ہے جسے میں نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: (میں نے یہ اس لیے کیا ہے کیونکہ) کپڑا ایک ہی تھا اور تنگ تھا۔ تو آپ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھو اور تمہارے جسم پر ایک ہی کپڑا ہو تو اگر وہ کھلا اور وسیع ہو تو اسی کو لپیٹ لو اور اگر وہ تنگ ہو تو اس کو تہبند بنا لو۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ أَتَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، هُوَ وَتَفَرَّقَ سَمَاهُمْ، فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَدْنَاهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَّحِفًا بِهِ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ وَرِدَاؤُهُ قَرِيبٌ مِنْهُ، لَوْ تَنَاوَلَهُ أَبْلَغَهُ، قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمَ، سَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. فَقَالَ: أَفْعَلُ هَذَا لِيَرَانِي الْحَمْفِيُّ أَمْثَالَكُمْ فَيَفْشُو عَنْ جَابِرٍ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنِّي خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُهُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَى ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ اشْتَمَلْتُ بِهِ، وَصَلَّيْتُ إِلَيْ جَنْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: مَا السُّرْيُ يَا جَابِرُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي. فَلَمَّا فَرَعْتُ، قَالَ: يَا جَابِرُ مَا هَذَا الْإِشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ؟ فَقُلْتُ: كَانَ ثَوْبًا وَاحِدًا ضَيِّقًا. فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتَ وَعَلَيْكَ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَاتَّحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ.

**فوائد:**..... ان احادیث کی وضاحت حدیث ۷۶۱ اور ۷۶۳ کے تحت ملاحظہ کریں۔

۲۵۹..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي بَعْضِ الثُّوبِ الْوَاحِدِ يَكُونُ

بَعْضُهُ عَلَى الْمُصَلِّيِّ وَبَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ

ایک کپڑے کے کچھ حصے میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

جبکہ اس کپڑے کا کچھ حصہ نمازی پر اور کچھ حصہ کسی دوسرے شخص پر ہو

۷۶۸۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ أَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ ، سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ.....

عَنْ مَيْمُونَةَ ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَيُصَلِّي وَمِرْطٌ ، عَلَى بَعْضِهِ وَعَلَيْهِ بَعْضٌ وَأَنَا حَائِضٌ . الْمِرْطُ: أَكْسِيَّةٌ مِنْ صُوفٍ .

” حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے جبکہ میرے اوپر ایک اوننی چادر ہوتی ، اس کا کچھ حصہ میرے اوپر ہوتا اور کچھ حصہ آپ پر ہوتا حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔“

المِرْطُ: اوننی چادر کو کہتے ہیں۔

**فوائد:**..... ۱۔ حائضہ عورت کے نمازی کے پہلو میں لیٹنے سے نماز باطل نہیں ہوتی، شافیہ اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ لیکن ابوحنیفہ ایسی نماز کو باطل قرار دیتے ہیں۔

۲۔ حائضہ کا لباس پاک ہے البتہ وہ حصہ جہاں حیض کا خون یا نجاست لگی ہو وہ نجس ہے۔

۳۔ حائضہ کے سامنے اور ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے، جس کا بعض حصہ نمازی پر اور بعض حصہ حائضہ عورت پر ہو۔ (شرح النووی: ۴/ ۲۲۹)

۲۶۰..... بَابُ ذِكْرِ اشْتِمَالِ الْمُنْهَى عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ تَشْبِيهَا بِفِعْلِ الْيَهُودِ

وَهُوَ تَجْلِيلُ الْبَدَنِ كُلِّهِ بِالثُّوبِ الْوَاحِدِ

نماز میں یہودیوں کے عمل کی مشابہت والے اشتمال کی ممانعت کا بیان اور وہ یہ ہے کہ

سارے بدن کو ایک کپڑے میں لپیٹ لیا جائے

۷۶۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ ، نَا سَعِيدٌ ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّعْفَرَانِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ.....

(۷۶۸) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب اذا اصاب ثوب المصلي امراته اذا سجد، حدیث: ۳۷۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، حدیث: ۵۱۳۔ سنن ابی داؤد: ۶۵۶۔ سنن ابن ماجہ: ۹۵۸۔ صحیح ابن حبان: ۲۳۲۳۔



عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيَشُدَّهُ عَلَى حَقْوِهِ وَلَا تَشْتَمِلُوا كَأَشْتِمَالِ الْيَهُودِ. هَذَا حَدِيثٌ ابْنِ أَبِي صَفْوَانَ .

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنی کمر پر باندھ لے، اور یہودیوں کے لپٹنے کی طرح مت لپٹا کرو۔“ یہ ابن ابوصفوان کی حدیث ہے۔“

### ۲۶۱..... بَابُ اشْتِمَالِ الْمُبَاحِ فِي الصَّلَاةِ

#### نماز میں جائز اشتمال کا بیان

وَهُوَ عَقْدُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى الْعَاتِقِ ، إِذَا كَانَ الثَّوْبُ وَاسِعًا يُمَكِّنُ عَقْدُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى الْعَاتِقِ فَيَسْتُرُ الْعَوْرَةَ ، بِذِكْرِ خَبَرٍ مُخْتَصِرٍ غَيْرِ مُتَّفَعٍ .

وہ یہ ہے کہ کپڑے کے دونوں کناروں کو کندھے پر باندھ لیا جائے جبکہ وسیع اور کشادہ ہو اور اس کے کناروں کو دونوں

کندھوں پر باندھنا ممکن ہو جس سے شرم گاہ کا پردہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں مختصر غیر مفصل روایت کا بیان

۷۷۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ ، نَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ مُشْتَمَلٍ بِهِ .

”حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھی۔“

### ۲۶۲..... بَابُ ذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُتَقَصِّي الْمَفْسَرِ لِلْفُظَّةِ الْمُخْتَصِرَةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا قَبْلُ

#### وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْأَشْتِمَالَ الْمُبَاحَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى الْعَاتِقَيْنِ

اس مختصر روایت کی تفصیل بیان کرنے والی مفسر روایت کا ذکر جو میں نے اس سے پہلے بیان کی ہے اور اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں جائز اشتمال یہ ہے کہ کپڑے کے دونوں کناروں

کو دونوں کندھوں پر ڈال لیا جائے

۷۷۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ ، نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ

(۷۶۹) اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقا يتزره، حدیث: ۷۶۹۔ مسند احمد: ۱۴۸/۲۔

وانظر ۷۶۶.

(۷۷۰) تقدم برقم: ۷۶۱.

عَنْ أَبِيهِ.....

”حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں لپیٹھوئے اس کے دونوں کناروں کو اپنے دونوں کندھوں پر ڈال کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اگر نماز کے لیے ایک چھوٹا کپڑا میسر ہے، جسے پورے جسم پر لپیٹنا ناممکن ہو تو اس کا تہبند باندھنا

کافی ہے خواہ کندھے ننگے ہی رہیں۔

۲۔ اگر کشادہ کپڑا میسر ہو تو اسے پورے بدن پر لپیٹنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے کنارے کندھوں پر مختلف ہوں۔

۳۔ اِشْتِمَالُ الْيَهُودِ سے مراد یہ ہے کہ جسم پر کپڑا اس طریقے سے لپیٹا گیا ہو کہ ہاتھ باہر نہ رہیں اور انسان مقید ہو کر رہ جائے۔ نماز میں یہ صورت مکروہ ہے۔

۲۶۳..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سدل (کپڑا لگانے) کے منع ہونے کا بیان

۷۷۲۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى ، نَا عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ عَطَاءٍ.....

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کپڑا لگانے اور یہ کہ آدی (نماز میں) اپنا منہ ڈھانپ لے، سے منع کیا ہے۔“

۲۶۴..... بَابُ إِجَازَةِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُخَالِطُهُ الْحَرِيرُ

ایسے کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے جس میں ریشم کی ملاوٹ ہو

۷۷۳۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ الشَّيْبَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.....

(۷۷۱) تقدم تحريجه برقم: ۷۶۱.

(۷۷۲) حسن، سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب السدل في الصلاة، حديث: ۶۴۳۔ صحیح ابن حبان: ۲۳۵۳۔ من طریق ابن

المبارك بهذا الاسناد، سنن ترمذی: ۳۷۸۔ سنن الدارمی: ۱۳۷۹۔ مسند احمد: ۲/۲۹۵۔ من طریق عطاء به.

(۷۷۳) اسنادہ صحیح، دیکھیے اگلی حدیث۔

نماز میں لباس کے متعلق ابواب

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشمی قبا میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے اسے بلاتا خیر اتار دیا۔“ ہمیں شیبانی نے اسی طرح روایت کیا ہے اور عن عمر کہا ہے اور یہ وہم ہے“

”امام صاحب اپنے اساتذہ کرام جناب بندار اور ابو موسیٰ کی سند سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ریشمی قبا میں نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا۔“ دونوں اساتذہ کرام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہی صحیح ہے۔ اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر وہم ہے۔ بلاشبہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔“

عَنْ عُمَرَ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي فُرُوجٍ مِنْ حَرِيرٍ ثُمَّ لَمْ يَلْبَسْ أَنْ نَزَعَهُ . هَكَذَا حَدَّثَنَا بِهِ الشَّيْبَانِيُّ ، قَالَ: عَنْ عُمَرَ وَهُوَ وَهُمْ .

۷۷۴۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا بِهِ بِنْدَارٌ وَ أَبُو مُوسَى ، قَالَا: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَمْ يَذْكُرَا عُمَرَ . هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ ، وَ ذَكَرَ عُمَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَهُمْ . وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ ، وَ ذَكَرَ عُمَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَهُمْ . وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

### ۲۶۵..... بَابُ نَفْيِ قَبُولِ صَلَاةِ الْحُرَّةِ الْمُدْرِكَةِ بِغَيْرِ خِمَارٍ

بالغ آزاد عورت کی نماز دوپٹے کے بغیر قبول نہ ہونے کا بیان

۷۷۵۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو الْوَلِيدِ وَ الْحَجَّاجُ بْنُ الْمُنْهَالِ ، قَالَا ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ الْحَارِثِ .....

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔“ جناب بندار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: کسی عورت کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ نماز ادا کرے..... (یعنی

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ امْرَأَةٍ قَدْ حَاصَتْ إِلَّا بِخِمَارٍ . أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، حَدَّثَنَا بِنْدَارٌ ، نَا يَحْيَى ، نَا

(۷۷۴) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب من صلی فی فروج الحریر، حدیث: ۳۷۵۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم

لبس الحریر وغیر ذلک للرجال، حدیث: ۲۰۷۵۔ سنن نسائی: ۷۷۱۔ مسند احمد: ۴/ ۱۵۰۔ من طریق یزید بهذا الاسناد.

(۷۷۵) اسناد صحیح، سنن ابن داود، کتاب الصلاة، باب المرأة تصلی بغیر خمار، حدیث: ۶۴۱۔ من طریق الحجاج بهذا الاسناد،

سنن ترمذی: ۳۷۷۔ سنن ابن ماجہ: ۶۵۵۔ مسند احمد: ۶/ ۲۱۸، ۱۵۰۔ من طریق حماد بہ.

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: لَا يَنْبَغِي لِامْرَأَةٍ أَنْ تَصَلِّيَ . . . قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ الْخَرَّاطُ .

دو پٹے کے بغیر) امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حمید بن عبد اللہ سے مراد الخراط ہیں۔

**فوائد:**..... یہ حدیث دلیل ہے کہ دوران نماز عورت کا سر ڈھانپنا واجب ہے، خواہ وہ تنہائی میں نماز پڑھ رہی ہو جہاں اس پر کسی کی نظر بند پڑتی ہو۔ یہ سر چھپانا پردے کے لیے نہیں کیونکہ محرم رشتہ داروں سے سر چھپانا فرض نہیں۔ عورت کا ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ مرد کے یہ حکم نہیں، وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے، تاہم مرد کے لیے بھی عادتاً ننگے سر رہنا ناپسندیدہ امر ہے۔

۲۶۶..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ الرَّجُلُ فِيهِ أَهْلَهُ

اس کپڑے میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان جس میں آدمی نے اپنے بیوی سے صحبت کی ہو

۷۷۶۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو وَابْنُ لَهَيْعَةَ وَاللَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ ، أَخْبَرَنَا أَبِي وَشُعَيْبٌ قَالَا ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، وَحَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزْرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ خَدِيجٍ ، قَالَ ، سَمِعْتُ.....

”حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں آپ نے ان سے صحبت کی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں جب آپ اس میں کوئی نجاست نہ دیکھتے (تو نماز ادا کر لیتے تھے) جناب ابن اسحاق کی روایت میں ہے: ”اس کپڑے میں جس میں آپ تمہارے ساتھ لیٹے تھے (اس میں نماز پڑھ لیتے تھے؟)“

فِيهِ ؟

(۷۷۶) اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الذی یصیب اہلہ فیہ، حدیث: ۳۶۶۔ سنن نسائی:

۲۹۵۔ سنن ابن ماجہ: ۵۴۰۔ سنن الدارمی: ۱۳۸۳۔ مسند احمد: ۶/۴۶۶۔ من طریق الیث بہذا الاسناد.

۲۶۷..... بَابُ الْأَمْرِ بِبِرِّ الْقَمِيصِ وَالْجَبَّةِ إِذَا صَلَّى الْمُصَلِّي فِي أَحَدِهِمَا  
لَا تَوْبَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ

قمیص اور جبے کو بٹن لگانے کے حکم کا بیان، جب کہ نمازی ان میں سے کسی ایک میں نماز پڑھے  
اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو

۷۷۷- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ  
مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ: سَمِعْتُ.....

”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض  
کی: اے اللہ کے رسول ﷺ میں شکار کے لیے نکلا ہوتا  
ہوں تو نماز کا وقت ہو جاتا ہے جبکہ میرے اوپر ایک قمیص ہی  
ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے باندھ لیا کرو اگرچہ کانٹے  
کے ساتھ ہی باندھنا پڑے۔“

۷۷۸- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمِيٍّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الْمَدِينِيُّ ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ.....

”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی  
کریم ﷺ سے سوال کیا، میں نے عرض کی: میں شکار کے  
لیے گیا ہوتا ہوں اور میرے اوپر صرف ایک قمیص یا ایک جبہ ہوتا  
ہے، کیا میں اسے باندھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ  
کانٹے کے ساتھ ہی باندھ لو۔“ ایک مرتبہ فرمایا: اسے بٹن لگا لو  
(باندھ لو) اگرچہ کانٹے کے ساتھ ہی ہو۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں: موسیٰ بن ابراہیم سے مراد ابن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن  
ابن ربیعہ ہے۔ عطف بن خالد نے اسی طرح ان کا نسب بیان  
کیا ہے۔ جبکہ میرے خیال میں ان کا نسب اس طرح ہے:

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قُلْتُ: أَكُونُ فِي  
الصَّيْدِ وَلَيْسَ عَلَيَّ إِلَّا الْقَمِيصُ وَاحِدًا أَوْ جُبَّةً  
وَاحِدَةً ، فَأَزْرُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ ، وَلَوْ بِشَوْكَةٍ . قَالَ  
مَرَّةً ، فَقَالَ: زَرُهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ . قَالَ أَبُو بَكْرٍ:  
مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ هَذَا هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ هَكَذَا نَسَبُهُ  
عَطَافُ بْنُ خَالِدٍ وَأَنَا أَظُنُّهُ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرِ بْنِ

(۷۷۷) صحیح، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الرجل یصلی فی قمیص واحد، حدیث: ۶۳۲۔ من طریق عبدالعزیز بھذا

الاسناد، سنن نسائی: ۷۶۶۔ مسند احمد: ۴/۴۹۔ من طریق موسیٰ بن ابراہیم بہ۔

(۷۷۸) اسنادہ صحیح، انظر الحدیث السابق

ابن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبد الرحمان بن معمر بن ابی ربیعہ، ان کے والد ابراہیم وہ ہیں جنہیں شرحبیل بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ابراہیم بن عبد اللہ بن عبد الرحمان بن معمر بن ابی ربیعہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک لمبی حدیث میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

طَوِيلُ ذَكَرَهُ .

**فوائد:** ..... ۱۔ طیبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب قمیض کا چاک زیادہ کھلا ہو، جس سے شرمگاہ ظاہر ہوتی ہو، اسے دوران نماز بٹن وغیرہ سے بند کرنا لازم ہے، تاکہ اس کی شرمگاہ ظاہر نہ ہو۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۲۲)

۲۔ ابن قدامہ حنبلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اگر کوئی شخص کھلے گریبان والی قمیض میں نماز پڑھے کہ رکوع یا سجدہ میں اسے شرمگاہ دکھائی دے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ (المغنی لابن قدامہ: ۳/ ۱۸)

۲۶۸..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ مَحْلُولُ الْأَرْزَارِ إِذَا كَانَ

عَلَى الْمُصَلِّيِ أَكْثَرُ مِنْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

جب نمازی پر ایک سے زائد کپڑے ہوں تو بٹن کھول کر نماز پڑھنے کی رخصت ہے

۷۷۹۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحِ الشَّقْفِيِّ ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا.....

”حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بٹن کھول کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

۷۸۰۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: بِهَذَا مِثْلَهُ: غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ: فَسَأَلْتُهُ . وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيَ مَحْلُولُ الْأَرْزَارِ .

(۷۷۹) اسنادہ ضعیف، اس کی سند زہیر بن محمد خراسانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۷۸۰) ضعیف، انظر الحديث السابق.

## ۲۶۹..... بَابُ التَّغْلِيظِ فِي إِسْبَالِ الْأَزْرِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں تہبند کو لٹکانا سخت منع ہے

۷۸۱۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفِ الْحَدَّادِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ، نَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ.....  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى صَلَاةِ رَجُلٍ يُجْرُ إِزَارَهُ بَطْرًا. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَدْ اخْتَلَفُوا فِي هَذَا الْإِسْنَادِ. قَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، خَرَجَتْ هَذَا الْبَابِ فِي كِتَابِ الْبِئْسِ .

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو تکبر و غرور کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہے۔“ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں راویوں کا اختلاف ہے بعض نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی بجائے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ میں نے یہ باب کتاب اللباس میں بیان کر دیا ہے۔“

## ۲۷۰..... بَابُ الزَّجْرِ عَنِ كَفِّ الْيَابِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کپڑے سمیٹنے کی ممانعت کا بیان

۷۸۲۔ أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذِ الْعَقْدِيِّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ.....  
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا أَكْفُ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ میں اپنے بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔“

**فوائد:**..... ۱۔ اس حدیث کی رو سے نماز میں بال اور کپڑے لپیٹنا مکروہ فعل ہے۔ (المغنی: ۳ / ۱۲۲)

## ۲۷۱..... بَابُ الرُّحْصَةِ فِي الصَّلَاةِ فِي ثِيَابِ الْأَطْفَالِ مَا لَمْ تَعْلَمْ نَجَاسَةَ أَصَابَتِهَا

بچوں کے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان جن میں نجاست لگنے کا علم نہ ہو  
 إِذْ فِي حَمْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتُ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ ثِيَابَهَا لَوْ كَانَتْ الصَّلَاةُ لَا تُجْزَى فِيهَا لَمْ يَحْمِلْهَا. إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ ثِيَابِ النَّجِسِ وَبَيْنَ حَمْلِهَا فِي الصَّلَاةِ.

(۷۸۱) مسند احمد: ۲ / ۶۹۔ اس میں ”الصلاة“ کا لفظ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۷۸۲) تقدم تحريجه برقم: ۶۳۲ .

نماز میں لباس کے متعلق ابواب

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا حضرت زینب کی بیٹی (امامہ کو نماز میں) اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر بچوں کے کپڑوں میں نماز پڑھنا درست نہ ہوتا تو آپ سے نہ اٹھاتے کیونکہ نجس کپڑا پہننے اور نماز میں اسے اٹھانے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

۷۸۳۔ اَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، اَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ، وَعَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ .....  
 عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْمِلُ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.  
 ” حضرت ابو قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو العاص کی بیٹی (یعنی اپنی نواسی) کو نماز میں اپنی گردن پر بیٹھا لیا کرتے تھے، پھر جب آپ سجدہ کرتے تو اسے (زمین پر) رکھ دیتے اور جب آپ کھڑے ہوئے تو اسے اٹھا لیتے۔“

۷۸۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، قَالَ وَحَدَّثَنَا بِهِ الدَّورَقِيُّ: بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، قَالَ: وَهُوَ يَحْمِلُ بِنْتَ زَيْنَبَ عَلَى عُنُقِهِ فَيَوْمُ النَّاسِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا ، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.  
 امام صاحب جناب الدورقی کی سند سے روایت کرتے ہیں: ”اور آپ حضرت زینب کی بیٹی کو اپنی گردن پر بیٹھائے لوگوں کی امامت کرواتے، پھر جب رکوع کرتے تو اسے بیٹھا دیتے، اور جب آپ کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔“

**فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ جو شخص دوران نماز کسی انسان یا پاک جاندار مثلاً کسی پرندے یا بکری وغیرہ کو اٹھالے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

۲۔ جب تک بچوں کے کپڑوں اور ابدان کی نجاست ثابت نہ ہو ان کے کپڑوں اور ابدان کی طہارت باقی رہتی ہے۔  
 ۳۔ نماز میں عمل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی، اور نمازی سے اگر وقفہ وقفہ سے کثیر افعال سرزد ہوں تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔

۴۔ ان احادیث میں بچوں اور کمزور و ناتواں لوگوں سے عاجزی اختیار کرنا اور ان سے نرمی و ملامت اختیار کرنے کا بیان ہے۔ (شرح النووی: ۳۰/۵)

(۷۸۳) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب اذا حمل جارية صغيرة، حدیث: ۵۱۶، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، حدیث: ۵۴۳۔ سنن ابی داؤد: ۹۱۷۔ سنن نسائی: ۷۱۲۔ مستند احمد: ۳۱۰/۵۔ من طرق عن عمرو بن سليم بهذا الاسناد.

(۷۸۴) انظر الحديث السابق.



۲۷۲..... بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُصَلِّيَ إِذَا أَصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ  
وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ لَا يَعْلَمُ بِهَا لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ.

اس بات کی دلیل کا بیان کہ جب نمازی کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے  
اور وہ اس سے بے خبر نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی

۷۸۵- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا بُنْدَارٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ  
، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ.....

” حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ رہے تھے اور آپ کے ارد گرد چند  
قریشی بیٹھے تھے، جب عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھری لے  
کر آیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال دیا، تو آپ اپنا سر  
مبارک اٹھانہ سکے، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اسے  
آپ کی کمر سے اتارا اور اس برے کام کے کرنے والے پر بد  
دعا کی۔ آپ نے یہ بد دعا کی: ”اے اللہ! قریش کی اس  
جماعت ابو جہل بن ہشام، عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ  
بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف، امام شعبہ کو شک  
ہے، کو (اپنے دردناک عذاب کے ساتھ) پکڑ لے، حضرت  
عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے ان قریش سرداروں کو دیکھا کہ  
وہ بدر والے دن قتل کر دیے گئے اور ایک کنویں میں پھینک  
دیے گئے، سوائے امیہ یا ابی کے کہ اس کے جوڑ ٹکڑے ٹکڑے  
ہو گئے تھے تو اسے کنویں میں نہ پھینکا گیا۔“

۷۸۶- أَنَا أَبُو طَاهِرٍ ، نَا أَبُو بَكْرٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ ، نَا حَفْصٌ ، حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ  
عَنْ أَبِي نَعَامَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.....

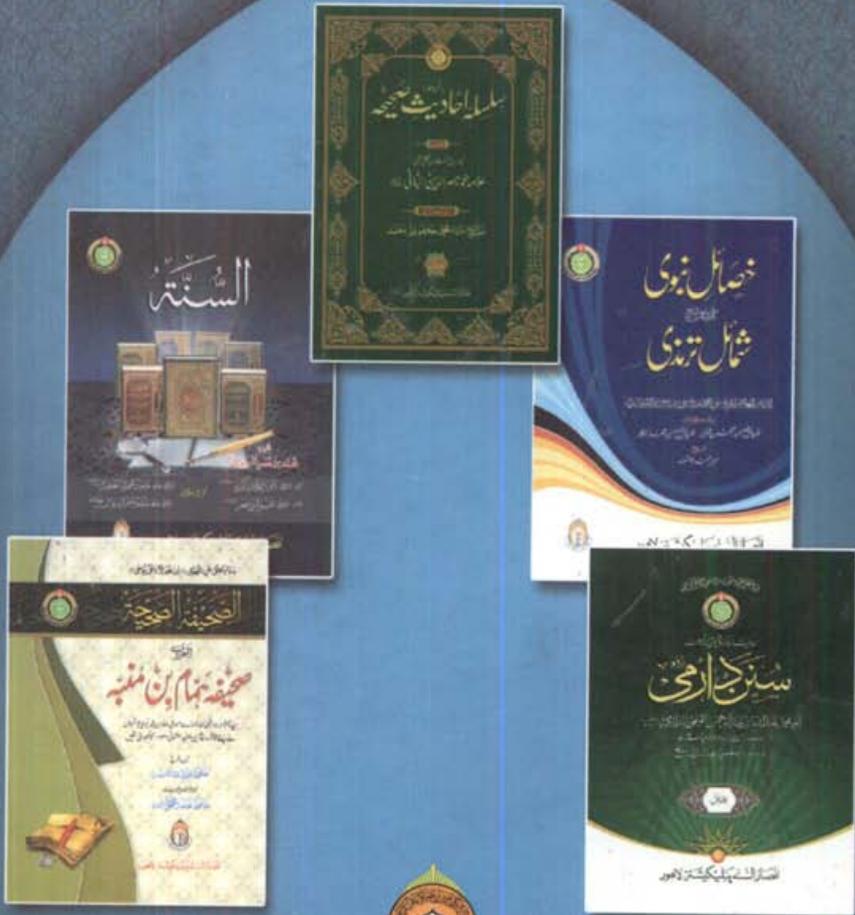
(۷۸۵) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بحکمة، حدیث: ۳۸۵۴۔ صحیح  
مسلم، کتاب الجہاد، باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین والمنافقین، حدیث: ۱۰۸ / ۱۷۹۴۔ من طریق بندار محمد بن بشار  
بهذا الاسناد، مسند احمد: ۱ / ۳۹۳۔ سنن نسائی: ۳۰۸۔

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نے اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ دیے۔ جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جوتے اتار دیے ہیں تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو انہیں فرمایا: تمہیں کیا ہوا تھا کہ تم نے اپنے جوتے اتار دیے تھے؟ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول، ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتار دیے ہیں تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ تو آپ نے فرمایا: (میں نے تو اس لیے اتارے تھے) کہ میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا تو اس نے مجھے بتایا کہ میرے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے، تو میں نے انہیں اتار دیا۔ لہذا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ (جوتے) دیکھ لے، اگر وہ اپنے جوتوں میں گندگی دیکھے تو انہیں زمین کے ساتھ رگڑ لے، پھر انہیں پہن کر نماز پڑھ لے۔“

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ ، خَلَعُوا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا انْفَتَلَ ، قَالَ لَهُمْ: مَا شَأْنُكُمْ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ فَخَلَعْنَا نِعَالَنَا . فَقَالَ: أَتَانِي آيَةٌ فَحَدَّثَنِي أَنَّ فِي نَعْلِيَّ أَدْوَى فَخَلَعْتُهُمَا ، فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ ، فَإِذَا رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَدْرًا فَلْيَمْسَحْهُمَا بِالْأَرْضِ ثُمَّ يَصَلِّ فِيهِمَا .

- فوائد:** ..... ۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ اگر کپڑوں یا جسم پر نجاست لگی ہو اور انسان اس سے بے خبر ہو تو اس کی نماز درست ہے، البتہ نجاست کا علم ہونے پر اسے زائل کرنا لازم ہے اس صورت میں اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔
- ۲۔ نجاست کا علم ہونے پر دوران نماز اسے زائل کرنا لازم ہے، اگر نماز میں نجاست کا ازالہ ناممکن ہو تو نماز تو ذکر اسے زائل کیا جائے۔ کیونکہ صحت نماز کے لیے لباس و بدن کا ظاہر ہونا شرط ہے۔
- ۳۔ جوتے کا تلو اگر سیدھا ہو تو اسے زمین پر رگڑ لینے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ جوتوں سمیت نماز پڑھنے کے لیے ان کا نیا ہونا ضروری نہیں۔ تاہم اس بات کا لحاظ بھی رکھا جائے کہ مسجد کو صاف رکھنا بھی ضروری ہے۔
- نوٹ:** ..... اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نبی ﷺ کو مخفی امور کی اطلاع تب ہوتی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی جاتی۔

(۷۸۶) اسناد حسن، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی النعل، حدیث: ۶۵۰۔ مسند احمد: ۳/۹۳، ۲۰۔ سنن الدارمی: ۱۳۷۸۔ صحیح ابن حبان: ۲۱۸۲۔ من طریق ابی نعامة بنہما، الاسناد، وانظر رقم الحدیث: ۱۰۱۷۔



انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور

اسلامی اکادمی

انفنل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور فون: 042-37357587